3

اردو زبان میں اپنی نوعیت
کی منفرد اور اولین کاوش

الفتح الربانی

فقہی ترتیب

مسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام، صاحب المذہب، شیخ السنۃ، امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الائمۃ

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

- مولانا عباس انجم گوندلوی
- پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
- ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ
شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معززقارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ’’پی ڈی یف ‘‘کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اوران کتب کو تجارتی یادیگرمادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی ، قانونی وشرعی جرم ہے۔

* * *

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

www.minhajusunat.com

اُردو زبان میں اپنی نوعیّت کی منفرد اور اوّلین کاوش
سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

الفتح الربّانی

3

فقہی ترتیب

مسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذهب شیخ السّنّة امام اهل الحدیث وصاحب المنّة علی الامّة

ابو عبد اللہ احمد بن محمّد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

❖ مولانا عبّاس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمّد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح
❖ ابو القاسم محمّد محفوظ اعوان

تقریظ
❖ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظرثانی
❖ حافظ عبد اللہ رفیق

دار العلم
ممبئی

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 270

نام کتاب : مسند امام احمد حنبل

تالیف : ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ : شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی
سعید مجتبیٰ سعیدی، ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

جلد : 3

ناشر : دارالعلم، ممبئی

طابع : محمد اکرم مختار

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۶ء

دارالعلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست مضامین

(۱) أَبْوَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ	یہ باب نماز تراویح کی فضیلت کے بارے میں ہے	
❀ ......بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَنَّهَا سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ	اور اس بارے میں کہ نماز تراویح سنت ہے واجب نہیں ہے -	21
❀ ......بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَبَبِهَا وَجَوَازِ فِعْلِهَا جَمَاعَةً فِي الْمَسْجِدِ	نماز تراویح کے سبب اور اس کا مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے جواز کا بیان	22
❀ ......بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ أَنَّ فِعْلَهَا فِي الْبَيْتِ أَفْضَلُ	اس کی دلیل کا بیان، جو یہ کہتا ہے کہ گھر میں تراویح ادا کرنا افضل ہے	30
❀ ......بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ أَنَّهَا ثَمَانِ رَكْعَاتٍ غَيْرَ الْوِتْرِ	اس کی دلیل کا بیان جو یہ کہتا ہے کہ وتر کے علاوہ نماز تراویح آٹھ رکعت ہے	31
أَبْوَابُ صَلَاةِ الضُّحٰى	چاشت کی نماز کے بارے میں ابواب	
❀ ......بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا وَ حُكْمِهَا	صلوٰۃ الضحیٰ کی فضیلت اور اس کے حکم کا بیان	41
❀ ......بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِهَا وَجَوَازِ فِعْلِهَا جَمَاعَةً	صلوٰۃ الضحیٰ کے وقت اور اس کے باجماعت ادا کرنے کے جواز کے بارے میں بیان	44
❀ ......بَابُ اِخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ فِيْهَا وَفِيْهِ فُصُوْلٌ	صلوٰۃ الضحیٰ میں صحابہ کے اختلاف کا بیان، اس میں کئی فصلیں ہیں	46
اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِيْمَا رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِيْ ذٰلِكَ	فصل اول: ان روایات کے بارے میں جو اس ضمن صحابہ سے مروی ہیں	46
الفصل الثانی فیما روی عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ فی ذلك	(فصل ثانی) ان روایات کے بارے میں جو اس مسئلے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہیں	49
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْمَا رُوِيَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا	(فصل ثالث) ان روایات کے بارے میں جو اس مسئلہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں	50
❀ ......بَابُ الصَّلَاةِ عَقِبَ الطُّهُوْرِ	وضو کے بعد نماز پڑھنے کا بیان	52
❀ ......بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ	تحیۃ المسجد کا بیان	54
❀ ......بَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِخَارَةِ	نماز استخارہ کا بیان	55

فَصلٌ فِي الْاِسْتِخَارَةِ لِمَنْ يُرِيْدُ الزَّوَاجَ

أَبْوَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ وَآدَابِهِ وَأَذْكَارِهِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

❀ ...... بَابُ فَضْلِ السَّفَرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَشَيْءٍ مِنْ آدَابِهِ

❀ ...... بَابُ أَفْضَلِ الْأَيَّامِ لِلسَّفَرِ وَتَوْدِيعِ الْمُسَافِرِ وَإِيْصَائِهِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

❀ ...... بَابُ اِتِّخَاذِ الرَّفِيْقِ فِي السَّفَرِ وَسَبَبِهِ

❀ ...... بَابُ مَا يَقُوْلُهُ الْمُسَافِرُ عِنْدَ رُكُوْبِ دَابَّةٍ وَعِنْدَ عَثْرَتِهَا وَمَا جَاءَ فِي الْاِرْتِدَافِ

❀ ...... اَلنَّهْيُ عَنِ السَّفَرِ بِالْمُصْحَفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

❀ ...... بَابُ أَذْكَارٍ يَقُوْلُهَا الْمُسَافِرُ عِنْدَ إِرَادَةِ السَّفَرِ وَفِي أَثْنَائِهِ عِنْدَ النُّزُوْلِ وَعِنْدَ الرُّجُوْعِ إِلَى وَطَنِهِ

❀ ...... بَابُ آدَابِ رُجُوْعِ الْمُسَافِرِ وَعَدَمِ طُرُوْقِهِ أَهْلَهُ لَيْلًا وَصَلَاةِ رَكْعَتَيْنِ

❀ ...... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَى الْمُغِيْبَةِ مُنْفَرِدًا وَسَبَبِ ذٰلِكَ وَوَعِيْدِ مَنْ فَعَلَهُ

❀ ...... بَابُ سَفَرِ النِّسَاءِ وَالرِّفْقِ بِهِنَّ وَالْأَقْرَاعِ بَيْنَهُنَّ لِأَجْلِ السَّفَرِ وَعَدَمِ سَفَرِهِنَّ بِدُوْنِ مَحْرَمٍ

❀ ...... بَابُ اِفْتِرَاضِ صَلَاةِ السَّفَرِ وَحُكْمِهَا

❀ ...... بَابُ مَسَافَةِ الْقَصْرِ وَحُكْمِ مَنْ نَزَلَ بِبَلَدٍ فَنَوَى الْإِقَامَةَ فِيْهِ وَإِتْمَامِ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدَى بِمُقِيْمٍ وَهَلْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ بِمِنًى أَهْلُ مَكَّةَ

جو شخص شادی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے استخارہ کرنے کے بیان میں فصل ---------- 57

سفر کی نماز، آداب اوراذکار اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

سفر کی فضیلت، اس پر آمادہ کرنے اور اس کے بعض آداب کا بیان ---------- 58

سفر کے لیے افضل دن اور مسافر کو الوداع کہنے اور اس کو وصیت کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان ---------- 62

سفر میں ساتھی بنانے اور اس کے سبب کا بیان ---------- 64

سواری پر سوار ہوتے وقت اور اس کو ٹھوکر لگتے وقت کیا کہنا چاہیے اور نیز سواری پر ردیف بنانے کے بارے میں بیان ---------- 69

دشمن کے علاقے کی طرف سفر کرتے وقت مصحف (قرآن مجید) ساتھ لے جانے کی ممانعت کا بیان ---------- 75

ان اذکار کا بیان، جو مسافر سفر کے ارادے کے وقت، دورانِ سفر کہیں اترتے وقت اور اپنے وطن کو واپس ہوتے ہوئے کہتا ہے ---------- 76

مسافر کے سفر سے لوٹنے کے آداب اور اس کا رات کے وقت گھر میں واپس نہ آنا اور (واپس آکر) دو رکعتیں پڑھنے کا بیان -- 80

جس عورت کا خاوند غائب ہو، اس پر (مرد) کے داخل ہونے کی ممانعت اس کا سبب اور ایسا کرنے والے کی وعید کا بیان --- 84

عورتوں کے سفر کرنے، ان کے ساتھ نرمی کرنے، سفر کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کرنے اور محرم کے بغیر ان کا سفر نہ کرنے کا بیان ---------- 86

سفری نماز کے تقرر اور اس کے حکم کا بیان ---------- 90

قصر کی مسافت اور کسی شہر میں اقامت کی نیت سے ٹھہرنے والے کے حکم کا بیان مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا اور کیا اہل مکہ منیٰ میں قصر نماز پڑھیں گے ---------- 96

❀ ......بَابُ مُدَّةِ الْقَصْرِ وَمَتٰى يَتِمُّ الْمُسَافِرُ وَحُكْمِ مَنْ لَّمْ يُجْمِعْ إِقَامَةً	قصر نماز کی مدت، مسافر کب پوری نماز ادا کرے گا اور اقامت کی نیت نہ کرنے والے کا حکم، ان سب امور کا بیان	106
❀ ......بَابُ مَنِ اجْتَازَ بِبَلَدٍ فَتَزَوَّجَ فِيْهِ أَوْ كَانَ لَدَيْهِ زَوْجَةٌ فَلْيُتِمَّ	اس شخص کا بیان جو کسی شہر میں آتا ہے اور وہاں پر شادی کر لیتا ہے یا اس کی بیوی اس شہر کی رہنے والی ہے تو جب وہ وہاں آئے تو نماز پوری پڑھے گا	111

أَبْوَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ
دو نمازوں کو جمع کرنا

❀ ......بَابُ مَشْرُوْعِيَّتِهِ فِي السَّفَرِ	سفر میں نمازوں کو جمع کرنے کی مشروعیت	111
❀ ......بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ فِيْ وَقْتِ أَحَدِهِمَا وَفِيْهِ فُصُوْلٌ	سفر میں دو نمازوں کو کسی ایک کے وقت میں جمع کرنے کا بیان اس میں کئی فصلیں ہیں	116
اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ تَقْدِيْمًا وَتَأْخِيْرًا	فصل اول: ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو تقدیم وتاخیر کے ساتھ جمع کر کے ادا کرنا	116
اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ: فِيْمَا رُوِيَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ	فصل دوم: ظہر وعصر کو جمع کر کے ادا کرنے کا بیان	117
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِيْمَا رُوِيَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ	فصل سوم: مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا کرنے کا بیان	119
❀ ......بَابُ جَمْعِ الْمُقِيْمِ لِمَطَرٍ أَوْ غَيْرِهٖ	مقیم آدمی کا بارش وغیرہ کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنے کا بیان	123
❀ ......بَابُ الْجَمْعِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ مِنْ غَيْرِ صَلَاةِ تَطَوُّعٍ بَيْنَ الْمَجْمُوْعَتَيْنِ	دو نمازوں کے درمیان نفلی نماز کے بغیر ایک اذان اور اقامت سے جمع کرنے کا بیان	126
❀ ......بَابُ حُكْمِ صَلَاةِ الرَّوَاتِبِ فِي السَّفَرِ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ	سفر میں سنن مؤکدہ کا حکم اور اس کی فصلیں ہیں	129
اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ: فِيْمَا رُوِيَ فِعْلُهَا فِي السَّفَرِ	فصل اول: سفر میں ان کی ادائیگی کے بارے میں روایات	129
اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِي اِسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الْوِتْرِ وَالتَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ	فصل دوم: سفر میں رات کو وتر اور تہجد کی نماز مستحب ہونے کا بیان	131
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِيْمَا رُوِيَ عَدَمُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ	فصل سوم: ان روایات کے بارے میں، جن میں سفر میں نفلی نماز نہ پڑھنا روایت کیا گیا ہے	133

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمَرِيضِ وَصَلَاةِ الْقَاعِدِ	**مریض کی نماز اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ابواب**
❀ بَابُ مَنْ لَمْ يَقْدِرْ لِمَرَضٍ أَوْ نَحْوِهِ يُصَلِّي كَيْفَمَا يَسْتَطِيعُ وَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ الْقَائِمِ	یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو بیماری وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہونے پر قدرت نہیں رکھتا، وہ جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے، اس کو کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والے کی طرح اجر ملے گا ----- 134
❀ بَابُ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ بِمَشَقَّةٍ فِي الْفَرْضِ أَوِ النَّفْلِ وَصَلَّى قَاعِدًا فَصَلَاتُهُ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ	جو شخص فرض یا نفل نماز میں مشقت کے ساتھ کھڑے ہونے پر قادر ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت آدھا اجر ملے گا ----- 139
❀ بَابُ جَوَازِ التَّطَوُّعِ مِنْ جُلُوسٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَتَنْصِيفِ أَجْرِهِ لِغَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ	بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے جواز کا بیان اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کے لیے نماز کے اجر کا آدھا ہونے کا بیان ---- 141
❀ بَابُ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ قَاعِدًا	نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نفلی نماز ادا کرنا ----- 142
فَصْلٌ مِنْهُ فِي صِفَةِ تَطَوُّعِهِ ﷺ قَاعِدًا	اسی باب کی فصل: نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صفت ----- 143
أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ	**نماز باجماعت کے بارے میں ابواب**
❀ بَابُ مَا وَرَدَ فِي فَضْلِهَا	اس کی فضیلت کے بارے میں منقول احادیث کا بیان --- 145
❀ بَابُ التَّرْغِيبِ فِي حُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ	فجر اور عشاء کی جماعتوں میں حاضر ہونے کی ترغیب کا بیان 150
❀ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْكِيدِهَا وَالْحَثِّ عَلَيْهَا	جماعت کے بارے میں تاکید اور اس پر آمادہ کرنے کا بیان 153
❀ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ عَلَى مَنْ تَخَلَّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ خُصُوصًا الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ	جماعت بالخصوص عشاء اور فجر سے پیچھے رہ جانے پر سختی کا بیان ----- 155
❀ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَعْذَارِ الَّتِي تُبِيحُ التَّخَلُّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ	ان عذروں کا بیان جو جماعت سے پیچھے رہنے کو جائز کر دیتے ہیں ----- 161
أَبْوَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ لِلْجَمَاعَةِ	**عورتوں کے جماعت کے لیے مسجدوں کی طرف نکلنے کے بیانات**
❀ بَابُ الْإِذْنِ لَهُنَّ بِالْخُرُوجِ لِذَلِكَ	عورتوں کو مسجد میں جانے کے لیے اجازت کا بیان ------ 166
❀ بَابُ مَنْعِهِنَّ مِنَ الْخُرُوجِ إِذَا خُشِيَ مِنْهُ الْفِتَنَ وَفَضْلِ صَلَاتِهِنَّ فِي بُيُوتِهِنَّ	جب فتنوں کا اندیشہ ہو تو عورتوں کو مسجد میں نہ جانے دینے کا بیان اور گھروں میں ان کی نماز کی فضیلت کا بیان ----- 171

❀ ……بَابٌ فِيْ آدَابِ تَتَعَلَّقُ بِخُرُوْجِهِنَّ وَصَلَاتِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ
عورتوں کے مسجد کے لیے نکلنے اور اس میں نماز پڑھنے کے آداب کا بیان ---------------------------------- 174

❀ ……بَابُ فَضْلِ الْمَسْجِدِ الْاَبْعَدِ وَكَثْرَةِ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ
دور والی مسجد کی اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنے کی فضیلت کا بیان ---------------------------------- 176

❀ ……بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْجَمَاعَةِ بِالسَّكِيْنَةِ
سکون کے ساتھ جماعت کی طرف چلنے کی فضیلت ------ 178

❀ ……بَابُ مَنْ مَشٰى اِلَى الْجَمَاعَةِ كَمَا اُمِرَ فَسُبِقَ بِهَا كَانَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَكَهَا
جو شخص شرعی حکم کے مطابق جماعت کے لیے نکلا، لیکن اس سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو اس کے لیے اتنا ہی اجر ہو گا، جتنا اس جماعت کو پانے والے کو ملے گا -------------------- 181

أَبْوَابُ الْأُمَامَةِ وَصِفَةِ الْأَئِمَّةِ وَأَحْكَامٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ

امامت کا بیان، اماموں کی صفات اور ان سے متعلقہ مزید احکام

❀ ……بَابٌ الْاَمَامُ ضَامِنٌ وَمَا جَاءَ فِيْ أَمَامَةِ الْفَاسِقِ
امام کے ضامن ہونے اور فاسق کی امامت کا بیان ------ 183

❀ ……بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ
اس کا بیان کہ امامت کا زیادہ حق دار کون ہے ---------- 186

❀ ……بَابُ أَمَامَةِ الْأَعْمٰى وَالصَّبِيِّ وَالْمَرْأَةِ بِمِثْلِهَا
نابینا آدمی اور بچے کی اور عورت کی عورتوں کی امامت کا بیان 191

❀ ……بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْإِمَامُ مِنَ التَّخْفِيْفِ
اس تخفیف کا بیان جس کا امام کو حکم دیا گیا ہے ---------- 194

❀ ……بَابُ قِصَّةِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ فِيْ تَطْوِيْلِ الصَّلَاةِ بِالْمَأْمُوْمِيْنَ وَفِيْهَا جَوَازُ اِنْفِرَادِ الْمَأْمُوْمِ لِعُذْرٍ
مقتدیوں کو لمبی نماز پڑھانے کے بارے میں سیّدنا معاذ بن جبل ؓ کا قصہ اور عذر کی وجہ سے مقتدی کا اکیلے نماز پڑھنے کا جواز 196

❀ ……بَابُ تَخْفِيْفِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ V بِالنَّاسِ مَعَ اِتْمَامِهَا
رسول اللہ ﷺ کا باوجود نماز مکمل کرنے کے لوگوں کو ہلکی نماز پڑھانے کا بیان ---------------------------------- 200

❀ ……بَابُ حُكْمِ الْإِمَامِ إِذَا ذَكَرَ أَنَّهٗ مُحْدِثٌ
اس امام کے حکم کا بیان، جس کو (دورانِ نماز) یہ یاد آجائے کہ وہ بے وضو ہے ---------------------------------- 206

❀ ……بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِخْلَافِ فِي الصَّلَاةِ وَجَوَازِ اِنْتِقَالِ الْخَلِيْفَةِ مَأْمُوْمًا إِذَا حَضَرَ مُسْتَخْلِفُهٗ
نماز میں امام کا اپنا نائب بنانے کا اور نائب بنانے والے امام کے آنے کے بعد نائب کا مقتدی بن جانے کا جواز -------- 209

❀ ……بَابُ جَوَازِ اِنْتِقَالِ الْمُنْفَرِدِ إِمَامًا
اکیلے آدمی کا (دورانِ نماز) امامت کی طرف منتقل ہو جانے کے جواز کا بیان ---------------------------------- 212

❀ ……بَابُ مَا يُفْعَلُ إِذَا لَمْ يَحْضُرْ إِمَامُ الْحَيِّ
اس بات کا بیان کہ قبیلے کے امام کی عدم موجودگی میں کیا

	کیا جائے	213
❀……بَابُ إِطَالَةِ الْإِمَامِ الرَّكْعَةَ الْأُوْلَى وَانْتِظَارِ مَنْ أَحَسَّ بِهِ دَاخِلًا لِيُدْرِكَ الرَّكْعَةَ	امام کا پہلی رکعت کو لمبا کرنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کا بیان جس کو وہ داخل ہوتا ہوا محسوس کرے، تا کہ وہ رکعت پا لے	214
❀……بَابُ جَوَازِ جَهْرِ الْإِمَامِ بِتَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لِيَسْمَعَهُ الْمَأْمُوْمُوْنَ وَحُكْمِ التَّسْمِيعِ مِنْ غَيْرِ الْإِمَامِ	امام کا مقتدیوں کو سنانے کے لیے نماز میں اونچی آواز سے تکبیر کہنے کے جواز کا بیان اور امام کے علاوہ کسی دوسرے کا تکبیر سنانے کا حکم	215
❀……بَابُ اِنْعِقَادِ الْجَمَاعَةِ بِإِمَامٍ وَمَأْمُوْمٍ، سَوَاءٌ أَكَانَ الْمَأْمُوْمُ رَجُلًا أَمْ صَبِيًّا أَمْ اِمْرَأَةً	امام اور ایک مقتدی کے ساتھ جماعت کا منعقد ہو جانا، برابر ہے کہ وہ مقتدی مرد ہو یا عورت ہو یا بچہ	216
أَبْوَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَأْمُوْمِينَ وَأَحْكَامِ الْإِقْتِدَاءِ	**مقتدیوں سے متعلقہ اور اقتداء کے احکام کے ابواب**	
❀……بَابُ وُجُوْبِ مُتَابَعَةِ الْإِمَامِ وَالنَّهْيِ عَنْ مُسَابَقَتِهِ	امام کی اتباع کے واجب ہونے اور اس سے آگے بڑھ جانے کی ممانعت کا بیان	218
❀……بَابُ اِقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَالْمُقِيمِ بِالْمُسَافِرِ	مفترض کی متنفل کی اور مقیم کی مسافر کی اقتداء میں نماز ادا کرنا	223
❀……بَابُ جَوَازِ اِقْتِدَاءِ الْمُتَوَضِّئِ بِالْمُتَيَمِّمِ	وضو کرنے والے کا تیمم کرنے والے کی اقتدا کرنے کے جواز کا بیان	224
❀……بَابُ جَوَازِ الْاِقْتِدَاءِ بِإِمَامٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَأْمُوْمِ حَائِلٌ	مقتدی کا امام کی اقتدا اس حال میں کرنا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو	225
❀……بَابُ اِقْتِدَاءِ الْقَادِرِ عَلَى الْقِيَامِ بِالْجَالِسِ وَالْجَالِسِ لِعُذْرٍ بِالْقَائِمِ	کھڑے ہونے پر قدرت رکھنے والے کا بیٹھے ہوئے امام کی اور کسی عذر کی وجہ سے بیٹھنے والے کا کھڑے ہونے والے امام کی اقتدا کرنے کا بیان	226
❀……بَابُ جَوَازِ اِقْتِدَاءِ الْفَاضِلِ بِالْمَفْضُوْلِ	فاضل کا مفضول کی اقتداء کرنے کے جواز کا بیان	227
أَبْوَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَأَحْكَامِ الصُّفُوْفِ	**امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کے ابواب اور صفیں بنانے کے احکام**	
❀……بَابُ مَوْقِفِ الْوَاحِدِ مِنَ الْإِمَامِ	امام کے ساتھ ایک آدمی کے کھڑے ہونے کا بیان	230
❀……بَابٌ فِيْ مَوْقِفِ الْاِثْنَيْنِ مِنَ الْإِمَامِ	امام کے ساتھ دو آدمیوں کے کھڑا ہونے کا بیان	234

❀ ...... بَابُ مَوْقِفِ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ	مردوں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے کھڑے ہونے کے مقام کا بیان ---- 236
❀ ...... بَابُ وُقُوْفِ الْاِمَامِ اَعْلٰی مِنَ الْمَأْمُوْمِ وَبِالْعَكْسِ	امام کا مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہونے اور اس کے برعکس کا بیان ---- 238
❀ ...... بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ وُقُوْفِ أُولِى الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى قَرِيْبًا مِنَ الْاِمَامِ	عقلمند اور سمجھدار لوگوں کا امام کے قریب کھڑے ہونے کی مشروعیت کا بیان ---- 239
❀ ...... باب الحث على تسوية الصفوف ورصها وبيان خيرها من شرها	صفوں کو درست کرنے اور ملانے پر رغبت دلانے کا بیان اور ان میں سے سب سے اچھی اور سب سے بری صفوں کا بیان - 241
❀ ...... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ	پہلی صف کی فضیلت کا بیان ---- 254
❀ ...... بَابُ هَلْ يَأْخُذُ الْقَوْمُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ الْاِمَامِ أَمْ لَا	کیا لوگ امام سے پہلے صفیں بنا لیں یا نہیں ---- 256
❀ ...... باب كراهة الصف بين السوارى للماموم	مقتدیوں کا ستونوں کے درمیان صف بنانے کی کراہت کا بیان ---- 258
❀ ...... باب ماجاء فى صلاة الرجل خلف الصف وحده	صف کے پیچھے اکیلے آدمی کا نماز پڑھنے کا بیان ---- 258
❀ ...... باب من ركع دون الصف ثم مشى أليه	اس شخص کا بیان جو صف کے بغیر رکوع کرے پھر چل کر صف میں مل جائے ---- 261

أَبْوَابٌ تَتَعَلَّقُ بِأَحْكَامِ الْجَمَاعَةِ — جماعت کے احکامات کے متعلق بیان

❀ ...... باب لا صلاة بعد الاقامة الا المكتوبة	اقامت کے بعد فرضی نماز کے علاوہ کسی اور نماز کے نہ ہونے کا بیان ---- 263
❀ ...... بَابُ مَنْ صَلّٰى ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً فَلْيُصَلِّهَا مَعَهُمْ نَافِلَةً	جس آدمی نے نماز ادا کر چکنے کے بعد جماعت کو پا لیا تو وہ ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کر لے ---- 266
❀ ...... بَابُ الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ وَحَدِيْثِ ((لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ))	مسجد میں دو مرتبہ جماعت کرانے کا اور حدیث ''ایک دن میں ایک نماز دو مرتبہ نہ پڑھو'' کا بیان ---- 270
❀ ...... بَابُ مَا يَفْعَلُ الْمَسْبُوْقُ	جس سے کچھ نماز رہ گئی ہو، وہ کیا کرے؟ اس کا بیان ---- 271

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَفَضْلِ يَوْمِهَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

نماز جمعہ اور جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کے متعلقات کے ابواب

❀ بَابٌ فِيْ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ	یوم جمعہ کی فضیلت کا بیان	274
فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْحَثِّ عَلَى الْإِكْثَارِ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	فصل: جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کی ترغیب کا بیان	279
❀ بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَوَقْتِهَا مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی اور اس کے وقت کا بیان	282
❀ بَابُ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِهَا وَعَلَى مَنْ تَجِبُ	جمعہ کی فرضیت اور اس کو ترک کرنے پر تشدید کا بیان، نیز یہ کن لوگوں پر واجب ہے	288
فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ لِغَيْرِ عُذْرٍ	عذر کے بغیر جمعہ چھوڑنے والے کے کفارہ کا بیان	299
❀ بَابُ جَوَازِ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ إِذَا صَادَفَتْ يَوْمَ عِيْدٍ أَوْ مَطَرٍ	عید یا بارش کے دن جمعہ ترک کرنے کے جواز کا بیان	300
❀ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ	جمعہ کے وقت کا بیان	301
❀ باب الغسل للجمعة والتجمل لها بالثياب الحسنة والطيب	جمعہ کے لیے غسل کرنے، اچھے کپڑے پہن کر خوبصورتی اختیار کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان	305
❀ بَابُ فَضْلِ التَّبْكِيْرِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَالْمَشْيِ لَهَا دُوْنَ الرُّكُوْبِ وَالدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ وَالْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ	جمعہ کے لیے جلدی جانے، پیدل چل کر جانے، نہ کہ سواری پر، امام کے قریب ہو کر بیٹھنے اور خطبہ کے لیے خاموش ہونے وغیرہ کی فضیلت کا بیان	313
❀ بَابُ الْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْجُمُعَةِ وَآدَابِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّخَطِّي إِلَّا لِحَاجَةٍ	جمعہ کے لیے مسجد میں بیٹھنے اور اس کے آداب اور کسی ضرورت کے بغیر لوگوں کے کندھے پھلانگنے کی ممانعت کا بیان	319
❀ بَابُ التَّنَفُّلِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ مَا لَمْ يَصْعَدِ الْخَطِيْبُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا صَعِدَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ لِدَاخِلٍ	خطیب کے منبر پر چڑھنے سے پہلے نفل نماز پڑھنے کا بیان اور اس چیز کا بیان کہ جب وہ منبر پر چڑھ جائے تو آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے گا	321
❀ بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَكَيْفَ كَانَ الْمِنْبَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ	جمعہ کی اذان کا بیان جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے، نیز اس چیز کا بیان کہ عہد نبوی میں منبر کیسا تھا	324
❀ باب ما جاء في الخطبتين وهيئا تهما	دو خطبوں، ان کی کیفیات اور آداب اور ان کے درمیان بیٹھنے کا	

وآدابهما والجلوس بينهما

❀……بَابُ الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَكَلُّمِهِ وَتَكْلِيْمِهِ لِمَصْلَحَةٍ وَجَوَازِ قَطْعِ الْخُطْبَةِ لِأَمْرٍ يَحْدُثُ

❀……بَابُ قِصَّةِ الَّذِيْنَ انْفَضُّوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ

❀……بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ وَحُكْمِ مَنْ سَبَقَ بِرَكْعَةٍ اَوْ زُوْحِمَ، وَمَنْ قَالَ بِاشْتِرَاطِ الْمَسْجِدِ لِصِحَّةِ الْجُمُعَةِ

❀……بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

❀……بَابُ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَعَدَمِ وَصْلِهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى يَتَكَلَّمَ اَوْ يَخْرُجَ

ابواب العيدين وما يتعلق بهما من صلاة وغيرها

❀……باب سبب مشروعيتهما واستحباب الغسل والتجمل لهما ومخالفة الطريق

❀……بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ

❀……باب استحباب الاكل قبل الخروج فى الفطر دون الاضحى والكلام على وقت الصلاة فيهما

❀……بَابُ صَلَاةِ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَاتِّخَاذِ سُتْرَةٍ اَمَامَ الْاِمَامِ فِي الْمُصَلّٰى

فَصْلٌ فِيْ اِتِّخَاذِ الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ بَيْنَ يَدَيِ الْاِمَامِ

بیان ---------- 327

دوران خطبہ باتیں کرنے سے رکے رہنے، لیکن کسی مصلحت کے لیے امام سے بات کرنے یا امام کا بات کرنے کی رخصت اور کسی معاملے کے واقع ہو جانے کی وجہ سے خطبہ منقطع کر دینے کا بیان --- 334

جو لوگ خطبۂ جمعہ کے دوران نبی کریم ﷺ سے بھاگ گئے تھے، ان کے قصے کا بیان ---------- 338

دو رکعت نماز جمعہ ہونے کا بیان، اس آدمی کا حکم جس سے ایک رکعت رہ جائے یا ہجوم کر دیا جائے اور جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے مسجد کی شرط لگانے والے کا بیان ---------- 340

نماز جمعہ میں قراءت کا بیان ---------- 342

جمعہ کی نماز کے بعد نفل پڑھنے اور ان کو فرض نماز کے ساتھ نہ ملانے کا بیان حتیٰ کہ نمازی کسی سے کلام کر لے یا وہاں سے نکل جائے ---------- 344

عیدین اور ان کے متعلقہ امور مثلاً نماز وغیرہ کے ابواب

ان دونوں کی مشروعیت کے سبب، ان کے لیے غسل اور تجمل کے مستحب ہونے اور واپسی پر راستہ تبدیل کرنے کا بیان --- 346

عورتوں کا عیدین کی طرف جانے کی مشروعیت ---------- 348

عید الفطر کے موقع پر نکلنے سے پہلے کھانے کا مستحب ہونا، نہ کہ عید الاضحیٰ میں اور ان دونوں میں نماز کے وقت پر کلام کرنے کا بیان ---------- 350

خطبہ سے قبل اذان و اقامت کے بغیر نماز عید کے دو رکعت کے ہونے کا اور عیدگاہ میں امام کے سامنے سترہ رکھنے کا بیان - 352

عیدین کے دن امام کے سامنے برچھی یا نیزہ گاڑھنے کا بیان ---------- 356

❀ ……بَابُ عَدَدِ التَّكْبِيرَاتِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ وَ مَحَلِّهَا	عید کی نماز میں تکبیرات کی تعداد اور ان کے محل کا بیان	357
❀ ……بَابُ مَا يُقْرَءُ بِهِ فِي الْعِيدَيْنِ	عیدین میں قراءت کا بیان	359
❀ ……باب خطبة العيدين وأحكامها ووعظ النساء وحثهن على الصدقة	عیدین کے خطبہ اور اس کے احکامات کا بیان، اور عورتوں کو وعظ کرنے اور ان کو صدقہ کرنے پر ابھارنے کا بیان	360
❀ ……بَابُ وُقُوفِ الْإِمَامِ لِلنَّاسِ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ مِنْ صَلَاةِ الْعِيدِ وَالنَّظَرِ إِلَيْهِمْ وَمَا جَاءَ فِي التَّهْنِئَةِ بِالْعِيدِ	عید کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کا لوگوں کے سامنے کھڑا ہونے، ان کی طرف دیکھنے اور عید کی مبارک دینے کا بیان	367
❀ ……بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا	عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں نماز پڑھنے کا بیان	368
❀ ……بَابُ الضَّرْبِ بِالدُّفِّ وَاللَّعِبِ يَوْمَ الْعِيدِ	عید کے دن دف بجانے اور کھیلنے کا بیان	369
❀ ……بَابُ الْحَثِّ عَلَى الذِّكْرِ وَالطَّاعَةِ وَالتَّكْبِيرِ لِلْعِيدَيْنِ وَفِي أَيَّامِ الْعَشْرِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ	عیدین، دس دنوں اور ایام تشریق میں ذکر کرنے، اطاعت کے کام کرنے اور تکبیرات کہنے پر ابھارنے کا بیان	373

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ — نمازِ کسوف کے ابواب

❀ ……بَابُ مَشْرُوعِيَّةِ الصَّلَاةِ لَهَا وَكَيْفَ يُنَادَى بِهَا	کسوف کے لیے نماز کی مشروعیت اور اس کے لیے بلانے کی کیفیت کا بیان	377
❀ ……بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ وَهَلْ تَكُونُ سِرًّا أَوْ جَهْرًا	نمازِ کسوف میں قراءت اور اس کے جہری یا سرّی ہونے کا بیان	383
❀ ……بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ كَالرَّكَعَاتِ الْمُعْتَادَةِ	اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ اس نماز کی دو رکعتیں (دوسری نمازوں کی) عام رکعات کی طرح ہوں گی	385
فَصْلٌ مِنْهُ فِيمَنْ صَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ	اس شخص کا بیان جو گرہن والا معاملہ صاف ہونے تک دو دو رکعت کر کے نماز کسوف ادا کرتا رہتا ہے	392
❀ ……بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوعَانِ وَكَوْنِهَا فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً وَبَيَانِ مَرَاتِبِ الْأَرْكَانِ طُولًا وَقِصَرًا	اس شخص کا بیان جس نے روایت کیا ہے کہ نمازِ کسوف دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں نیز اس نماز کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے اور مطوّل و مختصر ہونے کی صورت میں اس کے ارکان کا بیان	392
❀ ……بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ	اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ یہ دو رکعت نماز ہے اور ہر رکعت میں تین رکوع ہیں	399

فَصْلٌ مِنْهُ	فصل	402
فيمن صلاها ركعتين بثلاث ركوعات فی الأولی فانجلت فصلی الثانية بركوع واحد	اس شخص کا بیان جو یہ نماز دو رکعت پڑھتا ہے، پہلی میں تین رکوع کرتا ہے، اتنے میں سورج صاف ہو جاتا، اس لیے دوسری رکعت ایک رکوع کے ساتھ ادا کر لیتا ہے	402
❀……باب من روی انها ركعتان فی كل ركعة أربع ركوعات	اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ نماز کسوف دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں چار رکوع ہیں	403
❀……باب من روی انها ركعتان فی كل ركعة خمسة ركوعات	اس شخص کا بیان جو یہ روایت بیان کرتا ہے کہ یہ نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں	404
❀……باب ما جاء فی طول صلاة الكسوف وحضور النساء جماعتها بالمسجد	نماز کسوف کی طوالت اور اس نماز کے لیے عورتوں کی مسجد میں جماعت کے لیے حاضری کا بیان	404
❀……باب فی الخطبة بعد صلاة كسوف الشمس	سورج گرہن کی نماز کے بعد خطبے کا بیان	405
فصل منه فی وعظ الناس وحثهم علی الصدقة والذكر والدعاء والتكبير	فصل: اس موقع پر لوگوں کو وعظ کرنے، ان کو صدقہ، ذکر، دعا اور تکبیر کہنے پر ترغیب دلانے کا بیان	406

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کے ابواب

❀……بَابُ سَبَبِ مَنْعِ الْمَطَرِ عَنِ النَّاسِ	لوگوں سے بارش کے رک جانے کے سبب کا بیان	410
❀……بَابُ صِفَةِ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَالْخُطْبَةِ لَهَا وَالْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِيْهَا	نمازِ استسقاء کی کیفیت، اس کے لیے خطبے اور اس میں جہری قراءت کا بیان	411
❀……باب الاستسقاء بالدعاء فی خطبة الجمعة ومن استسقی بغير صلاة	جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنے اور نماز کے بغیر یہ دعا کرنے کا بیان	414
❀……بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ اَرْدِيَتَهُمْ فِیْ الدُّعَاءِ وَصِفَتِهٖ وَوَقْتِهٖ	امام اور لوگوں کا دعا کے دوران اپنی اپنی چادریں تبدیل کرنے اور ان کی کیفیت اور وقت کا بیان	417
❀……بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِیْ الْاِسْتِسْقَاءِ وَذِكْرِ أَدْعِيَةٍ مَأْثُوْرَةٍ	استسقاء کی دعا کرتے وقت ہاتھوں کو اٹھانے اور منقول دعاؤں کا بیان	418
❀……بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ بِالصَّالِحِيْنَ وَمَنْ تُرْجٰی بَرَكَتُهُمْ	نیک لوگوں اور جن کی برکت کی امید رکھی جاتی ہو، کے واسطے سے بارش طلب کرنا	419
❀……بَابُ اعْتِقَادِ اَنَّ الْمَطَرَ بِيَدِ اللّٰهِ وَمِنْ خَلْقِهٖ	اس عقیدے کا بیان کہ بارش اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی	

وَإِبْدَاعِهِ وَكُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

❀ ...... بَابُ مَا يَقُوْلُ وَمَا يَصْنَعُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَهِيَ أَنْوَاعٌ

❀ ...... بَابُ سَبَبِ مَشْرُوْعِيَّتِهَا وَحُكْمِهَا وَمَتَى كَانَتْ وَذِكْرِ النَّوْعِ الْأَوَّلِ مِنْ أَنْوَاعِهَا

❀ ...... بَابُ نَوْعٍ ثَانٍ يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَقَضَاءَ كُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

❀ ...... بَابُ نَوْعٍ ثَالِثٍ يَتَضَمَّنُ اِقْتِصَارَ كُلِّ طَائِفَةٍ عَلَى رَكْعَةٍ مَعَ الْإِمَامِ بِدُوْنِ قَضَاءِ الثَّانِيَةِ

❀ ...... بَابُ نَوْعٍ رَابِعٍ يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَانْتِظَارَهُ لِقَضَاءِ كُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

❀ ...... بَابُ نَوْعٍ خَامِسٍ يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ بِسَلَامٍ

❀ ...... بَابُ نَوْعٍ سَادِسٍ يَتَضَمَّنُ اِشْتِرَاكَ الطَّائِفَتَيْنِ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَالسَّلَامِ

❀ ...... بَابُ نَوْعٍ سَابِعٍ يَتَضَمَّنُ اِشْتِرَاكَ طَائِفَةٍ مَعَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى مِنْ قِيَامِهَا لِغَايَةِ أُوْلَى سَجْدَتَيْهَا، وَاشْتِرَاكِ الطَّائِفَةِ الْأُخْرَى مَعَهُ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنْهَا، وَاشْتِرَاكَ الطَّائِفَتَيْنِ جَمِيْعًا مَعَهُ

❀ ...... بَابُ الصَّلَاةِ فِي شِدَّةِ الْخَوْفِ وَمَا يُبَاحُ فِيْهَا مِنْ كَلَامٍ وَإِيْمَاءٍ وَغَيْرِهِ

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

❀ ...... بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالْاِسْتِعْدَادِ لَهُ وَتَرْغِيْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهِ

❀ ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

مخلوق ہے اور اسی کی ایجاد کردہ ہے اور اس آدمی کے کفر کا بیان جو یہ کہتا ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے ---- 420

جب آدمی بارش کو دیکھے تو کیا کرے اور کیا کہے، اس کا بیان 422

نمازِ خوف اور اس کی کئی صورتیں ہیں

نمازِ خوف کی مشروعیت کا سبب، اس کا حکم اور یہ کب ادا کی جائے گی نمازِ خوف کی اقسام میں سے پہلی قسم کا بیان --------- 424

نماز خوف کی دوسری صورت، امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے اور لوگ ایک ایک رکعت الگ الگ پڑھیں ---- 430

نماز خوف کی تیسری صورت ہر گروہ کا امام کے ساتھ والی ایک رکعت پر ہی اکتفا کرنا اور دوسری کی قضائی نہ دینا ------- 432

نمازِ خوف کی چوتھی صورت امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھا کر اس قدر انتظار کرے کہ وہ لوگ دوسری رکعت خود پڑھ لیں 434

نماز خوف کی پانچویں صورت امام ہر گروہ کو (الگ الگ) ایک سلام کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھائے --------------- 436

نمازِ خوف کی چھٹی صورت دونوں گروہوں کا قیام اور سلام میں امام کے ساتھ شریک ہونا ------------------------ 438

نماز خوف کی ساتویں صورت ایک گروہ کا پہلی رکعت میں قیام سے لے کر پہلے سجدے تک امام کے ساتھ شریک ہونا اور دوسرے گروہ کا اُسی رکعت کے دوسرے سجدے میں شریک ہونا، پھر ”دوسری رکعت“ میں سب کا امام کے ساتھ شرکت کرنا- 440

شدتِ خوف میں نماز کا طریقہ اور اس میں کلام اور اشاروں وغیرہ کا جائز ہونا ---------------------------------- 441

جنازہ کے احکام ومسائل

موت کو یاد رکھنے، اس کے لیے تیار رہنے اور اہل ایمان کو اس سلسلے میں ترغیب دلانا -------------------------- 445

اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنے اور حسن خاتمہ کا

وَحُسْنِ الْخَاتِمَةِ	بیان	450
❀ بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ وَفَضْلِ طُوْلِ الْعُمُرِ مَعَ حُسْنِ الْعَمَلِ	موت کی تمنا کے مکروہ ہونے اور نیک عمل والی طویل عمر کی فضیلت کا بیان	454
❀ بَابُ فَضْلِ طُوْلِ الْعُمُرِ مَعَ حُسْنِ الْعَمَلِ وَفَضْلِ مَنْ مَّاتَ غَرِيْبًا	نیک عمل والی طویل عمر اور اجنبیت والی موت مرنے والے کی فضیلت کا بیان	458
❀ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْتَضَرِ وَتَلْقِيْنِهِ كَلِمَةَ التَّوْحِيْدِ وَحُضُوْرِ الصَّالِحِيْنَ عِنْدَهٗ وَعَرَقِ جَبِيْنِهٖ	قریب الموت کو کلمۂ توحید کی نصیحت کرنا، اس کے پاس نیک لوگوں کا حاضر ہونا اور اس کی پیشانی کا پسینہ، ان امور کا بیان	461
❀ بَابُ قِرَاءَةِ ﴿يٰسٓ﴾ عِنْدَ الْمُحْتَضَرِ وَمَا جَاءَ فِيْ شِدَّةِ الْمَوْتِ وَنَزْعِ الرُّوْحِ وَتَغْمِيْضِ عَيْنَيِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهٗ	قریب الموت کے پاس سورۂ یٰس کی تلاوت کرنے، شدتِ موت، روح کے عالَم نزع، میت کی آنکھیں بند کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان	469
❀ بَابُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ يَجْعَلْ لَهٗ فِيْهَا حَاجَةً وَمَا جَاءَ فِيْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ	اس کا بیان کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی روح کسی علاقے میں قبض کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں کوئی ضرورت بنا دیتا ہے نیز اچانک موت کا بیان	473
❀ بَابُ مَا يَرَاهُ الْمُحْتَضَرُ وَمَصِيْرُ الرُّوْحِ بَعْدَ مُفَارَقَةِ الْجَسَدِ	قریب الموت کو دکھائے جانے والے مناظر اور جسم سے جدا ہونے کے بعد روح کا ٹھکانہ	474
❀ بَابٌ فِيْ أُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِالْأَرْوَاحِ	روح سے متعلقہ مسائل	483
❀ بَابُ الْمُبَادَرَةِ إِلَى تَجْهِيْزِ الْمَيِّتِ وَقَضَاءِ دَيْنِهٖ	میت کی تجہیز و تکفین اور قرضہ ادا کرنے میں جلدی کرنا	487
❀ بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَقْبِيْلِهٖ	میت کو ڈھانپنے اور اسے بوسہ دینے کا بیان	488
أَبْوَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ وَالْإِحْدَادِ وَالنَّعْيِ	**میت پر رونے، سوگ کرنے اور موت کی اطلاع دینے کے ابواب**	
❀ بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ	میت پر رونے کی ناجائز صورت کا بیان	490
فَصْلٌ مِنْهُ فِيْمَا وَرَدَ مِنَ التَّغْلِيْظِ فِي النِّيَاحَةِ وَالنَّائِحَةِ وَالْمُسْتَمِعَةِ	نوحہ کرنے، نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی کے حق میں ثابت ہونے والی سختی کا بیان	494
❀ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ	گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیے جانے کا	

أَهْلِهِ عَلَيْهِ
❀ ...... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ مِنْ غَيْرِ نَوْحٍ
❀ ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْيِ الْمَيِّتِ
❀ ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْدَادِ عَلَى الْمَيِّتِ

أَبْوَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

❀ ...... بَابُ مَنْ يَلِيهِ وَرِفْقِهِ بِهِ وَسَتْرِهِ عَلَيْهِ وَثَوَابِ ذٰلِكَ
❀ ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ لِلْآخَرِ
❀ ...... بَابُ تَرْكِ غُسْلِ الشَّهِيدِ وَمَا جَاءَ فِيهِ
❀ ...... بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْمَيِّتِ

أَبْوَابُ الْكَفَنِ وَتَوَابِعِهِ

❀ ...... بَابُ اسْتِحْبَابِ إِحْسَانِ الْكَفَنِ مِنْ غَيْرِ مُغَالَاةٍ وَاخْتِيَارِ الْأَبْيَضِ
❀ ...... بَابُ صِفَةِ الْكَفَنِ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَفِي كَمْ ثَوْبٍ يَكُونُ
❀ ...... بَابُ التَّكْفِينِ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ وَجَوَازِ تَكْفِينِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَالْاقْتِصَارِ عَلَى مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ إِذَا دَعَتِ الضَّرُورَةُ وَاسْتِحْبَابِ الْمُوَاسَاةِ بِالْكَفَنِ
❀ ...... بَابُ تَكْفِينِ الشَّهِيدِ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا
❀ ...... بَابُ تَطْيِيبِ بَدَنِ الْمَيِّتِ وَكَفَنِهِ إِلَّا الْمُحْرِمَ وَمَا جَاءَ فِي تَكْفِينِ الْمُحْرِمِ

أَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

❀ ...... بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيعِ الْجَنَازَةِ

بیان ---- 496
نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان ---- 505
دوسروں کو کسی کے مرنے کی خبر دینا ---- 513
میت پر سوگ منانے کا بیان ---- 514

میت کو غسل دینے کے مسائل

میت کے امور کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا اور اس کے ساتھ نرمی کرنے اس پر پردہ ڈالنے اور اس کے ثواب کا بیان ---- 517
میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینے کا بیان ---- 518
شہید کو غسل نہ دینے کا بیان ---- 520
میت کو غسل دینے کا بیان ---- 522

کفن اور اس سے متعلقہ مسائل

اس امر کا بیان کہ غلو کئے بغیر میت کو عمدہ کفن دیا جائے اور سفید کفن زیادہ پسندیدہ ہے ---- 525
مرد اور عورت کے کفن کی کیفیت کا بیان، نیز وہ کتنے کپڑے ہونے چاہئیں ---- 526
میت کی تکفین اس کے راس المال سے کرنے، ضرورت کے وقت دو تین تین اموات کو ایک ایک کپڑے میں کفن دینے، کہ شرم والے مقامات پر پردہ ہو جائے، اور کسی دوسرے آدمی کو کفن دینے کے مستحب ہونے کا بیان ---- 529
شہید کو انہی کپڑوں میں کفن دینے کا بیان، جن میں وہ شہادت پاتا ہے ---- 532
میت کے بدن و کفن کو خوشبو لگانے کا بیان، الّا یہ کہ وہ محرم ہو، نیز محرم کی تکفین کا بیان ---- 533

نماز جنازہ کے ابواب

نماز جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان ---- 535

❀ ......بَابُ مَا يُرْجٰى لِلْمَيِّتِ بِكَثْرَةِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ	نماز جنازہ میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے میت کے بارے میں رکھی جانے والی (بخشش کی) امید کا بیان	539
❀ ......مَشْرُوْعِيَّةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَدَمِ مَشْرُوْعِيَّتِهَا عَلَى الشُّهَدَاءِ	انبیاء کی نماز جنازہ مشروع ہونے اور شہداء کی یہ نماز غیر مشروع ہونے کا بیان	541
❀ ......بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالسِّقْطِ وَعَدَمِهَا	چھوٹے اور قبل از وقت پیدا ہونے والے نامکمل بچے کی نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا بیان	542
❀ ......بَابُ تَرْكِ الْإِمَامِ الصَّلَاةَ عَلَى الْغَالِّ وَقَاتِلِ نَفْسِهِ وَنَحْوِهِمَا	وقت کے امام کا خیانت کرنے والے اور خودکشی کرنے والے جیسے لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان	545
❀ ......بَابُ هَلْ يُصَلِّيَ الْإِمَامُ عَلَى مَنْ قُتِلَ فِي حَدٍّ أَمْ لَا	جو شخص کسی شرعی حد میں قتل کیا جائے، امام اس کی نماز جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے، اس کا بیان	547
❀ ......بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْغَائِبِ	غائبانہ نماز جنازہ کا بیان	548
❀ ......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ	دفن کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	551
❀ ......بَابُ عَدَدِ تَكْبِيرِ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ وَمَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ مِنْهَا	نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد اور سلام کا بیان	553
❀ ......بَابُ مَا يُقَالُ مِنَ الْأَدْعِيَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ	نماز جنازہ میں میت پر پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان	556
❀ ......بَابُ مَوْقِفِ الْمُصَلِّي مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ إِمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا وَكَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا اجْتَمَعَتْ أَنْوَاعٌ مِنَ الْجَنَائِزِ	اس امر کا بیان کہ امام یا منفرد آدمی مرد اور عورت کی نماز جنازہ پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو اور جب متعدد جنازے ہوں تو کیا کیا جائے؟	559
❀ ......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ	مسجد میں نماز جنازہ کا بیان	560
❀ ......حَمْلُ الْجَنَازَةِ وَالسَّيْرِ بِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ	جنازہ کو اٹھانے، اس کو لے چلنے اور اس سے متعلقہ دیگر امور کا بیان	562
❀ ......حَمْلُ الْجَنَازَةِ وَالْإِسْرَاعُ بِهَا مِنْ غَيْرِ رَمَلٍ	جنازہ کو اٹھانے اور دوڑے بغیر تیزی سے لے کر جانے کا بیان	562
❀ ......اَلْمَشْيُ أَمَامَ الْجَنَازَةِ وَخَلْفَهَا وَمَا جَاءَ فِي الرُّكُوبِ مَعَهَا	جنازہ کے آگے پیچھے چلنے اور سوار ہو کر جانے کا بیان	566

❀ اَلنَّهْيُ عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ بِنَارٍ اَوْ صِيَاحٍ اَوْ نِسَاءٍ	جنازے کے ساتھ آگ لے جانے، چیخ و پکار کرنے اور عورتوں کے جانے کا ممنوع ہونا	570
❀ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوْضَعَ وَمَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ اِذَا مَرَّتْ	جنازے کے ساتھ چلنے والے کے جنازے کے رکھے جانے تک نہ بیٹھنے اور جنازے کے گزرتے وقت اس کے لیے کھڑے ہونے کا بیان	572
❀ اَلْقِيَامُ لِجَنَازَةِ الْكَافِرِ	کافر کی میت کے لیے کھڑے ہونا	574
❀ مَنْ قَالَ بِنَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ	میت کو دیکھ کر کھڑے ہونے کے منسوخ ہو جانے کا بیان	577
❀ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ وَشَهَادَتُهُمْ لَهٗ	لوگوں کا میت کی تعریف کرنا اور اس کے حق میں گواہی دینا	580
❀ اَلنَّهْيُ عَنْ سَبِّ الْاَمْوَاتِ وَذِكْرِ مَسَاوِيْهِمْ	مردوں کو برا بھلا کہنے اور ان کی خامیوں کو یاد کرنے سے ممانعت کا بیان	585

اَلدَّفْنُ وَاَحْكَامُ الْقُبُوْرِ

دفن کے ابواب اور قبروں کے احکام

❀ اِخْتِيَارُ اللَّحْدِ عَلَى الشَّقِّ وَتَعْمِيْقِ الْقَبْرِ وَتَوْسِيْعِهٖ وَدَفْنِ الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ اِذَا اقْتَضَى الْحَالُ ذَالِكَ	”لحد“ کو ”شق“ پر ترجیح دینا، قبر کو گہرا اور وسیع کرنا اور حالات کے تقاضے کے مطابق دو دو تین تین افراد کو ایک قبر میں دفنانا	587
❀ مِنْ اَيْنَ يُدْخَلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهٗ وَمَا يُقَالُ عِنْدَ ذَالِكَ وَمَنْ يُدْخِلُهٗ، وَمَا جَاءَ فِي الْحَثْيِ فِي الْقَبْرِ وَانْتِظَارِ الْفَرَاغِ مِنَ الدَّفْنِ	اس امر کا بیان کہ میت کو کہاں سے قبر میں داخل کیا جائے، اس وقت کیا کہا جائے اور اس کو اتارنے والا کون ہو، نیز قبر پر مٹی ڈالنے اور دفن سے فراغت کا انتظار کرنے کا بیان	590
❀ اَلدَّفْنُ لَيْلًا وَبَيَانُ الْاَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الدَّفْنِ فِيْهَا	میت کو رات کو دفن کرنے کا اور ان اوقات کا بیان جن میں تدفین منع ہے	593
❀ تَسْوِيَةُ الْقُبُوْرِ وَرَشُّ الْمَاءِ عَلَيْهَا وَتَسْنِيْمُهَا لِتُعْرَفَ	قبروں کو برابر کرنا، ان پر پانی چھڑکنا اور ان کو کوہان نما بنانا تاکہ ان کو پہچانا جا سکے	595
❀ اَلنَّهْيُ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَتَقْصِيْصِهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا وَالصَّلَاةِ اِلَيْهَا	قبروں کے اوپر عمارت بنانے، ان کو چونا گچ کرنے، ان کے اوپر بیٹھنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان	599
❀ وَمَا جَاءَ فِيْ كَسْرِ عَظْمِ الْمَيِّتِ وَالْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُوْرِ بِالنَّعْلِ.	میت کی ہڈی توڑنے اور جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنے (کے جواز یا عدم جواز) کا بیان	599
❀ تَعْزِيَةُ الْمُصَابِ وَثَوَابُ صَبْرِهٖ وَاَمْرُهٗ بِهٖ	مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا، صبر کرنے کا ثواب، صبر کرنے کا حکم	

وَمَا يُقَالُ لِذَالِكَ	اور ایسی صورتوں میں کیا کہا جائے، ان سب امور کا بیان	603
❀ ...... صُنْعُ طَعَامٍ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ وَكَرَاهَتُهُ مِنْهُمْ لِأَجْلِ اجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلَيْهِ	اہلِ میت کے لیے کھانا تیار کرنے اور اس چیز کے مکروہ ہونے کا بیان کہ یہ کھانا اہل میت خود تیار کریں، کیونکہ وہ لوگوں کے اکٹھ کی وجہ سے مصروف ہوں گے	606
❀ ...... وُصُوْلُ ثَوَابِ الْقُرَبِ الْمُهْدَاةِ إِلَى الْمَوْتٰى	وہ اعمالِ صالحہ جن کا ثواب فوت شدگان تک پہنچتا ہے	608

عَذَابُ الْقَبْرِ

عذابِ قبر کے ابواب

❀ ...... هَوْلُ الْقَبْرِ وَفِتْنَتُهُ وَالسُّؤَالُ فِيْهِ وَشِدَّتُهُ	قبر کی ہولناکی، آزمائش، اس میں کیے جانے والا سوال اور اس کی سختی کا بیان	613
❀ ...... عَذَابُ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذُ مِنْهُ	عذابِ قبر اور اس سے پناہ مانگنے کا بیان	622
❀ ...... عَذَابُ الْكُفَّارِ وَالْيَهُوْدِ فِي الْقَبْرِ	قبر میں کفار اور یہود کو عذاب دیے جانے کا بیان	626
❀ ...... عَذَابُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فِي الْقَبْرِ	دورِ جاہلیت والے لوگوں کا قبر میں عذاب	627
❀ ...... عَذَابُ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْقَبْرِ وَمَا يُخَفِّفُهُ عَنْهُمْ وَأَنَّ أَكْثَرَهُ بِسَبَبِ الْبَوْلِ	گنہگار مومنوں کو قبر میں عذاب ہونے اور اس کو ہلکا کرنے والے امور کا بیان اور اس چیز کی وضاحت کہ یہ عذاب زیادہ پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے	629
❀ ...... مَا جَاءَ فِي ضَغْطَةِ الْقَبْرِ	فصل چہارم: قبر کے میت کو سختی کی ساتھ دبوچنے کا بیان	633
❀ ...... اَلْمَيِّتُ يُنْقَلُ أَوْ يُنْبَشُ لِغَرَضٍ صَحِيْحٍ	کسی صحیح مقصد کے لیے میت کو منتقل کرنے یا اس کی قبر اکھاڑنے کا بیان	635
❀ ...... اَلنَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ	قبروں کے اوپر مساجد بنانے کی ممانعت کا بیان	637

زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت کے بارے میں ابواب

❀ ...... بَابُ اسْتِحْبَابِهَا لِلرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ	اس امر کا بیان کہ قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لیے مستحب ہے، نہ کہ عورتوں کے لیے	641
❀ ...... فَصْلٌ مِنْهُ مَا جَاءَ فِي لَعْنِ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ	قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کا بیان	643
❀ ...... بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَهَلْ يَسْمَعُ الْمَيِّتُ قَوْلَ الْحَيِّ؟	اس امر کا بیان کہ قبروں کی زیارت کے موقع کیا کہا جائے اور کیا میت، زندہ کی بات سنتا ہے؟	645

كِتَابُ الزَّكٰوةِ	زکوۃ کا بیان	
❀ ……فَضْلُ الزَّكٰوةِ وَاَنْوَاعُهَا	زکوۃ کی فضیلت اور اس کی انواع ----------------	651
❀ ……مَا وَرَدَ فِیْ فَضْلِهَا	زکوۃ کی فضیلت کا بیان -------------------------	651
❀ ……اِفْتِرَاضُ الزَّكَاةِ وَالْحَثُّ عَلَيْهَا وَالتَّشْدِيْدُ فِیْ مَنْعِهَا	زکوۃ کی فرضیت، اس کی ترغیب اور زکوۃ ادا نہ کرنے کی مذمت کا بیان -----------------------------	656
❀ ……كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِیْ جَمَعَ فِيْهِ فَرَائِضَ الصَّدَقَةِ	زکوۃ کے فرائض پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا بیان -	670
❀ ……جَامِعٌ لِأَنْوَاعٍ تَجِبُ فِيْهَا الزَّكَاةُ وَبَيَانُ نِصَابِ كُلٍّ مِنْهَا	جن چیزوں میں زکوۃ واجب ہے، ان کا اور ان میں سے ہر ایک کے نصاب کا بیان ----------------------------	677
❀ ……زَكَاةُ الْبَقَرِ وَمَا جَاءَ فِی الْوَقَصِ	گائے اور وقص کی زکوۃ کے بارے میں بیان ----------	681
❀ ……اِجْتِنَابُ كَرَائِمِ أَمْوَالِ النَّاسِ فِی الزَّكٰوةِ وَمَا يُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ وَمَنْ أَدّٰى اَفْضَلَ مِنَ الْوَاجِبِ	زکوۃ وصول کرتے ہوئے لوگوں کے قیمتی مال سے اجتناب کرنے، بکریوں میں سے کس قسم کی بکری کا کفایت کرنے اور زکوۃ کی واجب مقدار سے افضل یا زائد دینے کا بیان----------	683
❀ ……عَدْمُ الزَّكَاةِ فِی الرَّقِيْقِ وَالْخَيْلِ وَالْحُمُرِ	غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں میں زکوۃ کے نہ ہونے کا بیان	687
❀ ……زَكَاةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	سونے اور چاندی کی زکوۃ ------------------------	689

* * *

(۱) أَبْوَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ

نمازِ تراویح کے ابواب

"تَرْوِيحَة" کی جمع "تَرَاوِيح" ہے، یہ اصل میں ہر جلسہ (نشست) کا نام ہے، لیکن اصطلاحاً رمضان المبارک کی رات میں چار رکعات کے بعد بیٹھنے کو ترویحہ کہا جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس وقفہ میں آرام کرتے ہیں، پھر مجازاً ہر چہار رکعات کے مجموعہ کو کہا جانے لگا، پھر اس کا اطلاق رمضان کے مکمل قیام پر ہونے لگا۔ ثابت ہوا کہ "تراویح" کا لفظ ایک اصطلاحی نام ہے، قرآن اور تشریحات نبویہ میں یہ لفظ موجود نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی سے رمضان وغیر رمضان میں نمازِ عشاء سے طلوعِ فجر تک پڑھی جانیوالی نماز کو تہجد، قیام اللیل، صلاۃ اللیل، قیام رمضان وغیرہ جیسے اسماء سے متصف کیا گیا ہے۔ بعد میں ماہ رمضان میں کئے جانے والے قیام کو تراویح سے تعبیر کیا گیا۔

1 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَنَّهَا سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ

یہ باب نمازِ تراویح کی فضیلت کے بارے میں ہے
اور اس بارے میں کہ نمازِ تراویح سنت ہے واجب نہیں ہے

(۲۲۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِي ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا مَالِكُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِقِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ وَكَانَ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) (مسند احمد: ۱۰۸۵۵).

"ابوسلمہ ؓ اور ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں قیام کرنے کا حکم دیتے تھے، لیکن وہ یہ حکم وجوب کے ساتھ نہیں دیتے تھے اور آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: "جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

(۲۲۳۳) اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ ابوداود: ۱۳۷۱، والنسائی: ۳/ ۲۰۱ (انظر: ۱۰۸۴۳)

(٢٢٣٤) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنَ الذُّنُوْبِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) (مسند احمد: ١٦٦٠)

''سیّدنا عبد الرحمن بن عوف ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے اس کے قیام کو سنت (بنا دیا ہے)، پس جس نے ثواب کے حصول کے لیے اس کے روزے رکھے اور اس کا قیام کیا، وہ گناہوں سے ایسے نکل آئے گا، جیسے آج اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے۔''

شرح: ......رات کا قیام، ہمیشہ سے نیکوکار، شکر گزار اور صالح لوگوں کی صفتِ دائمہ رہا، رات کو نماز پڑھنے سے روح کو تازگی اور جلا نصیب ہوتی ہے، رب کا قرب حاصل ہوتا ہے، گناہوں کے اثرات زائل ہو جاتے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر رات کے قیام کو اپنے نیک اور جنتی بندوں کی صفت قرار دیا، جو قیام اللیل کی اہمیت بیان کرنے کے لیے کافی ہے۔ اسی طرح کئی احادیث مبارکہ میں اس نماز کا بھرپور انداز میں ذکر ملتا ہے، قیام رمضان بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کی اہمیت دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

2 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَبَبِهَا وَجَوَازِ فِعْلِهَا جَمَاعَةً فِي الْمَسْجِدِ

نماز تراویح کے سبب اور اس کا مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے جواز کا بیان

(٢٢٣٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُ، قَالَ وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ إِلَى جَنْبِيْ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا، فَلَمَّا أَحَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ تَجَوَّزَ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَصَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّهَا عِنْدَنَا، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَطِنْتَ بِنَا اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَذَاكَ الَّذِيْ حَمَلَنِيْ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتُ.)) قَالَ: ثُمَّ

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں نماز پڑھ رہے تھے، پس میں آیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، ایک اور آدمی آیا اور میرے پہلو میں کھڑا ہوگیا، پھر ایک اور آدمی آ گیا، یہاں تک کہ ہم ایک جماعت بن گئے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے ہیں تو آپ ﷺ نے تخفیف کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور گھر تشریف لے گئے اور وہاں (لمبی) نماز پڑھی، وہ ہمارے پاس نہیں پڑھی تھی۔ سیّدنا انس ؓ کہتے ہیں: جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو رات کے وقت

(٢٢٣٤) تخريج:...... اسناده ضعيف، النضر بن شيبان الحراني البصري، قال ابن معين: ليس حديثه بشيء، وقال البخاري في حديثه هذا: لم يصح، أخرجه ابن ماجه: ١٣٢٨، والنسائي: ٤/ ١٥٨ (انظر: ١٦٦٠)

(٢٢٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٠٤ (انظر: ١٣٠١٢)

أَخَذَ يُوَاصِلُ وَذَاكَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، قَالَ فَأَخَذَ رِجَالٌ يُوَاصِلُوْنَ مِنْ أَصْحَابِهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُوْنَ، إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي، أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ مُدَّ لِيَ الشَّهْرُ وَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٣٠٤٣)

ہمارے متعلق علم ہوگیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے ایسے کرنے پر آمادہ کیا۔“ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر نبی کریم رضی اللہ عنہم اجمعین نے وصال شروع کر دیا اور یہ مہینے کے آخری ایام کی بات ہے۔ آپ ﷺ (کی اقتداء میں) بعض صحابہ ﷺ نے بھی وصال شروع کر دیا۔ (جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ بھی وصال کر رہے ہیں۔ (یاد رکھو کہ) تم میری مثل نہیں ہو، خبردار! اللہ کی قسم ہے کہ اگر یہ مہینہ میرے لیے لمبا کر دیا جاتا تو میں وصال جاری رکھتا، اس طرح سے دین میں تشدّد کرنے والے اپنے تشدد سے باز آ جاتے۔“

(٢٢٣٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَيْهِمْ فِي رَمَضَانَ فَخَفَّفَ بِهِمْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ فَخَفَّفَ بِهِمْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَطَالَ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قُلْنَا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَلَسْنَا اللَّيْلَةَ فَخَرَجْتَ إِلَيْنَا فَخَفَّفْتَ ثُمَّ دَخَلْتَ فَأَطَلْتَ؟ قَالَ: ((مِنْ أَجْلِكُمْ.)) (مسند احمد: ١٢٥٩٨)

(دوسری سند) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ہلکی سی نماز پڑھائی، پھر چلے گئے اور کافی دیر لگائی (یعنی لمبی نماز پڑھی)، پھر باہر تشریف لائے اور تخفیف کے ساتھ نماز پڑھائی اور پھر اندر چلے گئے اور کافی دیر لگائی (یعنی لمبی نماز پڑھی)۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم رات کو بیٹھے تھے، پس آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور ہلکی سی نماز پڑھائی اور پھر گھر میں داخل ہوگئے اور کافی دیر لگا دی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ سارا کچھ تمہاری وجہ سے کیا تھا۔“

(٢٢٣٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَمُدَّ فِي صَلَاتِكَ، قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ بِمَكَانِكُمْ وَعَمْدًا فَعَلْتُ ذٰلِكَ)) (مسند احمد: ١٢٠٢٨)

(تیسری سند) اس میں ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم چاہ رہے تھے کہ آپ لمبی نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہارا پتہ چل گیا تھا اور میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا۔“

(٢٢٣٦) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث بالطريق الثالث (انظر: ١٢٥٧٠)

(٢٢٣٧) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البزار: ٧٣١، وابويعلى: ٣٧٥٥، وابن خزيمة: ١٦٢٧ (انظر: ١٢٠٠٥).

شرح:...... یہ نبی کریم ﷺ کی رحمت وشفقت تھی کہ مسجد میں مختصر نماز کو ترجیح دی، ورنہ طویل نماز کی صورت میں قیام اللیل کے فرض ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو رہا تھا۔

وصال:...... غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار نہ کرنا اور اس کو جاری رکھنا وصال کہلاتا ہے۔

چونکہ وصال میں مشقت کا پہلو زیادہ ہے، نیز اس کے سبب پیدا ہونے والے ضعف اور اکتاہٹ کی وجہ سے کئی دوسرے نیکی کے کام رہ سکتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے صحابہ کو اس سے منع کر دیا تھا، لیکن درج ذیل دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے منع کرنے سے یہ مقصود نہیں تھا کہ یہ حرام ہے:

سیّدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ.)) یعنی: ''تم وصال نہ کرو، اگر کسی کا ارادہ ہو تو وہ سحری تک وصال کر لیا کرے۔'' اس حدیث میں اگلے دن سحری تک وصال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ (ابو داود: ٢٣٦١)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری تک وصال کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال سے منع کیا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ خود تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کون میری مثل ہو سکتا ہے؟ میں تو رات گزارتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔'' لیکن جب صحابہ نے وصال سے باز آنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن وصال کیا، پھر دوسرے دن بھی کیا، پھر چاند نظر آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاند طلوع نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ مزید دنوں کا بھی وصال کرتا۔'' (بخاری: ١٩٦٥، مسلم: ١١٠٣)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت کے حق میں وصال حرام نہیں ہے، کیونکہ اگر یہاں نہی حرمت کے لیے ہوتی تو آپ ﷺ صحابہ کو وصال پر برقرار نہ رکھتے، یہ قرینہ ہے کہ وصال سے نہی کراہت کے لیے ہے، جس کا مقصد رحمت و تخفیف ہے۔

(٢٢٣٨) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَثَابَ رِجَالٌ فَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ تَحَدَّثُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَاجْتَمَعَ اللَّيْلَةَ الْمُقْبِلَةَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ، قَالَتْ:

''عروة بن زبیر ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے درمیانی حصے میں نکلے پس آپ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پس کچھ لوگ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، پس جب لوگوں نے صبح کی تو انہوں نے گفتگو کی کہ بے شک نبی کریم ﷺ (مسجد میں) نکلے پس آپ ﷺ نے مسجد میں رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھی، آنے والی رات میں لوگ پہلے سے زیادہ جمع

(٢٢٣٨) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٩٢٤، ٢٠١٢، ومسلم: ٧٦١ (انظر: ٢٥٣٦٢، ٢٥٤٤٦).

فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِغْتَسَلَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَتَحَدَّثُوا بِذٰلِكَ، فَاجْتَمَعَ اللَّيْلَةَ الثَّالِثَةَ نَاسٌ كَثِيرٌ حَتّٰى كَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ اِجْتَمَعَ النَّاسُ حَتّٰى كَادَ الْمَسْجِدُ يَعْجِزُ عَنْ أَهْلِهِ فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَخْرُجْ، قَالَتْ: حَتّٰى سَمِعْتُ نَاسًا مِنْهُمْ يَقُولُونَ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا.)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٧٦)

ہو گئے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پس نبی ﷺ نکلے اور رات کے درمیانی حصے میں آپ ﷺ نے غسل فرمایا، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر لوگوں نے صبح کی پس انہوں نے رات کے معاملے میں گفتگو کی، پس تیسری رات میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ جمع ہو گئے حتیٰ کہ مسجد والے زیادہ ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی ﷺ رات کے درمیانی حصے میں نکلے پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور صحابہ ﷺ نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس جب چوتھی رات ہوئی تو لوگ پھر جمع ہو گئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مسجد لوگوں سے عاجز آ جائے گی، (لوگوں کی کثرت کی وجہ سے) پس نبی ﷺ گھر میں بیٹھ گئے اور مسجد میں نہ نکلے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہاں تک کہ میں نے لوگوں کی آوازیں سنیں وہ کہہ رہے تھے، نماز، نماز پس نبی ﷺ ان کی طرف نہ نکلے، پس جب آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھ لی آپ ﷺ نے سلام پھیرا پھر لوگوں میں کھڑے ہوئے پس آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حمد و ثناء کے بعد، پس بے شک تمہاری رات کی حالت مجھ سے چھپی ہوئی نہیں رہی اور لیکن میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں اس کو تم پر فرض نہ کر دیا جائے (اگر تم پر فرض کر دی گئی تو) تم اس سے عاجز آ جاؤ گے، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے، اور یہ رمضان کی بات ہے۔''

(٢٢٣٩) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ أَوْزَاعًا يَكُونُ

''ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ لوگ رمضان کی راتوں کو مسجد نبوی میں مختلف ٹولیوں کی صورت میں نماز پڑھا کرتے تھے، ایک آدمی کو کچھ قرآن یاد ہوتا تو اس

(٢٢٣٩) تخريج:...... حديث صحيح لغيره، تقدم برقم: ١١٠٨ (انظر: ٢٦٣٠٧)

مَعَ الرَّجُلِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ فَيَكُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ أَوِ السِّتَّةُ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرُ فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ، قَالَتْ: فَأَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنْ ذٰلِكَ أَنْ أَنْصِبَ لَهُ حَصِيْرًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِي فَفَعَلْتُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ قَالَتْ فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلًا طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ وَتَرَكَ الْحَصِيْرَ عَلٰى حَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ تَحَدَّثُوا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ كَانَ مَعَهُ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَتْ وَأَمْسَى الْمَسْجِدُ رَاجًّا بِالنَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ وَثَبَتَ النَّاسُ قَالَتْ: فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا شَأْنُ النَّاسِ يَا عَائِشَةُ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَمِعَ النَّاسُ بِصَلَاتِكَ الْبَارِحَةَ بِمَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَحَشَدُوْا لِذٰلِكَ لِتُصَلِّيَ بِهِمْ۔ قَالَتْ: فَقَالَ: ((اِطْوِ عَنَّا حَصِيْرَكِ يَا عَائِشَةُ!)) قَالَتْ: فَفَعَلْتُ، وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَ غَافِلٍ وَثَبَتَ النَّاسُ مَكَانَهُمْ حَتّٰى خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصُّبْحِ فَقَالَتْ: فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! أَمَا وَاللّٰهِ! مَابِتُّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَيْلَتِي هٰذِهِ غَافِلًا وَمَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّي تَخَوَّفْتُ أَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَاكْلَفُوْا مِنَ

کے ساتھ پانچ یا چھ یا اس سے کم یا زیادہ لوگ نماز ادا کرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک رات حکم دیا کہ میں اپنے حجرے کے دروازے پر ایک چٹائی بچھا دوں۔ پس میں نے ایسے ہی کیا، نبی کریم ﷺ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اس کی طرف نکلے (اور رات کی نماز پڑھنے لگے)، جو لوگ مسجد میں تھے وہ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے ان کو طویل رات نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور چٹائی کو اسی طرح رہنے دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رات کو رسول اللہ ﷺ کی اور آپ کے ساتھ صحابہ کی نماز کی باتیں کیں۔ (اس کا اثر یہ ہوا کہ) شام کے وقت مسجد لوگوں سے بھر گئی، آپ ﷺ نے ان کو عشاء کی نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر گھر چلے گئے، لیکن لوگ وہیں پر ٹھہرے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''عائشہ! لوگوں کی کیا صورتحال ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ رات کو بعض صحابہ کے ساتھ آپ کی نماز کے بارے میں سن کر اب جمع ہو گئے ہیں، تاکہ آپ ان کو نماز پڑھائیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اپنی چٹائی لپیٹ لو۔'' پس میں نے ایسے ہی کیا اور رسول اللہ ﷺ نے گھر میں ہی رات گذاری، لیکن آپ ﷺ (نماز وغیرہ پڑھنے سے) غافل نہ رہے، لیکن لوگ اسی مقام پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کے لیے نکلے اور فرمایا: ''لوگو! اللہ کا شکر ہے کہ نہ میں نے یہ رات غفلت میں گزاری ہے اور نہ تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ رہی ہے، دراصل بات یہ ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ رات کی نماز تم پر فرض کر دی جائے گی، اس لیے اپنی طاقت کے مطابق اعمال کے مکلّف بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتاتا، جب تک تم نہیں اکتا جاتے۔''

الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا.)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ: إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٣٨)

ابوسلمہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: بے شک اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔''

(٢٢٤٠) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ يَرُدُّهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ اِعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ قَالَ: ((إِنَّا قَائِمُوْنَ اللَّيْلَةَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُوْمَ فَلْيَقُمْ.)) وَهِيَ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ، فَصَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ جَمَاعَةً بَعْدَ الْعَتَمَةِ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا وَلَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ قَامَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ يَوْمَ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ: ((إِنَّا قَائِمُوْنَ اللَّيْلَةَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، يَعْنِي لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَقُمْ.)) فَصَلّٰى بِالنَّاسِ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا وَلَمْ يَقُمْ۔ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ قَامَ فَقَالَ: ((إِنَّا قَائِمُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَعْنِي لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَمَنْ شَاءَ أَنْ

''شریح بن عبید حضرمی سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف کیا، جب آپ ﷺ نے بائیسویں تاریخ کو عصر کی نماز ادا کی تو فرمایا: '' آج ہم رات کو انشاء اللہ قیام کریں گے، اس لیے تم میں سے جو قیام کرنا چاہتا ہے، وہ قیام کرے۔'' یہ تیئسویں رات بنتی تھی، پس نبی کریم ﷺ نے اندھیرا چھا جانے کے بعد عشاء کی نماز باجماعت پڑھائی، یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ بیت گیا، پھر آپ ﷺ (اپنے خیمے میں) چلے گئے۔ جب چوبیسویں رات آئی تو آپ ﷺ نے نہ قیام کیا اور نہ ہی کچھ ارشاد فرمایا، لیکن جب پچیسویں رات آنی تھی تو آپ ﷺ نے رمضان کی چوبیس تاریخ کو عصر کے بعد کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا: '' آج ہم رات کو ان شاء اللہ قیام کریں گے، تم میں جو چاہتا ہے، وہ قیام کرسکتا ہے۔'' سو آپ ﷺ نے رات کو قیام کیا یہاں تک رات کا تیسرا حصہ گزر گیا۔ پھر آپ ﷺ (اپنے خیمے میں) تشریف لے گئے، چھبیسویں رات کو نہ آپ ﷺ نے قیام کیا اور نہ کچھ ارشاد فرمایا۔ جب آپ ﷺ چھبیسویں روز عصر کی نماز ادا کی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''ہم آج رات کو ان شاء اللہ قیام کریں گے، پس جو کوئی قیام کرنا چاہتا ہے وہ قیام کرلے۔''

(٢٢٤٠) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، شريح بن عبيد الحضرمى لم يدرك ابا ذر (انظر: ٢١٥١٠)

يَقُوْمَ فَلْيَقُمْ.)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَتَجَلَّدْنَا لِلْقِيَامِ فَصَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى قُبَّتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ لَهُ: اِنْ كُنَّا لَقَدْ طَمِعْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ تَقُوْمَ بِنَا حَتّٰى تُصْبِحَ۔ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! اِنَّكَ اِذَا صَلَّيْتَ مَعَ اِمَامِكَ وَانْصَرَفْتَ اِذَا انْصَرَفَ كُتِبَ لَكَ قُنُوتُ لَيْلَتِكَ.)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَدْتُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ۔ (مسند احمد: ٢١٨٤٢)

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس ہم نے قیام کرنے کے لیے صبر و استقامت کا اظہار کیا۔ نبی کریم رضی اللہ عنہم اجمعین نے ہم کو نماز پڑھائی، یہاں تک کہ رات کا دو تہائی حصہ گزر گیا، پھر آپ ﷺ حجرے میں تشریف لے گئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس بات کے حریص ہیں کہ آپ ہمیں صبح تک نماز پڑھائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تو امام کے ساتھ نماز پڑھے گا اور اس وقت واپس جائے گا، جب امام واپس جائے تو تیرے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔'' ابوعبد الرحمان کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کو اپنے باپ (امام احمد علیہ السلام) کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا پایا ہے۔''

شرح: ......اس حدیث کا درج ذیل قطعہ قابل غور ہے: ''اے ابوذر! جب تو امام کے ساتھ نماز پڑھے گا اور اس وقت واپس جائے گا، جب امام واپس جائے تو تیرے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔'' اس سے رات کے باجماعت قیام کا ثبوت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

(٢٢٤١) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا اللَّيْلَةَ الرَّابِعَةَ وَقَامَ بِنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي تَلِيْهَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ۔ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ بَقِيَّةُ لَيْلَتِهِ.)) ثُمَّ لَمْ يَقُمْ

''جبیر بن نفیر حضرمی سے مروی ہے کہ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، ہوا یوں کہ آپ ﷺ نے سارا مہینہ ہمارے ساتھ قیام نہ کیا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں، پس آپ ﷺ نے (تیسویں رات کو) ہمارے ساتھ قیام کیا، یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا، آپ ﷺ نے چوبیسویں رات کو قیام نہ کیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے پچیسویں رات کو اتنا طویل قیام کرایا کہ تقریبا آدھی رات گزر گئی۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ نے یہ فرمائش کی کہ اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں باقی رات بھی نوافل

(٢٢٤١) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ١٣٧٥، وابن ماجه: ١٣٢٧، والترمذي: ٨٠٦، والنسائي: ٣/ ٨٣ (انظر: ٢١٤٤٧)

بِنَا السَّادِسَةَ وَقَامَ بِنَا السَّابِعَةَ، وَقَالَ وَبَعَثَ إِلٰى أَهْلِهِ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا أَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ۔ قال قُلْتُ: مَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُوْرُ۔ (مسند احمد: ٢١٧٧٨)

پڑھادیں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی امام کے ساتھ قیام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ چلا جاتا ہے تو اس کے لیے باقی رات کے قیام کا بھی ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے چھبیسویں رات کو ہمیں قیام نہیں کرایا، البتہ ستائیسویں رات کو قیام کروایا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو (قیام کے لیے جمع ہونے کے لیے) پیغام بھیجا، دوسرے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ پس آپ ﷺ نے ہمیں اتنی طویل نماز پڑھائی کہ ہم ڈرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ”فلاح“ رہ جائے۔ جبیر بن نفیر کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ”فلاح“ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مطلب سحری ہے۔“

شــرح: ...... تہجد کی نماز کو ہی رمضان میں تراویح کہتے ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دو الگ الگ نمازیں ہیں، لیکن یہ خیال درست نہیں ہے، اس حدیث سے بھی ان کا ردّ ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے سحری تک تو تراویح کی نماز جاری رکھی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز کب پڑھی گئی۔

(٢٢٤٢) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ زِيَادٍ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ عَلٰى مِنْبَرِ حِمْصَ: قُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَامَ بِنَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ۔ قَالَ: وَكُنَّا نَدْعُوا السُّحُوْرَ الْفَلَاحَ، فَأَمَّا نَحْنُ فَنَقُوْلُ لَيْلَةَ السَّابِعَةِ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَأَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ السَّابِعَةَ فَمَنْ أَصْوَبُ؟ نَحْنُ أَوْ أَنْتُمْ۔ (مسند احمد: ١٨٥٩٢)

”نعیم بن زیاد ابی طلحہ الانماری سے روایت ہے کہ انہوں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حمص کے منبر پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے، کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے مہینے میں تیئسویں رات کو ایک تہائی رات تک اور پچیسویں رات کو نصف رات تک قیام کیا اور آپ ﷺ ستائیسویں کو تو اتنا طویل قیام کروایا کہ ہمیں یہ خیال آنے لگا کہ ہم سحری نہیں کر سکیں گے۔ وہ کہتے ہیں: ہم لوگ سحری کو ”فلاح“ کہتے تھے۔“ ہم لوگ ساتویں رات سے مراد ستائیسویں رات لیتے ہیں، لیکن تم کہتے ہو کہ تیئسویں رات ساتویں ہے، اب پتہ نہیں کہ کون زیادہ درست ہے، ہم یا تم؟

(٢٢٤٢) تخريج: ...... اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٣/ ٢٠٣ (انظر: ١٨٤٠٢).

شرح:...... ستائیسویں رات کو ساتویں رات کہنا تو واضح ہے کیونکہ بیس دنوں کے بعد ساتویں رات مراد ہے۔ رہا مسئلہ تیسویں رات کو ساتویں رات کہنا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یکم تاریخ سے شمار کریں تو تیسویں رات بنتی ہے اور آخر سے شمار کریں تو یہی رات ساتویں رات بنتی ہے، بشرطیکہ مہینے کو انتیس دنوں کا فرض کیا جائے، کیونکہ یہی اصل اور یقینی ہے اور عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ آسانی کے لیے آخر سے بھی دنوں اور راتوں کا شمار کر لیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں صرف تین دن باجماعت قیام کا اہتمام کیا، لیکن پورا ماہ قیام کرنا جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے قیام نہ کرنے کی وجہ یہ خدشہ تھا کہ کہیں یہ قیام فرض نہ کر دیا جائے، نبی کریم ﷺ کے بعد اب یہ خطرہ ٹل چکا ہے، لہٰذا جماعت کروانا درست ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بغیر کسی قید کے امام کے ساتھ قیام کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں گزرا ہے، اس لیے ان پر تسلسل کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی آپ ﷺ نے تین دن تراویح باجماعت کا اہتمام کر کے جواز پیش کر دیا ہے۔

3 ..... بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ أَنَّ فِعْلَهَا فِي الْبَيْتِ اَفْضَلُ

اس کی دلیل کا بیان، جو یہ کہتا ہے کہ گھر میں تراویح ادا کرنا افضل ہے

(٢٢٤٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَالِيَ حَتّٰى اِجْتَمَعَ اِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوْتِكُمْ، فَاِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.)) (مسند احمد: ٢١٩١٥)

”سیّدنا زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ بنایا اور اس میں رات کو نماز پڑھی، جب لوگوں کو علم ہوا تو وہ بھی جمع ہو گئے، لیکن پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی آواز کو گم پایا، ان کا خیال تھا کہ آپ ﷺ سو گئے ہیں، اس لیے بعض لوگوں نے کھانسنا شروع کر دیا تا کہ آپ ﷺ ان کی طرف آ جائیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کچھ تم کرتے رہے، مجھے اس کا اندازہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ قیام تم پر فرض نہ کر دیا جائے اور اگر یہ فرض کر دیا گیا تو تم اس کو قائم نہ رکھ سکو گے۔ اس لیے (میں کہتا ہوں کہ) لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا افضل عمل ہے، سوائے فرضی نماز کے۔“

شرح:...... اس موضوع پر درج ذیل حدیث زیادہ واضح ہے:

(٢٢٤٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا اَفْضَلُ؟

”سیّدنا عبد اللہ بن سعد ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میرا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

(٢٢٤٣) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٧٣١، ٧٢٩٠، ومسلم: ٧٨١ (انظر: ٢١٥٨٢).

اَلـصَّلَا ةُ فِی بَیْتِیْ اَوِ الصَّلَاةُ فِی الْمَسْجِدِ؟ قَالَ ﷺ: ((اَلَا تَرٰی اِلٰی بَیْتِیْ؟ مَا اَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ! فَـلَاَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِـنْ اَنْ اُصَـلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ۔ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَلَاةً مَّکْتُوْبَةً .)) (سنن ابن ماجه: ۱۳۷۸)

یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ میرے گھر کو نہیں دیکھتے؟ وہ مسجد کے بہت زیادہ قریب ہے، لیکن پھر بھی مجھے مسجد میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ محبوب ہے، سوائے فرضی نماز کے (وہ مسجد میں ہی ادا کرنی چاہیے)۔''

شرح: ...... معلوم ہوا کہ فرض نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں، تہجد اور دوسری عام نفل نماز گھر میں ادا کرنا اور فرض نمازیں مسجد میں ادا کرنا افضل ہے، آجکل بعض لوگ مکمل نماز مساجد میں اور بعض مکمل نماز گھروں میں ادا کر لیتے ہیں، نبوی منہج کو اپناتے ہوئے اول الذکر لوگوں کو چاہیے کہ سنتیں اور نوافل گھروں میں ادا کریں اور مؤخر الذکر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مساجد کی تعمیر فرض نمازوں کی ادائیگی کے لیے کی گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے بغیر عذر کے گھر میں فرضی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی، گھروں میں فرائض کی ادائیگی عورتوں کا کام ہے، مردوں کا نہیں۔

4 ...... بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ اَنَّهَا ثَمَانِ رَکْعَاتٍ غَیْرَ الْوِتْرِ

اس کی دلیل کا بیان جو یہ کہتا ہے کہ وتر کے علاوہ نماز تراویح آٹھ رکعت ہے

(۲۲۴۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَمِلْتُ اللَّیْلَةَ عَمَلًا۔ قَالَ: ((مَا هُوَ؟)) قَالَ: نِسْوَةٌ مَعِی فِی الدَّارِ قُلْنَ لِی: اِنَّكَ تَقْرَأُ وَلَا نَقْرَأُ، فَصَلِّ بِنَا، فَصَلَّیْتُ ثَمَانِیًا وَالْوِتْرَ۔ قَالَ: فَسَکَتَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ: فَرَأَیْنَا أَنَّ سُکُوْتَهُ رِضاً بِمَا کَانَ۔ (مسند احمد: ۲۱۴۱۵)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ، سیّدنا ابی بن کعب ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے رات کو ایک عمل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کون سا عمل ہے۔'' اس نے کہا: میرے ساتھ گھر میں کچھ خواتین تھیں، انہوں نے مجھے کہا: تم قرآن پڑھتے ہو اور ہم نہیں پڑھتیں، اس لیے ہمیں نماز پڑھاؤ، پس میں نے ان کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے۔ جواباً نبی کریم ﷺ خاموش ہوگئے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خاموشی کو آپ ﷺ کے راضی ہونے کی علامت سمجھتے ہیں۔''

شرح: ...... یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے، تراویح کے موضوع پر آنے والی بحث میں اس کی تفصیل آئے گی۔

(۲۲۴۴) تخریج: ...... اسناده ضعیف لضعف عیسی بن جاریة الانصاری المدنی، ولابهام الراوی له عن یعقوب بن عبد الله، لکن قد رواه غیر واحد عن یعقوب، أخرجه ابن حبان: ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، وابویعلی: ۱۸۰۱، والطبرانی فی "الاوسط": ۳۷۴۳ (انظر: ۲۱۰۹۸).

(٢٢٤٥) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُ أَوْ إِنِّي تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .)) (مسند احمد: ٢٤٥٧٤)

(٢٢٤٦) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: أَيْ أُمَّهْ! أَخْبِرِيْنِي عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَتْ: كَانَتْ صَلَاتُهُ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ سَوَاءً، ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ۔ قُلْتُ: فَأَخْبِرِيْنِي عَنْ صِيَامِهِ، قَالَتْ: كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ أَفْطَرَ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ إِلَّا قَلِيْلًا۔ (مسند احمد: ٢٤٦١٧)

''ابوسلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رمضان میں نماز کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، پس تو ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں سوال نہ کر، پھر آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، پر تو ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھ، پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا۔''

''ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اماں جی! مجھے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں بتلایئے۔ انہوں نے کہا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان آپ ﷺ کی نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی، ان میں دو رکعتیں فجر کی سنتیں ہوتی تھیں۔ میں نے کہا: مجھے آپ ﷺ کے روزوں کے بارے میں بتایئے۔ انھوں نے کہا: آپ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ ہمیشہ روزے رکھیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ (تسلسل کے ساتھ) روزے ترک کرنے لگ جاتے، یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ روزے ترک کر دیں گے۔ اور میں نے آپ ﷺ کو کسی مہینے میں اتنی

(٢٢٤٥) تخريج:...... أخرجه البخارى: ١١٤٧، ٢٠١٣، ومسلم: ٧٣٨، ومالك فى "المؤطا": ١/ ١٢٠، وابوداود: ١٣٤١، والترمذى: ٤٣٩ (انظر: ٢٤٠٧٣)

(٢٢٤٦) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٧٣٨ بذكر صلاته فى رمضان، و١١٥٦ بذكر صيامه، وانظر الحديث السابق برقم: ١١١٥ (انظر: ٢٤١١٦)

کثرت سے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنا آپ ﷺ شعبان
میں رکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ سارے شعبان کے
روزے رکھتے تھے، سوائے تھوڑے دنوں کے۔“

شرح: ......نماز تراویح کی رکعات کی تعداد پر مفصل بحث کرنے سے پہلے یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ عصر حاضر میں عجیب قسم کی مقلدانہ اور متعصبانہ سوچ اور فکر پائی جاتی ہے، تحقیقی مزاجوں کا فقدان ہے، جانبدارانہ فیصلوں کا رجحان پایا جاتا ہے، ہر شخص اپنے متعلقہ مسلک کی مخالفت میں ہونے والی ہر بات کو ہر پل جھٹلانے کے لیے تیار ہوتا ہے، اور اس معاملے میں جہالت کا بھی کافی دخل ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جس آدمی کو جو عمل یا روایت ورثے میں ملی ہے، وہ اس کو ثابت کرنے پر نہ صرف تلا ہوا ہوتا ہے، بلکہ اس بیچارے کو یہ شعور بھی نہیں ہوتا کہ وہ کئی شرعی دلائل اور اپنے متقدمین مفتی حضرات کی سراسر مخالفت کر رہا ہوتا ہے، مثال کے طور پر ہم نے اکتوبر ۲۰۱۰ء میں ایک مقلد خطیب کو خطبۂ جمعہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ آٹھ رکعت تراویح ادا کرنا بدعت ہے۔ سبحان اللہ! یہ کتنی بڑی جرأت ہے کہ آپ ﷺ کے عمل مبارک کو بدعت کہا جا رہا ہے۔ اسی طرح ۲۰۱۰ء میں ہی ہم نے ایک مفتی کو طلاق رجعی کی عدت میں نیا نکاح کرنے کا فتوی دیتے ہوئے سنا۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) اب ہم اس موضوع پر تفصیلی بحث پیش کرتے ہیں، قارئین کی آسانی کے لیے مذکورہ بالا دلائل کا دوبارہ ذکر کیا جائے گا۔

تراویح کی مسنون رکعات

لفظ ”تراویح“ ایک اصطلاحی نام ہے۔ قرآن اور تشریحات نبویہ میں یہ لفظ موجود نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی سے رمضان وغیر رمضان میں نماز عشاء سے طلوع فجر تک پڑھی جانے والی نماز کو تہجد، قیام اللیل، صلاۃ اللیل وغیرہ جیسے اسماء سے متصف کیا گیا ہے۔ بعد میں ماہ رمضان میں کیے جانے والے قیام کو تراویح سے تعبیر کیا گیا۔ جواب میں لفظ ”تراویح“ کا استعمال ہوگا۔

محمد ﷺ نے گیارہ رکعت تراویح کا اہتمام کیا، دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ......((عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ کَیْفَ کَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً))

”ابو سلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی تراویح کے بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔“ (صحیح البخاری: ١١٤٧، صحیح مسلم: ٧٣٦، سنن ابی داود: ١٣٤١، جامع ترمذی: ٤٣٩، مسند احمد: ٦/ ٣٦)

تنبیہ: ...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب مؤطا میں قیام رمضان

کے باب میں درج کیا ہے۔

مسلم میں اس روایت کے الفاظ یوں ہی ہیں: ((كَانَتْ صَلَاتُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.)) رمضان ہو یا غیر رمضان رات کو آپ ﷺ تیرہ رکعت پڑھتے۔ ان میں دو رکعتیں فجر کی سنتیں ہوتیں۔

خلاصہ:...... ایک عام فہم آدمی اس حدیث مبارکہ کے سیاق وسباق سے بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ عدد تراویح کے متعلق یہ حدیث حجت ہے۔

(۲)...... ((عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ.))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعت نماز پڑھائی پھر وتر پڑھے۔'' (صحیح ابن خزیمہ: ۲/ ۱۳۸، صحیح ابن حبان: ٤/ ٦٢-٦٤)

اس حدیث کی سند میں یعقوب بن عبداللہ کا شاگرد محمد بن حمید قابل اعتراض ہے لیکن (مسند ابی یعلی: ۳/ ۳۳۶) میں ابوالربیع الزهرانی نے اور عبدالاعلی بن حماد نے (ابن خزیمہ: ۲/ ۱۳۸) میں مالک بن اسماعیل نے اور عبداللہ بن موسی نے متابعت کی۔ نیز سند میں عیسی بن جاریہ ہے لیکن امام ابوزرعہ، امام ابن حبان، علامہ ہیثمی، امام بوصیری وغیرہ نے اس کی توثیق کی، اگر اس راوی پر کی گئی جرح کو سامنے رکھا جائے تو یہ حدیث اس موضوع کے شواہد کی بنا پر حسن ہوگی۔

(۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ۔

''عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء سے فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے۔'' (صحیح مسلم: ٧٣٤)

تنبیہ:...... اس حدیث مبارکہ میں رمضان المبارک کا کوئی خاص علیحدہ تذکرہ نہیں لیکن حدیث اپنے عموم کی بنا پر ماہ مبارک کے قیام کو شامل ہے۔

عدالت فاروقی کا فیصلہ:

صحابی رسول سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً.))

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز تراویح (مع وتر) پڑھایا کریں۔ (موطا امام مالک: ۱۳۸، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/ ۲۹۳، السنن الکبری للبیہقی: ۲/ ٤٩٦)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری اور صحیح مسلم والی حدیث عائشہ کے موافق اور آپ ﷺ کے عمل کے عین مطابق ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آٹھ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور اس سے بیس رکعت ترواتح کی قائلین وعاملین کا رد ہوتا ہے۔

سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں: ((اِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَيٍّ وَتَمِیْمٍ ، فَكَانَا یُصَلِّیَانِ اِحْدٰی عَشَرَةَ رَكْعَةً .)) یعنی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری پر جمع کردیا، وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نمازِ تراویح پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبة: ۲/ ۳۹۱-۳۹۲)

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ یہ بھی کہتے ہیں: ((كُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ بِاِحْدٰی عَشَرَةَ رَكْعَةً .)) یعنی ہم سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعت نمازِ تراویح پڑھتے تھے۔ (سنن سعید بن منصور بحواله الحاوی للفتاوی للسیوطی: ۱/ ۳٤۹، حاشیة آثار السنن للنیموی: ۲۵۰)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سنت کو اختیار کیا اور سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔

بیس رکعت تراویح کو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول یا فعل کی طرف منسوب کرنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

تہجد اور تراویح میں فرق:

میں نے ابتدا ہی میں عرض کیا تھا کہ عہد نبوی میں لفظ ''تراویح'' معدوم تھا۔ بعد والوں نے قیام رمضان کے لیے بطور اصطلاح استعمال کیا۔ اب تہجد اور تراویح میں فرق کرنا محض حماقت پر مبنی ہے۔ پہلی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے۔ مولانا انور کاشمیری حنفی فرماتے ہیں: "ولم یثبت فی روایة من الروایات انه علیه السلام صلی التراویح والتهجد علیحدة فی رمضان بل طول التراویح وبین التراویح والتهجد فی عهده علیه السلام لم یكن فرق فی الركعات بل فی الوقت والصفة ای التراویح تكون بالجماعة وفی المسجد بخلاف التهجد وان شرع التراویح فی اول اللیل و التهجد فی آخر اللیل." (العرف الشذی علی جامع الترمذی)

ترجمہ: کسی روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں، ہاں نمازِ تراویح میں لمبا قیام کرتے تھے، رکعات کے اعتبار سے عہد نبوی میں تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، بلکہ فرق صرف اتنا تھا کہ تراویح مسجد با جماعت پڑھی جاتی تھی اور تہجد (گھر میں علیحدہ) اور تراویح ابتدائے رات میں پڑھی جاتی تھی اور تہجد آخر رات میں۔

اس کلام میں قابل نقد پہلو موجود ہیں، بہر حال ہمارا مقصود پورا ہو گیا ہے۔

فقہ حنفی کے نامور فقہاء اور مشائخ کی شہادتیں اور آٹھ رکعت تراویح:

چونکہ آج کل تو مختلف مسلک والوں میں عجیب ذاتی معاملات گھس چکے ہیں، اس لیے ہم احناف کے قدیم ائمہ کے فتاوی نوٹ کرتے ہیں:

امام الاحناف شیخ ابن ہمام نے کہا: ’’فتحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشرة ركعة مع الوتر فى جماعة فعله عليه الصلٰوة السلام . ‘‘

مبحث کا نتیجہ یہ نکلا قیام رمضان، جو سنت ہے وتر سمیت گیارہ رکعت باجماعت ہے۔ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ (فتح القدير : ١ /٤٦٨)

مولانا انور شاہ کاشمیری حنفی نے کہا: ((ولا مناص من تسليم ان التراويح كانت ثمانية ركعات .)) یعنی یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح یقیناً آٹھ رکعت تھی۔ (العرف الشذی)

ملا علی قاری حنفی نے شرح مشکوۃ میں امام ابن ہمام والا فیصلہ کیا۔ (مرقاة : ٣/١٩٤)

علامہ عبدالحق دھلوی حنفی نے کہا: تحقیق آنست کہ صلاۃ آنحضرت در رمضان ہماں نماز معتاد بو یازدہ رکعت کہ دائم در تہجد مے گزارد۔ (مدارج النبوة: ١ / ٤٠٠) یعنی: تحقیق کے مطابق حضور علیہ السلام کی نماز رمضان میں وہی گیارہ رکعت تھی جو آپ کی عادت تھی اور ہمیشہ آپ تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔

قاضی شمس الدین حنفی نے کہا: میرا موقف یہ ہے کہ مجھے نہ آٹھ کی سنیت سے انکار ہے اور نہ عملاً اس کے ترک کو مستحسن سمجھتا ہوں اور نہ ہی حتی المقدور ان کو ترک کرتا ہوں اور نہ کسی کو ترک کرنے کی تلقین کرتا ہوں اور نہ ہی میری جماعت حنفیہ کرام آٹھ کی سنیت کے منکر ہیں بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت سنت ہیں، سنت ہیں۔ (القول الفصيح : ص : ٥)

ابو الاعلی مودودی کہتے ہیں: تمام روایات کو جمع کرنے سے جو چیز حقیقت سے قریب معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے خود جماعت کے ساتھ رمضان میں جو نماز پڑھائی وہ اول وقت تھی، نہ کہ آخر وقت میں اور وہ آٹھ رکعتیں تھیں نہ کہ بیس۔ اگر چہ ایک روایت بیس کی بھی ہے مگر وہ آٹھ والی روایت کی بہ نسبت ضعیف ہے۔ (رسائل ومسائل: ٢/١٦٧)

عبدالشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی کہتے ہیں: اگرچہ نبی اکرم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعات بھی۔ (علم الفقه : ١٩٨)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی کہتے ہیں: از فعل آنحضرت یازدہ رکعت ثابت شدہ است۔ یعنی آنحضرت سے گیارہ رکعت تراویح ثابت ہے۔ (مصفی شرح مؤطا فارسی)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت اور اس کی حقیقت:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ .)) (ابن ابی شیبه ،بیهقی)

''عبداللہ بن عباس کہتے ہیں؛ رسول اللہ ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت قیام کرتے تھے۔''

وضاحت:...... امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: "تفرد به ابو شيبة ابراهيم بن عثمان العبسي الكوفي وهو ضعيف." (حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان کوفی ضعیف ہے) یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

ابوشیبہ ابراہیم کے متعلق جارحین کے خیالات: "ضعيف ليس بثقة، متروك الحديث، منكر الحديث، ساقط، رجل مذموم." وغیرہ۔

حنفی علماء کی تصریحات:

ابن عباس کی بیس رکعت والی روایت جو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کی وہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ پھر یہ آٹھ رکعت والی حدیث کے مخالف ہے۔ (نصب الراية: ۲۹۳/۱)

ابن ہمام حنفی:...... جو ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی نے بیس رکعت والی ابن عباس کی روایت بیان کی ہے وہ ضعیف ہے۔ (فتح القدير ص: ۲۳٤)

علامہ عینی حنفی:...... ابن عباس کی جو بیس رکعت والی حدیث ہے اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان ہے، جسے شعبہ نے جھوٹا کہا اور امام احمد، ابن معین، بخاری، نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا۔

ملا علی قاری حنفی: ابن عباس کی بیس رکعت والی حدیث ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے، اس راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (مرقاة: ۱۷۵/۲)

نیز: علامہ نیموی انور شاہ کاشمیری، یوسف بنوری، عبدالحی لکھنوی، تقی عثمانی وغیرہ نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا۔

سوال یہ ہے کہ کون سے دلائل تھے، جن کی روشنی میں ان حنفی علما نے آٹھ رکعت تراویح کی سنیت کا اقرار کیا!؟

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ انھوں نے بیس رکعت قیام کرنے کا حکم دیا ہو۔ انھوں نے آپ ﷺ کی موافقت کی اور یہی ان کو زیب دیتا تھا، دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔

تراویح میں باقاعدہ جماعت:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان میں نمازِ تراویح میں مسلسل جماعت کرانا صرف عدالت فاروقی کا فیصلہ ہے۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کے اقوال سے اس کا ثبوت ملتا ہے، بسا اوقات آپ ﷺ نے عمل بھی کیا، لیکن ایک عارضے کی وجہ سے اسے برقرار نہ رکھا گیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ حضور ﷺ نے تئیس رمضان کو تراویح باجماعت پڑھائی پھر پچیس رمضان کو نصف شب تک قیام کروایا۔ ہم نے کہا: ''لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ؟'' یعنی: اگر رات کے بقیہ حصے میں بھی آپ قیام کروادیں تو بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''جس نے امام کے ساتھ قیام کیا تو اس کے لیے ساری رات کے

قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے ستائیس رمضان کو باجماعت نماز تراویح ادا کی۔

(ابو داؤد ،ترمذی، نسائی ، ابن ماجه)

معلوم ہوا کہ امام کے ساتھ باجماعت قیام کرنا ایک افضل عمل ہے۔ رہا مسئلہ کہ آپ ﷺ نے قیام کیوں نہیں کروایا؟

جواباً عرض ہے کہ عائشہ فرماتی ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے لوگوں کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی صحابہ نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ اگلے روز پھر قیام کروایا مقتدی زیادہ ہوگئے۔ تیسری یا چوتھی رات لوگ اسی مقصد کے لیے جمع ہوئے لیکن حضور ﷺ تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو اپنی غیر حاضری کی وجہ یوں بیان فرمائی: ((قَدْ رَاَيْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِی مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّی خَشِيْتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ .)) یعنی ''میں نے رات کو تمہارا اکٹھا ہونا دیکھا اور مجھے تمہاری طرف سے آنے سے روکنے والی چیز یہ تھی کہ مجھے ڈر لاحق ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کے قیام اللیل کے فرض ہونے کا خطرہ تھا اس لیے حضور ﷺ تشریف نہ لائے۔ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد کسی عمل کے فرض ہونے کا شبہ نہ رہا لہٰذا پہلی حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کو تراویح کی امامت سونپی، تو اس سے پہلے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھتے تھے، وہ اس طرح کہ کوئی اکیلا پڑھ رہا ہوتا تھا اور کہیں چند ساتھی اکٹھے ہو کر باجماعت ادا کر رہے ہوتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک قاری پر انہیں جمع کر دیا تاکہ وہ انہیں گیارہ رکعت قیام کروائے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری)

حرمین شریفین اور بیس رکعت تراویح:

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ حرمین شریفین میں بیس رکعت تراویح کا انعقاد کیا جاتا ہے، اس لیے اس تعداد کو حجت سمجھ لیا جانا چاہیے۔

جواباً سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد حرام اور مسجد نبوی میں (۳۰) سے زیادہ رکعات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم سب سے پہلے فتوی کمیٹی سعودی عرب کا فتوی نقل کرتے ہیں:

فتوی نمبر ۳۹۵۳:

سوال: ...... ائمہ دین فقہائے امت کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت؟ اگر سنت آٹھ رکعت ہے تو مسجد نبوی میں بیس کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے، کیونکہ عام لوگ اس عمل سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس نماز کی رکعات کی سنت تعداد بیس ہے؟

جواب: ...... صلاة التراويح سنة هی سنها رسول الله ﷺ ، وقد دلت الادلة علی انه ماكان يـزيـد فـی رمضان ولا فی غيره علی احدی عشرة ركعة وقد سال ابو سلمة عائشة رضی اللہ عنہا كيف

كانت صلاة رسول الله ﷺ فى رمضان ، قالت: ماكان يزيد فى رمضان ولا فى غيره على حدى عشرة ركعة ، يصلى اربعا فلاتسأل عن حسنهن وطولهن ، يصلى اربعا فلا تسئل عن حسنهن و لا طولهن ثم يصلى ثلاثا ، قالت: عائشة:فقلت :يارسول الله ﷺ اتنام قبل ان توتر؟ فقال : يا عائشة ((ان عينى تنامان ولا ينام قلبى))(متفق عليه) وقد ثبت انه ﷺ كان يصلى فى بعض الليالى ثلاث عشرة ركعة فوجب ان يحمل كلام عائشة رضى الله عنها فى قولها (ماكان يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة) على الاغلب جمعا بين الاحاديث ، ولا حرج فى الزيادة على ذلك ، لان النبى ﷺ لم يحدد فى صلاة الليل بل لما سئل عن صلاه الليل قال: ((مثنى مثنى فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى))۔(متفق عليه)ولم يحدد احدى عشرة ركعة ولا غير ها ، فدل على التوسعة فى صلاة الليل فى رمضان وغيره ۔

وبالله التوفيق وصلى الله على نبيه محمد واله وصحبه وسلم ۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

عضو: عبدالله بن قعود، عبدالله بن غديان۔ نائب الرئيس:عبدالرزاق عفيفى۔

الرئيس:عبدالعزيز بن عبدالله بن زياد

ترجمہ: تراویح سنت ہے اور دلائل کا تقاضا ہے کہ وہ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت ہے۔ جیسا کہ ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ تو انھوں نے جواب دیا: آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے، پس تو ان کے حسن اور طول کے بارے میں سوال نہ کر، پھر چار پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھ، پھر تین (وتر) پڑھتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔“ (بخاری، مسلم)

یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات تیرہ رکعت پڑھتے تو گیارہ رکعت والی حدیث کو اکثر و بیشتر پر محمول کریں گے۔

لیکن اس تعداد سے زیادہ نفلی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے رات کی نماز کی تعیین نہیں فرمائی۔ بلکہ آپ ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب طلوع فجر کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔“ اس حدیث میں گیارہ رکعت وغیرہ کی تعیین نہیں معلوم ہوا کہ رمضان وغیرہ میں رکعات میں وسعت ہے۔

مفتی اعظم سعودی عرب ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی:...... "والافضل ما كان النبی ﷺ يفعله غالبا وهـو ان يـقـوم بثمان ركعات يسلم من كل ركعتين ، ويوتر بثلاث مع الخشوع والطمأنينة و ترتيل القراء ة ."

تــرجـمه:...... افضل وہی ہے جس کا آپ ﷺ اکثر و بیشتر اہتمام کرتے تھے، اور وہ اس طرح کہ آپ ﷺ خشوع، اطمینان اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنے کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھتے ، ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور پھر تین وتر پڑھتے۔ (فتاوى اللجنة الدائمة : ٧/ ٢١٢)

امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل نے یوں فتوی دیا کہا: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! آپ نے سوال کیا کہ کیا نماز تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نماز ہیں، اسے قیام رمضان بھی کہتے ہیں، اس دعوی کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے: ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ انھوں نے کہا: رمضان ہو یا غیر رمضان، گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے......۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نچھاور کرے افضل الخلق محمد ﷺ پر، ان کی آل پر، اور ان کے صحابہ پر۔

خــلاصــۂ کلام:...... اس بحث میں مذکورہ اور اس موضوع سے متعلقہ تمام دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول گیارہ رکعت کا تھا، آپ ﷺ کے فعل کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ لیکن دوسری قولی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس تعداد سے زائد یا کم نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین میں رمضان کے پہلے بیس دنوں میں اکیس رکعات اور آخری دس دنوں میں اکتیس رکعات کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ وہ زائد نفل پڑھ رہے ہیں، جبکہ تعداد کی سنت رکعات گیارہ ہے۔ اس لیے مسجد حرام اور مسجد نبوی کی روٹین کو دیکھ کر قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ ﷺ اکیس یا اکتیس رکعات کا اہتمام کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی زائد رکعات پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے خشوع وخضوع اور اطمینان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

* * *

اَبْوَابُ صَلَاةِ الضُّحٰی

چاشت کی نماز کے بارے میں ابواب

5 ..... بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا وَ حُكْمِهَا

صلوٰۃ الضحیٰ کی فضیلت اور اس کے حکم کا بیان

(۲۲۴۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَغَنِمُوْا وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَتَحَدَّثَ النَّاسُ بِقُرْبِ مَغْزَاهُمْ وَكَثْرَةِ غَنِيْمَتِهِمْ وَسُرْعَةِ رَجْعَتِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰی أَقْرَبَ مِنْهُ مَغْزًی وَأَكْثَرَ غَنِيْمَةً وَأَوْشَكَ رَجْعَةً، مَنْ تَوَضَّأَ ثُمَّ غَدَا إِلَی الْمَسْجِدِ لِسُبْحَةِ الضُّحٰی فَهُوَ أَقْرَبُ مَغْزًی وَأَكْثَرُ غَنِيْمَةً وَأَوْشَكُ رَجْعَةً.)) (مسند احمد: ٦٦٣٨)

”سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، پس انہوں نے غنیمت حاصل کی اور جلدی واپس لوٹ آئے، لوگوں نے اس غزوے میں (لڑائی کے) جلدی ختم ہو جانے، کثیر مقدار میں غنیمت حاصل کرنے اور ان کے جلدی واپس لوٹ آنے کے بارے میں باتیں کیں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہاری اس چیز کی طرف رہنمائی نہ کردوں کہ جو غزوہ کے لحاظ سے نزدیک ہو، غنیمت کے لحاظ سے زیادہ ہو اور لوٹنے کے لحاظ سے بھی قریب ہو؟ جس نے وضو کیا، پھر چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد گیا، وہ شخص غزوہ کے لحاظ سے نزدیک ہے اور زیادہ غنیمت والا اور جلدی لوٹنے والا ہے۔“

(۲۲۴۸) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَةِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چاشت کی دو رکعتوں کی حفاظت کی اس کے

(۲۲۴۷) تخريج: ...... حسن لغيره، وابن لهيعة قد تابعه ابن وهب عند الطبرانى، وحيى بن عبد الله ضعيف لكن فى الباب ما يقويه، أخرجه الطبرانى فى "الكبير" (انظر: ٦٦٣٨)

(۲۲۴۸) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف النهاس بن قهم، وشداد بن عبد الله القرشى مولاهم لم يسمع من ابى هريرة (انظر: ١٠٤٤٧)

الضُّحٰى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.)) (مسند احمد: ١٠٤٥١)

تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

(٢٢٤٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيْلِي بِثَلَاثٍ: صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحٰى، وَلَا أَنَامُ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ. (مسند احمد: ٧٥٠٣)

”سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (محمد ﷺ) نے مجھے یہ تین وصیتیں کیں: ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا اور نمازِ وتر پڑھ کر سونا۔“

(٢٢٥٠) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: ((مَنْ قَامَ إِذَا اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ فَكَانَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) (مسند احمد: ١٢١)

”سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں نکلے، ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں سے گفتگو فرما رہے تھے، ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس وقت کھڑا ہو، جب سورج بلند ہو چکا ہو، پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے اسی دن جنم دیا ہو۔“

(٢٢٥١) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَا تَعْجِزَنْ مِنَ الْأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ نَهَارِكَ أَكْفِكَ آخِرَهُ)) (مسند احمد: ٢٨٠٢٨)

”سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں چار رکعتوں کو پڑھنے سے عاجز نہ آ جا، (اگر تو یہ نماز پڑھے گا تو) میں تجھے دن کے آخر میں کافی ہو جاؤں گا۔“

(٢٢٥٢) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ الْغَطَفَانِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

”سیّدنا نعیم بن ہمار غطفانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا رب فرماتا ہے: اے آدم کے

(٢٢٤٩) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ١٤٣٢ (انظر: ٧٥١٢)

(٢٢٥٠) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابن عم ابى عقيل، أخرجه مسلم: ٢٣٤، وابوداود: ١٧٠ بذكر وجوب الجنة مكان مغفرة الخطايا، ولم يذكرا امر استقلال الشمس (انظر: ١٢١، ١٧٣٩٢)

(٢٢٥١) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، شريح بن عبيد لم يسمع من ابى الدرداء، أخرجه الترمذى: ٤٧٥ (انظر: ٢٧٤٨٠)

(٢٢٥٢) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٢٨٩، والبخارى فى "تاريخه": ٨/ ٩٣ (انظر: ٢٢٤٧٠، ٢٢٤٧٢)

((قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ: صَلِّ لِي يَا ابْنَ آدَمَ! أَرْبَعًا فِي أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ.)) (مسند احمد: ۲۲۸۳۹)

بیٹے! تو میرے لیے دن کے شروع میں چار رکعت نماز پڑھ، میں تجھے دن کے آخر میں (تمام حاجات و مشکلات سے) کافی ہو جاؤں گا۔"

(۲۲۵۳) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ لِشَيْءٍ أَوْصَانِي بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ وَسُبْحَةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۲۹)

"سیدنا ابو الدرداء ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل ابو القاسم ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی، میں ان کو کسی وجہ سے نہیں چھوڑوں گا، آپ ﷺ نے مجھے نصیحت کی کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھوں، وتر کی نماز پڑھ کر ہی سوؤں، اور سفر و حضر میں چاشت کی نماز ادا کروں۔"

(۲۲۵٤) عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَتَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَتَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَتَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى.)) (مسند احمد: ۲۱۸۰۷)

"سیدنا ابو ذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی صبح کرتا ہے تو اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے اور تسبیح کرنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برے کام سے روکنا صدقہ ہے (اس طرح یہ امور سرانجام دے کر ان اعضاء کا صدقہ ادا کیا جا سکتا ہے) اور ان تمام چیزوں سے دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں، جو آدمی چاشت کے وقت ادا کرتا ہے۔"

شرح: ...... دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان کا وجود تین سو ساٹھ جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس نماز کی دو رکعتوں سے ان تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔

(۲۲۵۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ، وَأُمِرْتُ بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى

"سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر (عید الاضحی کی) قربانی فرض کی گئی ہے، لیکن تم پر اس کو فرض نہیں کیا گیا اور مجھے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کا

(۲۲۵۳) تخریج: ...... حدیث صحیح دون قوله: ((فی الحضر والسفر))، وهذا اسناد ضعیف لابهام الراوی عن ابی ادریس السکونی، ولجهالة ابی ادریس السکونی، أخرجه مسلم: ۷۲۲ (انظر: ۲۷٤۸۱)

(۲۲۵٤) تخریج: ...... حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۱۲۸۵، ۱۲۸٦، ٥۲٤٤ (انظر: ۲۱٤۷٥، ۲۱٥٤۸)

(۲۲۵۵) تخریج: ...... اسناده ضعیف، لضعف جابر بن یزید الجعفی، أخرجه الطبرانی: ۱۱۸۰۲، ۱۱۸۰۳، والبزار: ۲٤۳٤ (انظر: ۲۹۱۷، ۲۰٦٥)

وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِهَا .)) (مسند احمد: ۲۹۱۷)

حکم دیا گیا ہے، جبکہ تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا۔"

(۲۲۵۶) (وَمِنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُمِرْتُ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَبِالْوِتْرِ وَلَمْ يُكْتَبْ .)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((عَلَيْكُمْ .)) (مسند احمد: ۲۰۶۵)

"(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تو چاشت کی دو رکعات اور وتر پڑھنے کا حکم دیا گیا، لیکن (تم پر) یہ چیزیں فرض نہیں کی گئیں۔"

شــرح :......نمازِ چاشت کی فضیلت اور رکعات کی دو اور چار تعداد کے بارے میں احادیث گزر چکی ہیں، مزید دلائل درج ذیل ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى أَرْبَعًا، وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ .)) (مسلم: ۷۱۹)

"رسول اللہ ﷺ نمازِ چاشت کی چار رکعات اور (بسا اوقات) زیادہ بھی پڑھتے تھے۔" سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال آٹھ رکعات نمازِ چاشت پڑھی۔ (صحيح بخاری: ۱۱۷۶، صحيح مسلم: ۳۳۶)

جامع ترمذی (۴۷۳) کی جس روایت میں اس نماز کی بارہ رکعتوں کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح مسند بزار کی جس حدیث میں دو، چار، چھ، آٹھ اور بارہ رکعات کا ذکر ہے، وہ بھی کمزور اور غیر مستند ہے۔

2 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِهَا وَجَوَازِ فِعْلِهَا جَمَاعَةً

صلوٰۃ الضحٰی کے وقت اور اس کے باجماعت ادا کرنے کے جواز کے بارے میں بیان

(۲۲۵۷) عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الضُّحٰى حِيْنَ كَانَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْمَشْرِقِ مِنْ مَكَانِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۲)

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز اس وقت پڑھی کہ جب سورج مشرق کی جانب اتنا بلند تھا جتنا وہ عصر کے وقت مغرب کی جانب اونچا ہوتا ہے۔"

(۲۲۵۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى۔ فَقَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ

"سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء والے لوگوں کے پاس آئے اور وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اوابین کی نماز اس وقت

(۲۲۵۶) تخريج:...... اسناده ضعيف، لضعف جابر بن يزيد الجعفي، أخرجه الطبراني: ۱۱۸۰۲، والبزار: ۲۴۳۴ (انظر: ۲۰۶۵)

(۲۲۵۷) تخريج:...... اسناده قوى (انظر: ۱۲۵۲)

(۲۲۵۸) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۷۴۸ (انظر: ۱۹۲۶۴)

اِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحٰى .)) (مسند احمد: ١٩٤٧٨)

ہوتی ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں چاشت کے وقت گرمی سے جلنے لگیں۔''

(٢٢٥٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى عَلٰى مَسْجِدِ قُبَاءٍ أَوْ دَخَلَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ بَعْدَ مَا أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا هُمْ يُصَلُّوْنَ، فَقَالَ: ((إِنَّ صَلَاةَ الْأَوَّابِيْنَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَهَا إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ .)) (مسند احمد: ١٩٥٦٢)

''(دوسری سند) جب نبی کریم ﷺ سورج کے اچھی طرح روشن ہو جانے کے بعد مسجد قبا کے پاس آئے یا مسجد قبا میں داخل ہوئے، تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اوابین کی نماز وہ اس وقت پڑھا کرتے تھے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرمی کی وجہ سے جلنے لگتے تھے۔''

شرح:...... ''الفِصَال'' یہ فصیل کی جمع ہے اور فصیل اونٹنی کے اس بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے علیحدہ کیا جا چکا ہو اور وہ دودھ پینے سے غنی ہو چکا ہو۔ کثرت سے توبہ کرنے والے یا فرمانبردار یا تسبیح بیان کرنے والے کو ''اَوَّاب'' کہتے ہیں۔ چونکہ اس وقت میں نفس کا میلان راحت کی طرف ہوتا ہے، اس لیے اس وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کام کرنا رجوع الی اللہ اور اس کی فرمانبرداری کی علامت ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس نماز کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

(٢٢٦٠) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ رَآنِي أَبُوْ بَشِيْرِ نِ الْأَنْصَارِيُّ ؓ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى حِيْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَعَابَ عَلَيَّ ذٰلِكَ وَنَهَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوْا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ)) (مسند احمد: ٢٢٢٣٤)

''سعید بن نافع کہتے ہیں: صحابی رسول سیدنا نعمان بن بشیر ؓ نے مجھے سورج طلوع ہوتے وقت نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا، انھوں نے میرے اس عمل کو معیوب قرار دیا اور ایسا کرنے سے منع کیا، پھر کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک سورج بلند نہ ہو جائے اس وقت تک نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

(٢٢٦١) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي بَيْتِهِ سُبْحَةَ

''سیدنا عتبان بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی اور لوگ بھی

(٢٢٥٩) تخريج:...... اسناده على شرط مسلم، أخرجه أبو عوانة: ٢/ ٢٧١، وابن خزيمة: ١٢٢٧، والطبراني في "الكبير": ٥١١١، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ١٩٣٤٧)

(٢٢٦٠) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد محتمل للتحسين، أخرجه البزار في "مسنده": ٢٣٠٤، وابو يعلى في "مسنده الكبير"، والطبراني في "الاوسط": ٦٥٢٠ (انظر: ٢١٨٨٩)

(٢٢٦١) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الدارقطني: ٢/ ٨٠ (انظر: ٢٣٧٧٣)

الـضُّـحٰـی فَقَامُوا وَرَاءَہُ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِہِ۔ (مسند احمد: ۲٤۱۸۰)

آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور یہ نماز ادا کی۔"

شــرح :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ نماز باجماعت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ درج بالا دو ابواب کی روایات ذہن نشین کر لیں، تا کہ آنے والی نمازِ چاشت کی نفی کرنے والی روایات کی وجہ سے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، کیونکہ بعض صحابہ نے آپ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اس لیے انھوں نے اس عمل کی نفی کر دی، لیکن یہ ایک مسلّمہ قانون ہے کہ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، کیونکہ اثبات پیش کرنے والے کے پاس نقل کی دلیل موجود ہوتی ہے۔

3 ..... بَابُ اِخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ فِيْهَا وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِيْمَا رُوِیَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِیْ ذٰلِكَ

صلوٰۃ الضحٰی میں صحابہ کے اختلاف کا بیان، اس میں کئی فصلیں ہیں

فصل اول: ان روایات کے بارے میں جو اس ضمن صحابہ سے مروی ہیں

(۲۲٦۲) عَـنْ عَـلِـيٍّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَـانَ يُصَلِّیْ مِنَ الضُّحَی۔ (مسند احمد: ٦۸۲)

"سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔"

(۲۲٦۳) عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَـالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا يَدَعُهَا وَيَدَعُهَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا يُصَلِّيْهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۱۷۲)

"سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز (اتنے تسلسل سے) پڑھا کرتے تھے کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ اس کو نہیں چھوڑیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ اس کو یوں چھوڑ دیتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ یہ نماز نہیں پڑھیں گے۔"

(۲۲٦٤) عَـنْ أَبِـی هُـرَيْرَةَ ؓ قَـالَ: مَا رَأَيْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَـلَّی الضُّحٰی قَطُّ اِلَّا مَرَّةً۔ (مسند احمد: ۹۷۵۷)

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے ایک مرتبہ کے۔"

(۲۲٦۲) تخریج:...... اسناده قوی، أخرجه الترمذی: ٥۹۸، والنسائی: ۲/ ۱۱۹ (انظر: ٦۸۳)

(۲۲٦۳) تخریج:...... اسناده ضعیف لضعف عطية العوفی، أخرجه الترمذی: ٤۷۷ (انظر: ۱۱۱٥٥)

(۲۲٦٤) تخریج:...... اسناده قوی، أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ٤۰۷، والنسائی فی "الكبری": ٤۷۷، والبزار: ٦۹٦ (انظر: ۹۷٥۸)

(٢٢٦٥) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی بَكْرَةَ قَالَ: رَاٰی أَبُو بَكْرَةَ رضي الله عنه نَاسًا يُصَلُّوْنَ الضُّحٰی، فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيُصَلُّوْنَ صَلَاةً مَا صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا عَامَّةُ أَصْحَابِهِ رضي الله عنهم۔ (مسند احمد: ٢٠٧٣٤)

''سیّدنا عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا: بے شک یہ لوگ ایسی نماز پڑھ رہے ہیں جو نہ نبی کریم ﷺ نے پڑھی اور نہ آپ ﷺ کے عام صحابہ نے۔''

(٢٢٦٦) عَنْ مُوَرِّقٍ نِ الْعِجْلِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه: أَتُصَلِّي الضُّحٰی؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: صَلَّاهَا عُمَرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: صَلَّاهَا أَبُوبَكْرٍ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ: أَصَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: لَا إِخَالُهُ۔ (مسند احمد: ٤٧٥٨)

''مورق عجلی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا نبی کریم ﷺ یہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ بھی نہیں پڑھتے تھے۔''

(٢٢٦٧) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا نَحْنُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَجَالَسْنَاهُ، قَالَ: فَإِذَا رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰی، فَقُلْنَا: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: بِدْعَةٌ۔ (مسند احمد: ٦١٢٦)

''مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں اور عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، وہاں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، ہم ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کچھ لوگ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! یہ کون سی نماز ہے؟ انھوں نے کہا: یہ بدعت ہے۔''

شرح: ......سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز چاشت کو بدعت کہا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اور یہ ایک مسلّمہ قانون ہے کہ زیادتی علم کی وجہ سے مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے۔ لیکن اس روایت کے باوجود سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز چاشت کو مستحسن عمل سمجھا، جیسا کہ اعرج کہتے ہیں: میں نے ابن عمر سے نماز چاشت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے یوں جواب دیا: یہ بدعت ہے، لیکن اچھی بدعت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ٢/ ٤٠٦)

(٢٢٦٥) تخريج: ...... اسناده قوی، أخرجه الدارمی: ١٤٥٦، والبزار: ٣٦٣٥، والنسائی فی "الكبری": ٤٧٨ (انظر: ٢٠٤٦٠)

(٢٢٦٦) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ١١٧٥ (انظر: ٤٧٥٨)

(٢٢٦٧) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ١١٧٥، ١٧٧٦، ٤٢٥٣، ومسلم: ١٢٥٥ (انظر: ٦١٢٦).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو یہ نماز پڑھتا ہو، لیکن لوگوں نے جتنے نئے عمل شروع کیے ہیں، مجھے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب یہی عمل (نمازِ چاشت) ہے۔ (مصنف عبد الرزاق: ٤٨٦٨)

(٢٢٦٨) عَنِ ابْنِ أَبِیْ لَیْلٰی قَالَ مَا أَخْبَرَنِی أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّی الضُّحٰی غَیْرُ أُمِّ هَانِیءٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰی ثَمَانَ رَكَعَاتٍ (زَادَ فِی رِوَایَةٍ یُخَفِّفُ فِیْهِنَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ) مَارَأَتْهُ صَلّٰی صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ أَنَّهُ كَانَ یُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُودَ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٣٩)

(٢٢٦٩) (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِی طَالِبٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰی بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ یَوْمَ الْفَتْحِ فَأَمَرَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَیْهِ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ لَا أَدْرِی أَقِیَامُهُ فِیْهَا أَطْوَلُ أَوْ رُكُوْعُهُ أَوْ سُجُوْدُهُ، كُلُّ ذٰلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ، قَالَتْ: فَلَمْ أَرَهُ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٣٨)

”ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی نے مجھے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن اس کے گھر میں داخل ہوئے، غسل کیا اور آٹھ رکعات نماز پڑھی، تخفیف کے ساتھ رکوع و سجود کیے، (بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ) اس نے نبی کریم ﷺ کو اس سے ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آپ ﷺ رکوع وسجود مکمل کر رہے تھے۔“

”(دوسری سند) عبیداللہ بن عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ اس کے باپ عبداللہ بن الحارث بن نوفل نے اس کو بیان کیا کہ سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے اس کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن، دن کے بلند ہوجانے کے بعد آئے، آپ نے کپڑے کے متعلق حکم دیا، پس اس کے ذریعے آپ ﷺ کا پردہ کیا گیا، پھر آپ ﷺ نے غسل کیا اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے، آپ ﷺ نے آٹھ رکعات نماز پڑھی، میں نہیں جانتی کہ اس نماز میں آپ ﷺ کا قیام لمبا تھا یا رکوع یا سجدہ، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قریب قریب تھا۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی بھی آپ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔“

شرح:…… صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”ثُمَّ صَلّٰی ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰی۔“ (پھر آٹھ رکعت نمازِ چاشت پڑھی.)

(٢٢٦٨) تخریج:…… أخرجه البخاری: ١١٠٣، ١١٧٦، ٤٢٩٢، ومسلم: ٣٣٦ (انظر: ٢٦٩٠٠)

(٢٢٦٩) تخریج:…… أخرجه مسلم: ٣٣٦، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ٢٦٨٩٩)

الفصل الثاني فيما روى عن انس بن مالك رضي الله عنه في ذلك

(فصل ثانی) ان روایات کے بارے میں جو اس مسئلے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہیں

(۲۲۷۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَجُلٌ ضَخْمٌ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ فَلَوْ أَتَيْتَ مَنْزِلِي فَصَلَّيْتَ فَأَقْتَدِيَ بِكَ، فَصَنَعَ الرَّجُلُ طَعَامًا، ثُمَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ فَنَضَحَ طَرَفَ حَصِيْرٍ لَهُمْ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ الْجَارُوْدِ لِأَنَسٍ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّاهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۵٤)

”انس بن سیرین، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک موٹا آدمی تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا: مجھ میں اتنی استطاعت نہیں ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ سکوں، اس لیے اگر آپ میرے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھیں، تاکہ میں آپ کی اقتداء کروں۔ پھر اس نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم ﷺ کو بلایا، پس اس نے چٹائی کا ایک کنارہ ان کے لیے صاف کیا اور نبی کریم ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ آل جارود میں سے ایک آدمی نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے اس دن کے علاوہ کبھی بھی آپ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔“

(۲۲۷۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ فِي سَفَرٍ أَوْ يَقْدَمَ مِنْ سَفَرٍ۔ (مسند احمد: ۱۲٦٤۹)

”سیّدنا عبداللہ بن رواحہ سے سے روایت ہے کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، مگر اس وقت جب آپ ﷺ سفر کے لیے نکلتے یا سفر سے واپس آتے۔“

(۲۲۷۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ صَلّٰى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، فَلَمَّا

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سفر میں آٹھ رکعت چاشت کی نماز پڑھی، فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا:

(۲۲۷۰) تخریج:...... أخرجه البخاری: ٦٧٠، ۱۱۷۹، ٦٠٨٠ (انظر: ۱۲۳۲۹)

(۲۲۷۱) تخریج:...... صحیح لغیره، أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۱/ ٤٥٤، وابو یعلی: ٤٣٣٧، وأبو نعیم فی "الحلیة": ۹/ ۱٦ (انظر: ۱۲۳٥۳)

(۲۲۷۲) تخریج:...... صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف لجهالة الضحاك القرشی، ولضعف رشدین بن سعد (انظر: ۱۲٥۸۹)

انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةً رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَبْتَلِيَ أُمَّتِي بِالسِّنِينَ فَفَعَلَ، وَسَأَلْتُ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَفَعَلَ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا فَأَبَى عَلَيَّ.)) (مسند احمد: ١٢٦١٧)

''میں نے (اللہ کی رحمت کی) رغبت رکھتے ہوئے اور (اس کے عذابوں سے) ڈرتے ہوئے نماز پڑھی ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا، اس نے دو چیزیں تو مجھے عطا کردی ہیں، لیکن ایک کو روک دیا ہے، میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے نہ آزمائے، پس اللہ نے اسی طرح کردیا ہے، پھر میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ ان کے دشمن کو ان پر مسلط نہ کرے، پس اس نے اسی طرح کردیا، (میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ) وہ ان کو گروہوں میں خلط ملط نہ کرے، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔''

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيمَا رُوِيَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ ؓ

(فصل ثالث) ان روایات کے بارے میں جو اس مسئلہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے منقول ہیں

(٢٢٧٣) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتْرُكُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَنَّ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ مَا خَفَّ عَلَى النَّاسِ مِنَ الْفَرَائِضِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٦٦)

''سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی چاشت کے نوافل نہیں پڑھے تھے، البتہ میں یہ نماز پڑھتی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عمل کو پسند کرنے کے باوجود اس کو ترک کر دیتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ کو یہ ڈر ہوتا تھا کہ لوگ بھی آپ کی اقتداء کریں گے اور یہ عمل فرض ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرائض کے معاملے پر لوگوں پر تخفیف کو پسند کرتے تھے۔''

(٢٢٧٤) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحٰى فِي سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٥٨)

''اور سیدہ عائشہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے، نہ سفر میں اور نہ حضر میں۔''

(٢٢٧٣) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١١٢٨، ١١٧٧، ومسلم: ٧١٨ (انظر: ٢٥٤٤٤، ٢٥٤٥١)

(٢٢٧٤) تخريج: ...... انظر الحديث السابق: ١١٤١ (انظر: ٢٤٥٥١)

(٢٢٧٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ مِنْ سَفَرٍ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٢٦)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا، ہاں جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔“

(٢٢٧٦) عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي الضُّحٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٤٦)

”عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں۔“

(٢٢٧٧) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٠١)

”معاذہ کہتی ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور اس سے زیادہ بھی پڑھتے، جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا۔“

شرح: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان روایات میں اس نماز کے بارے میں تین صورتیں پیش کر دی ہیں: (۱) دیکھنے کی مطلق نفی، (۲) سفر سے واپسی پر ادائیگی اور (۳) مطلق ثابت کرنا۔ جواباً تین تطبیقات پیش کی جاتی ہیں:

(۱)......نفی سے مطلق نماز کی نفی نہیں، بلکہ دوام کی نفی مراد ہے، اس لیے اس باب کی پہلی حدیث کا معنی یہ ہو گا کہ آپ ﷺ دوام کے ساتھ یہ نماز نہیں پڑھتے تھے، لیکن میں دوام کرتی تھی۔

(۲)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی سے مراد ان کی رؤیت کی نفی ہے، اور جن روایات میں انھوں نے اثبات پیش کیا ہے، وہ دوسرے صحابہ سے نقل کی ہیں۔

(۳)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی سے مراد اس وقت کے مخصوص عمل کی نفی مراد تھی، یعنی لوگ ایک معین وقت میں معین تعداد کے ساتھ یہ نماز پڑھتے تھے، سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس صورت کی نفی کی اور اثبات سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھار پڑھ لیا کرتے تھے، مثلا سفر سے واپسی کی صورت میں، یا اس نماز کی فضیلت کی خاطر، جبکہ آپ ﷺ نے اس کے لیے کسی وقت یا رکعات کی تعداد کا تعین نہیں کر رکھا تھا۔

نمازِ اشراق یا نمازِ چاشت کے بارے میں یہ کل اٹھائیس احادیث مذکور ہیں، دیگر کتب احادیث میں مزید احادیث بھی موجود ہیں، یہ نماز نبی کریم ﷺ کی فعلی اور قولی سنت ہے۔ ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے:

(٢٢٧٥) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٧١٧ (انظر: ٢٤٠٢٥، ٢٥٣٨٥)

(٢٢٧٦) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، أخرجه مسلم: ٧١٩ (انظر: ٢٥٢٣٢، ٢٤٩٢٤)

(٢٢٧٧) تخريج:...... انظر الحديث السابق: ١١٤٤ (انظر: ٢٤٨٨٩)

نمازِ چاشت، نمازِ اشراق اور صلاۃ الاوّابین، یہ تینوں ایک ہی نماز کے نام ہیں۔

سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یُحَافِظُ عَلٰی صَلٰوةِ الضُّحٰی اِلَّا اَوَّابٌ، قَالَ: وَهِیَ صَلَاةُ الْاَوَّابِیْنَ.)) یعنی: ''اوّاب ہی نمازِ چاشت کی حفاظت کرتا ہے اور یہی ''صلاۃ الاوّابین'' ہے۔'' (ابن خزیمہ: ۱۲۲٤، حاکم: ۱/ ۳۱٤)

اگر نمازِ چاشت کو مؤخر کر کے پڑھا جائے تو اسے ''صلاۃ الاوابین'' کہا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلَاةُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ.'' (مسلم: ۷٤۸) یعنی: ''اوّابین کی نماز اس وقت ہے جب شدتِ گرمی کی وجہ اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔''

''اشراق'' کا معنی سورج کا نکلنا ہے، یعنی سورج نکلنے کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے، اسے اشراق کی نماز کہا جاتا ہے، کئی ایک علما نے صلوۃ الاشراق کو صلوۃ الضحی ہی قرار دیا ہے اور بعض نے فرق بھی کیا ہے۔

تنبیہ:...... جن روایات میں نمازِ مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف اور غیر مستند ہیں۔

اس نماز کا وقت: سورج کے ایک دو نیزہ بلند ہو جانے سے لے کر زوالِ آفتاب سے پہلے تک ہے۔ البتہ اس نماز کو مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے۔

سیّدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے مروی حدیث میں آپ ﷺ نے سورج طلوع ہونے کے بعد اس کے مزید ایک دو نیزہ بلند ہونے سے پہلے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ (ابو داود: ۱۲۷۷) تقریباً پندرہ سولہ منٹوں میں سورج ایک نیزہ بلند ہو جاتا ہے۔

رکعات کی تعداد: دو یا چار یا آٹھ یا چار اور اس سے زیادہ

دیگر فضائل کے ساتھ ساتھ اس نماز کی وجہ سے انسان کے (۳٦۰) جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَقِبَ الطُّهُوْرِ
وضو کے بعد نماز پڑھنے کا بیان
(تحیۃ الوضو)

(۲۲۷۸) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا بِلَالُ! حَدِّثْنِی بِأَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْإِسْلَامِ عِنْدَكَ مَنْفَعَةً، فَإِنِّی سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ؟)) فَقَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: ''اے بلال! مجھے اپنے سب سے امید والے عمل کے بارے میں بتاؤ، جو تیرے خیال کے مطابق اسلام میں بڑا نفع مند ہے، کیونکہ میں نے رات کو اپنے آگے تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنی تھی؟'' سیّدنا بلال ؓ نے

(۲۲۷۸) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۱۱٤۹، ومسلم: ۲٤۵۸ (انظر: ۸٤۰۳، ۹٦۷۲)

عَـمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجَى عِنْدِي مَنْفَعَةً إِلَّا أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔ (مسند احمد: ٩٦٧٠)

کہا: میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک اسلام میں نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ امید والا ہو، البتہ (یہ عمل ہے کہ) میں رات اور دن کی جس گھڑی میں جب بھی وضو کرتا ہوں، تو اس وضو سے اتنی نماز پڑھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں لکھی ہوتی ہے۔‘‘

(٢٢٧٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: يَا بِلَالُ! بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، إِنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ (فَذَكَرَ حَدِيثًا يَخْتَصُّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ) وَقَالَ لِبِلَالٍ: ((بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: مَا أَحْدَثْتُ إِلَّا تَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِهٰذَا۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٨٤)

’’سیّدنا بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کی تو سیّدنا بلال ؓ کو بلایا اور پوچھا: ’’اے بلال! کس عمل کی وجہ سے تو جنت میں مجھ سے سبقت لے گیا، کیونکہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے تیرے قدموں کی آواز سنی ہے، گزشتہ رات بھی جب میں جنت میں داخل ہوا تو تیرے قدموں کی آواز سنی تھی (پس راوی نے وہ حدیث ذکر کی جو سیّدنا عمر بن خطاب ؓ کے ساتھ خاص تھی)۔ آپ ﷺ نے سیّدنا بلال ؓ سے فرمایا: ’’کون سے عمل کی وجہ سے تو مجھ سے جنت میں سبقت لے گیا ہے؟‘‘ سیّدنا بلال ؓ نے کہا: میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کرتا ہوں اور پھر دو رکعتیں ادا کرتا ہوں۔‘‘ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اسی عمل کی وجہ سے (تو جنت میں مجھ سے بھی سبقت لے گیا)۔‘‘

فوائد: ...... ’’عمر بن خطاب کے ساتھ خاص تھی۔‘‘ یعنی اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب کے حوالہ سے بھی ایک خاص بات ارشاد فرمائی اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا جنت میں مجھے ایک بلند اور سونے کا بنا ہوا محل دکھایا گیا تو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

اس کی تفصیل الفتح الربانی کی زیر مطالعہ حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔ (عبداللہ رفیق)

شرح: ...... عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا بلال ؓ کی اس منقبت کی وجہ تحیۃ الوضو ہے، جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، حالانکہ ان کا پورا عمل یہ تھا کہ جونہی ان کا وضو ٹوٹتا تو وہ وضو کرتے اور پھر تحیۃ

(٢٢٧٩) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه تاما ومختصرا الترمذي: ٣٦٨٩، وابن خزيمة: ١٢٠٩، والحاكم: ٣/ ٢٨٥، ٣١٣، والبغوي: ١٠١٢ (انظر: ٢٢٩٩٦، ٢٣٠٤٠)

الوضو پڑھتے۔ بلا شک و شبہ فرائض کا مرتبہ نوافل سے بہت زیادہ ہے، یقیناً کچھ ایسے قرائن ہوں گے، جن سے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ یہ سمجھ گئے ہوں کہ آپ ﷺ کے سوال کا تعلق ان کی نفلی عبادت سے ہے۔ سبقت لے جانے سے مراد سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے آگے آگے چلنا ہے، یہ معنی نہیں کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ

تحیۃ المسجد کا بیان

(۲۲۸۰) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلَ أَعْرَابِيٌّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَلَسَ الْأَعْرَابِيُّ فِي آخِرِ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: فَأَمَرَهُ، فَأَتَى الرَّحَبَةَ الَّتِي عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۱۶۹۲)

”سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک بدو (مسجد میں) داخل ہوا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں، نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا، پس وہ منبر کے پاس خالی جگہ پر آیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔“

(۲۲۸۱) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَجَلَسْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ، قَالَ وَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۲۹۷۳)

”سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی بیٹھ گیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کس چیز نے تجھے بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے سے روکا؟“ میں نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا اس لیے میں بھی بیٹھ گیا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دو رکعت پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔“

(۲۲۸۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔“

(۲۲۸۰) تخریج: ...... حدیث حسن، وهذا اسناد ضعیف لضعف ابن لهیعة، أخرجه بنحوه مطولا و مختصرا البخاری فی ”القراءة خلف الامام“: ۱۶۲، وابوداود: ۱۶۷۵، والترمذی: ۵۱۱، والنسائی: ۳/ ۱۰۶، ابن ماجه: ۱۱۱۳ (انظر: ۱۱۱۹۷)

(۲۲۸۱) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۷۱٤، وانظر الحدیث بالطریق الثانی (انظر: ۲۲۶۰۱)

(۲۲۸۲) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٤٤٤، ومسلم: ۷۱٤ (انظر: ۲۲۵۲۳)

فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ .)) (مسند احمد: ٢٢٩٤٨)

شرح: ......ان احادیث میں تحیۃ المسجد کا بیان ہے، اس نماز کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے دوران کے آنے والے کو بھی آپ ﷺ نے یہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ راجح مسلک کے مطابق مکروہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی نماز ادا کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ

نماز استخارہ کا بیان

(٢٢٨٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ: ((اِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرًا لِیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ قَالَ أَبُو سَعِيْدٍ وَمَعِيْشَتِی وَعَاقِبَةِ أَمْرِی فَاقْدُرْهُ لِی وَيَسِّرْهُ ثُمَّ بَارِكْ لِی فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِی فِی دِيْنِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّی وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِی بِهٖ۔ (مسند احمد: ١٤٧٦٣)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی سورت کی طرح (بڑے اہتمام سے) استخارہ کی تعلیم دیتے اور کہتے: ''جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں نماز پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے: اے اللہ! بے شک میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور میں تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو قادر ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، دنیا، معیشت اور میرے معاملے کے انجام میں میرے لیے بہتر ہے، تو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور اس کو آسان بنا دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین، دنیا اور میرے معاملے کے انجام میں برا ہے، تو مجھے اس سے دور کر دے اور اس کو مجھ سے دور کر دے، اور خیر جہاں بھی ہو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔''

شرح: ......''اگر تو جانتا ہے'' ان دو جملوں میں بیان کیے گئے تردّد کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں

(٢٢٨٣) تخريج:...... أخرجه البخاری: ١١٦٢، ٦٣٨٢، ٧٣٩٠ (انظر: ١٤٧٠٧)

بندے کے علم سے ہے، یہ معنی نہیں کہ کسی معاملے میں خیر یا شرّ ہو اور وہ علیم وخبیر ربّ کے علم میں نہ ہو۔ جب مسلمان کو تجارت، نکاح، سفر، کام، ملازمت، عصری تعلیم وغیرہ جیسے دنیاوی معاملات کے لیے کوئی درست راہ معلوم نہ ہو رہی ہو، یا وہ ان کے بارے میں متردد ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کر کے مخصوص دعا کرنا نمازِ استخارہ کہلاتا ہے۔ کم اہمیت اور چھوٹے امور میں بھی استخارہ کرنا چاہیے، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں کہ ((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَۃَ فِیْ الْاُمُوْرِ کُلِّھَا۔)) یعنی: رسول اللہ ﷺ تمام امور میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ استخارہ کرتے وقت فرض نماز کے علاوہ کوئی دو رکعت پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھی جائے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِی فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔))

تنبیہ:...... آدمی اس دعا میں ''ھٰذَا الْاَمْرَ'' کے الفاظ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لیں، مثلا ھٰـذِہِ التِّجَارَۃَ یا ھٰذَا التَّعْلِیْمَ.

> ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کے ذریعے اور تجھ سے طاقت مانگتا ہوں تیری طاقت کے ذریعے اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ میرا کام (متعلقہ کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجامِ کار میں بہتر ہے تو تو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان فرما دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (متعلقہ کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجامِ کار میں برا ہے، تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی کو میرے مقدر میں کر دے، وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس کے ساتھ راضی بھی کر دے۔'' (صحیح بخاری: ۱۱٦۲)

مسلمان کو چاہئے کہ وہ استخارہ کرنے کے بعد اپنے معاملے میں از سرِ نو غور و فکر کرے اور جس صورت پر انشراحِ صدر ہو یا جو آسان معلوم ہو رہی ہو، اسے اختیار کرے، ان شاء اللہ اسی میں برکت ہوگی، اس سلسلے میں قطعی طور پر اس قسم کی کوئی شرط نہیں ہے کہ استخارہ کے بعد خواب کے ذریعے اس کام کے اچھا ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔

ہم نے دعا میں اس روایت کے الفاظ نقل کیے ہیں جو عام طور پر لوگوں کو یاد ہوتی ہے۔

یہ جتنی اہم اور مؤکد سنت ہے، اتنی ہی لوگوں نے اس سے روگردانی اختیار کی ہوئی ہے، ہر آدمی اپنے فیصلے کو ہی حتمی سمجھ کر اس پر نازاں نظر آتا ہے۔

فَصْلٌ فِی الْاِسْتِخَارَةِ لِمَنْ یُرِیْدُ الزَّوَاجَ

جو شخص شادی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے استخارہ کرنے کے بیان میں فصل

(۲۲۸۴) عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ ؓ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: أُكْتُمِ الْخِطْبَةَ ثُمَّ تَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوْئَكَ وَصَلِّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ ثُمَّ احْمَدْ رَبَّكَ وَمَجِّدْهُ ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، فَإِنْ رَأَیْتَ لِیْ فِی فُلَانَةَ تُسَمِّیْهَا بِاسْمِهَا خَیْرًا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی وَإِنْ كَانَ غَیْرُهَا خَیْرًا لِی مِنْهَا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی فَاقْضِ لِیْ بِهَا أَوْ قَالَ فَاقْدُرْهَا لِیْ.)) (مسند احمد: ۲۳۹۹۴)

”صحابی رسول ﷺ ابوایوب انصاری ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جب تو کسی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کرے تو اپنی منگنی کا (اپنے دل میں) خیال کر، پھر اچھی طرح وضو کر اور اتنی نماز پڑھ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھی، پھر اپنے رب کی حمد اور بزرگی بیان کر، پھر یہ دعا پڑھ: اے اللہ! بے شک تو قدرت رکھتا ہے، میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، بلکہ توں تو غیبوں کو جاننے والا ہے، اگر تو فلاں عورت (نام بھی لے) کو میرے لیے میرے دین، دنیا اور آخرت کے معاملے میں بہتر سمجھتا ہے (تو اس کو میرے مقدر میں کر دے) اور اگر اس کے علاوہ (کسی اور عورت کو) میرے لیے میرے دین، دنیا اور آخرت کے معاملے میں بہتر سمجھتا ہے، تو میرے حق میں اس کا فیصلہ کر دے اور اس کو میرے مقدر میں کر دے۔“

شرح: ...... ”پھر اپنے رب کی حمد اور بزرگی بیان کر“ اس سے مراد یہ ہے کہ اِس دعائے استخارہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور بزرگی بیان کی جائے۔ ”اتنی نماز پڑھ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھی“ اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز دو رکعتوں سے زیادہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی کے بارے میں کیے جانے والے استخارے میں یہ دعا بھی کی جا سکتی ہے، اگرچہ گزشتہ حدیث والی دعا بھی درست ہے۔

”اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، فَإِنْ رَأَیْتَ لِیْ فِی (فُلَانَةَ تُسَمِّیْهَا بِاسْمِهَا) خَیْرًا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی وَإِنْ كَانَ غَیْرُهَا خَیْرًا لِی مِنْهَا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی فَاقْضِ لِیْ بِهَا أَوْ قَالَ فَاقْدُرْهَا لِیْ.“

اس دعا میں ان الفاظ (فُلَانَةَ تُسَمِّیْهَا بِاسْمِهَا) جگہ پر متعلقہ لڑکی کا نام لینا ہے۔

اس دعائے استخارہ کی اہمیت ہر زمانے میں مسلم رہی ہے، بہرحال چونکہ آج کل نسبت طے کرتے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے غلط بیانیاں کی جاتی ہیں، اس لیے پہلے اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرنی چاہیے۔

(۲۲۸۴) تخریج: ...... صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف، ایوب بن خالد فیه لین، وأبوه خالد مجهول، أخرجه ابن خزیمة: ۱۲۲۰، وابن حبان: ۴۰۴۰، والطبرانی: ۳۹۰۱، والحاکم: ۱/ ۳۱۴، والبیهقی: ۷/ ۱۴۷ (انظر: ۲۳۵۹۷)

أَبْوَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ وَآدَابِهِ وَأَذْكَارِهِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

سفر کی نماز، آداب اور اذکار اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

1 ..... بَابُ فَضْلِ السَّفَرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَشَيْءٍ مِنْ آدَابِهِ

سفر کی فضیلت، اس پر آمادہ کرنے اور اس کے بعض آداب کا بیان

(۲۲۸۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سَافِرُوا تَصِحُّوا وَاغْزُوا تَسْتَغْنُوا.)) (مسند احمد: ۸۹۳۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر کیا کرو، تندرست رہو گے اور غزوہ کیا کرو، غنی ہو جاؤ گے۔''

شــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور کہا: یہ حدیث سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا عبداللہ بن عمر، سیّدنا عبداللہ بن عباس، سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما اور زید بن اسلم سے مرسلاً مروی ہے۔ (صحیحہ: ۳۳۵۲) پھر انھوں نے ان احادیث کی تخریج پیش کی۔ آپ ﷺ جس سفر کی ترغیب دلا رہے ہیں، اس میں دو چیزیں صحت کی ضامن ہوتی ہیں، ایک تو یہ ہے کہ آدمی قسما قسم کی آب و ہوا سے گزرتا ہے اور اسے مختلف قسم کے ماکولات و مشروبات کھانے پینے کا موقع ملتا ہے، اس طرح اس کے جسم کے تمام تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔ جہاد کی وجہ سے مجاہد کی دنیا سے رغبت ختم ہو جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسے اتنا مالِ غنیمت مل جاتا ہے کہ اسے لوگوں سے کوئی لالچ نہیں رہتا۔

(۲۲۸۶) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ يَعْنِي مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا بِبَابِهِ رَايَتَانِ، رَايَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ، وَرَايَةٌ بِيَدِ شَيْطَانٍ، فَإِنْ خَرَجَ لِمَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی نکلنے والا، جو اپنے گھر سے نکلتا ہے، مگر اس کے دروازے پر دو جھنڈے ہوتے ہیں، ایک جھنڈا فرشتے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ایک شیطان کے ہاتھ میں،

(۲۲۸۵) تخریج:...... اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة سيىء الحفظ، ودراج بن سمعان ضعيف صاحب مناكير، أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ۸۳۰۸ (انظر: ۸۹۵۴)

(۲۲۸۶) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ۴۷۸۳، والبيهقى فى "الزهد": ۶۹۹ (انظر: ۸۲۸۶)

اِتَّبَعَهُ الْمَلَكُ بِرَايَتِهِ فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ رَايَةِ الْمَلَكِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهِ، وَإِنْ خَرَجَ بِمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ اِتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ بِرَايَتِهِ فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ رَايَةِ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهِ .)) (مسند احمد: ٨٢٦٩)

اگر وہ شخص اللہ کے پسندیدہ کام کے لیے نکلتا ہے تو فرشتہ اپنا جھنڈا لے کر اس کے پیچھے چل پڑتا ہے اور وہ شخص فرشتے کے جھنڈے کے نیچے رہتا ہے یہاں تک کہ گھر واپس آ جاتا ہے اور اگر وہ ایسے کام کے لیے نکلتا ہے جو اللہ کو ناراض کرتا ہے، تو اس کے پیچھے شیطان اپنا جھنڈا لے کر چل پڑتا ہے اور وہ شخص شیطان کے جھنڈے کے نیچے ہی رہتا ہے یہاں تک کہ وہ گھر واپس لوٹ آتا ہے۔“

شرح: ...... یہ حدیث مبارکہ برا مقصد لے کر گھر سے نکلنے والے کے لیے سخت وعید ہے، بہرحال یہ امر ضروری ہے کہ اچھے اور برے مقاصد کو سمجھا جائے اور گھر سے نکلتے وقت اچھے مقصد کا تعین کیا جائے۔

(٢٢٨٧) وَعَنْهُ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ .)) (مسند احمد: ٨٥٠٩)

سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں چلتے، جس میں کتا ہو یا گھنٹی کی آواز ہو۔“

شرح: ...... عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ گاڑیوں پر سفر کرنے والے لوگ موسیقی اور گانے سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور پیدل چلنے والے کے ساتھ جو جانور ہوتے ہیں، ان کے گلوں میں مختلف قسم کی گھنٹیاں وغیرہ لٹکائی ہوئی ہوتی ہیں، اسی طرح گدھا گاڑیوں والے بھی اس قسم کا اہتمام کرتے ہیں، ان سب لوگوں کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیے۔ صرف یہ نہیں کہ یہ لوگ فرشتوں کی مصاحبت سے محروم رہتے ہیں، بلکہ وہ مزید گناہ کے بھی مستحق ٹھہرتے ہیں۔

(٢٢٨٨) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ، وَإِذَا أَرَدْتُمُ التَّعْرِيسَ فَتَنَكَّبُوا الطَّرِيقَ .))ی (مسند احمد: ٨٤٢٣)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سبزہ زاروں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو اور جب تم خشک زمین پر سفر کرو تو تیزی کے ساتھ چلا کرو اور جب تم رات کے آخر میں پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کرو تو راستے سے اتر کر ایک طرف پڑاؤ کیا کرو۔“

(٢٢٨٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ

(دوسری سند) اس میں یہ ہے: ”اور جب تم رات کے آخری

(٢٢٨٧) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٢١١٣ (انظر: ٧٥٦٦)

(٢٢٨٨) تخريج:...... أخرجه مسلم: ١٩٢٦ (انظر: ٨٤٤٢)

(٢٢٨٩) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٨٩١٨)

وَفِيْهِ) ((وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوْا الطُّرُقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ.)) (مسند احمد: ۸۹۰۵)

(۲۲۹۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سِرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَمْكِنُوا الرِّكَابَ أَسْنَانَهَا وَلَا تُجَاوِزُوْا الْمَنَازِلَ وَإِذَا سِرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْتَجِدُّوا وَعَلَيْكُمْ بِالدَّلَجِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ، وَإِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلَانُ فَنَادُوْا بِالْأَذَانِ، وَإِيَّاكُمْ وَالصَّلَاةَ عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيْقِ وَالنُّزُوْلَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ فَإِنَّهَا الْمَلَاعِنُ.)) (مسند احمد: ۱۴۳۲۸)

حصہ میں پڑاؤ ڈالو تو راستوں سے ایک جانب ہو جایا کرو، کیونکہ یہ گزرگاہیں رات کو جانوروں کے راستے اور کیڑے مکوڑوں کا ٹھکانہ بن جاتی ہیں۔''

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سرسبز وشاداب زمین میں چلو تو اپنی سواریوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دو، (مسافر لوگوں کے آرام کرنے والی) منزلوں سے تجاوز نہ کیا کرو، جب بنجر زمین میں سفر کرو تو تیزی سے چلا کرو اور رات کے اندھیرے میں سفر کیا کرو، کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے، اور جب جادوگر جنّ (لوگوں کو راستے سے گمراہ کرنے کے لیے) مختلف رنگوں اور شکلوں میں ظاہر ہوں تو اذان کہا کرو اور راستے کے درمیان میں نماز پڑھنے اور پڑاؤ ڈالنے سے بچو، کیونکہ یہ رات کو درندوں اور سانپوں وغیرہ کا ٹھکانہ ہوتے ہیں اور (راستے میں) پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کرنے سے بھی بچو، کیونکہ یہ فعل لعنت کا سبب بنتا ہے۔''

شرح :...... اس حدیث میں صرف یہ جملہ ضعیف ہے: ''اور جب جادوگر جنّ (لوگوں کو راستے سے گمراہ کرنے کے لیے) مختلف رنگوں اور شکلوں میں ظاہر ہوں تو اذان کہا کرو۔'' جب لوگ اونٹوں، گھوڑوں، خچروں اور گدھوں جیسی سواریوں پر سفر کرتے تھے، تو وہ صرف اپنے ہمراہ کھانے پینے کی چیزیں لے کر جاتے تھے، جانوروں کی خوراک کا انحصار زمین کی پیداوار پر ہوتا تھا۔ اس لیے شریعت نے سبزہ زاروں میں جانور کو چرنے کا موقع دینے کا حکم دیا اور قحط زدہ زمین میں جلدی سفر کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ چارہ نہ ملنے کی وجہ سے جانور اتنا کمزور نہ ہو جائے کہ وہ چلنے سے عاجز آ جائے، اگر اس قاعدے پر عمل کیا گیا تو جانور بھی ظلم سے بچ جائے گا اور مسافر کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی۔ قارئین کرام! آجکل سفر کے لیے چوپائیوں کو بطورِ سواری استعمال نہیں کیا جاتا۔ مختصر سفر کے لیے موٹر سائیکل اور طویل سفر کے موٹر کاریں اور بسیں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں، شاید اس حدیث کی رو سے یہ کہنا مناسب ہو گا کہ پٹرول پمپ سے

(۲۲۹۰) تخریج:...... صحیح لغیره دون قوله: ((اذا تغولت الغیلان فبادروا بالأذان))، وهذا السند منقطع، لم یسمع الحسن البصری من جابر، أخرجه ابوداود: ۲۵۷۰، وابن ماجه: ۳۲۹ (انظر: ۱۴۲۷۷، ۱۵۰۹۱)

گزرتے وقت گاڑیوں کے ایندھن کا جائزہ لے لینا چاہیے، تاکہ کسی ایسی جگہ ڈیزل اور پٹرول وغیرہ ختم نہ ہو جائے، جہاں دور دور تک تیل دستیاب نہ ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ موٹر سائیکل کا تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کو پیدل لمبا لمبا سفر کرنا پڑتا ہے اور اسی طرح موٹر کاروں میں سفر کرنے والے اس مصیبت میں مبتلا ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر مختلف اسباب کے ذریعے تیل منگوا کر روانہ ہوتے ہیں۔ تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے گاڑی کو تکلیف تو نہیں ہوتی، لیکن بسا اوقات مسافر کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس حدیث میں رات کو سفر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ تنہائی اور خلوت سے بچنا چاہیے جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ أَبَداً.)) (بخاری) یعنی: ''اگر لوگوں کو اس طرح پتہ چل جائے، جس طرح میں جانتا ہوں کہ تنہائی (کے کیا نقصانات) ہیں تو رات کو کوئی مسافر اکیلا سفر پر نہ نکلے۔''

کئی اسباب ہیں، جن کی وجہ رات کو سفر کی رفتار تیز ہو جاتی ہے، مثال کے طور پر چلنے والے کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس نے ابھی تک سفر کم کیا ہے، جبکہ وہ زیادہ فاصلہ طے کر چکا ہوتا ہے، اسی طرح قدرتی طور پر رات کو چلنے والے کی رفتار تیز ہو جاتی ہے، اور وہ دن کی بہ نسبت کم تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے اور اندھیرے کی وجہ سے دوسری چیزوں سے مسافر کی توجہ ہٹ جاتی ہے، اس چیز سے اس کو اپنا سفر جاری رکھنے میں مدد ملتی ہے، نیز مسافروں اور سواریوں کے چلاؤ میں روڑے اٹکانے والی رکاوٹیں بھی کم ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ زمین سکیڑ دی جاتی ہے، ہوائی سفر کرنے والے لوگ بتلاتے ہیں کہ دن کی بہ نسبت رات کو ہوائی جہاز جلدی پہنچ جاتے ہیں۔

(۲۲۹۱) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِينِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَيْهِ وَوَضَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۰۹)

''سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے اور جب صبح سے کچھ دیر پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنے بازو زمین پر کھڑے کر کے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سر رکھ کر لیٹ جاتے۔

شرح: ...... معلوم ہوا کہ جب آرام کرنے کے لیے وقت تھوڑا ہو تو اس انداز میں سونا چاہیے کہ بازو کھڑے کر کے ہتھیلیوں پر ہاتھ رکھ دیا جائے۔ نیز اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک نماز فجر کی کتنی عظمت تھی کہ پوری طرح لیٹنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ آج کل نماز فجر کو ترک کر دینے والے لوگوں کی کثیر تعداد یہی چرب لسانی کر رہی ہوتی ہے کہ وہ رات کو دیر سے سوئے تھے، جبکہ اصل ماجرا یہ ہے کہ ان لوگوں کے عزم میں اخلاص اور پاکیزگی نہیں ہے۔

(۲۲۹۱) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٦٨٣ (انظر: ٢٢٥٤٦م، ٢٢٦٣٢)

(٢٢٩٢) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، یَمْنَعُ أَحَدَکُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضٰی أَحَدُکُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ فَلْیُعَجِّلْ إِلٰی أَهْلِهِ)) (مسند احمد: ٧٢٢٤)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، جو تم کو کھانے، پینے اور سونے سے روک دیتا ہے، اس لیے جب تم میں سے کوئی سفر میں اپنا کام پورا کرے تو جلدی اپنے گھر لوٹ آئے۔''

شرح: ...... مشقت، تھکاوٹ، گرمی یا سردی کی وجہ سے تکلیف، خوف، نیند کی کمی، رشتہ داروں اور دوستوں سے دوری اور سخت زندگی کا سامنا کرنے کی وجہ سے سفر کو عذاب کا ٹکڑا قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف والدین اور بیوی بچوں کے حقوق کا مسئلہ ہے، جو کفیل کے نہ ہونے کی وجہ سے متأثر ہوتے ہیں، اس لیے سفر سے جلدی واپسی کی صورت میں سفر کی پریشانی بھی ختم ہو جاتی ہے اور دوسرے حقوق کی ادائیگی بھی آسان ہو جاتی ہے۔

2 ..... بَابُ أَفْضَلِ الْأَیَّامِ لِلسَّفَرِ وَتَوْدِیعِ الْمُسَافِرِ وَإِیْصَائِهِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

سفر کے لیے افضل دن اور مسافر کو الوداع کہنے اور اس کو وصیت کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان

(٢٢٩٣) عَنِ ابْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِیْهِ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ یُسَافِرَ لَمْ یُسَافِرْ إِلَّا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔ (مسند احمد: ٢٧٧٢٠)

''سیدنا کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات والے دن کے علاوہ کسی اور دن سفر (کا آغاز) نہ کرتے تھے۔

(٢٢٩٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) أَنَّ کَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَلَّمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَخْرُجُ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا إِلَّا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔ (مسند احمد: ١٥٨٧٣)

(دوسری سند) سیدنا کعب بن مالک ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات والے دن کے علاوہ کم ہی نکلتے تھے۔

شرح: ......سیدہ ام سلمہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعرات کو سفر کرنا پسند کرتے تھے۔ (معجم کبیر للطبرانی، صحیحہ: ٢١٢٨) ہمیں بھی اس سنت کا اہتمام کرنا چاہیے، اگرچہ دوسرے دنوں میں بھی سفر کا آغاز کرنا درست ہے، جیسا کہ آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ہفتہ کے دن کو گھر سے نکلے تھے۔

(٢٢٩٢) تخریج: أخرجه البخاری: ١٨٠٤، ٣٠٠١، ٥٤٢٩، ومسلم: ١٩٢٧ (انظر: ٧٢٢٥)

(٢٢٩٣) تخریج: حدیث صحیح بغیر هذه السیاقة، فقد تفرد بها ابن لهیعة، وهو سیئ الحفظ، ومثله لایحتمل تفرده، وهذا السیاق الصحیح سیأتی فی الحدیث بالطریق الثانی (انظر: ٢٧١٧٨)

(٢٢٩٤) تخریج:...... أخرجه البخاری: ٢٩٤٩ (انظر: ١٥٧٨١)

(۲۲۹۵) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ سَفَرًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِی، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ .)) فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ .)) (مسند احمد: ۱۰۱۶۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ کو کوئی وصیت فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے ڈرانے کی اور ہر اونچی جگہ پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' جب وہ آدمی واپس جانے کے لیے پلٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی اس کی مسافت مختصر کر دے) اور اس پر سفر کو آسان کر دے۔''

شرح: ......سیّدنا جابر ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جب (بلند جگہ) پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب (اونچی جگہ) سے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ (مسند احمد: ۳/ ۳۳۳، صحیح بخاری: دوران سفر تقوی اور بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے اور اس سے اترتے وقت اس کی تسبیح بیان کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، لیکن اس وقت مسافروں کی اکثریت ان آداب سے نہ صرف کلیۃً غافل ہے، بلکہ سفر کے دوران نماز جیسے فریضے کو ترک کر دیتے ہیں اور کئی برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے مسافر کے لیے یہ دعا کی ہے:

((اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ .)) یعنی: ''اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی اس کی مسافت مختصر کر دے) اور اس پر سفر کو آسان کر دے۔''

(۲۲۹۶) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ أَبِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ؓ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ وَهُوَ يُرِيْدُ السَّفَرَ قَالَ لَهُ: أُدْنُ حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ .)) (مسند احمد: ۴۵۲۴)

''سالم بن عبد اللہ سے کہتے ہیں کہ میرے باپ عبد اللہ بن عمر ؓ کے پاس جب کوئی آدمی سفر کا ارادہ لے کر آتا تو وہ کہتے: میرے قریب ہو جا، تاکہ میں تجھے اس طرح الوادع کہوں، جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع کہا کرتے تھے، پھر وہ کہتے: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے خاتمے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

شرح: ......مقیم، مسافر کے لیے یہ دعا کرے: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ))

(۲۲۹۵) تخریج:...... اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۷۷۱، والترمذی: ۳۴۴۵ (انظر: ۸۳۱۰، ۹۷۲۴)

(۲۲۹۶) تخریج:...... صحیح، وهذا اسناد فيه وهم، أخرجه ابوداود: ۲۶۰۰، والترمذی: ۳۴۴۲، ۳۴۴۳ (انظر: ۴۵۲۴، ۴۹۵۷)

(٢٢٩٧)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ قَزَعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَرْسَلَنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ: تَعَالَ حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَرْسَلَنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔ (مسند احمد: ٤٩٥٧)

”(دوسری سند) قزعہ کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا اور کہا: ادھر آؤ تاکہ میں تم کو ایسے الوداع کہوں جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام کو بھیجتے ہوئے الوداع کیا تھا، پھر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے خاتمے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

(٢٢٩٨) عَنْ مُوْسَى بْنِ وَرْدَانَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لِرَجُلٍ: أُوَدِّعُكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ كَمَا وَدَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ۔ (مسند احمد: ٩٢١٩)

”موسیٰ بن وردان کہتے ہیں کہ سیّدنا ابوہریرہ ؓ نے ایک آدمی سے کہا: میں تجھے اس طرح الوداع کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کہا تھا (یا راوی نے کہا، جیسے رسول اللہ ﷺ نے الوداع کہا)، میں تجھے اُس اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جس کو سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔“

شرح:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقیم مسافر کو الوداع کہتے وقت یہ دعا پڑھے:

أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ.

3 ..... بَابُ اتِّخَاذِ الرَّفِيْقِ فِي السَّفَرِ وَسَبَبِهِ

سفر میں ساتھی بنانے اور اس کے سبب کا بیان

(٢٢٩٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ خَيْبَرَ فَاتَّبَعَهُ رَجُلَانِ وَآخَرُ يَتْلُوهُمَا يَقُولُ: اِرْبَعَا اِرْبَعَا حَتّٰى رَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَانِ شَيْطَانَانِ وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ

”عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی خیبر سے نکلا، دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان کے پیچھے، جو انھیں کہتا تھا: ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ۔ (یہاں تک کہ) انھیں لوٹا دیا، پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے بتایا کہ یہ دو شیطان تھے، میں ان کے ساتھ لگا رہا، حتی کہ انھیں لوٹا دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو میرا سلام عرض کرنا اور بتلا دینا کہ ہم

(٢٢٩٧) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول.

(٢٢٩٨) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٢٥ (انظر: ٨٦٩٤، ٩٢٣٠)

(٢٢٩٩) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه أبو يعلى: ٢٥٨٩، والحاكم: ٢/ ١٠٢، والبزار: ٢٠٢٢ (انظر: ٢٥١٠، ٢٧١٩)

وَأَخْبِرْهُ أَنَّا هٰهُنَا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ لَبَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ الْمَدِينَةَ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَلْوَةِ۔

یہاں صدقات جمع کر رہے ہیں، اگر آپ ﷺ کے لائق ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ وہ آدمی مدینہ میں پہنچا اور آپ ﷺ کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے خلوت (تنہائی) سے منع کر دیا۔“

(مسند احمد: ٢٧١٩)

شرح: ......شیخ احمد شاکر نے کہا: واضح ہے کہ جس نے ان دو شیطانوں کو واپس ہو جانے کا حکم دیا، وہ کوئی مؤمن جن تھا، اس لیے کہ ان کی زکوۃ لوگوں کے لیے درست یعنی قابل استعمال نہیں ہو گی، کیونکہ یہ ایسے مادہ سے ہو گی جس کو انسان دیکھتے اور پہچانتے نہیں ہوں گے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں خلوت اور تنہائی سے منع کرنے کی ایسی وجہ بیان کی جا رہی ہے، جو ہمارے لیے معقول المعنی نہیں ہے، (یعنی عام طور پر ہمارا ذہن اس قسم کی وجوہات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا)۔

(صحيحه: ٢٦٥٨)

(٢٣٠٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ أَحَدٌ وَحْدَهُ بِلَيْلٍ أَبَداً.))

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ جان لیں کہ رات کو اکیلا سفر کرنے میں کیا نقصان ہے تو کوئی بھی رات کے وقت اکیلا سفر نہ کرے۔“

(مسند احمد: ٥٩٠٨)

شرح: ......سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر جاسوسی کے لیے سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو اکیلا بھیجا تھا۔ (صحيح بخاری: ٢٨٤٦)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کسی ضرورت اور مصلحت کی خاطر رات کو اکیلا سفر کیا جا سکتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اجازت والی احادیث کا تعلق امن سے ہو اور منع والی احادیث کا تعلق خوف سے ہو۔

(٢٣٠١) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْوَاحْدَةِ أَنْ يَبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ۔ (مسند احمد: ٥٦٥٠)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تنہائی سے منع کیا ہے کہ آدمی اکیلا رات گزارے یا اکیلا سفر کرے۔“

(٢٣٠٠) تخريج:...... حديث رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صحيح، مؤمل بن اسماعيل ضعيف لكنه قد توبع، أخرجه البخاری: ٢٩٩٨ (انظر: ٤٧٤٨)

(٢٣٠١) تخريج:...... صحيح دون النهی عن ان يبيت الرجل وحده، وهی زيادة شاذة، انظر الحديث السابق: ١١٦٣ (انظر: ٥٦٥٠)

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے ابن ابی شیبہ کی ایک مرسل اور مصنف عبد الرزاق کی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف روایت کی بنا پر درج بالا پوری حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (الصحیحه : ٦٠)

(٢٣٠٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ.)) (مسند احمد: ٦٧٤٨)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اکیلا سفر کرنے والا سوار شیطان ہے اور دو سفر کرنے والے سوار بھی شیطان ہیں، البتہ تین کا قافلہ بن جاتا ہے۔“

شرح: ...... نفع ونقصان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس نے لوگوں کے ظاہری حالات واحساسات کو مدنظر رکھ کر تحفظ کے قوانین وضع کیے ہیں، ایک قانون یہ ہے کہ تنہا سفر نہ کیا جائے۔

عصرِ حاضر کے ماحول نے اس حدیثِ مبارکہ کی وضاحت میں خوب مدد کی ہے۔ مثلا:

سفر کے دوران ہونے والے حادثات کی وجہ سے لقمۂ اجل بن جانا یا زخمی ہو جانا

اچانک موذی بیماریوں میں مبتلا ہو جانا

ڈاکوؤں، چوروں اور جیب کتروں کے حملوں کی کثرت

بوریت واکتاہٹ

ڈر اور وحشت

جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے ہاں معروف ہے کہ ایک، ایک ہوتا ہے اور دو، گیارہ ہوتے ہیں۔ بہر حال جو خطرات تنہائی کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، اجتماع کی وجہ سے وہ کم ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ پیدل سفر کرتے ہیں اور دورانِ سفر کئی ویران مقامات سے ان کا گزر ہوتا ہے، وہ ذاتی تجربات کی روشنی میں وضاحت کر سکتے ہیں کہ انسانوں کو شیطانوں کے تنگ کرنے کی کیا کیا صورتیں ہوتی ہیں۔ حملہ کرنے والے انسان ہوں یا شیطان ہوں یا درندے ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ مسافر اب اکیلا ہے اور اب دو چار ہیں۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق رفقائے سفر کی کم از کم تعداد تین ہونی چاہیے۔ (ترمذی، ابو داود)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلے بلکہ دو افراد کا سفر کرنا بھی حرام ہے، آپ ﷺ کی نہی اسی حکم کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری حدیث میں ایسے آدمی کو شیطان یعنی نافرمان کہا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ﴿شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾ (الانعام: ١١٢) میں شیاطین سے مراد نافرمان انس وجن ہیں۔

(٢٣٠٢) تخريج: ...... حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٢٦٠٧، والترمذي: ١٦٧٤ (انظر: ٦٧٤٨).

امام طبری رحمہ اللہ نے کہتے ہیں: آداب سفر کی تعلیم دینے کے لیے اس حدیث میں زجر و توبیخ کرتے ہوئے رہنمائی کی گئی ہے، کیونکہ تنہائی میں وحشت کا خطرہ ہوتا ہے، بہرحال یاد رہے کہ اکیلا سفر کرنا حرام نہیں ہے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ جو آدمی کسی جنگل سے اکیلا گزر رہا ہوتا ہے یا اکیلا رات گزار رہا ہوتا ہے، وہ کسی وجہ سے وحشت اور گھبراہٹ محسوس کر سکتا ہے، بالخصوص جب بندہ بلند افکار کا مالک اور قوی دل والا نہ ہو۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ وحشت زدہ ہونے یا نہ ہونے میں لوگوں میں تفاوت پایا جاتا ہے، لیکن شریعت نے سرے سے یہ دروازہ بند کرنے کے لیے وحدت سے منع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اکیلے سفر کرنا مکروہ ہے، البتہ دو ہوں تو کراہت میں کمی آجاتی ہے۔ مناوی نے یہ بات "الفیض" میں ذکر کی۔

میں (البانی) کہتا ہوں: شاید ان احادیث کا مصداق صحراؤں اور جنگلوں میں سفر کرنے والا مسافر ہو، جس کو شاذ و نادر ہی کوئی بندہ نظر آتا ہے، چونکہ آج کل سڑکیں ہموار ہیں اور ٹرانسپورٹ عام ہے، ایسے حالات میں اکیلے سفر کرنا جائز ہے۔

اس حدیث میں بعض صوفیوں کا بھی ردّ کیا گیا ہے، جو سیاحت اور نفس کو سدھارنے کے لیے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں اور زیادہ تر بھوک اور پیاس کی وجہ سے مر جاتے ہیں، جیسا کہ ان کی حکایات میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت بہترین سیرت ہے۔ (الصحیحہ: ٦٢)

لیکن احادیثِ مبارکہ کا ظاہری مفہوم اس حقیقت کی تائید کرتا ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر رات کو اور سفر کے دوران تنہائی سے بچنا چاہیے، اسباب کی وضاحت درج بالا بحث میں ہو چکی ہے، شاہراہوں اور ٹرانسپورٹ کی کثرت کے باوجود ویران علاقوں سے گزرنا پڑتا ہے، ڈاکوؤں اور چوروں کی ریل پیل ہے، دورانِ سفر کہیں رات گزارنا پڑ جاتی ہے، خطرناک بیماریوں کا اچانک لاحق ہو جانا عام ہے اور عصرِ حاضر میں دوران سفر اموات کی کثرت نے اِن احادیث کے مفہوم کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔ لہٰذا خلوت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، تاکہ بندہ خود بھی پریشان نہ ہو اور اس کی پریشانی یا تاخیر یا موت کی وجہ سے اس کے لواحقین بھی پریشانیوں میں گھری ہوئی زندگی سے بچ جائیں، کیونکہ بسا اوقات ایک آدمی سفر میں مر جاتا ہے، لیکن اس کے اہل و عیال بیسیوں برسوں تک یہ سمجھ کر سخت پریشان رہتے ہیں کہ وہ کہیں گم ہو گیا ہے۔

(٢٣٠٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْفَغْوَاءِ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ اِلَى أَبِي

''عبد اللہ بن عمرو بن فغواء اپنے باپ سیّدنا عمرو بن فغواء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، کیونکہ آپ مجھے کچھ مال دے کر سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی

(٢٣٠٣) تخریج:…… اسناده ضعیف، عبد الله بن عمرو بن الفغواء، قال الذهبی: لایعرف، وقال ابن حجر: مستور، وذکره ابن حبان فی "الثقات"، وعیسی بن معمر، قال ابن حجر: لین الحدیث، وقال الذهبی: صالح الروایة، وقیل: ان الأزدی ضعفه، وذکره ابن حبان فی "الثقات"، أخرجه ابوداود: ٤٨٦١ (انظر: ٢٢٤٩٢)

سُفْيَان يَقْسِمُهُ فِی قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، قَالَ: فَقَالَ: ((الْتَمِسْ صَاحِبًا)) قَالَ: فَجَاءَنِی عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِیُّ ؓ۔ قَالَ: بَلَغَنِی أَنَّكَ تُرِيْدُ الْخُرُوْجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِبًا؟ قَالَ: قُلْتُ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَنَا لَكَ صَاحِبٌ، قَالَ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ وَجَدْتُ صَاحِباً، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا وَجَدْتَّ صَاحِباً فَآذِنِّی .)) قَالَ: فَقَالَ: ((مَنْ؟)) قُلْتُ: عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِیُّ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِذَا هَبَطْتَ بِلَادَ قَوْمِهِ فَاحْذَرْهُ فَاِنَّهُ قَدْ قَالَ الْقَائِلُ "أَخُوكَ الْبِكْرِیُّ وَلَا تَأْمَنْهُ" .)) قَالَ: فَخَرَجْنَا حَتّٰی اِذَا جِئْتُ الْأَبْوَاءَ، فَقَالَ لِی: اِنِّی أُرِيْدُ حَاجَةً اِلٰی قَوْمِی بِوَدَّانَ فَتَلَبَّثْ لِی، قَالَ: قُلْتُ: رَاشِداً، فَلَمَّا وَلّٰی ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسِرْتُ عَلٰی بَعِيْرِی ثُمَّ خَرَجْتُ أُوضِعُهُ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ بِالْأَصَافِرِ اِذَا هُوَ يُعَارِضُنِی فِی رَهْطِهِ، قَالَ: وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِی قَدْ فُتُّهُ اِنْصَرَفُوْا وَجَاءَنِی، قَالَ: كَانَتْ لِی اِلٰی قَوْمِی حَاجَةٌ، قَالَ: قُلْتُ: أَجَلْ، فَمَضَيْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ اِلٰی أَبِی سُفْيَانَ۔ (مسند احمد: ٢٢٨٥٩)

طرف بھیجنا چاہتے تھے، تاکہ وہ یہ مال قریشیوں میں تقسیم کر سکے، یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا کوئی ساتھی تلاش کر لو۔“ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری ؓ آئے اور کہنے لگے: مجھے پتہ چلا ہے کہ تو (سفر پر) جانا چاہتا ہے اور کوئی ساتھی تلاش کر رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: میں تیرا ساتھی ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی کہ مجھے ایک ساتھی مل گیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ ”جب تو کسی ساتھی کو پا لے تو مجھے اطلاع دینا۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: (تیرا ساتھی) ہے کون؟“ میں نے کہا: عمرو بن امیہ ضمری ؓ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اس کی قوم کے علاقے میں اترے تو ذرا اس سے بچ کر رہنا، بے شک کسی کہنے والے نے کہا تھا: تیرا بھائی تجھ سے طاقتور ہے اس سے بے خوف نہ ہو جانا۔“ پس ہم نکل پڑے اور ”ابواء“ پہنچ گئے۔ اس ساتھی نے مجھے کہا: میری قوم کا مسکن ”ودان“ علاقہ ہے، مجھے ان سے کوئی کام ہے، اس لیے تم میرا انتظار کرو۔ میں نے اسے کہا: ٹھیک ہے (میں انتظار کروں گا)۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی نصیحت یاد آ گئی، اس لیے میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا، وہاں سے نکلا اور اس کو تیزی سے دوڑانے لگا، یہاں تک کہ میں اصافر مقام پر پہنچ گیا۔ (لیکن میں نے دیکھا کہ) وہ اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ (میرا راستہ) کاٹنے کے لیے میرے سامنے آ گیا۔ لیکن میں نے اپنے اونٹ کو تیز دوڑایا اور اس سے آگے نکل گیا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ میں اس کے قابو نہیں آ سکتا تو وہ لوگ واپس چلے گئے اور وہ عمرو بن امیہ میرے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے اپنی قوم سے کوئی کام تھا۔ میں نے (بات چھپا لی اور) کہا: ٹھیک ہے، پھر ہم چلے یہاں تک

کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں نے وہ مال ابوسفیان کے حوالے کر دیا۔‘‘

شــــرح: ......معلوم ہوا کہ سوئے ظن کی صورت میں دوسرے آدمی سے محتاط رہنا چاہیے، جیسا کہ آج کل اجنبی مسافر کا مسئلہ ہے، بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔

((أَخُوْكَ الْبِكْرِيَّ فَلَا تَأْمَنْهُ)) (تیرا بھائی تجھ سے طاقتور ہے، اس سے بے خوف نہ ہو جانا)۔ یہ ایک ضرب المثل ہے، عرب لوگ کسی سوئے ظن کی بنا پر کسی کو محتاط اور چوکنا رہنے کے لیے اس کا استعمال کرتے تھے۔

”اَبْوَاء“: مکہ اور مدینہ کے مابین ایک پہاڑ کا نام ہے، اس کے پاس والی ایک بستی اسی کی طرف منسوب ہونے لگی۔

”وَدَّان“: یہ ”ابوا“ سے قریب مکہ کی جانب ایک بستی کا نام ہے۔

عمرو بن امیہ ضمری کے بارے میں یہ سوئے ظن اس وقت تھا، جب وہ اسلام کے ابتدائی مراحل میں تھا، بعد میں اس کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوا۔

4 ..... بَابُ مَا يَقُوْلُهُ الْمُسَافِرُ عِنْدَ رُكُوْبِ دَابَّةٍ وَعِنْدَ عَثْرَتِهَا وَمَا جَاءَ فِي الْإِرْتِدَافِ

سواری پر سوار ہوتے وقت اور اس کو ٹھوکر لگتے وقت کیا کہنا چاہیے
اور نیز سواری پر ردیف بنانے کے بارے میں بیان

(۲۳۰۴) عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا ؓ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَيْهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ بِأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَعْجَبُ

’’علی بن ربیعہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا علی ؓ کو دیکھا، ان کے پاس ایک سواری لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں، جب انہوں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو ’’بسم اللّٰہ‘‘ کہا، جب اس پر سوار ہو گئے تو کہا: ساری تعریف اللّٰہ کے لیے ہے، وہ ذات پاک ہے، جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا، جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، پھر تین دفعہ اللّٰہ کی حمد اور تین دفعہ اس کی بڑائی بیان کی، پھر کہا: تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، مجھ کو معاف کر دے، پھر وہ ہنسے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللّٰہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا، جیسے میں نے کیا ہے،

(۲۳۰۴) تخريج:...... حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ۲۶۰۲، والترمذي: ۳۴۴۶ (انظر: ۷۵۳).

الرَّبُّ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِي، وَيَقُولُ: عَلِمَ عَبْدِي أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي.)) (مسند احمد: ۷۵۳)

پھر آپ ﷺ ہنسے، میں نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رب اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے معاف کردے، تو اللہ کہتا ہے: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے علاوہ گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں ہے۔''

شرح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

((بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ، فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.))

''اللہ کے نام کے ساتھ، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا، حالانکہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس تو مجھے بخش دے، کیونکہ گناہوں کو کوئی نہیں معاف کرتا، مگر تو ہی۔''

اللہ تعالیٰ نے مختلف اسباب کے ذریعے سفر کے حیران کن ذرائع پیدا کر دیے ہیں، مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا ہے اور وہ بھی انتہائی آرام دہ، لیکن سوار ہونے والوں کی بڑی اکثریت سواری کی دعائیں پڑھنے سے یکسر محروم ہے۔

(۲۳۰۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرْدَفَهُ عَلٰى دَابَّتِهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَيْهِ كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا، وَسَبَّحَ اللّٰهَ ثَلَاثًا، وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَاحِدَةً، ثُمَّ اسْتَلْقٰى عَلَيْهِ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((مَا مِنِ امْرِئٍ يَرْكَبُ دَابَّتَهُ فَيَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ إِلَّا أَقْبَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی سواری پر بٹھایا ہوا تھا، پس جب آپ سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو تین دفعہ اللہ اکبر، تین دفعہ الحمد للہ اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہا: پھر آپ ﷺ اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مسکرائے۔ اس کے آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جو آدمی بھی اپنی سواری پر سوار ہو اور اس طرح کرے، جس طرح میں نے کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی طرف دیکھ کر

(۲۳۰۵) تخریج: ...... اسناده ضعيف، ابوبكر بن عبد الله ابن ابى مريم الغسانى الشامى ضعيف، وعلى بن ابى طلحة لم يدرك ابن عباس (انظر: ۳۰۵۷)

فَضَحِكَ إِلَيْهِ كَمَا ضَحِكْتُ إِلَيْكَ .)) (مسند احمد: ٣٠٥٧)

ہنس پڑتے ہیں، جس طرح میں تیری طرف دیکھ کر ہنس پڑا ہوں۔''

شرح: ...... یہ روایت ضعیف ہے۔

(٢٣٠٦) عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَمَّنْ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَهُ عَلَى حِمَارٍ فَعَثَرَ الْحِمَارُ فَقُلْتُ: تَعَسَ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُلْ تَعَسَ الشَّيْطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ تَعَسَ الشَّيْطَانُ تَعَاظَمَ الشَّيْطَانُ فِي نَفْسِهِ وَقَالَ صَرَعْتُهُ بِقُوَّتِي فَإِذَا قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ تَصَاغَرَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَصْغَرَ مِنْ ذُبَابٍ (وَفِي لَفْظٍ) تَصَاغَرَ حَتّٰى يَصِيْرَ مِثْلَ الذُّبَابِ .)) (مسند احمد: ٢٠٨٦٧)

''ابوتمیمہ ہجیمی ایسے صحابی سے روایت کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے، وہ کہتے ہیں: میں گدھے پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، گدھے کو ٹھوکر لگ گئی، جس پر میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو جائے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اس طرح نہ کہو کہ شیطان ہلاک ہو جائے، کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو کہ شیطان ہلاک ہو جائے تو شیطان دل میں اپنے آپ کو بڑا جاننے لگتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اپنی طاقت سے اس کو گرا دیا ہے، لیکن (جب ایسی صورت میں) تم ''بسم اللہ'' کہو گے تو شیطان کا نفس ذلیل ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ مکھی سے بھی زیادہ چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اتنا ذلیل ہو جاتا ہے کہ وہ مکھی کی طرح چھوٹا بن جاتا ہے۔''

شرح: ...... سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَصَابَنِيَ السَّهْمُ، فَقُلْتُ: حَسِّ، فَقَالَ: ((لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ، لَطَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ .)) (طبرانی: ٢/١٣، حاکم: ٣/٣٦٩، صحیحہ: ٢١٧١)

غزوۂ احد والے دن مجھے ایک تیر لگا۔ میں نے کہا: ''حسّ''، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ''بِسْمِ اللّٰہ'' کہتے تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔''

عرب لوگ تکلیف کے وقت ''حسّ'' کا کلمہ کہتے، جس طرح ہمارے ہاں ''ہائے'' وغیرہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جب دشمن کی طرف سے مجاہد کو نیزہ اور تیر وغیرہ لگے تو وہ ''بسم اللہ'' کہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ فرشتے اس کو لے کر اڑیں گے، کیونکہ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات خاص موقع پر کہی گئی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اچانک پہنچنے والی تکلیف پر ''ہائے ہائے، ہائے میری مائے، اوہو، او تیرا بھلا'' جیسے بے معنی الفاظ کی بجائے بسم اللہ کہنا چاہیے، مثلا زخم لگنا، گر جانا، کسی حادثے سے بچنے کے لیے گاڑی کی فوراً بریک لگانا، گاڑی کا سلپ ہونا وغیرہ۔

(٢٣٠٦) تخريج: ...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩٨٢ (انظر: ٢٠٥٩١)

جب آدمی ایسی صورت میں شیطان کے لیے بد دعا کرتا ہے تو شیطان بزعم خود یہ سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کہ یہ آدمی میری شرارت کی وجہ سے متاثر ہوا، لیکن بسم اللہ پڑھنے کی صورت میں وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس آدمی کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کو جو ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، اس طرح وہ ہر وقت اپنے رب کو یاد رکھتا ہے، اس مزاج سے شیطان اپنے آپ کو خطا کار قرار دیتے ہوئے تنگ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان پر آسمانی بجلی کی طرح پڑتا ہے۔

(۲۳۰۷) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَلٰى ظَهْرِ كُلِّ بَعِيْرٍ شَيْطَانٌ فَإِذَا رَكِبْتُمُوْهَا فَسَمُّوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تُقَصِّرُوا عَنْ حَاجَاتِكُمْ)) (مسند احمد: ۱۶۱۳۵)

سیّدنا حمزہ اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر اونٹ کی کمر پر شیطان ہے، اس لیے جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو، پھر اپنی حاجات (کو پورا کرنے میں) سستی نہ برتو۔“

شــرح: ...... ممکن ہے کہ اونٹ کی کوہان پر واقعی شیطان ہو جو سوار کو تکلیف دینے کے لیے اس کو نفرت کرنے اور بدکنے پر آمادہ کرتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ شرّ ہو جو اونٹ کے مزاج میں پایا جاتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنوں سے پیدا کیے گئے ہیں۔“ اس سے مراد بھی ان کے مزاج میں پائی جانے والی شیطنت اور منافرت ہے۔

معلوم ہوا کہ کہ بسم اللہ پڑھ کر اونٹوں کو اپنی خدمت کے لیے استعمال کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے وہ مطیع ہو جاتے ہیں۔

(۲۳۰۸) عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ عَلَّمَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهِ خَارِجًا إِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ،

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے علی ازدی کو یہ تعلیم دی کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کو نکلتے ہوئے اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے تو تین مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہتے، پھر پڑھتے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اس سواری کو تابع کیا ہے، جبکہ ہم اس کو تابع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم سب نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اے اللہ بے شک ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقوٰی کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہو، اے اللہ! اس سفر کو ہمارے

(۲۳۰۷) تخریج:...... اسناده حسن، أخرجه الدارمي: ۲/ ۲۸۵، والنسائي في "الكبرى": ۱۰۳۳۸، وابن خزيمة: ۲۵٤٦، وابن حبان: ۱۷۰۳، والطبراني في "الكبير": ۲۹۹٤، والحاكم: ۱/ ٤٤٤ (انظر: ۱٦۰۳۹)

(۲۳۰۸) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۱۳٤۲ (انظر: ٦۳۷٤)

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا، وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا) .)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: ((آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ .)) (مسند احمد: ٦٣٧٤)

لیے آسان کر دے اور اس کی دوری کو ہم سے لپیٹ دے، اے اللہ! سفر میں بھی تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں بھی تو ہی ہمارا خلیفہ ہے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشکلات سے، ناکام و غمگین واپس لوٹنے سے اور اپنے گھر اور مال میں برے منظر کو دیکھنے سے۔‘‘ اور ایک روایت میں ہے: ’’اے اللہ! سفر میں ہمارا ساتھی بن جا اور ہمارے اہل میں ہمارا خلیفہ بن جا۔‘‘ جب آپ ﷺ سفر سے واپس لوٹتے تو یہی کلمات کہتے اور ان میں یہ الفاظ زائد کرتے: واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔‘‘

شرح:...... اس حدیث سے سفر کی درج ذیل دعا ثابت ہوئی، غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے موقع و مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے اس کو کیسے کیسے جملوں سے پرو دیا ہے:

((﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ .))

واپسی پر درج بالا دعا کے ساتھ ان کلمات کا اضافہ کرتے: آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

خیر و بھلائی پر مشتمل جتنے قیمتی یہ کلمات ہیں، ہم لوگ اتنے ہی ان سے غافل ہیں، ممکن ہے کہ بڑی عمر والے لوگوں کی اکثریت نے بھی زندگی میں ایک دفعہ بھی یہ دعا نہ پڑھی ہو۔

(٢٣٠٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ سَفَرًا فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ...... .)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٩١٩٤)

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے تو سواری پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھتے: ’’اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں ہمارا خلیفہ ہے، ......‘‘ پھر انھوں نے سابقہ روایت کے الفاظ کی طرح الفاظ ذکر کیے۔

(٢٣٠٩) تخريج:...... حديث حسن، أخرجه الترمذى: ٣٤٣٨، والنسائى: ٨/ ٢٧٣ (انظر: ٩٢٠٥)

(۲۳۱۰) عَنْ أَبِي لَاسٍ نِ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى إِبِلٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ ضِعَافٍ إِلَى الْحَجِّ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْإِبِلَ ضِعَافٌ، نَخْشٰى أَنْ لَا تَحْمِلَنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ بَعِيْرٍ إِلَّا فِي ذِرْوَتِهِ شَيْطَانٌ فَارْكَبُوْهُنَّ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِنَّ كَمَا أُمِرْتُمْ ثُمَّ امْتَهِنُوْهُنَّ لِأَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا يَحْمِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ۱۸۱۰٤)

''سیّدنا ابو لاس خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حج کے لیے صدقہ کے کمزور اونٹوں پر سوار کیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: یہ اونٹ تو کمزور ہیں، ہمیں تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ ہمیں نہ اٹھا سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے، اس لیے جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے، پھر ان کو اپنی خدمت کے لیے استعمال کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی اٹھاتا ہے (یعنی ان اونٹوں میں بوجھ اٹھانے پر قوت اور صبر پیدا کر دیتا ہے)۔''

شرح:...... دعاؤں کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

(۲۳۱۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ حَبِيْبَ بْنَ مَسْلَمَةَ أَتٰى قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي الْفِتْنَةِ الْأُوْلٰى وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ فَتَأَخَّرَ عَنِ السَّرْجِ وَقَالَ: اِرْكَبْ فَأَبٰى، فَقَالَ لَهُ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَوْلٰى بِصَدْرِهَا.)) فَقَالَ لَهُ حَبِيْبٌ إِنِّي لَسْتُ أَجْهَلُ مَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنِّي أَخْشٰى عَلَيْكَ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۵۷)

''عبد الرحمٰن بن امیہ کہتے ہیں کہ سیّدنا حبیب بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ سیّدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، یہ پہلے فتنے کے وقت کی بات ہے، وہ گھوڑے پر سوار تھے، وہ گھوڑے کی زین سے پیچھے ہٹ گئے اور ان سے کہا: سوار ہو جاؤ، لیکن سیّدنا قیس رضی اللہ عنہ نے (اس مقام پر) سوار ہونے سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: ''سواری کا مالک اس کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے۔ آگے سے سیّدنا حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے جاہل نہیں ہوں، لیکن میں تجھ پر (کسی دشمن سے) ڈرتا ہوں۔''

شرح:...... ''پہلے فتنے'' سے مراد واقعۂ جمل ہے، جو جمادی الثانیہ ۳٦ھ میں پیش آیا تھا۔

(۲۳۱۰) تخريج:...... إسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۲/ ۸۳۸ (انظر: ۱۷۹۳۹)

(۲۳۱۱) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۳۵۳٤، وفي "الاوسط": ۱۹٤۸ (انظر: ۱۵٤۷۸)

(۲۳۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي إِذْ جَائَهُ رَجُلٌ مَعَهُ حِمَارٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِرْكَبْ، فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِيْ.)) قَالَ: فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ، قَالَ: فَرَكِبَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۸۰)

’’سیّدنا بریدہ اسلمی کہتے ہیں: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چل رہے تھے، اچانک ایک آدمی، جس کے پاس گدھا تھا، آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سوار جائیں، جبکہ وہ خود پیچھے ہٹنے لگا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’نہیں، (میں اس کے اگلے حصے پر سوار نہیں ہوں گا، کیونکہ) تو اپنی سواری کے اگلے حصے کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے، ہاں اگر تو مجھے اجازت دے دے تو ٹھیک ہے۔‘‘ اس نے کہا: میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ پھر آپ ﷺ (اس اگلے حصے پر) سوار ہو گئے۔‘‘

(۲۳۱۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ صَاحِبَ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۹)

’’سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ سواری کا مالک اس کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔‘‘

شرح: ...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سواری کا مالک اس کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے، اگر مالک خود اس مقام پر بیٹھنا پسند کرے اور دوسروں کو ترجیح نہ دے تو کسی کو یہ بات محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ کیا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا ممکن ہے کہ آج کل ذاتی گاڑیوں کی فرنٹ سیٹ کا بھی یہی حکم ہے؟ یہی معلوم ہوتا ہے کہ ’’ہاں‘‘ میں جواب دیا جائے۔

5 ..... اَلنَّهْيُ عَنِ السَّفَرِ بِالْمُصْحَفِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے علاقے کی طرف سفر کرتے وقت مصحف (قرآن مجید) ساتھ لے جانے کی ممانعت کا بیان

(۲۳۱٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْآنِ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ۔ (مسند احمد: ٤٥٧٦)

’’سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قرآن کو لے کر (دشمن کے علاقے کی طرف) سفر نہ کرو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ دشمن کے ہتھے چڑھ جائے گا۔‘‘

(۲۳۱۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْمُصْحَفِ

(دوسری سند) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ مصحف (قرآن) لے کر دشمن کے علاقے میں سفر کرنے سے

(۲۳۱۲) تخريج: ...... صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۲۵۷۲، والترمذی: ۲۷۷۳ (انظر: ۲۲۹۹۲)

(۲۳۱۳) تخريج: ...... حديث حسن لشواهده (انظر: ۱۱۹)

(۲۳۱٤) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ۱۸٦۹ (انظر: ٤٥٧٦)

(۲۳۱۵) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول.

اِلٰی أَرْضِ الْعَدُوِّ۔ (مسند احمد: ٥٤٦٥) منع فرما رہے تھے۔

شرح: ...... اس امر پر تو علمائے امت کا اتفاق ہے کہ غیر مسلموں کی طرف ایسا خط لکھا جا سکتا ہے، جو ایک یا چند آیتوں پر مشتمل ہو، اس کی دلیل آپ ﷺ کا ہرقل کو لکھا ہوا خط ہے۔ اس حدیث میں دیئے گئے حکم کی علت یہ ہے کہ غیر مسلم قرآن مجید کی بے حرمتی کریں گے۔

امام نوویؒ نے کہا: اگر حدیث میں بیان کی گئی وجہ کے بارے میں اطمینان ہو کہ دشمن قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کرے گا، جیسے لشکرِ اسلام غالب ہو کر غیر مسلموں کے ملک میں داخل ہو رہا ہو، تو قرآن مجید لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

6 ..... بَابُ أَذْکَارٍ یَقُوْلُھَا الْمُسَافِرُ عِنْدَ إِرَادَةِ السَّفَرِ وَفِیْ أَثْنَائِہٖ عِنْدَ النُّزُوْلِ وَعِنْدَ الرُّجُوْعِ إِلٰی وَطَنِہٖ

ان اذکار کا بیان، جو مسافر سفر کے ارادے کے وقت، دورانِ سفر کہیں اترتے وقت اور اپنے وطن کو واپس ہوتے ہوئے کہتا ہے

(٢٣١٦) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِہٖ یُرِیْدُ سَفَرًا أَوْ غَیْرَہُ فَقَالَ حِیْنَ یَخْرُجُ: آمَنْتُ بِاللّٰہِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ، إِلَّا رُزِقَ خَیْرَ ذٰلِکَ الْمَخْرَجِ، وَصُرِفَ عَنْہُ شَرُّ ذٰلِکَ الْمَخْرَجِ۔)) (مسند احمد: ٤٧١)

''سیّدنا عثمان بن عفان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی سفر یا کسی اور کام کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے: "آمَنْتُ بِاللّٰہِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔ " ...... ''میں اللہ پر ایمان لایا، اس (کی رسی) کو مضبوطی سے تھاما اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے کی قدرت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے، مگر اللہ کے ساتھ۔'' تو اس کو اس راستے کی خیر و برکت دی جائے گی اور اس راستے کو اس کی برائی سے بچا لیا جائے گا۔''

(٢٣١٧) عَنْ عَلِیٍّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

''سیّدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا

(٢٣١٦) تخریج: ...... اسنادہ ضعیف لجھالة الرجل الذی روی عنہ صالح بن کیسان، أخرجہ الخطیب فی "تاریخ بغداد": ٥/ ١٤٥، وابن السنی فی "عمل الیوم واللیلة": ٤٩١ (انظر: ٤٧١)

(٢٣١٧) تخریج: ...... اسنادہ ضعیف، عمران بن ظبیان الحنفی الکوفی قال البخاری: فیہ نظر، وقال ابو حاتم: یکتب حدیثہ، یعنی فی المتابعات، وتناقض ابن حبان فذکرہ فی الثقات، وقال فی "الضعفاء": فحش خطؤہ حتی بطل الاحتجاج بہ، وقال یعقوب بن سفیان: ثقة من کبراء اھل الکوفة یمیل الی التشیع، أخرجہ البزار: ٨٠٤ (انظر: ٦٩١، ١٢٩٦)

كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَسِيْرُ)) (مسند احمد: ١٢٩٦)

ارادہ کرتے تو فرماتے: ”اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَسِيْرُ ۔“ ...... اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہی (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں، تیرے ساتھ ہی میں حرکت کرتا ہوں اور تیرے ساتھ ہی میں چلتا ہوں۔“

(٢٣١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى سَفَرٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضُّبْنَةِ فِي السَّفَرِ وَالْكَآبَةِ فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.)) وَإِذَا أَرَادَ الرُّجُوْعَ قَالَ: ((آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.)) وَإِذَا دَخَلَ أَهْلَهُ قَالَ: ((تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا.)) (مسند احمد: ٢٣١١)

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں نکلنے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ”اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضُّبْنَةِ فِي السَّفَرِ وَالْكَآبَةِ فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ ۔“ ...... ”اے اللہ! تو سفر میں ساتھی ہے اور ہمارے گھر میں خلیفہ ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سفر میں کثرتِ عیال سے اور سفر سے ناکام واپسی سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی اس کی مسافت کو کم کر دے) اور ہمارے لے یہ سفر آسان کر دے۔“ جب آپ ﷺ واپس لوٹنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ”آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۔“ ...... واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اور جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے: ”تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا ۔“ ”ہم توبہ کرتے ہیں، ہم توبہ کرتے ہیں اور اپنے اس رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو ہمارا کوئی گناہ نہیں چھوڑتا، (بلکہ سب کو معاف فرما دیتا ہے)۔“

شرح: ...... سفر کی ایک دعا حدیث نمبر (۱۱۷۱) میں گزر چکی ہے، اس دعا کے الفاظ و معانی اس قابل ہیں کہ مذکورہ مواقع پر ان کا اہتمام کیا جائے۔

(٢٣١٨) تخريج: ...... حديث حسن، أخرجه أبو يعلى: ٢٣٥٣، وابن حبان: ٢٧١٦، والطبراني في "الكبير": ١١٧٣٥، والبزار: ٣١٢٧، والحاكم: ١/ ٤٨٨ (انظر: ٢٣١١)

”سفر میں کثرتِ عیال سے پناہ مانگنا“ سفر میں پیش آنے والے مسائل اور ضروریات واضح ہیں، اسی لیے سفر کو عذاب کی ایک صورت قرار دیا گیا ہے، ادھر سے مسافر کی کفالت میں بھی زیادہ افراد ہوں، تو یقیناً ان کی کفالت و نگہداشت کرنا کسی پریشانی سے خالی نہیں ہے، آج کل کے جدید ترین ذرائع آمد و رفت کے باوجود یہ مسائل حل نہ نہیں ہو سکے، قدیم سلسلۂ سفر کا معاملہ تو بالکل واضح ہے، اگر معاشرے کے دو چار افراد اپنی ذاتی گاڑیوں اور کثیر مال و دولت کی وجہ سے سفر میں اپنے اہل و عیال سمیت پرسکون رہتے ہیں، تو ان کو دیکھ کر اکثریت کی مشکلات کو نہیں بھلایا جا سکتا۔

(۲۳۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضی اللہ عنہ (قَالَ عَاصِمٌ: وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ): كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمُظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ.)) وَاِذَا رَجَعَ قَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهُ يَقُوْلُ: ((وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.)) فَيَبْدَأُ بِالْأَهْلِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۵۷)

سیّدنا عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمُظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ۔ (اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں سے، واپس لوٹنے کے غم سے سے، زیادہ ہو جانے کے بعد نقصان سے، مظلوم کی بددعا سے اور مال اور گھر میں برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔)“ ”اور جب آپ ﷺ واپس لوٹتے تو یہی کلمات دوہراتے۔“ البتہ آخری جملے کو اس طرح کہتے تھے: وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ۔ (اور اپنے اہل اور مال میں برے منظر۔)“ یعنی اس میں ”اَلْأَهْل“ کا لفظ پہلے آیا، (اور ”المَال“ کا بعد میں)

(۲۳۲۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ وَسُئِلَ عَاصِمٌ عَنِ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ قَالَ حَارَ بَعْدَ مَا كَانَ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۶۲)

”(دوسری سند) عاصم سے ”اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ“ کے (معنی کے) بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: (کسی نعمت کے) زیادہ ہو جانے کے بعد اس میں کمی آ جانا۔“

شرح: …… ((اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ)) کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اس چیز سے پناہ طلب کرتے تھے کہ کوئی نعمت ملے اور پھر اس میں کمی آ جائے یا وہ ختم ہو جائے، اس نعمت کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً: ایمان و اطاعت کی توفیق ہونا، برائیاں ترک کر دینا، اس طرح دنیوی نعمتیں وغیرہ۔

(۲۳۱۹) تخریج:…… أخرجه مسلم: ۱۳٤۳ (انظر: ۲۰۷۷٦)

(۲۳۲۰) تخریج:…… أخرجه الترمذی: ۳٤۳۹، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۰۷۸۱)

(۲۳۲۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا غَزَا أَوْ سَافَرَ فَأَدْرَكَهُ اللَّيْلُ قَالَ: ((يَاأَرْضُ! رَبِّى وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ، وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ.)) (مسند احمد: ٦١٦١)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ یا کسی اور سفر کے لیے نکلتے اور راستے میں رات ہو جاتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے: يَاأَرْضُ! رَبِّى وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ، وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ (اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں تیرے شرّ سے، تیرے اندر کے شرّ سے، تیرے اندر پیدا کی ہوئی چیزوں کے شرّ سے اور تیرے اوپر رینگنے والی چیزوں کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، ہر قسم کے شیر، شخص، سانپ اور بچھو کے شرّ سے اور اس علاقے میں رہنے والے کے شرّ سے، (غرضیکہ) ہر جنم دینے والے اور ہر جنم لینے والے کے شرّ سے.)“

شرح: ...... دعا کا مفہوم واضح ہے، آخری جملے ”وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ“ کا ایک معنی ترجمہ میں بیان کر دیا گیا ہے اور دوسرا معنی یہ ہے: ابلیس اور دوسرے شیطانوں کے شرّ سے۔ پہلا معنی زیادہ عام ہے اور تمام مخلوقات کو شامل ہے۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔

(۲۳۲۲) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِى وَقَّاصٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ السُّلَمِيَّةَ ؓ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا، ثُمَّ قَالَ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ

”سیّدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ خولہ بنت حکیم سلمیہ ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کہیں پڑاؤ ڈالے اور یہ دعا پڑھے: ”أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.“ (میں اللہ کے تمام اور مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی.) تو کوئی چیز

(۲۳۲۱) تخريج:...... اسناده ضعيف، الزبير بن الوليد الشامى، تفرد بالرواية عنه شُريح بن عبيد الحضرمى، أخرجه ابوداود: ٢٦٠٣ (انظر: ٦١٦١)

(۲۳۲۲) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٢٧٠٨ (انظر: ٢٧١٢٢)

ذٰلِكَ.)) (مسند احمد: ٢٧٦٦٣)

اسے وہاں سے روانہ ہونے تک نقصان نہیں دے گی۔''

شرح: ......آج کل بھی لوگوں کا شرّ بہت زیادہ ہے، جس سے مسافر کو نقصان ہونے کا خطرہ رہتا ہے، اس لیے ان سنتوں پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(٢٣٢٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا هَبَطْنَا سَبَّحْنَا۔ (مسند احمد: ١٤٦٢٢)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے، جب (بلند جگہ پر) چڑھ رہے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب (بلند جگہ سے) اتر رہے ہوتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔''

شرح: ......سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُوْصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ.)) (ابن ماجه، ترمذی، صحيحه: ١٧٣٠) یعنی: ''میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ہر بلند جگہ پر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

(٢٣٢٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَعِدَ أَكَمَةً أَوْ نَشَزًا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَمْدٍ (وَفِي لَفْظٍ) وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.)) (مسند احمد: ١٢٣٠٦)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی ٹیلے یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو کہتے: ''اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَمْدٍ (ایک روایت کے الفاظ کے مطابق آپ ﷺ یہ کہتے) وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.'' ...... ''اے اللہ! ہر بلند جگہ پر عزت و حیثیت تیرے لیے ہی ہے اور ہر قسم کی تعریف پر (اصل) تعریف لیے ہی ہے۔ اور (ایک روایت کے مطابق) ہر حال میں تعریف تیرے لیے ہی ہے۔''

7 ..... بَابُ آدَابِ رُجُوْعِ الْمُسَافِرِ وَعَدَمِ طُرُوْقِهِ أَهْلَهُ لَيْلًا وَصَلَاةِ رَكْعَتَيْنِ

مسافر کے سفر سے لوٹنے کے آداب اور اس کا رات کے وقت گھر میں واپس نہ آنا اور (واپس آکر) دو رکعتیں پڑھنے کا بیان

(٢٣٢٥) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ:

''سیّدنا کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٢٣٢٣) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٢٩٩٣، ٢٩٩٤ (انظر: ١٤٥٦٨)

(٢٣٢٤) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف عمارة بن زاذان و زيادِ بن عبد الله النميری، أخرجه أبويعلى: ٣٢٩٧، والطبرانی فی ''الدعاء'': ٨٤٩، والبيهقی فی ''الدعوات الكبير'': ٤١٣ (انظر: ١٢٢٨١)

(٢٣٢٥) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٣٠٨٨، ومسلم: ٧١٦ (انظر: ١٥٧٧٢، ١٥٧٧٥)

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَاراً فِي الضُّحٰى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَيَأْتِيهِ النَّاسُ فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٥٨٦٧)

دن کو چاشت کے وقت میں واپس آتے تھے، جب آپ ﷺ پہنچ جاتے تو مسجد سے شروع ہوتے، پس آپ ﷺ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے، پھر وہاں بیٹھ جاتے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہتے۔“

شرح: ......آج کل یہ سنت مفقود ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(٢٣٢٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا، كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً۔ (مسند احمد: ١٢٢٨٨)

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ (سفر سے واپسی پر) رات کو گھر نہیں آتے تھے، بلکہ صبح یا شام کے وقت آتے تھے۔“

(٢٣٢٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى أَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ.)) قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلْتَ فَعَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ.)) (مسند احمد: ١٤٢٣٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو رات کو سفر سے واپس لوٹے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جا، حتیٰ کہ غائب خاوند کی بیوی استرا استعمال کر لے (زیر ناف بال مونڈ لے) اور پراگندہ بالوں والی کنگھی کر لے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر سے فرمایا: ”جب تو سفر سے واپس گھر میں آئے تو عقلمندی کو لازم پکڑنا، عقلمندی کو (یعنی حق زوجیت ادا کرنے کا اہتمام کرنا)۔“

شرح: ......ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: ((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَكَ فَاعْمَلْ عَمَلًا كَيِّسًا)) یعنی: ”جب تو اپنے اہل کے پاس جائے تو کوئی عقلمندانہ سا اقدام کرنا۔“ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوئے، جب ہم واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو میں جلدی کرنے لگا، پیچھے سے ایک سوار آیا، جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”جابر! جلدی کیوں کر رہے ہو؟“ میں نے کہا: میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کنواری عورت سے یا بیوہ سے؟“ میں نے کہا: بیوہ سے۔ ...... آپ ﷺ نے فرمایا: ”جابر! عقلمندی سے کام لینا، عقلمندی سے۔“ یعنی اولاد۔ (صحيح بخاری: ٥٢٤٥)

(٢٣٢٦) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١٨٠٠، ومسلم: ١٩٢٨ (انظر: ١٢٢٦٣)

(٢٣٢٧) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٥٢٤٦، وأخرج الشطر الاول منه مسلم: ص ١٥٢٧ (انظر: ١٤١٨٤)

"عَمَلًا كَيِّسًا" (عقلمندانہ اقدام) سے مراد وظیفۂ زوجیت ہے، تا کہ وہ اولاد کا سبب بن سکے، جیسا کہ امام بخاری نے اس حدیث پر "بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ" کا عنوان ثبت کیا ہے اور اس حدیث کے آخر میں ((الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ!)) يَعْنِي الْوَلَدَ کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان الفاظ کے مختلف معانی نقل کیے ہیں، خلاصہ یہ ہے: "الكيس" دو دفعہ ذکر کرنے میں رغبت دلانا اور اکسانا مقصود ہے، یعنی حق زوجیت ادا کرنے پر، جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس لفظ کے معانی ترکِ جماع سے ڈرانے یعنی جماع پر ابھارنے کے ہیں، ...... "الكيس" کے معانی عقل کے ہیں، یعنی اولاد کے لیے جماع کی صورت میں کوشش کرنا عقلمندی ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ حق زوجیت کی ادائیگی کی رغبت دلا رہے ہیں، تا کہ اولاد کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۹/ ۴۲۸) جو کہ نئی نئی شادی کر کے سفر پر چلے جانے اور پھر وہاں سے واپس آنے والے ہر آدمی کی خواہش ہوتی ہے۔

(۲۳۲۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ الْعَقِيْقَ فَنَهٰى عَنْ طُرُوْقِ النِّسَاءِ اللَّيْلَةَ الَّتِي يَأْتِيْ فِيْهَا فَعَصَاهُ فَتَيَانِ فَكِلَاهُمَا رَآى مَا يُكْرَهُ۔ (مسند احمد: ۵۸۱۴)

"عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عقیق نامی جگہ پر اترے، پھر آپ ﷺ نے رات کو بیویوں پر داخل ہونے سے منع فرما دیا۔ دو نوجوانوں نے اس حکم کی نافرمانی کی، پس ان دونوں نے (اپنے گھروں میں) ایسی چیزیں دیکھیں جس کو ناپسند کیا جاتا ہے۔"

شرح: ...... مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام عقیق ہے۔

(۲۳۲۹) عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلْتُمْ لَيْلًا فَلَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ طُرُوْقًا۔)) فَقَالَ جَابِرٌ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ طَرَقْنَاهُنَّ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۴۳)

"سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم رات کو (سفر سے) واپس آ جاؤ تو کوئی بھی رات کو اپنے اہل کے پاس نہ جائے، (بلکہ صبح کا انتظار کرے)۔" سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے بعد میں ان کے پاس رات کو آنا شروع کر دیا ہے۔

(۲۳۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ:

"سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۲۳۲۸) تخريج: ...... اسناده ضعيف، محمد بن عجلان مضطرب الحديث فى حديث رافع، أخرجه البزار: ۱۴۸۵ (انظر: ۵۸۱۴)

(۲۳۲۹) تخريج: ...... اسناده صحيح، أخرجه الترمذى: ۲۷۱۲، والطيالسى: ۱۷۶۸، وابن حبان: ۲۷۱۳ (انظر: ۱۴۳۰۴)

(۲۳۳۰) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ص ۱۵۲۸، قال سفيان: قوله ((ان يخونهم او يلتمس عثراتهم)) ما أدرى شيء قاله محارب أو شيء هو فى الحديث۔ قلنا: هذه الزيادة انفرد بها سفيان الثورى، وشك فيها فى رواية مسلم والدارمى، والحديث مروى فى مسند احمد: ۱۴۱۹۱ بدونها۔ والله اعلم (انظر: ۱۴۲۳۲)

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا ، أَنْ يَخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ۔ (مسند احمد: ١٤٢٨١)

(٢٣٣١) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ ؓ أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ لَيْلًا فَتَعَجَّلَ إِلٰى امْرَأَتِهِ فَإِذَا فِي بَيْتِهِ مِصْبَاحٌ ، وَإِذَا مَعَ امْرَأَتِهِ شَيْءٌ ، فَأَخَذَ السَّيْفَ ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: إِلَيْكَ عَنِّي ، فُلَانَةُ تُمَشِّطُنِي ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ ، فَنَهٰى أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا۔ (مسند احمد: ١٥٨٢٨)

نے منع فرمایا کہ آدمی رات کے وقت (سفر سے) اپنے اہل کے پاس آئے، کہ وہ ان کی خیانت کو ڈھونڈے یا ان کی غلطی کا موقع تلاش کرے۔“

”سیّدنا عبداللہ بن رواحہ ؓ کہتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ رات کو سفر سے واپس آئے اور جلدی جلدی اپنی بیوی کے پاس پہنچے، وہ کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں چراغ تھا اور اس کی بیوی کے پاس کوئی فرد تھا۔ پس اس نے تلوار پکڑی، لیکن اتنے میں اس کی بیوی نے کہ: پیچھے ہٹ جا، یہ فلاں عورت ہے، میری کنگھی کر رہی تھی۔ پھر وہ نبی کریم کے پاس آیا اور ساری بات بتلائی، (یہ سن کر) آپ ﷺ نے منع فرما دیا کہ آدمی رات کو اپنے اہل کے پاس آئے۔“

شرح: …… مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو وجوہات کی بنا پر رات کو اچانک آ جانے سے منع کیا گیا، ایک یہ کہ بیوی کے بارے میں کسی قسم کا سوئے ظن پیدا ہونے کا خطرہ ٹل جائے گا اور دوسری یہ کہ بیوی کو خاوند کے لیے سنورنے کا موقع مل جائے گا۔ حدیث نمبر (۱۱۸۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو بھی آیا جا سکتا ہے، لیکن یہ اس صورت میں ہے، جب پہلے گھر میں اطلاع دے دی جائے۔ بیویوں کو بھی متنبہ ہو جانا چاہیے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے، جس سے خاوند کے دل میں سوئے ظن پیدا ہو سکے، یہی وجہ ہے کہ خاوند کے لیے بیوی کے ذمہ ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ گھر میں ایسے فرد کو نہ آنے دے، جس کی آمد کو خاوند پسند نہ کرتا ہو، یہی معاملہ فون وغیرہ کا ہے۔ اس اعتبار سے اسلام واحد مذہب ہے کہ اس میں انسان کی کامیاب اور پرسکون زندگی کے کسی پہلو کو ادھورا نہیں چھوڑا گیا۔ میں نے سلسلہ صحیحہ کی شرح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی احادیث کے مفہوم کو یوں پیش کیا تھا:

میاں بیوی کے مابین تعلقات کا خوشگوار ہونا مطلوبِ شریعت ہے، اس مقصد کی تکمیل کے لیے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ خاوند کے لیے زینت و آرائش اختیار کرے۔ اس حدیث کا مقصد نفرت اور سوئے ظن کا باعث بننے والے اسباب کو ختم کرنا ہے۔ سیّدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے سے مدینہ واپس پہنچ کر جب اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا ٹھہر جا، تاکہ تیری بیوی پراگندہ بالوں میں کنگھی کر لے اور فاضل بالوں کی صفائی کر لے۔“ (بخاری، مسلم)

(٢٣٣١) تخريج: …… المرفوع منه صحيح لغيره ، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه ، ابو سلمة لم يسمع من عبد الله بن رواحة ، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٣ ، وابن ابی شيبة: ١٢/ ٥٢٣ ، وعبد الرزاق: ١٤٠١٩ ، وأخرجه مسلم: ٣/ ١٥٢٨ دون ذكر قصة ابن رواحة ، وهو تقدم برقم: ١١٩١ (انظر: ١٥٧٣٦)

اس حدیث میں میاں بیوی کے مابین مودت و محبت پیدا کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ میاں بیوی کا کوئی وصف یا بات ایک دوسرے سے مخفی نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے رات کو آنے سے منع کیا تاکہ کوئی نفرت والا معاملہ پیش نہ آ سکے، ممکن ہے کہ اچھی حالت میں نہ ہو یا اس کے گھر میں کوئی ایسا فرد آیا ہوا ہو، جس کی آمد خاوند کو ناگوار گزرے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ برا ہوگا، لیکن اس معاملے میں خاوند کی ترجیحات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اگر اس باب کی تمام احادیث اور ان کے مقاصد کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کے دور میں فون کے ذریعے مطلع کر کے رات کو آیا جا سکتا ہے، ہاں اس سلسلے میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا مزاج سمجھے۔

آج کل بیویاں اپنے گھروں میں سادہ ملبوسات پر اکتفا کرتی ہیں اور صفائی کا بھی کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا، لیکن جب وہ دوسرے رشتہ داروں کے پاس جانے یا گھر سے باہر کسی دوسری مجلس میں جانے لگتی ہیں، تو حسن و جمال کے جو انداز اختیار کیے جاتے ہیں، ان کے سامنے دلہن بھی شرما جاتی ہے۔ ایسا کرنا مقصودِ شریعت نہیں ہے۔

8 ..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَةِ مُنْفَرِدًا وَ سَبَبِ ذٰلِكَ وَوَعِيدِ مَنْ فَعَلَهُ

جس عورت کا خاوند غائب ہو، اس پر (مرد) کے داخل ہونے کی ممانعت اس کا سبب اور ایسا کرنے والے کی وعید کا بیان

(۲۳۳۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ أَنَّ نَفَراً مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ دَخَلُوا عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ فَرَآهُمْ فَكَرِهَ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ أَرَ اِلَّاخَيْراً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِكَ.)) ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ.)) (مسند احمد: ۶۵۹۵)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ سیدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا، جو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کے پاس آئے، اتنے میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، ان کو یہ بات ناگوار گزری، پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے اس میں خیر ہی نظر آ رہی ہے، (یعنی کسی قسم کا سوئے ظن نہیں ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ نے اسماء کو اس سے بری کر دیا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''آج کے بعد کوئی آدمی اس عورت کے پاس نہ جائے، جس کا خاوند موجود نہ ہو، مگر اس صورت میں اس کے ساتھ ایک دو افراد ہونے چاہئیں۔''

شــــرح: ...... مذکورہ مسئلہ پر بحث آ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی عفت اور

(۲۳۳۲) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۲۱۷۳ (انظر: ۶۵۹۵)

پاکدامنی بیان کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ ہم بعض غیر محرم افراد کو اپنی بیویوں اور بہنوں کے بھائی سمجھنے لگتے ہیں، پھر ان کا آنا جانا سگے بھائیوں کی آمد و رفت سے بھی ایک گنا آگے یوں بڑھ جاتا ہے کہ ان کو گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ وہ جہاں چاہیں اور جس کے ساتھ چاہیں بیٹھیں اور جس موضوع پر مرضی گفتگو کریں۔

ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ جب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے بارے میں کلمۂ خیر کہا، اس وقت آپ ﷺ نے یہ قانون بیان کیا کہ جس بیوی کا خاوند گھر پر نہ ہو، کوئی غیر محرم اکیلا اس کے پاس نہیں جا سکتا۔

(٢٣٣٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِی مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ.)) قُلْنَا: وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَمِنِّی، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ.)) (مسند احمد: ١٤٣٧٥)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جن عورتوں کے خاوند گھر پر نہ ہوں، ان کے پاس نہ جایا کرو، کیونکہ شیطان تم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سے بھی (شیطان کا معاملہ ایسے ہی ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی، اس لیے وہ مسلمان ہو گیا ہے۔''

شرح:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن یہ مسائل دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔

(٢٣٣٤) عَنْ أَبِی صَالِحٍ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَلٰى فَاطِمَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ، قَالَ: ثَمَّ عَلِیٌّ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَرَجَعَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا مَرَّةً أُخْرٰى، فَقَالَ: ثَمَّ عَلِیٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ حِيْنَ لَمْ تَجِدْنِی هٰهُنَا؟ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْخُلَ عَلَى الْمُغِيْبَاتِ۔ (مسند احمد: ١٧٩٧٧)

''ابو صالح کہتے ہیں کہ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (گھر میں آنے کی) اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دے دی، انھوں نے اندر آ کر پوچھا: یہاں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ پس وہ واپس چلے گئے۔ وہ بعد میں پھر ایک دفعہ آئے اور اجازت طلب کی اور پوچھا کہ کیا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یہاں پر موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر وہ اندر آ گئے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کو (پچھلی دفعہ) میری عدم موجودگی میں کس چیز نے گھر میں آ کر (یہاں بیٹھنے سے) منع کیا تھا؟ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

(٢٣٣٣) تخریج:...... اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد، أخرجه الترمذى: ١١٧٢، والدارمى: ٢٧٨٢ (انظر: ١٤٣٢٤)

(٢٣٣٤) تخريج:...... حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابويعلى: ٧٣٤٨، وابن حبان: ٥٥٨٤ (انظر: ١٧٨٢٣)

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان عورتوں پر داخل ہونے سے منع فرمایا، جن کے خاوند گھر پر موجود نہ ہوں۔“

(۲۳۳۵) عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ عَلٰى فِرَاشِ مُغِيْبَةٍ قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُعْبَانًا۔ (مسند احمد: ۲۲۹۲٤)

”سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھے جس کا خاوند گھر پر موجود نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس پر ایک سانپ مسلط کرے گا۔“

شـــرح: ...... احادیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہیں، آج کل جو غیر محرم مرد و زن، بھائی بہن بن کر ان احادیث کی پروا نہیں کرتے، وہ حدیث نمبر (۲۳۳۴) پر توجہ کریں، کہ ایک طرف تو سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا، کیا سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ کے دل میں سیدہ فاطمہ کی عظمت اور وقار نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کوئی شبہ پیدا ہونے کی گنجائش نہیں ہوگی، لیکن ان کے دل میں احادیثِ رسول کا احترام سب سے زیادہ تھا، وہ شریعت کی پاسداری کو اپنے ضمیر کے فیصلوں پر مقدم سمجھتے تھے۔ ستیاناس ہو جائے اس معاشرے کا کہ جس میں جس مرد اور عورت نے ایک دوسرے کو بھائی بہن کہہ دیا، وہ معانقے بھی کرتے ہیں، ملاقات کے وقت ہاتھوں اور رخساروں کے بوسے تک بھی لے لیے جاتے ہیں، خلوت میں بیٹھ کر گپ شپ بھی بڑی لگتی ہے اور کیچڑ بھی اس فرد پر اچھالا جاتا ہے جو شرعی نصوص پیش کر کے اس انداز کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ ہیں وہ منحوس مزاج کہ جن کے نزدیک پردہ تو دل کی بات ہے۔ ان کا یہ خیال صحابہ کرام کے ان نفوسِ قدسیہ کو نہیں سوجھا تھا، جو ایک دوسرے سے سچی اور خالص محبت کرنے والے اور برے خیالوں سے بہت دور رہنے والے تھے، دراصل ان کی محبتیں اور دوستیاں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی پابند تھیں۔

9 ..... بَابُ سَفَرِ النِّسَاءِ وَالرِّفْقِ بِهِنَّ وَالْأُقْرَاعِ بَيْنَهُنَّ لِأَجْلِ السَّفَرِ وَعَدْمِ سَفَرِهِنَّ بِدُوْنِ مَحْرَمٍ

عورتوں کے سفر کرنے، ان کے ساتھ نرمی کرنے، سفر کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کرنے اور محرم کے بغیر ان کا سفر نہ کرنے کا بیان

تنبیه: ...... عورت کا محرم وہ رشتہ دار ہوتا ہے، جس کے ساتھ حرمت کی وجہ سے کبھی بھی اس کا نکاح نہ ہو سکتا ہو۔

(۲۳۳٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

”سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۲۳۳۵) تخریج: ...... اسناده ضعیف لضعف ابن لهيعة، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۳۲۷۸، وفی "الاوسط": ۳۲۳۷ (انظر:)

(۲۳۳٦) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۳۰۰٦، ۳۰٦۱، ۵۲۳۳، ومسلم: ۱۳٤۱ (انظر: ۱۹۳٤، ۳۲۳۱)

قَالَ: ((لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُومَحْرَمٍ.)) وجاءَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي أُكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ۔ قَالَ: ((فَارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا.)) (مسند احمد: ٣٢٣١)

نے فرمایا: ''کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر محرم رشتہ دار کے ساتھ۔'' نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: فلاں فلاں غزوے میں میرا نام لکھا جا چکا ہے، جبکہ میری بیوی حج کے لیے جا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم واپس چلے جاؤ اور اس کے ساتھ حج کرو۔''

(٢٣٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ سَفَرَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا مَعَ أَبِيهَا أَوْ أَخِيهَا أَوِ ابْنِهَا أَوْ زَوْجِهَا أَوْ مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.)) (مسند احمد: ١١٥٣٥)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت تین یا اس سے زیادہ دنوں کا سفر نہ کرے، مگر اس صورت میں کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا بیٹا یا خاوند یا کوئی اور محرم رشتہ دار ہو۔''

(٢٣٣٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ.)) (مسند احمد: ٤٦١٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت تین دنوں کا سفر نہ کرے، مگر محرم رشتہ دار کے ساتھ۔''

(٢٣٣٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ يَوْمًا وَلَيْلَةً إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْ أَهْلِهَا۔ (وَفِي لَفْظٍ) إِلَّا مَعَ ذِي رَحِمٍ.)) (مسند احمد: ٩٦٢٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور رات کا سفر کرے، مگر ذی محرم کے ساتھ۔''

(٢٣٤٠)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ لَيْلَةً إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ٨٤٧٠)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک رات کا سفر کرے، مگر اس کے ساتھ ذو محرم مرد ہونا چاہیے۔''

(٢٣٣٧) تخريج: …… أخرجه مسلم: ١٣٤٠ (انظر: ١١٥١٥)

(٢٣٣٨) تخريج: …… أخرجه البخاري: ١٠٨٧، ومسلم: ١٣٣٨ (انظر: ٤٦١٥)

(٢٣٣٩) تخريج: …… أخرجه البخاري: ١٠٨٨، ومسلم: ١٣٣٩ (انظر: ٧٤١٤)

(٢٣٤٠) تخريج: …… انظر الحديث بالطريق الأول .

(۲۳٤۱)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرُ اُمْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ تَامٍّ اِلَّا مَعَ ذِی مَحْرَمٍ۔ (مسند احمد: ۹۷۳۹)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت ایک پورے دن کی مسافت کا سفر نہ کرے، مگر ذو محرم کے ساتھ۔“

(۲۳٤۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۳٤۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے۔

شرح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ بعض کو سفر وغیرہ پر ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو وہ قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کر لے، یہ ان میں عدل و انصاف کو بحال رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲۳٤۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ وَحَادٍ يَحْدُو بِنِسَائِهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ قَدْ تَنَحّٰى بِهِنَّ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: ((يَا أَنْجَشَةُ! وَيْحَكَ أَرْفِقْ بِالْقَوَارِيْرِ.)) (مسند احمد: ۱۲۷۹۱)

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ چل رہے تھے اور ایک حدی خواں، حدی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی بیویوں والے اونٹ چلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے، تو وہ تیزی کے ساتھ چلا کر ان کو دُور لے گیا، جس پر آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: ”انجشہ! تجھ پر افسوس ہے، شیشوں کے ساتھ نرمی کر۔“

(۲۳٤٤) عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُنَّ يَسُوْقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيْ أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ)) (مسند احمد: ۲۷٦۵۷)

”سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ بھی نبی کریم ﷺ کی عورتوں کے ساتھ تھیں اور ان کی سواریوں کو ایک حدی خوان چلا رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ”اے انجشہ! آرام سے، شیشوں کے ساتھ نرمی کر۔“

شرح: ...... ان اور دیگر احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت محرم یا خاوند کے بغیر سفر نہیں کر سکتی، اسی طرح کوئی عورت بھی محرم یا خاوند کے بغیر ادائے حج کے لیے نہیں جا سکتی، اگرچہ وہ مالدار اور صاحبِ استطاعت ہو۔ آج کل کے حالات نے اس معاملے میں ایسے ایسے تلخ حقائق کا انکشاف کیا ہے کہ اس امر کے جواز پر اصرار کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَحُجُّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا

(۲۳٤۱) تخریج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول.

(۲۳٤۲) تخریج: ...... أخرجه مطوّلا البخاری: ۵۲۱۱، ومسلم: ۲٤٤۵ (انظر: ۲٤۸۳٤)

(۲۳٤۳) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٦۱٦۱، ٦۲۰۹، ومسلم: ۲۳۲۳ (انظر: ۱۲۷٦۱، ۱۳۳۷۷)

(۲۳٤٤) تخریج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائی فی ”الكبرى“: ۱۰۳٦٤، والطبرانی فی ”الكبير“: ۲۵/ ۲۹٤ (انظر: ۲۷۱۱٦)

مَحْرَمٌ .)) قَالَ رَجُلٌ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّیْ اكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِیْ حَاجَّةٌ؟ قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا .))(سنن دارقطنی: ۲/ ۲۲۲/ ۳۰، صحیحه: ۳۰٦۵)

یعنی: ”کوئی عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! فلاں غزوے میں میرے نام کا اندراج کیا جا چکا ہے، جبکہ میری بیوی حج کے لیے روانہ ہونے والی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم واپس چلے جاؤ اور اس کے ساتھ حج ادا کرو۔“

روحِ اسلام سے بعید کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آج کل ہوائی جہازوں اور دوسرے مخصوص ذرائع سفر میں عورت کا اکیلا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ایک مقام سے عورت کو بٹھا دیا جاتا ہے اور دوسرے مقام پر اس کو وصول کر لیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی خدمت میں ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے، مجھے قابل اعتماد لوگوں نے بتلایا ہے کہ ایک مصری آدمی ریاض (سعودی عرب) میں سکونت پذیر تھا، اس نے اپنی بیوی کو مصر سے ہوائی سفر کے ذریعے اپنے پاس بلایا، اس کی بیوی اکیلی تھی، غالباً کسی میزبان خاتون نے جہاز کے کپتان وغیرہ کو اس عورت اور اس کے حسن کے بارے میں بتلا دیا۔ جہاز کی انتظامیہ نے فنی خرابی کا بہانہ بنا کر جہاز کو راستے میں کسی ایئر پورٹ پر اتار دیا اور لوگوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اتنے وقت کے لیے ہوٹل میں چلے جائیں، پھر انھوں نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی۔ جب یہی عورت ریاض پہنچی اور اپنے شوہر سے ملی تو اس کی چیخیں نکل گئیں، خاوند کے اصرار پر اس نے ساری حقیقت بیان کر دی۔ شاید اسے کوئی سبق حاصل ہو گیا ہو، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی عزت محفوظ فرمائے۔

اسی قسم کا ایک سنگین واقعہ بہاولپور (پاکستان) کے علاقے میں ڈیوو بس سروس پاکستان کی ایک گاڑی کی میزبان لڑکی کے ساتھ پیش آیا، قلم ساری صورتحال بیان کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

لہٰذا ہم ان لوگوں سے گزارش کریں گے، جن کو ابھی تک ان رسوائیوں کا تجربہ نہیں ہوا کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہوئے اپنی بہنوں بیٹیوں کی عزتوں کے تاج کی حفاظت کرتے رہیں اور محرم کے بغیر ان کو کسی سفر پر روانہ نہ کریں۔

یہ علیحدہ بات کہ اگر کوئی خاتون محرم کے بغیر حج یا عمرہ کے لیے چلی جاتی ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا، لیکن وہ اکیلا سفر کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

جن احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کے لیے تین دنوں یا ایک دن رات یا ایک رات یا اس سے کم مدت کے سفر کی قید لگائی گئی ہے، تو یہ اتفاقی صورتیں ہیں، ان کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ عورت کے لیے اس سے کم اکیلا سفر کرنا جائز ہے، اس باب کی پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے مطلق طور پر عورت کو سفر کرنے سے منع کر دیا ہے، الا یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

آخری احادیث میں عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد عورتوں کی رقت، ضعف اور نزاکت ہے اور یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ عام طور پر خواتین وفا پر دوام اختیار نہیں کر سکتیں اور بہت جلدی رضامندی کی حالت سے

پھر جاتی ہیں، جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔

بہرحال یہ ایک بدیع استعارہ ہے، جس کے ذریعے عورتوں سے نرمی کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔

سیّدنا انجشہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حبشی غلام تھے، ان کی کنیت ابو ماریہ تھی۔

10 ..... بَابُ اِفْتِرَاضِ صَلَاةِ السَّفَرِ وَحُكْمِهَا

سفری نماز کے تقرر اور اس کے حکم کا بیان

(٢٣٤٥) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ أَوَّلَ مَا افْتُرِضَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةُ رَكْعَتَان رَكْعَتَان اِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّهَا كَانَتْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَمَّ اللّٰهُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا فِي الْحَضَرِ، وَأَقَرَّ الصَّلَاةَ عَلٰى فَرْضِهَا الْأَوَّلِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٦٩)

”زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پر جو نماز شروع میں فرض کی گئی، وہ مغرب کے علاوہ دو دو رکعتیں تھیں، مغرب کی تین رکعتیں تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ظہر، عصر، اور عشاء کی نمازوں کی حضر میں چار چار رکعتیں پوری کر دیں اور پہلے فرض ہونے والی (دو دو رکعتوں) کو سفر میں مقرر کردیا۔

شرح:...... ”شروع میں فرض ہونے والی نماز“ سے مراد وہ نماز ہے جو اسراء و معراج کے موقع پر فرض ہوئی تھی۔

(٢٣٤٦) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَان) قَالَتْ: قَدْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ بِمَكَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ زَادَ مَعَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ اِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ، وَصَلَاةَ الْفَجْرِ لِطُوْلِ قِرَاءَتِهَا، قَالَتْ: وَكَانَ اِذَا سَافَرَ صَلَّى الصَّلَاةَ الْأُوْلَى۔ (مسند احمد: ٢٦٥٧٠)

”(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: مکہ میں نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو دو دو رکعتوں کا مزید اضافہ کر دیا گیا، سوائے نمازِ مغرب کے، کیونکہ وہ دن کے وتر ہیں، اور سوائے نمازِ فجر کے، کیونکہ اس میں قراءت لمبی ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید کہتی ہیں: جب آپ ﷺ سفر پر ہوتے تو پہلے والی نماز پڑھتے تھے۔

(٢٣٤٧) عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے

(٢٣٤٥) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٣٥٠، ومسلم: ٦٨٥، وابوداود: ١١٩٨ (انظر: ٢٦٨٦٩)

(٢٣٤٦) تخريج:...... اسناده ضعيف بهذه السياقة، الشعبى لم يسمع من عائشة، ويغنى عنه الحديث بالطريق الأول، أخرجه ابن خزيمة: ٣٠٥، ٩٤٤، وابن حبان: ٢٧٣٨، ، والطحاوى فى ”شرح معانى الآثار“: ١/ ٤١٥، وابن ابى شيبة: ١٤/ ١٣٢، واسحاق بن راهويه: ١٦٣٥ (انظر: ٢٦٠٤٢)

(٢٣٤٧) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مسلم: ٦٨٧، وابوداود: ١٢٤٧، وابن ماجه: ١٠٦٨، والنسائى: ١/ ٢٢٦ (انظر: ٢١٢٤، ٣٣٣٢)

قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَلَاةَ الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَالْخَوْفِ رَكْعَةً عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۳۳۳۲)

نبی کی زبان پر حضر کی نماز چار رکعتیں، سفر کی نماز دو رکعتیں اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی۔“

شرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوف کی نماز ایک رکعت ہے، اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کا ظاہری مفہوم بھی یہی بنتا ہے، کیونکہ اس میں مقتدیوں کی ایک ایک رکعت کا ذکر ہے:

﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ﴾ (النساء: ۱۰۲)

یعنی: ”جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔“

جمہور اہل علم اس رائے کے قائل ہیں کہ خوف اور امن کی وجہ سے رکعات کی تعداد میں کوئی فرق نہیں پڑتا، ان کے نزدیک ان دلائل سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کرنا ہے، باقی رکعات مقتدی خود پوری کر لے گا۔

لیکن حسن بصری، امام ضحاک اور اسحاق بن راہویہ نے اس قسم کے دلائل کے ظاہری مفہوم کا اعتبار کیا اور نماز خوف ایک رکعت تسلیم کی۔ ان کا خیال ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے خوف کی دو دو رکعت نماز پڑھائی، اس میں واجب ایک رکعت ہی تھی۔

اور یہی مسلک راجح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مذکورہ بالا سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہری مفہوم بھی یہی ہے، نیز درج ذیل روایت قابل توجہ ہے:

ثعلبہ بن زہدم کہتے ہیں: ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے، وہ کھڑے ہوئے اور کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی ہے؟ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے پڑھی ہے، اس کی صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت ایک گروہ اور دوسری رکعت دوسرے گروہ کو پڑھائی اور انھوں نے (دوسری رکعت کی) قضائی نہیں دی۔ (ابو داود: ۱۲۴٦، نسائی: ۱۵۳۱)

چونکہ نبی کریم ﷺ نے جہادی سفروں میں صحابہ کے لیے زیادہ تر دو رکعتوں کا ہی اہتمام کیا، اور اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے دو رکعتیں ہی ادا کی تھیں، اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ شدتِ خوف کے وقت ایک رکعت کفایت کرتی ہے، تو یہ تاویل ان شاء اللہ درست ہو گی، بصورتِ دیگر یہ کہنا پڑے گا کہ مجاہد کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایک رکعت پڑھ لے یا دو، جیسا کہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے دو پڑھی ہیں اور دوسرے مجاہدوں نے ایک ایک۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٢٣٤٨) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ لَكُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ الصَّلَاةَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٩١٨٩)

”سیّدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر حضر کی نماز چار اور سفر کی نماز دو رکعتیں فرض کی ہیں۔“

(٢٣٤٩) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥٧)

”سیّدنا عمر بن خطاب ؓ کہتے ہیں: سفری نماز کی دو رکعتیں، نمازِ عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں، نمازِ عید الفطر کی دو اور نمازِ جمعہ کی دو رکعتیں محمد ﷺ کی زبان پر پوری نمازیں ہیں، ان میں کوئی کمی نہیں ہے۔“

(٢٣٥٠) عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ ؓ قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ قُلْتُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا﴾ وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ فَقَالَ لِي عُمَرُ ؓ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ.)) (مسند احمد: ١٧٤)

”یعلی بن امیہ ؓ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عمر بن خطاب ؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ ”اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے تو نماز کو قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے“، جبکہ اب تو لوگ امن میں ہیں؟ سیّدنا عمر ؓ نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا: جس چیز سے تجھے تعجب ہوا ہے، مجھے بھی اس پر تعجب ہوا تھا، لیکن جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ خیرات (اور رخصت) ہے، جو اللہ نے تم پر صدقہ کی ہے، سو تم اس کی یہ رخصت قبول کرو۔“

شرح: ...... معلوم ہوا کہ آیت میں قصر نماز کے لیے خوف کی شرط اتفاقی طور پر لگائی گئی ہے، اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اگر خوف نہ ہو تو پوری نماز پڑھی جائے گی۔

(٢٣٤٨) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، عبيد الله بن زحر مختلف فيه، وفيه انقطاع بين عبيد الله وبين ابى هريرة (انظر: ٩٢٠٠)

(٢٣٤٩) تخريج: ...... حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٠٦٣، والنسائي: ٣/ ١١١ (انظر: ٢٥٧)

(٢٣٥٠) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٨٦ (انظر: ١٧٤)

(٢٣٥١) عَنْ أَبِي حَنْظَلَةَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، قُلْتُ إِنَّا آمِنُونَ، قَالَ: سُنَّةُ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٨٦١)

''ابوحنظلہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سفر کی نماز کے بارے سوال کیا تو انہوں نے کہا: سفر کی نماز دو رکعتیں ہے۔ میں نے کہا: ہم تو اب امن میں ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔''

(٢٣٥٢) عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ أَسِيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ۔ (مسند احمد: ٥٣٣٣)

''خالد بن اسید کی آل میں سے ایک آدمی کہتا ہے: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں قرآن مجید میں خوف اور حضر کی نماز کا تذکرہ تو ملتا ہے، لیکن ہم سفر کی نماز کا کوئی ذکر نہیں پاتے؟ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اب ہم وہی کچھ کریں گے، جو ہم نے آپ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(٢٣٥٣) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَنَحْنُ أَجْفَى النَّاسِ فَنَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٦٨٣)

''(دوسری سند) امیہ بن عبد اللہ کہتے ہیں: ہم نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم خوف اور حضر کی نمازیں تو قرآن میں پاتے ہیں، لیکن ہم مسافر کی نماز کا کوئی تذکرہ نہیں پاتے؟ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا، جبکہ ہم سب لوگوں سے سب سے زیادہ سخت مزاج تھے، پس ہم تو اب اسی طرح کریں گے، جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔''

شرح: …… چونکہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال سے سفری نماز ثابت ہے، اس لیے صحابہ کرام اس پر عمل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا قول وعمل بھی قرآن مجید کی طرح حجت ہے، صحابہ کرام کا یہی نظریہ تھا، کسی شرعی مسئلہ کے حل کے لیے قرآن وحدیث دونوں سے بیک وقت رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

(٢٣٥١) تخریج:…… صحیح لغیره، أخرجه الدولابی فی "الکنی": ١/ ١٦٠، وابن ابی شیبة: ٢/ ٤٤٧، (انظر: ٤٧٠٤، ٥٢١٣)

(٢٣٥٢) تخریج:…… صحیح، أخرجه ابن ماجه: ١٠٦٦، والنسائی: ٣/ ١١٧ (انظر: ٥٦٨٣)

(٢٣٥٣) تخریج:…… انظر الحدیث بالطریق الاول.

(٢٣٥٤) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ سَافَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَحِيْنَ قَامَ أَرْبَعًا، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَنْ صَلّٰى فِي السَّفَرِ أَرْبَعًا كَمَنْ صَلّٰى فِي الْحَضَرِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ إِلَّا مَرَّةً حَيْثُ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّى النَّاسُ رَكْعَةً رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ٣٢٦٨)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سفر پر ہوتے تو دو دو رکعت نماز پڑھتے اور جب مقیم ہوتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھی، وہ اس شخص کی طرح ہے جو حضر میں دو رکعتیں پڑھتا ہے۔ سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: صرف ایک دفعہ نماز کو (ایک رکعت پر) قصر کر کے پڑھا گیا، (اور وہ بھی اس طرح تھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں اور لوگوں نے ایک ایک رکعت ادا کی تھی۔

شرح: ...... ”جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھی، وہ اس شخص کی طرح ہے جو حضر میں دو رکعتیں پڑھتا ہے۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح حضر میں دو رکعت پڑھنے والی کی نماز باطل ہو جاتی ہے، اسی طرح جو سفر میں قصر نہیں کرتا، اس کی نماز بھی باطل ہے۔ کئی صحابہ کرام کی یہی رائے تھی۔

(٢٣٥٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ شُفَيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِهِ لَمْ يُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ۔ (مسند احمد: ٢١٥٩)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ان سے سفری نماز کے بارے میں پوچھتے تھے، وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ جب گھر سے نکلتے تو واپس لوٹنے تک دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔“

(٢٣٥٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ عُمَرَ فَكَانَا لَا يَزِيْدَانِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَكُنَّا ضُلَّالًا فَهَدَانَا اللّٰهُ بِهِ فَبِهِ نَقْتَدِي۔ (مسند احمد: ٥٧٥٧)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیے، میں نے نہیں دیکھا کہ انھوں نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھی ہو اور ہم تو گمراہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان (محمد رسول اللہ ﷺ) کے ذریعے ہمیں ہدایت دی، سو ہم تو ان ہی کی پیروی کرتے ہیں۔“

(٢٣٥٤) تخريج: ...... اسناده ضعيف، حميد بن على وهو ابوعكرشة العقيلى، قال الدارقطنى: لايستقيم حديثه، ولا يحتج به، وقال ابوزرعة: كوفى لابأس به، وذكره ابن حبان فى الثقات، وقال البخارى فى "تاريخه": حميد بن على عن الضحاك مرسل، والضحاك بن مزاحم لم يسمع من ابن عباس (انظر: ٢٢٦٢)

(٢٣٥٥) تخريج: ...... اسناده صحيح، أخرجه الطيالسى: ٢٧٣٧، وعبد بن حميد: ٩٦٩، والطحاوى: ١/ ٤١٧، والطبرانى: ١٢٧١١، والبيهقى: ٣/ ١٥٣ (انظر: ٢١٥٩)

(٢٣٥٦) تخريج: ...... اسناده حسن (انظر: ٥٦٩٨، ٥٧٥٧)

شرح:...... ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی چار چار اور سفر میں دو دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سفر میں پوری نماز پڑھنا جائز ہے؟ اکثر اہل علم صرف قصر ہی کے قائل ہیں، اس باب کے شروع میں مذکورہ چار پانچ احادیث سے انھوں نے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے صرف دو رکعتیں فرض کی ہیں، تو ان میں زیادتی کیسے کی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قصر ہی آپ ﷺ کی سنت ہے اور اسی پر ہمیں عمل کرنا چاہیے، بہرحال درج ذیل شرعی دلائل کی روشنی میں یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے:

(۱)...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ’’اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَامَ وَ أَفْطَرَ وَأَتَمَّ الصَّلَاۃَ وَقَصَرَ فِی السَّفَرِ۔)) (أخرجه الدارقطني: ۲/ ۱۸۹، من عدة طرق، وقال عند الرواية الثانية: وهذا اسناد صحيح وله شواهد)

’’یعنی: بیشک رسول اللہ ﷺ سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے اور اسی طرح نماز پوری بھی پڑھتے تھے اور قصر بھی کرتے تھے۔‘‘

(۲)...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا، مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک کا سفر تھا، جب وہ مکہ پہنچیں تو کہا: ((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! بِأَبِیْ اَنْتَ وَأُمِّیْ! قَصَرْتَ وَأَتْمَمْتُ وَأَفْطَرْتَ وَصُمْتُ؟ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتِ یَا عَائِشَۃُ!)) وَمَا عَابَ عَلَیَّ۔)) (صحيح، أخرجه النسائي في الكبرى: ۱۹۱٤)

’’اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ قصر نماز پڑھتے رہے اور میں پوری ادا کرتی رہی اور آپ نے روزہ نہیں رکھا، جبکہ میں نے روزہ رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے مجھ پر کوئی عیب نہیں لگایا اور فرمایا: ’’عائشہ! تو نے اچھا کیا ہے۔‘‘

اگرچہ مختلف محدثین نے ان روایات پر نقد کیا ہے، بہرحال ہم نے تفسیر قرطبی کے محقق عبد الرزاق مہدی کا حکم نقل کیا ہے۔

(۳)...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بعد میں بھی پوری نماز پڑھتی تھیں، جیسا کہ جناب عروہ کہتے ہیں: وہ سفر میں چار رکعت ادا کرتی تھیں، میں نے کہا: کاش آپ دو رکعت ہی پڑھ لیتیں۔ انھوں نے کہا: یَا ابْنَ أُخْتِیْ! اِنَّہُ لَا یَشُقُّ عَلَیَّ۔ ...... میرے بھانجے! مجھے (چار رکعتوں میں) کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ (سنن بيهقي: ۳/ ۱٤۳) اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ قصر رخصت ہے اور جس کے لیے کوئی دشواری نہ ہوتی ہو، اس کے لیے قصر نہ کرنا درست ہے۔

(۴)...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاۃِ، وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ، وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی۔)) (ابوداود: ۲٤۰۸، ترمذی:

٧١٥، ابن ماجه: ١٦٦٧، نسائي: ٢٢٧٤)

یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لیے نصف نماز اور مسافر، مرضعہ اور حاملہ کے لیے (رمضان کے) روزے چھوڑ دیے ہیں۔''

جیسے نبی کریم ﷺ نے اس رخصت کے باوجود سفر میں روزے رکھے ہیں، اسی طرح پوری نماز بھی جائز ہوگی (ان شاءاللہ)، کیونکہ دونوں کے بارے میں ایک قسم کی ہی رخصت دی گئی ہے۔

(٥)......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ يَعْنِي إِتْمَامَ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدٰى بِالْمُقِيمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ."

یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا، وگرنہ قصر نماز پڑھی جائے گی۔ (معجم اوسط للطبراني: ١/ ٢٧٨/١، مسند ابو عوانه: ٢/ ٣٤٠، صحيحه: ٢٦٧٦، اگلے باب کی حدیث نمبر (۱۲۱۷) بھی یہی ہے، الفاظ میں کچھ فرق ہے)

استدلال: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ مسافر کو مقیم کی اقتدا میں دو رکعت زائد ادا کرنے کی گنجائش دی گئی ہے، اگر دو رکعت قصر نماز میں زیادتی جائز نہ ہوتی تو یہ رخصت نہ دی جاتی، جیسے کوئی مقیم کسی طرح بھی چار رکعت فرض نماز کو چھ رکعتوں کی صورت میں ادا نہیں کرسکتا۔ اس لیے اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنا درست ہے کہ مسافر چار رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔

11 ..... بَابُ مَسَافَةِ الْقَصْرِ وَحُكْمِ مَنْ نَزَلَ بِبَلَدٍ فَنَوَى الْإِقَامَةَ فِيهِ

قصر کی مسافت اور کسی شہر میں اقامت کی نیت سے ٹھہرنے والے کے حکم کا بیان

وَإِتْمَامِ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدٰى بِمُقِيمٍ

مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا

وَهَلْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ بِمِنًى أَهْلُ مَكَّةَ

کیا اہل مکہ منیٰ میں قصر نماز پڑھیں گے

(٢٣٥٧) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي السِّمْطِ أَنَّهُ أَتٰى أَرْضًا يُقَالُ لَهَا دَوْمِينُ، مِنْ حِمْصَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

''جبیر بن نفیر کہتے ہیں: جناب ابو سمط ''دومین'' نامی جگہ پر آئے، جو حمص سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے کہا: کیا تو دو رکعت نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: میں نے تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ذی الحلیفہ دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر جب میں نے ان

(٢٣٥٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٩٢ (انظر: ١٩٨)

يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٨)

سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: میں تو اسی طرح کروں گا جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔"

شرح: ...... ذوالحلیفہ، مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے، لیکن اس مقدار کو قصر کے لیے معیار نہیں قرار دیا جا سکتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے، اس لیے اس مقام پر قصر کرنا ایک اتفاقی بات تھی۔

(٢٣٥٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَافَرَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ) لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ۔ (مسند احمد: ١٨٥٢)

"سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے سفر کیا (اور ایک روایت میں ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان کا سفر کیا) اور آپ ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ کا ڈر تھا، لیکن پھر بھی آپ ﷺ واپس آنے تک دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔"

شرح: ....."آپ ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ کا ڈر تھا" کا مطلب یہ ہے کہ یہ امن و امان والا سفر تھا، نہ کسی سے جہاد کرنا مقصود تھا اور نہ کسی دشمن کے حملے کا خطرہ تھا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ دشمن سے ڈرتے تھے۔

(٢٣٥٩) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ نِ الْخُزَاعِيِّ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِمِنًى أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّاسُ وَآمَنَهُ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٨٩٣٤)

"سیّدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں ظہر و عصر کی نمازیں دو دو رکعت پڑھیں، حالانکہ اس وقت لوگوں کی تعداد بھی سب سے زیادہ تھی اور امن بھی بہت تھا۔" ان احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ قصر کا تعلق دشمن کے خوف یا صرف جہادی سفر سے نہیں ہے، بلکہ ہر سفر میں قصر نماز پڑھی جائے گی، اس میں امن ہو یا خوف۔

(٢٣٦٠) عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ: إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا، وَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٦٢)

"موسیٰ بن سلمہ کہتے ہیں: ہم مکہ میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، میں نے کہا: جب ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور جب اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹتے ہیں تو دو رکعت (قصر نماز) پڑھتے ہیں، سیّدنا عبد اللہ نے کہا: یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔"

(٢٣٥٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٥٤٧، والنسائي: ٣/ ١١٧ (انظر: ١٨٥٢)

(٢٣٥٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٨٣، ١٦٥٦، ومسلم: ٦٩٦ (انظر: ١٨٧٢٧، ١٨٧٣١)

(٢٣٦٠) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٨٨ (انظر: ١٨٦٢، ١٩٩٦)

(۲۳۶۱)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا لَمْ تُدْرِكِ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ كَمْ تُصَلِّي فِي الْبَطْحَاءِ قَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۶)

’’(دوسری سند) میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: جب تم مسجد میں نماز (باجماعت) نہیں پاتے تو بطحاء میں کتنی رکعتیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: دو رکعت پڑھتا ہوں اور یہی ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔‘‘

(۲۳۶۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قُلْتُ: إِنِّي أَكُونُ بِمَكَّةَ فَكَيْفَ أُصَلِّي؟ فَقَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۶۳۲)

’’(تیسری سند) میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے ہوئے کہا: جب میں مکہ میں ہوتا ہوں تو وہاں کیسے نماز پڑھوں؟ انھوں نے جواب دیا: دو رکعتیں اور یہی ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔‘‘

شــرح: ……اس حدیث کے ایک طریق سے درج ذیل الفاظ بھی مروی ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ((تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ يَعْنِي إِتْمَامَ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدٰى بِالْمُقِيمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ)) ’’یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتداء میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا، وگرنہ قصر نماز پڑھی جائے گی۔‘‘ (معجم اوسط للطبرانی: ۱/ ۲۷۸/ ۱، مسند ابو عوانہ: ۲/ ۳۴۰، سلسلہ صحیحہ: ۲۶۷۶)

مسئلہ بالکل واضح ہے کہ مسافر کے لیے یہی طریقہ مسنون ہے کہ وہ قصر نماز پڑھے، ہاں اگر وہ کسی مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پوری نماز ادا کرے۔ امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث مبارکہ میں واضح دلالت موجود ہے کہ مسافر کو مقیم امام کی اقتدا میں قصر کی بجائے مکمل نماز ادا کرنی چاہیے، ائمہ اربعہ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے، بلکہ امام شافعی نے تو (الأم: ۱/ ۱۵۹) میں عام علما کا اس مسئلہ پر اجماع بیان کیا ہے، جس کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ۴۶۵) میں کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ سلف صالحین کا عمل بھی یہی رہا ہے۔ امام مالک نے (الموطا: ۱/ ۱۶۴) میں امام نافع سے بیان کیا ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مکہ میں دس دنوں کا قیام کیا، آپ قصر نماز پڑھتے تھے، ہاں اگر مقیم امام کی اقتدا میں ادا کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔

جبکہ امام ابن خزیمہ (۹۵۴) کی ایک روایت میں ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منی میں امام کے پیچھے چار رکعتیں اور اکیلا پڑھنے کی صورت میں دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔ (صحیحہ: ۲۶۷۶)

(۲۳۶۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور سیّدنا عثمان کے ساتھ

(۲۳۶۱)تخریج: ……انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۳۶۲)تخریج: ……انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۳۶۳) تخریج: ……أخرجه مسلم: ۶۹۴ (انظر: ۴۸۵۸)

سِتَّ سِنِیْنَ بِمِنًی فَصَلَّوْا صَلَاۃَ الْمُسَافِرِ۔ (مسند احمد: ٤٨٥٨)

چھ سال تک منیٰ میں نماز پڑھی، وہ مسافر والی نماز پڑھتے تھے۔‘‘

(٢٣٦٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكِ نِ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فِی مَسْجِدِهِ بِالْمَدِیْنَةِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، ثُمَّ صَلّٰی بِنَا الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَكْعَتَیْنِ آمِنًا لَا یَخَافُ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ (مسند احمد: ١٣٥٢٢)

’’سیّدنا انس بن مالک انصاری ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ میں مسجد نبوی میں ظہر کی نماز کی چار رکعت پڑھائی، اور ذوالحلیفہ کے مقام پر عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی، یہ حجۃ الوداع کا (سفر تھا)، آپ ﷺ امن کی حالت میں تھے اور کسی سے نہیں ڈر رہے تھے۔‘‘

شرح: ...... ذوالحلیفہ، مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے، لیکن اس سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ چھ میل کی مسافت کا سفر ہو تو قصر جائز ہے، کیونکہ یہ آپ ﷺ کے سفر کی انتہا نہیں تھی، بلکہ آپ ﷺ تو مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے۔

(٢٣٦٥) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ یَزِیْدَ الْهُنَائِیِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، قَالَ كُنْتُ أَخْرُجُ إِلَی الْكُوْفَةِ فَأُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ حَتّٰی أَرْجِعَ، وَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِیْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْیَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ۔ (مسند احمد: ١٢٣٣٨)

’’یحی بن یزید ہنائی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک ؓ سے قصر نماز کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ میں کوفہ کی طرف جاتا ہوں اور واپس لوٹنے تک دو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ سیّدنا انس ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک نکلتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے، امام شعبہ کو شک ہوا ہے۔‘‘

شرح: ...... یحیی بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک ؓ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا، کیونکہ میں جب کوفہ کی طرف سفر کرتا تو واپس آنے تک (ظہر، عصر اور عشاء کی) دو دو رکعتیں پڑھتا تھا۔ انھوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جاتے تو قصر نماز پڑھتے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ راوی حدیث امام شعبہ کو میل یا فرسخ کا شک ہوا۔

امام شعبہ کو یہ شک ہوا کہ اس حدیث میں تین میل مراد ہیں یا تین فرسخ، ہم احتیاط کے پیشِ نظر تین فرسخ مراد لیں گے۔ ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں اور عربوں کا قدیم میل تقریبا موجودہ اڑھائی کلومیٹر کے برابر پڑتا ہے، اس کا

(٢٣٦٤) تخریج: ...... حدیث صحیح۔ أخرجه الطحاوی: ١/ ٤١٨، وابن حبان: ٢٧٤٦، وابویعلی: ٣٦٣٤، وأخرجه مسلم مختصرا: ٦٩٠ (انظر: ١٢٠٧٩، ١٣٤٨٨)

(٢٣٦٥) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٦٩١ (انظر: ١٢٣١٣)

مطلب یہ ہوا کہ تین فرسخ ۲۲، ۲۳ کلو میٹر کے برابر پڑتے ہیں۔ قصر کی کم از کم حد کے بارے میں جتنے اقوال منقول ہیں، ان میں سب سے زیادہ قوی قول تین فرسخ والا ہے، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے، جو انتہائی واضح اور غیر مبہم ہے۔ یعنی جب کسی آدمی کا ارادہ ۲۲، ۲۳ کلو میٹر سفر کرنے کا ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی سے نکلنے کے بعد قصر کرے گا۔ اس کے علاوہ سفر کے تعین کے بارے میں جتنے اقوال پیش کئے جاتے ہیں، ان کی بنیاد مبہم دلائل، احتمالات اور غیر مرفوع روایات پر ہے۔

بعض احباب ہوائی جہاز اور موٹر کاروں جیسے سفر کے جدید اور سریع وسائل کی بنا پر اس مسافت کو کم سمجھ کر کہتے ہیں کہ آج کل قصر کی ضرورت نہیں، کیونکہ سفر میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے قوانین اٹل اور غیر متغیر ہیں، سائنسی ترقی کی آخری حد مقرر نہیں، نیز یہ یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی ہے کہ سائنسی وسائل کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا، کیونکہ بلاشک وشبہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ پھر آئے گا جس میں پرانے طرز کا انداز زندگی اپنایا جائے گا۔ لہٰذا زمانۂ حال کی ترقیوں کی وجہ سے شرعی مسائل کسی قسم کی تبدیلی قبول نہیں کریں گے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسافر تین فرسخ کی مسافت کے سفر کے دوران قصر کر سکتا ہے، تقریباً ایک فرسخ، آٹھ کلو میٹر کا ہوتا ہے۔ خطابی نے (معالم السنن: ۲/ ۴۹) میں کہا: اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو تین فرسخ کو قصر نماز کی حد مقرر کیا جا سکتا ہے، لیکن میرے علم کے مطابق کوئی فقیہ بھی اس مسلک کا قائل نہیں تھا۔ میں (البانی) کہتا ہوں: کئی پہلوؤں سے خطابی کا کلام قابل نقد ہے:

(اول) حدیث صحیح ثابت ہے، اس کی صحت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ کسی نے اس کو ضعیف نہیں کہا۔

(دوم) اگر خطابی کو علم نہیں، تو اس سے نہ حدیث متاثر ہوتی ہے اور نہ فقہاء کا عمل ممتنع قرار پاتا ہے، کیونکہ عدمِ علم سے عدمِ وجود لازم نہیں آتا۔

(سوم) اس حدیث کے راوی سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسی مسافت کے قائل تھے اور ان سے روایت کرنے والے یحیی بن یزید ہنائی نے بھی اسی مسافت کا فتوی دیا، بلکہ بعض صحابہ سے تو اس سے کم مسافت پر قصر کرنا ثابت ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تین میل کی مسافت پر نماز قصر کی جائے گی۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/ ٤٤٣، ارواء الغلیل: ٥٦١)

دوسری سند کے مطابق سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: میں دن کی ایک گھڑی سفر کرتا ہوں اور قصر شروع کر دیتا ہوں۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ میں مقیم ہوتے اور منی کی طرف جاتے تو وہاں قصر کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/ ٤٥١)

اس کی مزید تائید اس طرح ہوتی ہے کہ جب اہل مکہ حجۃ الوداع کے موقع پر منی کی طرف گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصر نماز پڑھی، جیسا کہ کتبِ حدیث اور کتبِ سیرت میں معروف ہے۔ یاد رہے کہ منی، مکہ سے ایک فرسخ (یعنی سات آٹھ کلو میٹر) پر واقع ہے (سرنگ کے ذریعے اب یہ فاصلہ چار کلو میٹر ہے)۔ جبلہ بن سحیم نے کہا: میں نے عبداللہ

بن عمر ؓ کو کہتے ہوئے سنا: میں تو ایک میل کی مسافت طے کرنے پر قصر نماز پڑھتا ہوں۔ مؤطا امام مالک میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے قصر نماز کے لیے مذکورہ بالا مسافت سے زیادہ مسافت بیان کی گئی ہے، تو گزارش ہے کہ یہ فعل ہے، جو اس سفر سے کم پر قصر کرنے کی نفی نہیں کرتا۔

یہ مختلف آثار تھے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کم مسافت پر نماز قصر کرنا جائز ہے، اس لیے ان کو مردود قرار دینا جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ٤٦٧، ٤٦٨) میں کہا: سیّدنا انس ؓ کی یہ حدیث قصر کی مسافت کے سلسلے میں سب سے زیادہ صحیح اور واضح ترین ہے، لیکن مخالفین نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اتنی مسافت کے بعد قصر نماز ادا کی جاتی تھی، اس میں زیادہ سے زیادہ مسافت کا تعین نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ تاویل بعید ہے، حالانکہ امام بیہقی نے اپنی روایت میں یہ تفصیل بیان کی ہے کہ یحییٰ بن یزید نے سیّدنا انس ؓ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کوفہ سے بصرہ کی طرف سفر کرتا ہے اور واپس آنے تک دو دو رکعتیں ادا کرتا ہے، سیّدنا انس نے جواب میں یہی حدیث پیش کرتے ہوئے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جاتے تو قصر نماز پڑھتے۔

ظاہر بات ہے کہ یہ سوال سفر میں قصر نماز کے جواز کے بارے میں تھا، نہ کہ اس مقام کی بابت، جہاں سے قصر کی ابتدا ہوگی۔ قصر اور سفر کے بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ مسافت کی کوئی قید نہ لگائی جائے، بلکہ جب کوئی اپنے شہر سے تجاوز کر جائے تو اسے قصر نماز ادا کرنی چاہیے۔ امام قرطبی نے تین میل یا تین فرسخ میں شک پڑنے کی وجہ سے اس حدیث کو مردود قرار دیا ہے۔ لیکن اگر راوی کو میل یا فرسخ میں شک پڑ جائے تو اس وجہ سے سرے سے اس حدیث کو ردّ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ احتیاط کرتے ہوئے تین فرسخ مراد لیے جائیں، جو کہ یقینی ہیں۔

عبد الرحمٰن بن حرملہ نے کہا: میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا: میں مدینہ سے ایک منزل پر قصر نماز پڑھ سکتا ہوں اور روزہ ترک کر سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۰)

لجلاج کہتے ہیں: ہم سیّدنا عمر ؓ کے ساتھ تین میل سفر کرتے تھے اور قصر نماز ادا کرتے تھے اور روزہ افطار کر دیتے تھے۔ ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کی فقہ کے مطابق حدیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی مسافت سے کم فاصلے پر بھی قصر کرنا جائز ہے۔ دراصل قرآن و سنت میں سفر کو مطلق طور پر بیان کیا گیا اور اس کی کسی قسم کی حد بندی نہیں کی گئی، مثلا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾ (سورۂ نساء: ۱۰۱) یعنی: ''جب تم زمین میں چل رہے ہو تو قصر نماز ادا کرنے میں کوئی گناہ نہیں''۔

معلوم ہوا کہ اس آیت اور اس باب کی حدیث میں سرے سے کوئی تعارض ہی نہیں، کیونکہ حدیث نے تین میل یا تین فرسخ سے کم مسافت پر قصر نماز کی نفی تو نہیں کی، اسی لیے علامہ ابن قیم نے (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد: ۱/ ۱۸۹) میں کہا: نبی کریم ﷺ نے قصر نماز اور افطارِ رمضان کے لیے محدود مسافت کا تعین نہیں کیا، صرف مطلق سفر اور

زمین میں چلنے کا ذکر کیا، جیسا کہ ہر سفر میں تیمّم کا ذکر مطلق طور پر کیا، یہ جو آپ ﷺ سے ایک یا دو یا تین دنوں کی مسافت کی روایات بیان کی جاتی ہے، وہ بہر حال صحیح نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: ہر وہ ''اسم'' جس کی لغت اور شرع میں حد بندی نہیں کی گئی، اس کو عرف عام کی روشنی میں سمجھا جائے۔ اس لیے یہ دیکھا جائے کہ لوگوں کے عرف میں کتنی مسافت کو ''سفر'' کہا جاتا ہے، اس کے ساتھ شرعی حکم کو معلق کر دیا جائے۔ میں (البانی) کہتا ہوں: کتنی مسافت پر نماز قصر کی جائے؟ اس کے بارے میں علمائے کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، تقریباً بیس اقوال ملتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی رائے اقرب الی الصواب اور اسلام کے سہولت آمیز مزاج کے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ لوگوں کو ایک دن یا تین دنوں کی مسافت یا کسی مخصوص حد بندی کا مکلف ٹھہرانے سے یہ لازم آتا ہے کہ ان کو ان راستوں کی مسافتوں کا علم ہو، جن پر وہ سفر کر رہے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ لوگ اس قسم کی پیمائشوں کی طاقت نہیں رکھتے۔ بالخصوص اس راستے کی، جس پر پہلی دفعہ سفر کیا جا رہا ہو۔

اس حدیث میں ایک شرعی فائدہ یہ بھی ہے کہ شہر سے نکل جانے کے بعد قصر کی ابتدا ہو گی، جمہور علما کا یہی مسلک ہے، جیسا کہ امام شوکانی (نیل الاوطار: ۳/ ۸۳) میں کہتے ہیں: بعض کوفیوں کا خیال ہے کہ سفر کا ارادہ کر لینے والا قصر نماز پڑھ سکتا ہے، اگرچہ وہ ابھی تک اپنے گھر میں ہی ہو اور کوئی کہتا ہے کہ سواری پر سوار ہونے سے قصر کا حکم لاگو ہو جاتا ہے۔ ابن منذر نے کہا کہ علمائے کرام کا اس نقطے پر تو اتفاق ہے جب مسافر اپنے گھروں کی حدود سے نکل جائے گا تو وہ قصر کرے گا۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ اس سے پہلے بھی قصر کر سکتا ہے۔ اگر ''اصل'' کو دیکھا جائے تو اسے پوری نماز پڑھنی چاہیے، کیونکہ میرے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جب بھی قصر نماز ادا کی، اس وقت مدینہ منورہ سے باہر نکل چکے ہوتے تھے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: کافی ساری احادیث سے یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے، میں نے سیّدنا انس، سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ وغیرہ کی اس موضوع سے متعلقہ احادیث کی تخریج (ارواء الغلیل) میں کی ہے، آپ اس کتاب کی (۵۶۲) نمبر حدیث دیکھیں۔ (صحیحہ: ۱۶۳)

امام البانی رحمہ اللہ نے طویل بحث کی ہے، شاید عام قاری اس کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ اس لیے اس بحث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے: کتنے فاصلے پر قصر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ زیادہ سے زیادہ دو آرا کا سہارا لیا جا سکتا ہے:

(۱) تین میلوں یا تین فرسخوں کی مسافت قصر کرنے یا نہ کرنے کے لیے حد فاصل ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ خود بھی اتنی مسافت کے قائل تھے۔

(۲) شریعت میں قصر نماز کے لیے سفر کی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا، بلکہ اسے لوگوں کے عرف پر چھوڑ دیا گیا۔ امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم اور امام البانی کی یہی رائے ہے۔ ان آراء کے علاوہ کوئی تیسرا مسلک کسی مضبوط دلیل پر قائم نہیں

ہے۔ قصر نماز کے لیے کسی شخص کا سفر کا ارادہ کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ اپنے شہر یا بستی سے نکل جانا ضروری ہے۔ بحث کے دوران یہ کہا گیا کہ لوگوں کے لیے کسی راستے کی مسافت کو معلوم کرنا انتہائی مشکل عمل ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی آدمی اس خیال کو چیلنج کر دے، کیونکہ اس دور میں یہ چیز مشکل نہیں رہی۔ گزارش یہ ہوگی کہ آپ ﷺ کی شریعت کو پندرہویں صدی جاری ہے، اس لیے ایک ڈیڑھ صدی سے رائج سائنسی دور کی روشنی میں کسی شرعی مسئلے کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا، جبکہ یہ دور جلدی ختم ہونے والا بھی ہے۔

تنبیہ: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یَـا أَھْلَ مَکَّۃَ! لَا تَقْصُرُوْا فِیْ أَقَـلَّ مِـنْ أَرْبَعَۃِ بُرُدٍ مِنْ مَّکَّۃَ اِلٰی عُسْفَانَ .)) یعنی: ''اے اہل مکہ! تم چار بریدوں سے کم پر قصر نہ کیا کرو، یعنی مکہ سے عسفان تک''۔ (طبرانی)

ایک برید، چار فرسخ کا ہوتا ہے، اس طرح چار برید، سولہ فرسخ ہو گئے۔

لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں عبدالوھاب بن مجاھد بن جبر ہے، یہ متروک راوی ہے، امام نووی نے س کو ''کذب'' کی طرف منسوب کیا اور ازدی نے کہا کہ اس سے روایت لینا حلال نہیں ہے، اور اس سے روایت لینے الا اسماعیل بن عیاش ہے، جو حجازیوں سے روایت لینے میں ضعیف ہے اور یہ عبدالوھاب حجازی ہے۔

(۲۳۶۶) عَـنْ حَـفْصٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّـهُ قَـالَ: اُنْـطُـلِـقَ بِنَا اِلَی الشَّامِ اِلٰی عَبْـدِالْـمَـلِكِ وَنَـحْـنُ أَرْبَـعُـوْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ لِیَفْرِضَ لَنَا ، فَلَمَّا رَجَعَ وَكُنَّا بِفَجِّ النَّـاقَۃِ صَـلّٰـی بِنَا الْعَصْرَ ثُمَّ سَلَّمَ وَدَخَلَ فُسْـطَـاطَهُ وَقَامَ الْقَوْمُ یُضِیفُوْنَ اِلٰی رَكْعَتَیْهِ رَكْـعَتَیْـنِ أُخْـرَیَیْـنِ ، قَـالَ: فَقَالَ: قَبَّحَ اللّٰهُ الْـوُجُـوْهَ ، فَـوَالـلّٰـهِ مَا أَصَابَتِ السُّنَّةَ وَلَا قَـبِـلَـتِ الرُّخْصَةَ ، فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَـقُـوْلُ: ((اِنَّ أَقْوَامًا یَتَعَمَّقُوْنَ فِی الـدِّیْـنِ یَـمْـرُقُـوْنَ كَـمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ .)) (مسند احمد: ۱۲۶۴۲)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم چالیس انصاری لوگوں کو شام میں عبدالملک کے پاس بھیجا گیا، تاکہ وہ ہمارے لیے کچھ مقرر کرے۔ جب وہ (انس رضی اللہ عنہ) لوٹے اور ہم ''فَجُّ النَّاقَۃِ'' مقام تک پہنچے، تو انھوں نے ہمیں عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر کر اپنے خیمے میں چلے گئے۔ لیکن ہوا یوں کہ وہ (مقتدی) کھڑے ہو گئے اور ان دو رکعتوں کے ساتھ مزید دو رکعتیں پڑھنے لگے، اس پر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ان چہروں کا برا کرے، اللہ کی قسم! انہوں نے سنت کو نہیں پایا اور نہ رخصت کو قبول کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک کچھ قومیں دین میں مبالغہ اور تشدد کی حد تک گھسیں گی، لیکن پھر دین سے یوں نکل جائیں گی، جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔''

(۲۳۶۶) تـخـریـج:...... اسنادہ قوی۔ أخرجه سعید بن منصور فی ''سننه'': ۲۹۰۵، والضیاء: ۱۸۹۴ وابن عساكر فی ''تاریخ دمشق'': ۵/ ورقة ۱۸۰، وأخرج القسم المرفوع منه البزار: ۱۸۵۳ (انظر: ۱۲۶۱۵)

(٢٣٦٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﵁ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: سَافَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا، فَسَأَلْتُهُ: هَلْ أَقَامَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرًا۔ (مسند احمد: ١٣٠٠٦)

”یحی بن ابی اسحاق کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک ؓ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف سفر کیا، آپ ﷺ واپس لوٹنے تک ہمیں دو دو رکعت نماز پڑھاتے رہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے وہاں قیام بھی کیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے مکہ میں دس دن قیام کیا تھا۔“

شرح: ...... یہ حجۃ الوداع کا واقعہ تھا۔

(٢٣٦٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﵁ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّ۔ (مسند احمد: ٥١٧٨)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: میں نے منی میں نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر ؓ کے ساتھ اور سیّدنا عثمان ؓ کے ساتھ ان کی خلافت کے ابتدائی دور میں دو دو رکعت نماز پڑھی، پھر وہاں سیّدنا عثمان ؓ پوری پڑھا کرتے تھے۔“

(٢٣٦٩) عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ﵁ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْأَبْطَحِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ (وَفِي لَفْظٍ) الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ۔ (مسند احمد: ١٨٩٥٤)

”سیّدنا ابو جحیفہ ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابطح مقام پر عصر کی یا ظہر وعصر دونوں کی دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ ﷺ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے، یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔“

شرح: ...... مکہ مکرمہ میں ”محصب“ کو ”ابطح“ کہتے ہیں، جو منی میں ایک جگہ کا نام ہے، اسی حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ سیّدنا ابو جحیفہ ؓ نے آپ ﷺ کو منیٰ دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

(٢٣٧٠) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا

”عباد کہتے ہیں: سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان ؓ حج کرنے کے لیے آئے تو ہم بھی ان کے ساتھ مکہ میں آئے، انھوں نے ہمیں

(٢٣٦٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٢٠٤٩، ٢٢٩٣، ٣٧٨١، ومسلم: ١٤٢٧ (انظر: ١٢٩٧٦)

(٢٣٦٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٨٢، ومسلم: ٦٩٤ (انظر: ٤٦٥٢)

(٢٣٦٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤٩٥، ٤٩٩، ومسلم: ٥٠٣ (انظر: ١٨٧٤٣، ١٨٧٤٧)

(٢٣٧٠) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٧٦٥ (انظر: ١٦٨٥٧)

مُعَاوِيَةُ يَعْنِي (بْنَ أَبِي سُفْيَانَ) ؓ حَاجًّا قَدِمْنَا مَعَهُ مَكَّةَ، قَالَ فَصَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى دَارِ النَّدْوَةِ، قَالَ: وَكَانَ عُثْمَانُ حِيْنَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا أَرْبَعًا، فَإِذَا خَرَجَ إِلَى مِنًى وَعَرَفَاتٍ قَصَرَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْحَجِّ وَأَقَامَ بِمِنًى أَتَمَّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا صَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ (يَعْنِي مُعَاوِيَةَ) نَهَضَ إِلَيْهِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ فَقَالَا لَهُ: مَا عَابَ أَحَدٌ ابْنَ عَمِّكَ بِأَقْبَحِ مَا عِبْتَهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُمَا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: فَقَالَا لَهُ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا: وَيْحَكُمَا، وَهَلْ كَانَ غَيْرَ مَا صَنَعْتُ؟ قَدْ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ؓ۔ قَالَا: فَإِنَّ ابْنَ عَمِّكَ قَدْ كَانَ أَتَمَّهَا، وَإِنَّ خِلَافَكَ إِيَّاهُ لَهُ عَيْبٌ، قَالَ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْعَصْرِ فَصَلَّاهَا بِنَا أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ١٦٩٨٢)

نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر دار الندوہ میں چلے گئے۔ جب سیّدنا عثمان ؓ مکہ میں آتے تو ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں پڑھاتے تھے، لیکن جب وہ منی اور عرفات میں جاتے تو قصر نماز پڑھتے، پھر جب حج سے فارغ ہو جاتے اور منی میں اقامت اختیار کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ سے چلے جاتے۔ اس کے بعد جب سیّدنا معاویہ ؓ نے ہمیں دو رکعت نماز ظہر پڑھائی تو مروان بن حکم اور عمرو بن عثمان ان کے پاس گئے اور کہا: تو نے اپنے چچازاد (سیّدنا عثمان ؓ) پر قبیح ترین عیب لگایا ہے۔ انھوں نے پوچھا: وہ کیا؟ ان دونوں نے کہا: کیا تم یہ نہیں جانتے کہ وہ مکہ میں پوری نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: تم ہلاک ہو جائے، جو عمل میں نے کیا ہے، کیا اس کی کوئی اور صورت بھی ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر ؓ کے ساتھ یہی نماز پڑھی ہے۔ لیکن ان دونوں نے پھر کہا: تیرے چچازاد نے تو پوری پڑھی ہے اور یہ ان پر عیب ہے کہ تو ان کی مخالفت کرے۔ اس کے بعد جب سیّدنا معاویہ ؓ عصر کے لیے آئے تو چار رکعتیں پڑھائیں۔‘‘

شرح: ......سیّدنا عثمان ؓ منی میں پوری نماز کیوں پڑھتے تھے؟ ایک وجہ تو مذکورہ بالا حدیث (۱۲۲۵) میں بیان کی گئی ہے کہ جب وہ مناسکِ حج سے فارغ ہو کر منی میں اقامت اختیار کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔ ممکن ہے کہ بعد میں وہ اسی اقامت کی وجہ سے قصر نماز نہ پڑھتے ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سیّدنا عثمان ؓ اپنے لیے پوری نماز پڑھنے کو مشکل خیال نہیں کرتے ہوں گے، جیسا کہ امام زہری نے جب عروہ سے سوال کیا کہ سیدہ عائشہ ؓ کو کیا ہوا، وہ پوری نماز پڑھتی تھیں؟ انھوں نے کہا: تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ۔ یعنی: انھوں نے سیّدنا عثمان ؓ والی تاویل کر لی تھی۔ (بخاری: ١٠٩٠، مسلم: ٦٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تاویل کون سی کی تھی؟ جناب عروہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعت ادا کرتی تھیں، میں نے کہا: کاش آپ دو رکعت ہی پڑھ لیتیں۔ انھوں نے کہا: میرے بھانجے! مجھے (چار رکعتوں میں) کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ (سنن بیهقی: ۳/ ۱٤۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ قصر رخصت ہے اور جس کے لیے کوئی دشواری نہ ہوتی ہو، اس کے لیے قصر نہ کرنا درست ہے۔ ان دونوں روایات کے راوی جناب عروہ ہیں، اس لیے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ توجیہ کرنا بہتر ہے۔ ایک تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سال بدو لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے تھے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پوری نماز پڑھنے کا مقصد ان لوگوں کو چار چار رکعتوں کی تعلیم دینا تھا، تاکہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اِن نمازوں کی مستقل دو دو رکعتیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

12..... بَابُ مُدَّةِ الْقَصْرِ وَمَتٰى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ وَحُكْمِ مَنْ لَّمْ يُجْمِعْ اِقَامَةً

قصر نماز کی مدت، مسافر کب پوری نماز ادا کرے گا
اور اقامت کی نیت نہ کرنے والے کا حکم، ان سب امور کا بیان

(٢٣٧١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا فَأَقَمْنَا تِسْعَ عَشْرَةَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ١٩٥٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کیا اور (اس کے دوران مکہ میں) انیس دن قیام کیا، اور دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی سفر میں انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں، لیکن جب اس سے زیادہ دنوں تک ٹھہرتے ہیں تو چار چار رکعتیں ادا کرتے ہیں۔''

(٢٣٧٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: لَمَّا فَتَحَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ أَقَامَ فِيْهَا سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٧٥٨)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو وہاں سترہ دن قیام کیا اور دو دو رکعت نماز پڑھی۔''

شرح: ...... فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کتنے دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے، اس کے بارے میں دو صحیح روایات ہیں، ایک میں انیس ایام کا اور ایک میں سترہ دنوں کا ذکر ہے، اس میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر دخول اور خروج کے دنوں کو بھی شامل کیا جائے تو انیس دن بنتے ہیں، وگرنہ سترہ۔ عبد بن حمید (۵۸۲) کی روایت میں بیس دنوں کا ذکر ہے، لیکن وہ شاذ ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کو جبر الکسر پر محمول کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا اس موقع پر مکہ مکرمہ میں

(٢٣٧١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤٢٩٨، ٤٢٩٩ (انظر: ١٩٥٨)

(٢٣٧٢) تخريج: ......حديث صحيح، شريك بن عبد الله النخعي وانظر الحديث بالطريق الأول

ٹھہرنا اتفاقاً تھا، اس لیے اس مدت کو قصر کرنے یا نہ کرنے کے بطور معیار پیش نہیں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ، جبکہ آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر بیس دن قیام کیا تھا، جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔

(۲۳۷۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۸۶)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور اس دوران قصر نماز پڑھتے رہے۔''

(۲۳۷۴) عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شَرَاحِيْلَ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: مَا صَلَاةُ الْمُسَافِرِ؟ فَقَالَ: رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثَلَاثًا، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كُنَّا بِذِي الْمَجَازِ؟ قَالَ: وَمَا ذُوالْمَجَازِ؟ قُلْتُ: مَكَانٌ نَجْتَمِعُ فِيْهِ وَنَبِيْعُ فِيْهِ وَنَمْكُثُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَوْ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، قَالَ: يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ كُنْتُ بِأَذْرَبِيْجَانَ، لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ أَوْ شَهْرَيْنِ، فَرَأَيْتُهُمْ يُصَلُّوْنَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نُصْبَ عَيْنَيَّ يُصَلِّيْهِمَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَزَعَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ۵۵۵۲)

''ثمامہ بن شراحیل کہتے ہیں: میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مسافر کی نماز کا کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا: دو دو رکعتیں ہے، سوائے نماز مغرب کے، وہ تین رکعت ہے۔ میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے، اگر ہم ذی المجاز میں ہوں تو؟ انھوں نے کہا: ذوالمجاز کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ ایک جگہ کا نام ہے، ہم اس میں جمع ہوتے ہیں اور خرید و فروخت کرتے ہیں اور وہاں پندرہ یا بیس راتیں ٹھہرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ارے!، میں آذربیجان میں چار یا دو ماہ تک ٹھہرا رہا، میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ وہاں دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا کہ آپ ﷺ بھی دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ پھر سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ تلاوت کی یعنی: ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے۔'' حتیٰ کہ آیت سے فارغ ہو گئے۔''

شرح: ...... سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں ایک جہادی سفر میں برف باری کی وجہ سے آذربیجان میں چھ ماہ کے لیے ٹھہرنا پڑا، ہم وہاں دو رکعت یعنی قصر نماز ہی ادا کرتے رہے۔ (بیہقی: ۳/ ۱۵۲)

(۲۳۷۳) تخریج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۳۵ (انظر: ۱۴۱۳۹)

(۲۳۷۴) تخریج: ...... اسناده حسن (انظر: ۵۵۵۲)

(۲۳۷۵) عَنْ أَبِی نَضْرَةَ قَالَ: مَرَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَجَلَسْنَا فَقَامَ اِلَیْهِ فَتًی مِنَ الْقَوْمِ فَسَأَلَهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْغَزْوِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَجَاءَ فَوَقَفَ عَلَیْنَا، فَقَالَ: اِنَّ هٰذَا سَأَلَنِی عَنْ أَمْرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ تَسْمَعُوْهُ أَوْ كَمَا قَالَ، غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا رَكْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا رَكْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَا یُصَلِّی اِلَّا رَكْعَتَیْنِ، وَیَقُوْلُ لِأَهْلِ الْبَلَدِ صَلُّوْا أَرْبَعًا فَاِنَّا سَفْرٌ، وَاعْتَمَرْتُ مَعَهُ ثَلَاثَ عُمَرٍ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا رَكْعَتَیْنِ، وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِی بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما حَجَّاتٍ فَلَمْ یُصَلِّیَا اِلَّا رَكْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ۔ (مسند احمد: ۲۰۱۱۲)

''ابونضرہ کہتے ہیں: سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ گزر رہے تھے، پس ہم بیٹھ گئے اور جماعت سے ایک نوجوان ان کے پاس گیا اور ان سے غزوے، حج اور عمرے کے سفروں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا۔ وہ آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے اور کہا: اس نوجوان نے مجھ سے ایک سوال کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم سارے اس کا جواب سن لو۔ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، آپ ﷺ نے مدینہ لوٹنے تک دو رکعت نماز پڑھی، میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا، (اس سفر میں بھی) آپ ﷺ نے مدینہ لوٹنے تک دو رکعتیں ہی ادا کیں۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہاں اٹھارہ دن قیام کیا اور دو رکعتیں ہی پڑھیں، البتہ آپ ﷺ شہر والوں کو کہتے تھے: ''تم لوگ چار رکعتیں پڑھ لیا کرو، کیونکہ ہم مسافر ہیں۔'' پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ تین عمرے کیے ہیں، آپ ﷺ دو رکعتیں ہی ادا کرتے رہے، اس کے بعد میں نے سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ساتھ کئی حج کئے، وہ دونوں مدینہ لوٹنے تک دو رکعت ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔''

شرح:...... اس حدیث کی سند تو ضعیف ہے، بہر حال حقیقت ایسے ہی ہے کہ آپ ﷺ ان تمام سفروں میں قصر نماز کا ہی اہتمام کرتے تھے اور مقیم لوگوں کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے کہ اگر امام مسافر ہو تو وہ اپنی نماز پوری پڑھ لیا کریں۔

(۲۳۷۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِیْهِ) مَا سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَفَرًا اِلَّا صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ رَكْعَتَیْنِ حَتّٰی یَرْجِعَ، وَاِنَّهُ

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے جو سفر بھی کیا، اس میں واپس آنے تک دو دو رکعت ہی نماز ادا کی، آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں اٹھارہ راتیں قیام کیا اور لوگوں کو دو دو

(۲۳۷۵) تخریج: ...... اسناده ضعیف من اجل علی بن زَید بن جدعان، ولبعض الحدیث شواهد، ابن ابی شیبة: ۲/ ۴۵۰، وابن خزیمة: ۱۶۴۳، والطبرانی فی "الكبیر": ۱۸/ (۵۱۵)، وأخرجه مختصرا ابوداود: ۱۲۲۹ (انظر: ۱۹۸۶۵، ۱۹۸۷۱)

(۲۳۷۶) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأول

أَقَامَ بِمَكَّةَ زَمَانَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ أَبِي وَحَدَّثَنَاهُ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ إِلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَقُولُ: ((يَا أَهْلَ مَكَّةَ قُومُوا فَصَلُّوا رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ فَإِنَّا سَفْرٌ.)) ثُمَّ غَزَا حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى جِعْرَانَةَ فَاعْتَمَرَ مِنْهَا فِي ذِي الْقَعْدَةِ، ثُمَّ غَزَوْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ ﵁ وَحَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ ﵁ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ يُونُسُ إِلَّا الْمَغْرِبَ، وَمَعَ عُثْمَانَ ﵁ صَدْرَ إِمَارَتِهِ، قَالَ يُونُسُ: رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ ﵁ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعًا۔

(مسند احمد: ۲۰۱۰۵)

رکعت ہی پڑھائیں، ماسوائے مغرب کے۔ پھر آپ (مقیم لوگوں کو) فرماتے تھے: ”اے اہل مکہ! کھڑے ہو جاؤ اور مزید دو رکعتیں بھی پڑھو، کیونکہ ہم مسافر ہیں“۔ پھر آپ ﷺ نے غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں دو دو رکعتیں پڑھیں ہیں۔ پھر آپ ﷺ جعرانہ کی طرف لوٹے، وہاں سے ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ بھی کیا، (ان سفروں میں آپ ﷺ قصر نماز ہی پڑھتے رہے) پھر میں نے سیّدنا ابوبکر ؓ کے ساتھ جہاد، حج اور عمرہ ادا کیا، وہ بھی نماز مغرب کے علاوہ دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے، (اس کے بعد میں یہی کام) سیّدنا عمر ؓ کے ساتھ بھی کیے، وہ بھی دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے، پھر سیّدنا عثمان ؓ اپنی خلافت کے شروع میں تو اسی طرح (قصر نماز) پڑھتے تھے، لیکن پھر انہوں نے اس کے بعد چار رکعتیں پڑھنا شروع کر دی تھیں۔“

شرح: …… یہ بھی انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ مسافر کب تک قصر نماز پڑھ سکتا ہے، مختلف اقوال کی وجہ سے اس میں مزید پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ مندرجہ بالا اور دیگر احادیث میں آپ ﷺ کا مختلف مواقع پر حالت کی نوعیت کے لحاظ سے قیام کرنا مختلف بیان ہوا ہے اب کسی ایک واقعہ یا دنوں کی تعداد کو قصر کے لیے بطور معیار پیش نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ آپ ﷺ کا ٹھہرنا اتفاقی تھا، اگر کسی مقام پر آپ ﷺ نے انیس دن قیام کیا اور قصر پڑھی، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیس یا اکیس دنوں کے قیام کی صورت میں پوری نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر چار ذوالحجہ سے آٹھ ذوالحجہ تک ایک مقام پر ٹھہر کر ایام حج کے شروع ہونے کا انتظار کرتے رہے، تو اس کا یہ مفہوم کشید کرنا درست نہیں کہ اگر وہ پانچ دن ہوتے تو آپ ﷺ پوری نماز پڑھتے۔

شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ رفیق صاحب حفظہ اللہ نے بھی حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے مکہ مکرمہ میں چار دن قیام سے استدلال کرتے ہوئے چار دنوں کو معیار قرار دیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ محض اتفاقی قیام تھا، یعنی آپ ﷺ کے چار دن قیام کرنے اور قصر نماز ادا کرنے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اگر آپ ﷺ پانچ دن قیام کرتے تو پوری نماز ادا کرتے۔

بہر حال اس ضمن میں بھی مختلف اقوال موجود ہیں، آپ درج ذیل بحث پر توجہ فرمائیں:

اگر مسافر کسی تردّد یا مجبوری یا ضرورت کی وجہ سے ایک جگہ پر مقیم ہے تو وہ قصر نماز ہی پڑھے گا، آپ ﷺ کے سفروں سے بھی یہی استدلال کشید کیا جا سکتا ہے اور صحابہ کرام سے منقول مختلف آثار کا بھی یہی تقاضا ہے، ایک اثر اس بحث میں گزرا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آذربیجان میں دو یا چار ماہ تک قصر نماز پڑھتے رہے۔ لیکن اگر کسی مسافر کا کسی مقام پر ٹھہرنا اختیاری ہے، تو اس کے بارے میں دو آرا کو معتبر سمجھا جا سکتا ہے:

(ا) اسے چاہیے کہ اگر وہ تین دنوں سے زیادہ ٹھہرنے کا عزم رکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس علاقے کا مقیم سمجھ کر پوری نماز پڑھے۔

سیّدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یُقِیْمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ، بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهٖ، ثَلَاثًا.)) كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ: لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا۔ یعنی: ”مہاجر لوگ مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد مکہ میں تین دن ٹھہر سکتے ہیں۔“ گویا کہ آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ مہاجر اس مقدار سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ (بخاری: ٣٩٣٣، مسلم: ١٣٥٢ واللفظ له)

اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ جو لوگ فتح مکہ سے قبل مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے تھے، ان کے لیے مکہ میں اقامت اختیار کرنا حرام تھا، ہاں جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئے تو ٹھیک ہے، لیکن اسے بھی فراغت کے بعد مزید تین دنوں تک رخصت ہے، اس سے زیادہ وہ نہیں رہ سکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ پر ترس آرہا تھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہی فوت ہو گئے۔

ہمارا مقصود یہ ہے کہ یہی مہاجرین حجۃ الوداع کے موقع پر دس دنوں تک مکہ مکرمہ میں رہے، اگر منی، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ کو علیحدہ سفر تسلیم کیا جائے تو وہ چار ذوالحجہ سے آٹھ ذوالحجہ تک تو مکہ مکرمہ میں رہے اور قصر کرتے رہے، کیونکہ ادائیگیٔ حج ان کے سفر کی مجبوری تھی، اس لیے ان کو مسافر ہی سمجھا گیا، اور یہی صحابہ کرام فتح مکہ کے موقع پر انیس دنوں کے لیے اسی شہر میں رہے، لیکن جب وہ مناسکِ حج سے فارغ ہو گئے اور رہنے یا جانے کا اختیار مل گیا تو ان کو صرف تین دنوں کی مہلت دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ اس مدت سے زیادہ مکہ مکرمہ میں رہے تو وہ اس کے مقیم بن جائیں گے اور ان کی ہجرت کالعدم ہو جائے گی، اس سے یہ مفہوم کشید کرنا درست ہے کہ اگر کوئی آدمی گھر سے دور کسی مقام پر اختیاری طور پر تین سے زیادہ دنوں تک قیام کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مقیم سمجھے اور پوری نماز پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مہاجر صحابی سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر بیمار ہو گئے اور یوں لگتا تھا کہ وہ فوت ہو جائیں گے، آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ.)) يَرْثِیْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّیَ بِمَكَّةَ۔ یعنی: ”اے اللہ! میرے صحابہ کے

لیے ان کی ہجرت کو جاری کر دے اور ان کو ان کی ایڑھیوں کے بل نہ لوٹا دے، لیکن بے چارہ سعد بن خولہ۔'' (آخری جملے میں) رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے اظہارِ غم کر رہے ہیں کہ سعد مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔ (بخاری: ٣٩٣٦)

(۲) دنوں کی کوئی حد معین نہیں ہے، جب تک آدمی عرف عام میں مسافر ہے تو وہ قصر کرتا رہے۔ پہلی رائے زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔

13 ..... بَابُ مَنِ اجْتَازَ بِبَلَدٍ فَتَزَوَّجَ فِيهِ أَوْ كَانَ لَدَيْهِ زَوْجَةٌ فَلْيُتِمَّ

اس شخص کا بیان جو کسی شہر میں آتا ہے اور وہاں پر شادی کر لیتا ہے یا اس کی بیوی اس شہر کی رہنے والی ہے تو جب وہ وہاں آئے تو نماز پوری پڑھے گا

(٢٣٧٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ ؓ صَلّٰى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَأَهَّلَ فِي بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيْمِ.)) (مسند احمد: ٤٤٣)

''عبد الرحمٰن بن ابی ذباب کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان ؓ نے منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھائی، جب لوگوں نے ان پر اس چیز کا انکار کیا تو انھوں نے کہا: لوگوں میں نے مکہ آتے ہی شادی کر لی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو کسی شہر میں شادی کر لے تو وہ وہاں مقیم والی نماز پڑھے۔''

شرح: ...... یہ روایت ضعیف ہے، درحقیقت شادی یا سسرالی گھر کا قصر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اسی طرح جب کوئی عورت شادی کے بعد اپنے خاوند کے شہر میں مستقل اقامت اختیار کر لیتی ہے تو اسے بھی اپنے والدین کے گھر میں قصر نماز پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اس کا گھر تبدیل ہو گیا ہے۔ اب اس کا گھر خاوند والا ہے۔

اَبْوَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

دو نمازوں کو جمع کرنا

1..... بَابُ مَشْرُوْعِيَّتِهِ فِي السَّفَرِ

سفر میں نمازوں کو جمع کرنے کی مشروعیت

تنبیہ: یہ انتہائی اہم اور مختلف فیہ بحث ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ بغور مطالعہ کریں اور درج ذیل اصطلاحات ذہن نشین کر لیں، اگلے دو تین ابواب میں بھی ان اصطلاحات کا استعمال ہو گا۔

جمع صوری: اس جمع کو کہتے ہیں، جس میں ہر نماز کو اس کے اصل وقت میں ادا کیا جاتا ہے، یعنی ظہر کو اس کے آخری

(٢٣٧٧) تخريج: ......اسناده ضعيف، عكرمة بن ابراهيم الباهلي، قال أبوزرعة العراقي: لا أعرف حاله، وعبد الرحمن بن أبي ذباب لايعرف أخرجه الحميدي: ٣٦ (انظر: ٤٤٣)

وقت میں اور عصر کو اس کے اوّل وقت میں اسی طرح اور مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو پہلے وقت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس جمع میں ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

جمع حقیقی: جان بوجھ کر ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، یعنی ظہر و عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں یا عصر کے وقت میں ادا کرنا، اسی طرح مغرب و عشاء دونوں کو مغرب کے وقت میں یا عشاء کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع تقدیم: دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت میں ادا کرنا، جیسے ظہر و عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع تاخیر: دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، مثلاً ظہر و عصر کو عصر کے وقت میں ادا کرنا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، وہاں سفر کی صعوبتوں اور مجبوریوں کی بنا پر ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی رخصت بھی دی ہے۔

(٢٣٧٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ، الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ١٨٧٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر لیا کرتے تھے، یعنی مغرب و عشاء کو اور ظہر و عصر کو۔''

(٢٣٧٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ وَعَلِقَ النَّاسُ يُنَادُوْنَهُ: اَلصَّلَاةَ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: اَلصَّلَاةَ اَلصَّلَاةَ، قَالَ: فَغَضِبَ، قَالَ: أَتُعَلِّمُنِي بِالسُّنَّةِ؟ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَوَجَدْتُ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَقِيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَوَافَقَهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٦٩)

''عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: ایک دن سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں عصر کے بعد خطبہ دیا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے ظاہر ہونے لگے۔ لوگوں نے یہ آواز لگانا شروع کی کہ نماز پڑھو۔ لوگوں میں بنی تمیم کا ایک آدمی بھی موجود تھا، اس نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ نماز، نماز۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے: کیا تو مجھے سنت کی تعلیم دے رہا ہے؟ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں اپنے دل میں (شک اور تعجب) محسوس کرنے لگا، اس لیے میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا، انھوں نے بھی اِن کی موافقت کی۔''

(٢٣٧٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه عبد الرزاق: ٤٤٠٤ (انظر: ١٨٧٤)

(٢٣٧٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧٠٥ (انظر: ٢٢٦٩)

(۲۳۸۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ۱۲٤۳۵)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کرلیا کرتے تھے۔''

(۲۳۸۱) عَنْ أَبِي الطُّفِيلِ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا وَذٰلِكَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قُلْتُ: مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ۔ (مسند احمد: ۲۲۳٤۷)

''سیّدنا معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں نکلے، یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ تھا، آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا کہ آپ ﷺ کو اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ اپنی امت پر تنگی نہ کریں۔''

شرح: ...... مذکورہ بالا روایات میں مطلق جمع کا ذکر ہے، یہ تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ یہ جمع حقیقی تھی یا جمع صوری، اگلے دو تین ابواب میں جمع حقیقی پر دلالت کرنے والی واضح ترین روایات آ رہی ہے۔ ہم اسی باب میں ایک اور حدیث ذکر کر کے ایک تحقیقی بحث پیش کرتے ہیں۔ معاذ بن جبل ؓ کہتے ہیں: كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعاً، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعاً، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ (صحیحة: ۱٦٤، مسلم: ۷/ ٦۰، أبوداود: ۱۲۰٦، ۱۲۲۰، الترمذی: ۲/٤۳۸، النسائی: ۱/ ۹۸) رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک (کے سفر) میں۔ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے ساتھ عصر بھی پڑھ لیتے اور پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح اگر غروبِ آفتاب سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے، یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروبِ آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشاء کی نماز کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔

یہ حدیثِ مبارکہ سفر میں جمع حقیقی کی انتہائی واضح دلیل ہے، بعض احباب سفر کے دوران بھی نمازوں کے جمع کر کے ادا کرنے کے قائل نہیں اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا، ان کو جمع صوری پر

(۲۳۸۰) تخريج: ...... أخرجه البخاری معلقا: ۱۱۰۸، ووصله من طريق حرب بن شداد: ۱۱۱۰ (انظر: ۱۲٤۰۸)

(۲۳۸۱) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ۷۰٦ (انظر: ۲۱۹۹۷)

محمول کرتے ہیں، یعنی ظہر و عصر کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے، لیکن مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا درست ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیثِ مبارکہ کئی مسائل پر مشتمل ہے:

(۱) عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ بھی سفر میں نمازیں جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے، جمہور علماء کا یہی مسلک ہے، لیکن احناف نے جمع والی احادیث کو جمع صوری پر محمول کر کے جمہور کی مخالفت کی ہے، لیکن جمہور نے کئی طرح سے ان کا ردّ پیش کیا ہے، مثلا:

(أ) جمع کو جمع صوری پر محمول کرنا احادیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے۔

(ب) جمع کی غرض و غایت لوگوں کو آسانی فراہم کرنا اور ان سے تنگی کو دور کرنا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی جمع کا مقصد امت سے حرج اور تنگی کو دور کرنا تھا۔

(ج) بعض احادیث میں جمع حقیقی کی وضاحت احناف کی تاویل کو باطل کر دیتی ہے، مثلا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: آپ ﷺ نے نمازِ ظہر اتنی مؤخر کی کہ عصر کا ابتدائی وقت ہو گیا، پھر ان دونوں کو جمع کر کے ادا کیا۔ (مسلم)

(د) اس باب کی حدیث بھی احناف کی تاویل کو ردّ کرتی ہے، جس میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے سفر کا آغاز زوالِ آفتاب کے بعد ہوتا تو آپ ﷺ عصر کو جلدی کر کے ظہر کے ساتھ پڑھ لیتے، اسی طرح اگر آپ اپنے مقام سے مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ادا کر لیتے۔

(۲) سفر میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں جائز ہیں، جیسا کہ امام شافعی نے (الأم: ١/ ٦٧) میں کہا اور اسی طرح امام احمد اور امام اسحاق بھی ان دونوں صورتوں کے قائل ہے، ان کے بارے میں امام ترمذی نے وضاحت کی ہے۔

(۳) پڑاؤ کی حالت میں نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے، جیسا کہ چلنے میں جلدی ہونے کی صورت میں اس کا جواز ملتا ہے۔ امام شافعی نے (الأم) میں امام مالک کی سند سے حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: اس صورت میں آپ ﷺ پڑاؤ کی حالت میں تھے، نہ کہ چلنے کی حالت میں، کیونکہ حدیث کے الفاظ (دَخَلَ …… ثُمَّ خَرَجَ۔ یعنی: آپ داخل ہوئے …… پھر نکلے) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی مقام پر اترے ہوئے تھے، لہٰذا مسافر چل رہا ہو یا اس نے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالا ہوا ہو، اس کے لیے جمع کرنا جائز ہے۔ (پڑاؤ کی حالت کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک مسافر کسی مقام پر ظہر سے پہلے اترتا ہے اور عصر کے وقت کے بعد تک وہیں ٹھہرا رہتا ہے، ایسی صورت میں بھی اس کے لیے نمازوں کو تقدیم و تاخیر دونوں طرح جمع کرنا جائز ہے۔)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے (مجموعۃ الرسائل والمسائل: ٢/ ٢٦، ٢٧) میں اس باب والی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہا: جمع، تین درجات پر مشتمل ہے: (۱) جب مسافر پہلی نماز کے وقت میں سفر کر رہا ہو تو

دوسری نماز کے وقت میں اتر کر دونوں نمازیں ادا کرے گا، بخاری و مسلم کی احادیث میں سیّدنا انس اور سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی صورت مروی ہے، حج کے موقع پر مزدلفہ میں نمازیں جمع کرنا اسی قبیل سے ہیں۔ (۲) جب مسافر نے دوسری نماز کے وقت میں سفر کرنا ہو تو پہلی نماز کے وقت میں دونوں نمازیں جمع کر لے، عرفہ کے مقام پر جمع کرنے کا تعلق اسی صورت سے ہے، سنن میں اس صورت پر دلالت کرنے والی روایات موجود ہیں۔ (۳) رہا مسئلہ اس صورت کا کہ مسافر ایک مقام پر پہلی نماز کے وقت میں اترا اور دوسری نماز تک اس کا پڑاؤ جاری رہا، میرے علم کے مطابق اس صورت کا ذکر صرف سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے خیمے میں اترے، ظہر کو مؤخر کیا، پھر باہر تشریف لائے اور ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کیا، پھر اپنے خیمے میں داخل ہو گئے، پھر باہر تشریف لائے اور مغرب و عشا کو جمع کر کے ادا کیا، کیونکہ دخول و خروج کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کسی منزل میں اترے ہوئے تھے، جب مسافر چل رہا ہو تو اس کے ٹھہرنے اور چلنے کو عربی زبان میں "نَـزَلَ وَرَكِـبَ" (یعنی اترے اور سوار ہوئے) کے الفاظ سے بیان کیا جاتا ہے، نہ کہ "دَخَلَ وَخَرَجَ" کے ساتھ۔

نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ، غزوۂ تبوک تھا، اس کے بعد آپ ﷺ نے صرف حجۃ الوداع کے لیے سفر کیا اور حج کے موقع پر روایات کے مطابق صرف عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں، منی کے مقام پر نمازیں کیسے ادا کی گئیں؟ احادیث میں صرف قصر کا ذکر ہے، جمع کا نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ بعض اوقات جمع کرتے تھے اور بسا اوقات نہیں کرتے تھے، بلکہ غالب عمل جمع نہ کرنا تھا۔

اس بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر کی طرح جمع بھی سفر کی سنتوں میں سے ہے، بہر حال یہ عمل ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے، وہ ضرورت سفر میں ہو یا حضر میں، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی امت سے تنگی اور حرج کو دور کرنے کے لیے حضر میں بھی نمازیں جمع کر کے ادا کی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اگر مسافر ضرورت محسوس کرے تو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ساتھ نمازیں جمع کر کے ادا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر مسافر بوقتِ ظہر پڑاؤ ڈالتا ہے اور راحت و آرام، خورد و نوش اور نیند کی ضرورت محسوس کرتا ہے، تو وہ ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ ادا کر لے۔ علی ہذا القیاس۔

جو مسافر کسی گاؤں یا شہر میں کچھ ایام کے لیے ٹھہرا ہوا ہے، تو وہ قصر نماز ادا کرے، لیکن جمع کرنے سے بچنا چاہیے، جیسا کہ وہ مسافر ہونے کے باوجود سواری پر نماز نہیں پڑتا اور تیمم نہیں کرتا، کیونکہ اس کو ان رخصتوں کی ضرورت ہی نہیں ہے، یہی معاملہ جمع کا ہے، رہا مسئلہ قصر نماز کا، تو وہ تو سفری نماز کی سنت ہے۔ (صحیحہ: ١٦٤)

حافظ ابن حجر نے کہا: صحابہ کرام اور تابعین عظام کی کثیر تعداد اور فقہاء میں سے امام شافعی، امام احمد، امام ثوری اور امام اسحق وغیرہ مطلق طور پر دو نمازوں کو جمع کرنے کے قائل ہیں، لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ جمع کرنا درست نہیں ہے، یہ امام حسن، امام نخعی، امام ابو حنیفہ اور صاحبین کی رائے ہے۔ (فتح الباری: ٢/ ٧٣٨)

قارئین توجہ فرمائیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (سورۂ

نساء: ١٠٣) یعنی: ''بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے''۔ اس آیت کی رو سے یہ کہنا کہ ہر نماز کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے، اس لیے دو نمازوں کو جمع حقیقی کی صورت میں ادا کرنا ناجائز ہے، یہ استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی، آپ ﷺ ہی نے نمازوں کے اوقات مقرر کیے اور آپ ہی اس کا مفہوم سب سے بہتر جاننے والے تھے، اگر آپ ﷺ ہی اپنی سہولت آمیز شریعت کی روشنی میں فرزندان امت سے تنگی دور کرنے کے لیے بعض صورتوں میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء میں جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی اجازت دے دیں، تو ہمارے پاس تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں رہنا چاہیے۔ جمع بین الصلاتین کے مزید دلائل کا ذکر اگلے ابواب میں آرہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

2 ..... بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِيْ السَّفَرِ فِيْ وَقْتِ أُحُدَاهُمَا

سفر میں دو نمازوں کو کسی ایک کے وقت میں جمع کرنے کا بیان

وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ: فِيْ الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ تَقْدِيْمًا وَتَأْخِيْرًا

فصل اول: ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو تقدیم وتاخیر کے ساتھ جمع کر کے ادا کرنا

(٢٣٨٢) عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: أَلا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى السَّفَرِ، قَالَ: قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: كَانَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ فِى مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ وَإِذَا لَمْ تَزِغْ لَهُ فِى مَنْزِلِهِ سَارَ حَتّٰى إِذَا حَانَتِ الْعَصْرُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا حَانَتِ الْمَغْرِبُ فِى مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا لَمْ تَحِنْ فِى مَنْزِلِهِ رَكِبَ حَتّٰى إِذَا حَانَتِ الْعِشَاءُ نَزَلَ فَجَمَعَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ نے کہا: کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی سفر والی نماز کے بارے میں بیان نہ کروں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا: (آپ ﷺ جہاں پڑاؤ ڈالتے) اگر وہیں سورج ڈھل جاتا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر وعصر کو جمع کر لیتے، اگر سورج کے ڈھلنے سے پہلے وہاں سے چل پڑتے تو سفر جاری رکھتے، حتی کہ عصر کا وقت ہو جاتا، پھر آپ ﷺ اترتے اور ظہر وعصر کو اکٹھا ادا کرتے۔ اسی طرح جب مغرب کا وقت (پڑاؤ والے) مقام میں ہی ہو جاتا تو مغرب وعشاء کو جمع کر لیتے اور اگر اس مقام پر مغرب کا وقت نہ ہوتا تو سوار ہو جاتے (اور چلتے

(٢٣٨٢) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف حسين بن عبد الله أخرجه الترمذى كما فى "تحفة الاشراف": ٥/ ١٢٠، والطبرانى: ١١٥٢٢، والبيهقى: ٣/ ١٦٤، والدارقطنى: ١/ ٣٨٨، وعبد الرزاق: ٤٤٠٥ (انظر: ٣٤٨٠)

بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٣٤٨٠)

رہتے) حتی کہ عشاء کا وقت ہو جاتا، پھر آپ ﷺ اترتے اور دو نمازیں جمع کر کے ادا کرتے۔‘‘

شرح:...... آپ ﷺ نے اس سفر میں تقدیم وتاخیر کی صورت میں نمازوں کو جمع حقیقی کے ساتھ ادا کیا ہے۔

(٢٣٨٣) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ يُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ (مسند احمد: ٢٢٤٤٥)

’’سیّدنا معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک (کے سفر) میں جب آپ ﷺ سورج ڈھلنے سے قبل (اپنے مقام سے) کوچ کر جاتے تو ظہر کو مؤخر کر کے اس کو عصر کے ساتھ جمع کر کے ادا کرتے، اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تو ظہر وعصر کو جمع کر کے ادا کر لیتے، پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ مغرب سے پہلے سفر شروع کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اس کو عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو جلدی کر لیتے اور اس کو مغرب کے ساتھ ادا کر لیتے۔‘‘

شرح:...... یہ حدیث بھی جمع حقیقی کی واضح دلیل ہے۔

(٢٣٨٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ فِي السَّفَرِ۔

’’سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو جلدی کر کے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے ادا کر لیتے تھے۔‘‘

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ: فِیْمَا رُوِیَ فِی الْجَمْعِ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

فصل دوم: ظہر وعصر کو جمع کر کے ادا کرنے کا بیان

(٢٣٨٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ

’’سیّدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج کے ڈھل جانے سے پہلے کوچ کر جاتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے، پھر اترتے اور ان دونوں کو جمع کرتے، لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو

(٢٣٨٣) تخريج: ...... رجاله ثقات رجال الشيخين، وهو صحيح ان شاء الله أخرجه الترمذى: ٥٥٣، ٥٥٤، وابوداود: ١٢٢٠ (انظر: ٢٢٠٩٤، وانظر الكلام المفصل على هذا الحديث فى: ١٣٥٨٤)

(٢٣٨٥) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ١١١١، ١١١٢، ومسلم: ٧٠٤، وابوداود: ١٢١٨، والنسائى: ١/ ٢٨٤ (انظر: ١٣٥٨٤)

أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔ (مسند احمد: ۱۳۶۱۹)

نمازِ ظہر ادا کر کے سواری پر سوار ہو جاتے۔“

شرح: …… صحیح مسلم (۷۰۴) کی ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا۔ یعنی: جب نبی کریم ﷺ سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا ارادہ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے، حتی کہ عصر کا ابتدائی وقت داخل ہو جاتا، پھر آپ ﷺ دونوں نمازیں جمع کر کے ادا کرتے۔ یہ حدیث بھی جمع حقیقی کی واضح دلیل ہے۔

(۲۳۸٦) عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَدْ رَفَعَهُ، قَالَ: كَانَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا (وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَنَزَلَ مَنْزِلًا) فَأَعْجَبَهُ الْمَنْزِلُ أَقَامَ فِيهِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِذَا سَارَ وَلَمْ يَتَهَيَّأْ لَهُ الْمَنْزِلُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَنْزِلَ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۱)

”ابوقلابہ کہتے ہیں: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور میرے علم کے مطابق وہ مرفوع روایت بیان کر رہے تھے: جب رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے اور وہ مقام آپ کو اچھا لگتا تو آپ ﷺ وہاں قیام کرتے اور ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کر لیتے، اور جب آپ چل رہے ہوتے اور (ٹھہرنے کے لیے) کوئی اچھا مقام نہ پاتے تو چلتے رہے اور ظہر کو مؤخر کر دیتے، یہاں تک کہ کسی مقام پر پہنچ کر ظہر و عصر کو جمع کر لیتے۔“

شرح: …… ہم نے مذکورہ بالا حدیث کو سنن بیہقی کی روایت کے واضح الفاظ کے ساتھ قلم بند کیا ہے، تاکہ ابہام و اشکال ختم ہو جائے۔ مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَأَعْجَبَهُ الْمَنْزِلُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔

(۲۳۸۷) عَنْ حَمْزَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، قَالَ: فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ لِأَنَسٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قَالَ وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۲۸)

”حمزہ ضبی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی منزل پر اترتے تو نمازِ ظہر ادا کیے بغیر وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ محمد بن عمر نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو کہا: اے ابوحمزہ! اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا۔“

(۲۳۸٦) تخریج: …… رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن قال الحافظ فی ”الفتح“: ۲/ ۵۸۳: ألا أنه مشكوك فی رفعه، والمحفوظ أنه موقوف أخرجه البيهقی: ۳/ ۱٦٤ (انظر: ۲۱۹۱)

(۲۳۸۷) تخريج: …… اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۰۵ (انظر: ۱۲۲۰٤)

شرح: ...... ''نصف النہار'' سے مراد دن کا نصف ہے اور وہ تو زوال کا وقت ہوتا ہے، اس مقام پر راویٔ حدیث آپ ﷺ کے جلدی نماز پڑھ لینے کو ان الفاظ کے ساتھ تعبیر کر رہے ہیں، وگرنہ آپ ﷺ نماز ظہر زوال ڈھلنے کے بعد ہی ادا کرتے تھے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری احادیث میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ دوران سفر یہ نماز سورج ڈھلنے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِيمَا رُوِيَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

فصل سوم: مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا کرنے کا بیان

(٢٣٨٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى أَتٰى سَرِفَ وَهِيَ تِسْعَةُ أَمْيَالٍ مِنْ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ١٤٣٢٥)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے وقت مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور نماز نہ پڑھی، یہاں تک کہ سرف مقام پر پہنچ گئے اور وہ مکہ سے نو میل کی مسافت پر ہے۔''

(٢٣٨٩)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِسَرِفَ فَلَمْ يُصَلِّ الْمَغْرِبَ حَتّٰى أَتٰى مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ١٥١٤٠)

''(دوسری سند) بے شک نبی کریم ﷺ کو سرف مقام پر سورج غروب ہوگیا، لیکن آپ ﷺ نے نماز مغرب نہ پڑھی، یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے۔''

شرح: ......اس حدیث سے پتہ چلا ہے کہ نمازِ مغرب کو عشاء کے وقت تک مؤخر کیا جا سکتا ہے، کیونکہ عادۃً یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ سرف مقام پر مغرب کے وقت میں ہی پہنچ گئے ہوں۔ اس حدیث کے پہلے طریق پر بھی نقد کیا گیا ہے، بہرحال جمع حقیقی دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(٢٣٩٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه كَانَ يَسِيْرُ حَتّٰى إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَأَظْلَمَ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ عَلٰى أَثَرِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''عمر بن علی کہتے ہیں: (ایک موقع پر) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چلتے رہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور اندھیرا ہو گیا، پھر وہ اترے، نماز مغرب پڑھی اور اس کے بعد ہی نماز عشا ادا کی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔''

(٢٣٨٨) تخريج: ......رجاله ثقات رجال الصحيح غير الأجلح وهو صدوق، وأبو الزبير مدلس، ولم يصرح بسماعه من جابر أخرجه ابوداود: ١٢١٥، والنسائي: ١/ ٢٨٧(انظر: ١٤٢٧٤)

(٢٣٨٩) تخريج: ......اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة و أبو الزبير مدلسان، وقد عنعنا، وقد خالف الحجاج فى متن هذا الحديث، فرواه مقلوبا، وصوابه الحديث بالطريق الاول وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ١٥٠٧٤)

(٢٣٩٠) تخريج: ......اسناده جيّد۔ أخرجه ابوداود: ١٢٣٤(انظر: ١١٤٣)

يَصْنَعُ۔ (مسند احمد: ۱۱٤۳)

(۲۳۹۱) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا هَلْ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ؟ قَالَ نَعَمْ، زَمَانَ غَزَوْنَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔ (مسند احمد: ۱٤۸۰۸)

”ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا ہے، انہوں نے کہا: جی ہاں، غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر۔“

شرح:……اگلی حدیث سے اِس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

(۲۳۹۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ يَوْمَ غَزَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔ (مسند احمد: ٦۹۰٦)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق والے دن دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کیا۔“

شرح: ……دو نمازوں کو جمع کرنے سے مراد ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو جمع کرنا ہے، جیسا کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے۔

(۲۳۹۳) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ: الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا إِذَا جَدَّبِهِ السَّيْرُ، وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا جَدَّبِهِ السَّيْرُ إِلَى رُبُعِ اللَّيْلِ أَخَّرَهُمَا جَمِيْعًا۔ (مسند احمد: ٤٤۷۲)

”امام نافع کہتے ہیں: جب سرخی غائب ہو جاتی تو سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کرتے اور کہتے: جب رسول اللہ ﷺ کو چلنے میں جلدی ہوتی تو ان دو نمازوں کو جمع کر لیتے تھے۔ ایک روایت میں ہے: جب آپ ﷺ کو رات کے چوتھائی حصے تک چلنے میں جلدی ہوتی تو ان دو نمازوں کو مؤخر کر لیتے۔“

شرح:……اس حدیث سے بھی جمع حقیقی کی حقانیت ثابت ہو رہی ہے۔

(۲۳۹٤) عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ذُؤَيْبٍ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ إِلَى الْحِمَى، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هِبْنَا أَنْ نَقُوْلَ لَهُ الصَّلَاةَ

”اسماعیل بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: ہم سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چراگاہ کی طرف نکلے، سورج غروب ہو گیا، لیکن ہم ان کی ہیبت کی وجہ سے نماز کا نہ کہہ سکے، حتی کہ افق کی سفیدی بھی غائب ہو گئی اور رات کا ابتدائی اندھیرا بھی ختم ہو

(۲۳۹۱) تخریج: ……اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ۱٤۷٤۹)

(۲۳۹۲) تخریج: ……حسن لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۲/ ٤٥۸، ۱٤/ ۱٦٦ (انظر: ٦٦۸۲، ٦٦۹٤، ٦۹۰٦)

(۲۳۹۳) تخریج: ……أخرجه البخارى: ۱۸۰٥، ۳۰۰۰، ومسلم: ۷۰۳ (انظر: ٤٤۷۲، ٤٥٤۲، ٥۱۲۰)

(۲۳۹٤) تخریج: ……اسناده صحيح۔ أخرجه الشافعى فى ”الأم“: ۱/ ۷۷، والطحاوى فى ”شرح معانى الآثار“: ۱/ ۱٦۱، والبيهقى: ۳/ ۱٦۱، وانظر الحديث السابق: ۱۲٤٥ (انظر: ٤٥۹۸)

حَتّٰى ذَهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ وَذَهَبَتْ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ نَزَلَ فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثًا وَاثْنَتَيْنِ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ۔ (مسند احمد: ٤٥٩٨)

گیا، پھر وہ (بالآخر) اترے اور ہمیں تین اور دو رکعتیں (یعنی مغرب و عشاء کی نمازیں) پڑھائیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔“

شرح: ...... مغرب کے آخری اور عشاء کے پہلے وقت کے بارے میں اختلاف ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک شفق کی سرخی کا غائب ہونا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق کی سفیدی کا غروب ہونا حد فاصل ہے۔ دلائل کی روشنی میں اول الذکر مسلک راجح ہے، بہرحال اس مقام پر جس وقت کو مرضی حد فاصل قرار دیا جائے، اس حدیث سے بھی جمع حقیقی ہی کا ثبوت ملتا ہے۔

(٢٣٩٥) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً، جَاءَهُ خَبَرٌ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا وَجِعَةٌ، فَارْتَحَلَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الْعَصْرَ وَتَرَكَ الْأَثْقَالَ، ثُمَّ أَسْرَعَ السَّيْرَ فَسَارَ حَتّٰى حَانَتْ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اَلصَّلَاةَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ كَلَّمَهُ آخَرُ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ كَلَّمَهُ آخَرُ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَعْجَلَ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٦٣٧٥)

”امام نافع کہتے ہیں: سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک مرتبہ دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کیا، (تفصیل یہ ہے کہ) ان کو (اپنی بیوی) صفیہ بنت ابی عبید کے متعلق یہ خبر موصول ہوئی کہ وہ بیمار ہے، پس وہ نماز عصر ادا کر کے روانہ ہوئے اور سامان وغیرہ وہیں چھوڑ دیا، انھوں نے تیزی کے ساتھ چلنا شروع کیا، سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، ایک ساتھی نے کہا: نماز پڑھو۔ لیکن سیّدنا عبداللہ ؓ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، پھر دوسرے بندے نے یہی بات کی، لیکن اس کو بھی کوئی جواب نہ دیا، جب تیسرے بندے نے یہی بات کی تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ جب آپ ﷺ کو جلدی چلنا ہوتا تو اس نماز کو مؤخر کر دیتے، یہاں تک کہ دونوں نمازوں کو جمع کر کے ادا کرتے۔“

(٢٣٩٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ اُسْتُصْرِخَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَسَارَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مَسِيْرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ سَارَ حَتّٰى

”(دوسری سند) جناب نافع کہتے ہیں: جب سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ کو (ان کی بیوی) صفیہ کی مدد کے بارے میں خبر دی گئی، تو وہ اس ایک رات میں تین راتوں کی مسافت کے برابر

(٢٣٩٥) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابوداود: ١٢٠٧، وانظر الحديث: ١٢٤٥ (انظر: ٦٣٧٥)

(٢٣٩٦) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٥١٢٠)

أَمْسٰی، فَقُلْتُ: اَلصَّلَاةَ، فَسَارَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَسَارَ حَتّٰی أَظْلَمَ فَقَالَ لَهُ سَالِمٌ أَوْ رَجُلٌ: اَلصَّلَاةَ وَقَدْ أَمْسَيْتَ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، وَاِنِّی أُرِيْدُ أَنْ أَجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَسِيْرُوا، فَسَارَ حَتّٰی غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٥١٢٠)

چلے، چلتے رہے، حتیٰ کہ شام ہوگئی، میں نے کہا: نماز پڑھ لیں، لیکن وہ چلتے رہے اور میری طرف کوئی توجہ نہ کی، حتیٰ کہ اندھیرا ہوگیا، پھر ان کو جناب سالم یا کسی اور آدمی نے کہا: نماز پڑھ لیں، آپ نے تو شام کردی ہے۔ (اب کی بار) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو آپ ان دونوں نمازوں کو جمع کرلیا کرتے تھے، اور میں بھی ان کو جمع کر کے ادا کرنا چاہتا ہوں، اس لیے تم چلتے رہو، پھر انھوں نے سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی، پھر اترے اور (مغرب و عشا) کو جمع کر کے ادا کیا۔''

شرح: ...... اس حدیث کے مطابق بھی نمازِ مغرب کو نمازِ عشاء کے وقت میں ادا کیا گیا۔

(٢٣٩٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی صَلَاةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ: صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا (وَفِی لَفْظٍ) قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْعِشَاءَيْنِ، أَیْ بَدَلَ قَوْلِهِ صَلَاتَيْنِ'' فَاِنَّهُ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ جَمِيْعًا۔ (مسند احمد: ٤٠٤٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تو یہی دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز اس کے وقت پر ادا کی، سوائے دو نمازوں کے، مغرب و عشاء کو مزدلفہ کے مقام پر جمع کیا اور اس دن نماز فجر کو اس کے وقت سے پہلے ادا کیا۔ ابن نمیر کی روایت میں ''صَلَاتَيْن'' کے بجائے ''الْعِشَائَيْنِ'' کے الفاظ ہیں، آپ ﷺ نے ان دو نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کر کے ادا کیا تھا۔''

شرح: ...... نماز فجر وقت سے پہلے ادا کر لی، اس کا یہ مفہوم نہیں کہ یہ نماز طلوع فجر سے پہلے ادا کر لی گئی تھی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس نماز کو اس کے معتاد وقت سے پہلے ادا کر لیا تھا۔ یہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے علم کی بات کر رہے ہیں، وگرنہ دیگر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے کہ آپ ﷺ نے دوسرے مقامات پر بھی جمع حقیقی کی ہے۔

شرح: ...... اللہ تعالیٰ امام احمد پر رحم فرمائے، جنہوں نے ایک موضوع پر اتنی ساری روایات جمع کر دیں، بہرحال اِن اور دیگر احادیث سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ساتھ ادا کیا جا سکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے، جو اس زمانے میں زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس لیے جہاں بھی طویل یا ہوائی سفر کی وجہ سے نماز کا مسئلہ پیدا ہو تو سواریوں کو اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر نمازیں جمع کر لینی چاہئیں۔

(٢٣٩٧) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ١٢٨٩، وابوداود: ١٩٣٤ (انظر: ٣٦٣٨، ٤٠٤٦)

3 ..... بَابُ جَمْعِ الْمُقِيمِ لِمَطَرٍ أَوْ غَيْرِهِ
مقیم آدمی کا بارش وغیرہ کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

(۲۳۹۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ، قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: وَمَا أَرَادَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۳)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو مدینہ میں جمع کر کے ادا کیا، جبکہ نہ کوئی خوف تھا اور نہ بارش۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ (بارش اور خوف کے بغیر) ایسا کرنے سے آپ ﷺ کا مقصود کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ امت کو تنگی میں نہ ڈالیں۔''

شرح: ......اس مضمون سے متعلقہ مزید ایک دلیل یہ ہے، جس میں تنگی کو رفع کرنے کے الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہیں۔ ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْأُوْلٰى وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لَا تُحْرَجَ أُمَّتِيْ.)) (المعجم الكبير للطبرانی: ۱۰/۲۶۹/۱۰۵۲۵، و المعجم الأوسط: ۱/ ٤٦/ ۱، الصحيحة: ۲۸۳۷) ''رسول اللہ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ میرے علم میں کوئی ایسی واضح حدیث نہیں ہے، جو بارش میں نمازیں جمع کرنے پر دلالت کرے، البتہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ان الفاظ (مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ) (یعنی بغیر کسی خوف اور بارش کے نمازیں کرنا) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں بارش کی وجہ سے نمازیں جمع کرنا معروف تھا اور اسی وجہ سے اس رخصت پر سلف کا عمل جاری رہا، جیسا کہ مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بہت سے آثار منقول ہیں۔ امام نافع کہتے ہیں: ہمارے حکمرانوں کی یہ عادت تھی کہ وہ بارش والی رات کو مغرب مؤخر کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے دونوں نمازیں سرخی کے غائب ہونے سے پہلے ادا کر لیتے تھے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور اس جمع میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم کو دیکھا کہ وہ بھی بارش کے موسم میں اِن امراء کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ۔ صحیحہ: ۲۷۹۵)

امام البانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں: امام شوکانی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اس حدیث کو جمع صوری پر محمول کیا جائے گا، یعنی ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا گیا۔ اس خیال کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے طویل بحث کی، حدیث کی تاویل کرنے میں تکلف برتا، مختلف امور سے اپنے مسلک کا استدلال کرتے

(۲۳۹۸) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۷۰۵، وابوداود: ۱۲۱۱، والترمذی: ۱۸۷، والنسائی: ۱/ ۲۹۰ (انظر: ۱۹۵۳)

رہے اور اس سے جمع حقیقی کو ثابت نہ کیا، جو کہ سفر والی احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کی توجہ اس نقطے کی طرف مبذول کراؤں کہ امام شوکانی آپ ﷺ کی حدیث کے اس حصے کو ذہن نشین نہ کر سکے: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَیْ لَا تُحْرِجَ أُمَّتِی .)) یعنی ”میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔“

یہ الفاظ جمع حقیقی کے حق میں واضح نص ہیں، کیونکہ شریعت کی اصطلاح میں امت سے گناہ اور حرام کام کا اثر ختم کرنے کیلئے (رفع الحرج) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے، مزید اس کو یوں سمجھیں کہ حرج اور تنگی نہ ہونے کی صورت میں مؤاخذہ کیا جائے گا، جیسا کہ بارش اور سردی کی وجہ سے نمازِ جمعہ اور نمازِ باجماعت ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہے، جب سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے مؤذن کو جمعہ کے دن اذان میں ”الصلاۃ فی الرحال“ (نماز گھروں میں ادا کرلو) کہنے کا حکم دیا تو بعض لوگوں نے اس کلمہ پر انکار کیا، اس پر سیّدنا ابن عباس ؓ نے کہا: ایسے لگتا ہے کہ تم لوگ اس جملے کا انکار کررہے ہو، حالانکہ اس ہستی نے یہ الفاظ کہلوائے تھے، جو مجھ سے بہتر ہے، ان کی مراد نبی کریم ﷺ تھے۔ ایسے موسم میں نمازِ جمعہ ادا کرنا عزیمت ہے، لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو تنگی میں ڈال دوں۔ (بخاری: ٦١٦، ٦٦٨، ٩٠١، موقوف الفاظ ابن ابی شیبہ (٢/ ١٥٣) کے ہیں)

نعیم بن نحام کہتے ہیں: سخت سردی تھی، صبح کی اذان ہونے لگی، میں اپنی بیوی کی چادر میں لیٹا ہوا تھا، میں نے کہا: کاش مؤذن ”وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ“ کہہ دے، یعنی: اگر کوئی نہ آئے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے ”وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ“ کہہ دیا۔ (مسند احمد: ٤/ ٣٢٠)

ہر کوئی جانتا ہے کہ جمعہ کی نماز اور نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے۔ جب شریعت بارش کے دوران نہ آنے والوں سے حرج اور تنگی کی نفی کرے گی، تو یہ ایک نیا حکم قرار پائے گا۔ جب بارش والا عذر نہیں ہوگا تو نمازیوں کو بلانے کے لیے عام اذان ہوگی، جس میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں: ہر نمانا عبداللہ بن عمر ؓ کے غلام امام نافع اس کے بارے میں ہمیں بتلائیں گے، وہ کہتے ہیں: بارش والی رات کو ہمارے امراء مغرب کو مؤخر کر کے اور عشا کو جلدی کر کے دونوں کو سرخی کے غروب سے پہلے ادا کر لیتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ایسا کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ، جو نافع سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے سالم اور قاسم کو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/ ٢٣٤ بسند صحیح غایة)

میں (البانی) کہتا ہوں: ”سرخی کے غائب ہونے سے پہلے نمازوں کو ادا کر لینا“ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمع حقیقی تھی، کیونکہ نمازِ مغرب کا وقت غروبِ شفق تک جاری رہتا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیّدنا عبداللہ بن عمرو ؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، میں نے اس کی (صحیح أبی داود: ٤٢٥) میں اس کی تخریج کی ہے۔

(دوم) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ کی حدیث میں نمازوں کو جمع کرنے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے: ((صَنَعْتُ

هٰذَا لِكَيْ لا تُحْرِجَ أُمَّتِي .)) یعنی ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔'' سفر میں نمازیں جمع کرنے کی بھی یہی وجہ بیان کی گئی ہے، جیسا کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے دوران ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ ابو طفیل کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ ﷺ کو کس چیز نے جمع کرنے پر آمادہ کیا؟ انھوں نے جواب دیا: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَه۔ یعنی: آپ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ امت کو تنگی میں نہ ڈالیں۔ (صحیح مسلم) میں نے (ارواء الغلیل: ۳/ ۳۱) میں اس کی تخریج کی ہے۔ ابوداود وغیرہ کی روایت میں ہے: یہ جمع تقدیم و تاخیر کے ساتھ تھی، یہی بات سیّدنا انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ (دیکھئے: ارواء الغلیل: ۵۷۸، ۵۷۹)

میں کہتا ہوں: اگر آپ سابقہ بحث ذہن نشین کر لیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ اس حدیث کی صحیح مراد جمع حقیقی ہی ہے، جس کے ذریعے امت کو بسا اوقات لاحق ہونے والی تنگی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ رہا مسئلہ جمع صوری کا، تو سفر ہو یا حضر ہو، اس میں سرے سے کوئی حرج ہی نہیں ہے، (کیونکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا جاتا ہے)۔ احناف نے اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے جمع حقیقی کو ناجائز قرار دیا، لیکن جمہور علماء و فقہاء جمع حقیقی کے قائل ہیں، جمہور نے جتنے دلائل پیش کیے، ان میں جمع تقدیم کی بھی وضاحت ہے، یہ دلائل حنفیوں کی تاویلات کو باطل کرتے ہیں۔ بعض احادیث میں جمع تاخیر کا ذکر بھی ہے، جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلٰى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ ، فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ۔ یعنی: اگر نبی کریم ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی ہے تو ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کر کے دونوں کو اکٹھا (کر کے عصر کے وقت میں) ادا کرتے اور مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ اس وقت جمع کرتے، جب سرخی غروب ہو چکی ہوتی تھی۔ (بخاری، مسلم)

میں یہ کہنا مناسب سمجھوں گا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ نے جمع کی یہ علت بیان کی ہے: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لا تُحْرِجَ أُمَّتِي .)) یعنی: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔'' اس وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی عذر، تنگی اور حرج ہو تو نمازوں کو جمع کر لینا جائز ہے، وگرنہ نہیں۔ افراد، حالات اور مقامات کو دیکھ کر عذر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ سلف صالحین میں سے جن علماء و فقہاء نے ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے نمازوں کو علی الاطلاق جمع کرنے کی اجازت دی ہے، انھوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ اس کو عادت اور رواج نہ بنا لیا جائے، جیسا کہ شیعہ لوگوں نے کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو آدمی مساجد میں پانچوں نمازیں ان کے مقررہ اوقات میں با جماعت کرنے کا حریص ہوگا، وہ عذر کے بغیر اس حدیث پر عمل نہیں کرے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۸۳۷) رحم اللہ الالبانی رحمۃ واسعۃ)

(۲۳۹۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَدِیْنَةِ مُقِیْمًا غَیْرَ مُسَافِرٍ سَبْعًا وَثَمَانِیًا۔ (مسند احمد: ۱۹۲۹)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (مغرب وعشاء کو جمع کر کے ان کی) سات اور (ظہر وعصر کو جمع کر کے ان کی) آٹھ رکعتیں ادا کیں، جبکہ آپ ﷺ مدینہ میں مقیم تھے اور مسافر نہ تھے۔‘‘

(۲٤۰۰) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِی ثَنَا سُفْیَانُ قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِی جَابِرُ بْنُ زَیْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِیًا جَمِیْعًا وَسَبْعًا جَمِیْعًا۔ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: یَا أَبَا الشَّعْثَاءِ! أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ، قَالَ وَأَنَا أَظُنُّ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۸)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعات جمع کر کے اور سات رکعات جمع کر کے پڑھیں۔ عمرو کہتے ہیں: میں نے جابر بن زید سے کہا: اے ابوشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو جلدی کر کے اور مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے پڑھا ہوگا۔ انہوں نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے۔‘‘

شرح: ......درج بالا بحث سے ساری تفصیل کا پتہ چل رہا ہے، کسی راوی کے وہم وگمان سے اصل مفہوم یا حکم متاثر نہیں ہوتا۔ اس بحث میں درج ذیل روایت اور اس کا حکم ذہن نشین کر لینا چاہیے: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِالْمَدِیْنَةِ ثَمَانِیًا جَمِیْعًا وَ سَبْعًا جَمِیْعًا، أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ۔ (سنن نسائی: ۵۹۰) ’’میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں (مغرب وعشاء کی) سات اور (ظہر وعصر) آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھی تھیں، (اس کی صورت یہ تھی کہ) آپ ﷺ نے ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو معجّل کر کے اور مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو معجّل کر کے ادا کیا۔‘‘ یہ راویٔ حدیث قتیبہ کی خطا ہے کہ انھوں نے ان الفاظ ’’أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ‘‘ کو سیّدنا عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کر دیا، حالانکہ یہ ابوشعثاء کے الفاظ ہیں۔

(۴) بَابُ الْجَمْعِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ مِنْ غَیْرِ صَلَاةِ تَطَوُّعٍ بَیْنَ الْمَجْمُوْعَتَیْنِ

دونمازوں کے درمیان نفلی نماز کے بغیر ایک اذان اور اقامت سے جمع کرنے کا بیان

(۲٤۰۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ:

’’عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۲۳۹۹) تخریج: ......هذا حدیث صحیح لغیره۔ أخرجه البخاری: ۵٤۳، ۱۱۷٤، ومسلم: ۷۰۵ (انظر: ۱۹۱۸، ۱۹۲۹)

(۲٤۰۰) تخریج: ......انظر الحدیث السابق: ۱۲۵۰ (انظر: ۱۹۱۸)

(۲٤۰۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱٦۸۳، وسلف مختصرا: ۱۲٤۸ (انظر: ۳۹٦۹)

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ بِجَمْعٍ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَاِقَامَةٍ وَالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا وَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ سَطَعَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ: حِيْنَ قَالَ قَائِلٌ طَلَعَ الْفَجْرُ، وَقَالَ قَائِلٌ لَمْ يَطْلُعْ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ لَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ)) (مسند احمد: ۳۹۶۹)

کے ساتھ مزدلفہ میں تھا، انھوں نے دو نمازیں پڑھیں، ہر نماز اکیلی اذان اور اقامت کے ساتھ ادا کی اور ان کے درمیان کھانا بھی کھایا، فجر کی نماز اس وقت پڑھی جب فجر طلوع ہو چکی تھی، یا یہ کہا کہ یہ نماز اس وقت پڑھی، جب کوئی کہتا کہ فجر طلوع ہو گئی اور کوئی کہتا کہ طلوع نہیں ہوئی، پھر کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اس مقام پر ان دو نمازوں کو ان کے اوقات سے پھیر دیا جاتا ہے، کیونکہ لوگ مزدلفہ میں اس وقت پہنچتے ہیں جب (غروبِ شفق کے بعد والا) اندھیرا ہو چکا ہوتا ہے اور فجر کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں۔''

شرح: ……مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے اور نماز فجر کو اس کے معروف وقت سے پہلے ادا کیا جاتا ہے، یقیناً آپ ﷺ نے نماز فجر کو طلوع فجر کے بعد ہی ادا کیا تھا، اگرچہ بعض لوگوں کے لیے فجر کا طلوع ہونا واضح نہیں ہو رہا تھا۔

(۲۴۰۲) عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: صَلّٰى بِنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ بِجَمْعٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا بِاِقَامَةٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۴)

''حکم کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے ہمیں مزدلفہ میں مغرب کی تین رکعات ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں، اس سے سلام پھیرنے کے بعد نماز عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر انھوں نے ذکر کیا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے یہ عمل کیا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔''

شرح: ……یہ روایت مختصر ہے، اس کو پچھلی حدیث کی روشنی میں سمجھ لینا چاہیے۔

(۲۴۰۳) عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ

''سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۲۴۰۲) تخریج: ……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه النسائى: ۱/ ۲۳۹۔ وهذا الحديث من مسند عبد الله بن عمر أخرجه مسلم: ۱۲۸۸ (انظر: ۲۵۳۴، ۵۲۴۱)

(۲۴۰۳) تخریج: ……حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفى۔ وأما قوله: "باقامة" فانه تفرد به جابر الجعفى فى حديث ابى ايوب الانصارى، وغيره لم يذكر الاقامة فيه، ويشهد له حديث ابن عمر الآتى بعده، لكن خالفه حديث اسامة بن زيد عند البخارى (۱۶۷۲) ومسلم: ۱۲۸۰، وحديث جابر عند مسلم (۱۲۱۸)، ففيهما: انه اقام لكل صلاة، وفى المسألة خلاف بين اهل العلم والقول الثانى هو المشهور۔ أخرج بنحوه الطبرانى: ۳۸۷۰ (انظر: ۲۳۵۷۳)

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٩٧٠)

نے مغرب وعشاء کو ایک اقامت کے ساتھ ادا کیا۔"

(٢٤٠٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ۔ (مسند احمد: ٤٨٩٤)

"۱۲۵۵۔ عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں: کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع فرمایا: آپ ﷺ نے مغرب کی تین رکعات اور عشاء کی دو رکعات ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں تھیں۔"

(٢٤٠٥) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى أَثَرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔ (مسند احمد: ٥١٨٦)

"سالم اپنے باپ (سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو ایک اقامت کے ساتھ جمع کیا اور نہ ان دونوں کے درمیان نفلی نماز پڑھی اور نہ ان میں سے ہر ایک کے بعد۔"

(٢٤٠٦) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ٢٢١٥٧)

"سیدنا اسامہ بن زید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مزدلفہ تشریف لائے تو اترے، وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی، آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر ہر آدمی نے اپنے اونٹ کو اپنے مقام پر بٹھایا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (نفلی) نماز نہیں پڑھی۔"

(٢٤٠٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) قَالَ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَدِمَ الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتّٰى أَقَامَ الْعِشَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٨٥)

"(دوسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچ گئے اور نماز مغرب قائم کی، پھر لوگوں نے (اپنی سواریاں) اپنی منازل میں بٹھائیں، لیکن ابھی تک ان سے سامان نہیں اتارا تھا کہ آپ ﷺ نے نماز عشاء کھڑی کر دی، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر لوگوں نے سامان وغیرہ اتارا۔"

(٢٤٠٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١٢٨٨، وأخرجه البخاري: ١٦٧٣ بلفظ: كل واحدة منهما باقامة (انظر: ٤٨٩٤)

(٢٤٠٥) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٢٥٦ (انظر: ٥١٨٦)

(٢٤٠٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣٩، ١٦٦٩، ١٦٧٢، ومسلم: ص ٩٣٤ (انظر: ٢١٨١٤)

(٢٤٠٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢١٧٤٢)

(٢٤٠٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّوُا الْمَغْرِبَ ثُمَّ حَلُّوا رِحَالَهُمْ وَأَعَنْتُهُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٩٢)

"(تیسری سند) سیّدنا اسامہ ؓ کہتے ہیں: آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے، لوگوں نے نماز مغرب ادا کی، پھر انھوں کجاوے اتارے اور میں نے نبی کریم ﷺ کی مدد کی تھی، پھر آپ ﷺ نے نمازِ عشاء پڑھائی۔"

شرح: ...... آخری حدیث تین اسانید کے ساتھ مروی ہے، اس روایت میں کچھ تناقض نظر آ رہا ہے اور وہ اس طرح کہ دوسری سند سے مروی روایت میں ہے کہ لوگوں نے عشاء سے پہلے سامانا وغیرہ نہیں اتارا تھا، جبکہ تیسری سند کے ساتھ مروی حدیث میں ہے کہ انھوں نے عشاء سے پہلے ہی کجاوے وغیرہ اتار دیئے تھے۔ اگر ان میں جمع و تطبیق کی یہ صورت ممکن ہو کہ بعض لوگوں نے عشاء سے پہلے اپنے سواریوں سے سامان اتار دیا تھا اور بعض نے نہیں اتارا تھا تو ٹھیک ہے، وگرنہ دوسری روایت کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ وہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مزدلفہ کے مقام پر مغرب و عشاء کو جمع کرتے وقت دو اقامتیں کہی گئیں یا ایک؟ اسی باب میں مذکورہ احادیث میں دونوں چیزوں کا ذکر کر دیا گیا ہے، دو اقامتوں کا ذکر زیادہ تفصیل، وضاحت اور زیادتِ علم پر مشتمل ہے، صحیح مسلم اور سنن نسائی کی سیّدنا جابر ؓ والی تفصیلی روایت میں بھی دو اقامتوں کا ذکر ہے، چونکہ واقعہ ایک ہے اور دو اقامتوں والی بات زیادہ علم والی ہے، اس لیے اسی کو ترجیح دی جائے گی۔

5 ..... بَابُ حُكْمِ صَلَاةِ الرَّوَاتِبِ فِي السَّفَرِ

سفر میں سنن مؤکدہ کا حکم

وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

اور اس کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ: فِيْمَا رُوِيَ فِعْلُهَا فِي السَّفَرِ

فصل اول: سفر میں ان کی ادائیگی کے بارے میں روایات

(٢٤٠٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا

"سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر و حضر میں نماز پڑھی ہے، آپ ﷺ نے حضر میں ظہر کی نماز چار رکعات پڑھی اور اس کے بعد بھی دو رکعتیں ادا

(٢٤٠٨) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الحميدي: ٥٤٨، والنسائي: ١/ ٢٩٢، وابن خزيمة: ٦٤، ٢٨٤٧ (انظر: ٢٢٧٤٩)

(٢٤٠٩) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف عطية بن سعد العوفي ومتابعة نافع لا تشدّه فان الراوي عن نافع، وهو ابن ابي ليلى، ضعيف لسوء حفظه أخرجه الترمذي: ٥٥١، ٥٥٢ (انظر: ٥٦٣٤)

رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى الْعَصْرِ أَرْبَعًا وَلَيْسَ بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ أَرْبَعًا، وَصَلَّى فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٥٦٣٤)

کیں، نمازِ عصر چار رکعات ادا کی اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، نمازِ مغرب کی تین رکعات اور اس کے بعد دو رکعات ادا کیں اور عشاء کی چار رکعات پڑھیں۔ آپ ﷺ نے سفر میں ظہر دو اور اس کے بعد بھی دو رکعات پڑھیں، عصر کی نماز دو رکعات ادا کیں اور اس کے بعد مزید کوئی نماز نہیں پڑھی، نماز مغرب کی تین رکعات اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کیں اور عشاء کی دو اور اس کے بعد مزید دو رکعات پڑھیں۔“

(٢٤١٠) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ جَالِسًا، فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَطَاوُسٌ يَسْمَعُ: حَدَّثَنَا طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَكَمَا تُصَلِّي فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا فَصَلِّ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، قَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً: وَصَلِّهَا فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٢٠٦٤)

”اسامہ بن زید کہتے ہیں: میں نے طاؤس سے سفر میں نفلی نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، جبکہ حسن بن مسلم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، تو حسن بن مسلم نے کہا اور طاؤس سن رہے تھے، کہ ہمیں طاؤس نے سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے بیان کیا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضر و سفر کی نماز فرض کی ہے، اس لیے جس طرح تو حضر میں فرضی نماز سے پہلے اور بعد میں (نفلی) نماز پڑھتا ہے، اسی طرح سفر میں بھی پہلے اور بعد والی (سنتیں) پڑھا کرو۔“

شرح: …… یہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کا ذاتی اجتہاد ہے، وگرنہ نبی کریم سے واضح طور پر ثابت ہے کہ آپ ﷺ سفر میں سنن رواتب کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔

(٢٤١١) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَلَمْ أَرَهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ (مسند احمد: ١٨٧٨٤)

”سیدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اٹھارہ سفر کئے، میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ظہر سے پہلی دو رکعتیں ترک کی ہوں۔“

(٢٤١٠) تخريج: ……اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٧٢ (انظر: ٢٠٦٤)

(٢٤١١) تخريج: ……اسناده ضعيف لجهالة أبي بسرة الغفاري، فقد تفرد بالرواية عنه صفوان بن سليم، قال الذهبي: لايعرف، ولم يؤثر توثيقه عن غير العجلي وابن حبان أخرجه ابوداود: ١٢٢٢، والترمذي: ٥٥٠ (انظر: ١٨٥٨٣)

شرح: ......سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے مکہ مکرمہ کے راستے میں کچھ لوگوں کو نماز ظہر کے بعد مزید نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ لوگ کون سی نماز ادا کر رہے ہیں، جواب ملا کہ یہ (ظہر والی) سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اگر میں نے سنتیں ہی پڑھنی ہوتیں تو سرے سے فرضی نماز ہی پوری پڑھ لیتا، جبکہ صورتحال یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا، آپ ﷺ نے وفات تک (فرض نماز کی) دو رکعتوں سے زیادہ کچھ نہ پڑھا، پھر میں نے سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان ؓ کی صحبت میں سفر کیے، انھوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ کچھ نہ پڑھا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی: ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔'' (صحيح مسلم: ٦٨٩)

امام البانی رحمہ اللہ نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کی یہی حدیثِ بالاختصار ذکر کرنے کے بعد کہا: دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کی حدیث کو اس مسئلہ میں مطلق طور پر سامنے نہ رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ سفر و حضر میں فجر کی دو سنتوں اور نماز وتر کا اہتمام کرتے تھے۔ (دیکھیں : فتح الباری: ٢/ ٤٧٨ ـ ٥٧٩) (صحیحه : ٢٨١٦)

علماء و محدثین کا اتفاق ہے کہ سفر میں عام نوافل پڑھنا مستحبّ ہیں اور آپ ﷺ سے عملاً ثابت بھی ہیں، اسی طرح اگلے باب سے معلوم ہوگا کہ سفر میں نماز تہجد کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ رہا مسئلہ فرضی نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا تو آپ ﷺ سفر میں نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں تو باقاعدگی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، اس کے علاوہ باقی سنن رواتب کی ادائیگی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اگر کسی مسافر کے پاس فرضی نمازوں کے بعد مزید نفل نماز پڑھنے کی گنجائش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عام نفل پڑھتا رہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا۔ یہی رائے شریعت کے مزاج سے زیادہ موافق معلوم ہو رہی ہے، کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ازراہِ تخفیف مسافر کی فرض نماز سے بھی دو دو رکعتیں کم کر دی جائیں، لیکن اسے سنن رواتب کی ادائیگی کا پابند بنا دیا جائے، رہا مسئلہ عام نوافل کا، تو اس کا انحصار رضا کار کی منشا پر ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے نماز چاشت کی آٹھ رکعات بھی ادا کی تھیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ اِسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الْوِتْرِ وَالتَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ فِيْ السَّفَرِ

فصل دوم: سفر میں رات کو وتر اور تہجد کی نماز مستحب ہونے کا بیان

(٢٤١٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهِيَ تَمَامٌ وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ۔ (مسند احمد: ٢١٥٦)

''عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعت نماز مقرر کی ہے اور یہ پوری نماز ہے اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔''

شرح: ......''سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے رات کی نماز ساقط نہیں ہوتی، بلکہ

(٢٤١٢) تخريـج: ......اسناده ضعيف لضعف جابر الجعفي أخرجه ابن ماجه: ١١٩٤ (انظر: ٢١٥٦)

حضر کی طرح اس کا سنت ہونا باقی رہتا ہے۔

(۲۴۱۳) عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: كَانَا يُوْتِرَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۵۵۹۰)

”سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں صرف دو رکعت نماز پڑھتے تھے، البتہ رات کو تہجد پڑھتے تھے۔ جابر نے سالم سے پوچھا: کیا (نبی کریم ﷺ اور سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ) سفر میں وتر پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔“

شرح: ......نماز وتر اور تہجد کا اہتمام سفر میں بھی ہونا چاہیے، اگر سفر میں تھکاوٹ یا کسی اور عذر کی وجہ سے قیام نہ کیا جا سکے تو حدیث نمبر (۱۲۶۴) اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کی روشنی میں اسے ثواب مل جائے گا۔ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ.)) (دارمی: ۱/ ۳۷۴، ابن خزیمہ: ۲/ ۱۵۹/ ۱۱۰۳، وابن حبان: ۶۸۳، صحیحہ: ۱۹۹۳) یعنی: ”چونکہ یہ سفر باعثِ مشقت و زحمت ہے، اس لیے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، اگر (قیام کرنے کے لیے) جاگ آ گئی تو ٹھیک، وگرنہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔“

ثابت ہوا کہ سفر کے دوران حسب استطاعت نمازِ تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے، نیز یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ نمازِ وتر کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ عادت کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ آخر میں نمازِ وتر ادا کیا کرے، نیز وہ وتروں کے بعد مزید دو رکعات پڑھ سکتا ہے اور جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے رات کے شروع میں ہی وتر سمیت نمازِ تہجد پڑھ لینا چاہتا ہو، تو وہ پڑھ لے، لیکن اگر وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے تو وتر توڑے بغیر مزید نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو نمازِ وتر پڑھ کر سو جاتا ہو، لیکن کسی رات کو اتفاقی طور پر کھڑا ہو کر نفلی نماز ادا کرنا چاہتا ہو تو وہ پڑھ سکتا ہے، اسے وتر توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی اس قولی حدیث سے نمازِ وتر کے بعد نفلی نماز کی ادائیگی کی رخصت ثابت ہوتی ہے، نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے نمازِ وتر کے بعد خود بھی دو رکعت نماز ادا کی۔ (مسلم)

دیگر احادیث سے بھی سفر میں نمازِ تہجد ادا کرنے کی مخصوص فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۲۴۱۳) تخریج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي أخرجه ابن ماجه: ۱۱۹۳ (انظر: ۵۵۹۰)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِيمَا رُوِيَ عَدَمُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

فصل سوم: ان روایات کے بارے میں، جن میں سفر میں نفلی نماز نہ پڑھنا روایت کیا گیا ہے

(٢٤١٤) عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَصَلَّيْنَا الْفَرِيضَةَ فَرَآى بَعْضَ وَلَدِهِ يَتَطَوَّعُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يُصَلُّوا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَلَوْ تَطَوَّعْتُ لَأَتْمَمْتُ۔ (مسند احمد: ٤٧٦١)

”حفص بن عاصم کہتے ہیں: ہم سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور (ایک مقام پر) فرض نماز ادا کی، پھر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے بعض لڑکے سنتیں ادا کر رہے تھے تو کہا: میں نے نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں، انھوں نے تو پہلے والی اور بعد والی سنتیں ادا نہیں کیں۔ پھر انھوں نے کہا: اگر میں نے یہ نفلی نماز پڑھنی ہی ہوتی تو (فرضی نماز کو بھی) پورا پڑھ لیتا۔“

(٢٤١٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ إِلَى طِنْفِسَةٍ لَهُ، فَرَأَى نَاسًا يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا، صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى قُبِضَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ ؓ حَتّٰى قُبِضَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٥١٨٥)

”(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انہوں نے ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ اپنی ایک چٹائی کے لیے کھڑے ہوئے اور یہ دیکھ کر کہ لوگ اس کے بعد نفلی نماز پڑھ رہے ہیں، پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نوافل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر میں نے فرض نمازوں سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز پڑھنی ہوتی تو فرائض کو ہی پورا پڑھ لیتا۔ میں نبی کریم ﷺ کی وفات تک ان کی صحبت میں رہا، آپ ﷺ دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پھر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے ساتھ بھی رہا، وہ بھی دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پھر سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کرتے تھے۔“

شرح:...... ان احادیثِ مبارکہ میں صرف سنن رواتب کی نفی کی گئی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال سے نماز وتر، نماز تہجد اور عام نوافل پڑھنا ثابت ہیں، اسی طرح آپ ﷺ فجر کی دو سنتوں کا بھی سفر و حضر میں اہتمام کرتے تھے۔

(٢٤١٤) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٦٨٩، وأخرجه البخاري: ١١٠١، ومسلم: ٦٨٩ مختصرا (انظر: ٤٧٦١)

(٢٤١٥) تخريج:...... اسناده صحيح۔ أخرجه البخاري: ١١٠٢، والنسائي: ٣/ ١٢٣، وابن خزيمة: ١٢٥٧، ورواية البخاري مختصرة، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٥١٨٥)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ وَصَلَاةِ الْقَاعِدِ

مریض کی نماز اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ابواب

1 ..... بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْدِرْ لِمَرَضٍ اَوْ نَحْوِهٖ يُصَلِّيْ كَيْفَمَا يَسْتَطِيْعُ وَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الْقَائِمِ

یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو بیماری وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہونے پر قدرت نہیں رکھتا، وہ جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے، اس کو کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والے کی طرح اجر ملے گا

(۲٤۱٦) عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَـا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَابُ بِبَلَاءٍ فِـى جَسَـدِهٖ اِلَّا أَمَـرَ الـلّٰـهُ عَـزَّوَجَلَّ الْـمَلَائِكَةَ الَّـذِيْـنَ يَـحْـفَظُوْنَهُ فَقَالَ: أُكْتُبُوا لِعَبْدِي كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَا كَانَ يَعْمَلُ مِنْ خَيْرٍ مَا كَانَ فِي وِثَاقِي۔ (مسند احمد: ٦٤٨٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے جس کو بھی کوئی جسمانی تکلیف لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرنے والے فرشتوں سے کہتا ہے: میرا بندہ دن اور رات میں خیر و بھلائی کے جو کام کرتا تھا، تم وہ لکھتے جاؤ، جب تک یہ میری بندھن میں رہے۔''

شرح: ......ان معمولات کا تعلق فرائض و نوافل دونوں کے ساتھ ہے، نوافل کا معاملہ تو واضح ہے کہ مریض بیماری کی وجہ سے بعض نوافل سرے سے ادا نہیں کر سکتا، فرائض میں کمی بیشی کی صورت یہ ہے کہ کامل ہیئت کے ساتھ ان کی ادائیگی نہ ہو سکے، مثلاً بیٹھ کر یا لیٹ کر فرضی نماز ادا کرنا۔ نفلی عبادتوں میں بھی ایسی صورت ممکن ہے۔

(۲٤۱۷) عَـنْ عِـمْـرَانَ بْـنِ حُـصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ: كَـانَ بِـيَ الـنَّـاصُوْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَـنِ الـصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَـطِـعْ فَـقَـاعِـدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ.)) (مسند احمد: ۲۰۰۵۷)

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے ناسور کی بیماری تھی، اس لیے میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لیا کر۔''

شرح: ......صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کو بواسیر کی بیماری تھی۔ جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ پہلو پر لیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے لیے اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔ اس موضوع سے متعلقہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: ((فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ صَلّٰى مُسْتَلْقِيًا رِجْلَاهُ

(۲٤۱٦) تـخـريـج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۳/ ۲۳۰، والدارمى: ۲/ ۳۱٦، والبخارى فى ''الادب المفرد'': ۵۰۰، والحاكم: ۱/ ۳٤۸، والبيهقى فى ''شعب الايمان'': ۹۹۲۹ (انظر: ٦٤۸۲)

(۲٤۱۷) تـخـريـج: ......أخرجه البخارى: ۱۱۱۷، وابوداود: ۹۵۲، وابن ماجه: ۱۲۲۳، والترمذى: ۳۷۲ (انظر: ۱۹۸۱۹)

مِـمَّا يَلِيْ الْقِبْلَةَ .)) یعنی: ''اگر اسے دائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ چت لیٹ جائے اور اپنے قدم قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ لے۔'' (دارقطـنـي : ٢/ ٤٢، لیکن حافظ ابن حجر نے اس کی سند کے راوی حسن بن حسین عرنی کو متروک قرار دیا ہے، تلخيص الحبير: ١/ ٤١٠)

اگر مریض پہلو کے بل لیٹ کر قبلہ رخ نہیں ہو سکتا تو وہ کسی قید کے بغیر چت لیٹ کر نماز پڑھ لے، قبلہ رخ ہونے کی شرط اس سے ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سـورهٔ بقره: ٢٨٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔''

(٢٤١٨) حـدثـنـا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُـفْيَـانُ عَـنِ الـزُّهْرِيِّ سَمِعَهُ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَـالَ: سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَرَسٍ فَـجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَحَـضَـرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى قَاعِداً وَصَلَّيْنَا قُـعُـودًا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: ((إِنَّمَا جُـعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَـمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَـعَ فَـارْكَـعُـوا، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً، فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَـمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِنْ صَلّٰى قَـاعِـدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُوْنَ .)) (مسند احمد: ١٢٠٩٨)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھوڑے سے گر پڑے، آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی، ہم آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی (آپ کی اقتداء میں) نماز بیٹھ کر پڑھی، آپ ﷺ نے جب نماز پوری کی تو فرمایا: ''امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے، تب تم رکوع کرو، جب وہ سجدہ کرے تب تم سجدہ کرو، جب وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہے، تو تم "رَبَّـنَـا وَلَكَ الْـحَمْدُ" کہو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

(٢٤١٩) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: صُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَرَسٍ عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ فَـانْـفَـكَّـتْ قَـدَمُـهُ، فَـدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَـوَجَـدْنَاهُ يُصَلِّي، فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ وَنَحْنُ قِيَـامٌ فَـلَمَّا صَلّٰى قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ گھوڑے سے کھجور کے ایک تنے پر گر پڑے، آپ ﷺ کے قدم کا جوڑ اتر گیا، ہم آپ ﷺ کی تیمارداری کرنے کے لیے آپ کے پاس گئے، لیکن آپ ﷺ (بیٹھ کر) نماز پڑھ رہے تھے، ہم بھی آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگ

(٢٤١٨) تخريـج: ......أخرجه البخاري: ٨٠٥، ١١١٤، ومسلم: ٤١١ (انظر: ١٢٠٧٤)

(٢٤١٩) تـخـريـج: ......اسناده قوى على شرط مسلم أخرجه مسلم: ٤١٣، ابوداود: ٦٠٢، ٦٠٦ (انظر: ١٤٢٠٥، ١٤٥٩٠)

لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوْسًا، وَلَا تَقُوْمُوا وَهُوَ جَالِسٌ كَمَا يَفْعَلُ أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا.)) (مسند احمد: ١٤٢٥٤)

گئے، جبکہ ہم کھڑے تھے، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”بے شک امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو، جب وہ بیٹھا ہو تو تم کھڑے نہ ہوا کرو، جیسے فارسی لوگ اپنے بڑوں (کی تعظیم کرتے ہوئے ان) کے ساتھ کرتے ہیں۔“

شرح: ...... دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کے یہ الفاظ مروی ہے: آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ((اِنْ كِدْتُّمْ آنِفًا تَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ، يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ، فَلَا تَفْعَلُوْا، اِئْتَمُّوْا بِأَئِمَّتِكُمْ، ......)) یعنی: ”قریب تھا کہ تم وہ کام کرو جو فارسی اور رومی کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں، سو تم ایسا نہ کرو اور اپنے ائمہ کی اقتداء کیا کرو۔“ (مسند احمد: ١٤٥٩٠، مسلم: ٤١٣)

یہ روایت انتہائی قابل غور ہے کہ اس واقعہ میں آپ ﷺ نے اہل فارس اور اہل روم سے مشابہت کی وجہ سے مقتدیوں کو بیٹھنے کا حکم دیا، جبکہ بعد میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت کروائی اور مقتدی لوگ کھڑے تھے۔

(٢٤٢٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فِي مَرَضِهِ يَعُوْدُوْنَهُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ اِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا.)) (مسند احمد: ٢٤٧٥٤)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے دوران لوگ آپ عیادت کے لیے آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، جبکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”بے شک امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تب تم رکوع کرو، جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم رکوع سے سر اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

شرح: ...... ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں، لیکن درج ذیل حدیث کا مفہوم اس کے برعکس ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران شدتِ تکلیف کی بنا پر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انھوں نے

(٢٤٢٠) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٥٦٥٨، ومسلم: ٤١٢ (انظر: ٢٤٢٥٠)

ایسے ہی کیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ ﷺ دو صحابہ کے سہارے مسجد کی طرف چل پڑے اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب آ کر بیٹھ گئے۔ اب آپ ﷺ امام تھے اور ابو بکر صدیق آپ ﷺ کی اور لوگ ابو بکر صدیق کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ (بخاری، مسلم) (روایت کا مفہوم پیش کیا گیا)۔

ثابت ہوا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اس حال میں کہ لوگ بھی بیٹھے تھے، لیکن وفات سے قبل جو عمل پیش کیا، اس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے اور تمام مقتدی کھڑے تھے۔ ان دو احادیث میں بظاہر تضاد اور تناقض ہے، مختلف ائمۂ اسلام نے جمع و تطبیق کی مختلف صورتیں پیش کی ہیں، چند ایک اہم صورتوں کا تذکرہ کر کے راجح مسلک کی نشاندہی کی جائے گی۔

(۱) مقتدیوں کے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی صورت منسوخ ہو گئی ہے، اب صرف وہی صورت باقی ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث نمبر (۶۸۹) کے بعد کہا کہ امام حمیدی نے کہتے ہیں: آپ ﷺ نے پہلے کسی بیماری میں یہ فرمایا تھا کہ ”جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو“۔ بعد میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی، جبکہ مقتدی پیچھے کھڑے ہو کر اقتدا کر رہے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو بیٹھنے کا بھی حکم نہیں دیا، ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ کے آخری فعل پر عمل ہو گا۔

(۲) بیٹھ کر نماز پڑھانا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، آپ ﷺ کے بعد کوئی امام بھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھا سکتا، یہ رائے بے وزن اور بلا دلیل ہے۔

(۳) اگر مقتدی حضرات نماز کا آغاز ایسے امام کی اقتداء میں کریں جو شروع سے بیٹھا ہو تو سارے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اگر مقتدی، کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کی ابتداء کریں لیکن بعد میں کسی عذر کی بنا پر امام کی کیفیت بدل جائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تقاضا ہے۔

(۴) دونوں احادیث پر عمل کرنا درست ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جواز پیش کیا گیا ہے، وگرنہ افضل یہی ہے کہ امام کی اقتدا میں مقتدی بیٹھ کر نماز ادا کریں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس صورت کا واضح طور پر حکم دیا ہے۔

ان چاروں صورتوں میں چوتھی صورت راجح معلوم ہوتی ہے (ان شاء اللہ تعالی)، کیونکہ اس طرح دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا، وگرنہ پہلی صورت کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲۴۲۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۲۴۲۱) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الضياء في ”المختارة“: ۱۹۶۶ (انظر: ۱۳۲۶۰)

آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ بُرْدٌ مُتَوَشِّحًا بِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ۔ (مسند احمد: ١٣٢٩٣)

آخری نماز اس حال میں پڑھی کہ آپ ﷺ پر ایک دھاری دار چادر تھی اور آپ ﷺ نے اس سے توشیح کر رکھی تھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے۔''

شرح: ……اس سے مراد وہ نماز ہے جو آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھی تھی، جیسا کہ مسند احمد کی دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر داہنے کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ داہنے کے تلے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔

(٢٤٢٣) عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا عَنْ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ، فَقَالَ: يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ قَاعِدًا فِي الْمَكْتُوْبَةِ۔ (مسند احمد: ١٢٣٠١)

مختار بن فلفل نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مریض کی نماز کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: (مریض آدمی) فرض نماز میں بیٹھ کر رکوع و سجود کرے گا۔

(٢٤٢٣) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ فَمَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ تُدْرِكُهُ الرِّقَّةُ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ وَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٥٧٧٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس بیماری میں وفات پا گئے تھے، اس میں فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر بڑے نرم دل (اور جلد رونے والے) آدمی ہیں، جب وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی یوسف رضی اللہ عنہم اجمعین کی صاحبات ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔''

(٢٤٢٤) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا

''سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز

(٢٤٢٣) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه ابوعوانة: ٢/ ١٣٦، وهو حديث طويل وأخرجه ابوداود: ٦٢٤ دون اللفظة المذكورة (انظر: ١٢٢٧٦)

(٢٤٢٣) تخريج: ……أخرجه البخارى: ٣٣٨٤، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٤٠٦١، ٢٥٢٥٨)

(٢٤٢٤) تخريج: ……حديث صحيح، لكن عن ابن بريدة عن ابيه خطأ من الامام احمد او من دونه والصحيح ما فى رواية ابى عوانة أخرجه ابوعوانة فى "صحيحه": ١٦٥٣ عن ابى بردة، وهو ابن ابى موسى الاشعرى، عن ابيه ابى موسى الاشعرى عبد الله بن قيس، وهو الصحيح، (انظر: ٢٣٠٦٠)

بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَبِي رَجُلٌ رَقِيقٌ، فَقَالَ: مُرُوْا أَبَابَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ.)) فَأَمَّ أَبُوْبَكْرٍ النَّاسَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ۔ (مسند احمد: ۲۳۴۴۸)

پڑھائے۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک میرے ابو جان تو بڑے نرم دل آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم بھی یوسف کی صاحبات ہو۔" پس سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو امامت کروائی اور رسول اللہ ﷺ زندہ تھے۔"

شرح: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ ﷺ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور صحابی کا تعین کر دیں، بلکہ وہ اپنے باپ کے حق میں مزید تاکید چاہتی تھیں کہ آپ ﷺ پھر ابوبکر کا ہی نام لیں گے، اس سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں اور اضافہ ہوگا، حضرت یوسف علیہ السلام کی صاحبات سے مراد "زلیخا" ہے، جس نے مختلف خواتین کو بلایا تو دعوت کے لیے تھا، لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ یوسف کا حسن کا اندازہ کر لیں اور اسے یوسف کی محبت میں معذور سمجھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی کہہ تو کچھ اور رہی تھیں، لیکن ان کا مقصد کچھ اور تھا۔ حدیث میں لفظ تو جمع استعمال کیے گئے ہیں، لیکن ان سے مراد ایک ایک خاتون ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور زلیخا۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۹۵)

2 ..... بَابُ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ بِمَشَقَّةٍ فِيْ الْفَرْضِ اَوِ النَّفْلِ وَصَلّٰى قَاعِدًا فَصَلَاتُهُ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

جو شخص فرض یا نفل نماز میں مشقت کے ساتھ کھڑے ہونے پر قادر ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت آدھا اجر ملے گا

(۲۴۲۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ مَحَمَّةٌ فَحُمَّ النَّاسُ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ يُصَلُّوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ نِصْفُ صَلَاةِ الْقَائِمِ.)) فَتَجَشَّمَ النَّاسُ الصَّلَاةَ قِيَامًا۔ (مسند احمد: ۱۲۴۲۲)

"سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے، جبکہ یہ بخار والی جگہ تھی، اس لیے لوگ بیمار ہو گئے، جب نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(اجر کے لحاظ سے) بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہونے والے کی نماز کی نصف ہے۔" پس لوگوں نے مشقت کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔"

(۲۴۲۶) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاسٍ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ قُعُوْدًا مِنْ

"اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہے

(۲۴۲۵) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۲۳۰ (انظر: ۱۲۳۹۵، ۱۳۲۳۶)

(۲۴۲۶) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ۱۲۷۳

مَرِيضٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)) (مسند احمد: ١٣٢٦٩)

تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا اجر ملے گا۔“

(٢٤٢٧) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا ذَا أَسْقَامٍ كَثِيرَةٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاتِي قَاعِدًا، قَالَ: ((صَلَاتُكَ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِكَ قَائِمًا، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مُضْطَجِعًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا.)) (مسند احمد: ٢٠١٢٨)

”سیدنا عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں: میں کافی ساری بیماریوں والا آدمی تھا، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیری بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز کھڑے ہو کر پڑھی ہوئی نماز سے نصف ہے اور اسی طرح آدمی کی لیٹ کر پڑھی ہوئی نماز اس کی بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز سے آدھی ہے۔“ یعنی اجر و ثواب کے لحاظ سے۔“

شرح: ......اگر کسی آدمی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہی نہ ہو یا قیام کی صورت میں بیماری کے بڑھ جانے کا یا زیادہ تکلیف ہونے کا خطرہ ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے، اسے پورا اجر و ثواب ملے گا، جیسا کہ حدیث نمبر (١٢٦٤) اور دیگر نصوص سے معلوم ہوتا ہے۔ بیٹھنے کی وجہ سے نصف اجر ملنا، اس موضوع کی احادیث مبارکہ کا مصداق وہ نمازی ہے جسے کسی بیماری کی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے مشقت تو ضرور ہوتی ہے، لیکن بیماری کے بڑھ جانے یا نماز میں خلل وغیرہ آ جانے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا، ایسے نمازی کو نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ (دیکھیں: فتح الباری: ١١١٥ حدیث کے تحت)

(٢٤٢٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّي قَاعِدًا، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ ؓ، فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ أَوْ خَشَعَ قَائِمًا، وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٥١٩٥)

”عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں فارس میں بیمار ہو گیا تھا، اس لیے میں بیٹھ کر نماز پڑھا کرتا تھا، جب میں نے اس کے متعلق سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لمبی رات تک کھڑے ہو کر اور لمبی رات تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے، جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔“

شرح: ...... یہ بھی آپ ﷺ کا عمل تھا کہ ایک رکعت کا آغاز بیٹھ کر کرتے، لیکن رکوع سے پہلے کھڑے ہو

(٢٤٢٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١١١٥ (انظر: ١٩٨٨٧)

(٢٤٢٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧٣٠ (انظر: ٢٤٦٨٨)

جاتے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، حتیٰ کہ آپ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے، پھر آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور تیس چالیس آیتوں کی تلاوت کر کے رکوع کرتے۔ (بخاری: ۱۱۱۹، مسلم: ۷۳۱)

(۲٤۲۹) عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ السَّائِبَ سَأَلَ عَائِشَةَ فَقَالَ: إِنِّي لَاأَسْتَطِيعُ أَنْ أُصَلِّيَ إِلَّا جَالِسًا، فَكَيْفَ تَرَيْنَ؟ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ جَالِسًا مِثْلُ نِصْفِ صَلَاتِهِ قَائِمًا .)) (مسند احمد: ٢٦٤٢٨)

”سائب نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں بیٹھ کر ہی نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں اب آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”آدمی کی بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز کھڑے ہو کر پڑھی ہوئی نماز سے آدھی ہوتی ہے۔“ یعنی اجر وثواب کے لحاظ سے۔“

3 ..... بَابُ جَوَازِ التَّطَوُّعِ مِنْ جُلُوْسٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَتَنْصِيْفِ اَجْرِهٖ لِغَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ

بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے جواز کا بیان

اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کے لیے نماز کے اجر کا آدھا ہونے کا بیان

(۲٤۳۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي جَالِسًا، قُلْتُ لَهُ: حُدِّثْتُ أَنَّكَ تَقُوْلُ صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَمِثْلِكُمْ .)) (مسند احمد: ٦٥١٢)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں نے آپ ﷺ سے کہا: مجھے تو بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز کی بہ نسبت آدھی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں۔“

شرح: ...... معلوم ہوا کہ یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا کہ جب آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تو آپ کو پورا اجر ملتا تھا، لیکن آپ ﷺ کے امتیوں کو نصف اجر ملتا ہے۔

(۲٤۳۱) عَنِ السَّائِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى

”سیّدنا سائب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے

(۲٤۲۹) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابراهيم بن مهاجر فيه ضعف خفيف، وقد اختلف عليه فيه أخرجه ابن ابى شيبة: ۲/ ۵۲، والنسائى فى "الكبرى": ۱۳٦٦، وابو يعلى: ٤۹٤۱ (انظر: ۲۵۹۰۳)

(۲٤۳۰) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ۷۳۵ (انظر: ٦۵۱۲)

(۲٤۳۱) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابراهيم بن مهاجر البجلى ليس بذاك القوى، وقائد السائب مجهول أخرجه النسائى فى "الكبرى": ۱۳٦۷ (انظر: ۱۵۵۰۱)

النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ.)) (مسند احمد: ١٥٥٨٦)

والے کی نماز سے (اجر وثواب میں) آدھی ہوتی ہے۔''

(٢٤٣٢) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَحَدَّثَتْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ.)) (مسند احمد: ٢٤٨٢٩)

''سیدنا سائب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے''۔

فوائد: ...... ان احادیث مبارکہ میں فی نفس الامر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے فرق کو ظاہر کیا جا رہا ہے، وگرنہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا عادی ہو اور کسی عذر کی وجہ سے اسے بیٹھ کر نماز ادا کرنا پڑ جائے تو وہ مکمل اجر کا مستحق ہوگا، جیسا کہ دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

۴..... بَابُ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ قَاعِدًا

نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نفلی نماز ادا کرنا

(٢٤٣٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي كَثِيْرًا مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٤٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔''

شرح: ...... یہ حدیث درج ذیل مقید الفاظ سے بھی مروی ہے، ان سے مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوئے تھے، یہاں تک کہ زیادہ تر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگے تھے۔ (مسند احمد: ٢٥٣٦١) حدیث نمبر (۱۲۸۴) میں بھی اسی تفصیل کا بیان ہے۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل بڑھاپے کی وجہ سے تھے، ویسے بھی یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا کہ بیٹھ کی نماز پڑھنے کی وجہ سے آپ کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی تھی۔

(٢٤٣٤) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: وَالَّذِي تَوَفّٰى نَفْسَهُ! تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ مَا تُوُفِّيَ حَتّٰى

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم ﷺ کو فوت کیا! آپ ﷺ اس وقت تک فوت

(٢٤٣٢) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره، وهو نفس الحديث السابق، اختلف فيه على الثوری، ثم اختلف فيه على ابراهيم بن مهاجر أخرجه النسائی فی ”الكبرى“: ١٣٦٥، والطبرانی فی ”الصغير“: ١١٦٥، وابن ابی شيبة: ٢/ ٥٢، والدارقطنی: ١/ ٣٩٧ (انظر: ٢٤٣٢٥، ٢٤٣٢٧، ٢٥٩٠٣، ٢٥٨٥١)

(٢٤٣٣) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٥٩٠، ومسلم: ٧٣٢ (انظر: ٢٤٨٣٣، ٢٥٣٦١)

(٢٤٣٤) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٢٥، ٤٢٣٧، وأخرجه جزء ه الاول النسائی: ٣/ ٢٢٢ (انظر: ٢٦٥٩٩، ٢٦٧٠٩، ٢٦٧٢٦)

كَانَتْ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، وَكَانَ أَعْجَبُ الْعَمَلِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا۔ (مسند احمد: ٢٧١٣٤)

ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ زیادہ تر نماز بیٹھ کر پڑھنے لگ گئے تھے، سوائے فرضی نماز کے اور آپ ﷺ کو وہ عمل بہت اچھا لگتا تھا جس پر بندہ ہمیشگی کرے، اگر چہ وہ تھوڑا سا عمل ہی ہو۔“

(٢٤٣٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا وَحَافِيًا وَمُنْتَعِلًا (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَيَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٧٣٧٨)

”سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھتے اور اسی طرح ننگے پاؤں بھی نماز پڑھتے اور جوتیاں پہن کر بھی اور (نماز سے فارغ ہو کر) دائیں جانب بھی پھر جاتے اور بائیں جانب بھی۔“

فَصْلٌ مِّنْهُ فِي صِفَةِ تَطَوُّعِهِ ﷺ قَاعِدًا

اسی باب کی فصل: نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صفت

(٢٤٣٦) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا حَتّٰى أَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٦٢)

”زوجۂ رسول سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، حتیٰ کہ آپ ﷺ عمر رسیدہ ہوگئے، پھر آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور تیس چالیس یا آیتوں کی تلاوت کر کے رکوع کرتے۔“

(٢٤٣٧)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ قِرَاءَتِهِ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٦٣)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے، آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے رہتے، جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے، پھر یہ قراءت کر کے رکوع و سجود کرتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔“

(٢٤٣٥) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه الحميدي: ٩٩٧، والبيهقي: ٨٨٩٩ (انظر: ٧٣٨٤)

(٢٤٣٦) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١١١٨ (انظر: ٢٥٤٤٨)

(٢٤٣٧) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١١١٩، ومسلم: ٧٣١ (انظر: ٢٥٤٤٩)

(٢٤٣٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٥٣٢٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔''

(٢٤٣٩) عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ جَالِسًا قَطُّ حَتّٰى إِذَا كَانَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ أَوْ بِعَامَيْنِ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ جَالِسًا وَيَقْرَأُ السُّوْرَةَ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ٢٦٩٧٣)

''زوجۂ رسول سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفلی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، البتہ وفات سے ایک یا دو سال پہلے آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دی تھی، آپ ﷺ ایک سورت کی تلاوت کرتے اور اس کو اتنا ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے لمبی تر ہو جاتی تھی۔''

شرح: ......اس باب کی احادیث کا مفہوم واضح ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے، البتہ عمر کے آخری حصے میں آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے، اس میں بھی رکعت کے بعض حصے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔

✿✿✿✿

(٢٤٣٨) تخريـج: ......أخرجه مسلم: ٧٣٠ (انظر: ٢٤٠١٩، ٢٤٨٢٢)

(٢٤٣٩) تخريـج: ......أخرجه مسلم: ٧٣٣ (انظر: ٢٦٤٤١)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

نماز با جماعت کے بارے میں ابواب

1 ..... بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا

اس کی فضیلت کے بارے میں منقول احادیث کا بیان

(٢٤٤٠) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِی جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰی صَلَاتِهِ فِی بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِی سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً، وَذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَی الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةٌ حَتّٰی يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِی صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِیَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی أَحَدِهِمْ مَادَامَ فِی مَجْلِسِهِ الَّذِی صَلّٰی فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ، مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ٧٤٢٤)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز اس کی گھر والی اور بازار والی نماز سے پچیس چھبیس گنا زیادہ ہوتی ہے اور وہ اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ مسجد میں آتا ہے، اس کا نماز کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہ ہوتا، اس کو کھڑا کرنے والی نماز ہی ہوتی ہے، تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک غلطی کو مٹا دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ نماز میں ہی رہتا ہے، جب تک نماز اس کو مسجد میں روکے رکھتی ہے اور جب تک آدمی اس جگہ میں رہتا ہے، جس میں اس نے نماز پڑھی ہوتی ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ! اس کی توبہ قبول کر۔ (دعا کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) جب تک وہ شخص کسی تکلیف نہیں دیتا یا جب تک بے وضوء نہیں ہو جاتا۔“

(٢٤٤٠) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٤٧٧، ٦٤٧، ٢١١٩، ومسلم: ص ٤٥٩ (انظر: ٧٤٣٠)

شرح: ……راجح قول کے مطابق "بِضع" کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے، اس لحاظ سے "بِضعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً" کے معانی یہ بنتے ہیں: تئیس سے تیس تک۔ اور اس تعداد کو عام طور پر اردو میں پچیس چھبیس کا عدد بول کا ظاہر کیا جاتا ہے۔ حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، نمازی لوگوں کی توجہ کرنی چاہیے، بہرحال آخری بات بڑی قابل غور ہے کہ فرشتے کی دعاؤں کا سلسلہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے، جب نمازی اپنے قول و فعل سے کسی شخص کو تکلیف دیتا ہے، یا اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرشتوں کے ہاں ہمارے دکھ درد اور طہارت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

(٢٤٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدَى، وَمَا مِنْكُمْ إِلَّا وَلَهُ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمٌ نِفَاقُهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدًا مِنَ الْمَسَاجِدِ، فَيَخْطُوْ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ أَوْ حُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةٌ وَكُتِبَتْ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، حَتّٰى أَنْ كُنَّا لَنُقَارِبُ

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو بحیثیتِ مسلمان ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ فرض نمازوں کی حفاظت اس مقام پر کرے جہاں ان کے لیے بلایا جاتا ہے، کیونکہ یہ ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور بے شک اللہ نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کی اس کے گھر میں مسجد ہونی چاہیے اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنا شروع کر دو گے، جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے دیکھا کہ نماز سے وہی پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق واضح ہوتا تھا اور میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کو دو آدمیوں کا سہارا دے کر (مسجد کی طرف) لایا جاتا، یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف آتا ہے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے، اس کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے یا اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کے لیے ایک نیکی لکھ

(٢٤٤١) تخريج: ……صحيح، وهذا اسناد فيه ابراهيم بن مسلم الهجرى، وفيه لين أخرجه دون قوله: ((وان فضل صلاة الرجل……)) ابن ماجه: ٧٧٧، وعبد الرزاق: ١٩٧٩، وأما قوله: ((وان فضل صلاة الرجل……)) أخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٤٧٩، والبزار: ٤٥٨، وابويعلى: ٤٩٩٥، والطبرانى فى "الكبير" ١٠١٠٣ (انظر: ٣٥٦٤، ٣٦٢٣)

بَيْنَ الْخُطَا وَإِنْ فَضْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً .)) (مسند احمد: ٣٦٢٢)

دی جاتی ہے۔'' (ہماری صورتحال تو یہ تھی کہ ہم مسجد کی طرف آتے وقت) قریب قریب قدم رکھتے تھے (تا کہ کثرتِ قدم کی وجہ سے نیکیاں زیادہ ہوجائیں)'' اور بے شک آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلے پڑھی ہوئے نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

(٢٤٤٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَفْضُلُ الصَّلَاةُ فِي الْجَمِيعِ صَلَاةَ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ وَيَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ .)) ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُو هُرَيْرَةَ: اِقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾۔ (مسند احمد: ٧١٨٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت میں پڑھی ہوئی نماز آدمی کے اکیلی ادا کی ہوئی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے اور دن رات کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔'' پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ یعنی: ''اور فجر کا قرآن، بے شک فجر کا قرآن حاضر کیا گیا ہے۔''

شرح: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے مصداق کو قرآن مجید سے بھی ثابت کر رہے ہیں۔ انسان کی نیکیوں اور برائیوں کو نوٹ کرنے والے دو دو فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں اپنی باریاں تبدیل کرتے ہیں، یعنی دن کو اپنا فریضہ سر انجام دینے والے فرشتے نمازِ فجر کی ادائیگی سے پہلے آتے ہیں اور نماز عصر کے بعد واپس جاتے ہیں اور رات والے نماز عصر سے پہلے آتے ہیں اور نمازِ فجر کے بعد واپس جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: جب ہم گئے تھے تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی جب ہم آئے ہیں تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے۔

(٢٤٤٣) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَعْلَمُ أَنَّهُ إِذَا شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعِي كَانَتْ لَهُ أَعْظَمَ مِنْ شَاةٍ سَمِيْنَةٍ أَوْ شَاتَيْنِ لَفَعَلَ، فَمَا يُصِيْبُ مِنَ الْأَجْرِ أَفْضَلُ .)) (مسند احمد: ٧٩٧١)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ جب وہ میرے ساتھ نماز میں حاضر ہوگا تو یہ نماز اس کے حق میں ایک یا دو موٹی موٹی بکریوں سے بہتر ہوگی تو وہ ضرور حاضر ہوگا، (یاد رکھو کہ اِس نماز میں) اسے جو اجر ملے گا، وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(٢٤٤٢) تخريج: ......أخرجه البخاری: ٦٤٨، ٤٧١٧، ومسلم: ٦٤٩ (انظر: ٧١٨٥)

(٢٤٤٣) تخريج: ......أخرجه البخاری: ٦٤٤، ٢٤٢٠، ٧٢٢٤، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ٧٣٢٨، ٧٩٨٤)

(٢٤٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةٌ فِي الْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَعِشْرِينَ)) (مسند احمد: ٤٦٧٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی باجماعت نماز، اس کی اکیلی نماز سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہے۔''

(٢٤٤٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.)) (مسند احمد: ٥٧٧٩)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز تم میں سے کسی ایک کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ فضیلت والی ہے۔''

(٢٤٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْوَحْدَةِ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً أَوْ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ)) (مسند احمد: ٩٨٦٠)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز، اکیلے کی نماز پر ستائیس یا پچیس درجہ زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

(٢٤٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فُضِّلَتِ الْجَمَاعَةُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ)) (مسند احمد: ٢٤٧٢٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اکیلے کی نماز پر جماعت کو پچیس گنا زیادہ فضیلت دی گئی ہے۔''

(٢٤٤٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِضْعٌ وَّعِشْرُونَ دَرَجَةً)) (مسند احمد: ٣٥٦٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت میں نماز اس کے اکیلے نماز سے پچیس چھبیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

(٢٤٤٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ

''(دوسری سند) بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

(٢٤٤٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤٥، ومسلم: ٦٥٠ (انظر: ٤٦٧٠، ٥٣٣٢)

(٢٤٤٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٤٤٦) تخريج: ......حديث صحيح۔ انظر: ١٢٨٩ (٢٤٤٧) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٠٣ (انظر: ٢٤٢٢١)

(٢٤٤٨) تخريج: ......صحيح لغيره، عطاء بن السائب قد اختلط، لكنه قد توبع أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٤٧٩، والبزار: ٤٥٨، وابويعلى: ٤٩٩٥، والطبراني فى "الكبير": ١٠١٠٣ (انظر: ٣٥٦٤)

(٢٤٤٩) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْجَمْعِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ ضِعْفًا كُلُّهَا مِثْلُ صَلَاتِهِ ۔ (مسند احمد: ٣٥٦٧)

”جماعت کی نماز، اکیلے کی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے، ان میں سے ہر ایک اس اکیلے کی نماز کی طرح ہوتی ہے۔“

(٢٤٥٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جَزْءًا .)) (مسند احمد: ١٠٣١٠)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت کی نماز تم میں سے اکیلے کی نماز سے پچیس حصے زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔“

شرح:......نماز باجماعت سے روح کو جلا ملتی ہے، جماعت کے بہانے نمازی کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر یں گزرتا ہے اور سب سے بڑی سعادت ہے کہ ایک نماز پر ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے لیے جماعت کی پروا نہ کرنا، انتہا قسم کی غفلت، سستی اور کاہلی ہے، بلکہ یوں کہیں کہ وہ آدمی شیطان کے نرغے میں ہے، ممکن ہے کہ وہ اسے جلد ہی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے اور اس سے بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ وہ کئی سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے، سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ .)) (ابو داود، نسائی) یعنی: ”جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان پر غالب آ چکا ہے۔ آپ جماعت کا التزام کریں، (وگرنہ ذہن نشین کر لیں کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلی جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔“

نمازِ باجماعت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جیسا کہ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّيْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ .)) (ابو داود، نسائی) یعنی: ”تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو، اذان دیتا ہے اور نماز کے لیے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا“۔ ان احادیث میں ایک اشکال پایا جاتا ہے کہ بعض احادیث میں ستائیس گنا کا ذکر ہے اور بعض میں پچیس کا؟ امام نووی نے درج ذیل تین وجوہات پیش کی ہیں:

(٢٤٥٠) تخريج:......أخرجه مسلم: ٦٤٩، وانظر الحديث: ١٢٨٩ (انظر: ١٠١٢١)

(۱) ان دو روایات میں سرے سے کوئی منافاۃ اور تضاد نہیں ہے، کیونکہ کم عدد سے بڑے عدد کی نفی نہیں ہوتی اور اصولیوں کے نزدیک مفہوم العدد باطل ہے۔

(۲) آپ ﷺ نے پہلے پچیس گنا کی خبر دی، پھر اللہ تعالیٰ نے مزید اضافہ کر دیا اور بات ستائیس گنا ثواب تک جا پہنچی۔

(۳) دونوں روایات محکم ہیں، کسی کو پچیس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی کو ستائیس گنا، نمازیوں کے مختلف حالات سے ان کا تعلق ہے، مثلا خوب مکمل انداز میں نماز ادا کرنا یا اس کی ہیئت و خشوع کا خیال رکھنا، یا نمازیوں کی تعداد کا زیادہ ہونا، یا افضل لوگوں کا ایک جماعت میں شریک ہونا، یا اس جگہ کا بابرکت ہونا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲٤٥۱) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا أَوْ حَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا.)) (مسند احمد: ۸۹۳٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھی طرح مکمل وضو کیا، پھر وہ مسجد گیا، لیکن اس نے دیکھا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے ہیں، اللہ اس کو اتنا اجر عطا کرے گا، جتنا کہ ان لوگوں کو دیا جو اس نماز میں حاضر ہوئے، جبکہ ان کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں آئے گی''۔

شرح: …… یہ پاکیزہ عزائم کے نتائج ہیں، چونکہ یہ آدمی نماز با جماعت ادا کرنے کی نیت سے مسجد پہنچا، لیکن لوگ اس کے پہنچنے سے پہلے نماز ادا کر چکے تھے۔

2 …… بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ

فجر اور عشاء کی جماعتوں میں حاضر ہونے کی ترغیب کا بیان

(۲٤٥۲) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَهُوَ كَمَنْ قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَهُوَ كَمَنْ قَامَ اللَّيْلَ كُلَّهُ.)) (مسند احمد: ٤٠۹)

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی، پس وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز با جماعت پڑھی، وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے ساری رات قیام کیا۔''

شرح: …… سبحان اللہ! نماز با جماعت کتنا بابرکت عمل ہے کہ بارہ تیرہ منٹوں کی عبادت کی وجہ سے پانچ چھ گھنٹے کی نفلی عبادت کا ثواب مل جائے۔ لیکن اتنی عظمت کے باوجود اکثر نمازی لوگ نماز با جماعت کا اہتمام نہیں کرتے۔

قارئین کرام! یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جو آدمی جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکے اور پھر اسے جماعت رہ

(۲٤٥۱) تخریج: …… اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٦٤ (انظر: ۸۹٤۷)

(۲٤٥۲) تخریج: …… أخرجه مسلم: ٦٥٦ (انظر: ٤۰۸، ٤۰۹)

جانے کا کوئی افسوس بھی نہ ہوتو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا ایمان کمزور پڑ چکا ہے، اس کے پاس اتنی تمیز بھی نہیں رہی کہ اتنے عظیم فائدے سے محروم ہونے کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ (اللہ کی پناہ)

(۲۴۵۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.)) (مسند احمد: ۲۵۰۱۱)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ عشاء اور صبح کی نمازوں میں کتنا (اجر وثواب) ہے، تو وہ ان کو ادا کرنے کے لیے ضرور آئیں، اگر چہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے“۔

(۲۴۵۴) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَقَالُوا: لَا، فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَقَالُوا: لَا، فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَقَالُوا: لَا، فَقَالَ: ((إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ أَثْقَلِ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَالصَّفُّ الْمُقَدَّمُ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ فَضِيْلَتَهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ رَجُلٍ، وَمَا كَانَ أَكْثَرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى.)) (مسند احمد: ۲۱۵۸۷)

”سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر فرمایا: ”فلاں آدمی حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”فلاں آدمی حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ فرمایا: ”فلاں آدمی موجود ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک یہ دو (عشا اور فجر کی) نمازیں منافقین پر بڑی بوجھل ہیں، اگر وہ جان لیں ان دونوں کا اجر کیا ہے تو وہ ان کی ادائیگی کے لیے ضرور آئیں، اگر چہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ اور پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے اور اگر تم اس کی فضیلت کو جان لو تو تم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو اور آدمی کی دو افراد کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز ایک آدمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ (یعنی زیادہ ثواب والی) ہے، اسی طرح جتنے آدمی زیادہ ہوں گے، وہ نماز اتنی زیادہ اللہ کو محبوب ہوگی“۔

(۲۴۵۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ:

”(دوسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”فلاں شخص موجود

(۲۴۵۳) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۷۹٦، والنسائی فی "الكبرى": ۳۸٦، وابن ابی شيبة: ۱/ ۳۳۲ (انظر: ۲٤٥٠٦)

(۲٤٥٤) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٥٤، والنسائی: ۲/ ۱۰٤ (انظر: ۲۱۲٦٥)

(۲٤٥٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ، قَالُوا نَعَمْ، وَلَمْ يَحْضُرْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ (فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ وَفِيْهِ) إِنَّ صَلَاتَكَ مَعَ رَجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِكَ مَعَ رَجُلٍ، وَصَلَاتُكَ مَعَ رَجُلٍ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِكَ وَحْدَكَ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى.)) (مسند احمد: ٢١٥٨٨)

ہے؟'' لوگ خاموش رہے، پھر بعض نے کہا: جی ہاں، وہ حاضر نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک منافقوں پر فجر اور عشاء سب سے بھاری نمازیں ہیں، (پھر سابقہ روایت کی طرح باتیں ذکر کیں)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تیری دو آدمیوں کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز ایک آدمی کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تیری ایک آدمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلی ادا کی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے لوگ زیادہ ہوں گے، تو وہ اتنا ہی اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔''

(٢٤٥٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ رَأَى مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ قِلَّةً، فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، حَتّٰى عَدَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ صَلَاةٍ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَمِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.)) وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ۔ (مسند احمد: ٢١٥٩٥)

''(تیسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ نمازیوں میں کچھ کمی ہے، پھر پوچھا: ''فلاں آدمی حاضر ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تین آدمیوں کے متعلق پوچھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک منافقوں پر عشاء اور فجر کی نماز سے کوئی نماز زیادہ بھاری نہیں ہے۔'' (پھر اوپر والی پوری حدیث ذکر کی)۔''

شرح: …… کتنی قابل غور بات ہے کہ اگر مدینہ منورہ کے تین چار نمازی غائب ہونے پر اتنی سخت دھمکی دے دی جائے کہ یہ منافق ہی ہو سکتے ہیں جو فجر کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے، اور اگر مسلمانوں کی بستی ہو، لیکن سینکڑوں لوگ نماز پڑھنے کے لیے نہ آئیں تو کیا ان کو اہل اسلام سمجھا جائے گا؟

(٢٤٥٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُتَخَلِّفُوْنَ عَنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الْغَدَاةِ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)) (مسند احمد: ١٢٥٦١)

''سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر فجر اور عشاء کی نمازوں سے پیچھے رہنے والے جان لیں کہ ان کے لیے ان دونوں میں کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ مسجد میں ضرور آئیں اگرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔''

(٢٤٥٦) تخریج: …… انظر الحدیث بالطریق الاول

(٢٤٥٧) تخریج: …… صحیح لغیرہ۔

شرح: ...... مشقت، اندھیرے، تھکاوٹ اور نیند کے غلبے جیسے اسباب کی بنا پر فجر اور عشاء کی نمازوں میں حاضر ہونا مشکل عمل ہے، لیکن رغبت رکھنے والے مسلمانوں کے لیے نہ صرف آسان ہے، بلکہ ان کو ان اسباب کا ذرا برابر احساس نہیں ہوتا، اس پر مستزاد یہ کہ اگر وہ یہ نمازیں باجماعت ادا نہ کر سکیں تو ان کی بے چینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان نمازوں کی ادائیگی ان منافقوں کے مشکل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں، بلکہ لوگوں کی رضامندی کی خاطر مسجد میں آتے تھے۔ بے نماز مسلمان کے سوچنے کا مقام ہے۔

3 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَأْکِیْدِھَا وَالْحَثِّ عَلَیْھَا

جماعت کے بارے میں تاکید اور اس پر آمادہ کرنے کا بیان

(۲۴۵۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: أَتَى ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْزِلِي شَاسِعٌ وَأَنَا مَكْفُوْفُ الْبَصَرِ وَأَنَا أَسْمَعُ الْأَذَانَ، قَالَ: ((فَإِنْ سَمِعْتَ الْأَذَانَ فَأَجِبْ وَلَوْ حَبْوًا أَوْ زَحْفًا.)) (مسند احمد: ۱۱۵۰۰)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: سیّدنا ابن ام مکتوم ؓ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا گھر مسجد سے دور ہے، جبکہ میں نابینا بھی ہوں اور اذان بھی سنتا ہوں (تو کیا میں گھر میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اذان سنتا ہے تو اس کا جواب دیا کر، اگرچہ تجھے سرین کے بل گھسٹ کر یا کولہوں کے بل سرک کر آنا پڑے''۔

شرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، اگلی روایت پر غور کریں۔

(۲۴۵۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ؓ قَالَ: جِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ ضَرِيْرًا شَاسِعَ الدَّارِ وَلِي قَائِدٌ لَا يُلَائِمُنِي فَهَلْ تَجِدُ لِي رُخْصَةً أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: ((أَتَسْمَعُ النِّدَاءَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً.)) (مسند احمد: ۱۵۵۷۱)

''سیّدنا عمرو بن ام مکتوم ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نابینا ہوں اور میرا گھر بھی مسجد سے دور ہے اور میرا ایک قائد تو ہے لیکن وہ میری موافقت نہیں کرتا تو کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت دیں گے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب میں تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا''۔

(۲۴۵۸) تخریج: ...... اسناده ضعيف، عيسى بن جارية، قال ابن معين: ليس بذاك عنده مناكير، وقال ابوداود: منكر الحديث أخرجه عبد بن حميد: ۱۱۴۸، وابويعلى: ۱۸۰۳، وابن حبان: ۲۰۶۳، والطبرانى فى "الاوسط": ۳۷۳۸ ـ وقد روى هذا الحديث عن ابن ام مكتوم نفسه، سيأتى برقم: ۱۳۰۲ (انظر: ۱۴۹۴۸)

(۲۴۵۹) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، ابو رزين مسعود بن مالك لم يسمع من ابن ام مكتوم أخرجه ابوداود: ۵۵۲، وابن ماجه: ۷۹۲ (انظر: ۱۵۴۹۰)

(٢٤٦٠) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَسُئِلَ سُفْيَانُ عَمَّنْ؟ قَالَ: هُوَ مَحْمُوْدٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ رَجُلًا مَحْجُوبَ الْبَصَرِ وَإِنَّهُ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَلتَّخَلُّفَ عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٥٩٤)

''محمود بن ربیع کہتے ہیں: سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ ایک نابینا آدمی تھا، اس لیے اس نے نبی کریم ﷺ سے نماز سے پیچھے رہ جانے کا ذکر کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اذان کی آواز سنتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے اس کو رخصت نہیں دی۔''

شرح: ……ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت میں حاضر ہونے یا اس سے پیچھے ہونے کا تعلق بینائی یا عدم بینائی سے نہیں ہے، بلکہ نمازی کی استطاعت اور اہلیت پر ہے، ہم نے دیکھا کہ کئی نابینے لوگ مشکل راستے کو بھی عبور کر جاتے ہیں اور بعض بینائی سے محروم لوگ آسان راستے سے بھی نہیں گزر سکتے۔ اس لیے جو نابینا خود بخود یا کسی قائد وغیرہ کی رہنمائی میں مسجد میں بآسانی پہنچ سکتا ہے تو اس کے لیے اس کا اندھا پن عذر نہیں بن سکتا۔ حدیث نمبر (۱۳۷۳) سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی، جبکہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس صحابی کو آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی تھی۔

جمع و تطبیق کی یہی صورت ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اس ظن کی روشنی میں اسے اجازت نہیں دی ہوگی کہ یہ شخص بلا مشقت مسجد میں پہنچ سکتا ہے، لیکن جب اس نے بعد میں مشقت کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کو ساری تفصیل کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ اس وقت مسلمانوں کی کثرت نماز باجماعت سے یا سرے سے نماز سے غافل ہے، ایسے ناعاقبت اندیشوں کو ان احادیث پر غور کرنا چاہیے۔

(٢٤٦١) عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا)) (مسند احمد: ١٩٩٦١)

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (بعض امور کی) تعلیم دی، بیچ میں یہ بھی فرمایا تھا: ''جب تم نماز کے لیے اٹھو تو تم میں سے ایک آدمی امامت کروایا کرے اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہا کرو۔''

شرح: ……امام، مقتدی اور منفرد کے لیے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے، پہلے اس موضوع پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

(٢٤٦٠) تخريج: ……حديث ضعيف لشذوذه، فقد خالف فيه سفيان بن عيينة اصحابَ الزهري في روايته عن محمود بن الربيع، عن عتبان بن مالك من انه ﷺ أذن لعتبان ان يصلي في بيته لما انكر بصره، وكانت السيول تحول بينه وبين مسجد قومه۔

(٢٤٦١) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٤٠٤ (انظر: ١٩٧٢٣)

(٢٤٦٢) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: فِي قَرْيَةٍ دُوْنَ حِمْصَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ لَا يُؤَذَّنُ وَلَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الذِّئْبَ يَأْكُلُ الْقَاصِيَةَ.)) (مسند احمد: ٢٢٠٥٣)

”معدان بن ابی طلحہ یعمری کہتے ہیں: سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: تیرا گھر کہاں ہے؟ میں نے کہا: حمص سے پیچھے ایک بستی میں۔ پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یعنی: ”جس بستی میں تین آدمی ہوں اور اس میں نہ اذان دی جاتی ہو اور نہ نماز قائم کی جاتی ہو تو وہاں شیطان غالب آ جاتا ہے، اس لیے تم جماعت کا التزام کرو، (ورنہ ذہن نشین کر لو کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلی جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔“

شرح: ...... جو آدمی نماز با جماعت کا اہتمام نہیں کرتا، شیطان کے لیے اس کو گمراہ کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کے مزاج میں اتنا فساد آ جاتا ہے کہ وہ سرے سے اہتمام کے ساتھ جماعت کا خیال ہی نہیں رکھتے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ بسا اوقات نماز ترک کر دینے کی نوبت آ جاتی ہے، نہیں تو کم از کم یہ نقصان تو ہوتا ہی ہے ان لوگوں کو زیادہ ذکر کرنے کا نہ موقع ملتا ہے اور نہ ان کا جی کرتا ہے۔

(٢٤٦٣) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ)) (مسند احمد: ٢٢٣٧٩)

”سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بے شک شیطان انسان کے لیے اسی طرح کا بھیڑیا ہے، جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جو دور جانے والی اور علیحدہ رہنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، پس تم گھاٹیوں سے بچو اور جماعت، عام مسلمانوں اور مسجد کو لازم پکڑو۔“

شرح: ...... جو بندہ نماز با جماعت کا اہتمام نہیں کرتا، اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ گھاٹیوں میں پھر رہا ہے اور اس کا بھیڑیا اس کو قابو کرنے میں جلدی کامیاب ہو جائے گا۔

4 ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ عَلَى مَنْ تَخَلَّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ خُصُوصًا الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ

جماعت بالخصوص عشاء اور فجر سے پیچھے رہ جانے پر سختی کا بیان

(٢٤٦٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٢٤٦٢) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٤٧، والنسائي: ٢/ ١٠٦ (انظر: ٢١٧١٠)

(٢٤٦٣) تخريج: ...... حسن لغيره، وهذا سند منقطع، العلاء بن زياد لم يسمع من معاذ أخرجه الطبراني: ٢٠/ (٣٤٥)، وعبد بن حميد: ١١٤، وابونعيم في "الحلية": ٢/ ٢٥٧ (انظر: ٢٢٠٢٩)

(٢٤٦٤) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٦٤٤، ٢٤٢٠، ٧٢٢٤، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ٧٣٢٨، ٧٩١٦، ٧٩٨٤)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ مِمَّنْ حَوْلَ الْمَسْجِدِ لَا يَشْهَدُوْنَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي الْجَمِيْعِ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ حَوْلَ بُيُوْتِهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ .)) (مسند احمد: ٧٩٠٣)

فرمایا: ”مسجد کے اردگرد والے لوگ ضرور ضرور اس چیز سے باز آ جائیں کہ نمازِ عشاء کی جماعت میں حاضر نہ ہوں، وگرنہ میں ان کے گھروں کو جلانے کی لکڑیوں کی گٹھڑیوں کے ساتھ ضرور ضرور جلا دوں گا۔“

شرح: ...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ((فَأُحَرِّقُ بُيُوْتًا عَلٰى مَنْ فِيْهَا)) یعنی: ”میں ان گھروں کو ان لوگوں سمیت جلا دوں۔“

(٢٤٦٥) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ لَأَقَمْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ .)) (مسند احمد: ٨٧٨٢)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء کھڑی کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ گھروں میں جو کچھ ہے، اسے جلا دیں“۔

(٢٤٦٦) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُؤَذِّنَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ إِلَى قَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ .)) (مسند احمد: ٩٤٨٢)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عشاء اور فجر کی نمازیں منافقوں پر سب سے بھاری ہیں اور اگر یہ لوگ جان لیں کہ ان میں کتنا اجر وثواب ہے تو یہ ضرور آئیں، اگرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے، پھر کسی آدمی کا حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود نماز سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کی طرف ایسے افراد کو لے کر چلوں، جنھوں نے جلنے والی لکڑیوں کی گٹھڑیاں اٹھا رکھی ہوں، اور پھر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔“

شرح: ...... کتنی بڑی وعید ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے لوگوں سمیت ان کے گھروں کو جلا دینے کا عزم رکھتے ہیں، جو نمازوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کاش ہم ایسے مزاج کے بندے ہوتے کہ جن کے لیے مہربان نبی کے اشارے ہی کافی ہو جاتے۔ اس گھر میں خیر و برکت کہاں سے گھسے گی، جس کے بارے میں آپ ﷺ کا عزم یہ ہو کہ اسے جلا دیا جائے۔

(٢٤٦٥) تخریج: ...... حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف ابی معشر انظر الحدیث السابق: ١٣٠٧ (انظر: ٨٧٩٦)

(٢٤٦٦) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٦٥٧، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ٩٤٨٦)

(٢٤٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِي الْقَوْمِ رِقَّةً، فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَهُمُّ أَنْ أَجْعَلَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ثُمَّ أَخْرُجَ فَلَا أَقْدِرُ عَلٰى إِنْسَانٍ يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَحْرَقْتُهُ عَلَيْهِ.)) فَقَالَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ نَخْلًا وَشَجَرًا وَلَا أَقْدِرُ عَلٰى قَائِدٍ كُلَّ سَاعَةٍ، أَيَسَعُنِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: ((أَتَسْمَعُ الْإِقَامَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأْتِهَا.)) (مسند احمد: ١٥٥٧٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے اور دیکھا کہ نمازیوں میں قلت ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرا ارادہ یہ ہے کہ میں لوگوں کے لیے ایک امام مقرر کروں، پھر میں خود نکل جاؤں اور نماز سے پیچھے رہ جانے والے جس جس انسان پر قدرت پاؤں، اس کو اس کے گھر سمیت جلا دوں۔'' سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اور مسجد کے درمیان کھجوریں اور درخت ہیں اور میں ہر وقت قائد بھی نہیں ہوتا (جو مسجد میں لے آئے)، تو کیا مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو اذان سنتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو نماز کے لیے آنا پڑے گا۔''

(٢٤٦٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِي فَيَجْمَعُوْا حَطَبًا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّ لَهُ بِشُهُوْدِهَا عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَشَهِدَهَا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهَا لَأَتَوْهَا وَلَوْ حَبْوًا.)) (مسند احمد: ٨٨٧٧)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ ارادہ ہے کہ میں جوانوں کو جلنے والی لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، اور خود نماز سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے پیچھے چلا جاؤں اور ان سمیت ان کے گھروں کو جلا دوں۔ اللہ کی قسم! اگر ان میں سے کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ اسے نماز میں حاضر ہونے پر گوشت والی اچھی سی ہڈی یا دو کھر ملیں گے تو وہ ضرور آئے گی، اور اگر ان کو پتہ چل جائے کہ اس نماز میں کتنا اجر وثواب ہے تو یہ ضرور حاضر ہوں، اگرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے''۔

شرح: ...... ''عَرْق'': وہ ہڈی جس کا اکثر گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا عمدہ باریک گوشت لگا رہ گیا ہو۔

(٢٤٦٧) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٤٧٩، والحاكم: ١/ ٢٤٧، والطحاوى فى ''شرح مشكل الآثار'': ٥٠٨٧ (انظر: ١٥٤٩١)

(٢٤٦٨) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٦٤٤، ٢٤٢٠، ٧٢٢٤، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ٧٣٢٨، ٧٩٨٤، ٨٨٩٠)

اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ صورتحال ہے کہ تجارت، ملازمت، مزدوری وغیرہ کی صورت میں جو ڈیوٹی ان کے رزق کا سبب ہوتی ہے، تو وہ اپنی تنخواہ کی خاطر وقت پر پہنچتے ہیں، زائد وقت دینے کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں اور اس ضمن میں ان کو کئی لوگوں کی اوٹ پٹانگ باتیں بھی سننا پڑتی ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ اپنی نوکری کو بچانے کی خاطر کئی نمازوں اور اسلامی شعائر کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ جن ہوٹلوں پر مخصوص اوقات میں غریب لوگوں کے مفت کھانا تقسیم ہوتا ہے، وہاں لوگ ایک ایک روٹی کی خاطر قطاروں میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔

لیکن گنجان آباد علاقوں میں واقع مساجد کی غربت کے شکوے کو زائل کرنا اِن مسلمانوں کے بس کی بات نہیں رہی، جس اسلامی معاشرے کے افراد میں اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے کا شعور باقی نہ رہا، اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ خیر و بھلائی سے کوسوں دور ہو گئے ہیں، لیکن اگر پھر بھی وہ اپنی زندگی کو اطمینان والا سمجھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے دماغ اتنے نااہل ہو چکے ہیں کہ وہ سکون اور عدم سکون میں تمیز ہی نہیں کر سکتے۔

(٢٤٦٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ، وَفِي رِوَايَةٍ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ، فَرَآهُمْ عِزِيْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ، قَالَ: فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا مَا رَأَيْنَاهُ غَضِبَ غَضَبًا أَشَدَّ مِنْهُ، قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَتَتَبَّعَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي دُوْرِهِمْ فَأُحَرِّقَهَا عَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ٨٨٩٠)

''سیّدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز عشاء کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو علیحدہ علیحدہ گروہوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ سخت غصے میں آ گئے، ہم نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اتنی سخت ناراضگی میں نہیں دیکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کے پیچھے جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان سمیت ان کے گھروں کو جلا دوں''۔

(٢٤٧٠) وَعَنْهُ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَّرَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَادَ يَذْهَبُ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ قُرَابُهُ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ وَفِي النَّاسِ رِقَّةٌ وَهُمْ عِزُوْنَ فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلًا بَدَا النَّاسَ اِلَى عَرْقٍ أَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَاَجَابُوا لَهُ، وَهُمْ

''سیّدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا، حتیٰ کہ رات کا تیسرا حصہ یا اس کے قریب قریب وقت گزر گیا، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو لوگوں میں قلت تھی اور وہ ٹولیوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے، پس آپ ﷺ شدید غصے میں آ گئے اور پھر فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اِن لوگوں کو گوشت والی

(٢٤٦٩) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ٢٤٦٨ (انظر: ٨٩٠٣)

(٢٤٧٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٣١٢ (انظر: ٩٣٨٣)

يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا فَيَتَخَلَّفَ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الدُّوْرِ الَّذِيْنَ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَهَا عَلَيْهِمْ بِالنِّيْرَانِ .)) (مسند احمد: ٩٣٧٢)

ہڈی یا دو کھروں کی طرف اپنی بستی میں بلائے تو وہ اس کی بات کو ضرور قبول کریں گے۔ یہ لوگ اِس نماز سے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں، البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ پیچھے رہ (نماز پڑھائے) اور میں ان گھر والوں کی طرف جاؤں جو اس نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان سمیت ان کے گھروں کو آگ کے ساتھ جلا دوں‘‘۔

شرح: ...... جب لوگوں کو کھانے کی دعوت ملتی ہے تو کوئی لالچ کی بنا پر اور کسی کی رو رعایت رکھتے ہوئے دعوت قبول کرتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کے ذریعے نماز کی دعوت دی جاتی ہے، تو ان منحوس مزاج اور بد باطن لوگوں کو ٹس سے مس نہیں ہوتا، حالانکہ اس دعوت کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضامندی اور دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی پنہاں ہے۔

(٢٤٧١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ آمُرَ بِالنَّاسِ لَا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا فَتُحَرَّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتُهُمْ .)) (مسند احمد: ٣٧٤٣)

’’سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر ان لوگوں سمیت ان کے گھر جلا دینے کا حکم دوں، جو ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے‘‘۔

شرح: ...... اِن احادیث میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والوں کے بارے میں سخت وعید کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے گھروں کو اِن لوگوں سے سمیت جلانے کا عزم رکھتے ہیں۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ اس قسم کی روایات سن کر بھی نماز ادا کرنے کی یا جماعت کا اہتمام کرنے کی ہمت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ (یا اللہ! ہمارے حالات پہ رحم فرما)۔ جہاں نماز باجماعت عظیم کارِ ثواب ہے، وہاں اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، جیسا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ﴾ (سورۂ نساء: ١٠٢) یعنی: ’’(اے محمد!) جب آپ ان میں ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان (مجاہدین صحابہ) کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو‘‘۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ حالتِ جنگ میں بھی نماز باجماعت کا حکم دیا جا رہا ہے، امن کی حالت میں جماعت کی اہمیت کا خود اندازہ لگالیں جو پیغمبر مومنوں کے حق میں ان کے نفسوں سے بڑھ کر خیر خواہ ہے، جس پر مومنوں کی تکلیف اور مشقت بڑی گراں گزرتی ہے، جو اپنے امتیوں کی دنیوی خیریت اور اخروی عافیت کا سب سے زیادہ حریص ہے، وہی

(٢٤٧١) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٥٢ (انظر: ٣٧٥٣، ٣٨١٦)

پیغمبر اپنے پیروکاروں کے گھروں کو جلا ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ صرف جماعت کے ساتھ حاضری نہ دینے کی وجہ سے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ .)) (ابوداود، ابن ماجه) یعنی: ”جو آدمی اذان سننے کے باوجود نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو اس کی کوئی نماز نہیں، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔“

قارئین کرام! شاید آپ بھی اس حقیقت کے قائل ہوں کہ جو روحانی تسکین نماز باجماعت سے حاصل ہوتی ہے، اکیلے نماز پڑھنے والا آدمی اس سے کوسوں دور ہے، جماعت کے بہانے مسلمان کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزر جاتا ہے، فجر کی نماز کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ آپ باوضو ہو کر گھر میں یا مسجد میں سنتیں ادا کر کے جماعت کے انتظار میں ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر جماعت میں تقریبا چالیس، پچاس یا اس سے بھی زیادہ آیات کی تلاوت کی جاتی ہے، سلام پھرنے کے بعد اذکار کرنے کا موقع ملتا ہے، اس طرح تقریباً گھنٹہ، پون گھنٹہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے اور دن کی حسین انداز میں ابتدا ہو جاتی ہے اور دل میں مخصوص قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس منفرد آدمی کیسے نماز پڑھتا ہے، اس کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے، اس کو کتنی تسکین نصیب ہوتی ہے؟ آپ خود بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی روحانی طور پر اکیلے اور باجماعت نماز ادا کرنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا، یا جماعت رہ جانے کی وجہ سے اسے کسی قسم کی ندامت اور افسوس نہیں ہوتا، تو اسے اس حقیقت کا قائل ہونا پڑے گا کہ ایسا ایک شخص ایمان کی شیرینی اور اسلام کی مٹھاس سے محروم ہے۔ کہاں ستائیس نمازوں کا ثواب اور کہاں ایک نماز کا اجر! کہاں آدھ پون گھنٹہ کی عبادت اور کہاں تین چار منٹوں کی عبادت!

قارئین کرام! ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں باورچی یا ہوٹل کا کھانا مزیدار ہوتا ہے، فلاں دوکان کے جوتے معیاری ہوتے ہیں، فلاں درزی کا سلائی کیا ہوا سوٹ خوبصورت ہوتا ہے، فلاں سبزی فروش اور دوکاندار کا سودا معیاری اور کم قیمت والا ہوتا ہے اور پھر جیب اجازت دے تو ہم ان ہی دوکانوں اور دوکانداروں کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کیوں نہیں کہہ سکتے ہیں نمازِ باجماعت میں زیادہ سکون نصیب ہوتا ہے، مسجد میں نماز کی ادائیگی کا لطف ہی انوکھا ہے؟ (اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین)

(٢٤٧٢) عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ (يَعْنِي مُعَاذَ بْنَ أَنَسٍ الْجُهَنِيَّ ؓ) عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ

”سیّدنا معاذ بن انس جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ کی رحمت سے) دوری ہے، بہت دوری ہے، کفر ہے اور نفاق ہے، اس شخص میں جو اللہ تعالیٰ کے مُنادی کو نماز کے اذان دیتے ہوئے اور کامیابی کی طرف دعوت

(٢٤٧٢) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فی رواية زبان عنه، وابن لهيعة ضعيف أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٠/ (٣٩٤) (انظر: ١٥٦٢٧)

يُنَادِي بِالصَّلَاةِ يَدْعُوا اِلَى الْفَلَاحِ وَلَا يُجِيبُهُ .)) (مسند احمد: ١٥٧١٢)

دیتے ہوئے سنتا ہے، لیکن اس کی بات قبول نہیں کرتا (اور نماز باجماعت کے لیے نہیں آتا)”۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاَعْذَارِ الَّتِي تُبِيحُ التَّخَلُّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ

ان عذروں کا بیان جو جماعت سے پیچھے رہنے کو جائز کر دیتے ہیں

(٢٤٧٣) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَادَى بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ رِيحٍ فِي السَّفَرِ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٠)

“جناب نافع کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سردی اور ہوا والی ایک رات کو نماز کے لیے اذان کہی، اور انہوں نے اذان کے آخر میں کہا: خبردار! اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو، خبردار! اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو، خبردار! اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔ پھر انھوں نے بیان کیا کہ جب سفر میں رات ٹھنڈی یا ہوا والی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ بھی کہا کرے: خبردار! اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔”

(٢٤٧٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: نَادَى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ نَادَى أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ الْمُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَفِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٤٤٧٨)

“(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ضجنان (نامی مقام یا پہاڑ) پر نماز کے لیے اذان کہی، پھر یہ آواز دی: اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔ پھر انھوں نے بیان کیا کہ جب سفر میں سردی یا بارش والی رات ہوتی تو آپ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ اذان دے اور پھر یہ آواز دے: اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔”

(٢٤٧٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا، قَالَ: ((لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ .)) (مسند احمد: ١٤٣٩٩)

“سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، (راستے میں) بارش برسنے لگی، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہتا ہے، اپنے خیمے میں نماز پڑھ لے“۔”

(٢٤٧٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٣٢، ومسلم: ٦٩٧ (انظر: ٥١٥١، ٥٨٠٠)

(٢٤٧٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٤٧٨)

(٢٤٧٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٩٨ (انظر: ١٤٣٤٧)

(٢٤٧٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَادٰى مُنَادِيْ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمٍ مَطِيْرٍ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ١٩٢٥٠)

''ایک مؤذنِ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے بارش والے دن یہ آواز بھی دی: خبردار! اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٧٧) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ رضی اللہ عنہ قَالَ: نُوْدِيَ بِالصُّبْحِ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ وَأَنَا فِي مِرْطِ امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: لَيْتَ الْمُنَادِيَ قَالَ: مَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ، فَنَادٰى مُنَادِيْ النَّبِيِّ ﷺ فِي آخِرِ أَذَانِهِ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٨٠٩٩)

''سیدنا نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سردی والا دن تھا اور میں اپنی بیوی کی چادر میں لیٹا ہوا تھا، اتنے میں فجر کی اذان ہونے لگی، میں نے کہا: کاش اذان کہنے والا یہ بھی کہہ دے: جو (نماز کے لیے) نہ آئے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے ہی ہوا اور نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے اذان کے آخر میں کہا: جو نہ آئے، اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔''

(٢٤٧٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ مُؤَذِّنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ وَأَنَا فِي لِحَافِي فَتَمَنَّيْتُ أَنْ يَقُوْلَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، ثُمَّ سَأَلْتُ عَنْهَا فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٨٠٩٨)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ایک ٹھنڈی رات تھی اور میں اپنے لحاف میں لیٹا ہوا تھا، اتنے میں میں نے نبی کریم ﷺ کے مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنا، مجھ میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش مؤذن یہ کہہ دے: اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔ (ایسے ہی ہوا اور جب) ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' تک پہنچا تو اس نے کہا: اپنی رہائش گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو، پھر جب میں نے ان (زائد) الفاظ کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا تھا۔''

(٢٤٧٩) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٢٤٧٦) تخريج: ......أخرجه النسائي: ٢/ ١٤ (انظر: ١٥٤٣٣، ١٩٠٤١)

(٢٤٧٧) تخريج: ......اسناده ضعيف، اسماعيل بن عياش ضعيف في روايته عن غير الشاميين، وشيخه هنا يحيى بن سعيد الانصاري مدني أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩٨، وابن ابي عاصم: ٧٥٩، وابن قانع: ٣/ ١٥٢ (انظر: ١٧٩٣٤)

(٢٤٧٨) تخريج: ......حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف لابهام الراوي عن نعيم بن النحام أخرجه عبد الرزاق: ١٩٢٧ (انظر: ١٧٩٣٣)

(٢٤٧٩) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ٦٩٩٩، والطيالسي: ٩٠٧، والبزار: ٤٦٥ (انظر: ٢٠٠٩٢، ٢٠١٧٠)

1/3

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: ((الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ)) (مسند احمد: ٢٠٣٥٢)

نے حنین والے روز، بارش والے دن فرمایا: ''خیموں میں ہی نماز پڑھ لو''۔

(٢٤٨٠) عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ، فَلَمَّا رَجَعْتُ اِسْتَفْتَحْتُ، فَقَالَ أَبِي: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: أَبُو الْمَلِيحِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَمْ تَبُلَّ أَسَافِلَ نِعَالِنَا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٨٣)

''ابوملیح بن اسامہ کہتے ہیں: بارش والی رات کو میں مسجد کی طرف گیا، (نمازِ عشاء پڑھ کر) واپس آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ میرے ابو جان نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ابو ملیح ہے۔ انھوں نے کہا: ہم حدیبیہ کے موقع رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے دیکھا کہ (ہلکی سی) بارش ہوئی، اس سے ہمارے جوتوں کے نچلے والے حصے بھی نہیں بھیگے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے کہا: اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٨١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ مَطِيْرًا، قَالَ: فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيَهُ أَنِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٧٦)

''(دوسری سند) وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں: کہ حنین کے دن بارش تھی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے مؤذن کو حکم دیا کہ وہ یہ کہے کہ خیموں میں ہی نماز ہو گی۔''

(٢٤٨٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ أَظُنُّهُ رَفَعَهُ قَالَ: أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے بارش والے دن مؤذن کو حکم دیا کہ وہ کہے: اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

شرح: ...... بخاری و مسلم کی روایات میں یہ تفصیل بیان کی گئی ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے کہا: تو نے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے بعد "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" نہیں کہنا، بلکہ "صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ" کہنا ہے۔ پھر انھوں نے اس عمل کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ "اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ" (دین آسان ہے) کا یہی مفہوم ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا کہ جہاں شریعت نے عام حالات میں مسجد میں نماز با جماعت کو

(٢٤٨٠) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٩٣٦ (انظر: ٢٠٧٠٧)

(٢٤٨١) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٠٥٧ (انظر: ٢٠٧٠٠)

(٢٤٨٢) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٦١٦، ٦٦٨، ٩٠١، ومسلم: ٦٩٩ (انظر: ٢٥٠٣)

ضروری قرار دیا، وہاں کسی عذر کی وجہ سے رخصت بھی دے دی۔ اِن اور دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ بارش اور سردی کے موسم میں مؤذن اذان میں مذکورہ الفاظ کہا کرے۔

اذان میں "اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ" وغیرہ کے الفاظ کہنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) "حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ" اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بجائے "صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ" کے الفاظ کہے جائیں۔ (بخاری، مسلم)

(۲) اذان کے آخر میں "اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ" کہا جائے۔ (بخاری، مسلم)

(۳) حدیث نمبر (۱۳۱۹) میں گزرا ہے کہ "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد یہ الفاظ کہے جائیں۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس آیت کا مصداق ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (سورۂ حج: ۷۸) یعنی: "اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔" لیکن بڑا افسوس ہے کہ اکثر و بیشتر مؤذنوں نے اس حدیث میں بیان کردہ سنت کو ترک کر دیا ہے۔ جب مؤذن اذان میں "حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ" (آؤ نماز کی طرف) کہتا ہے تو عملی طور پر اس کا جواب دینا یعنی مسجد کی طرف جانا اور مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے، ہاں اگر سخت سردی ہو یا بارش ہو رہی ہو تو مؤذن کو چاہیے کہ وہ اذان کے بعد "وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ" (اگر کوئی نہ آئے تو کوئی حرج نہیں) کہہ دے، ....۔ (صحیحہ: ٢٦٠٥)

(٢٤٨٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَاءِ.)) (مسند احمد: ٢٤٦٢١)

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے اور اُدھر نماز کی اقامت بھی کہہ دی جائے تو پہلے کھانا کھا لیا کرو۔"

(٢٤٨٤) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَا الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ.)) (مسند احمد: ٢٧٠٣٢)

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا وقت بھی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لیا کرو۔"

(٢٤٨٥) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيْمَتِ

"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور اُدھر نماز بھی

(٢٤٨٣) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٥٤٦٥، ومسلم: ٥٥٨ (انظر: ٢٤١٢٠)

(٢٤٨٤) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ٢/ ٤٢٠، وابويعلى: ٦٩٩٣، والطبرانی فی "الكبير": ٢٣/ (٦٦٠)، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ١٩٨٥ (انظر: ٢٦٤٩٩)

(٢٤٨٥) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٥٤٦٤، ومسلم: ٥٥٩ (انظر: ٥٨٠٦)

الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ .)) قَالَ: وَلَقَدْ تَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٦)

کھڑی کر دی جائے تو پہلے کھانا کھا لیا کرو۔“ نافع کہتے ہیں: ایک دفعہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ شام کا کھانا کھا رہے تھے اور وہ امام کی قراءت سن رہے تھے۔“

شرح: ...... ان احادیث سے یہ نقطہ بڑا واضح طور پر سمجھ آتا ہے کہ نماز کے اندر کتنی توجہ کی ضرورت ہے کہ کھانے کو نماز پر ترجیح دی جا رہی ہے، تاکہ نمازی کا دھیان کھانے کی طرف نہ رہے۔

(٢٤٨٦) عَنْ مَوْهُوبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يُخَالِفُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً مَتٰى تُوَافِقُهَا أُصَلِّيْ مَعَكَ وَمَتٰى تُخَالِفُهَا أُصَلِّيْ وَأَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِيْ۔ (مسند احمد: ١٢٥١٣)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (کی نماز سے) پیچھے رہتے تھے، (یعنی وہ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے، ایک دن) عمر بن عبد العزیز نے ان سے پوچھا: تجھے کون سی چیز ایسا کرنے پر آمادہ کرتی ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب تم اس نماز کی موافقت کرتے ہو تو میں تمہارے ساتھ پڑھ لیتا ہوں، لیکن جب تم اس کی مخالفت کرتے ہو تو میں (وقت پر) نماز ادا کر کے اپنے گھر چلا جاتا ہوں۔“

شرح: ...... یہ اس وقت کی بات ہے جب ولید بن عبد الملک کی خلافت میں عمر بن عبد العزیز مدینہ کے امیر تھے، اس وقت بنو امیہ کے لوگ نماز کو تاخیر کے ساتھ ادا کرتے تھے، عمر بن عبد العزیز شروع میں تو ان کی پیروی کرتے رہے، لیکن بعد میں انھوں نے اس سے رجوع کر کے وقت پر نماز ادا کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان احادیث میں تمام عذروں کا احاطہ نہیں کیا گیا، لوگوں کو یہ عام حکم دیا گیا ہے کہ وہ نماز باجماعت ادا کریں، اس کے بعد شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) یعنی: ”اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔“

اس قانون کے مطابق ہر انسان فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کس قدر بیمار ہے، اس کے بیوی بچوں کی کیا صورتحال ہے، اس کو دشمن وغیرہ کا کتنا ڈر ہے، اس کے راستے میں کتنی رکاوٹیں ہے، علی ہذا القیاس۔ ہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ محض اپنی ذات کو سامنے رکھ کر عذر نہیں بنا لینا چاہیے، بلکہ معقول عذر ہونا چاہیے، کیونکہ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہونا ہے۔

(٢٤٨٦) تخريج: ......اسناده ضعيف، موهوب بن عبد الرحمن بن ازهر القرشي في عداد المجهولين (انظر: ١٢٤٨٥)

اَبْوَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ لِلْجَمَاعَةِ
عورتوں کے جماعت کے لیے مسجدوں کی طرف نکلنے کے بیانات

1 ..... بَابُ الْاِذْنِ لَهُنَّ بِالْخُرُوْجِ لِذٰلِكَ
عورتوں کو مسجد میں جانے کے لیے اجازت کا بیان

(۲٤۸۷) عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَـمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ .)) (مسند احمد: ٤٦٥٥)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو''۔

(۲٤۸۸) (وَعَـنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَـمْـنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ أَنْ يُصَلِّيْنَ فِي الْمَسْجِدِ)) (مسند احمد: ٦٣٨٧)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکو''۔

(۲٤۸۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ ـ (مسند احمد: ۱۰۱٤۹)

''سیّدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کیے بغیر مسجد میں جایا کریں''۔

(۲٤۹۰) عَـنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ ـ (مسند احمد: ۲۲۰۱٤)

''سیّدنا زید بن خالد جہنی ؓ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں''۔

(۲٤۸۷) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۹۰۰، ومسلم: ٤٤٢ (انظر: ٤٦٥٥)

(۲٤۸۸) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٦٣٨٧)

(۲٤۸۹) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٥٦٥ (انظر: ٩٦٤٥)

(۲٤۹۰) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه ابن حبان: ۲۲۱۱، والبزار فی "مسنده": ۲۷۷۲، والطبرانی فی "الكبير": ٥٢٣٩ (انظر: ۲۱٦٧٤)

(٢٤٩١) عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِئْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ تَفِلَاتٍ.)) لَيْثٌ الَّذِي ذَكَرَ: ((تَفِلَاتٍ)) (مسند احمد: ٥٧٢٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کو رات کے وقت (مسجد میں جانے کی) اجازت دے دیا کرو، اس حال میں کہ انھوں نے خوشبو استعمال نہ کی ہوئی ہو۔'' صرف لیث راوی نے ''تَفِلَات'' کے الفاظ کا ذکر کیا ہے۔''

(٢٤٩٢) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ أَهْلَهُ أَنْ يَأْتُوا الْمَسَاجِدَ.)) فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: فَإِنَّا نَمْنَعُهُنَّ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا، فَمَا كَلَّمَهُ عَبْدُاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ٤٩٣٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں آنے سے ہرگز نہ روکے۔'' سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کے ایک بیٹے نے کہا: ہم تو ان کو روکیں گے۔ یہ سن کر سیّدنا عبد اللہ ؓ نے کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو (ان کو منع کرنے کی) بات کرتا ہے۔ اس کے بعد سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے اپنی وفات تک اُس بیٹے سے کلام نہیں کیا۔''

(٢٤٩٣) وَعَنْ مُجَاهِدٍ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ بِاللَّيْلِ.)) فَقَالَ سَالِمٌ أَوْ بَعْضُ بَنِيْهِ: وَاللّٰهِ! لَا نَدَعُهُنَّ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا، قَالَ: فَلَطَمَ صَدْرَهُ وَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا۔ (مسند احمد: ٥٠٢١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے سے نہ روکا کرو۔'' سالم یا کسی اور بیٹے نے آگے سے کہا: اللہ کی قسم! ہم ان کو نہیں جانے دیں گے، کیونکہ یہ تو اس کو دھوکے کا ذریعہ بنا لیں گی۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا اور کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو یہ کہتا ہے۔''

(٢٤٩٤) عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکا کرو،

(٢٤٩١) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسي: ١٨٩٢، والطبراني في "الكبير": ١٣٥٦٥ (انظر: ٥٧٢٥)

(٢٤٩٢) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ انظر الحديث: ١٣٢٧ (انظر: ٤٩٣٣)

(٢٤٩٣) تخريج: ...... انظر الحديث السابق: ١٣٣١ (انظر: ٥٠٢١)

(٢٤٩٤) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا سند ضعيف، انظر الحديث السابق: ١٣٣٢، أما قوله: ((وبيوتهن خير لهن)) له شاهد من حديث ابن مسعود أخرجه ابوداود: ٥٧٠ (انظر: ٥٤٦٨)

تَـمْـنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُـنَّ .)) قَالَ: فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: بَـلٰـى وَالـلّٰـهِ! لَـنَمْنَعُهُنَّ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَسْـمَـعُـنِـى أُحَـدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ وَتَقُوْلُ مَا تَقُوْلُ۔ (مسند احمد: ٥٤٦٨)

بہرحال ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔'' سیّدنا عبد اللہ بن عمر کے کسی بیٹے نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! ہم ان کو ضرور روکیں گے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تو سن رہا ہے کہ میں رسول اللہ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو یہ بول بولتا ہے۔''

(٢٤٩٥) عَـنْ كَـعْـبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ بِلَالِ بْـنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيْهِ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَـمْنَعُوا الـنِّسَـاءِ حُـظُـوظَهُـنَّ مِـنَ الْـمَسَـاجِدِ اِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ .)) فَقَالَ بِلَالٌ: وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ ، فَقَالَ عَبْـدُاللّٰهِ: أَقُولُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَتَقُوْلُ: لَنَمْنَعُهُنَّ۔ (مسند احمد: ٥٦٤٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورتیں تم سے اجازت مانگیں تو ان کے حق کو مساجد سے نہ روکو۔'' بلال بن عبد اللہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے اور تو یہ بات کہتا ہے کہ ہم ان کو روکیں گے۔''

(٢٤٩٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِى ابْنَ عُـمَـرَ) قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضي الله عنه رَجُلًا غَيُوْرًا، فَـكَـانَ اِذَا خَـرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ اِتَّبَعَتْهُ عَاتِكَةُ ابْنَةُ زَيْدٍ فَكَانَ يَكْرَهُ خُرُوْجَهَا وَيَكْرَهُ مَنْعَهَا وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اسْتَـأْذَنَتْـكُـمْ نِسَـاؤُكُـمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَـلَا تَمْنَعُوْهُنَّ .)) (مسند احمد: ٢٨٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے غیرت مند آدمی تھے، جب وہ نماز کے لیے نکلتے تو (ان کی بیوی) سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا بھی ان کے پیچھے چلی جاتیں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے نکلنے کو ناپسند بھی کرتے، لیکن اس کو روکنا بھی ان کو گوارا نہ تھا، پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہاری عورتیں تم سے مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگیں تو ان کو نہ روکا کرو''۔

شرح: ...... سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔

(٢٤٩٧) عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَـالَ: قَالَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٢٤٩٥) تخريـج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم انظر الحديث السابق: ١٣٣٣ (انظر: ٥٦٤٠)

(٢٤٩٦) تـخـريــج: ......صـحيح ، الا ان سالم بن عبد الله لم يدرك جده ولم يسمع منه ، لكن فى الباب احاديث صحيحة ثابتة (انظر: ٢٨٣)

(٢٤٩٧) تـخـريـج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البخارى: ٨٧٣ دون قصة امرأة عمر ، وأخرج بنحوه مسلم: ٤٤٢ (انظر: ٤٥٢٢)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ أَنْ تَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَمْنَعْهَا.)) قَالَ: وَكَانَتْ امْرَأَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ تُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّكِ لَتَعْلَمِينَ مَا أُحِبُّ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْتَهِي حَتّٰى تَنْهَانِي، قَالَ: فَطُعِنَ عُمَرُ وَإِنَّهَا لَفِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٤٥٢٢)

”جب تم میں سے کسی کی بیوی اس سے مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگے، تو وہ اس کو نہ روکے۔“ سیّدنا عمر بن الخطاب ؓ کی بیوی بھی مسجد میں نماز پڑھتی تھی، سیّدنا عمر ؓ نے اس کو کہا: تو جانتی تو ہے کہ میں کیا پسند کرتا ہوں۔ لیکن اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گی، جب تک آپ مجھے منع نہیں کر دیتے۔ پھر جب سیّدنا عمر ؓ کو خنجر مارا گیا تو ان کی بیوی مسجد میں ہی تھی۔“

شــــرح: ......صحیح بخاری (۹۰۰) میں سیّدنا عمر ؓ کی بیوی کے حوالے سے درج ذیل تفصیل بیان کی گئی ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: سیّدنا عمر ؓ کی بیوی نماز فجر اور نماز عشاء مسجد میں باجماعت ادا کرتی تھی۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ وہ مسجد میں کیوں آتی تھی، جبکہ سیّدنا عمر ؓ اس عمل کو ناپسند کرتے تھے اور غیرت بھی کرتے تھے؟ اور خود ان کی اہلیہ نے بھی یہ سوال کیا کہ کون سی چیز ہے جو عمر کو مجھے منع کرنے سے روکتی تھی؟ اس پر سیّدنا ابن عمر ؓ نے کہا: ان کو روکنے والی چیز آپ ﷺ کا یہ فرمان تھا: ”اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اس کی مساجد سے نہ روکا کرو“۔

کتنی سبق آموز بات ہے کہ سیّدنا عمر ؓ اپنی طبعی غیرت کی بنا پر یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی بیوی مسجد میں جائے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے وہ منع بھی نہیں کر سکتے تھے اور نہ منع کیا۔ کاش! ہمارا مزاج بھی شریعت کے اس قدر تابع ہو جاتا کہ ہم اپنی ذاتی یا بڑوں کی آراء کو ترجیح دینے کے درپے نہ ہو جاتے۔ بلاشبہ عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے انھیں مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے اور آپ ﷺ کے زمانے وہ مسجد میں آیا کرتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت پر عمل کرنا چاہتی ہے تو اسے گھر والوں کی طرف سے اجازت ہونی چاہیے، ہاں عورت کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مسجد میں جانے کے آداب کا خیال رکھے۔

قارئین کرام! میرے ذاتی مشاہدے کی بات ہے کہ عصر حاضر کی بعض عورتیں طبعی طور پر مسجد میں جا کر نماز پڑھنے، جمعہ ادا کرنے، کوئی تبلیغی و اصلاحی پروگرام سننے اور تراویح پڑھنے کا شوق اور رغبت نہیں رکھتیں، بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ اس مزاج کی عورتیں مسجد میں جانے والی عورتوں پر دبے انداز میں طعن بھی کر دیتی ہیں۔ لیکن یہی عورتیں بازاروں میں کھلے عام خریداری کرتے ہوئے، مکمل میک اپ کر کے لوگوں کی خوشی اور بعض اجتماعات میں شریک پائی جاتی ہیں۔ آخر کیوں؟ ایسی بیچاریاں احادیثِ مبارکہ کی روح کو سمجھنے سے قاصر ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے لیے گھر میں نماز ادا کرنا افضل قرار دیا ہے؟ کیا یہی سبب نہیں کہ وہ عورت ہیں؟ اور اس کے لیے گھر سے باہر نکلنا مناسب نہیں ہے؟

ایسی عورتوں سے میرا سوال یہ ہے کہ وہ بناؤ سنگھار کر کے ''شاپنگ'' کا ڈھونگ رچا کر بازاروں میں کیوں گھس جاتی ہیں؟ کون بتلائے کہ وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود کس کے سامنے اپنی زینت و آرائش کا اظہار کرنا چاہتی ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے عورت کو جائز دائرے میں رہ کر انتہائی زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تو صرف خاوند کے لیے، تاکہ خاوند کے دل میں اس کی محبت میں اضافہ ہو سکے۔ لیکن ہائے افسوس! گھر میں عورتیں 'سلیپنگ ڈریس' یا کام کاج کے ملبوسات میں گزارا کرتی ہیں اور بھیڑیا صفت بازاری انسانوں کے سامنے مکمل میک اپ کر کے۔ یہی معاملہ مہندی، شادی اور ولیمہ کے ''فنکشنز'' کا ہے۔ میرا ارادہ رنگ میں بھنگ ڈالنے کا نہیں ہے، لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ جس مجلس میں غیر محرموں کے ساتھ اختلاط کا خطرہ ہو، نامکمل ملبوسات کی وجہ سے جسم کے بعض حصوں پر غیر ارادی طور پر نگاہ پڑنے کا بھی اندیشہ ہو، ایسی عورتوں نے ان محفلوں میں بھی جانے کے بارے میں کبھی نبی کریم ﷺ کی ارشاداتِ عالیہ کا سہارا لیا ہے؟

عصر حاضر کی ایک بڑی مصیبت دلہن کی تیاری اور اس کی نمائش ہے، عورت اپنی زندگی میں سب سے زیادہ حسن دلہن کی صورت میں پیش کرتی ہے، لیکن اس دن فلم میکر کیا، ویٹر کیا، غیر محرم کیا، ایرا غیرا کیا، نتھو پھتو کیا، ہر کسی کو اسے بغور دیکھنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اور عورتوں کے لیے مساجد میں نہ جانے کو مناسب سمجھنے والے غیرت مند سربراہانِ خاندان بھی وہاں موجود ہوتے ہیں، لیکن چپ سادھ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ (ہائے شریعتِ مطہرہ کی مظلومیت!) ایسے لگتا ہے کہ اگر انھوں نے اس رواج کی مخالفت کی تو زمین و آسمان کی ترتیب بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عزتیں محفوظ کرنے کی توفیق دے اور ہماری حرمتوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

حکمت و دانائی سے بدرجۂ اتم متصف محمد ﷺ ایسی شریعت لے کر آئے، جس میں اعتدال اور میانہ روی ہے۔ اگر اس شریعت نے نمازِ باجماعت کے ثواب کو دیکھ کر، جماعت کے بہانے زیادہ ذکر کر لینے کو مدنظر رکھ کر، مسجد کی طرف چل کر جانے کے اجر کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اور کئی دوسرے امور کی وجہ سے عورتوں کے لیے مساجد میں جانے کو برداشت کیا ہے تو اسی شریعت نے ان کی پردہ نشینی کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کے لیے گھر کی چار دیواری کو بہتر سمجھ کر گھروں میں ہی نماز پڑھنے کو بھی افضل قرار دیا ہے۔ جس پیغمبر نے اپنے خیر و برکت والے زمانے میں عورتوں کو گھروں کے مخفی حصوں میں نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے، اسی نبی کے عہدِ مبارک میں اور اسی کی اقتدا میں فجر و عشاء سمیت تمام نمازیں پڑھنے کے لیے عورتیں بکثرت مسجد میں آیا کرتی تھیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ کوئی مسلک اس مسئلے کو اپنا امتیاز نہ سمجھے کہ عورتوں کو ہر صورت میں مسجد میں جانا چاہیے یا ان پر اس سلسلے میں سخت پابندی لگا دینی چاہیے۔ شریعت نے دونوں راہیں ہمارے سامنے رکھ دی ہیں، حالات کو ملحوظِ خاطر رکھ کر کسی ایک صورت کی مخالفت کیے بغیر دوسری صورت کو وقتی طور پر زیادہ مناسب سمجھا جا سکتا ہے۔ مسجد میں ان کو جگہ فراہم کرنی چاہیے کہ اگر وہ اس رخصت پر عمل کرنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ کر سکیں۔ اسی طرح مخصوص مسلک والے لوگ

بھی مختلف وجوہات پیش کر کے عورتوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے سے سختی سے روکتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کے گھروں میں بسنے والی عورتیں حج وعمرہ کے لیے سفر نہیں کرتیں؟ شادی کی دعوتوں کے لیے دور دور کے سفر نہیں کرتیں؟ کیا وہ دوسرے لوگوں کے غموں میں شریک نہیں ہوتیں؟ کیا وہ خریداری کے لیے بازار نہیں جاتیں؟ کیا وہ آج کل درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کے سلسلے میں مدارس و مساجد اور پارکوں میں نہیں جاتیں، کیا وہ کھیتوں، سکولوں اور دوسرے اداروں میں کام نہیں کرتیں؟

6 ..... بَابُ مَنْعِهِنَّ مِنَ الْخُرُوْجِ إِذَا خَشِيَ مِنْهُ الْفِتَنَ

جب فتنوں کا اندیشہ ہو تو عورتوں کو مسجد میں نہ جانے دینے کا بیان

وَفَضْلِ صَلَاتِهِنَّ فِي بُيُوْتِهِنَّ

اور گھروں میں ان کی نماز کی فضیلت کا بیان

(٢٤٩٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ؓ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي.)) قَالَ: فَأَمَرَتْ، فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٧٦٣٠)

”سیدّنا ابوحمید ساعدی ؓ کی بیوی سیدہ ام حمید نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہے، لیکن تیرا (اپنی مخصوص) اقامت گاہ میں نماز پڑھنا (عام) کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور (عام) کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری اس مسجدِ (نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“ پھر اس عورت نے حکم دیا اور گھر کے ایک دور والے کونے اور اندھیرے والی جگہ میں ایک مسجد بنائی گئی، وہ اسی میں نماز پڑھتی تھی، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی۔“

(٢٤٩٨) تخريج: ...... حديث حسن۔ أخرجه ابن حبان: ٢٢١٧، وابن خزيمة: ١٦٨٩، وابن ابی شيبة: ٢/ ٣٨٤ (انظر: ٢٧٦٣٠)

(٢٤٩٩) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﵂ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ.)) (مسند احمد: ٢٧٠٧٧)

''سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کی مخفی ترین جگہ ہے''۔

(٢٥٠٠) عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلًى لِأَبِي رُهْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﵁ أَنَّهُ لَقِيَ امْرَأَةً فَوَجَدَ مِنْهَا رِيْحَ إِعْصَارٍ طَيِّبَةً، فَقَالَ لَهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ: اَلْمَسْجِدَ تُرِيْدِيْنَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ فَيَقْبَلُ اللّٰهُ لَهَا صَلَاةً حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْهُ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.)) فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي۔ (مسند احمد: ٧٩٤٦)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک عورت کو ملے اور اس سے بڑی اچھی اور تیز اڑنے والی خوشبو محسوس کی، سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے اس سے پوچھا: کیا تو مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو نے اسی لیے خوشبو استعمال کی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد کے لیے خوشبو لگاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ غسلِ جنابت کی طرح کا غسل نہ کر لے۔'' اس لیے تو چلی جا اور غسل کر لے''

(٢٥٠١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ يَرْفَعُهُ) ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا مُتَطَيِّبَةً تُرِيْدُ الْمَسْجِدَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهَا صَلَاةً حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ مِنْهُ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.)) (مسند احمد: ٧٣٥٠)

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد جانے کے لیے خوشبو لگاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں کرتا، جب تک وہ لوٹ کر غسلِ جنابت کی طرح کا غسل نہیں کر لیتی''۔

(٢٥٠٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدَنَّ عِشَاءَ الْآخِرَةِ)) (مسند احمد: ٨٠٢٢)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بخور استعمال کرے تو وہ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو''۔

شرح:...... خوشبو والی دھونی کو بخور کہتے ہیں۔

(٢٤٩٩) تخريج: ...... حديث حسن بشواهده أخرجه ابن خزيمة: ١٦٨٣، والحاكم: ١/ ٢٠٩، والبيهقي: ٣/ ١٣١، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ (٧٠٩) (انظر: ٢٦٥٤٢، ٢٧١٠٥)

تخريج: ...... حديث حسن، وهذا سند ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله أخرجه ابوداود: ٤١٧٤، وابن ماجه: ٤٠٠٢، والطيالسي: ٢٥٥٧ (انظر: ٧٣٥٦، ٧٩٥٩، ٩٧٢٧)

(٢٥٠١) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥٠٢) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٤٤ (انظر: ٨٠٣٥)

(۲۵۰۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَوْ رَأٰى حَالَهُنَّ الْيَوْمَ مَنَعَهُنَّ۔ (مسند احمد: ۲٤۹۱۰)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکا کرو، اور انھیں بھی چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کیے بغیر جائیں۔ ،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''اگر آپ ﷺ عورتوں کے آج کے حالات دیکھتے تو ان کو منع کر دیتے۔''

(۲۵۰٤) عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَوْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى مِنَ النِّسَاءِ مَا رَأَيْنَا لَمَنَعَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ كَمَا مَنَعَتْ بَنُوا إِسْرَائِيلَ نِسَاءَ هَا۔ قُلْتُ لِعَمْرَةَ: وَمَنَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ نِسَاءَ هَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۲۵۱۰۹)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کے وہ حالات دیکھ لیتے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں تو ان کو مسجدوں سے منع کر دیتے، جیسا کہ بنواسرائیل نے اپنی عورتوں کو روک دیا تھا۔ یحیی کہتے ہیں: میں عمرہ سے پوچھا کہ کیا واقعی بنواسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کیا تھا۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔''

شرح: ……ہم پہلے یہ گزارش کر چکے ہیں کہ اگر کسی مخصوص علاقے میں عورتوں کے لیے حالات انتہائی ناسازگار ہوں تو اس مسئلے میں ان کے ساتھ مصالحت اختیار کی جا سکتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ اس وقت کی عورتیں بناؤ سنگھار، عمدہ کپڑوں اور خوشبو وغیرہ کا استعمال کرنے لگ گئی تھیں۔ بہرحال جب رسول اللہ ﷺ اپنے عہد میں مساجد میں آتا ہوا دیکھ رہے تھے اور ان کو اجازت بھی دے رہے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کو مستقبل کے حالات کا علم تھا، لیکن اس کے باوجود منع نہیں کیا گیا، البتہ اس ضمن میں سارے قواعد وضوابط اور شروط و قیود کا تعین کر دیا گیا۔

قارئین کرام! شریعت نے جن پابندیوں کے ساتھ عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت دی ہے، ان کے لیے ان کی پاسداری ضروری ہے، وگرنہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں آنے کی مستحق نہیں رہیں گے۔ اس ضمن میں میں بھی یہ وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ بڑے عرصے سے مساجد کی امامت و خطابت کے ساتھ میرا تعلق ہے، میرے علم کے مطابق مسجد میں آنے کی وجہ سے کسی عورت کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا، جس کی وجہ سے اس پر پابندی لگانے کا سوچا جا سکے۔ بہرحال عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کر دی ہے۔

(۲۵۰۳) تخريج: ……مرفوعه صحيح لغيره، وقول عائشة صحيح أخرجه اسحاق بن راهويه: ۱۷۵۱، وقول عائشة أخرجه البخارى: ۸٦۹، ومسلم: ٤٤٥ (انظر: ۲٤٤۰٦، ۲٤٦۰۲)

(۲۵۰٤) تخريج: ……انظر الحديث السابق (انظر: ۲٤٦۰۲)

3 ..... بَابٌ فِيْ آدَابٍ تَتَعَلَّقُ بِخُرُوْجِهِنَّ وَصَلَاتِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ

عورتوں کے مسجد کے لیے نکلنے اور اس میں نماز پڑھنے کے آداب کا بیان

(٢٥٠٥) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي زَيْنَبُ الثَّقَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِذَا خَرَجَتْ إِحْدَاكُنَّ إِلَى الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا.)) (مسند احمد: ٢٧٥٨٧)

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عشاء کے لیے جائے تو وہ خوشبو نہ لگائے''۔

(٢٥٠٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْغَدَاةَ ثُمَّ يَخْرُجْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ لَا يُعْرَفْنَ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٥٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: عورتیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھی، جب وہ واپس جاتیں تو اپنی چادروں میں اس قدر لپٹی ہوتی تھیں کہ ان کو پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔''

(٢٥٠٧) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ نِسَاءً مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٩٧)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: بے شک مؤمن عورتیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتیں تھیں، وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، جب وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی ان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔''

(٢٥٠٨) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ ذَوِي حَاجَةٍ يَأْتَزِرُوْنَ بِهٰذِهِ النَّمِرَةِ فَكَانَتْ إِنَّمَا تَبْلُغُ أَنْصَافَ سُوْقِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذَالِكَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَعْنِي النِّسَاءَ فَلَا تَرْفَعْ

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ چونکہ مسلمان حاجت مند تھے، اس لیے وہ اس قسم کی (چھوٹی سی) دھاری دار چادر کا ازار باندھ لیتے تھے، جو تقریبا ان کی نصف پنڈلیوں تک پہنچتی تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، وہ اس وقت تک (سجدے سے) سر نہ اٹھائے جب تک ہم مرد لوگ اپنے سر نہ

(٢٥٠٥) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٤٣ (انظر: ٢٧٠٤٦، ٢٧٠٤٧)

(٢٥٠٦) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٣٧٢، ومسلم: ٦٤٥ (انظر: ٢٤٠٥١، ٢٤٠٩٦)

(٢٥٠٧) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥٠٨) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٨٥١ (انظر: ٢٦٩٤٧، ٢٦٩٤٨)

رَأْسَهَا حَتّٰى نَرْفَعَ رُؤُوْسَنَا كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلٰى عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ صِغَرِ أُزُرِهِمْ .)) (مسند احمد: ٢٧٤٨٧)

اٹھا لیں، (اس حکم کی یہ وجہ تھی کہ) آپ ﷺ کو یہ ناپسند تھا کہ عورتوں کی نگاہ مردوں کے ازار چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں پر پڑھ جائے گی۔''

(٢٥٠٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَاقِدِيْ أُزُرِهِمْ عَلٰى رِقَابِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ، فَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔ (مسند احمد: ٢٣١٩٨)

''سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مرد حضرات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، انھوں نے بچوں کی طرح اپنے ازار گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے، اس لیے عورتوں کو کہا جاتا کہ وہ (سجدوں سے) سروں کو نہ اٹھایا کریں، جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں۔''

شرح: ...... قارئین کرام! کتنی اہم بات ہے کہ یہ خدشہ بھی تھا کہ عورت کی نگاہ مرد کی شرمگاہ پر پڑھ سکتی ہے، لیکن اس کے باوجود ان کے وجود کو برداشت کیا گیا، البتہ ان کو اس وجہ سے ایک نئے حکم کا پابند رہنے کا کہا گیا۔

(٢٥١٠) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَتَ مَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٢٣)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب عورتیں فرض نمازوں سے سلام پھیرتیں تو (واپسی کے لیے) اٹھ کھڑی ہوتیں، لیکن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد حضرات، جب تک اللہ چاہتا، بیٹھے رہتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو وہ سارے کھڑے ہو جاتے تھے۔''

شرح: ...... صحیح بخاری کی روایت میں امام زہری نے اس بیٹھک کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، بہرحال میرا خیال یہ ہے کہ اس بیٹھک کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں، مردوں سے پہلے چلی جائیں اور مرد ان کو نہ دیکھ سکیں۔ دیکھیں کہ آپ ﷺ نے مرد وزن کے اختلاط کو روکنے کے لیے کیسی تدبیر کی ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ مسلم خواتین کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ مخلوط نظام تعلیم درست ہے، لیکن اس ضمن میں آپ ﷺ نے عورتوں کو تحفظ دینے کے لیے جو قواعد وضع کیے ہیں، ان کی پابندی نہایت ضروری ہے، وگرنہ اس اختلاط کی وجہ سے مسلم قوم میں جو فساد اور تعلیم کا جو ستیاناس ہوگا، وہ اب غیرت مند اور سمجھدار لوگوں سے اوجھل نہیں رہا۔

(٢٥٠٩) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٣٦٢، ٨١٤، ١٢١٥، ومسلم: ٤٤١ (انظر: ١٥٥٦٢، ٢٢٨١٠)

(٢٥١٠) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٨٦٦ (انظر: ٢٦٦٨٨)

4 ..... بَابُ فَضْلِ الْمَسْجِدِ الْاَبْعَدِ وَكَثْرَةِ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ

دور والی مسجد کی اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنے کی فضیلت کا بیان

(٢٥١١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْأَبْعَدُ فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَفْضَلُ أَجْرًا)) (مسند احمد: ٨٦٠٣)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجد سے سب سے زیادہ دُور والے، پس سب سے زیادہ دور والے اجر وثواب میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں“۔

(٢٥١٢) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي كَثْرَةِ خُطَا الرَّجُلِ إِلَى الْمَسْجِدِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: هَمَمْنَا أَنْ نَنْتَقِلَ مِنْ دُوْرِنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لِقُرْبِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((لَا تُعْرُوا الْمَدِيْنَةَ، فَإِنَّ لَكُمْ فَضِيْلَةً عَلَى مَنْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةٌ.)) (مسند احمد: ١٤٦٦٦)

”ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیّدنا جابر ؓ سے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کو مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانے والے آدمی کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے خود مسجد کے قرب کی خاطر اپنے گھروں سے مدینہ میں منتقل ہونا چاہا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ڈانٹا اور فرمایا: ”مدینہ (کی اطراف) کو خالی نہ چھوڑو، بے شک مسجد کے پاس رہنے والوں کی بہ نسبت ہر ایک قدم کے بدلے تمہارے لیے ایک ایک درجہ کی فضیلت ہے۔“

(٢٥١٣) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ.)) (مسند احمد: ١٤٦٢٠)

”(دوسری سند) سیّدنا جابر ؓ کہتے ہیں: مسجد کے ارد گرد کچھ جگہ خالی ہوگئی، اس لیے بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنوسلمہ! اپنے گھروں کو لازم پکڑو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔“

(٢٥١١) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عبد الرحمن بن مهران في عداد المجهولين أخرجه ابوداود: ٥٥٦، وابن ماجه: ٧٨٢ (انظر: ٨٦١٨، ٩٥٣١)

(٢٥١٢) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٦٥ (انظر: ١٤٥٦٦، ١٤٦١١)

(٢٥١٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥١٤) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَرِهَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي سَلِمَةَ! أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَقَامُوا۔ (مسند احمد: ١٢٠٥٦)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے، اس میں اس طرح کے الفاظ ہیں: جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی، جبکہ آپ نے مدینہ (کی اطراف) کے خالی ہو جانے کو ناپسند کیا، تو ان کو فرمایا: ''بنوسلمہ! کیا تم مسجد کی طرف اپنے (قدموں کے) نشانات میں (اللہ تعالیٰ سے) ثواب کی امید نہیں رکھتے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر وہ اسی جگہ پر ٹھہرے رہے۔''

(٢٥١٥) عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ لَاأَعْلَمُ رَجُلًا كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مَنْزِلًا أَوْ قَالَ: دَارًا مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: قَالَ: فَكَانَ يَحْضُرُ الصَّلَوَاتِ كُلَّهُنَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ) فَقِيْلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا فَرَكِبْتَهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلُمَاتِ؟ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ دَارِي أَوْ قَالَ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيْثُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنْزِلِي أَوْ قَالَ دَارِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ؟)) قَالَ: أَرَدْتُّ أَنْ يُكْتَبَ إِقْبَالِي إِذَا أَقْبَلْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي۔ قَالَ: ((أَعْطَاكَ اللّٰهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ، أَوْ أَنْطَاكَ اللّٰهُ مَا احْتَسَبْتَ أَجْمَعَ.)) (مسند احمد: ٢١٥٣٣)

''سیّدنا ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں: مدینہ میں ایک آدمی تھا، میرے علم کے مطابق اس کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا، لیکن وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام نمازوں میں حاضر ہوتا تھا، اس سے کسی نے کہا: اگر تم گدھا خرید لو اور سخت گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہو کر آ جایا کرو؟ لیکن اس نے کہا: میں تو اس چیز پر خوش نہیں ہوں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ جب یہ ساری بات کا رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''یہ تو نے کہا کہ میں تو اس چیز پر بھی خوش نہیں ہوں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، اس سے تیری مراد کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی میرا مقصد یہ ہے کہ جب میں مسجد کی طرف آؤں تو میرا آنا اور جب میں اپنے گھر کی طرف واپس جاؤں تو میرا واپس جانا لکھا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ سارا کچھ تجھے عطا کر دیا۔'' یہ فرمایا: ''تجھے جس ثواب کی امید تھی، اللہ تعالیٰ نے وہ سارا تجھے عطا کر دیا''۔

شرح: ...... ''أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ'' (نماز باجماعت کے بارے میں ابواب) کے پہلے باب میں مسجد کی

(٢٥١٤) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٦٥٥، ٦٥٦، ١٨٨٧ (انظر: ١٢٠٣٣)

(٢٥١٥) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٦٣ (انظر: ٢١٢١٤)

طرف چل کر آنے کی فضیلت پر دلالت کرنے والی احادیث بھی گزر چکی ہیں، یہ صحابۂ کرام کی رغبت تھی کہ نماز باجماعت کی خاطر مسجدوں کے قریب منتقل ہونے کو پسند کرتے تھے، اور بلندیٔ درجات کی خاطر مسجد کی طرف آتے وقت عام معمول سے ہٹ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے۔ آج کل لوگوں کے پاس سائیکل، موٹر سائیکل اور موٹر کار وغیرہ کی شکل میں آمد و رفت کے مختلف اور تیز ذرائع موجود ہیں، لیکن مجال نہیں کہ ہم اِن کو استعمال کر کے بروقت مسجدوں میں پہنچ جائیں اور نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔

قارئین کرام! اصل مسئلہ پاکیزہ عزم کا ہے، نہ کہ وسائل و ذرائع کا، جس کے عزم میں پاکیزگی اور خلوص ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ ہر عمل کو اتنا آسان کر دیتے ہیں کہ اس عمل کو ترک کرنے میں اسے تکلیف اور بے چینی محسوس ہوتی ہے۔

5 ..... بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْجَمَاعَةِ بِالسَّكِيْنَةِ

سکون کے ساتھ جماعت کی طرف چلنے کی فضیلت

(٢٥١٦) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَلٰكِنِ ائْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔ (وَفِی رِوَايَةٍ أُخْرٰی) ((فَاقْضُوا)) بَدَلَ قَوْلِهِ ((فَأَتِمُّوا)) (مسند احمد: ٧٢٤٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی کر دی جائے تو دوڑ کر نہ آیا کرو، بلکہ اس حال میں آؤ کہ تم پر سکون اور وقار ہو اور (امام کے ساتھ) جتنی نماز مل جاؤ، وہ پڑھ لو اور جتنی رہ جائے، وہ بعد میں پوری کر لو۔'' ایک روایت میں ((فَأَتِمُّوا)) کی بجائے ((فَاقْضُوا)) کے الفاظ ہیں، (دونوں کا معنی ایک ہی ہے)۔''

شرح: ...... اکثر روایات میں کے ((فَأَتِمُّوا)) کے اور کم روایات میں ((فَاقْضُوا)) کے الفاظ ہیں، اور مؤخر الذکر لفظ کا ایک معنی ادا کرنے کے بھی ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ (سورۂ جمعه: ١٠) (اور جب نماز ادا کر لی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ)، دوسری بات یہ ہے کہ دونوں احادیث کا مخرج ایک ہے، اس لیے ((فَاقْضُوا)) کے الفاظ سے یہ استدلال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ تاخیر سے آنے والا مقتدی، امام کے ساتھ جو نماز پائے گا، وہ امام کی ترتیب کے مطابق اس کی آخری رکعات ہی ہوں اور جماعت ختم ہونے کے بعد وہ پہلی رکعات ادا کرے گا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ امام کی دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں ملنے والا مقتدی شروع سے ہی اپنی رکعات کی ترتیب کا خیال رکھے گا، درج ذیل تین نکات کا یہی تقاضا ہے:

(١) اصل قانون یہی ہے کہ ہر کوئی شروع سے اپنی رکعات کو شمار کرے، اس کی مخالفت کرنے والا واضح دلیل پیش کرے، جبکہ امام اور مقتدی کی نیت میں فرق بھی ہو سکتا ہے۔

(٢) تاخیر سے آنے والے پر واجب ہے کہ وہ رہ جانے والی رکعتیں پوری کرنے کے بعد آخری تشہد پڑھے، اگر

(٢٥١٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٠٢ (انظر: ٧٢٥٠، ٨٩٦٤)

امام کی آخری رکعات اِس کی بھی آخری نماز ہوتی تو تشہد پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

(٣) ابن منذر نے یہ دعوی کیا ہے کہ علمائے امت کا اس حقیقت پر اجماع و اتفاق ہے کہ تکبیرِ تحریمہ پہلی رکعت میں ہی ہوگی، اس لیے ضروری ہے کہ تاخیر سے آنے والا مقتدی پہلی رکعت سے ہی اپنی نماز کا آغاز کرے۔ معلوم ہوا کہ تاخیر سے آنے والا مقتدی پہلی رکعت سے ہی اپنی نماز کا آغاز کرے گا، اگر چہ وہ امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو، جمہور اہل علم کی بھی یہی رائے ہے۔

(٢٠١٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) فَصَلُّوا مَا أَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوا مَا سَبَقَكُمْ. (مسند احمد: ٨٩٥١)

''(دوسری سند) اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ آخری الفاظ اس طرح ہیں: ''جو پالو اسے پڑھ لو اور جو تم سے سبقت لے جائے اس کو بعد میں پورا کرلو۔''

(٢٠١٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ، فَلَمَّا صَلّٰى دَعَاهُمْ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكُمْ؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا، إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سُبِقْتُمْ فَأَتِمُّوْا.)) (مسند احمد: ٢٢٩٨٢)

''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کے حرکت کرنے کی آواز سنی، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو ان کو بلایا اور پوچھا: ''تم کو کیا ہوگیا تھا؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز کی طرف جلدی کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کیا کرو، جب تم نماز کی طرف آؤ تو سکون اور وقار کو لازم پکڑو، جو حصہ (باجماعت) پالو اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے، اسے (بعد میں) پورا کرلو۔''

(٢٠١٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْعٰى فَانْتَهٰى وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ أَوِ انْبَهَرَ فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى الصَّفِّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ؟)) فَسَكَتَ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز کھڑی کردی گئی، ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، جب وہ مسجد میں پہنچا، تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا، جب وہ صف میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ" (ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریف)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو پوچھا:

(٢٠١٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٠١٨) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٣٥، ومسلم: ٦٠٣ (انظر: ٢٢٦٠٨)

(٢٠١٩) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه مسلم: ٦٠٠ دون قوله: ((اذا جاء احدكم ......)) وأخرجه ابوداود: ٧٦٣، والنسائى: ٢/ ١٣٢ (انظر: ١٢٠٣٤، ١٢٧١٣، ١٣٦٤٥)

الْقَوْمُ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ؟ فَإِنَّهُ قَالَ خَيْرًا أَوْ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا.)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَسْرَعْتُ الْمَشْيَ فَانْتَهَيْتُ إِلَى الصَّفِّ فَقُلْتُ الَّذِيْ قُلْتُ، قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا.)) ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَمْشِ عَلٰى هِيْنَتِهِ فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ وَلْيَقْضِ مَا سَبَقَهُ.)) (مسند احمد: ١٢٠٥٧)

’’کون تھا تم میں کلام کرنے والا؟‘‘ لوگ خاموش رہے، آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ’’کون تھا یہ کلام کرنے والا؟ اس نے اچھی بات ہی کہی ہے، کوئی حرج والی بات نہیں تھی۔‘‘ اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تیزی سے چل کر آیا تھا، جب صف میں کھڑا ہوا تو میں نے یہ کلمات کہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’میں نے بارہ فرشتے دیکھے، وہ اس کی طرف لپک رہے تھے کہ کون ان کلمات کو (پہلے) اوپر لے کر جائے۔‘‘ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی نماز کی طرف آئے تو اپنی عادت کے مطابق چل کر آئے، جو نماز پا لے اسے پڑھ لے اور جو رہ جائے، اس کو (بعد میں) ادا کر لے۔‘‘

(٢٥٢٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) ؓ قَالَ: اِمْشُوْا إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ مِنَ الْهُدٰى وَسُنَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٢٤٢)

’’سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا: مسجد کی طرف چل کر آیا کرو، یہی عمل آپ ﷺ کی سیرت اور سنت ہے۔‘‘

(٢٥٢١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَاحَ إِلٰى مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فَخَطْوَةٌ تَمْحُوْ سَيِّئَةً وَخَطْوَةٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً ذَاهِبًا وَرَاجِعًا۔ (مسند احمد: ٦٥٩٩)

’’سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص جماعت والی مسجد کی طرف جاتا ہے تو اس کا ایک قدم ایک برائی کو مٹا دیتا ہے اور ایک قدم نیکی لکھ دیا جاتا ہے، (مسجد کی طرف) جاتے ہوئے بھی اور واپس لوٹتے ہوئے بھی۔‘‘

(٢٥٢٢) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَعْجَلْ أَحَدُكُمْ عَنْ طَعَامِهِ لِلصَّلَاةِ.)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ وَهُوَ يَتَعَشّٰى فَلَا

’’سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی آدمی نماز کے لیے اپنے کھانے سے جلدی نہ کرے۔‘‘ نافع کہتے ہیں: جب سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ اس حال میں اقامت سنتے کہ وہ رات کا کھانا کھا

(٢٥٢٠) تخريج: ...... اسناده ضعيف لابهام شيخ الاعمش (انظر: ٤٢٤٢)

(٢٥٢١) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا سند ضعيف لضعف ابن لهيعة، وحيى بن عبد الله مختلف فيه أخرجه ابن حبان: ٢٠٣٩ (انظر: ٦٥٩٩)

(٢٥٢٢) تخريج: ...... أخرج بنحوه البخاري: ٦٤٦٣، ٥٤٦٤، ومسلم: ٥٥٩ (انظر: ٤٧٨٠، ٥٨٠٦)

يَعْجَلُ۔ (مسند احمد: ٤٧٨٠)

رہے ہوتے تو وہ (کھانے سے) جلدی نہیں کرتے تھے۔“

شرح: ......اس میں شریعت کا کیا مقصود ہے کہ ہم سکون، وقار، سنجیدگی اور ٹھہراؤ کے ساتھ مسجد کی طرف چل کر جائیں؟ جب تک ہم روحِ نماز کو نہیں سمجھیں گے، اس وقت تک ہم اِس حکم کا مقصد نہیں سمجھ سکتے۔ قارئین کرام! کتنی حیرانی کی بات ہے کہ کھانے پینے اور قضائے حاجت جیسی جسم کی ضروریات کو نماز پر مقدم کیا گیا، کیا اس کی وجہ یہی نہیں کہ جب بندہ نماز میں داخل ہو تو وہ اپنے تصورات و خیالات کو یکجا کر کے ساری صلاحیتیں نماز کے حسن پر صرف کر دے۔ تاخیر سے آنے والے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ امام رکوع کرنے والا ہے تو وہ دوڑ کر یا تیز چل کر نماز میں شامل ہوتے ہیں اور جلدی سے فاتحہ شریف کی تلاوت یوں مکمل کر کے رکوع میں شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے ان کے منہ میں انتہائی گرم کھانے کا بڑا سا لقمہ آ گیا ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے نزدیک رکوع ملنے سے رکعت پوری ہو جاتی ہے، وہ مسجد میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں اور امام رکوع کے لیے ”اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ کہہ رہا ہوتا ہے، وہاں سے یہ نیت کے بناوٹی کلمات کہتے ہوئے دوڑ لگا کر رکوع میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی نظر صرف نماز کی مقدار پر ہوتی ہے کہ ایک رکعت بچ جائے، یہ بیچارے معیار کی فکر کرنے سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔

کیا اِن جلد بازوں کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہو کر عظیم ہستی سے ہم کلام ہو رہے ہیں، کیا یہ لوگ کائنات کے پالنہار سے گفتگو کے آداب سے غافل ہیں، جب یہی لوگ کسی بڑے چودھری صاحب سے ہم کلام ہوتے ہیں تو ان کی گفتگو بڑی جچی تلی ہوتی ہے، سنجیدگی نظر آتی ہے، باتوں میں ٹھہراؤ ہوتا ہے، منہ کا ایک سٹائل ہوتا ہے، شخصیت پر تکلف نظر آتی ہے۔ لیکن جب محسنِ عظیم کے دربار میں جھکنے کی باری آتی ہے تو جلد بازی اور بے توجہی، ایسا کیوں؟

4..... بَابُ مَنْ مَشٰی اِلَی الْجَمَاعَةِ کَمَا اُمِرَ فَسُبِقَ بِهَا کَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَکَهَا

جو شخص شرعی حکم کے مطابق جماعت کے لیے نکلا، لیکن اس سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو اس کے لیے اتنا ہی اجر ہوگا، جتنا اس جماعت کو پانے والے کو ملے گا

(٢٥٢٣) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا أَوْ حَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا.)) (مسند احمد: ٨٩٣٤)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر وہ (مسجد کی طرف) گیا، لیکن اس نے لوگوں کو پایا کہ وہ تو نماز پڑھ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو اس نماز میں حاضر ہونے والے کے برابر اجر عطا کرے گا اور یہ ان کے اجروں میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔“

(٢٥٢٣) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٦٤ (انظر: ٨٩٤٧)

شرح: …… بلا شک وشبہ اس حدیث کا تعلق پاکیزہ عزم سے ہے، اس سے مراد وہ نمازی ہے، جو کسی غفلت کے بغیر نماز کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے اور اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ وہ نماز باجماعت کو پا لے گا، لیکن صورتحال اس کے برعکس ہوتی ہے۔ ﴿وَفَضْلُ اللّٰهِ وَاسِعٌ﴾

(٢٥٢٤) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ إِذَا مَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ٩٩٣٢)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے، تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ اس حال میں آؤ کہ تم پرسکون اور وقار ہو، پھر جو پالو وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو، کیونکہ جب تم میں سے کوئی نماز کا ارادہ کرلیتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے''۔

شرح: …… آپ ﷺ نے وقار سے آنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نماز کے ارادے سے آنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں یوں سمجھا جاتا ہے کہ گویا وہ نماز میں ہی ہے۔

❁❁❁❁

(٢٥٢٤) تخریج: ……أخرجه مسلم: ٦٠٢ (انظر: ٧٢٣٠، ٩٩٣٠)

أَبْوَابُ الْأُمَامَةِ وَصِفَةِ الْأَئِمَّةِ وَأَحْكَامٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ

امامت کا بیان، اماموں کی صفات اوران سے متعلقہ مزید احکام

1 ..... بَابُ الْأُمَامُ ضَامِنٌ وَمَا جَاءَ فِيْ أُمَامَةِ الْفَاسِقِ

امام کے ضامن ہونے اور فاسق کی امامت کا بیان

(٢٥٢٥) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ (وَفِی لَفْظٍ أَمِيْنٌ)، اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ)) (مسند احمد: ٧١٦٩)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین ہوتا ہے، اے اللہ! تو اماموں کو ہدایت دے (یعنی ان کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق دے) اور مؤذنوں (سے ہوجانے والی کمی بیشی) کو معاف فرمادے''۔

شرح: ......''امام ضامن ہوتا ہے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے لوگوں کی نماز اوران کے لیے رکعات کی تعداد کی حفاظت کرنی ہوتی ہے، ایک رائے کے مطابق وہ اجتماعی دعا میں صرف اپنی ذات کو مخصوص نہیں کرسکتا، بلکہ اس نے اس میں لوگوں کو بھی شامل کرنا ہوتا ہے۔ ''مؤذن امین ہوتا ہے۔'' اس کا مفہوم واضح ہے کہ لوگوں کا نمازوں اور روزوں کے اوقات کے سلسلے میں سارا اعتماد مؤذن پر ہوتا ہے، مؤذن لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے منصب اور امانت سے غفلت مت برتیں۔

نماز، دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے، اس کی قبولیت اور عدمِ قبولیت یا اجر وثواب میں کمی بیشی کا امام کے ساتھ گہرا تعلق ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے عوام کے محبوب آدمی کو امامت کے لیے منتخب کرنے کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ لوگ امام کی جس قدر زیادہ عزت کریں گے، اسی قدر ان کو اس کی اقتدا میں نماز میں لطف محسوس ہوگا۔ یاد رہے کہ امامت و خطابت بنیادی طور پر کمائی کے ذرائع نہیں، بلکہ لوگوں کی خیر وفلاح کے اسباب ہیں، معاشرے میں بگاڑ اس وقت پیدا ہوگا

(٢٥٢٥) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لجهالة الرجل الذی روی عنه الاعمش أخرجه ابوداود: ٥١٧، والترمذی: ٢٠٧ (انظر: ٧١٦٩، ٧٨١٨)

جب مسجد کے وڈیرے امام کو اپنا ملازم اور امام اپنے آپ کو تنخواہ دار مولوی سمجھنے لگے گا۔ معاشرے کے افراد اس نکتے سے غفلت مت برتیں کہ ان کی نمازوں کا تعلق مسجد کے امام سے ہے اور امام اپنے اس عظیم منصب سے غافل نہ ہو جائے کہ وہ مسجد والوں کے لیے حق و باطل کا معیار اور ان کا ہادی و رہبر ہے۔ نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرنا، مقتدیوں کی صورتحال کو سامنے رکھنا اور امام کا اپنے آپ کو عوام کے لیے ان کی محبوب شخصیت ثابت کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں، جن کی پاسداری کرنا صرف اور صرف امام کے ذمے ہے۔ امام کو چاہئے کہ وہ عصبیت اور بے جا طرفداری میں آ کر تفرقہ بازی کا درس نہ دے، بلکہ تمام نمازی بھائیوں کی خوشی غمی میں شریک ہو اور اہل مسجد کے مابین کوئی جھگڑا پیدا ہونے کی صورت میں مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے اور کسی ایک فریق کی بے جا طرفداری نہ کرے۔

(٢٥٢٦) عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمَدَانِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ فِي سَفَرٍ وَمَعَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: اِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ مِنَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُمَّنَا، فَقَالَ: لَا، اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ الْوَقْتَ وَأَتَمَّ الصَّلَاةَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ١٧٤٣٨)

”ابوعلی ہمدانی کہتے ہیں: میں ایک سفر میں نکلا، ہمارے ساتھ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے، ہم نے ان سے کہا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، آپ اصحاب رسول میں سے ہیں، اس لیے آپ ہمیں امامت کرائیں، لیکن انھوں نے کہا: نہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جس نے لوگوں کی امامت کروائی اور صحیح وقت کا اہتمام کیا اور نماز کو مکمل طور پر ادا کیا، تو اس کو بھی ثواب ملے گا اور مقتدیوں کو بھی، اور جس نے ان امور میں کسی چیز کی کمی کی، تو اس کا گناہ اس امام پر ہوگا، نہ کہ مقتدیوں پر“۔

(٢٥٢٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُصَلُّوْنَ بِكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ٨٦٤٨)

”سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تم کو نماز پڑھائیں گے، اگر انھوں نے درست انداز میں نماز پڑھی تو تمہیں بھی ثواب ملے گا اور ان کو بھی، اور اگر انھوں نے غلطی کی تو تمہیں تو ثواب ملے گا اور ان پر گناہ ہوگا“۔

(٢٥٢٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَلَّكُمْ

”سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تم ایسے لوگوں کو پا لو جو نماز کو اس کے وقت

(٢٥٢٦) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٨٠ (انظر: ١٧٣٠٥)

(٢٥٢٧) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٩٤ (انظر: ٨٦٦٣)

(٢٥٢٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائى: ٢/ ٧٥، وابن ماجه: ١٢٥٥، وأخرج بنحوه مسلم: ٥٣٤ (انظر: ٣٦٠١)

سَتُدْرِكُوْنَ أَقْوَامًا يُصَلُّوْنَ صَلَاةً لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَإِذَا أَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوْتِكُمْ فِي الْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُوْنَ ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوْهَا سُبْحَةً)) (مسند احمد: ٣٦٠١)

سے ٹال کر پڑھیں گے، اگر واقعی ان کو پالو تو گھروں میں ہی اپنی پہچان کے مطابق وقت پر نماز پڑھ لینا، پھر ان کے ساتھ بھی ادا کر لینا اور اِس کو نفل سمجھ لینا۔“

شرح: ...... صحابۂ کرام کے دور میں ہی صاحبِ اقتدار لوگوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انھوں نے بعض نمازیں ان کا مکمل وقت نکل جانے کے بعد ادا کیں۔ ایسی صورت میں گھر میں ہی یا کہیں مخفی مقام پر وقت پر نماز ادا کر لی جائے اور اگر ایسے اماموں کی جماعت مل جائے تو نفلی نماز کی نیت سے اس میں بھی شرکت کر لی جائے، وگرنہ اہل حق کے لیے بڑا فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے۔

(٢٥٢٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهُ سَيَلِي أَمْرَكُمْ مِنْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ وَيُحْدِثُوْنَ بِدْعَةً وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا.)) قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِي إِذَا أَدْرَكْتُهُمْ؟ قَالَ: ((لَيْسَ يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ! طَاعَةٌ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ.)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَسَمِعْتُ أَنَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٣٧٩٠)

”سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک قریب ہے کہ تمہارے امور کے والی ایسے لوگ بن جائیں، جو سنت کو مٹائیں گے، بدعتوں کو زندہ کریں گے اور نماز کو اس کے وقت سے لیٹ کر دیں گے۔“ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں ان کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام عبد کے بیٹے! اللہ کی نافرمانی کرنے والے شخص کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔“ آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی۔“

شرح: ...... سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام زہرہ بنت عبد ود تھا، ان کی کنیت ام عبد تھی۔ اصل قانون یہی ہے کہ اگر اللہ اور رسول کی نافرمانی ہو رہی ہو تو کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ پچھلی حدیث میں آپ ﷺ نے اس نافرمانی سے بچنے کی ایک تدبیر بیان کر دی ہے کہ خفیہ طور پر وقت پر نماز ادا کر لی جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو، پھر ظالم حکمرانوں کے فتنہ سے بچنے کے لیے نفلی نماز کی نیت سے ان کے ساتھ شرکت کر لی جائے۔

(٢٥٢٩) تخريج: ...... اسناده حسن عند من يصحح سماع عبد الرحمن من ابيه عبد الله، وضعيف عند من يقول: انه لم يسمع من ابيه الا اليسير، فقد توفي ابوه وعمره ست سنوات أخرجه ابن ماجه: ٢٨٦٥ (انظر: ٣٧٩٠)

2 ..... بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

اس کا بیان کہ امامت کا زیادہ حق دار کون ہے

(۲۵۳۰) عَنْ أَبِی مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((یَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَإِنْ کَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْیَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ کَانَتْ هِجْرَتُهُمْ سَوَاءً فَلْیَؤُمَّهُمْ أَکْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا یُؤَمَّ الرَّجُلُ فِی أَهْلِهِ وَلَا فِی سُلْطَانِهِ وَلَا یُجْلَسْ عَلٰی تَکْرِمَتِهِ فِی بَیْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) (مسند احمد: ۱۷۲۲۷)

”ابومسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قوم کی امامت وہ آدمی کروائے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو، اگر وہ قراءت میں برابر ہوں، تو وہ شخص امامت کروائے جو ہجرت میں مقدم ہو، اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو وہ امامت کرائے جو عمر میں بڑا ہو، اور آدمی کے گھر میں اور اس کے اقتدار میں اس کی امامت نہ کروائی جائے اور اس کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ میں نہ بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔“

(۲۵۳۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِیْهِ) فَإِنْ کَانُوا فِی الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ۔ (مسند احمد: ۲۲۶۹۶)

”(دوسری سند) اس میں یہ یہ زائد ہے: ”اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امام کروائے“۔

(۲۵۳۲) (وَفِیْهِ أَیْضًا) وَلَا تَجْلِسْ عَلٰی تَکْرِمَتِهِ فِی بَیْتِهِ حَتّٰی یَأْذَنَ لَكَ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۲۷)

”(اور اس کے الفاظ یہ ہیں:) ”اور تو اس کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ میں نہ بیٹھ، الا یہ کہ وہ اجازت دے دے۔“

شرح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں یا جہاں بھی ایک امام کی اقتدا میں جماعت کا سلسلہ جاری ہو تو مختلف اور اہل علم مہمانوں کی موجودگی میں بھی وہی امام جماعت کرانے کا مستحق ہوگا، الا یہ کہ وہ کسی کو اجازت دے دے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو، اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کو زیادہ قرآن مجید یاد ہو، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۳۶۸) اور (۱۳۷۴) سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲۵۳۳) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((إِذَا کَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْیَؤُمَّهُمْ

”سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تین افراد ہوں تو ان میں سے ایک امامت

(۲۵۳۰) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٦٧٣ (انظر: ١٧٠٩٢)

(۲۵۳۱) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۵۳۲) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۵۳۳) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٦٧٢ (انظر: ١١١٩٠)

أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ.))
(مسند احمد: ١١٤٧٤)

(٢٥٣٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِلْقُرْآنِ.)) (مسند احمد: ١٢٦٩٤)

(٢٥٣٥) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ تَأْتِينَا الرُّكْبَانُ مِنْ قِبَلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَسْتَقْرِئُهُمْ فَيُحَدِّثُونَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا.))
(مسند احمد: ٢٠٩٦٣)

(٢٥٣٦) حدثنا عَبْدُاللهِ حَدَّثَنِيْ أَبِي ثَنَا سُرَيْجٌ وَيُونُسُ قَالَا ثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ، قَالَ: فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، فَقَالَ لَنَا: ((لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ)) وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَحِيمًا ((فَعَلَّمْتُمُوهُمْ.)) قَالَ سُرَيْجٌ وَأَمَرْتُمُوهُمْ أَنْ يُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا حِيْنَ كَذَا قَالَ يُونُسُ وَمُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٠٨٠٣)

کروائے اور ان میں زیادہ قراءت والا امامت کا زیادہ مستحق ہوگا۔“

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قوم کی امامت وہ شخص کرائے گا، جو ان میں قرآن کو زیادہ پڑھنے والا ہوگا۔“

”سیّدنا عمرو بن سلمۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمارے پاس قافلے آتے تھے، پس ہم ان سے پڑھتے تھے، انھوں نے ہمیں یہ بھی بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری امامت وہ کرائے تو تم میں قرآن مجید کو زیادہ پڑھنے والا ہو۔“

”سیّدنا مالک بن حویرث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نوجوان لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور تقریبا بیس راتیں قیام کیا، چونکہ آپ ﷺ رحم دل تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”اگر تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور انھیں حکم دو کہ وہ فلاں فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور وہ آدمی تمہاری امامت کرائے، جو تم میں بڑا ہو۔“

(٢٥٣٤) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الملك شيخ ابن جريج أخرجه عبد الرزاق: ٣٨١٠ (انظر: ١٢٦٦٥)

(٢٥٣٥) تخريج: ...... أخرجه مطولا البخاري: ٤٣٠٢ (انظر: ١٥٩٠٢)

(٢٥٣٦) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٦٣٠، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ومسلم: ٦٧٤ (انظر: ١٥٦٠١، ٢٠٥٢٩)

(۲۵۳۷، ۲۵۳۸)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ وَلِصَاحِبٍ لَهُ: ((اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيْمَا وَقَالَ مَرَّةً فَأَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.)) قَالَ خَالِدٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقِرَاءَةُ؟ قَالَ: اِنَّهُمَا كَانَا مُتَقَارِبَيْنِ۔ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ:) ((صَلُّوا كَمَا تَرَوْنِي أُصَلِّي)) (مسند احمد: ١٥٦٨٦)

”(دوسری سند) سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اور اس کے ساتھی کو فرمایا: ”جب نماز کا وقت آجائے، تو تم اذان دینا، پھر اقامت کہنا اور جو تم میں بڑا ہے، وہ جماعت کروائے گا۔ خالد کہتے ہیں: میں نے ابوقلابہ سے کہا: قراءت (کی بنا پر امام بنانے کا) مسئلہ کہاں گیا انہوں نے کہا: بیشک وہ دونوں (قراءت اور باقی علم میں) قریب قریب تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ”نماز اس طرح پڑھنا، جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

شرح: …… چونکہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس اکٹھے آئے اور بیس دن تک قیام کیا، اس لیے ان کا قراءت و سنت کا علم برابر تھا، لہٰذا عمر میں بڑے آدمی کو امامت کے لیے منتخب کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۲۵۳۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ فِي مَنْزِلِهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: تَقَدَّمْ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! فَإِنَّكَ أَقْدَمُ سِنًّا وَأَعْلَمُ، قَالَ: لَا، بَلْ تَقَدَّمْ أَنْتَ فَإِنَّمَا أَتَيْنَاكَ فِي مَنْزِلِكَ وَمَسْجِدِكَ فَأَنْتَ أَحَقُّ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ أَبُوْ مُوْسَى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: مَا أَرَدْتَّ إِلَى خَلْعِهِمَا؟ أَبِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ أَنْتَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الْخُفَّيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔ (مسند احمد: ٤٣٩٧)

”سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گیا، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا، انھوں نے مجھے کہا: ابوعبد الرحمٰن! آگے بڑھو (اور نماز پڑھاؤ) کیونکہ تم زیادہ عمر والے اور زیادہ علم والے ہو، لیکن میں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ خود آگے بڑھیں، کیونکہ ہم آپ کے پاس، آپ کے گھر اور آپ کی مسجد میں آئے ہیں، اس لیے آپ زیادہ حقدار ہیں، پس سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے جوتے اتار دیئے، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں نے کہا: آپ نے جوتے کیوں اتارے ہیں؟ کیا آپ وادیٔ مقدس میں ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزے اور جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔“

(۲۵۳۷، ۲۵۳۸) تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۵۳۹) تخريج: ……صحيح، لم يسمع ابو اسحاق السبيعى من علقمة، لكن تابعه ابو الاحوص، وسماع زهير من ابى اسحاق السبيعى بعد الاختلاط، لكنه متابع ايضا أخرجه مطولا ومختصرا ابن ماجه: ١٠٣٩، وابن ابى شيبة: ٢/ ٤١٧، والطبرانى فى "الكبير": ٩٢٦٢، وأخرجه مختصرا الطيالسى: ٣٩٥ (انظر: ٤٣٩٧)

شــــرح:...... ''کیا آپ وادیٔ مقدس میں ہیں؟'' اس سے سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کا مقصود اس آیت کی طرف اشارہ کرنا ہے: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ فَاِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (سورۂ طه: ۱۲) یعنی: ''پس تو اپنی جوتیاں اتار دے، کیونکہ تو پاک میدان طوی میں ہے۔'' موسی ؑ کو جوتیاں اتارنے کا حکم اس لے دیا گیا کہ اس میں تواضع کا اظہار اور شرف وتکریم کا پہلو زیادہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وادی کی پاکیزگی اس کا سبب ہو، جیسا کہ قرآن کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے، تاہم اس کے دو پہلو ہیں۔ یہ حکم وادی کی تعظیم کے لیے تھا یا اس لیے کہ وادی کی پاکیزگی کے اثرات ننگے پاؤں ہونے کی صورت میں موسی ؑ کے اندر زیادہ جذب ہو سکیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ان کے جوتے میں کسی گندگی کا اثر ہو، جیسا کہ آپ ﷺ نے نماز کے دوران جوتوں کے نجس ہونے کی وجہ سے انہیں اتار دیا تھا۔ رہا مسئلہ ہماری شریعت کا تو اس مسئلہ میں کثیر احادیث تواتر کی حد تک پہنچی ہیں کہ آپ ﷺ نے جوتوں میں نماز پڑھی ہے، بعض احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔ بلکہ درج ذیل حدیث کی روشنی میں ایسے کرنے کر آپ ﷺ کی حکم کی تعمیل سمجھنا چاہیے۔

سیّدنا شداد بن اوس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ، فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ.)) یعنی: ''یہودی لوگ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے، لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔'' (ابوداود: ٦٥٢)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے کہ سیّدنا ابو موسی ؓ کے جوتے اتارنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ جوتوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

(٢٥٤٠) عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُكْنَى أَبَا عَطِيَّةَ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ ؓ يَأْتِيْنَا فِي مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ، قَالَ: فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَقُلْنَا: تَقَدَّمْ، فَقَالَ: لَا، لِيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتّٰى أُحَدِّثَكُمْ لِمَ لَا أَتَقَدَّمُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ، وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ.)) (مسند احمد: ٢٠٨٠٦)

''ابوعطیہ کہتے ہیں: سیّدنا مالک بن حویرث ؓ ہمارے پاس ہماری جائے نماز میں آتے تھے اور باتیں کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت ہو گیا، ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھو اور (نماز پڑھاؤ)، لیکن انھوں نے کہا: نہیں، تمہارا اپنا کوئی آدمی آگے بڑھے، میں تم کو بیان کرتا ہوں کہ میں آگے کیوں نہیں بڑھ رہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جو آدمی دوسروں کی ملاقات اور زیارت کرنے کے لیے ان کے پاس آئے، وہ ان کو امامت نہ کرائے، بلکہ ان کا اپنا کوئی آدمی جماعت کرائے۔''

(٢٥٤٠) تخريج: ......المرفوع منه حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابى عطية أخرجه الترمذى: ٣٥٦ (انظر: ٢٠٥٣٢)

شرح: ...... حدیث نمبر (۲۵۳۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میزبان امام اجازت دے دے تو مہمان بھی جماعت کرواسکتا ہے۔ درج بالا روایات کا خلاصہ یہ ہے امامت کا اولین مستحق حکمران اور پھر گھر کا مالک ہے، اگر یہ اجازت دے دیں تو دوسرا آدمی بھی جماعت کرواسکتا ہے۔ ان کے بعد یہ درج ذیل ترتیب کا خیال رکھا جائے گا: جسے قرآن زیادہ یاد ہو، اس وصف میں برابری کی صورت میں جسے سنت کا علم زیادہ ہو، اس میں برابری کی صورت میں جس نے ہجرت پہلے کی ہو اور اگر لوگ اس صفت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ کسی گنہگار مسلمان کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، بہر حال حسبِ استطاعت ایسے شخص کو مستقل امام نہیں بنانا چاہیے۔ درج ذیل حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام پسندیدہ شخصیت کا حامل ہونا چاہیے، اس روایت سے امام کو اپنی حیثیت کا اندازہ لگالینا چاہیے:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثَلَاثَہ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْهُمْ صَلَاةً، مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، ......)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں فرماتے، ((ان میں سے ایک وہ شخص ہے)) جو (امامت کے لیے) کسی قوم کے آگے ہوتا ہے، لیکن وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں۔'' (ابوداود: ۵۹۳)

شرعی اعتبار سے امام کو چاہیے کہ وہ محبوب شخصیت کا حامل ہو، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقتدیوں کی نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت کے ساتھ امام کا گہرا تعلق ہے، اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آئی، وہ کچھ دیر تک آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرتی رہی، جب وہ واپس جانے لگی تو آپ ﷺ مسجد کے دروازے تک اس کے ساتھ آئے، وہاں سے دو انصاریوں کا گزر ہوا، انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور (چل دیئے)، لیکن آپ ﷺ نے (اپنی صفائی بیان کرنے کے لیے) فرمایا: ''ذرا ٹھیرو، یہ (میری بیوی) صفیہ ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبحان اللہ (بڑا تعجب ہے)، یہ بات ان پر بڑی گراں گزری۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ابن آدم کے خون کے مقامات تک پہنچ جاتا ہے، مجھے یہ خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل میں کوئی خیال ڈال دے۔'' (بخاری، مسلم)

یہ نبی کریم ﷺ تھے، جو صحابہ کرام کے حسنِ ظن کو برقرار رکھنے کے لیے اصل صورتحال کی وضاحت کر رہے ہیں۔ اس لیے قوموں کے مذہبی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ شکوک وشبہات سے دور رہیں اور معصیت و نافرمانی سے باز رہیں، تاکہ عوام الناس کو کسی قسم کا سوئے ظن نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ایک امام کو صرف اس وجہ سے معزول کر دیا تھا کہ اس نے قبلہ رخ تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی۔ (ابوداود)

3 ..... بَابُ أُمَامَةِ الْأَعْمٰى وَالصَّبِيِّ وَالْمَرْأَةِ بِمِثْلِهَا

نابینا آدمی اور بچے کی اور عورت کی عورتوں کی امامت کا بیان

(٢٥٤١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مَرَّتَيْنِ يُصَلِّي بِهِمْ وَهُوَ أَعْمٰى۔ (مسند احمد: ١٣٠٣١)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابن ام مکتوم ؓ کو مدینے پر دو دفعہ اپنا نائب مقرر کیا، وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، جبکہ وہ نابینا تھے۔''

(٢٥٤٢) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ ؓ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ جِئْتَ صَلَّيْتَ فِي دَارِيْ أَوْ قَالَ: فِي بَيْتِيْ لَاتَّخَذْتُ مُصَلَّاكَ مَسْجِدًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى فِي دَارِهِ أَوْ قَالَ فِي بَيْتِهِ "الحديث"۔ (مسند احمد: ١٢٨١٩)

''سیّدنا انس سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیّدنا عتبان بن مالک ؓ کی نظر ختم ہو گئی تھی، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں، تو میں اس جگہ کو مسجد بنا لوں۔ پس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس کے گھر میں نماز پڑھی۔''

شرح: ...... صحیح بخاری اور سنن نسائی کی روایت میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ سیّدنا عتبان ؓ اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے، جبکہ وہ نابینا تھے۔

(٢٥٤٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ ؓ قَالَ: كُنَّا عَلٰى حَاضِرٍ فَكَانَ الرُّكْبَانُ (وَفِي رِوَايَةٍ فَكَانَ النَّاسُ) يَمُرُّوْنَ بِنَا رَاجِعِيْنَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَدْنُوْ مِنْهُمْ فَأَسْمَعُ حَتّٰى حَفِظْتُ قُرْآنًا، وَكَانَ النَّاسُ يَنْتَظِرُوْنَ بِإِسْلَامِهِمْ فَتْحَ مَكَّةَ، فَلَمَّا فُتِحَتْ جَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِيْهِ فَيَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا وَافِدُ بَنِيْ فُلَانٍ، وَجِئْتُكَ بِإِسْلَامِهِمْ، فَانْطَلَقَ أَبِيْ بِإِسْلَامِ قَوْمِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:

''سیّدنا عمرو بن سلمہ ؓ کہتے ہیں: ہم ایسی جگہ پر سکونت پذیر تھے، جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوٹنے والے لوگ گزرتے تھے، میں ان کے قریب ہوتا اور ان سے سنتا تھا، حتیٰ کہ قرآن کا کافی حصہ مجھے یاد ہو گیا، اُدھر لوگ اسلام لانے کے لیے فتح مکہ کا انتظار کر رہے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آنے شروع ہو گئے، ایک آدمی آتا اور کہتا: میں بنو فلاں کا نمائندہ ہوں اور ان کے اسلام کی اطلاع دینے کے لیے آیا ہوں۔ میرے باپ بھی اپنی قوم کے اسلام کی خبر لے کر گئے، جب وہ اُن کی طرف لوٹے تو کہا کہ

(٢٥٤١) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٩٥، ٢٩٣١ (انظر: ١٢٣٤٤، ١٣٠٠٠)

(٢٥٤٢) تخريج: ...... حديث صحيح (انظر: ١٢٣٨٤، ١٢٧٨٨)

(٢٥٤٣) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٤٣٠٢ (انظر: ٢٠٣٣٣)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدِّمُوْا أَكْثَرَكُمْ قُرْآنًا .)) قَالَ: فَنَظَرُوْا، وَإِنَّا لَعَلٰى حِوَاءٍ عَظِيْمٍ، فَمَا وَجَدُوا فِيْهِمْ أَحَدًا أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي، فَقَدَّمُوْنِي وَأَنَا غُلَامٌ فَصَلَّيْتُ بِهِمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ وَكُنْتُ إِذَا رَكَعْتُ أَوْ سَجَدْتُ قَلَصَتْ فَتَبْدُوا عَوْرَتِي، فَلَمَّا صَلَّيْنَا، تَقُوْلُ عَجُوْزٌ لَنَا دُهْرِيَّةٌ: غَطُّوا عَنَّا إِسْتَ قَارِئِكُمْ، قَالَ: فَقَطَعُوْا لِي قَمِيصًا، فَذَكَرَ أَنَّهُ فَرِحَ بِهِ فَرَحًا شَدِيْدًا۔ (مسند احمد: ٢٠٥٩٩)

(٢٥٤٤) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُمْ وَفَدُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَنْصَرِفُوْا، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ يَؤُمُّنَا؟ قَالَ: ((أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ أَوْ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ .)) قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا جَمَعْتُ، قَالَ: فَقَدَّمُوْنِي وَأَنَا غُلَامٌ، فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ لِي، قَالَ: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَأُصَلِّي عَلٰى جَنَائِزِهِمْ إِلٰى يَوْمِي هٰذَا۔ (مسند احمد: ٢٠٥٩٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو اس کو امامت کے لیے آگے کرنا۔“ پس انھوں نے دیکھا (کہ کس کو امام بنانا چاہیے) جبکہ وہاں لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی. لیکن وہ ایسا آدمی نہ پا سکے، جو مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہوتا، اس لیے انہوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا اور میں ابھی لڑکا تھا۔ میں نے ان کو نماز پڑھائی اور مجھ پر ایک چادر تھی، جب میں رکوع یا سجدہ کرتا تو کپڑا اوپر اٹھ جاتا تو میری شرمگاہ ننگی ہونے لگتی، جب ہم نے نماز پڑھ لی تو بہت زیادہ عمر والی ایک بوڑھی عورت کہتی ہے: اپنے قاری کا سرین تو ہم سے ڈھانپ لو۔ پھر انہوں نے ایک کپڑا کاٹ کر میرے لیے قمیص بنائی، جس کی وجہ سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔“

”(دوسری سند) ان کے باپ کہتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، جب ہم نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری امامت کون کرائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں زیادہ قرآن یاد کرنے والا ہے۔“ سیّدنا عمرو بن سلمہ ؓ نے کہا: ہماری قوم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو اتنا قرآن یاد ہوتا، جتنا مجھے تھا۔ اس لیے انھوں نے مجھے آگے کر دیا، جبکہ میں ابھی لڑکا تھا، میں ان کی امامت کرواتا اور مجھ پر ایک چھوٹی سی چادر ہوتی تھی۔ میں جرم (ایک علاقہ کا نام) میں جس مجمع میں حاضر ہوتا تھا، تو ان کا امام ہوتا اور آج تک میں ہی ان کے جنازے پڑھاتا رہا ہوں۔“

شــــرح: …… بخاری، نسائی اور ابوداود کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب سیّدنا عمرو بن سلمہ ؓ نے امامت شروع کی تو ان کی عمر سات آٹھ برس تھی۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سن تمیز تک پہنچ جانے والا نابالغ بچہ امامت کروا سکتا ہے۔ بہر حال اس حقیقت کو وہی لوگ تسلیم کریں گے، جو آراء کو قرآن و حدیث پر مقدم نہ کرتے ہوں۔

(٢٥٤٤) تخريج: ……اسناده صحيح۔ أخرجه ابو داود: ٥٨٧، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٠٣٣٢)

(۲۰٤٥) عَنْ أَبِی نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَتْنِی جَدَّتِی عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِیِّ وَكَانَتْ قَدْ جَمَعَتِ الْقُرْآنَ وَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا وَكَانَ لَهَا مُؤَذِّنٌ وَكَانَتْ تَؤُمُّ أَهْلَ دَارِهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۸۲٦)

”سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے قرآن مجید یاد کیا ہوا تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کروایا کرے، پس اس کا ایک مؤذن تھا اور وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرواتی تھی۔“

شـــرح: ......عورتوں کا عورتوں کو جماعت کروانا درست ہے۔ سیدہ ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر تشریف لاتے تھے، آپ ﷺ نے اس کے لیے اذان دینے کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کروایا کرے۔ (ابوداود: ۵۹۲)

دارقطنی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”وَتَؤُمَّ نِسَاءَ هَا“ (اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کروایا کرے) اس حدیث کی شرح میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ثبت من هذا الحديث ان امامة النساء وجماعتهن صحيحة ثابتة من امر رسول الله ﷺ وقد أمت النساءَ عائشةُ رضی اللہ عنہا وأُمُّ سلمة رضی اللہ عنہا فی الفرض والتراويح۔ یعنی: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی امامت اور جماعت کروانا صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ثابت ہے، سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی فرض اور تراویح میں امامت کرواتی تھیں۔

تنبیہ: اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہو رہی کہ عورت، مردوں کی بھی امامت کرواسکتی ہے، کیونکہ ضروری نہیں کہ مؤذن جماعت میں بھی شریک ہوتا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ اَمَّتِ النَّسَاءَ فَتَقُوْمُ مِنْهُنَّ فِیْ الصَّفِّ۔ (ابن ابی شیبة: ۲/ ۸۹، حاکم: ۱/ ۲۰۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کرواتی تھیں اور ان کے ساتھ ہی صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

اِنَّهَا اَمَّتِ النِّسَاءَ فَقَامَتْ وَسْطَهُنَّ۔ (ابن ابی شیبة: ۲/ ۸۸)

انھوں نے عورتوں کی امامت کروائی اور ان کے ساتھ وسط میں کھڑی ہوئیں۔

المغنی (۳/ ۳۷) کے مصنف لکھتے ہیں: عورت کا دوسری عورتوں کو جماعت کروانا، اس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، امام عطاء، امام ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، امام اسحاق

(۲۰٤٥) تخریج: ......اسناده ضعيفة لجهالة جدة الوليد، شرح میں مذکورہ ابوداود کی روایت کی سند میں یہ راویہ نہیں ہے۔ أخرجه الدارقطنی: ۱/ ٤۰۳، والبيهقی فی ”معرفة السنن والآثار“: ٤/ ۲۳۰ (انظر: ۲۷۲۸۳)

13/3

اور امام ابوثور کا خیال یہ ہے کہ یہ مستحب عمل ہے، امام احمد اس رائے کے قائل ہیں کہ یہ جماعت مستحب نہیں ہے، جبکہ اہل الرائے نے اِس کو مکروہ سمجھا ہے، لیکن یہ بھی کہا کہ عورت اگر اس طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہے تو وہ نماز اسے کفایت کرے گی۔ اور امام شعبی، امام نخعی اور امام قتادہ کا خیال ہے کہ عورت نفلی نماز کی جماعت کرواسکتی ہے، نہ کہ فرضی نمازوں میں۔ درج بالا دلائل کی روشنی میں پہلی رائے درست معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

4 ..... بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْإِمَامُ مِنَ التَّخْفِيفِ

اس تخفیف کا بیان جس کا امام کو حکم دیا گیا ہے

تنبیه: ......قارئین کرام! آپ غور کے ساتھ نماز کی تخفیف پر مشتمل درج روایات کا مطالعہ کریں، یہاں فقاہت کی ضرورت ہے، ہم حدیث نمبر (۱۳۹۷) کے بعد فقہی بحث پیش کریں گے۔

(۲۵٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيْرَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَالصَّغِيْرَ بَدَلَ السَّقِيْمِ) وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ .)) (مسند احمد: ۱۰۳۱۱)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، ہاں جب کوئی آدمی اپنی علیحدہ نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔'' ایک روایت میں ''کمزور'' کی بجائے ''چھوٹے'' کا لفظ ہے۔''

(۲۵٤۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ ـ (مسند احمد: ۷٦٥٤)

''(دوسری سند) یہ بھی اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ''پس بے شک ان میں کمزور، بڑی عمر والے اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔''

(۲۵٤۸) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عُثْمَانُ! أُمَّ قَوْمَكَ، وَمَنْ أَمَّ الْقَوْمَ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ، فَإِذَا صَلَّيْتَ لِنَفْسِكَ فَصَلِّ كَيْفَ شِئْتَ)) (مسند احمد: ۱٦۳۸٥)

''سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عثمان! اپنی قوم کی امامت کرواؤ، (لیکن یاد رکھو کہ) جو کسی قوم کی امامت کروائے اسے چاہیے کہ وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند ہوتے ہیں، ہاں جب تو علیحدہ اپنی نماز پڑھے تو جیسے چاہے نماز پڑھ۔''

(۲۵٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۷۰۳، ومسلم: ٤٦٧ (انظر: ۱۰۳۰٦)

(۲۵٤۷) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۵٤۸) تخريج: ......أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ٤٦٨ (انظر: ۱٦۲۷٦)

(۲۵٤۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ آخِرُ شَيْءٍ عَهِدَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيَّ أَنْ قَالَ: ((تَجَوَّزْ فِي صَلَاتِكَ وَاقْدُرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ)) (مسند احمد: ۱۸۰۷۱)

”(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: آخری چیز، جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے پابند کیا، یہ تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”(امامت کے دوران) نماز میں تخفیف کر اور لوگوں میں اس بندے کا خیال رکھ جو سب سے زیادہ کمزور ہے، کیونکہ ان میں چھوٹے، بڑی عمر والے، کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔“

(۲۵۵۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) أَنَّ آخِرَ كَلَامٍ كَلَّمَنِي بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَعْمَلَنِي عَلَى الطَّائِفِ فَقَالَ: ((خَفِّفِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى وَقَّتَ لِي ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ وَأَشْبَاهَهَا مِنَ الْقُرْآنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۰۷۹)

”(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو طائف کا عامل بنایا تو سب سے آخر میں مجھے یہ بات ارشاد فرمائی: ”نماز کے معاملے میں لوگوں پر تخفیف کرنا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے میرے لیے سورۂ علق اور اس جیسی سورتوں کا تقرر کر دیا۔“

(۲۵۵۱) عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي لَأَتَأَخَّرُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَخَافَةَ فُلَانٍ يَعْنِي إِمَامَهُمْ قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ.)) (مسند احمد: ۱۷۱۹۲)

”سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے فلاں امام (کی لمبی قراءت کے) ڈر سے نماز فجر سے لیٹ ہوتا ہوں۔ میں نے اس دن رسول اللہ ﷺ کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے سخت غصے کی حالت میں دیکھا، آپ نے فرمایا: ”لوگو! تم میں سے بعض لوگ دوسروں کو متنفر کرنے والے ہیں، تم میں سے جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔“

(۲۵۵۲) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ (الطَّائِيِّ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ أَمَّنَا فَلْيُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَإِنَّ

”سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو شخص ہمیں امامت کرائے تو وہ رکوع و سجود کو مکمل کیا کرے، کیونکہ ہم میں کمزور،

(۲۵٤۹)تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷۹۱۰)

(۲۵۵۰)تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول، وقد روى هذا الحديث بالفاظ مختلفة متقاربة (انظر: ۱۷۹۱٦)

(۲۵۵۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۰، ۷۰۲، ۷۰٤، ۷۱۵۹، ومسلم: ٤٦٦ (انظر: ۱۷۰٦۵)

(۲۵۵۲) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۲/ ۵۵، والطبرانی فی "الكبير": ۱۷/ (۲۲۲) (انظر: ۱۸۲٦۱)

مِنَّا الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَالْمَرِيضَ وَالْعَابِرَ سَبِيلٍ وَذَا الْحَاجَةِ، هٰكَذَا كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٤٥٠)

بوڑھے، مریض، مسافر اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں، ہم اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔“

شرح: ......آخری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز باجماعت مختصر ہونی چاہیے، لیکن اس اختصار کی وجہ سے رکوع و سجود میں کوئی نقص پیدا نہیں ہونا چاہیے۔

5 ..... بَابُ قِصَّةِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه فِي تَطْوِيلِ الصَّلَاةِ بِالْمَأْمُومِينَ وَفِيهَا جَوَازُ انْفِرَادِ الْمَأْمُومِ لِعُذْرٍ

مقتدیوں کو لمبی نماز پڑھانے کے بارے میں سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قصہ اور عذر کی وجہ سے مقتدی کا اکیلے نماز پڑھنے کا جواز

(٢٥٥٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضي الله عنه يَؤُمُّ قَوْمَهُ فَدَخَلَ حَرَامٌ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَ نَخْلَهُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ لِيُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَى مُعَاذًا طَوَّلَ تَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ وَلَحِقَ بِنَخْلِهِ يَسْقِيهِ، فَلَمَّا قَضَى مُعَاذٌ الصَّلَاةَ قِيلَ لَهُ: إِنَّ حَرَامًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا رَآكَ طَوَّلْتَ تَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ وَلَحِقَ بِنَخْلِهِ يَسْقِيهِ، قَالَ: إِنَّهُ لَمُنَافِقٌ أَيَعْجَلُ عَنِ الصَّلَاةِ مِنْ أَجْلِ سَقْيِ نَخْلِهِ؟ قَالَ: فَجَاءَ حَرَامٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمُعَاذٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَسْقِيَ نَخْلًا لِي فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ لِأُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا طَوَّلَ تَجَوَّزْتُ فِي صَلَاتِي وَلَحِقْتُ بِنَخْلِي أَسْقِيهِ فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے، ایک دن حرام (بن ملحان) رضی اللہ عنہ (مسجد میں) داخل ہوئے، جبکہ وہ اپنی کھجوروں کو سیراب کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے، وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوئے، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نماز کو لمبا کر رہے ہیں تو انھوں نے مختصر سی نماز پڑھی اور اپنی کھجوروں میں جا کر ان کو پانی دینے لگ گئے۔ جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کی تو ان کو بتلایا گیا کہ حرام رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تھے، لیکن جب انہوں نے آپ کی طویل نماز دیکھی تو انہوں نے اختصار کے ساتھ اپنی نماز پڑھ لی اور کھجوروں کو پانی دینے کے لیے وہاں چلے گئے ہیں۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک وہ منافق ہے، کیا وہ کھجوروں کو پانی دینے کی خاطر نماز سے جلدی کرتا ہے! سیّدنا حرام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جبکہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی!

(٢٥٥٣) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البزار: ٤٨١، والنسائي في "الكبرى": ١١٦٧٤، والضياء في "المختارة": ٢٢٩٢ (انظر: ١٢٢٤٧)

عَلٰى مُعَاذٍ فَقَالَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ، لَا تُطَوِّلْ بِهِمْ، اِقْرَأْ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَنَحْوِهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۷۲)

میرا ارادہ کھجوروں کو پانی دینے کا تھا، لیکن میں پہلے مسجد میں آ گیا تا کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لوں۔ لیکن جب میں نے اِن کو دیکھا کہ یہ تو طویل نماز پڑھا رہے ہیں تو میں نے اختصار کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنی کھجوروں کو پانی دینے کے لیے وہاں چلا گیا، تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں منافق ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تو فتنہ باز ہے! کیا تو فتنہ باز ہے، ان کو لمبی نماز نہ پڑھایا کر اور سورۂ اعلی، سورۂ شمس اور ان جیسی سورتیں پڑھ لیا کر۔''

(۲۵۵٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةً الصَّلَاةَ وَقَالَ مَرَّةً الْعِشَاءَ، فَصَلّٰى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ قَوْمَهُ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلّٰى، فَقِيْلَ: نَافَقْتَ يَا فُلَانُ، قَالَ: مَا نَافَقْتُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا، وَإِنَّهُ جَاءَ يَؤُمُّنَا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَسَأَلَ: ((يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اِقْرَأْ بِكَذَ وَكَذَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو فَقَالَ أُرَاهُ قَدْ ذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۱٤۳۵۸)

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر وہاں سے لوٹتے اور ہمیں نماز پڑھاتے تھے، ایک روایت میں ہے: پھر وہ لوٹتے اور اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے، ایک رات نبی کریم ﷺ نے نمازِ عشاء کو مؤخر کر دیا۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ (عام عادت کے مطابق) نماز پڑھی، پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اور نماز میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی، (اس طویل قیام کی وجہ سے) ایک آدمی نے علیحدہ ہو کر نماز پڑھ لی۔ اس کہا گیا: او فلاں! تو تو منافق ہو گیا ہے، لیکن اس نے کہا: میں منافق نہیں ہوا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، پھر وہ یہاں سے واپس جا کر ہماری امامت کرواتے ہیں، ہم اونٹوں والے لوگ ہیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں، لیکن جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھانے لگے تو انھوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟ کیا تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہتا ہے؟

(۲۵۵٤) تخريج: ...... أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۷۰۵، ۷۱۱، ٦۱۰٦، ومسلم: ٤٦۵، وابوداود: ٦۰۰، ۷۹۰، والنسائي: ۲/ ۱۰۲ (انظر: ۱٤۱۹۰، ۱٤۳۰۷)

فلاں فلاں سورت پڑھ لیا کر۔'' ابوزبیر ((حدیث بیان کرتے ہوئے)) کہتے ہیں: تو سورۂ اعلی اور سورۂ لیل پڑھا کر۔ پھر ہم نے یہ بات عمرو بن دینار کے لیے ذکر کی، تو انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذکر کیا تھا۔''

شرح: ...... یہ حدیث اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ نفلی نماز پڑھنے والے امام کی اقتدا میں فرضی نماز پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی قوم ان کی اقتدا میں نمازِ عشاء پڑھتی تو وہ نفلی نماز کی نیت سے نماز پڑھا رہے ہوتے تھے۔

(٢٥٥٥)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَان) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِى أَبِى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجُ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِىَّ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ نَاضِحَان لَهُ وَقَدْ جَنَحَتِ الشَّمْسُ وَمُعَاذٌ يُصَلِّى الْمَغْرِبَ فَدَخَلَ مَعَهُ الصَّلَاةَ فَاسْتَفْتَحَ مُعَاذُ الْبَقَرَةَ أَوِ النِّسَاءَ، مُحَارِبٌ الَّذِى يَشُكُّ، فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلُ ذٰلِكَ صَلّٰى ثُمَّ خَرَجَ، قَالَ: فَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ، قَالَ حَجَّاجٌ يَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ أَوْ فَاتِنٌ فَاتِنٌ فَاتِنٌ!؟)) وَقَالَ حَجَّاجٌ: ((أَفَاتِنٌ أَفَاتِنٌ أَفَاتِنٌ، فَلَوْلَا قَرَأْتَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ فَصَلّٰى وَرَاءَكَ الْكَبِيْرُ وَذُوا الْحَاجَةِ وَالضَّعِيْفُ، أَحْسِبُ مُحَارِبًا الَّذِى يَشُكُّ فِى الضَّعِيْفِ۔ (مسند احمد: ١٤٢٣٩)

''(دوسری سند) سیّدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری آدمی آیا، اس کے ساتھ دو اونٹنیاں بھی تھیں، اُدھر سورج غروب ہو چکا تھا اور سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے، اس لیے وہ بھی نماز میں شامل ہو گیا، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی، جب اس آدمی نے یہ صورتحال دیکھی تو اس نے علیحدہ نماز پڑھ لی اور چلا گیا۔ جب اسے پتہ چلا کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے تو اس کی عیب جوئی کی (کہ وہ منافق ہے) تو اس نے یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟ معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟'' تو نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ جیسی سورتیں کیوں نہیں پڑھیں، وجہ یہ ہے کہ تیرے پیچھے بوڑھے، حاجت مند اور کمزور لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں۔''

(٢٥٥٥) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

شرح: ...... محارب راوی پر یہ اختلاف ہو رہا ہے کہ یہ عشاء کی نماز تھی یا مغرب کی، بہرحال صحیح یہی ہے کہ یہ عشاء کی نماز تھی۔ اور یہ تاویل بھی ممکن ہے عشاء کی نماز پر مجازی طور پر مغرب کا اطلاق کیا گیا ہے، لیکن ''سورج غروب ہو چکا تھا'' کے الفاظ اس تاویل کی اجازت نہیں دیتے۔

(٢٥٥٦) عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يُقَالُ لَهُ سُلَيْمٌ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَأْتِيْنَا بَعْدَ مَا نَنَامُ وَنَكُوْنُ فِي أَعْمَالِنَا بِالنَّهَارِ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَنَخْرُجُ إِلَيْهِ فَيُطَوِّلُ عَلَيْنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ! لَا تَكُنْ فَتَّانًا، إِمَّا أَنْ تُصَلِّيَ مَعِيَ وَإِمَّا أَنْ تُخَفِّفَ عَلٰى قَوْمِكَ.)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا سُلَيْمُ! مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: إِنِّي أَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَاللّٰهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَلْ تَصِيْرُ دَنْدَنَتِيْ وَدَنْدَنَةُ مُعَاذٍ إِلَّا أَنْ نَسْأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذَ بِهِ مِنَ النَّارِ، ثُمَّ قَالَ سُلَيْمٌ: سَتَرَوْنَ غَدًا إِذَا الْتَقَى الْقَوْمُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: وَالنَّاسُ يَتَجَهَّزُوْنَ إِلٰى أُحُدٍ فَخَرَجَ وَكَانَ فِي الشُّهَدَاءِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرِضْوَانُهُ عَلَيْهِ۔

(مسند احمد: ٢٠٩٧٥)

''معاذ بن رفاعہ انصاری، بنوسلمہ کے ایک سُلَیم نامی آدمی سے بیان کرتا ہے، وہ کہتا ہے: اے اللہ کے رسول! سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس (نمازِ عشاء پڑھانے کے لیے) اس وقت آتے ہیں، جب ہم سو چکے ہوتے ہیں، جبکہ دن میں ہم کاموں میں مصروف رہتے ہیں، پھر وہ اذان دیتے ہیں اور جب ہم نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں تو وہ لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تو فتنہ پیدا کرنے والا نہ بن، یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ ((اور واپس جا کر لوگوں کو نماز نہ پڑھا)) اور یا پھر اپنی قوم پر تخفیف کر۔'' پھر فرمایا: ''اے سلیم! تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟'' اس نے کہا: میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی قسم! میں آپ اور معاذ کے گنگنانے کی طرح نہیں گنگنا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا اور معاذ کی گنگناہٹ بھی یہی ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور آگ سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔'' پھر سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کل دیکھ لوگے جب ان شاء اللہ قوم دشمن سے ملے گی۔ اس وقت لوگ جنگِ احد کی تیاری کر رہے تھے۔ پھر وہ نکلا اور (اس دن کے) شہداء میں ہو گیا، اس پر اللہ کی رحمت اور اس کی رضامندی ہو۔''

(٢٥٥٦) تخریج: ...... صحیح لغیرہ، وھذا اسناد منقطع، معاذ بن رفاعۃ لم یسمع ھذا الحدیث من سلیم أخرجہ البخاری فی ''التاریخ الکبیر'': ٣/ ١١٠، والطحاوی فی ''شرح معانی الآثار'': ١/ ٤٠٩، والطبرانی فی ''الکبیر'': ٦٣٩١ (انظر: ٢٠٦٩٩)

(٢٥٥٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ ﵁ يَقُولُ: إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَقَرَأَ فِيهَا ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَفْرُغَ فَصَلَّى وَذَهَبَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ قَوْلًا شَدِيدًا، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَعْمَلُ عَلَى الْمَاءِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلِّ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٩٦)

”سیّدنا بریدہ اسلمی ﵁ کہتے ہیں: بیشک سیّدنا معاذ بن جبل ﵁ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی، اوراس میں ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ سورت کی تلاوت کی، ایک آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی کھڑا ہو گیا اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا، سیّدنا معاذ ﵁ نے اس کے متعلق بڑی سخت بات کی۔ وہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہا: میں نے پانی ڈھونے کا کام کیا، (اس لیے تھکا ہوا تھا اور اس طرح نماز پڑھ لی)۔ رسول اللہ ﷺ نے (سیّدنا معاذ ﵁ کو) فرمایا: ”تم سورۂ شمس جیسی سورتوں کے ساتھ امامت کروایا کرو۔“

شرح: …… اِن اور دیگر روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّدنا معاذ بن جبل ﵁ پہلے عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں پڑھتے تھے، پھر اپنی قوم کو جا کر نماز پڑھاتے تھے، ایک دن انھوں نے واپس جا کر نماز میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی، ایک صحابی اس طوالت کو برداشت نہ کر سکا اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا، آپ ﷺ نے اس آدمی کو معذور قرار دیا اور سیّدنا معاذ ﵁ کو درج ذیل سورتیں پڑھنے کی تلقین کی:

سورۂ اعلی، سورۂ لیل، سورۂ شمس، سورۂ علق، سورۂ ضحٰی، سورۂ بروج، سورۂ طارق

6 …… بَابُ تَخْفِيفِ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ مَعَ إِتْمَامِهَا

رسول اللہ ﷺ کا باوجود نماز مکمل کرنے کے لوگوں کو ہلکی نماز پڑھانے کا بیان

(٢٥٥٨) عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﵁ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَتَمِّ النَّاسِ صَلَاةً وَأَوْجَزِهِ۔ (مسند احمد: ١١٩٨٩)

”سیّدنا انس بن مالک ﵁ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں نماز کو سب سے زیادہ مکمل کرنے والے بھی تھے اور اس میں تخفیف کرنے والے بھی تھے۔“

(٢٥٥٩) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ﵁ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ

”(دوسری سند) سیّدنا انس ﵁ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں لوگوں میں سب سے زیادہ تخفیف کرنے

(٢٥٥٧) تخريج: …… صحيح لغيره، لكن لفظة: "فقرأ فيها: اقتربت الساعة" شاذ فى حديث بريدة الاسلمى، والمحفوظ انه قرأ فيها سورة البقرة (انظر: ٢٣٠٠٨)

(٢٥٥٨) تخريج: …… أخرجه البخارى: ٧٠٦، ومسلم: ٤٦٩ (انظر: ١١٩٦٧، ١١٩٩٠)

(٢٥٥٩) تخريج: …… انظر الحديث بالطريق الاول

أَخَفِّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ۔ (مسند احمد: ١٣١٥٧)

والے تھے، لیکن آپ کی نماز مکمل بھی ہوتی تھی۔''

شرح: ......اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز کے ارکان میں اعتدال کے ساتھ تخفیف کرتے تھے۔

(٢٥٦٠) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً أَخَفَّ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي تِمَامِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ۔ (مسند احمد: ١٢٦٨٣)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد (کسی ایسے شخص کے پیچھے) نماز نہیں پڑھی جو رکوع و سجود کی تکمیل کے ساتھ ساتھ زیادہ تخفیف کرنے والا ہو۔''

(٢٥٦١) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَدْخُلُ الصَّلَاةَ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُطِيْلَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَاوَزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ.)) (مسند احمد: ١٢٠٩٠)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ میں اس کو لمبا کروں گا، لیکن جب میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس میں تخفیف کر دیتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کی ماں اس کے رونے سے بہت زیادہ تکلیف محسوس کرے گی۔''

(٢٥٦٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٩٧٤)

''سیّدنا ابی قتادہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ اس قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں۔''

شرح: ......ائمہ کو اس قسم کے حکمت بھرے احکام کا علم ہونا چاہیے۔

(٢٥٦٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَوَّزَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ جَوَّزْتَ؟ قَالَ: ((سَمِعْتُ بُكَاءَ صَبِيٍّ فَظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ مَعَنَا

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نمازِ فجر کو مختصر کر کے پڑھا، (جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو) کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز میں اتنی تخفیف کیوں کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی، جبکہ مجھے یہ گمان بھی تھا کہ اس کی ماں ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی ہو گی، اس لیے میں نے

(٢٥٦٠) تخریج: ......انظر الحدیث السابق: ١٣٨٥

(٢٥٦١) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٧٠٩، ٧١٠، ومسلم: ٤٧٠ (انظر: ١٢٠٦٧)

(٢٥٦٢) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٧٠٧، ٨٦٨ (انظر: ٢٢٦٠٢)

(٢٥٦٣) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٤٧٠ (انظر: ١٢٥٤٧، ١٣٧٠١)

تُصَلِّي، فَأَرَدْتُ أَنْ أُفْرِغَ لَهُ أُمَّهُ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا فَظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ تُصَلِّي مَعَنَا فَأَرَدْتُ أَنْ أُفْرِغَ لَهُ أُمَّهُ)) (مسند احمد: ١٣٧٣٦)

چاہا کہ اس بچے کے لیے اس کو جلدی فارغ کر دوں۔“

(٢٥٦٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ صَبِيٍّ فِي الصَّلَاةِ فَخَفَّفَ الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ٩٥٧٨)

”سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے نماز میں بچے (کے رونے) کی آواز سنی، اس وجہ سے نماز کو مختصر کر دیا۔“

(٢٥٦٥) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَارَأَيْتُ إِمَامًا أَشْبَهَ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْ إِمَامِكُمْ هٰذَا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ، وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ عُمَرُ لَا يُطِيْلُ الْقِرَاءَةَ۔ (مسند احمد: ١٢٤٩٢)

”سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تمہارے اس امام کو نبی کریم ﷺ کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ پایا ہے، انھوں نے یہ بات عمر بن عبد العزیز کے حق میں کہی تھی، وہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور وہ لمبی قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔“

(٢٥٦٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَلَا يُطِيْلُ فِيْهَا وَلَا يُخَفِّفُ، وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ، وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ۔ (مسند احمد: ٢١١١١)

”سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں فرض نماز پڑھاتے تھے، آپ ﷺ نہ تو اس کو لمبا کرتے تھے اور نہ بالکل تخفیف کرتے تھے۔ بلکہ اس کے درمیان (پڑھاتے تھے)۔ آپ ﷺ نمازِ عشاء کو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔“

(٢٥٦٧) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَكَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ بِـ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدُ تَخْفِيْفًا۔ (مسند احمد: ٢١١٣٤)

”سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر پڑھاتے تو طلوع آفتاب تک اپنی جائے نماز میں بیٹھے رہتے، آپ ﷺ فجر کی نماز میں سورۂ ق کی تلاوت کرتے تھے، اس کے بعد آپ ﷺ کی نماز مختصر ہوتی تھی۔“

(٢٥٦٤) تخريج: ...... اسناده جيد (انظر: ٩٥٨١)

(٢٥٦٥) تخريج: ...... حسن، وهذا اسناد ضعيف لجهالة محمد بن مساحق، وفليح بن سليمان حسن الحديث في المتابعات والشواهد أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ٢٣٥، وأخرج قول انس منه الطبراني في "الاوسط": ٣٢٢، ٨٩٠٧ (انظر: ١٢٤٦٥)

(٢٥٦٦) تخريج: ...... حديث حسن، وايوب بن جابر بن سيار متابَع أخرجه مسلم: ٦٤٣ (انظر: ٢٠٨٢٦، ٢١٠٠٢)

(٢٥٦٧) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٥٨، ٦٧٠ (انظر: ٢٠٨٢٠، ٢٠٨٤٥)

شرح: ......''اس کے بعد آپ ﷺ کی نماز مختصر ہوتی تھی۔'' اس سے مراد نماز فجر کے علاوہ دوسری نمازیں ہیں، یعنی آپ ﷺ کی فجر کی نماز کی بہ نسبت باقی نماز تخفیف کے ساتھ ہوتی تھیں۔

(٢٥٦٨) حدثنا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَابنُ بكْرٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُا للهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: عُدْنَا أَبَا وَاقِدِ الْبَكْرِيَّ وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ الْبَدْرِيَّ، وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِيِّ وَفِي أُخْرَى الْكِنْدِيَّ، فِي وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَسَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ وَأَطْوَلَ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٢٤٤)

''نافع بن سرجس کہتے ہیں: ہم نے سیّدنا ابو واقد بکری یا بدری یا کندی رضی اللہ عنہ کی مرض الموت میں ان کی عیادت کی، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نماز میں لوگوں پر سب سے زیادہ تخفیف کرنے والے تھے، لیکن اپنی اکیلی نماز کو سب سے لمبا کرتے تھے۔''

(٢٥٦٩) عَنْ مَالِكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أُصَلِّ خَلْفَ إِمَامٍ كَانَ أَوْجَزَ مِنْهُ صَلَاةً فِي تَمَامِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٠٧)

''سیّدنا مالک بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں شریک ہوا، میں نے آپ ﷺ کی بہ نسبت کسی ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو نماز میں زیادہ تخفیف کرنے والا ہو، جبکہ اس کے رکوع و سجود بھی پورے ہوں۔''

(٢٥٧٠) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ يَعْنِي عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِالتَّخْفِيْفِ وَإِنْ كَانَ لَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ۔ (مسند احمد: ٦٤٧١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز میں تخفیف کرنے کا حکم دیتے تھے اور آپ خود سورۂ صافات کی قراءت کر کے ہماری امامت کراتے تھے۔''

شرح: ......آپ ﷺ نماز فجر میں سورۂ صافات کی تلاوت کرتے تھے، جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے طرق سے معلوم ہوتا ہے۔

(٢٥٦٨) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه البيهقي: ٣/ ١١٨، وابن ابى شيبة: ٢/ ٥٥ وابويعلى: ١٤٤٢، والطبرانى: ٣٣١٢ (انظر: ٢١٨٩٩)

(٢٥٦٩) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة سليمان بن بشر الخزاعى أخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٥٤، والطبرانى فى "الكبير": ١٩/ ٦٥٢، والبخارى فى "التاريخ الكبير": ٧/ ٣٠٣ (انظر: ٢١٩٦١)

(٢٥٧٠) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائى: ٢/ ٩٥ (انظر: ٤٧٩٦)

(٢٥٧١) عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ تَجَوَّزَ فِيهَا، فَقُلْتُ لَهُ: هٰكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَوْجَزَ۔ (مسند احمد: ١٠٠٩٩)

''ابو خالد کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز پڑھائی اور اس میں کافی تخفیف کی، میں نے ان کو کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کی نماز بھی اسی طرح ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتی۔''

(٢٥٧٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَهٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لَكُمْ؟ قَالَ: وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: نَعَمْ وَأَوْجَزَ، قَالَ: وَكَانَ قِيَامُهُ قَدْرَ مَا يَنْزِلُ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْمَنَارَةِ وَيَصِلُ إِلَى الصَّفِّ۔ (مسند احمد: ٨٤١٠)

''(دوسری سند) ان کا باپ کہتا ہے: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو اس طرح نماز پڑھاتے تھے۔ انھوں نے پوچھا: تو میری نماز میں سے کس چیز کا انکار کیا ہے؟ میں نے کہا: میں آپ سے اِس (تخفیف) کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں، انھوں نے کہا: جی ہاں اور اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتی تھی، (یوں سمجھیں کہ) آپ ﷺ کے قیام کی مقدار اتنی ہوتی تھی کہ جتنا مؤذن کو مینار سے اتر کر صف میں ملنے کا وقت لگتا ہے۔''

(٢٥٧٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ بِالْمَدِينَةِ نَحْوًا مِنْ صَلَاةِ قَيْسٍ وَكَانَ قَيْسٌ لَا يُطَوِّلُ، قَالَ: قُلْتُ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَوْجَزُ۔ (مسند احمد: ٩٦٣٥)

''(تیسری سند) اس کا باپ ابو خالد کہتا ہے: بے شک سیّدنا ابو ہریرہ ؓ مدینہ میں ان کو اس طرح نماز پڑھاتے، جیسے قیس پڑھاتا تھا، جبکہ یہ قیس نماز کو لمبا نہیں کرتا تھا، تو میں پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ اس طرح نماز پڑھتے تھے؟ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: جی ہاں، بلکہ آپ کی نماز اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتی تھی۔''

(٢٥٧٤) عَنْ حَيَّانَ (يَعْنِي الْبَارِقِيَّ) قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ ؓ: إِنَّ إِمَامَنَا يُطِيلُ الصَّلَاةَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَكْعَتَانِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَخَفُّ أَوْ مِثْلُ رَكْعَةٍ مِنْ صَلَاةِ هٰذَا۔ (مسند احمد: ٥٠٤٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے کسی نے کہا: ہمارا امام تو لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی نماز کی دو رکعتیں اس امام کی ایک رکعت کے برابر یا اِس سے بھی ہلکی ہوتی تھیں۔''

(٢٥٧١) تخریج: ...... صحیح لغیره۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ٢/ ٥٦، والحمیدی: ٩٨٧، والبیهقی: ٣/ ١١٦ (انظر: ١٠٠٩٧)

(٢٥٧٢) تخریج: ......انظر الحدیث بانطریق الاول

(٢٥٧٣) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(٢٥٧٤) تخریج: ......رجاله موثقون أخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (انظر: ٥٠٤٤)

شرح: …… مذکورہ بالا احادیث میں آپ ﷺ کی نماز کو تخفیف والا ثابت کیا گیا، نیز آپ ﷺ کے فرمودات کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ امام کو تخفیف کرنی چاہیے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے عمل مبارک کی درج ذیل چند مثالوں پر نظر دوڑائی جائے: نماز فجر میں سورۂ ق، سورۂ واقعہ، سورۂ تکویر، سورۂ سجدہ، سورۂ دہر، سورۂ زلزال اور ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت۔ نماز ظہر میں سورۂ لیل، سورۂ اعلی، سورۂ غاشیہ، سورۂ بروج، سورۂ طارق اور پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیتوں کے بقدر تلاوت، اور آپ ظہر کی پہلی رکعت کو اتنا لمبا کرتے کہ نماز کے کھڑا ہو جانے کے بعد ایک شخص بقیع جا کر قضائے حاجت کرتا، پھر گھر آ کر وضو کر کے جب مسجد میں پہنچتا تو آپ ﷺ ابھی تک پہلی رکعت میں ہوتے، دیکھیں: حدیث نمبر (۱۴۰۸)

نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ، سورۂ منافقون، سورۂ غاشیہ اور سورۂ اعلی کی تلاوت

نماز عصر میں سورۂ اعلی، سورۂ غاشیہ اور پہلی دو رکعتوں میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر تلاوت

نماز مغرب میں سورۂ مرسلات، سورۂ طور اور سورۂ اعراف کی تلاوت

نماز عشاء میں سورۂ تین کی تلاوت اور درج ذیل سورتیں پڑھنے کا حکم: سورۂ اعلی، سورۂ لیل، سورۂ شمس، سورۂ علق، سورۂ ضحیٰ، سورۂ بروج، سورۂ طارق

عوام کو یہ سوچنا چاہئے کہ تخفیف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز میں جتنا اختصار چاہیں، اتنا ہی کر دیا جائے، دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے، تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ ﷺ نے نمازِ عشاء میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیّدنا معاذ ؓ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورۂ شمس، سورۂ اعلی، سورۂ لیل اور سورۂ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی، یہ سورتیں بالترتیب (۱۵)، (۱۹)، (۲۱)، اور (۱۹) آیات پر مشتمل ہیں۔ نماز میں تلاوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول عمل آپ کے سامنے ہے۔ یہ آپ ﷺ کی چند نمازوں کے نمونے ہیں، لیکن صحابہ کرام نے ان نمازوں کو خفیف کہا۔ معلوم ہوا کہ اس مقام پر ''خفیف'' کا لفظ عوام الناس کے فہم کے مطابق علی الاطلاق مستعمل نہیں ہو گا، بلکہ یہ ایک نسبتی لفظ ہے، یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ لہٰذا امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی رو رعایت کرے اور مقتدی لوگوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو وہ طویل سمجھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انھیں بھی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سب سے پہلے مقتدی حضرات نبی کریم ﷺ کی نماز کی کمیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں، اگر ان کا امام اس حد سے تجاوز کرے تو وہ اعتراض کر سکتے ہیں، وگرنہ ان کو صبر کے ساتھ خاموش رہنا چاہیے۔ ہاں اگر مقتدیوں میں معروف مریض لوگ ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر مقتدی لوگ اپنے اصرار پر برقرار رہیں اور آپ ﷺ کی احادیث نہ سمجھ پا رہے ہوں تو امام صاحب کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانائی سے کام لے، نماز کے دوران

اختصار کرے اور درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرے اور ان کو اعلیٰ قول و کردار کا مالک بنا کر احادیثِ رسول کا شائق بنانے کی کوشش کرے۔

7 ..... بَابُ حُكْمِ الْإِمَامِ إِذَا ذَكَرَ أَنَّهُ مُحْدِثٌ

اس امام کے حکم کا بیان، جس کو (دورانِ نماز) یہ یاد آ جائے کہ وہ بے وضو ہے

(٢٥٧٥) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُصَلِّي إِذِ انْصَرَفَ وَنَحْنُ قِيَامٌ ثُمَّ أَقْبَلَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلّٰى لَنَا الصَّلَاةَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي ذَكَرْتُ أَنِّي كُنْتُ جُنُبًا حِيْنَ قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ لَمْ أَغْتَسِلْ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ فِي بَطْنِهِ رِزًّا أَوْ كَانَ مِثْلَ مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَلْيَنْصَرِفْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَاجَتِهِ أَوْ غُسْلِهِ ثُمَّ يَعُوْدُ إِلٰى صَلَاتِهِ.)) (مسند احمد: ٦٦٨)

''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک آپ ﷺ چلے گئے، جبکہ ہم قیام کی حالت میں تھے، جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور (فراغت کے بعد) فرمایا: ''جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوا تو مجھے یاد آیا کہ میں جنبی ہوں اور غسل نہیں کیا، (آئندہ تم یاد رکھو کہ) تم میں جو شخص اپنے پیٹ میں آواز وغیرہ محسوس کرے یا اس کے ساتھ میرا والا یہ معاملہ ہو جائے تو وہ چلا جائے اور اپنی حاجت سے یا غسل سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی طرف لوٹے۔''

(٢٥٧٦) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَيْهِمْ أَنْ مَكَانَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا.)) (مسند احمد: ٢٠٦٩١)

''سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز شروع کی، اللہ اکبر کہا، لیکن اچانک نمازیوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں، پھر آپ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے، پھر جب آپ باہر آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطر ٹپک رہے تھے، پس آپ نے ان کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ''بیشک میں بشر ہی ہوں، دراصل میں جنبی تھا۔''

(٢٥٧٥) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، لیکن اگلی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ أخرجه البزار: ٨٩٠ (انظر: ٦٦٨)

(٢٥٧٦) تخريج: ......رجاله ثقات رجال الصحيح، لكن الحسن البصري مدلس وقد عنعن، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ أخرجه ابو داود: ٢٣٤ (انظر: ٢٠٤٢٠)

(۲۵۷۷)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۹۷)

”(دوسری سند) بے شک نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں داخل ہوئے اور پھر مذکورہ پوری حدیث بیان کی۔“

(۲۵۷۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَبَّرَ اِنْصَرَفَ وَأَوْمَأَ إِلَيْهِمْ أَيْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ خَرَجَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَنَسِيْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ.)) (مسند احمد: ۹۷۸۵)

”سیّدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے آئے اور جب اللہ اکبر کہا تو (گھر کی طرف) چل دیئے اور لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہیں، پھر آپ ﷺ گھر چلے گئے اور غسل کر کے تشریف لائے، آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”میں جنبی تھا اور غسل کرنا یاد نہیں رہا تھا۔“

(۲۵۷۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ مَقَامَهُ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ فَخَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ وَرَأْسُهُ يَنْطُفُ فَصَلّٰى بِهِمْ۔ (مسند احمد: ۷۲۳۷)

”(دوسری سند) راوی کہتا ہے: نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں بنالیں، لیکن جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنے مقام پر کھڑے ہوئے تو اپنے ہاتھ سے اُن کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں، پھر آپ ﷺ چلے گئے، غسل کیا اور جب دوبارہ آئے تو آپ ﷺ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔“

شرح: ...... صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: حَتّٰى إِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اِنْتَظَرْنَا اَنْ يُكَبِّرَ فَانْصَرَفَ۔ (یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی جائے نماز میں کھڑے ہوئے، اب ہم آپ کی تکبیر کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک آپ چلے گئے) اور بخاری و مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: أُقِيْمَتِ الصُّفُوْفُ، وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهُ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا: ((مَكَانَكُمْ))، ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ۔ (صفیں کھڑی اور

(۲۵۷۷)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۵۷۸) تخریج: ......حدیث صحیح، لکن قوله: ”فلما کبر انصرف“ من اوهام اسامة بن زید اللیثی، وهو صدوق له اوهام، أما الطریق الثانی الصحیح الآتی بعده عن ابی هریرة، ففیه ان انصراف الرسول ﷺ من مقامه کان قبل ان یکبر ویدخل فی الصلاة أخرجه ابن ماجه: ۱۲۲۰ (انظر: ۹۷۸۶)

(۲۵۷۹)تخریج: ......أخرجه البخاری: ٦٤٠، ومسلم: ٦٠٥ (انظر: ۷۲۳۸)

برابر کر دی گئیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جب اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے تو یاد آیا کہ آپ جنبی ہیں، اس لیے ہمیں فرمایا: ”تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھیرو“، پھر آپ ﷺ واپس چلے گئے اور غسل کر کے تشریف لائے، جبکہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

سیّدنا علی، سیّدنا ابو بکرہ اور سیّدنا ابو ہریرہ ﷺ کی احادیث اس باب میں مذکور ہیں، اول الذکر دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کر دی تھی، لیکن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہی غسل کرنے کے لیے واپس چلے گئے تھے۔ آیا یہ دو مختلف واقعات ہیں یا ایک ہی واقعہ ہے، جس میں ترجیح کی ضرورت ہوگی۔ امام نووی اور امام ابن حبان کا خیال یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، بہر حال پہلی دو احادیث سے سابقہ نماز پر بنا کرنے کا استدلال نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ان میں یہ وضاحت تو نہیں ہے کہ آپ ﷺ دوبارہ تکبیرِ تحریمہ نہیں کہی تھی، جبکہ یہ صریح اور واضح مسئلہ اپنی جگہ پر موجود ہے کہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے، طہارت کے بغیر نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: جب مقتدی لوگ ایک امام کی اقتداء میں نماز شروع کر لیتے ہیں، تو امام کو جو مسئلہ بھی پیش آ جائے اس سے مقتدیوں کی نماز متاثر نہیں ہوتی۔ اس کی کئی صورتیں ہیں، مثلا: وہی امام دوبارہ آ کر امامت سنبھال لے، جیسا کہ اس باب سے ثابت ہو رہا ہے، یا امام کے چلے جانے کے بعد کوئی مقتدی آگے ہو کر نماز پڑھانا شروع کر دے، جیسا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر ہوا تھا، حدیث نمبر (۱۴۰۱) سے بھی تبدیلیٔ امام کا مسئلہ ثابت ہو رہا ہے، یا کوئی نیا آدمی امامت شروع کر دے، جیسے آپ ﷺ نے مرض الموت میں بعد میں آ کر امامت سنبھال لی تھی، جبکہ صحابہ کرام سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں نماز شروع کر چکے تھے، اگلی حدیث نمبر (۱۴۰۱) سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے، آخری صورت سے اس امر کی بھی وضاحت ہو رہی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دوسرا امام پہلے سے نماز شروع کرنے والے مقتدیوں کے بعد نماز شروع کرے۔

اگر امامت کی کوئی صورت ممکن نہ ہو یا کم علمی کی وجہ دوسرے امام کا اہتمام نہ کیا جا سکے تو مقتدی اپنی نماز کو ہرگز نہ توڑیں اور اسی مقام سے علیحدہ علیحدہ نماز شروع کر دیں، جیسا کہ نماز خوف کی بعض صورتوں میں صحابہ کرام نے ایک رکعت نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ادا کی اور دوسری رکعت اسی وقت خود ادا کر کے چلے گئے، جبکہ آپ ﷺ دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر دوسرے گروہ کی انتظار کرتے رہے۔ دوسری رکعت ادا کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی اقتداء سے نکل گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ تو مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے امام سے پہلے نماز شروع نہیں کر سکتا، لیکن جب وہ ایک امام کی اقتداء میں نماز شروع کر لیتا ہے تو امام کے بدل جانے سے یا نیا امام آ جانے سے اس کی نماز متاثر نہیں ہوتی۔

8 ..... بَابُ جَوَازِ الْإِسْتِخْلَافِ فِي الصَّلَاةِ وَجَوَازِ اِنْتِقَالِ الْخَلِيْفَةِ مَأْمُوْمًا إِذَا حَضَرَ مُسْتَخْلِفُهُ

نماز میں امام کا اپنا نائب بنانے کا اور نائب بنانے والے امام کے آنے کے بعد نائب کا مقتدی بن جانے کا جواز

(٢٥٨٠) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَقَالَ: ((يَا بِلَالُ! إِنْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ (وَفِي رِوَايَةٍ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ) ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ بِهِمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا رَأَوْهُ صَفَّحُوا وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَشُقُّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ إِذَا دَخَلَ الصَّلَاةَ لَمْ يَلْتَفِتْ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَنْهُ، اِلْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ ﷺ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنِ امْضِهْ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ هُنَيَّةً، فَحَمِدَ لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى، قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ مَضَيْتَ "وَفِي رِوَايَةٍ أَنْ تَمْضِيَ" فِي صَلَاتِكَ؟)) قَالَ:

''سیّدنا سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں: بنی عمرو بن عوف قبیلے کے مابین کوئی لڑائی ہوگئی، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات موصول ہوئی تو آپ ﷺ ظہر کے بعد ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے ان کے پاس گئے اور فرمایا: ''بلال، اگر نماز کا وقت ہوجائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر کو حکم دینا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' جب عصر کا وقت ہوا تو سیّدنا بلال ؓ نے اذان دی، پھر اقامت کہی اور سیّدنا ابوبکر کو حکم دیا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پس وہ آگے بڑھے (اور نماز شروع کی)، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے، جب لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو تالیاں بجانا شروع کر دیں، اُدھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے اور سیّدنا ابوبکر ؓ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ سیّدنا ابوبکر ؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس دفعہ جب انھوں نے سوچا کہ تالیاں رک نہیں رہیں تو وہ پیچھے متوجہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنے پیچھے دیکھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ نماز جاری رکھیں، سیّدنا ابوبکر ؓ تھوڑی دیر تو ٹھہرے رہے، لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہوئے الٹے پاؤں پیچھے آ گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ''اے ابوبکر! جب میں نے تم کو اشارہ کر دیا تھا تو تم کو نماز جاری رکھنے سے کس چیز نے روک دیا تھا؟'' سیّدنا ابوبکر ؓ

(٢٥٨٠) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٧١٩٠، ومسلم: ٤٢١ (انظر: ٢٢٨١٦، ٢٢٨١٧)

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَؤُمَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ لِلنَّاسِ: ((اِذَا نَابَكُمْ فِي صَلَاتِكُمْ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ "وَفِي رِوَايَةٍ وَلْيُصَفِّقِ" النِّسَاءُ.)) وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَنْتُمْ لِمَ صَفَّحْتُمْ؟)) قَالُوْا: لِنُعْلِمَ أَبَابَكْرٍ، قَالَ: ((اِنَّ التَّصْفِيْحَ لِلنِّسَاءِ وَالتَّسْبِيْحَ لِلرِّجَالِ)) (مسند احمد: ٢٣٢٠٥)

نے کہا: ابن ابی قحافہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی امامت کروائے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ”جب تم کو نماز میں کوئی امر لاحق ہو جائے تو مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو تالی بجانا چاہیے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا تم نے تالیاں کیوں بجائی تھیں؟“ انہوں نے کہا: ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (آپ کی آمد کا) بتانا چاہتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔“

شــــرح: ...... ”جب تم کو نماز میں کوئی امر لاحق ہو جائے تو......“۔ کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ اور اہم کام پیش آ جائے یا کسی بھولنے والے اور غافل کو متنبہ کرنا ہو تو اس وقت سبحان اللہ کہنا یا تالیاں بجانا مشروع ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز جاری رکھنے کا حکم دیا تھا، لیکن ان کی طبیعت میں پایا جانے والا آپ ﷺ کا ادب ان پر غالب آ گیا اور وہ پیچھے ہٹ آئے۔ جب نبی کریم ﷺ کو یہ شبہ ہوا کہ شاید آپ نماز عصر تک نہ سکیں تو آپ ﷺ نے اپنے نائب کا اہتمام کیا، آج بھی ائمہ وخطبا کو اس ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔ نیز آپ ﷺ کا بنوعمرو کی صلح کروانے کے لیے جانا، اس میں بھی ذمہ دار حضرات کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ ان کو کسی ایک گروہ کے ساتھ مل کر جھگڑے کو مزید ہوا دینا شروع نہ کر دیں، بلکہ اپنے مقتدیوں میں اتحاد و یگانگت کی فضا عام کریں۔

(٢٥٨١) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهٖ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ.)) فَخَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ، وَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ رَاحَةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْبَكْرٍ تَأَخَّرَ، فَأَشَارَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَانَكَ، ثُمَّ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ

”سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا: ”ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ پس سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی، اتنے میں نبی کریم ﷺ کو کچھ راحت محسوس ہوئی، اس لیے آپ ﷺ بھی نکلے اور دو آدمیوں کے سہارے تشریف لے آئے، جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، لیکن آپ ﷺ نے

(٢٥٨١) تخریج: ......صحیح لغیرہ، قیس بن ربیع مختلف فیہ راوی ہے، اس کی حدیث شواہد میں حسن ہے اور یہ ان میں سے ایک ہے، لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اس حدیث کے سند کے دو راوی قیس بن ربیع اور ارقم بن شرحبیل جمہور اہل علم کے نزدیک ضعیف ہیں، اس لیے اس حدیث کا آخری جملہ منکر ہی رہے گا، جو کہ یہ ہے: آپ ﷺ نے سورت کے اس مقام سے قراءت شروع کر دی، جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔ أخرجه مختصرا البزار: ١٥٦٦ (انظر: ١٧٨٤)

فَاقْتَرَأَ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي بَلَغَ أَبُوبَكْرٍ ؓ مِنَ السُّورَةِ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۵)

ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں، پھر آپ ﷺ آ کر ابوبکر ؓ کے (بائیں) پہلو میں بیٹھ گئے اور سورت کے اس مقام سے قراءت شروع کر دی، جہاں ابو بکر ؓ پہنچے تھے۔“

شرح: ...... واضح روایت کے مطابق یہ نماز ظہر تھی، جس کا مذکورہ بالا انداز میں قراءت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲۵۸۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ وَجَدَ خِفَّةً فَخَرَجَ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُوبَكْرٍ أَرَادَ أَنْ يَنْكُصَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْآيَةِ الَّتِي انْتَهَى إِلَيْهَا أَبُوبَكْرٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۵)

”سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر ؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں، پھر ایک دن آپ ﷺ نے راحت محسوس کی، اس لیے (مسجد میں) تشریف لے آئے، جب سیّدنا ابو بکر ؓ نے آپ ﷺ کی آمد کو محسوس کیا تو انھوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا (کہ وہ اپنے مقام پر ہی رہیں)۔ پھر آپ آئے اور سیّدنا ابو بکر ؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اس آیت سے تلاوت شروع کر دی، جہاں سیّدنا ابوبکر ؓ پہنچے تھے۔“

(۲۵۸۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَلَسَ، قَالَ: وَقَامَ أَبُوبَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ أَبُوبَكْرٍ، وَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَاكَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ (مسند احمد: ۳۳۵۵)

”(دوسری سند) پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور سیّدنا ابوبکر ؓ آپ ﷺ کی دائیں جانب کھڑے رہے، وہ نبی کریم ﷺ کی اور لوگ اُن کی اقتدا کرنے لگے۔ ابن عباس ؓ نے کہا: اور نبی کریم ﷺ نے وہاں سے قراءت شروع کی، جہاں سیّدنا ابوبکر ؓ پہنچے تھے اور آپ ﷺ اسی بیماری میں فوت ہو گئے تھے۔“

(۲۵۸٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

”سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض

(۲۵۸۲) تخريج: ...... صحيح۔ أخرجه ابن ماجه ضمن قصة مرض النبي ﷺ الذي توفي فيه: ۱۲۳۵ (انظر: ۲۰۵۵، ۳۳۳۰)

(۲۵۸۳) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۳۳۵۵)

(۲۵۸٤) تخريج: ...... أخرجه مطوّلا و مفصلا و بالفاظ مختلفة متقاربة البخاري: ٦٦٤، ٦٨٧، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ۲۵۷٦۱، ۲٦۱۱۳، ۲٦۱۳۷)

أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَاعِدًا وَأَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَالنَّاسُ خَلْفَهُ (وَفِي لَفْظٍ) كَانَ أَبُوْبَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِأَبِي بَكْرٍ۔ (مسند احمد: انظر: ٢٦٦٤٢)

الموت میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں، ایک دن رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور لوگ اُن کے پیچھے تھے۔ ایک روایت میں ہے: سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی اور لوگ اُن کی اقتداء کر رہے تھے۔‘‘

شرح: …… مفصل روایات میں یہ وضاحت ہے کہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق سیّدنا ابوبکر صدیق لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے، ایک دن آپ ﷺ نے ذرا سکون محسوس کیا، اور جب سیّدنا عباس اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کے سہارے مسجد میں تشریف لائے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ ابوبکر کی بائیں جانب ان کے پہلو کے ساتھ بیٹھ گئے اور امامت سنبھال لی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اقتداء شروع کر دی، جبکہ لوگوں نے جناب ابوبکر کی اقتداء میں نماز جاری رکھی۔ صحیح بخاری (٦٨٧) میں یہ روایت اس وضاحت کے ساتھ ہے کہ یہ نماز ظہر کا واقعہ تھا۔

9 ..... بَابُ جَوَازِ اِنْتِقَالِ الْمُنْفَرِدِ اِمَاماً

اکیلے آدمی کا (دورانِ نماز) امامت کی طرف منتقل ہو جانے کے جواز کا بیان

(٢٥٨٥) عَنْ أَنَسٍ (بْنِ مَالِكٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُ، قَالَ: وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ اِلَى جَنْبِي، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا، فَلَمَّا أَحَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ تَجَوَّزَ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَصَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّهَا عِنْدَنَا، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَطِنْتَ بِنَا اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي صَنَعْتُ، …… .)) الحديث۔ (مسند احمد: ١٣٠٤٣)

’’سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز پڑھ رہے تھے، میں آیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، پھر ایک اور آدمی آیا اور وہ میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا، اتنے میں ایک اور آدمی آ گیا حتیٰ کہ ہم ایک جماعت بن گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہیں تو آپ نے نماز کو مختصر کر دیا اور جب فارغ ہوئے تو گھر چلے گئے اور اس طرح کی اچھی نماز تو پڑھی، کہ وہ ہمارے پاس نہ پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا رات کو آپ کو ہمارے بارے میں پتہ چل گیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جی ہاں، اور اسی امر نے مجھے اس چیز پر آمادہ کیا، جو میں نے کی، ……۔‘‘

شرح: …… معلوم ہوا کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ امام ابتدائے نماز سے پہلے امامت کی نیت کرے، بلکہ وہ بعد میں

(٢٥٨٥) تخريج: …… أخرجه مسلم: ١١٠٤ (انظر: ١٣٠١٢)

بھی امام بن سکتا ہے۔ دوسری احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ درج ذیل حدیث کا تعلق فرضی نماز سے ہے: سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبْـصَـرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ وَحْدَهُ، فَقَالَ: ((أَلَا رَجُلٌ يَتَـصَـدَّقُ عَـلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ.)) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جو اس پر صدقہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔“ پس ایک آدمی اٹھا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ابوداود: ٥٧٤ واللفظ له، ترمذی: ٢٢٠) ابن ابی شیبہ کی روایت کے مطابق اٹھنے والے آدمی سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ جو لوگ جماعت کی اہمیت سے غافل ہیں، وہ اس قسم کی احادیثِ مبارکہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

10 ..... بَابُ مَا يُفْعَلُ اِذَا لَمْ يَحْضُرْ اِمَامُ الْحَيِّ

اس بات کا بیان کہ قبیلے کے امام کی عدم موجودگی میں کیا کیا جائے

(٢٥٨٦) عَـنْ عَبْـدِالـلّٰـهِ بْنِ عُثْمَـانَ عَنِ الْـقَـاسِـمِ عَـنْ أَبِيْهِ أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ أَخَّرَ الـصَّلَاةَ مَرَّةً فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَثَوَّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَأَرْسَلَ اِلَيْهِ الْـوَلِيْدُ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ أَجَاءَكَ مِـنْ أَمِيْـرِ الْـمُـؤْمِـنِيْـنَ أَمْرٌ فِيْمَا فَعَلْتَ أَمِ ابْتَـدَعْـتَ؟ قَـالَ: لَـمْ يَـاتِـنِـى أَمْرٌ مِنْ أَمِيْرِ الْـمُـؤْمِـنِيْـنَ وَلَـمْ أَبْتَدِعْ، وَلٰكِنْ أَبَى اللّٰهُ عَـزَّوَجَـلَّ وَرَسُـوْلُـهُ أَنْ نَـنْتَظِرَكَ بِصَلَاتِنَا وَأَنْتَ فِي حَاجَتِكَ۔ (مسند احمد: ٤٢٩٨)

”ایک دفعہ ولید بن عقبہ نے نماز کو مؤخر کیا، سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، نماز کے لیے اقامت کہی اور لوگوں کو نماز پڑھا دی، ولید نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: کس چیز نے تم کو ایسا کرنے پر آمادہ کیا، کیا امیر المؤمنین (سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ) کی طرف سے کوئی حکم ملا ہے یا تم نے خود یہ نیا کام شروع کر دیا ہے؟ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نہ مجھے امیر المؤمنین کا کوئی حکم موصول ہوا ہے اور نہ میں نے کوئی نیا کام شروع کیا ہے، بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس چیز کا انکار کرتے ہیں کہ ہم تیری نماز کا انتظار کرتے رہیں اور تو اپنے کام میں لگا رہے۔“

شرح: ...... ولید بن عقبہ، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کوفہ کے امیر تھے، یہ بھی صحابی تھے۔ اس بارے میں تو آپ ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں کہ جب امراء نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں تو لوگ مخفی انداز میں وقت پر نماز ادا کر لیں اور کسی متوقع فتنہ سے بچنے کے لیے نفل کی نیت سے اُن کے ساتھ باجماعت بھی نماز پڑھ لیں۔ ممکن ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی فتنے کا خطرہ نہ ہو، کیونکہ خلفائے راشدین کا دور تھا، یا وہ کسی حدیث کی روشنی میں امیر کے خلافِ شریعت کام کا واضح طور پر انکار کرنا چاہتے ہوں یا ان کے پاس کوئی اور حدیث ہو، جس کے

(٢٥٨٦) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه البيهقى: ٣/ ١٢٤، وعبد الرزاق: ٣٧٩٠، والطبرانى فى "الكبير": ٩٥٠٠ (انظر: ٤٢٩٨)

مطابق انھوں نے عمل کیا ہو، آخری بات ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۴۲)۔ بہر حال اگر مقرر امام وقت پر نہ پہنچے اور بظاہر اس کے پہنچنے کے آثار نظر نہ آ رہے ہوں تو کوئی اور آدمی نماز پڑھا سکتا ہے، اس کی وضاحت حدیث نمبر (۱۴۳۱، ۱۴۳۲) میں آ رہی ہے۔

11 ..... بَابُ أُطَالَةِ الْأَمَامِ الرَّكْعَةَ الْأُوْلٰى وَاِنْتِظَارِ مَنْ أَحَسَّ بِهٖ دَاخِلًا لِيُدْرِكَ الرَّكْعَةَ

امام کا پہلی رکعت کو لمبا کرنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کا بیان جس کو وہ داخل ہوتا ہوا محسوس کرے، تا کہ وہ رکعت پا لے

(۲۵۸۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِی أَوْفٰی ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِی الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ وَقْعَ قَدَمٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۵۹)

''سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی ؓ کہتے ہیں: بے شک نبی کریم ﷺ نمازِ ظہر میں پہلی رکعت (کا قیام لمبا کر کے اس) میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ کسی کے قدموں کی آواز نہ سنتے۔''

شــرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، البتہ نبی کریم ﷺ کا نماز ظہر میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا ثابت ہے، جیسا کہ آنے والی حدیث سے پتہ چلے گا۔

دو رکعات میں سے پہلی رکعت اور چار میں سے پہلی دو رکعات کو لمبا کرنا نبی کریم ﷺ کا معمول تھا اور یہ سنت طریقہ ہے۔ باب کے تحت بات یہ ہے کہ امام کسی کو نماز میں شامل کرنے کے لیے رکعت کو لمبا کرے۔ یہ بات بعد والی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ (عبداللہ رفیق)

(۲۵۸۸) عَنْ أَبِی سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِیْ حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَأْتِی فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ۱۱۳۲۷)

''سیّدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں: ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی اور ہم میں سے ایک آدمی بقیع کی طرف جاتا، قضائے حاجت کرتا، پھر (گھر آ کر) وضو کرتا، پھر جب وہ مسجد کی طرف آتا تو رسول اللہ ﷺ ابھی تک پہلی رکعت میں ہی ہوتے۔''

(۲۵۸۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِی قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا

''سیّدنا ابو قتادہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں امامت کرواتے، ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے اور کبھی کبھی

(۲۵۸۷) تخریج: ......اسناده ضعيف لابهام الراوی عن عبد الله بن ابی اوفى أخرجه ابوداود: ۸۰۲ (انظر: ۱۹۱٤٦)

(۲۵۸۸) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۱۱۳۰۷)

(۲۵۸۹) تخريج: ......أخرجه مطولا ومختصرا البخارى: ۷٦۲، ۷۷۹، ومسلم: ٤٥۱ (انظر: ۱۹٤۱۸، ۲۲٥۲۰)

يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يُطَوِّلُ الْأُولَى وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ، وَكَانَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۸۷)

ہمیں کوئی آیت بھی سنا دیتے۔ آپ ﷺ پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری رکعت کو مختصر کرتے، نماز فجر میں بھی آپ ﷺ کی یہی عادت تھی کہ پہلی رکعت کو طویل اور دوسری کو مختصر کرتے اور آپ ﷺ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بھی قراء ت کرتے تھے۔‘‘

شرح: ...... آپ ﷺ کا پہلی رکعت کو لمبا کرنا، صحابہ کرام نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَالِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى۔ یعنی: ہمارا خیال ہے کہ آپ کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ لوگ پہلی رکعت کو پا لیں۔ (ابوداود: ۸۰۰)

پہلی رکعت کو لمبا کرنے کی وجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والی بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اور بھی۔ وجہ اور سبب کوئی بھی ہو، سنت پر عمل بہرصورت ہونا چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

آج کل بھی ائمہ کو اس چیز کا خیال رکھنا چاہیے اور مقتدیوں کو اس صورت پر صبر کرنا چاہیے، بہرحال قیام اتنا لمبا بھی نہ ہو جائے کہ پہلے والے نمازی تنگ ہو جائیں۔

12 ..... بَابُ جَوَازِ جَهْرِ الْإِمَامِ بِتَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لِيُسْمِعَهُ الْمَأْمُومُونَ

امام کا مقتدیوں کو سنانے کے لیے نماز میں اونچی آواز سے تکبیر کہنے کے جواز کا بیان

وَحُكْمِ التَّسْمِيعِ مِنْ غَيْرِ الْإِمَامِ

اور امام کے علاوہ کسی دوسرے کا تکبیر سنانے کا حکم

(۲۵۹۰) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اِشْتَكَى أَبُو هُرَيْرَةَ ؓ أَوْ غَابَ فَصَلَّى بِنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ ؓ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَكَعَ وَحِينَ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ قَامَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلَمَّا صَلّٰى قِيلَ لَهُ: قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ عَلٰى

’’سعید بن الحارث کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیمار ہو گئے یا ویسے غائب تھے، اس لیے سیدنا ابو سعید خدری ؓ نے ہمیں نماز پڑھائی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کے بعد، سجدوں سے سر اٹھاتے وقت، سجدے کرتے وقت اور دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہوتے وقت اللہ اکبر کہا۔ جب انھوں نے اس طریقے پر نماز مکمل کی تو کسی نے کہا: لوگ تمھاری نماز سے اختلاف کر رہے ہیں، (یہ سن کر) وہ تشریف لائے اور منبر کے پاس

(۲۵۹۰) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۸۲۵ (انظر: ۱۱۱٤۰)

صَلَاتِكَ، فَخَرَجَ فَقَامَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! وَاللّٰهِ! مَا أُبَالِي اخْتَلَفَتْ صَلَاتُكُمْ أَوْلَمْ تَخْتَلِفْ، هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۵۷)

کھڑے ہو کر کہا: لوگو! اللہ کی قسم! مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ تمہاری نماز اس سے مختلف ہے یا نہیں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔‘‘

شرح: ...... ’’لوگ آپ کی نماز سے اختلاف کرتے ہیں۔، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس اختلاف کی بنیاد یہ تھی لوگوں نے اس دور میں اٹھتے بیٹھتے وقت کی تکبیرات ترک کر دی تھیں، جب انھوں نے سیّدنا ابو سعید خدری ؓ کو تکبیرات کہتے ہوئے سنا، تو یہ ان کے لیے ایک نئے عمل کی مانند تھا، اس لیے انھوں نے نامانوسیت کا اظہار کیا۔

(۲۵۹۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوْبَكْرٍ ؓ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهُ، ......۔ الحديث۔ (مسند احمد: ۱٤٦٤٤)

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جبکہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور ابو بکر ؓ تکبیر کہتے اور لوگوں کو اپنی تکبیر کی آواز سناتے تھے۔‘‘

شرح: ...... یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے، حدیث نمبر (۱۴۰۲) سے (۱۴۰۴) تک اسی حدیث کا ذکر ہے، یہ ظہر کی نماز کا واقعہ تھا اور سیّدنا ابو بکر صدیق ؓ نماز کی امامت شروع کر چکے تھے، بعد میں پہلی رکعت میں ہی آپ ﷺ پہنچ گئے اور ابو بکر ؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچ رہی ہو تو کوئی مقتدی بلند آواز سے اس کی نشاندہی کر دیا کرے۔ لیکن جب امام کی آواز تمام نمازیوں تک پہنچ رہی ہو تو مکبّر کا اہتمام نہ کیا جائے، جیسا کہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں ہو رہا ہے۔

13 ...... بَابُ اِنْعِقَادِ الْجَمَاعَةِ بِأُمَامٍ وَمَأْمُوْمٍ، سَوَاءٌ أَكَانَ الْمَأْمُوْمُ رَجُلًا أَمْ صَبِيًّا أَمْ اِمْرَأَةً

امام اور ایک مقتدی کے ساتھ جماعت کا منعقد ہو جانا، برابر ہے کہ وہ مقتدی مرد ہو یا عورت ہو یا بچہ

(۲۵۹۲) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ فَقَالَ: ((أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّي مَعَهُ.)) فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰى مَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

’’سیّدنا ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلا نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ’’کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے‘‘۔ پس ایک آدمی اٹھا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر

(۲۵۹۱) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٤١٣ (انظر: ١٤٥٩٠)

(۲۵۹۲) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف جدًا، عبيد الله بن زحر الافريقي ضعيف، وعلي بن يزيد الالهاني واهي الحديث أخرجه الطبراني في ”الكبير“: ٧٩٧٤، وفي ”الاوسط“: ٦٦٢٠، وأخرجه مرسلا ابوادود في ”المراسيل“: ٢٦ (انظر: ٢٢١٨٩)

((هٰذَانِ جَمَاعَةٌ)) (مسند احمد: ۲۲۰٤۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دو آدمی جماعت ہیں۔“

(۲۰۹۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَقَامَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ لِأُصَلِّيَ بِصَلَاتِهِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِذُؤَابَةٍ كَانَتْ لِي أَوْ بِرَأْسِي حَتّٰى جَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ. (مسند احمد: ۱۸٤۳)

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، رسول اللہ ﷺ بھی اس رات ان ہی کے پاس تھے، جب آپ ﷺ رات کو کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تاکہ آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے میرے سر کے بالوں کو یا میرے سر کو پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔“

شرح: ...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔

(۲۰۹٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءِ.)) (مسند احمد: ۷٤۰٤)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو رات کو کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے۔ اگر وہ اٹھنے سے انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو اٹھتی ہے اور نماز پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی جگاتی ہے اور وہ بھی نماز پڑھتا ہے، اگر وہ اٹھنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کے منہ پر چھینٹے مارتی ہے۔“

شرح: ...... یہ حدیث اس باب کے موضوع پر صراحت کے ساتھ دلالت نہیں کر رہی، درج ذیل حدیث زیادہ واضح ہے: ”سیدنا ابو سعید اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا اَيْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَ [كُتِبَا] فِي الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ.)) ...... ”جب آدمی رات کو اپنی بیوی کو جگاتا ہے تو وہ دونوں اکٹھے دو رکعتیں پڑھتے ہیں تو ان کو ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔“ (ابوداود: ۱۳۰۹، ابن ماجه: ۱۳۳۵) تینوں امور واضح ہیں کہ ایک یا زائد مقتدی، امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں، ہاں جب ایک مرد اور ایک عورت نماز باجماعت پڑھیں گے تو عورت، مرد کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو گی۔

(۲۰۹۳) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ۷۲۸، ۵۹۱۹، ومسلم: ۱۹۲، ۱۹۳ (انظر: ۱۸٤۳)

(۲۰۹٤) تخريج: ...... اسناده قوی أخرجه ابوداود: ۱۳۰۸، ۱٤۵۰، وابن ماجه: ۱۳۳٦، والنسائی: ۳/ ۲۰۵ (انظر: ۷٤۱۰)

أَبْوَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَأْمُومِينَ وَأَحْكَامِ الْاِقْتِدَاءِ

مقتدیوں سے متعلقہ اور اقتداء کے احکام کے ابواب

1 ..... بَابُ وُجُوبِ مُتَابَعَةِ الْإِمَامِ وَالنَّهْيِ عَنْ مُسَابَقَتِهِ

امام کی اتباع کے واجب ہونے اور اس سے آگے بڑھ جانے کی ممانعت کا بیان

(٢٥٩٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ أَنَّ الْأَشْعَرِيَّ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ حِينَ جَلَسَ أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا قَضَى الْأَشْعَرِيُّ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، (قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمَنِ قَالَ أَبِي: أَرَمَّ السُّكُوتُ) قَالَ: لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا، لِحِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنْ قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْعَكَنِي بِهَا، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ، فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: أَلَا تَعْلَمُونَ مَا تَقُولُونَ فِي صَلَاتِكُمْ؟ فَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ

''حطان بن عبد اللہ رقاشی کہتے ہیں: سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو ایک نماز پڑھائی، جماعت میں سے ایک آدمی نے بیٹھتے وقت کہا: نماز کو نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ ملا دیا گیا ہے، جب سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی تو لوگوں پر متوجہ ہوئے اور کہا: ''فلاں فلاں بات کس نے کہی ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ (ابوعبد الرحمٰن نے کہا: میرے باپ نے کہا ''اَرَمَّ'' کے معانی خاموشی کے ہیں۔) تو انھوں نے حطان بن عبد اللہ سے کہا: اے حطان! شاید تو نے ہی یہ بات کہی ہو؟ انھوں نے جواباً کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ بات نہیں کہی، ہاں مجھے یہ ڈر ضرور تھا کہ آپ مجھے ڈانٹیں گے۔ اتنے میں ایک آدمی نے کہا: میں نے یہ کلمہ کہا تھا اور میرا ارادہ تو خیر وبھلائی کا ہی تھا۔ سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمھیں علم نہیں کہ تم اپنی نماز میں کیا کہتے رہتے ہو، بے شک نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، جس میں ہمارے دین کے معاملات کی تعلیم دی اور نماز کا طریقہ واضح کیا، آپ ﷺ

(٢٥٩٥) تخریـج: ......أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ٤٠٤ (انظر: ١٩٦٦٥)

خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ.)) قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَإِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ.)) قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.))

(مسند احمد: ۱۹۸۹۹)

نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو سیدھا کیا کرو، جسے زیادہ قرآن مجید یاد ہو، وہ امامت کروائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم ”آمین“ کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے، پھر جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے، تو تم تکبیر کہو اور رکوع کرو، پس بیشک امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے، یہ (امام کا پہلے جانا) تمہارا (تاخیر سے اٹھنے کے) بدلے ہے، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تمہاری بات سنے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فرمایا ہے اور جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم تکبیر کہہ کر سجدہ کرو، پس بے شک امام تم سے پہلے سجدہ کرتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے، یہ (اُس کا پہلے جانا) تمہارے اس (تاخیر سے اٹھنے) کے بدلے میں ہے۔ جب نمازی قعدہ میں ہو تو وہ سب سے پہلے یہ کہے: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، …… اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ (تمام قولی، مالی اور بدنی عبادتیں صرف اللہ کے لیے ہیں، اے نبی: آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔“

شرح: ……اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کے ساتھ نہیں، بلکہ اس کے پیچھے رہنا چاہیے۔ ”یہ (امام کا پہلے جانا) تمہارے اس (تاخیر سے اٹھنے) کے بدلے ہے“ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور اگر پہلے رکوع میں جائے گا تو پہلے ہی اٹھے گا اور اسی طرح اگر مقتدی تاخیر سے رکوع میں جائے تو تاخیر سے ہی اٹھے، اس طرح دونوں کے رکوع برابر برابر ہو جائیں گے، یہی معاملہ سجدوں کا ہے۔

(٢٥٩٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَلَا تُكَبِّرُوا حَتّٰى يُكَبِّرَ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَلَا تَرْكَعُوا حَتّٰى يَرْكَعَ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَفِي أُخْرٰى: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَسْجُدُوا حَتّٰى يَسْجُدَ، وَإِنْ صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ.)) (مسند احمد: ٨٤٨٣)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام صرف اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے تم اس پر اختلاف نہ کیا کرو، جب وہ تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو اور تم اس وقت تک تکبیر نہ کہو جب تک وہ تکبیر نہ کہہ لے، اسی طرح جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور تم اس وقت تک رکوع نہ کرو جب تک وہ رکوع نہ کرے، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو، ایک روایت میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور ایک میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ہے، جب امام سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور اس کے سجدہ کرنے سے پہلے سجدہ نہ کرو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

شرح: ...... بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء میں بیٹھا جائے یا کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے، اس موضوع پر ''أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ وَصَلَاةِ الْقَاعِدِ'' (مریض کی نماز اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ابواب) کا پہلا باب ملاحظہ کریں۔

(٢٥٩٧) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْجُدَ ثُمَّ نَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ١٨٩١٧)

''سیّدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے، تو اس وقت تک ہم میں سے کوئی بھی سجدے کے لیے اپنی کمر کو ٹیڑھا نہ کرتا، جب تک آپ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے، پھر ہم سجدہ کرتے تھے۔''

شرح: ...... امام کی اقتدا میں کسی رکن کی ادائیگی میں مقتدی کو کتنی تاخیر کرنی چاہیے، اس حدیث میں ایک کلیہ پیش کیا گیا ہے۔

(٢٥٩٨) عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ صَلّٰى رَجُلٌ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ

''سیّدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ آپ ﷺ سے پہلے

(٢٥٩٦) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٧٣٤، مسلم: ٤١٥، ٤١٧ (انظر: ٧١٤٤، ٨٥٠٢)

(٢٥٩٧) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٧١١، ٧٤٧، ومسلم: ٤٧٤ (انظر: ١٨٥١١، ١٨٧١٠)

(٢٥٩٨) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف ايوب بن جابر الحنفى اليمامى، وعبد الله بن عصمه (او عُصْم) الحنفى ممن لا يحتمل تفرده، ومتابعة الامام فى الصلاة لها شواهد أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ٤٥١٣ (انظر: ١١٣٨٧)

يَـرْكَعُ قَبْـلَ أَنْ يَـرْكَـعَ، وَيَـرْفَعُ قَبْلَ أَنْ يَـرْفَـعَ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: ((مَـنْ فَـعَلَ هٰذَا؟)) قَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحْبَبْـتُ أَنْ أَعْـلَمَ تَعْلَمُ ذَالِكَ أَمْ لَا۔ فَقَالَ: ((اِتَّـقُـوْا خِـدَاجَ الـصَّلَاةِ إِذَا رَكَعَ الْإِمَـامُ فَـارْكَـعُـوْا وَإِذَا رَفَـعَ فَـارْفَعُوْا.)) (مسند احمد: ١١٤٠٧)

رکوع کر دیتا تھا اور آپ ﷺ سے پہلے اٹھ جاتا تھا، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ”اس طرح کرنے والا کون تھا؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، میں یہ جاننا پسند کر رہا تھا کہ آپ کو پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نماز کے نقصان سے بچا کرو، جب امام رکوع کرے تو تب رکوع کیا کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تب تم سر اٹھایا کرو۔“

شرح:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ نماز میں آپ کو اپنے پیچھے بھی نظر آتا تھا۔

(٢٥٩٩) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدِ انْصَرَفَ مِـنَ الـصَّلَاةِ فَـأَقْبَـلَ اِلَيْـنَا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّيْ إِمَامُكُمْ، فَـلَا تَسْبِقُوْنِي بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِـالسُّـجُـوْدِ وَلَا بِـالْـقِيَامِ وَلَا بِالْقُعُوْدِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي، وَأَيْمُ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْـتُ لَـضَـحِـكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْتَ؟ قَالَ: ((رَأَيْتُ الْـجَـنَّةَ وَالـنَّارَ.)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ وَحَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ١٢٠٢٠)

”سیّدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”لوگو! بے شک میں تمہارا امام ہوں، اس لیے رکوع وسجود، قیام وقعود اور سلام میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کرو، میں تم کو اپنے آگے سے اور اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ کچھ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم ہنسنا تھوڑا کر دو اور رونا زیادہ کر دو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے۔“ ایک روایت میں ہے: اور آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھنے پر ابھارا۔“

(٢٦٠٠) عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ أَوْ قَـالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((أَمَـا يَـخَـافُ الَّـذِي يَـرْفَعُ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَـاجِـدٌ أَنْ يُـحَـوِّلَ الـلّٰـهُ رَأْسَـهُ رَأْسَ حِمَارٍ.)) (مسند احمد: ٧٥٢٥)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا جو شخص اپنا سر اٹھا لیتا ہے، جبکہ امام سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔“

(٢٥٩٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٤٢٦ (انظر: ١١٩٩٧)

(٢٦٠٠) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٩١، مسلم: ٤٢٦، ٤٢٧ (انظر: ٧٥٣٤، ٦٨٨٤

(٢٦٠١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَأْمَنُ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ)) (مسند احمد: ٧٥٢٦)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، لیکن اس سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے، کیا وہ اس بات سے بے خوف ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں تبدیل کر دے۔''

شرح: ...... حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٢/١٨٣ میں) کہا اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ مقتدی کا امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے، کیونکہ مسخ ہو جانے کی سخت وعید کا یہی تقاضا ہے، امام نووی نے بھی (شرح المھذب) اسی بات پر زور دیا ہے۔ نیز حدیث کے ظاہری الفاظ میں مسخ کی جو وعید بیان کی گئی ہے، اس کی یہ تاویل کرنے کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے کہ اس سے مراد ایسے نمازی کا جاہلانہ اور احمقانہ پن ہے، کیونکہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایسے جرم کا مرتکب ہونے والا عملی طور پر اس وعید کا مصداق بن جائے، یہ ضروری نہیں کہ جو مقتدی ایسا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہی سلوک کرے گا۔

آج کل مقتدی لوگوں کی کثرت امام کی اقتداء کا خیال رکھے بغیر اپنی عادت کے مطابق نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، انھوں نے قومہ، جلسہ، جلسۂ استراحت اور رکوع وسجود سے اٹھنے کے لیے اپنے لیے ایک مخصوص وقت اور مخصوص ذکر کا تعین کر رکھا ہے، اس کے بعد وہ اگلا کام کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگرچہ امام سے آگے گزر رہے ہوں۔ مثال کے طور پر بعض مقتدی رکوع کے بعد صرف ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہنے کے عادی ہوتے ہیں، اگر ان کو کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا پڑ جائے جو ''حَمْدًا كَثِيْرًا ......'' بھی کہتا ہو، تو وہ بیچارہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی کیفیت میں پھنس کر انتظار کرنے لگ جاتا ہے، نہ کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ سجدہ کر سکتا ہے۔ یہ سنتِ مبارکہ پر عمل نہ کرنے کے نتائج ہیں۔

(٢٦٠٢) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُبَادِرُوْنِي بِرُكُوعٍ وَلَا بِسُجُوْدٍ فَإِنَّهُ مَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ، تُدْرِكُوْنِي إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ، تُدْرِكُوْنِي إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ)) (مسند احمد: ١٦٩٦٣)

''سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رکوع وسجود میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، اگر میں رکوع کرتے وقت تم سے آگے بڑھتا ہوں تو تم مجھے پا لو گے جب میں اٹھوں گا، اسی طرح اگر میں سجدہ میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں تو تم مجھے پا لو گے جب میں اٹھوں گا، بیشک اب میں بڑی عمر والا ہو گیا ہوں۔''

شرح: ...... ''بَدَّنْتُ'' کا معنی ہے: بڑی عمر والا ہونا، عمر رسیدہ ہونا، اور ''بَدُنْتُ'' یا ''بَدَنْتُ'' کا معنی ہے: جسم کا بھاری ہونا، موٹا ہونا (صحیح مسلم: ٧٤٦) کی سیدہ عائشہ ؓ کی حدیث میں آپ ﷺ کی عمر کا زیادہ ہو جانا

(٢٦٠١) تخریج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٦٠٢) تخریج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٦١٩، وابن ماجه: ٩٦٣ (انظر: ١٦٨٣٨)

اور جسم کا بھاری ہو جانا، دونوں وجوہات بیان کی گئی ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ روایت نمازِ تہجد کے بارے میں ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانا ''اگر میں رکوع کرتے وقت تم سے آگے بڑھتا ہوں تو تم مجھے پا لو گے جب میں اٹھوں گا'' اس کا معنیٰ ہے کہ اگر آپ ﷺ رکوع میں پہلے جاتے ہیں تو پہلے اٹھتے بھی ہے اور اگر مقتدی رکوع میں تاخیر سے جاتے ہیں تو تاخیر سے اٹھتے بھی ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ اور مقتدیوں کے رکوع کی مقدار برابر برابر ہو جاتی ہے۔

(٢٦٠٣) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ يَخْطُبُ فَقَالَ: أَخْبَرَنَا الْبَرَاءُ (بْنُ عَازِبٍ) ؓ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوا قِيَامًا حَتّٰى يَسْجُدَ ثُمَّ يَسْجُدُوْنَ۔ (مسند احمد: ١٨٧٠٥)

''عبداللہ بن یزید انصاری نے اپنے خطبے میں کہا: سیّدنا براء بن عازب ؓ نے ہمیں خبر دی اور وہ جھوٹے نہیں ہیں (یعنی سچے ہیں) کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو وہ (سب صحابہ) کھڑے رہتے، یہاں تک آپ ﷺ سجدہ کرتے، پھر وہ سجدہ میں جاتے۔''

فوائد: ان تمام احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ امام کی متابعت کرنا فرض ہے اور کسی رکن کی ادائیگی میں سے اس سے آگے بڑھنا ناجائز ہے۔

2 ..... بَابُ اِقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَالْمُقِيْمِ بِالْمُسَافِرِ

مفترض کی متنفل کی اور مقیم کی مسافر کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

''مُفْتَرِض'' سے مراد فرضی نماز ادا کرنے والا اور ''مُتَنَفِّل'' سے مراد نفلی نماز ادا کرنے والا آدمی ہے۔

(٢٦٠٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ ؓ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ١٤٢٩٠)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ سیّدنا معاذ بن جبل ؓ پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھتے، پھر وہ اپنی قوم کے پاس جاتے اور ان کو عشاء پڑھاتے تھے۔''

فوائد: ......سیّدنا معاذ ؓ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ عشاء ادا کرتے، پھر وہ جا کر اپنی قوم کو یہی نماز پڑھاتے تھے۔ اس حدیث سے لازمی طور پر یہ ثابت ہوا کہ نفلی نماز ادا کرنے والے امام کی اقتداء میں فرضی نماز ادا کی جا سکتی ہے، یعنی ایسی صورتوں میں امام اور مقتدی کی نیتوں میں فرق آ سکتا ہے، دوسری احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مفترض کی اقتداء میں متنفل کا نماز پڑھنا بھی درست ہے۔ اسی طرح مسافر اور مقیم بھی ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہیں، مقیم کی اقتداء میں مسافر پوری نماز پڑھے گا، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۲۱۳) اور (۱۲۱۷) میں وضاحت ہو

(٢٦٠٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧١١، ٧٤٧، ومسلم: ٤٧٤ (انظر: ١٨٥١١)

(٢٦٠٤) تخريج: ......أخرجه مطولا البخاري: ٧٠٥ (انظر: ١٤١٩٠، ١٤٢٤١)

چکی ہے۔ اور یہ مسئلہ تو واضح ہے کہ قصر نماز پڑھنے والے امام کی اقتداء کرنے والا مقیم پوری نماز ادا کرے گا۔ امام ابو حنیفہ ؒ کی رائے یہ ہے کہ نفلی نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض ادا نہیں کیے جا سکتے، لیکن مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔

(٢٦٠٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَهُ (يَعْنِى النَّبِيَّ ﷺ) الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَا يُصَلِّى إِلَّا رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ لِأَهْلِ الْبَلَدِ: ((صَلُّوْا أَرْبَعًا فَإِنَّا سَفْرٌ.)) (مسند احمد: ٢٠١١٩)

”سیّدنا عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں: میں فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے مکہ میں اٹھارہ دن قیام کیا، آپ ﷺ اِس موقع پر دو رکعت (یعنی قصر نماز) ہی ادا کرتے رہے، اور آپ شہر والوں (مقیم لوگوں) کو فرماتے تھے: ”تم چار رکعتیں پڑھ لیا کرو، کیونکہ ہم مسافر ہیں۔“

3 ..... بَابُ جَوَازِ اِقْتِدَاءِ الْمُتَوَضِّئِ بِالْمُتَيَمِّمِ

وضو کرنے والے کا تیمّم کرنے والے کی اقتدا کرنے کے جواز کا بیان

(٢٦٠٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: اِحْتَلَمْتُ فِى لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِى صَلَاةَ الصُّبْحِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّى احْتَلَمْتُ فِى لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ

”سیّدنا عمرو بن عاص ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ذات السلاسل والے سال بھیجا تو سخت سردی والی رات کو مجھے احتلام ہوگیا، مجھے یہ خطرہ تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا، اس لیے میں نے تیمّم کیا اور اپنے ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھائی۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمرو! تو نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں ہی نماز پڑھا دی؟“ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! مجھے احتلام ہو گیا تھا اور سخت سردی والی رات تھی، مجھے یہ ڈر ہونے لگے کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا، جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی یاد آ رہا تھا: ”اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہمیشہ سے بہت رحم کرنے والا ہے۔“ اس لیے میں نے تیمّم کر کے نماز پڑھا دی، یہ سن کر

(٢٦٠٥) تخريج: ...... صحيح لغيره دون قوله: ((صلوا اربعا فانا سفر))، وهذا اسناد ضعيف لضعف علی بن زيد بن جدعان أخرجه ابوداود: ١٢٢٩ (انظر: ١٩٨٧٨)

(٢٦٠٦) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد فيه عبد الله بن لهيعة أخرجه ابوداود: ٣٣٤ (انظر: ١٧٨١٢)

فَـضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَـمْ يَقُلْ شَيْئًا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور کچھ نہ کہا:

(مسند احمد: ۱۷۹۶۵)

4 ..... بَابُ جَوَازِ الْإِقْتِدَاءِ بِأَمَامٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَأْمُوْمِ حَائِلٌ

مقتدی کا امام کی اقتدا اس حال میں کرنا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو

(۲۶۰۷) عَـنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَـالَـتْ: صَلَّى لنَّبِيُّ ﷺ فِـي حُجْرَتِي وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ۔ (مسند حمد: ۲۴۵۱۷)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے میرے حجرے میں نماز پڑھی اور لوگ حجرے کے پیچھے سے آپ ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔''

(۲۶۰۸) عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ لنَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي حُجْرَتِهِ فَجَاءَ أُنَاسٌ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَخَفَّفَ فَدَخَلَ لْبَيْـتَ ثُـمَّ خَـرَجَ فَعَـادَ مِرَارًا كُلُّ ذٰلِكَ ـصَلِّي، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَمُدَّ فِي صَلَاتِكَ، قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ بِمَكَانِكُمْ وَعَمْدًا فَعَلْتُ ذٰلِكَ.)) (مسند احمد: ۱۲۰۲۸)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک رات حجرے میں نماز پڑھی، کچھ لوگ آئے اور انہوں نے بھی آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی، آپ ﷺ نے نماز میں تخفیف کر دی اور پھر گھر میں داخل ہو گئے، (وہاں آپ ﷺ نے طویل نماز پڑھی) پھر آپ ﷺ نکلے (اور ان کو ہلکی سی نماز پڑھائی)، آپ ﷺ کئی مرتبہ لوٹے، ہر دفعہ نماز پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز پڑھی تھی اور ہم یہ پسند کر رہے تھے کہ آپ نماز کو لمبا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں تمہارے مکان ((اور تمہاری اس حالت)) کو جان گیا تھا اور میں نے جان بوجھ کر یہ کام کیا تھا۔''

فوائد: ...... جس حجرے میں آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اس سے مراد وہ حجرہ ہے جو آپ ﷺ نے چٹائی کے ذریعے مسجد میں بنایا تھا، گھر والا حجرہ مراد نہیں ہے۔ آپ ﷺ گھر میں اس لیے چلے جاتے تھے، تاکہ لوگ چلے جائیں اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز نہ پڑھیں۔ ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو دونوں کی نماز درست ہو گی۔

(۲۶۰۷) تخریج: ...... أخرج بنحوه البخاری: ۷۲۹، ۵۸۶۱، ومسلم: ۷۸۲ (انظر: ۲۴۰۱۶، ۲۴۱۲۴)

(۲۶۰۸) تخریج: ...... اسناده صحیح علی شرط مسلم أخرجه البزار: ۷۳۱، وابو یعلی: ۳۷۵۵، وابن خزیمة: ۱۶۲۷ (انظر: ۱۲۰۰۵)

5 ..... بَابُ اِقْتِدَاءِ الْقَادِرِ عَلَى الْقِيَامِ بِالْجَالِسِ وَالْجَالِسِ لِعُذْرٍ بِالْقَائِمِ

کھڑے ہونے پر قدرت رکھنے والے کا بیٹھے ہوئے امام کی اور کسی عذر کی وجہ سے بیٹھنے والے کا کھڑے ہونے والے امام کی اقتدا کرنے کا بیان

(٢٦٠٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا هٰؤُلَاءِ! أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰى نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ؟)) قَالُوْا: بَلٰى نَشْهَدُ أَنَّهُ مَنْ أَطَاعَكَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَاِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ طَاعَتَكَ، قَالَ: ((فَاِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ، وَاِنَّ مِنْ طَاعَتِي أَنْ تُطِيْعُوْا أَئِمَّتَكُمْ، أَطِيْعُوْا أَئِمَّتَكُمْ، فَاِنْ صَلَّوْا قُعُوْدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا.)) (مسند احمد: ٥٦٧٩)

”سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، آپ ﷺ ان پر متوجہ ہوئے، اور فرمایا: ”لوگو! کیا تم جانتے نہیں کہ بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں؟“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے کہ جس نے میری اطاعت کی، پس اس نے اللہ کی اطاعت کی؟“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے آپ کی اطاعت کی، پس اس نے اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کی اطاعت سے ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت سے ہے کہ تم اپنے اماموں کی اطاعت کرو، اپنے اماموں کی اقتدا کرو، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔“

(٢٦١٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهُ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ اِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُوْدًا، فَلَمَّا صَلّٰى

”سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں کو سنانے کے لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہہ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے ہماری طرف توجہ کی تو ہمیں کھڑے پا کر ہماری طرف اشارہ کیا (کہ

(٢٦٠٩) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ٥٤٥٠، وابن حبان: ٢١٠٩، والطبرانی فی "الكبير": ١٣٢٣٨ (انظر: ٥٦٧٩)

(٢٦١٠) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤١٣ (انظر: ١٤٥٩٠)

قَالَ: ((إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا تَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا وَائْتَمُّوْا بِأَئِمَّتِكُمْ، إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا.)) (مسند احمد: ١٤٦٤٤)

ہم بیٹھ جائیں)، پس ہم نے بیٹھ کر نماز ادا کی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”قریب تھا کہ تم وہ کام کرو جو فارسی اور رومی کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں، سو تم ایسا نہ کرو اور اپنے اماموں کی اقتدا کیا کرو، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔“

(٢٦١١) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَابَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ، فَمَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ تُدْرِكُهُ الرِّقَّةُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ وَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٥٧٧٢)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس بیماری میں وفات پا گئے تھے، اس میں فرمایا: ”ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر بڑے نرم دل (اور جلد رونے والے) آدمی ہیں، جب وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم بھی یوسف رضی اللہ عنہم اجمعین کی صاحبات ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔“

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مشورہ دینے کا اور آپ ﷺ کا ”صَوَاحِبَاتُ یُوْسُفَ“ کہنے کا کیا مقصد تھا؟ یہ تفصیل حدیث نمبر (۱۲۷۲) میں دیکھیں۔

ان احادیث میں دو مسئلے بیان کیے گئے ہیں، اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کی اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں، اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸) کے فوائد میں موجود ہے۔ دوسرا مسئلہ واضح ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتدا میں معذور آدمی بیٹھ سکتا ہے۔

6 ..... بَابُ جَوَازِ اِقْتِدَاءِ الْفَاضِلِ بِالْمَفْضُوْلِ

فاضل کا مفضول کی اقتداء کرنے کے جواز کا بیان

تنبیہ: ...... بڑے مرتبے والے کو ”فاضل“ اور کم مرتبے والے کو ”مفضول“ کہتے ہیں۔

(٢٦١١) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٣٣٨٤، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٤٠٦١، ٢٥٢٥٨)

(٢٦١٢) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ أَنَّهُ قَالَ: خَصْلَتَانِ لَا أَسْأَلُ عَنْهُمَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَهُمَا، صَلَاةُ الْإِمَامِ خَلْفَ الرَّجُلِ مِنْ رَعِيَّتِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَلْفَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَمَسْحُ الرَّجُلِ عَلَى خُفَّيْهِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (مسند احمد: ١٨٣٤٠)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں: دو خصلتیں ہیں، میں ان دونوں کے بارے میں لوگوں میں کسی سے سوال نہیں کروں گا، کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ دونوں کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۱) امام کا اپنی رعایا میں سے کسی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا، تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیّدنا عبد الرحمن بن عوف ؓ کی اقتداء میں نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی اور (۲) آدمی کا اپنے موزوں پر مسح کرنا، تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔''

(٢٦١٣) وَعَنْهُ أَيْضًا وَقَدْ سُئِلَ هَلْ أَمَّ النَّبِيَّ ﷺ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ ؓ؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا فِي سَفَرٍ وَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا فِيهِ صِفَةُ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيهِ: قَالَ: ثُمَّ لَحِقْنَا النَّاسَ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَةً فَذَهَبْتُ لِأُوذِنَهُ فَنَهَانِي فَصَلَّيْنَا الَّتِي أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا الَّتِي سُبِقْنَا بِهَا۔ (مسند احمد: ١٨٣٤٧)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے یہ بھی روایت ہے، جبکہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر ؓ کے علاوہ اپنی امت میں سے کسی اور کے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم سفر میں تھے، ...... پھر لمبی حدیث بیان کی......، جس میں آپ ﷺ کے وضو کا طریقہ بھی بیان کیا، پھر انھوں نے کہا: جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو نماز کھڑی کی جا چکی تھی اور سیّدنا عبد الرحمن بن عوف ؓ ان کو امامت کروا رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے، میں اُن کو یہ بتلانے کے لیے آگے ہوا (کہ نبی کریم ﷺ پہنچ چکے ہیں)، لیکن آپ ﷺ نے مجھے منع کر دیا، پھر ہم نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور جو رہ گئی تھی، اس کو بعد میں ادا کر لیا۔''

(٢٦١٤) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

''سیّدنا عبد الرحمن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ

(٢٦١٢) تخريج: ...... حديث صحيح وله طرق كثيرة، وهذا اسناد فيه ضعف وانقطاع أخرجه مسلم: ٢٧٤ (انظر: ١٨١٣٤، ١٨١٥٧، ١٨١٧٢)

(٢٦١٣) تخريج: ...... انظر الحديث السابق: ١٤٣١ (انظر: ١٨١٦٤)

(٢٦١٤) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، رشدين بن سعد ضعفه احمد وابن معين وابوداود والنسائي، وابن سعد، وابوسلمة لم يسمع من ابيه أخرجه الطيالسي: ٢٢٣، والبزار: ١٠١٤، وابويعلى: ٨٥٣ (انظر: ١٦٦٥)

عَـوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ مَـعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ [illegible] فِـى سَـفَـرٍ فَـذَهَـبَ النَّبِيُّ ﷺ لِـحَـاجَـتِـهِ [illegible] فَـأَدْرَكَهُـمْ وَقْـتُ الـصَّلَاةِ فَأَقَامُوا [illegible] فَتَقَـدَّمَهُـمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَـصَلّٰى مَعَ النَّاسِ خَلْفَهُ رَكْعَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((أَصَبْتُمْ وَأَحْسَنْتُمْ.)) (مسند احمد: ١٦٦٥)

[illegible] تھے، نبی کریم ﷺ [illegible] ہے، اُدھر نماز کا وقت ہوگیا، [illegible] عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے آگے کر دیا، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اُن کی اقتداء میں لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”تحقیق تم درستگی کو پہنچے ہو اور تم نے اچھا کیا ہے۔“

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہونے والا مسئلہ تو واضح ہے کہ امام اپنی رعایا میں سے کسی فرد کی اور فاضل مفضول کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہم ”بَابُ مَا يُفْعَلُ إِذَا لَمْ يَحْضُرْ إِمَامُ الْحَيِّ“ (قبیلے کے امام کی عدم موجودگی میں کیا کیا جائے، اس کا بیان) میں درج بالا حدیث کی روشنی میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اگر مقرر امام وقت پر نہ پہنچے اور بظاہر اس کے پہنچنے کے آثار نظر نہ آ رہے ہوں تو کوئی اور آدمی نماز پڑھا سکتا ہے۔ عام طور پر صحابہ کرام نماز کا وقت ہو جانے پر نبی کریم ﷺ کا انتظار کرتے تھے، لیکن اس موقع پر انتظار نہ کرنے کی یہ وجہ نظر آ رہی ہے کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے الگ ہوئے اور آپ ﷺ کے واپس آنے میں دیر ہوگئی، صحابہ نے سفر کی نزاکت کی وجہ سے زیادہ انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھا دی، آپ ﷺ نے آ کر اس کام کی تائید فرمائی اور ایسی صورت میں رعایا میں سے کوئی نماز پڑھا دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

* * *

أَبْوَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَأَحْكَامِ الصُّفُوْفِ

امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کے ابواب اور صفیں بنانے کے احکام

1 ..... بَابُ مَوْقِفِ الْوَاحِدِ مِنَ الْإِمَامِ

امام کے ساتھ ایک آدمی کے کھڑے ہونے کا بیان

(٢٦١٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یُصَلِّی فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِهِ فَجَذَبَنِی فَجَرَّنِی، فَأَقَامَنِی عَنْ یَمِینِهِ فَصَلّٰی ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً قِیَامُهُ فِیهِنَّ سَوَاءٌ۔ (مسند احمد: ٢٢٧٦)

(٢٦١٦) وَعَنْهُ أَیْضًا قَالَ: أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ فَصَلَّیْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِیَدِی فَجَرَّنِی فَجَعَلَنِی حِذَاءَهُ فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی صَلَاتِهِ خَنَسْتُ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِیْ: ((مَاشَأْنِی أَجْعَلُكَ حِذَائِی فَتَخْنِسُ؟)) فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَ یَنْبَغِی لِأَحَدٍ أَنْ یُصَلِّیَ حِذَاءَكَ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِی أَعْطَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَأَعْجَبْتُهُ، فَدَعَا اللّٰهَ لِی

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگ گئے، میں بھی اٹھا، وضو کیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے کھینچا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا، آپ ﷺ نے تیرہ رکعت نماز پڑھی، ان میں آپ ﷺ کا قیام برابر برابر رہا۔''

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات کے آخری حصے میں آیا آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھینچ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ اپنی نماز میں متوجہ ہو گئے تو میں تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ''کیا بات ہے، میں تجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر رہا تھا اور تو پیچھے ہٹ رہا تھا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کسی کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ آپ کے برابر کھڑے ہو کر نماز

(٢٦١٥) تخریج: ...... اسناده صحیح علی شرط الشیخین أخرجه ابوداود: ١٣٦٥ (انظر: ٢٢٧٦، ٣٤٥٩)

(٢٦١٦) تخریج: ...... اسناده صحیح علی شرط الشیخین أخرجه الترمذی: ٢٣٣، وأخرجه باختصار ابن ماجه: ٤٢٣، وأخرجه مسلم مطولا ولم یذکر بعضه: ٧٦٣ (انظر: ١٩١٢، ٢٥٦٧، ٣٠٦٠)

أَنْ يَزِيدَنِي عِلْمًا وَفَهْمًا، قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَنْفُخُ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الصَّلَاةَ، فَقَامَ فَصَلّٰى، مَا أَعَادَ وُضُوءًا۔ (مسند احمد: ٣٠٦٠)

پڑھے، حالانکہ آپ تو اللہ کے وہ رسول ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے (بہت کچھ) عطا کیا۔ میں نے یہ بات کر کے آپ ﷺ کو تعجب میں ڈال دیا، اس لیے آپ ﷺ نے میرے لیے دعا کی اللہ تعالیٰ مجھے علم وفہم میں زیادہ کر دے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سو گئے ہیں، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز، پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔“

فوائد: …… یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا کہ سونے سے آپ کا وضو ٹوٹتا نہیں تھا، کیونکہ آپ ﷺ کا دل جاگ رہا ہوتا تھا۔

”اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک مقتدی کو امام کے برابر اس کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہی حکم دیا تھا۔ لیکن اِس صحابی کا پیچھے کو سرک جانا، یہ ان کی طبیعت میں پایا جانے والے آپ ﷺ کے ادب کا نتیجہ تھا، وگرنہ حکم وہی ہے، جو آپ ﷺ نے دیا۔ یہ اسی قبیل کی بات ہے جو ہم حدیث نمبر (۱۴۰۱) میں ذکر کر آئے ہیں، جس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز جاری رکھنے کا حکم دیا، لیکن ان پر آپ ﷺ کا ادب غالب آ گیا اور وہ پیچھے ہٹ آئے۔ اس مسئلے پر مزید بحث اس باب کے آخر میں کی جائے گی۔“

(٢٦١٧) عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ، فَقَالَ: يَقُومُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقُلْتُ حَدَّثَنِي سُمَيْعٌ نِ الزَّيَّاتُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ، فَأَخَذَ بِهِ۔ (مسند احمد: ٣٣٥٩)

”اعمش کہتے ہیں: میں نے ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو امام کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، انھوں نے کہا: وہ امام کی بائیں جانب کھڑا ہوگا۔ میں نے کہا: مجھے تو سمیع زیات نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی دائیں جانب کھڑا کیا تھا۔ پھر ابراہیم نے اس حدیث کو تسلیم کر لیا۔“

(٢٦١٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ،

”سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور وہ اس طرح کہ اس کے

(٢٦١٧) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الدارمی: ٦٤١ (انظر: ٣٣٥٩)

(٢٦١٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧٦٦ (انظر: ١٤٧٨٩)

خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٨٤٩)

دونوں کنارے مخالف سمت سے کیے ہوئے تھے۔ میں (نماز پڑھنے کے لیے) آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کردیا۔“

(٢٦١٩) عَنْ جَبَّارِ بْنِ صَخْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَحَوَّلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّيْنَا فَلَمْ يَلْبَثْ يَسِيْرًا أَنْ جَاءَ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ١٥٥٥٠)

”سیّدنا جبار بن صخر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے، میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پھیر کر اپنی دائیں جانب کردیا، اور ہم نماز پڑھنے لگے، ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں گزری تھی کہ لوگ بھی آگئے۔“

(٢٦٢٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا بِإِزَائِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٣٧)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی تھی۔“

فوائد: ...... صحیح مسلم (٥١٢، ٥١٤) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس موضوع کی درج ذیل دو احادیث مروی ہیں:

(۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پہلو میں لیٹی ہوتی تھی۔

(۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں جنازے کی طرح آپ اور آپ کے قبلے کے درمیان لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔

(٢٦٢١) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ يُفْرَشُ لِي حِيَالَ مُصَلَّى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يُصَلِّي وَأَنَا حِيَالَهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٦٩)

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز کے سامنے میرے لیے کوئی چیز بچھائی جاتی، پھر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی۔“

فوائد: ...... آخری دو احادیث کا اس باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس موضوع کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرد یا بچہ امام کی دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہوگا اور عورت کا اکیلے پیچھے کھڑے ہو جانے کا معاملہ تو واضح ہے۔

(٢٦١٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف شرحبيل بن سعد الخطمي، وابو اويس صدوق سيء الحفظ أخرجه ابن الاثير في "اسد الغابة": ١/ ٣١٦، وأخرج بنحوه الطبراني في "الكبير": ٢١٣٧ (انظر: ١٥٤٧١)

(٢٦٢٠) تخريج: ......حديث صحيح (انظر: ٢٥٢٢٢)

(٢٦٢١) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤١٤٨، وابن ماجه: ٩٥٧ (انظر: ٢٦٧٣٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ سیدہ ام حرام کے پاس آئے، ہم کھجور اور گھی آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (کھجور) برتن میں اور یہ (گھی) مشکیزے میں واپس کر دو، کیونکہ میں روزے دار ہوں۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفلی نماز پڑھائی، ام حرام اور ام سلیم کو ہمارے پیچھے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جیسا کہ ثابت نے بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں چٹائی پر نفلی نماز پڑھائی............۔ (سلسلہ صحیحہ: ١٤١، بخاری: ١/ ٤٩٤، مسلم: ٦٦٠)

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: فقہ الحدیث یہ ہے کہ ایک مقتدی، امام کی دائیں جانب اور اس کے برابر کھڑا ہوگا، اس سے آگے ہوگا نہ پیچھے، کیونکہ اگر تقدم و تاخر کی کوئی صورت ہوتی تو راوی نقل کر دیتا، حالانکہ آپ ﷺ کی اقتداء میں ایک صحابی کا نماز پڑھنا ایک سے زیادہ بار پیش آیا۔ اس موضوع پر بخاری و مسلم میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایات مروی ہیں، میں نے (ارواء الغلیل: ٥٣٣) میں ان کی تخریج کی ہے۔ امام بخاری نے سیدنا عبد اللہ بن عباس کی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ''باب یقوم عن یمین الامام بحذاءہ سواء، اذا کانا اثنین'' (جب کل دو آدمی ہوں گے تو مقتدی، امام کی دائیں جانب اور اس کے برابر کھڑا ہوگا)

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٢/ ١٦٠) میں کہا: ''سواء'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام سے آگے تھے نہ پیچھے، امام صاحب نے اس مسلک کا استدلال سیدنا ابن عباس کی حدیث کے بعض طرق میں وارد ہونے والے الفاظ ''فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ'' سے کیا، کیونکہ ان الفاظ کا ظاہری معنی برابری پر دلالت کرتا ہے۔ عبد الرزاق بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا: میں نے امام عطاء سے کہا: ایک مقتدی، امام کے ساتھ کیسے کھڑا ہوگا؟ انھوں نے کہا: دائیں جانب۔ میں نے کہا: کیا اس کے اس قدر برابر کھڑا ہوگا (کہ ایسا معلوم ہو کہ) وہ دونوں ایک صف میں کھڑے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ یہ پسند کریں کہ وہ اس کے برابر اور اس کے ساتھ اس طرح مل کر کھڑا ہو کہ دونوں کے درمیان کوئی شگاف نہ رہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ مؤطا امام مالک میں صحیح سند کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کا اثر ثابت ہے۔ ان تمام احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقتدی، امام کے برابر کھڑا ہوگا۔ بعض مذاہب اس امر کے قائل ہیں کہ ایک مقتدی کو امام سے معمولی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ ایک بے دلیل مذہب ہے اور احادیث صحیحہ کے مخالف بھی ہے۔ مقلدوں کو چاہیے کہ وہ ان احادیث کو ترجیح دے کر اپنے ائمہ کے اقوال کو ترک کر دیں، کیونکہ بہترین سیرت، محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔ (صحیحہ: ١٤١)

امام البانی رحمہ اللہ نے پیچھے گزر جانے والی حدیث نمبر (۱۴۳۵) کو (صحیحہ: ٦٠٦، ٢٥٩٠) میں ذکر کرنے کے بعد کہا: یہ حدیث ایک اہم فقہی مسئلہ پر مشتمل ہے، اکثر فقہی کتب میں اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا، بلکہ بعض کتب میں اس مسئلہ کی مخالفت کی گئی ہے۔ سنت یہ ہے کہ ایک مقتدی امام کی دائیں جانب اور اس کے برابر کھڑا ہو۔ جبکہ بعض مذاہب و مسالک میں کہا گیا ہے کہ مقتدی، امام سے اتنا پیچھے کھڑا ہو کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑھیوں کے

برابر ہوں۔ امام مالک نے مؤطا میں کہا: امام نافع کہتے ہیں: صرف میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، انھوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے مجھے اپنے برابر کھڑا کر دیا۔

پھر امام مالک نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: میں دوپہر کے وقت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ نفلی نماز پڑھ رہے تھے، میں (جماعت کی نیت سے) ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا، لیکن انھوں نے مجھے اپنے قریب کیا اور دائیں جانب اپنے برابر کھڑا کر دیا، جب یرفا آئے تو میں پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پیچھے صف بنا لی۔ اس کی سند صحیح ہے۔ بلکہ مرض الموت کے دوران جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، تو آپ ﷺ ان کی بائیں جانب ان کے برابر بیٹھ گئے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر ایک یہ باب قائم کیا ہے: باب یقوم عن یمین الامام بحذائه سواء اذا کانا اثنین۔ یعنی: جب کل نمازی دو ہوں گے تو مقتدی امام کی دائیں جانب بالکل اس کے برابر کھڑا ہوگا۔ (صحیحہ: ۲۰۹۰)

2 ..... بَابُ فِیْ مَوْقِفِ الْاِثْنَیْنِ مِنَ الْأُمَامِ

امام کے ساتھ دو آدمیوں کے کھڑا ہونے کا بیان

(۲٦۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَامَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ اِلَی جَنْبِهِ عَنْ یَسَارِهِ فَنَهَانِی فَجَعَلَنِی عَنْ یَمِیْنِهِ فَجَاءَ صَاحِبٌ لِیْ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُخَالِفًا بَیْنَ طَرَفَیْهِ۔ (مسند احمد: ۱٤٥٥٠)

”سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے، میں آیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے روکا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر میرا ایک اور ساتھی آ گیا، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا لی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، آپ ﷺ ایک کپڑے میں تھے، جس کے دونوں کنارے ایک دوسرے کی مخالف سمت میں تھے۔“

(۲٦۲۳) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَلْقَمَةُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ بِالْهَاجِرَةِ فَلَمَّا مَالَتِ الشَّمْسُ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِیَدِیْ وَبِیَدِ صَاحِبِیْ فَجَعَلَنَا عَنْ نَاحِیَتَیْهِ وَقَامَ

”اسود کہتے ہیں: میں اور علقمہ دوپہر کے وقت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب سورج ڈھلا تو انھوں نے نماز کھڑی کی اور ہم ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے، لیکن انھوں نے میرا اور میرے ساتھی کا ہاتھ پکڑا اور ہمیں اپنی دونوں طرف کھڑا کر لیا اور خود ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے، پھر کہا: جب تین

(۲٦۲۲) تخریج: ..... حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف شرحبیل بن سعد أخرجه ابن ماجه: ۹۷٤، وأخرجه ضمن حدیث طویل مسلم: ۳۰۱۰، وابوداود: ٦۳٤ (انظر: ۱٤٤۹٦)

(۲٦۲۳) تخریج: ..... صحیح لغیره۔ أخرجه مسلم: ٥۳٤ (انظر: ۳۹۲۷)

بَيْنَنَا، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً، ثُمَّ صَلّٰى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ أَئِمَّةٌ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا فَلَا تَنْتَظِرُوْهُمْ بِهَا وَاجْعَلُوْا الصَّلَاةَ مَعَهُمْ سُبْحَةً۔ (مسند احمد: ٤٣٤٧)

(٢٦٢٤) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ الْأَسْوَدَ وَعَلْقَمَةَ كَانَا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه) فِي الدَّارِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَصَلّٰى بِهِمْ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَقَامَ وَسَطَهُمْ وَقَالَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَاصْنَعُوْا هٰكَذَا، فَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَضَعْ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ بَيْنَ فَخِذَيْهِ إِذَا رَكَعَ فَلْيَحْنَأْ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٢٧٢)

لوگ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد کہا: عنقریب ایسے ائمہ ہوں گے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے، پس تم ان کا انتظار نہ کرنا، (اور وقت پر نماز پڑھ لینا) اور اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو نفلی بنا لینا۔“

”(دوسری سند) اسود اور علقمہ دونوں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے، انھوں نے پوچھا: کیا ان لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اذان و اقامت کے بغیر نماز پڑھائی اور وہ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: جب تم تین لوگ ہو تو اس طرح کیا کرو اور جب زیادہ ہو تو تم میں سے ایک امامت کروائے (اور آگے کھڑا ہو)، جب کوئی رکوع کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں کے درمیان رکھے اور رکوع کے لیے جھکے، میں اب بھی گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے مختلف ہونے کی طرف دیکھ رہا ہوں۔“

فوائد: ...... رکوع کے دوران دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر ڈال کر ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھ لینا تطبیق کہلاتا ہے، یہ عمل شروع میں مسنون تھا، لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا اور نئے حکم کے مطابق دورانِ رکوع ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا مسنون قرار پایا۔ اس دعوی کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی، پس انھوں نے اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا، پھر رکوع کیا اور ہاتھوں میں تطبیق دی اور ان کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو انھوں نے کہا: میرے بھائی عبد اللہ بن مسعود نے سچ کہا، ہم یہ عمل کرتے تھے، لیکن بعد میں ہمیں گھٹنے پکڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسند احمد: ٣٩٧٤، ابوداود: ٧٤٧، نسائی: ٢/ ١٨٤)

اس طرح دو مقتدیوں کا امام کی دائیں بائیں جانب کھڑا ہونا، یہ بھی منسوخ ہو چکا ہے، ان دونوں امور کی وضاحت حدیث نمبر (۶۲۱ تا ۶۲۵) میں بھی ہو چکی ہے۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اذان و اقامت کے بغیر نماز

(٢٦٢٤) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٢٧٢)

پڑھائی، لیکن دوسری کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت اذان واقامت کے ساتھ ہوتی ہے، ہاں اگر کسی مسجد میں دوبارہ جماعت کرائی جا رہی ہو تو صرف اقامت کہہ لینی چاہیے۔

(٢٦٢٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا وَأَنَا إِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ أُصَلِّي مَعَهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٥١)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، سیدہ عائشہ ؓ ہمارے پیچھے اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا تھا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔''

(٢٦٢٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِ أُمِّ حَرَامٍ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا۔ (مسند احمد: ١٣١٤٩)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سیدہ ام حرام ؓ کے گھر میں نماز پڑھی، آپ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور سیدہ ام حرام ؓ ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔''

فوائد: …… ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ دو مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، البتہ عورت اکیلی صف میں کھڑی ہوگی وہ مردوں کی صف میں ساتھ برابر نہیں کھڑی ہو سکتی خواہ صف میں چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

بَابُ مَوْقِفِ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

مردوں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے کھڑے ہونے کے مقام کا بیان

(٢٦٢٧) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ ؓ لِقَوْمِهِ: أَلَا أُصَلِّي لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَفَّ الرِّجَالَ ثُمَّ صَفَّ الْوِلْدَانَ ثُمَّ صَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الْوِلْدَانِ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٨٤)

''سیّدنا ابو مالک اشعری ؓ نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انھوں نے مردوں کی صف بنائی، اس کے بعد بچوں کی اور بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی۔''

(٢٦٢٨) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ

''سیّدنا انس ؓ کہتے ہیں: میں اور یتیم، جو ہمارے گھر میں رہتا تھا، نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور سیدہ ام سلیم ؓ

(٢٦٢٥) تخريج: …… صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٨٦، ١٠٤، وابن خزيمة: ١٥٣٧ (انظر: ٢٧٥١)

(٢٦٢٦) تخريج: …… أخرجه مسلم: ٦٦٠ (انظر: ١٣٠١٩، ١٣١١٨)

(٢٦٢٧) تخريج: …… اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٤٣٦ (انظر: ٢٢٨٩٦)

(٢٦٢٨) تخريج: …… أخرجه البخاري: ٧٢٧، ومسلم: ٦٥٨ (انظر: ١٢٠٨١، ١٢٣٤٠)

كَانَ عِنْدَنَا فِي الْبَيْتِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي بَيْتِنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دَارِهِمْ وَصَلَّتْ أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔ (مسند احمد: ١٢١٠٥)

نے ہمارے پیچھے نماز پڑھی، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ ان کے گھر آئے ہوئے تھے۔“

(٢٦٢٩) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ رضي الله عنها دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ لَكُمْ.)) قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا، قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ أَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (مسند احمد: ١٢٥٣٥)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری دادی سیدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے لیے گھر میں بلایا، آپ ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد فرمایا: ”اٹھو، میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں۔“ میں ایک چٹائی لانے کے لیے اٹھا، جو لمبے عرصہ تک استعمال کیے جانے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی، اس لیے میں نے اس پر پانی کے چھینٹے مارے، رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے، میں اور یتیم آپ ﷺ کے پیچھے اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ واپس چلے گئے۔“

(٢٦٣٠) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَطَوُّعًا، قَالَ: فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا قَالَ ثَابِتٌ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ وَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلَّيْنَا عَلٰى بِسَاطٍ۔ (مسند احمد: ١٢٦٥٣)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نفلی نماز پڑھائی، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور مجھے آپ ﷺ نے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا، ہم نے ایک چٹائی پر نماز پڑھی تھی۔“

فوائد: ……صف بندی کے معاملے میں یہ تو واضح ہے کہ امام کے ساتھ پہلی صفوں میں مرد حضرات کھڑے ہوں اور ان میں عقلمند اور سمجھدار لوگ امام کے قریب کھڑے ہوں اور عورتیں پچھلی صفوں میں کھڑی ہوں۔ بچوں کا محل کیا ہے؟ کسی صحیح حدیث میں اس کا تعین نہیں کیا گیا، ظاہر تو یہی ہے کہ جو بچے سن تمیز تک پہنچ چکے ہوں تو اس معاملے میں ان کو مردوں کا ہی حکم دیا جائے گا، بلکہ ان میں سے قرآن کا زیادہ حصہ یاد کرنے والوں کو مردوں کا امام بھی بنایا جائے گا۔ جب آپ ﷺ کے ساتھ ایک بچہ ہوتا تو اسے آپ ﷺ عام مرد کی طرح اپنی دائیں جانب کھڑا کرتے تھے اور بچوں

(٢٦٢٩) تخريج: ……انظر الحديث السابق: ١٤٤٦

(٢٦٣) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٦٦٠ (انظر: ١٢٦٢٦، ١٣٠١٩)

کی تربیت کے پہلو کو مدنظر رکھا جائے تو ان کے لیے یہی مناسب ہے کہ مردوں کے ساتھ کھڑے ہوں امام البانی کہتے ہیں: بچوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرنے کی کوئی دلیل اس حدیث کے علاوہ مجھے نہیں ملی اور یہ حدیث ناقابل حجت ہے، اس لیے میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ بچے مردوں کے ساتھ کھڑے ہوں، جبکہ صف میں وسعت بھی ہو۔ (تمام المنة: ص ٢٨٤)

4 ..... بَابُ وُقُوْفِ الْأُمَامِ اَعْلٰى مِنَ الْمَأْمُوْمِ وَبِالْعَكْسِ

امام کا مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہونے اور اس کے برعکس کا بیان

(٢٦٣١) عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ أَبِى حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ فَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا فَعَلْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِىْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِى.)) فَقِيْلَ لِسَهْلٍ: هَلْ كَانَ مِنْ شَأْنِ الْجِذْعِ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ مِنْهُ الَّذِى كَانَ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٥٩)

”سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن منبر بنایا گیا تھا، اسی دن نبی کریم ﷺ اس پر تشریف لائے اور اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا، پھر الٹے پاؤں نیچے اتر آئے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، پھر نیچے لوٹ آئے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے اور فرمایا: ”اے لوگو! میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے تا کہ تم میری اقتداء کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکھ لو۔“ کسی نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ تنے کا کیا معاملہ ہے کہ لوگ اس کے بارے میں بعض باتیں کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی، اس کے بارے میں جو بیان کیا جاتا، وہ واقعی ہوا تھا۔“

فوائد: ......ہمام بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں لوگوں کو نماز پڑھائی، جبکہ وہ ایک دکان پر کھڑے تھے، سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کی قمیص سے پکڑ کر (نیچے) کھینچا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: کیا تو جانتا نہیں ہے کہ لوگوں کو ایسی صورت سے منع کیا جاتا تھا؟ انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، جب آپ نے مجھے کھینچا تھا تو مجھے یہ چیز یاد آ گئی تھی۔ (ابو داود: ٥٩٧)

ابوداود کی اگلی حدیث میں ہے: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی: ((اِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِى مَكَانٍ اَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ.)) یعنی: ”جب آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ان کے مقام سے بلند مقام میں کھڑا نہ ہو۔“ جبکہ اس باب کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی، جمع و تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(ا) ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے، آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ آپ ﷺ کی اقتداء کر سکیں اور نماز کی کے متعلق علم حاصل کر سکیں۔

(٢٦٣١) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٤٤٨، ٢٠٩٤، ومسلم: ٥٤٤ (انظر: ٢٢٨٧١)

(۲) نہی والی حدیث کا تعلق زیادہ بلند مقام سے ہے، معمولی بلندی میں کوئی حرج نہیں۔

آج کل دو تین منزلوں اور بیسمنٹ پر مشتمل مساجد میں امام اور مقتدیوں کا ایک دوسرے سے بلند ہونے کا تعلق اضطراری کیفیت سے ہے، بہرحال کسی حدیث میں مقتدی کو بلند مقام میں کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا گیا، جبکہ سیّدنا انس اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ وہ امام کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑے ہو کر اس کی اقتدا کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ وُقُوْفِ أُولِي الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى قَرِيْبًا مِنَ الْأُمَامِ

عقلمند اور سمجھدار لوگوں کا امام کے قریب کھڑے ہونے کی مشروعیت کا بیان

(۲٦٣٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِى ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِيَلِيَنِّىْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَهَوْشَاتِ الْأَسْوَاقِ.)) (مسند احمد: ٤٣٧٣)

”سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے عقلمند اور سمجھدار لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرور ضرور میرے قریب کھڑے ہوں، پھر ان کے بعد وہ کھڑے ہوں جو (عقل وفہم میں) اُن کے قریب ہوں، پھر وہ کھڑے ہوں جو (دوسرے مرتبے کے) لوگوں کے قریب ہوں، اور (صفیں بنانے میں) ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو، وگرنہ تمہارے دل ایک دوسرے کے مخالف ہو جائیں گے، اور بازاروں کے اختلاط اور فتنوں سے بچا کرو۔“

(۲٦٣٣) عَنْ أَبِى مَعْمَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِى مَسْعُوْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِى الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ: ((اِسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِيَنِّىْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.)) قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا۔ (مسند احمد: ١٧٢٣١)

”سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے (صف بناتے وقت) ہمارے کندھوں کو چھوتے اور فرماتے: ”برابر ہو جاؤ اور مختلف ہو کر کھڑے نہ ہو، وگرنہ تمہارے دل ایک دوسرے سے مختلف ہو جائیں گے،“ ”تم میں سے عقلمند اور سمجھدار لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرور ضرور میرے قریب کھڑے ہوں، پھر ان کے بعد وہ کھڑے ہوں جو (عقل وفہم میں) اُن کے قریب ہوں، پھر وہ کھڑے ہوں جو (دوسرے مرتبے کے) لوگوں کے قریب ہوں۔“ سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: (لوگو!) آج تم اسی وجہ سے بہت زیادہ اختلاف کا شکار ہو گئے ہو۔“

(٢٦٣٢) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٣٢ (انظر: ٤٣٧٣)

(٢٦٣٣) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٣٢ (انظر: ١٧١٠٢)

(٢٦٣٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فِي الصَّلَاةِ لِيَأْخُذُوا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٣٠٩٥)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ مہاجر اور انصار نماز میں آپ کے قریب کھڑے ہوں تا کہ وہ آپ سے (علم و عمل) حاصل کر سکیں۔“

فوائد: ……مہاجرین وانصار بقیہ صحابہ کی بہ نسبت قدیم الاسلام اور قوی الایمان تھے اور ان صفات کی بنا پر وہ آپ ﷺ کے مختلف احوال کو زیادہ یاد کرنے والے تھے۔

(٢٦٣٥) عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ لِلِقَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ رَجُلٌ أَلْقَاهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أُبَيٍّ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَخَرَجَ عُمَرُ مَعَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَنَظَرَ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَعَرَفَهُمْ غَيْرِي فَنَحَّانِي وَقَامَ فِي مَكَانِي، فَمَا عَقَلْتُ صَلَاتِي، فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: يَا بُنَيَّ! لَا يَسُوْؤُكَ اللّٰهُ، فَإِنِّي لَمْ آتِكَ الَّذِي أَتَيْتُكَ بِجَهَالَةٍ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((كُوْنُوا فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيْنِيْ.)) وَإِنِّي نَظَرْتُ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَعَرَفْتُهُمْ غَيْرَكَ، ثُمَّ حَدَّثَ فَمَا رَأَيْتُ الرِّجَالَ مَتَحَتْ أَعْنَاقُهَا إِلٰى شَيْءٍ مُتُوْحَهَا إِلَيْهِ، قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: هَلَكَ أَهْلُ الْعُقْدَةِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! أَلَا لَا عَلَيْهِمْ آسٰى وَلٰكِنْ آسٰى عَلٰى مَنْ يَهْلِكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِذَا هُوَ أُبَيٌّ، وَالْحَدِيْثُ عَلٰى لَفْظِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ۔ (مسند احمد: ٢١٥٨٥)

”قیس بن عباد کہتے ہیں: میں محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ملنے کے لیے مدینہ آیا، میں جن آدمیوں کو ملنا چاہتا تھا، ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ تھے۔ نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ میں پہلی صف میں کھڑا تھا، ایک آدمی آیا، اس نے لوگوں کے چہروں پر نگاہ ڈالی اور میرے علاوہ سب کو پہچان لیا، اس نے مجھے پیچھے ہٹا دیا اور خود میری جگہ پر کھڑا ہو گیا، میں (غصے کی وجہ سے) اپنی نماز کو نہ سمجھ سکا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے مجھے کہا: میرے پیارے بیٹے! اللہ تجھے برا نہ کرے۔ میں نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا ہے، وہ جہالت کی وجہ سے نہیں کیا، بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ”اس صف میں کھڑے ہوا کرو جو میرے قریب ہے۔“ میں نے لوگوں کے چہرے دیکھے، میں تیرے علاوہ ان سب کو پہچانتا تھا، (اس لیے تجھے پیچھے کر دیا)۔ پھر وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے، میں نے لوگوں کو جس انداز میں ان کی بات کی طرف گردنیں لمبی کرتے ہوئے دیکھا، پہلے یہ انداز نہیں دیکھا تھا، انھوں نے اپنے وعظ میں یہ بھی کہا تھا: ”ربِ کعبہ کی قسم! بیعت لینے والے (امراء) ہلاک ہو گئے ہیں،

(٢٦٣٤) تخريج: …… اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ٩٧٧، (انظر: ١١٩٦٣، ١٣٠٦٤)

(٢٦٣٥) تخريج: …… اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٨٨ (انظر: ٢١٢٦٤)

خبردار! میں ان پر افسوس نہیں کر رہا، مجھے افسوس ان مسلمانوں پر ہے، جو (اُن کی وجہ سے) ہلاک ہوں گے۔'' (اچانک مجھے پتہ چلا کہ) یہ سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ یہ حدیث سلیمان بن داود کے الفاظ کے مطابق بیان کی گئی ہے۔

فوائد: ......ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سمجھدار اور عقلمند لوگ امام کے قریب کھڑے ہوں، تا کہ ضرورت کے وقت دورانِ نماز اس کے نائب بنیں، امام کے بھول جانے کی صورت میں اسے لقمہ دیں، اچھے انداز میں امام کی اقتداء کریں اور اس کی نماز کی کیفیت کو ضبط کر کے لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔ عصر حاضر میں اس حکم نبوی کا کوئی خیال نہیں رکھا جا رہا اور لوگ ایک روایتی روٹین کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔

6 ..... باب الحث على تسوية الصفوف ورصها وبيان خيرها من شرها

صفوں کو درست کرنے اور ملانے پر رغبت دلانے کا بیان اور ان میں سے سب سے اچھی اور سب سے بری صفوں کا بیان

تنبیہ: چونکہ آج کل اکثر و بیشتر مقامات پر صفوں کی درستگی کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ یہ اہتمام کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے، ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل احادیث کا بغور مطالعہ کریں۔

(٢٦٣٦) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((أَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰی مَـا یُـکَـفِّـرُ الـلّٰـهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَزِیْدُ بِهِ فِی الْـحَسَـنَـاتِ؟)) قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْـخُطَا اِلٰی هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، مَا مِنْکُمْ مِنْ رَجُلٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِـهِ مُتَطَهِّرًا فَیُصَلِّیْ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ الصَّلَاةَ ثُـمَّ یَـجْـلِـسُ فِـی الْمَجْلِسِ یَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ الْأُخْرٰی اِلَّا الْمَلَائِکَةُ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ،

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہاری رہنمائی ایسے امور کی طرف نہ کروں کہ اللہ جن کے ذریعے خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ناپسندیدگیوں کے باوجود مکمل وضو کرنا، اِن مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چل کر آنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، تم میں سے جو آدمی اپنے گھر سے وضو کر کے نکلتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ایک نماز ادا کر کے اُسی جائے نماز میں دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہے، تو فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو

(٢٦٣٦) تخريــــج: ......حديث صحيح، وهذا سند حسن فى المتابعات أخرجه مطولا ومختصرا ابن ماجه: ٤٢٧، وابن ابى شيبة: ١/ ٧، ٢/ ٣٨٥، والبيهقى: ٢/ ١٦، وابن خزيمة: ١٧٧، ٣٥٧، ١٥٦٢ (انظر: ١٠٩٩٤)

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، فَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاعْدِلُوْا صُفُوْفَكُمْ وَأَقِيْمُوْهَا وَسُدُّوا الْفُرَجَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، فَإِذَا قَالَ إِمَامُكُمْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقُوْلُوْا اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِنَّ خَيْرَ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الْمُقَدَّمُ، وَشَرَّهَا الْمُؤَخَّرُ، وَخَيْرَ صُفُوْفِ النِّسَاءِ الْمُؤَخَّرُ، وَشَرَّهَا الْمُقَدَّمُ، يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! إِذَا سَجَدَ الرِّجَالُ فَاغْضُضْنَ أَبْصَارَكُنَّ لَا تَرَيْنَ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ ضِيْقِ الْأُزُرِ.)) (مسند احمد: ١١٠٠٧)

معاف کر دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کیا کرو اور شگافوں کو پر کر دیا کرو، بے شک میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔ بے شک مردوں کی بہترین صف اگلی صف ہے اور ان کی بری ترین صف پچھلی ہے اور عورتوں کی بہترین صف پچھلی ہے اور ان کی بری صف اگلی صف ہے، اے عورتوں کی جماعت! جب مرد سجدہ میں جائیں تو تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو، تاکہ ان کے ازار چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں کو نہ دیکھ سکو۔"

فوائد: ...... "بری صف" سے مراد اجر وثواب سے کمی والی بات ہے۔

(٢٦٣٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الْمُقَدَّمُ وَشَرُّهَا الْمُؤَخَّرُ، وَشَرُّ صُفُوْفِ النِّسَاءِ الْمُقَدَّمُ وَخَيْرُهَا الْمُؤَخَّرُ.)) (مسند احمد: ٨٤٠٩)

"سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں کی بہترین صف اگلی ہے اور ان کی بری ترین صف پچھلی ہے اور عورتوں کی بری ترین صف اگلا، ہے اور ان کی بہترین صف پچھلی ہے۔"

(٢٦٣٨) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ بِنَحْوِهِ وَزَادَ: ثُمَّ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ إِذَا سَجَدَ الرِّجَالُ فَاغْضُضْنَ أَبْصَارَكُنَّ لَا تَرَيْنَ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ ضِيْقِ الْأُزُرِ.)) (مسند احمد: ١٤١٦٩)

"سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے، اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عورتوں کی جماعت! جب مرد سجدہ میں جائیں تو تم اپنی نظروں کو نیچا رکھا کرو، تاکہ مردوں کے تہبند چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں کو نہ دیکھ سکو۔"

(٢٦٣٧) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٤٠ (انظر: ٨٤٢٨)

(٢٦٣٨) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابي شيبة في "مسنده" (انظر: ١٤١٢٣)

(۲۶۳۹) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِيْمُوا الصَّفَّ فِی الصَّلَاةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ۸۱۴۲)

''سیّدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صف کو سیدھا اور برابر کرو، پس بے شک صف کا سیدھا اور برابر کرنا نماز کی خوبصورتی ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنِّی أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ.)) وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ)) یعنی: ''صفوں کو سیدھا رکھا کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ لیتا ہوں۔'' ہم (صف میں اپنے ساتھ کھڑے) ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملاتے تھے۔ (بخاری: ۷۲۵)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ صحابۂ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ کے فرمان ''صفوں کو سیدھا رکھو'' کا مفہوم یہ سمجھا کہ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے پاؤں ملایا جائے۔ امام البانی ؒ لکھتے ہیں: امام بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: (یہ حدیث سننے کے بعد) ایک آدمی اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم ملاتا تھا۔ یہ زیادتی مخلص کی کتاب ''فوائد'' میں بھی ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ الفاظ ہیں: سیّدنا انس ؓ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ایک آدمی اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم ملاتا تھا، لیکن اگر آج آپ اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے ساتھی کے ساتھ پاؤں ملائیں تو وہ سرکش اور بے قابو خچر کی طرح بدک جاتا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: باب الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصف (صف میں کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانا)

(صحیحہ: ۳۱)

قارئین کرام! سیّدنا انس ؓ نے اس سنت سے اعراض کرنے والوں کو خچر کے ساتھ تشبیہ دے کر جو نقشہ کھینچا ہے، ہوبہو آج بھی وہی صورت حال ہے، اکثر و بیشتر مساجد میں نہ صرف اس سنت سے اعراض کیا جاتا ہے، بلکہ اس مبارک طریقۂ نبوی پر عمل کرنے والوں پر کیچڑ بھی اچھالا جاتا ہے۔

(۲۶۴۰) عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ؓ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقُلْنَا لَهُ: مَا أَنْكَرْتَ مِنْ عَهْدِ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا أَنْكَرْتُ مِنْكُمْ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ

''بشیر بن یسار کہتے ہیں: سیّدنا انس بن مالک ؓ (بصرہ سے) مدینہ منورہ تشریف لائے، ہم نے ان سے کہا: آپ کو نبی کریم ﷺ کے زمانے کی بہ نسبت کون سی چیز عجیب اور نئی لگ رہی ہے؟ انھوں نے کہا: میں تمہارے اندر کسی چیز کو عجیب

(۲۶۳۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۷۲۲، ومسلم: ۴۳۵ (انظر: ۸۱۵۷)

(۲۶۴۰) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۷۲۴ (انظر: ۱۲۱۰۹، ۱۲۱۲۴)

صُفُوْفَكُمْ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۴۸)

محسوس نہیں کر رہا، البتہ یہ چیز ہے کہ تم اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر نہیں کرتے۔''

(۲۶۴۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَيَقُوْلُ: ((تَرَاصُّوْا (وَفِي رِوَايَةٍ: أَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوا) وَاعْتَدِلُوْا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) (مسند احمد: ۱۳۴۲۹)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: ''آپس میں مضبوطی سے مل جاؤ، (اور ایک روایت میں ہے: اپنی صفوں کو سیدھا کرلو، اور آپس میں مل جاؤ) اور برابر ہو جاؤ، بے شک میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيْمُوْا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِأَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ.)) (ابوداود) یعنی: ''صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لیے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے گا۔''

اتنی زیادہ تاکیدات کے باوجود اکثر مساجد میں صف بندی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ ایسے ایک دو ذمہ دار افراد سے اس موضوع پر میری بات بھی ہوئی ہے، ان کا کہنا تھا کہ ان کے ہاں ان تمام احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ کھڑے ہونے والوں کو ایک لائن اور سیدھ میں رہنا چاہیے، مل کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی عربی زبان سے جہالت اور اِن احادیثِ مبارکہ سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ صرف اِس حدیث کے لفظ ''تَرَاصُّوْا'' کا معنی عربی لغات میں دیکھ لیں، انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(۲۶۴۲) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْنَا فِي الصُّفُوْفِ كَمَا تُقَوَّمُ الْقِدَاحُ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّا أَخَذْنَا ذٰلِكَ عَنْهُ وَفَهِمْنَاهُ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ فَإِذَا رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ بِصَدْرِهِ، فَقَالَ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.)) (مسند احمد: ۱۸۶۱۸)

''سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں صفوں میں ایسے سیدھا کرتے، جیسے تیروں کی لکڑیوں کو سیدھا کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نے یہ گمان کرلیا کہ ہم نے آپ سے یہ تعلیم حاصل کر لی ہے اور ہم اس طریقے کو سمجھ گئے ہیں، ایک دن آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی کا سینہ آگے کو نکلا ہوا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو

(۲۶۴۱) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۷۱۸، ۷۲۵، ومسلم: ۴۳۴ (انظر: ۱۲۰۱۱، ۱۳۳۹۶)

(۲۶۴۲) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۷۱۷، ومسلم: ۴۳۶ (انظر: ۱۸۳۸۹، ۱۸۴۰۰، ۱۸۴۲۷)

گے، یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان ایک دوسرے
کے لیے مخالفت ڈال دے گا۔''

فوائد: ......اس زمانے میں لوگوں بلکہ قریبی رشتہ داروں میں بہت زیادہ منافرت اور دشمنی پائی جا رہی ہے، اس کی ایک وجہ دورانِ جماعت صفوں کو درست نہ کرنا ہے۔ امام البانی رقمطراز ہیں: سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا، گھٹنے کے ساتھ گھٹنا اور ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ ملاتا تھا۔ یہ دو احادیثِ مبارکہ درج ذیل اہم فوائد پر مشتمل ہیں:

(اول) صفوں کو سیدھا کرنا، ان کو برابر کرنا اور ان میں مل کر کھڑے ہونا واجب ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اور حکم کا تقاضا وجوب ہوتا ہے، الا یہ کہ کوئی قرینہ ہو، لیکن یہاں سیّدنا نعمان کی حدیث کا دوسرا حصہ اس وجوب میں مزید تاکید پیدا کرتا ہے کہ اگر حکم کے مطابق صف بندی کا اہتمام نہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مابین اختلاف ڈال دے گا۔ بڑی واضح بات ہے کہ جو کام سرے سے واجب ہی نہ ہو، وہاں ایسی دھمکی نہیں سنائی جاتی۔

(دوم) صفوں کو سیدھا رکھنے کی صورت یہ ہے کہ کندھوں کے ساتھ کندھے اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملایا جائے، کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو صف بندی کا حکم دیا تو انھوں نے اسی انداز میں آپ کے فرمودات کی تعمیل کی تھی، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا صف بندی کا یہ انداز آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں تھا، اس طرح اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست قرار پاتا ہے کہ صفوں کو سیدھا کرنے اور ان کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مل کر کھڑا ہوا جائے۔

لیکن بڑا افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اِس انداز کے مطابق صفوں کو سیدھا کرنے میں غفلت برتی ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ انھوں نے اس سنت کو ضائع کر دیا ہے، الا ماشاء اللہ۔ ۱۳۶۸ھ (یعنی تقریبا۱۹۴۹ء) کی بات ہے، میں نے مکہ مکرمہ میں دو بھائی دیکھے تھے، وہ صفوں کی درستگی کی سنت سمیت تمام سننِ مصطفیٰ ﷺ کو عملی جامہ پہنانے کے بڑے ہی حریص تھے۔ رہا مسئلہ چاروں معروف تقلیدی مذہبوں کا، تو میں حنبلیوں کو بھی مستثنی کیے بغیر کہوں گا کہ تمام مقلدوں نے اس سنت کے سلسلے میں کافی سستی برتی ہے، بلکہ یہ سنت ان کے ہاں مٹ چکی ہے، وہ مسلسل اس سنت سے بے رخی برت رہے ہیں، بلکہ بعض مذاہب نے تو اس رواج کو قانون بنا رکھا ہے کہ نماز میں قیام کے دوران پاؤں کے درمیان چار چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے، وہ اس سے زیادہ فاصلہ کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں، جیسا کہ (الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/ ۲۰۷) میں تفصیل موجود ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ اتنے فاصلے کی تعیین کرنا بلا دلیل ہے، یہ محض رائے ہے، اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو اصولی قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے صف بندی والی بے شمار اور صریح روایات کی روشنی میں اس کو امام اور منفرد پر محمول کریں گے، تا کہ سنتِ صحیحہ کے ساتھ تعارض سے بچا جا سکے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے اور آپ کی سنتوں کے احیاء کی فضیلت حاصل کرنے پر

حریص مسلمانوں اور مساجد کے ائمہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ اس سنت پر عمل کریں، اپنے آپ کو اس کے حریص ثابت کریں اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں، حتی کہ سارے لوگ اس سنت پر عمل پیرا نظر آئیں، اگر ایسے ہوا تو ہم آپ ﷺ کی اس وعید سے نجات پا سکیں گے: ''اگر تم نے صفیں درست نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔''

مجھے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک داعیٔ اسلام نے اس سنت کو معمولی سمجھا اور اس قسم کا اشارہ بھی دیا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو اس قسم کی تعلیم نہیں دی تھی، حالانکہ صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا اور آپ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا۔ لیکن اس بیچارے کو کیا پتہ کہ صحابہ کرام نے سب سے پہلے ان احادیث کا مفہوم یہ سمجھا تھا کہ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملایا جائے، یہ کام انھوں نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں کیا اور آپ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا۔ اہل سنت کے نزدیک اس سنت کے شرعی ہونے کے لیے یہ ثبوت کافی ہے، کیونکہ حاضر کو نظر آنے والی چیز غیر حاضر سے مخفی ہوتی ہے اور وہ صحابہ کرام ایسی جماعت تھے کہ ان کے منہج کا پیروکار بد بخت اور گمراہ نہیں ہو سکتا ہے۔

(سوم) سیّدنا انس ؓ کی حدیث میں آپ ﷺ کے ایک معجزے کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اپنے پیچھے سے دیکھ لیتے تھے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ حالتِ نماز کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نماز کی حالت کے علاوہ بھی آپ ﷺ اس معجزہ سے متصف ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

(چہارم) دونوں احادیث میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہری فساد، باطنی فساد کو اور باطنی فساد، ظاہری فساد کو لازم ہے، یہ قانون کثیر احادیث میں بیان کیا گیا ہے، شاید ہم کسی موقع پر ان کو جمع کر دیں۔

(پنجم) بعض مقامات میں یہ بدعت رائج ہے کہ جب مؤذن ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' کہتا ہے، تو امام تکبیر تحریمہ کہنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسا کرنا احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے، جیسا کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو اقامت کے بعد صفوں کی درستگی پر توجہ دینی چاہیے اور اس سلسلے میں ان کو وعظ و نصیحت کرنا چاہیے، کیونکہ امام سے مقتدیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر کوئی (کسی نہ کسی طرح) نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔'' (صحیحہ: ۳۲)

(۲٦٤۳) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ: رَأَی النَّبِیُّ ﷺ فِی أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ: تَقَدَّمُوْا فَأْتَمُّوا بِیْ، وَلْیَأْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ، لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.))

''سیّدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں (خواہ مخوہ کی) تاخیر دیکھی اور فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تمہارے پیچھے والے تمہاری اقتداء کریں۔ (متنبہ رہو کہ) لوگ پیچھے ہٹتے رہتے ہیں، حتی کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت والے دن پیچھے کر دے گا۔''

(مسند احمد: ۱۱۳۱۲)

(۲٦٤۳) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٤۳۸ (انظر: ۱۱۱٤۲)

فوائد: ……اِس ”تاخیر“ سے مراد کیا ہے؟ درج ذیل روایت کا جائزہ لیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ .)) یعنی: ”لوگ پہلی صف سے پیچھے ہٹتے رہیں گے، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان کو آگ میں پیچھے چھوڑ دے گا۔“ (ابوداود: ٦٧٩)

قارئین کرام! کیا آپ نے اپنا اور لوگوں کا جائزہ لیا ہے کہ نماز میں شرکت کرنے کے لیے پہلے پہل پہنچنے اور رغبت کے ساتھ پہلی صفوں کا اہتمام کرنے کے معاملے میں کتنی غفلت پائی جا رہی ہے، اکثر نمازی تو سرے سے جماعت کا ہی اہتمام نہیں کرتے۔ اس بے رغبتی اور غفلت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے دوری ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ)

(٢٦٤٤) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَأْتِیْنَا إِذَا قُمْنَا إِلَی الصَّلَاةِ فَیَمْسَحُ عَوَاتِقَنَا أَوْ صُدُوْرَنَا وَکَانَ یَقُوْلُ: ((لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ .)) وَکَانَ یَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَوِ الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ .)) (مسند احمد: ١٨٨٢٤)

”سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آتے اور ہمارے کندھوں یا سینوں کو چھوتے اور فرماتے: ”(اس معاملے میں) اختلاف نہ کرو، وگرنہ تمہارے دل ایک دوسرے کے لیے مخالف ہو جائیں گے۔“ اور یہ فرماتے تھے: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔“

فوائد: ……فرشتوں کا رحمت بھیجنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔

(٢٦٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ: ((مَا لِی أَرَاکُمْ رَافِعِی أَیْدِیْکُمْ کَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ، أُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاةِ .)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَرَآنَا حِلَقًا فَقَالَ: ((مَا لِی أَرَاکُمْ عِزِیْنَ .)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ: ((أَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ

”سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے ہاتھوں کو اس طرح اٹھاتے ہو، جیسے یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔“ پھر ایک دفعہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں گروہوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ تم مختلف گروہوں کی صورت میں ہو؟“ پھر ایک دفعہ آپ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ”کیا تم اس طرح صفیں نہیں

(٢٦٤٤) تخریج: ……حدیث صحیح۔ أخرجه ابن خزیمة: ١٥٥٢، وابن ابی شیبة: ١/ ٣٧٨ (انظر: ١٨٦٢١، ١٨٦٤٣)

(٢٦٤٥) تخریج: ……أخرجه مسلم: ٤٣٠ (انظر: ٢١٠٢٤)

تَـصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: ((يُتِمُّوْنَ الـصُّـفُـوْفَ الْأُوْلٰى وَيَتَـرَاصُّـوْنَ فِـى الصَّفِّ .)) (مسند احمد: ٢١٣٣٧)

بناتے، جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس بناتے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اپنے رب کے پاس کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں آپس میں مضبوطی کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

فوائد: ......آج کل جن مساجد میں دو دو مقتدیوں کے درمیان سات آٹھ آٹھ انچ کا فاصلہ ہونے کے باوجود جو ائمہ وخطباء خاموش رہتے ہیں، بلکہ لوگوں کو ایسی ہی صف بنانے کی باتیں کرتے رہتے ہیں، ان کو عربی لغت کی روشنی میں اس حدیثِ مبارکہ کے آخری الفاظ پر غور کرنا چاہیے کہ ''وَيَتَـرَاصُّوْنَ'' کا کیا معنی ہے۔ اس لفظ کا مادہ ''رَصّ'' ہے، جس کا معنی ہے: ایک دوسرے سے ملنا، جڑنا، دانتوں کا ترتیب کے ساتھ ملا ہوا ہونا، چمٹنا، پیوست ہونا، اس باب سے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کو ''بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص'' اور مضبوط اور پختہ چیز کو ''رَصِيْص'' کہتے ہیں۔

(٢٥٤٦) عَـنْ أَبِـى أُمَـامَةَ ؓ عَـنْ رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ أَنَّـهُ قَـالَ: ((لَتُسَـوُّنَّ الصُّفُوْفَ أَوْ لَتَـطْمَسَنَّ وُجُوْهُكُمْ وَلَتُغْمِضُنَّ أَبْصَارَكُمْ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُكُمْ)) (مسند احمد: ٢٢٥٧٨)

''سیّدنا ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو گے یا پھر تمہارے چہروں کی صورتیں تبدیل کر دی جائیں گی اور تم ضرور اپنی آنکھوں کو بند کرو یا تمہاری آنکھوں کو ضرورا چک لیا جائے گا۔''

(٢٦٤٧) عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ قَـالَ: أَقِيْـمُـوا الـصُّـفُـوْفَ فَإِنَّمَا تَـصُـفُّـوْنَ بِصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ وَحَاذُوا بَيْنَ الْـمَـنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا فِى أَيْدِى إِخْـوَانِـكُـمْ وَلَا تَـذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَان وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَـنْ قَـطَـعَ صَـفًّـا قَطَعَهُ اللّٰهُ .)) (مسند احمد: ٥٧٢٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، (خیال تو کرو کہ) تم نے فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بنانی ہیں، اپنے کندھوں کو برابر رکھو، خالی جگہوں کو پر کردو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور شیطان کے لیے کوئی خالی جگہ نہ چھوڑو۔ (یاد رکھو کہ) جس نے صف کو ملایا اللہ اس کو (اپنے فضل اور رحمت سے) ملائے گا، اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔''

فوائد: ......''اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ صف کے شگاف کو پر کرنے والے

(٢٥٤٦) تـخـريـج: ......اسناده ضعيف جدّا، عبيد الله بن زحر الافريقي وعلى بن يزيد الالهانى ضعيفان أخرجه أبو يعلى فى "مسنده"، والطبرانى فى "الكبير": ٧٨٤٩ (انظر: ٢٢٢٢٥)

(٢٦٤٧) تخريـج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٦٦٦ (انظر: ٥٧٢٤)

آدمی کے لیے کوئی مشکل پیدا نہ کی جائے، بلکہ نمازی کو چاہیے کہ وہ حرکت کرکے اس کے لیے وسعت پیدا کرے۔ کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب ان کے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملایا جاتا ہے یا بسا اوقات ان کے پاؤں پر زور آ جاتا ہے تو وہ بدک پڑتے ہیں اور اونچا اونچا بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ روحِ اسلام سے خالی ہیں۔ ''جس نے صف کو ملایا'' یعنی اس میں موجود شگاف کو پُر کیا اور نقص کو مکمل کیا۔ ''جس نے صف کو کاٹا'' بغیر نماز کے صفوں کے اندر بیٹھ جانا، شگاف پر کرنے والے آدمی کو روک دینا، اسی طرح نماز نہ پڑھنے والے بچوں کو بیچ میں کھڑا کر لینا اور جان بوجھ کر پاؤں اور کندھوں کو ملانے کا اہتمام نہ کرنا، اس قسم کے امور صف کو کاٹنے کے زمرے میں آتے ہیں۔

(۲٦٤٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﵁ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رُصُّوا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! اِنِّی لَأَرَى الشَّيَاطِيْنَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصُّفُوْفِ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ.)) (مسند احمد: ۱۳۷۷۱)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو ملاؤ، ان کو قریب قریب کرو اور گردنوں کو (ایک سیدھ میں) برابر رکھو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بے شک میں شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے درمیان خالی جگہوں میں یوں گھستے ہیں، جیسے وہ بغیر بالوں کے کالی بھیڑیں ہیں۔''

فوائد: ......''ان کو قریب قریب کرو'' کا معنی یہ ہے کہ دو صفوں کے درمیان کا فاصلہ ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے، ایک صف دوسری صف سے زیادہ دور نہ ہو۔ ''حَذَف'' : کالی چھوٹی بھیڑیں جن کے نہ بال ہوں، نہ دم اور نہ کان۔ جب بعض مساجد میں اس قسم کی احادیث بیان کی جاتی ہے کہ صف کے خلا میں شیطان گھس جاتے ہیں، تو بعض لوگ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ مسجد میں شیطان کہاں سے آ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ جب صحابہ کرام مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہاں تو رہ جانے والے شگاف میں شیطان پہنچ جاتا تھا، جس کو آپ ﷺ نے دیکھ کر یہ نسخہ بتایا کہ دو مقتدیوں کے درمیان کوئی خلا اور شگاف نہیں ہونا چاہیے۔

(۲٦٤٩) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﵁ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ لَا يَتَخَلَّلُكُمْ كَأَوْلَادِ الْحَذَفِ.)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا أَوْلَادُ الْحَذَفِ؟ قَالَ: ((سُودٌ جُرْدٌ تَكُوْنُ بِأَرْضِ الْيَمَنِ)) (مسند احمد: ۱۸۸۲۱)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر کیا کرو، شیطان ''حَذَف'' کی اولاد کی طرح تمہارے اندر نہ گھسنے پائے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''حَذَف'' کی اولاد سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سیاہ رنگ کی بھیڑیں ہوتی

(۲٦٤٨) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه ابوداود: ٦٦٧ (انظر: ١٣٧٣٥)

(۲٦٤٩) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ١/ ٣٥١، والطبرانی فی "الصغير": ٣٣٠، والبيهقی: ٣/ ١٠١ (انظر: ١٨٦١٨)

ہیں، ان کے بال نہیں ہوتے اور یہ یمن کے علاقے میں پائی جاتی ہیں۔“

(٢٦٥٠) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنِّی أَنْظُرُ أَوْ اِنِّی لَأَنْظُرُ مَا وَرَائِی كَمَا أَنْظُرُ اِلٰی مَا بَيْنَ يَدَیَّ، فَسَوُّوا صُفُوفَكُمْ وَأَحْسِنُوا رُكُوعَكُمْ وَسُجُودَكُمْ.)) (مسند احمد: ١٠٥٧٢)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بے شک میں اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں، جیسے اپنے آگے دیکھتا ہوں، اس لیے اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور رکوع و سجود کو اچھے انداز میں ادا کیا کرو۔“

فوائد: ...... یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ نماز میں مقتدیوں کے حالات بھی آپ ﷺ کو نظر آتے تھے۔

(٢٦٥١) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((أَحْسِنُوا اِقَامَةَ الصُّفُوفِ فِی الصَّلَاةِ، خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ فِی الصَّلَاةِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ فِی الصَّلَاةِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)) (مسند احمد: ١٠٢٩٥)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا: ”نماز میں صفوں کو اچھی طرح سیدھا رکھا کرو، نماز میں مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور ان کی بدترین صف آخری ہے اور عورتوں کی نماز میں بہترین صف آخری ہے اور ان کی بدترین صف پہلی ہے۔“

فوائد: ...... پہلے یہ تاویل گزر چکی ہے کہ بدترین صف سے مراد وہ صف ہے، جس میں اجر و ثواب کم ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر کسی مقام پر صرف عورتیں نماز باجماعت پڑھ رہی ہوں یا وہ نماز تو مردوں کے ساتھ پڑھ رہی ہوں، لیکن مختلف منزلوں کی وجہ سے کسی ایک منزل میں مردوں سے بالکل الگ تھلگ ہوں تو کیا ایسے مقام پر بھی ان کو پہلی صف میں کم اجر ملے گا اور آخری میں زیادہ؟

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ درج بالا حدیث کا تعلق صرف اس صورت سے ہے کہ جب عورتیں مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں، کیونکہ یہ رغبت دلانے کی وجہ عورتوں کو مردوں سے دور رکھنا ہے۔ امام نووی نے بھی اسی رجحان کا اظہار کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٢٦٥٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ:

”سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٢٦٥٠) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه ابونعيم فی ”دلائل النبوة“: ٣٥٤، والحميدی: ٩٦١ (انظر: ٨٩٢٧، ٨٧٧١، ١٠٥٦١)

(٢٦٥١) تخريج: ...... اسناده صحيح علی شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ١٠٠٠ (انظر: ١٠٢٩٠)

(٢٦٥٢) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٧٢٣، ومسلم: ٤٣٣ (انظر: ١٢٨١٣)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَوُّوا (وَفِي رِوَايَةٍ: أَتِمُّوا) صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ١٤١٤٢)

نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو برابر کرو اور ((ایک روایت کے مطابق)) مکمل کرو، پس بے شک صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔''

فوائد: ...... اس حدیث کا واضح طور پر یہ مفہوم ہے کہ صف میں نقص سے نماز میں کمی لازم آئے گی۔

(٢٦٥٣) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ إِقَامَةَ الصَّفِّ)) (مسند احمد: ١٣٩٣٩)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، بے شک صف کو سیدھا رکھنا نماز کی خوبصورتی میں سے ہے۔''

(٢٦٥٤) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: طَلَبْنَا عِلْمَ الْعُوْدِ الَّذِي فِي مَقَامِ الْإِمَامِ، فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَى أَحَدٍ يَذْكُرُ لَنَا فِيْهِ شَيْئًا، قَالَ مُصْعَبٌ: فَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ خَبَّابٍ صَاحِبُ الْمَقْصُوْرَةِ، فَقَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي لِمَ صُنِعَ هٰذَا؟ وَلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي لِمَ صُنِعَ. فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ عَلَيْهِ يَمِيْنَهُ ثُمَّ يَلْتَفِتُ إِلَيْنَا فَيَقُوْلُ: ((اِسْتَوُوْا وَاعْدِلُوا صُفُوْفَكُمْ.)) (مسند احمد: ١٣٧٠٤)

''مصعب بن ثابت کہتے ہیں: امام کے مقام کے پاس ایک لکڑی تھی، ہم نے اس کی حقیقت کے بارے میں معلوم کرنا چاہا، لیکن ہمیں کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اس کے بارے میں کچھ بتلا سکے۔ پھر مقصورہ والے محمد بن مسلم نے مجھے بتلاتے ہوئے کہا: ایک دن سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے اور کہا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ لکڑی کیوں بنائی گئی؟ حالانکہ میں اس کے بارے ان سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اس کو کیوں بنایا گیا۔ پھر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا ہاتھ رکھتے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: ''اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر کر لو۔''

فوائد: ...... ابوداود کے ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں: كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أَخَذَهُ بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: ((اعْتَدِلُوْا، سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ.)) ثُمَّ أَخَذَهُ بِيَسَارِهِ فَقَالَ: ((اعْتَدِلُوْا، سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ.)) یعنی: جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اسے اپنی دائیں ہاتھ سے پکڑتے اور (مقتدیوں کی طرف) متوجہ ہو کر فرماتے: ''برابر ہو جاؤ، اپنی صفوں کو سیدھا کر لو۔'' پھر اس کو بائیں ہاتھ میں پکڑتے اور فرماتے:

(٢٦٥٣) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٧٠

(٢٦٥٤) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٧٠ (٢٦٥٤) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف مصعب بن ثابت وجهالة محمد بن مسلم بن السائب، أخرجه ابوداود: ٦٦٩، ٦٧٠ (انظر: ١٣٦٦٩)

”برابر ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو سیدھا کر لو۔“ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ امام کی جائے نماز کے قریب یہ کوئی لاٹھی وغیرہ تھی، جس کے ذریعے اشارہ کر کے صفوں کو درست کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ بہرحال یہ حدیث ضعیف ہے۔

(٢٦٥٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتِمُّوا الصَّفَّ الْأَوَّلَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ ، فَإِنْ كَانَ نَقْصٌ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ)) (مسند احمد: ١٣٤٧٣)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلی صف کو پہلے مکمل کرو، پھر اس کے بعد والی کو، اگر کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے۔“

فوائد: ......مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ بالترتیب پہلی صفوں کو مکمل کرتے جائیں۔

(٢٦٥٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوفَ ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً)) (مسند احمد: ٢٥٠٩٤)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں، جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف کے خلا کو پر کرتا ہے، اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔“

فوائد: ......فرشتوں کا رحمت بھیجنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔ یہ تھیں صف بندی کے بارے میں مسند احمد کی روایات، اب ہم سلسلہ صحیحہ کی اس موضوع سے متعلقہ ایسی روایات ذکر کریں گے، جو مسند احمد میں نہیں ہیں اور ان کے ساتھ امام البانی کے تاثرات کا تذکرہ بھی ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَدَّ فُرْجَةً بَنَى اللّٰهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً .)) یعنی: ”جس نے (صف کے) شگاف کو پُر کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔“

(صحیحہ: ١٨٩٢، الأمالی للمحاملی: ق ٢/٣٦، الطبرانی فی ”الاوسط“: ١/ ٣٢/ ٢نحوه)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِيَّایَ وَالْفُرَجَ .)) يَعْنِی: فِی الصَّلَاةِ . یعنی: ”نماز میں صفوں کے درمیان خالی جگہیں رکھنے سے بچو۔“ (صحیحہ: ١٧٥٧، الطبراني في ”المعجم الكبير“: ٣/١٢٢/٢)

اتنی فضیلت ہونے کے باوجود اکثر مساجد میں صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ ایسا نہ کرنے پر آمادہ کرنے والے خطیب اور امام بھی موجود ہیں، جو مل کر کھڑے نہ ہونے کو اپنے مسلک کا امتیازی مسئلہ سمجھتے

(٢٦٥٥) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٦٧١ ، والنسائی: ٢/ ٩٣ (انظر: ١٢٣٥٢)

(٢٦٥٦) تخریج: ......حدیث حسن ، وهذا اسناد ضعیف ، انما هو عروة عن النبی ﷺ مرسل أخرجه ابن ماجه: ٩٩٥ (انظر: ٢٤٥٨٧)

ہیں۔ معلوم نہیں کہ احادیثِ مبارکہ سے اس قدر بے توجہی کرنے کی کیا وجہ ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ خُطْوَةٍ مَشَاهَا رَجُلٌ إِلَى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدَّهَا .)) یعنی: ''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو نماز میں (صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کے معاملے میں) نرم کندھوں والے ہیں۔ اس قدم سے زیادہ کسی قدم پر اجر نہیں جو صف کے شگاف کو پر کرنے کے لیے اٹھایا جاتا ہے۔'' (صحیحہ: ۲۵۳۳، الطبرانی فی "الأوسط": ۱/۳۲/۲)

اس حدیث سے دو احکام ثابت ہوئے: (۱) نماز میں صف بندی کے وقت مل کر کھڑے ہونا اور (۲) صف کو پر کرنے کی خاطر چلنے والے قدم کی فضیلت۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: خطابی نے (معالم السنن: ۱/ ۳۳۴) میں کہا: ''کندھوں کی نرمی'' سے مراد نماز میں سکون اور اطمینان ہے، نہ نمازی خود کسی کی طرف متوجہ ہو اور نہ اپنے کندھے کو کسی کے کندھے سے رگڑے۔ لیکن ان الفاظ سے ایک دوسرا معنی بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ جو بندہ صف کے شگاف کو پر کرنے کے لیے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے صف میں داخل ہونا چاہتا ہے، تو پہلے کھڑے ہونے والا اسے نہ روکے، بلکہ اس کو جگہ دے اور اپنے کندھے کے ذریعے اسے دھکا نہ دے، تاکہ صفیں مل جائیں اور کندھے سے کندھا مل جائے۔ میں (البانی) کہتا ہوں: پہلا معنی حدیث کے سیاق وسباق سے بہت دور ہے، بشرطیکہ کوئی غور و تامّل کرنے والا ہو اور دوسرا معنی حدیث کے موافق ہے، اس کی تائید سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ سے ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ .)) یعنی: ''صفوں کو سیدھا کرو، مونڈھوں کو برابر کرو، شگافوں کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے شگاف نہ چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جس نے صف کو کاٹا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا''۔

اس کی سند صحیح ہے، جیسا کہ امام نووی نے کہا۔ اس روایت سے یہ وضاحت ہو رہی ہے کہ ''نرمی'' سے مراد شگافوں کو پُر کرنا اور صفوں کو ملانا ہے، اسی لیے امام ابوداود نے اس حدیث کے بعد کہا: ''اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ'' کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی صف میں داخل ہونا چاہتا ہو تو ہر آدمی کو اس کے لیے اپنا کندھا نرم کر دینا چاہیے، تاکہ وہ صف میں داخل ہو جائے، اسی بنیاد پر امام نووی نے استدلال کرتے ہوئے (المجموع: ۴/ ۳۰۱) میں کہا: جو آدمی صف میں داخل ہونا چاہتا ہے، اس کے لیے وسعت پیدا کرنا مستحب ہے۔ محبِ سنت پر واضح ہونا چاہیے کہ خطابی کا بیان کردہ پہلا قول، نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے صحابہ کے عمل کے مخالف ہے، سیّدنا انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''صفوں کو سیدھا کیا کرو، کیونکہ میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں۔'' پھر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم میں سے ہر کوئی اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنا

پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ملا دیتا۔ (بخاری: ۷۲۵)

اس حدیث کا شاہد سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے ان دونوں کی تخریج (صحیح ابی داود: ۶۶۸) میں کی ہے۔ بعض لکھاریوں نے اس چیز کا انکار کر دیا کہ نماز باجماعت کے لیے کھڑے ہونے والے لوگ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملائیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح مل کر کھڑے ہونا صف بندی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کا تقاضا نہیں ہے، اس ملنے ملانے سے مراد شگافوں کو پُر کرنا ہے، نہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جانا۔

حقیقت یہ ہے ان لوگوں نے ان احادیث کے عملی تقاضوں کو پورا نہیں کیا، یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو اس کی شان کے مطابق تسلیم کرنے کی بجائے ان کی تعطیل کر دی۔ بلکہ صف بندی کی احادیث کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا اس سے بھی زیادہ قبیح ہے، کیونکہ راویٔ حدیث ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کر رہا ہے اور دوسری طرف صحابہ کرام کی اس فرمان کی تعمیل بیان کر رہا ہے کہ انھوں کندھے اور پاؤں ملائے تھے۔ لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ حقیقت میں ملنا ملانا مراد ہی نہیں ہے، بس اللہ ہی ہے، جس سے تائید و نصرت کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ (صحیحہ: ۲۰۳۳)

قارئین کرام! یہ وہ فرمودات نبوی ہیں، جو صفوں کی درستگی اور ان میں مل کر کھڑے ہونے پر دلالت کرتے ہیں، لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ بعض مساجد میں نہ صرف اس اہم سنت کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ ان کی غلط تاویلیں کر کے عوام الناس کو ان کی مخالفت کرنے پر ابھارا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ
پہلی صف کی فضیلت کا بیان

(۲۶۵۷) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوا اِلَّا أَنْ یَسْتَهِمُوا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَیْهِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوا اِلَیْهِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ ما فِی الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔)) (مسند احمد: ۷۲۲۵)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اذان اور پہلی صف کا ثواب کیا ہے تو پھر اگر وہ کوئی چارۂ کار نہ پائیں، سوائے قرعہ اندازی کے تو وہ قرعہ اندازی بھی کر دیں، اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز میں کتنا ثواب ہے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نمازوں کا ثواب کیا ہے تو وہ ضرور آئیں، اگرچہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔“

(۲۶۵۷) تخریج: ……أخرجه البخاری: ۶۱۵، ۶۵۳، ۶۵۴، ۷۲۰، ومسلم: ۴۳۷ (انظر: ۷۲۲۶)

(٢٦٥٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَوِ الصُّفُوْفِ الْأُوْلَى)) (مسند احمد: ١٨٥٥٤)

''سیدنا نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں (والوں) پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

(٢٦٥٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ نَحْوُهُ اِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ (وَفِي لَفْظٍ) عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ۔ (مسند احمد: ١٨٨٤٣)

''سیدنا براء بن عازب ؓ سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ ان کی ایک روایت میں 'عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ' کے الفاظ اور دوسری روایت میں 'عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ' کے الفاظ ہیں۔''

(٢٦٦٠) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا وَلِلثَّانِي مَرَّةً۔ (مسند احمد: ١٧٢٧١)

''سیدنا عرباض بن ساریہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ بخشش کی دعا کرتے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک مرتبہ۔''

(٢٦٦١) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ فَضِيْلَتَهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ۔)) (مسند احمد: ٢١٥٨٨)

''سیدنا ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی صف فرشتوں کی صف جیسی ہے اور اگر تم کو اس کی فضیلت کا پتہ چل جائے تو تم اس کی طرف جلدی کرو۔''

(٢٦٦٢) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِي۔ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِي۔ قَالَ:

''سیدنا ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور دوسری صف والے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں''۔ صحابہ نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! اور دوسری صف والے؟

(٢٦٥٨) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٥٠٨ (انظر: ١٨٣٦٤)

(٢٦٥٩) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٣ (انظر: ١٨٥٠٦، ١٨٦٤٠)

(٢٦٦٠) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا سند منقطع أخرجه ابن ماجه: ٩٩٦، والنسائي: ٢/ ٩٢ (انظر: ١٧١٤١، ١٧١٥٧)

(٢٦٦١) تخريج: ...... حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٥٤ (انظر: ٢١٢٦٥، ٢١٢٦٦)

(٢٦٦٢) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٧٢٧ (انظر: ٢٢٢٦٣)

((وَعَلَى الثَّانِي.)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ وَحَاذُوا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَذَفِ.)) يَعْنِي أَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارِ۔ (مسند احمد:)))

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسری صف والوں پر بھی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر رکھو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور صف کے خلا کو پر کرو، پس بے شک شیطان بھیڑ کے چھوٹے بچوں کی طرح تمہارے درمیان گھس جاتا ہے۔''

شرح:...... احادیثِ مبارکہ کا مفہوم واضح ہے، لیکن اکثر لوگوں میں اس سلسلے میں بڑی بے رغبتی پائی جاتی ہے۔

8 ..... بَابُ هَلْ يَأْخُذُ الْقَوْمُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ الْإِمَامِ أَمْ لَا

کیا لوگ امام سے پہلے صفیں بنا لیں یا نہیں

(٢٦٦٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ؓ) قَالَ: قَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا تُقَامُ الصَّلَاةُ حَتّٰى تَكَامَلَ بِنَا الصُّفُوفُ، فَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى۔ (مسند احمد: ٣٩٧٩)

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: میں دیکھتا ہوں کہ نماز اس وقت تک کھڑی نہ کی جاتی تھی جب تک ہم صفوں کو مکمل نہ کر لیتے تھے، جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو بحیثیتِ مسلمان ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ فرض نمازوں کی حفاظت اس مقام پر کرے جہاں ان کے لیے بلایا جاتا ہے، کیونکہ یہ ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور بے شک اللہ نے اپنے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں۔''

(٢٦٦٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ "وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ" فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ.)) (مسند احمد: ٢٣٠٢٦)

''سیدنا ابو قتادہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو اور سکون کو لازم پکڑو۔''

(٢٦٦٣) تخريج:...... صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، وهو متابع أخرجه مطولا مسلم: ٦٥٤ (انظر: ٣٩٣٦، ٣٩٧٩)

(٢٦٦٤) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٦٣٨، ٩٠٩، ومسلم: ٦٠٤ (انظر: ٢٢٦٤٩)

(۲۶۶۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۱۰)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک آدمی سے سرگوشی کرتے اور نماز کی طرف نہ آئے، حتیٰ کہ لوگوں سونا شروع ہو گئے۔''

(۲۶۶۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ حَتّٰى نَعَسَ أَوْ كَادَ يَنْعُسُ بَعْضُ الْقَوْمِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۵۲)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ ایک آدمی سے سرگوشی کرتے رہے، (اور نماز کے لیے نہ آئے) حتیٰ کہ لوگ اونگھنے لگ گئے یا قریب تھا کہ وہ اونگھنے لگ جائیں۔''

(۲۶۶۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا (وَفِي رِوَايَةٍ: قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ) فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ، ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۳۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور نبی کریم ﷺ کے آنے سے پہلے صفیں برابر ہو گئیں، پھر آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور جب مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ جنبی تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو، پھر آپ واپس لوٹ گئے۔ جب غسل کر کے تشریف لائے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔''

شرح: ......حدیث نمبر (۱۴۸۲) سے ثابت ہوا کہ امام کو دیکھ کر مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے، جبکہ اس باب کی آخری حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کی آمد سے پہلی ہی صحابہ کرام کی صفیں برابر ہو گئی تھیں۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ شروع شروع میں صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کھڑے ہو جاتے تھے اور بسا اوقات آپ ﷺ سے تاخیر ہو جانے کی صورت میں ان کو زیادہ دیر تک کھڑا ہونا پڑتا تھا، اس لیے بعد میں آپ ﷺ نے اپنی آمد سے پہلے کھڑے ہونے سے منع کر دیا، اس رجحان کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جب لوگوں کو امام کے پہنچنے سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نہی کے اسباب موجود ہوں گے اور کھڑا ہونے کا تعلق براءت اصلیہ سے بھی ہے، اس لیے اب اسی حکم کو محکم سمجھنا چاہیے کہ مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا تعلق امام کے آنے

(۲۶۶۵) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۶۴۲، ۶۴۳، مسلم: ۳۷۶ (انظر: ۱۱۹۸۷، ۱۲۱۲۸)

(۲۶۶۶) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۶۶۷) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۲۷۵، ومسلم: ۶۰۵ (انظر: ۱۰۷۱۹)

سے ہے، نہ کہ اقامت کے شروع ہونے یا امام کے کہیں ایک طرف کھڑے ہونے سے۔ جمہور اہل علم کا یہی خیال ہے کہ مقتدی جب تک امام کو آتا ہوا نہ دیکھ لیں، اس وقت تک کھڑے نہ ہوں۔ اس ضمن میں امام ابوحنیفہ کی رائے بڑی عجیب ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو مقتدی کھڑے ہو جائیں اور جب وہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہہ دے۔

9 ..... باب کراهة الصف بین السواری للماموم

مقتدیوں کا ستونوں کے درمیان صف بنانے کی کراہت کا بیان

(٢٦٦٨) عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدُفِعْنَا اِلَى السَّوَارِى فَتَقَدَّمْنَا أَوْ تَأَخَّرْنَا، فَقَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَتَّقِىْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٢٣٦٤)

''عبد الحمید بن محمود کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک ؓ کے ساتھ جمعہ والے دن نماز پڑھی، پس ہمیں ستونوں کی طرف دھکیل دیا گیا، لیکن ہم پیچھے کو ہو گئے تھے یا آگے کو، پھر سیّدنا انس ؓ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں سے بچ کر کھڑے ہوتے تھے۔''

شرح: ...... کیونکہ صف میں ستونوں کی وجہ سے انقطاع پیدا ہو جاتا ہے۔

10 ..... باب ماجاء فی صلاة الرجل خلف الصف وحده

صف کے پیچھے اکیلے آدمی کا نماز پڑھنے کا بیان

(٢٦٦٩) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِى أَبِى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: أَرَانِى زِيَادُ بْنُ أَبِى الْجَعْدِ شَيْخًا بِالْجَزِيْرَةِ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: فَأَقَامَنِى عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا حَدَّثَنِى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا صَلّٰى فِى الصَّفِ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ فَأَعَادَ الصَّلَاةَ، قَالَ: وَكَانَ أَبِى يَقُوْلُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ١٨١٧٠)

''ہلال بن یساف کہتے ہیں: ایک جزیرے میں زیاد بن ابی الجعد نے مجھے ایک بوڑھا آدمی دکھایا، اس کو وابصۃ بن معبد کہتے تھے، انہوں نے مجھے اس بزرگ کے پاس کھڑا کیا اور کہا: اس شخص نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف میں اکیلا نماز پڑھتے دیکھا اور اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا، پس اس نے نماز دوبارہ پڑھی۔'' عبد اللہ کہتے ہیں: میرے باپ (امام احمد بن حنبل) بھی اسی حدیث (میں مذکور مسئلہ) کے قائل تھے۔

(٢٦٦٨) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٦٧٣، والترمذى: ٢٢٩، والنسائى: ٢/ ٩٤ (انظر: ١٢٣٣٩)

(٢٦٦٩) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذى: ٢٣١، وابوداود: ٦٨٢ (انظر: ١٨٠٠٠، ١٨٠٠٧)

(٢٦٧٠) عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضي الله عنه قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰى خَلْفَ الصُّفُوْفِ وَحْدَهُ، فَقَالَ: ((يُعِيْدُ الصَّلَاةَ.)) (مسند احمد: ١٨١٦٧)

''سیّدنا وابصۃ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو صفوں کے پیچھے اکیلا نماز پڑھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز کو لوٹائے گا۔''

(٢٦٧١) عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتَّى انْصَرَفَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، فَلَا صَلَاةَ لِرَجُلٍ فَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ.)) (مسند احمد: ٢٤٢٩٣)

''سیّدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پس آپ ﷺ ٹھہر گئے، حتیٰ کہ وہ شخص نماز سے فارغ ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز دوبارہ پڑھ، کیونکہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی۔''

شـــرح: ......اگر پہلی صفوں میں گنجائش موجود ہو تو اکیلے کھڑے ہو جانے والی آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی، یہ صورت درج بالا احادیث کی مصداق تو ہے ہی۔ سوال یہ ہے کہ جب اگلی صفوں میں گنجائش ختم ہو جانے کے بعد آنے والا اکیلا آدمی کیا کرے، آیا وہ آگے سے کوئی آدمی کھینچ لے یا پیچھے اکیلا نماز پڑھ لے۔

جواباً گزارش ہے کہ امام البانی رحمہ اللہ نے ''سلسلہ احادیث ضعیفہ'' میں آدمی کھینچ لینے کی روایات ذکر کر کے ان کی سند اور پھر اس فقہی مسئلہ پر بحث کی ہے، ہم پہلے وہ نقل کرتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ اَلَى الصَّفِّ وَقَدْ تَمَّ، فَلْيَجْبِذْ اَلَيْهِ رَجُلًا يُقِيْمُهُ اِلٰى جَنْبِهٖ.)) یعنی: ''جب تم میں سے کوئی آدمی صف میں پہنچے، جبکہ وہ اس سے پہلے پوری ہو چکی ہے تو وہ (آگے سے) ایک آدمی اپنی طرف کھینچ لے اور اسے اپنے پہلو میں کھڑا کر لے۔ (رواه الطبرانی فی "الاوسط": ٣٣/ ١)

اس کی سند میں بشر بن ابراہیم انصاری مفلوج راوی ہے، میرے نزدیک اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ احادیث گھڑتا تھا، جیسا کہ امام ابن حبان (۱/۱۸۰) نے کہا: كان يضع الحديث على الثقات۔ امام ہیثمی کا اس راوی کو صرف "ضَعِيف جِدًّا" کہنا تساہل ہے اور اس سے بدتر چیز ہے کہ حافظ ابن حجر نے "بلوغ المرام" میں اس پر سکوت اختیار کیا، حالانکہ انھوں نے "تلخيص الحبير" میں "اسناده واه" کہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ثقہ راوی یزید بن ہارون نے اِس بشر بن ابراہیم کی مخالفت کی اور اس کو حجاج بن حسان سے اور اُس نے مقاتل بن حیان سے مرسل بیان کیا۔

(بيهقى: ٣/ ١٠٥)

(٢٦٧٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٨٦

(٢٦٧١) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٠٣ (انظر: ١٦٢٩٧)

عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور موصول سند ہے، اس میں بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی ہے، لیکن اس میں کھینچنے کے الفاظ نہیں، بلکہ ''أَعِـــدْ صَلَاتَكَ'' کے الفاظ ہیں، اور یہ روایت صحیح ہے، کیونکہ اس کے شواہد موجود ہیں، میں نے (ارواء الغلیل: ٥٣٤) ان شواہد پر بحث کی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کا ایک شاہد: سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ((أَلَا دَخَلْتَ فِيْ الصَّفِّ، أَوْ جَذَبْتَ رَجُلًا صَلّٰى مَعَكَ!؟ أَعِدِ الصَّلَاةَ .)) یعنی: ''تو صف میں داخل کیوں نہیں ہوا، یا کوئی ایسا آدمی کیوں نہیں کھینچ لیا، جو تیرے ساتھ نماز پڑھتا، دوبارہ نماز پڑھ۔'' (أخرجه ابن الاعرابی فی ''المعجم'' وأبو الشيخ فی ''تاریخ أصفهان'' وأبو نعيم فی ''أخبار اصبهان'') یہ روایت ''ضعیف جدًا'' ہے، اس کی سند میں قیس بن ربیع ضعیف ہے اور یحیی بن عبدؤیہ اس سے سخت ضعیف ہے، امام طبرانی نے اس کو ''الاوسط'' میں بیان کیا اور سری بن اسماعیل نے اس کو مرفوع بیان کیا، لیکن یہ متروک راوی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی کو صف سے پیچھے سے کھینچ لیا جائے۔ ضروری یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو بعد میں آنے والا آدمی صف میں مل جائے، وگرنہ اکیلا نماز پڑھ لے، ایسے آدمی کی نماز صحیح ہوگی، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو نماز لوٹانے کا حکم دیا، وہ اس وقت تھا، جب کہ صف میں ملنا اور اس کی خالی جگہ کو پر کرنا ممکن تھا، جب سرے سے اگلی صفوں میں جگہ ہی نہ ہو تو بعد میں آنے والا آدمی پیچھے اکیلا کھڑا ہو جانے کی وجہ سے قصور وار نہیں ہوگا، اس کی نماز صحیح ہوگی اور ایسی صورت میں اس کی نماز پر بطلان کا حکم نہیں لگایا جائے گا، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا رجحان بھی یہی ہے، جیسا کہ وہ ''الاختیارات'': ص ۴۲ میں کہتے ہیں: کسی عذر کی بنا پر اکیلے آدمی کی نماز درست ہے، احناف کا بھی یہی خیال ہے، جب نمازی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ پائے تو افضل یہی ہے کہ وہ اکیلا کھڑا ہو جائے اور صف بنانے کے لیے آگے سے بندہ نہ کھینچے، ……۔ (سلسلہ احادیث ضعیفہ: ٩٢١، ٩٢٢)

اللہ تعالیٰ امام البانی پر رحمت فرمائے، ہماری رائے بھی یہی ہے کہ اگلی صفیں پر ہو چکنے کے بعد آنے والی نمازی کو پیچھے اکیلا کھڑا ہو جانا چاہیے، جن مذکورہ بالا احادیث میں اکیلے آدمی کی نماز کو باطل قرار دیا گیا ہے، ایسا شخص ان کا مصداق نہیں بنے گا، اس رجحان کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) اگلی صف سے بندہ کھینچ لینے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

(۲) ارشادِ خداوندی ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔'' از روئے شریعت ایسے نمازی کو اکیلا کھڑا ہونے کے علاوہ اور کوئی طاقت نہیں ہے۔ (۳) عبد اللہ بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عمیر بن ابی طلحہ کی وفات کے موقع

پر رسول اللہ ﷺ کو بلایا، آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے گھر اس کی نماز جنازہ پڑھائی، (جس کی صورت یہ تھی کہ) آپ ﷺ آگے کھڑے ہو گئے، سیّدنا ابو طلحہ ؓ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور سیدہ ام سلیم ؓ اُن کے پیچھے کھڑی ہو گئی، ان (تین) کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ (حاکم: ١/ ٣٦٥، بیهقی: ٤/ ٣٠، احكام الجنائز: ص ٩٨)

اس مقام پر آپ ﷺ نے سیّدنا ابو طلحہ ؓ کو اپنے پیچھے اکیلا کھڑا کیا، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ ﷺ تین صفیں بنانا چاہتے ہوں، جیسا کہ حسن درجے کی ایک موقوف روایت میں ہے: جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں گی، اس کے حق میں جنت واجب ہو جائے گی۔ (ابو داود: ٣١٦٦، ترمذی: ١٠٢٨، ابن ماجه: ١٤٩٠) ان مقامات پر یہ روایت مرفوع بیان کی گئی ہے، لیکن اس میں تدلیس ہے) واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) عورت کا اکیلا صف بنانا درست ہے، اس کی مجبوری یہ ہے کہ وہ مرد کے ساتھ کھڑی نہیں ہو سکتی، اسی طرح یہ آدمی بھی اس صورت میں اکیلا کھڑا ہونے پر مجبور ہے۔ (۵) العام المخصوص منه البعض کے مقابلے میں "العام الباقی علی عمومه" قوی ہوتا ہے۔ اول الذکر سے مراد وہ عام شرعی حکم ہے کہ کہ کسی شرعی دلیل کی روشنی میں جس کے بعض کی تخصیص کر دی گئی ہو اور مؤخر الذکر قسم سے مراد وہ عام ہے، جو اپنے عموم پر باقی ہو، اس بحث میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ صف کو منقطع کرنے کی وعید والا حکم عام ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۲۶۴۱) کے فوائد میں گزر چکا ہے اور صف کے پیچھے اکیلا کھڑا کسی نہ کسی انداز میں ثابت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے اگر اگلی صفوں میں کھڑا ہونے کی گنجائش موجود ہو تو پیچھے اکیلے کھڑے ہو جانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں ہو گی اور اگر پہلے والی صفیں مکمل پُر ہوں تو بعد میں آنے والے نمازی کو اکیلا کھڑا ہو کر نماز شروع کر دینی چاہیے، کیونکہ اس کی استطاعت کا یہی تقاضا ہے۔

11 ..... باب من ركع دون الصف ثم مشى أليه

اس شخص کا بیان جو صف کے بغیر رکوع کرنے پھر چل کر صف میں مل جائے

(٢٦٧٢) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِی بَكْرَةَ ؓ أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ هٰذَا الَّذِی رَكَعَ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ؟)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِیّ ﷺ: ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ.)) (مسند احمد: ٢٠٧٣١)

"جب سیّدنا ابوبکرہ ؓ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے، انہوں نے صف کے پیچھے سے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کر لیا اور پھر چل کر صف میں شامل ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "یہ کون آدمی تھا، جس نے پہلے رکوع شروع کیا اور پھر چل کر صف میں شامل ہوا؟" ابوبکرہ ؓ نے کہا: جی میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے، دوبارہ ایسے نہ کرنا۔"

(٢٦٧٢) تخريج: ..... أخرجه البخاری: ٧٨٣ (انظر: ٢٠٤٥٧، ٢٠٤٥٨)

(۲۶۷۳)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ جَاءَ وَالنَّبِيُّ ﷺ رَاكِعٌ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ نَعْلِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ يَحْضُرُ يُرِيدُ أَنْ يُدْرِكَ الرَّكْعَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ السَّاعِي؟)) قَالَ أَبُوبَكْرَةَ: أَنَا، قَالَ: ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ)) (مسند احمد: ۲۰۷۰۷)

”(دوسری سند) جب سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ رکوع کی حالت میں تھے۔ وہ رکوع کو پانے کے لیے دوڑے یا تیز چلے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کے جوتے کی آواز سن لی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو پوچھا: ”یہ دوڑنے والا کون تھا؟“ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے، دوبارہ ایسے نہ کرنا۔“

شـرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف میں پہنچنے سے پہلے نماز شروع نہیں کرنی چاہیے، لیکن درج ذیل روایت کا مفہوم اس کے الٹ نظر آ رہا ہے: عطا کہتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوعٌ، فَلْيَرْكَعْ حِينَ يَدْخُلُ، ثُمَّ يَدِبُّ رَاكِعًا حَتّٰى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، فَإِنَّ ذٰلِكَ السُّنَّةُ۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کرے اور رکوع کی حالت میں آہستہ آہستہ چل کر صف میں داخل ہو جائے، ایسا کرنا سنت ہے۔(رواه الطبراني في ”الأوسط“: ۱/۳۳/۱، من زوائد المعجمين الأوسط والصغير، وابن خزيمة في ”صحيحه“: ۱۵۷۱، والحاكم: ۱/ ۲۱٤، وعنه البيهقي: ۳/ ۱۰٦، الصحيحة: ۲۲۹)

یہ دو احادیثِ مبارکہ ظاہری طور پر متعارض ہیں۔ چونکہ دونوں احادیث نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہیں، اس لیے کسی ایک کے حق میں ذاتی رائے دیئے بغیر دونوں پر عمل کرنے کے لیے جمع و تطبیق کی کوئی صورت پیش کرنی چاہئے، وگرنہ نسخ یا ترجیح کا سہارا لینا چاہیے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے طویل بحث کرتے ہوئے ان دو احادیث مبارکہ میں یہ تطبیق دی ہے: دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ مختلف احادیث کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیّدنا ابوبکرہ کی حدیث میں نماز کی طرف جلدی چل کر آنے سے منع کیا گیا، نہ کہ صف سے پہلے رکوع کر کے صف کے ساتھ ملنے سے، کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکرہ کے جوتوں کی آواز سنی، وہ رکوع پانے کے لیے دوڑ رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ دوڑنے والا کون تھا؟ ...... لہٰذا سیّدنا ابن زبیر کی حدیث میں بیان کردہ صورت واقعی سنت ہے اور ابوبکرہ کی حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع کیا گیا۔ (مزید دیکھئے: صحیحہ: ۲۲۹، ۲۳۰) بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ امام کے ساتھ رکوع پا لے لینے پر رکعت مل جاتی ہے، لیکن یہ استدلال کمزور ہے، کیونکہ اس حدیث میں یہ تو وضاحت نہیں کہ اس صحابی نے اس رکعت کو شمار کیا تھا یا نہیں، جبکہ دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے۔

(۲۶۷۳) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

أَبْوَابٌ تَتَعَلَّقُ بِأَحْكَامِ الْجَمَاعَةِ
جماعت کے احکامات کے متعلق بیان

1 ..... باب لا صلاۃ بعد الاقامۃ الا المکتوبۃ
اقامت کے بعد فرضی نماز کے علاوہ کسی اور نماز کے نہ ہونے کا بیان

(۲۶۷۴) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْإِقَامَةِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ "وَفِی لَفْظٍ إِلَّا الَّتِی أُقِيْمَتْ۔" (مسند احمد: ۸۳۶۱)

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی"۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "مگر وہ نماز جس کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔"

شرح: ...... اس حدیث میں "إِلَّا الَّتِی أُقِيْمَتْ" (مگر وہ نماز جس کے لیے اقامت کہی گئی ہے.) کے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں اور یہ ضعیف اور منکر ہیں، کیونکہ اس روایت کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ "سیء الحفظ" ہے اور ابوتمیم زہری مجہول ہے۔ اس لیے مقتدی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ امام کی اقتدا میں وہی نماز پڑھے جس کے لیے اقامت کہی گئی ہو۔

(۲۶۷۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.)) (مسند احمد: ۱۰۷۰۹)

"(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔"

شرح: ...... صحیح ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: ((اذا أخذ المؤذن فی الأقامة ....)) یعنی: "جب مؤذن اقامت کہنا شروع کر دیتا ہے، ......"۔

(۲۶۷۴) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۷۱۰ (انظر: ۸۳۷۹)

(۲۶۷۵) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الاول

(٢٦٧٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَرَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَقَالَ لَهُ: ((بِأَيِّ صَلَاتِكَ اِحْتَسَبْتَ بِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ أَوْ صَلَاتِكَ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا.)) (مسند احمد: ٢١٠٥٨)

''سیدنا عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صبح کی نماز کھڑی کر دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ فجر کی دو سنتیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) اس سے پوچھا: ''تو نے کون سی نماز کو فرضی نماز سمجھا ہے، اکیلی نماز کو یا اس نماز کو جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے۔''

شرح: ...... یعنی تو جس نماز کی ادائیگی کے لیے گھر سے نکلا اور اس کو باجماعت ادا کرنا چاہا، تو پھر اس سے اعراض کر کے دوسری نماز میں مصروف رہنے کا کیا تک ہے۔ یہ اور آنے والی احادیث کا معنی یہ ہے کہ اقامت کے بعد صرف فرض نماز ادا کی جاتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس وقت میں سنتیں ادا کرنے والے کو فرمایا کہ کیا وہ فجر کے چار فرض ادا کرنا چاہتا ہے یا اس نماز کو دو دفعہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

(٢٦٧٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَ فِي الصَّلَاةِ "وَفِي رِوَايَةٍ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ" وَهُوَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَقَالَ لَهُ شَيْئًا لَا نَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا، أَحَطْنَا بِهِ نَقُوْلُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِيْ: ((يُوْشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ أَرْبَعًا.)) (مسند احمد: ٢٣٣١٤)

''عبد اللہ بن مالک (ابن بحینہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جبکہ اقامت کہہ دی گئی تھی، اور وہ فجر کی دو سنتیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اس کو کچھ فرمایا، لیکن ہم نہ سمجھ سکے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس آدمی کو گھیر لیا اور اسے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تجھے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ'' قریب ہے کہ تم میں سے کوئی ایک فجر کی نماز کی چار رکعت پڑھنی شروع کر دے۔''

شرح: ...... ''قریب ہے کہ تم میں سے کوئی ایک فجر کی نماز کی چار رکعت پڑھنی شروع کر دے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کی اقامت کے بعد دو سنتیں پڑھے گا، پھر فرض کی دو رکعتیں ادا کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس نے اِس نماز کی چار رکعتیں ادا کیں، کیونکہ اقامت کے بعد صرف فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ عبد اللہ بن مالک کی والدہ کا لقب بحینہ اور نام عبدہ تھا، اس لیے ترجمہ میں ''ابن بحینہ'' کو بریکٹوں میں لکھا گیا، یعنی عبد اللہ جو مالک اور بحینہ کا بیٹا ہے۔

(٢٦٧٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧١٢ (انظر: ٢٠٧٧٧)

(٢٦٧٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٦٣، ومسلم: ٧١١ (انظر: ٢٢٩٢٦)

(٢٦٧٨)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي يُطَوِّلُ صَلَاتَهُ أَوْ نَحْوَ هٰذَا بَيْنَ يَدَيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَجْعَلُوْا هٰذِهِ مِثْلَ صَلَاةِ الظُّهْرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، اِجْعَلُوا بَيْنَهُمَا فَصْلًا.)) (مسند احمد: ٢٣٣١٥)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ اس آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ نماز فجر سے پہلے طویل نماز پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اس نماز کو ظہر کی طرح نہ بنا دو، بلکہ اِن دو کے درمیان فاصلہ رکھا کرو۔''

(٢٦٧٩) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (يَعْنِي الصَّلَاةَ) لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ: ((الصُّبْحَ أَرْبَعًا)) (مسند احمد: ٢٣٣١٦)

''مالک بن بُحینہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، جبکہ اقامت کہی جا چکی تھی، لیکن اس نے فجر کی دو سنتیں پڑھنا شروع کر دیں، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اسے گھیر لیا اور آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو نے نماز فجر کی چار رکعتیں پڑھی ہیں۔''

شرح: ......اس حدیث کی سند میں ''مالک ابن بُحینہ'' کہنا بعض راویوں کا وہم ہے، گزشتہ حدیث میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے، یہ حدیث بیان کرنے والے صحابی کا نام عبد اللہ، اس کے باپ کا نام مالک اور ماں کا نام بُحینہ تھا۔

(٢٦٨٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَابْنُ الْقِشْبِ يُصَلِّيْ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْكِبَهُ وَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْقِشْبِ! أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا أَوْ مَرَّتَيْنِ؟)) ابْنُ جُرَيْجٍ يَشُكُّ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٢٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن مالک (ابن بُحینہ) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے اور سیّدنا ابن قِشب نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے ابن قِشب! کیا تو صبح کی نماز چار رکعت یا دو دفعہ پڑھ رہا ہے؟'' یہ شک ابن جریج کو ہوا۔''

شرح: ......''ابن قِشب'' سے مراد سیّدنا عبد اللہ بن مالک ہی ہیں، قِشب ان کے دادے کا لقب تھا اور اس کا نام جندب تھا، ''ابن قِشب'' کہہ کر ان کو دادے کی طرف منسوب کیا گیا۔

(٢٦٧٨) تخريج: ......اسناده صحيح ان كان محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان سمعه من ابن بحينة، ففى القلب من سماعه شيء (انظر: ٢٢٩٢٧)

(٢٦٧٩) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٦٣، ومسلم: ٧١١ (انظر: ٢٢٩٢١، ٢٢٩٢٨)

(٢٦٨٠) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابو يعلى: ٩١٥، والبيهقى: ٢/ ٤٨٢، وأخرجه مرسلا ابن ابى شيبة: ٢/ ٢٥٢، وانظر الحديث السابق (انظر: ٢٢٩٣٤)

(٢٦٨١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَجَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: ((أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا؟)) (مسند احمد: ٢١٣٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: صبح کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، ایک آدمی کھڑا ہوا اور دو سنتیں پڑھنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کے کپڑے کے ذریعے کھینچا اور فرمایا: ''کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھ رہا ہے۔''

شرح: ...... تمام احادیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہیں، کہ اقامت کے شروع ہو جانے کے بعد سنتوں میں مصروف رہنا درست نہیں ہے، اگرچہ امام کی تاخیر کی وجہ سے ان سنتوں کو ادا کرنے کا وقت بھی موجود ہو، اس باب کی پہلی حدیث کا یہ تقاضا ہے کہ اس وقت میں سنتیں قبول نہیں ہوں گی، لیکن اکثر مساجد میں لوگ ان احادیث کی پروا نہیں کرتے، بلکہ بعض مساجد میں تو جب نمازِ فجر باجماعت ادا کی جا رہی ہوتی ہے، اس وقت آنے والے بھی پہلے سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور اسی روٹین پر برقرار ہیں اور ان کے امام و خطیب ایسی مسجد میں اِن احادیث کا تذکرہ کر کے راضی ہی نہیں۔ ایسے لوگ فرض نماز کی اہمیت کی معرفت سے لاشعوری طور پر غافل ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرض نماز کے بعد پہلے والی فوت ہو جانے والی سنتیں پڑھنے کی اجازت بھی دی ہے، اگر احناف اس رائے کے قائل ہیں کہ فجر کی سنتیں طلوع آفتاب کے بعد قضا کی جائیں گے تو وہ اس فتوے پر عمل تو کریں اور برائے مہربانی درج بالا احادیث کی مخالفت ترک کر دیں۔ احادیث کی روشنی میں فجر سے پہلے والی سنتوں کی نمازِ فجر کے بعد بھی قضائی دی جا سکتی ہے اور طلوع آفتاب کے بعد بھی۔

2 ...... بَابُ مَنْ صَلّٰى ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً فَلْيُصَلِّهَا مَعَهُمْ نَافِلَةً

جس آدمی نے نماز ادا کر چکنے کے بعد جماعت کو پا لیا تو وہ ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کر لے

(٢٦٨٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ ؓ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَ: فَصَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ أَوِ الْفَجْرِ، قَالَ: ثُمَّ انْحَرَفَ جَالِسًا أَوِ اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ، فَقَالَ: ((اِئْتُونِي بِهٰذَيْنِ

''سیّدنا یزید بن اسود کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع ادا کیا، آپ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور جب لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے تو دیکھا کہ لوگوں کے پیچھے دو آدمی بیٹھے ہے، انھوں نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔'' ان دونوں آدمیوں کو لایا گیا، جبکہ ان کے شانوں کا گوشت کانپ رہا تھا، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کس

(٢٦٨١) تخریج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ٢/ ٢٥٣، والطیالسی: ٢٧٣٦، وابن حبان: ٢٤٦٩، والطبرانی: ١١٢٢٧، والحاکم: ١/ ٣٠٧، والبیهقی: ٢/ ٤٨٢ (انظر: ٢١٣٠)

(٢٦٨٢) تخریج: ...... اسناده صحیح۔ أخرجه ابن ابی عاصم فی "الآحادی والمثانی": ١٤٦٣، وأخرج الشطر الأول الطبرانی: ٢٢/ ٦١٣، والشطر الثانی: ٢٢/ ٦١٩ (انظر: ١٧٤٧٦)

الرَّجُلَيْنِ .)) فَأُتِيَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ؟)) قَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي الرِّحَالِ. قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلَا ، إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ فَلْيُصَلِّهَا مَعَهُ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ .)) قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِسْتَغْفِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاسْتَغْفَرَ لَهُ ، قَالَ: وَنَهَضَ النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَهَضْتُ مَعَهُمْ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ أَشَبُّ الرِّجَالِ وَأَجْلَدُهُ ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَزْحَمُ النَّاسَ حَتّٰى وَصَلْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا إِمَّا عَلٰى وَجْهِي أَوْ صَدْرِي ، قَالَ: فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا أَطْيَبَ وَلَا أَبْرَدَ مِنْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ. (مسند احمد: ١٧٦١٥)

(٢٦٨٣) عَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَجَلَسْتُ ، فَلَمَّا صَلّٰى ، قَالَ لِيْ: ((أَلَسْتَ بِمُسْلِمٍ؟)) قُلْتُ: بَلٰى ، قَالَ: ((فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي ، قَالَ: ((فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ ، (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَلَوْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ فِي أَهْلِكَ .)) (مسند احمد: ١٦٥٠٦)

چیز نے تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا تھا؟'' انھوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ ایسے نہ کرنا اور جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اور پھر وہ امام کے ساتھ نماز کو پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ بھی نماز پڑھ لیا کرے، یہ اس کے لیے نفل بن جائے گی''۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے بخشش طلب کیجیے۔ پس آپ ﷺ نے اس کے لیے استغفار کیا۔ پھر لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ پڑا، جبکہ میں اس وقت لوگوں میں بہترین جوان اور قوی تھا، اس لیے میں لوگوں کو ہٹاتا ہوا رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا، پھر میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے چہرے یا سینے پر رکھا، میں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو آپ ﷺ کے ہاتھ سے عمدہ اور ٹھنڈی ہو، اس دن آپ (منی میں) مسجد خیف میں تھے۔''

''سیدنا محجن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، لیکن میں بیٹھا رہا (اور نماز نہ پڑھی)۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو مسلمان نہیں ہے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکے رکھا؟ میں نے کہا: جی، میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا کر۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جب تو آئے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کر، اگرچہ تو اپنے گھر میں نماز ادا کر چکا ہو۔''

(٢٦٨٣) تخريج: ...... حديث حسن ، وهذا اسناد ضعيف ، بسر بن محجن غير معروف أخرجه النسائي: ٢/ ١١٢ (انظر: ١٦٣٩٣ ، ١٦٣٩٥)

(٢٦٨٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ مِحْجَنًا كَانَ فِى مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمِحْجَنٌ فِى مَجْلِسِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّىَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟)) وَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ١٦٥٠٩)

”(دوسری سند) سیّدنا محجن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھا، جب نماز کے لیے اذان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو دیکھا کہ محجن اسی جگہ میں بیٹھا ہوا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے، کیا تو مسلمان نہیں ہے۔“ ....۔ (سابقہ حدیث کی طرح)

(٢٦٨٥) عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِى الدِّيْلِ قَالَ: صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فِى بَيْتِى، ثُمَّ خَرَجْتُ بِأَبَاعِرَ لِى لِأُصْدِرَهَا إِلَى الرَّاعِى، فَمَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّى بِالنَّاسِ الظُّهْرَ فَمَضَيْتُ فَلَمْ أُصَلِّ مَعَهُ، فَلَمَّا أَصْدَرْتُ أَبَاعِرِى وَرَجَعْتُ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِى: ((مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ! أَنْ تُصَلِّىَ مَعَنَا حِيْنَ مَرَرْتَ بِنَا؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّى قَدْ كُنْتُ صَلَّيْتُ فِى بَيْتِى قَالَ: ((وَإِنْ .)) (مسند احمد: ١٨٠٤٩)

”حنظلہ بن علی اسلمی، بنوالدیل کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے گھر میں نماز ظہر ادا کی، پھر میں اونٹوں کو لے کر نکلا تا کہ ان کو چرواہے کی طرف لے جاؤں، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے، میں تو وہاں سے گزر گیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہ پڑھی، جب میں اونٹوں کو آگے بڑھا کر واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلا دی گئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”اے فلاں! جب تو ہمارے پاس سے گزرا تھا تو کس چیز نے تجھے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا تھا؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ (تو گھر میں نماز پڑھ چکا تھا، لیکن جب امام کے ساتھ نماز مل جائے تو دوبارہ پڑھ لیا کر)۔“

(٢٦٨٦) عَنْ أَبِى الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلَاةَ فَأَتَانِى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ

”ابوالعالیہ براء کہتے ہیں: ایک دن ابن زیاد نے نماز کو مؤخر کیا، میرے پاس عبد اللہ بن صامت آئے، میں نے ان

(٢٦٨٤) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأولى.

(٢٦٨٥) تخريج: ...... اسناده حسن، وانظر الحديث السابق: ١٤٩٧

(٢٦٨٦) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٤٨ (انظر: ٢١٤٢٣)

فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ بْنِ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلَى شَفَتِهِ وَضَرَبَ فَخِذِيْ وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ عَلَى فَخِذِكَ وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ وَضَرَبَ فَخِذِيْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ فَقَالَ: ((صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ وَلَا أُصَلِّي.)) (مسند احمد: ٢١٧٥٣)

کے لیے کرسی رکھی اور وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر میں نے ان سے ابن زیاد کی یہ تاخیر ذکر کی، انہوں نے جواباً اپنے ہونٹ پر کاٹا اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا: جس طرح تو نے مجھ سے سوال کیا، اسی طرح میں سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا اور انہوں نے بھی میری ران پر اسی طرح ہاتھ مارا تھا، جیسے میں نے تیری ران پر ہاتھ مارا ہے اور کہا تھا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیرے سوال کی طرح سوال کیا تھا اور آپ ﷺ نے میری ران پر مارا تھا جیسے میں نے تیری ران پر مارا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اپنے وقت پر نماز پڑھ لینا، لیکن اگر تو ان (حکمرانوں) کے ساتھ بھی نماز کو پالے تو پھر نماز پڑھ لینا اور یہ نہ کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے، اس لیے میں نہیں پڑھتا۔''

(٢٦٨٧) عَنْ أَبِي أُبَيِّ بْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى يُؤَخِّرُوهَا عَنْ وَقْتِهَا، فَصَلُّوْهَا لِوَقْتِهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ اجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ أُصَلِّي؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ.)) (مسند احمد: ٢٣١٦٩)

''سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم پر ایسے حکمران ہوں گے، جن کو دوسرے امور نمازوں سے مشغول کردیں گے یہاں تک کہ وہ ان کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے، (ایسی صورت میں) تم لوگ نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لینا اور پھر ان کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو نفل قرار دینا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اگر میں ان کے ساتھ نماز پالوں تو (دوبارہ) پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے (تو پڑھ لینا)۔''

(٢٦٨٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ

''(دوسری سند) اسی طرح کی مروی حدیث میں ہے: ایک

(٢٦٨٧) تخريج: ...... صحيح دون قوله: ((ان شئت))، وهذا اسناد ضعيف، ابو المثنى مجهول أخرجه ابوداود: ٤٣٣ (انظر: ٢٢٧٨٧)

(٢٦٨٨) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابو المثنى مجهول أخرجه عبد الرزاق: ٣٧٨٢، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٢٦٩٠)

وَفِيهِ) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ثُمَّ نُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٦٦)

آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا پھر ہم ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“۔ عبد اللہ کہتے ہیں: میرے باپ (امام احمد علیہ السلام) نے کہا: اور یہ ہی بات درست ہے۔“

شرح: ...... جب امراء اور حکمران لوگ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں تو ہماری شریعت میں عوام کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مخفی انداز میں نماز کو وقت پر ادا کر لیں، اس کی مزید وضاحت حدیث نمبر (۱۴۰۶) میں گزر چکی ہے۔

3 ..... بَابُ الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ وَحَدِيثِ ((لَا تُصَلُّوا صَلَاةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ))

مسجد میں دو مرتبہ جماعت کرانے کا اور حدیث ”ایک دن میں ایک نماز دو مرتبہ نہ پڑھو“ کا بیان

(٢٦٨٩) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَتَّجِرُ عَلٰى هٰذَا أَوْ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّي مَعَهُ؟)) قَالَ: فَصَلّٰى مَعَهُ رَجُلٌ۔ (مسند احمد: ١١٠٣٢)

”ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، اس کے بعد جب ایک آدمی آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو اس سے تجارت کرے یا صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟“ پھر ایک آدمی نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔“

شرح: ...... ابن ابی شیبہ کی روایت کے مطابق اٹھنے والے آدمی سیّدنا ابو بکر ؓ تھے۔ جو لوگ جماعت کی اہمیت سے غافل ہیں، وہ اس قسم کی احادیثِ مبارکہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ سیّدنا ابو بکر ؓ نے اس آدمی کی ساتھ وہ فرضی نماز نہیں پڑھی تھی، جو وہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں پڑھ چکے تھے، بلکہ انھوں نے وہ نفلی نماز ادا کی تھی، اس سے پہلے والے باب میں بھی یہی مسئلہ گزر چکا ہے کہ نماز کو مؤخر کر دینے والے حکمرانوں کے ساتھ نفلی نماز پڑھی جائے گی، سیّدنا معاذ ؓ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے، جس کے مطابق وہ عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے، پھر اپنی قوم کو جا کر نماز پڑھاتے، جبکہ ان کے وہ چار نفل ہوتے تھے، دیگر احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

(٢٦٩٠) عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى مَيْمُونَةَ ؓ قَالَ: أَتَيْتُ عَلٰى ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ بِالْبَلَاطِ وَالْقَوْمُ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ، قُلْتُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَوِ الْقَوْمِ؟ قَالَ:

”سلیمان کہتے ہیں: میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کے پاس آیا، جبکہ وہ بلاط نامی جگہ پر تھے اور لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا: آپ کو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ

(٢٦٨٩) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٢٢٠، وابوداود: ٥٧٤ (انظر: ١١٠١٩، ١١٦١٣)

(٢٦٩٠) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٧٩، والنسائي: ٢/ ١١٤ (انظر: ٤٦٨٩)

اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوا صَلَاۃً فِی یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ۔)) (مسند احمد: ٤٦٨٩)

کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ایک نماز کو دن میں دو مرتبہ نہ پڑھا کرو۔“

شرح: ......”بلاط“ ایک جگہ کا نام تھا، جو مسجد نبوی اور مدینہ کے بازار کے درمیان میں پڑتی تھی۔ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ نے کہا: اس حدیث میں اس صورت سے منع کیا گیا ہے کہ آدمی ایک دفعہ فرضی نماز پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر پھر اسے بحیثیتِ فرض ہی پڑھنا شروع کر دے۔ جو آدمی ایک دفعہ نماز پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ نفل کی نیت سے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ آپ ﷺ کے حکم پر عمل ہو گا، اس صورت کا ایک نماز کو دو دفعہ پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ معلوم ہوا کہ اس حدیثِ مبارکہ کا مصداق وہ شخص ہے، جو فرضی نماز کی ادائیگی کے بعد اسے پھر سے فرض سمجھ کر ہی ادا کرنا شروع کر دیتا ہے۔

4 ..... بَابُ مَا یَفْعَلُ الْمَسْبُوْقُ

جس سے کچھ نماز رہ گئی ہو، وہ کیا کرے؟ اس کا بیان

(٢٦٩١) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی لَیْلٰی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷜ قَالَ: کَانَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ إِذَا سُبِقَ الرَّجُلُ بِبَعْضِ صَلَاتِهِ سَأَلَهُمْ فَأَوْمَؤُوْا إِلَیْهِ بِالَّذِی سُبِقَ بِهِ مِنَ الصَّلَاۃِ فَیَبْدَأُ فَیَقْضِی مَا سُبِقَ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی صَلَاتِهِمْ، فَجَاءَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَالْقَوْمُ قُعُوْدٌ فِی صَلَاتِهِمْ فَقَعَدَ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فَقَضٰی مَا کَانَ سُبِقَ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِصْنَعُوا کَمَا صَنَعَ مُعَاذٌ۔)) (مسند احمد: ٢٢٣٨٣)

”سیّدنا معاذ بن جبل ﷜ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کسی آدمی سے کچھ نماز رہ جاتی تو وہ آ کر (پہلے والے نمازیوں) سے سوال کر لیتا (کہ کتنی رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں)، وہ اس کو اشارے سے بتا دیتے، پھر وہ شروع ہوتا اور پہلے اُتنی رکعتیں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتا۔ ایک دن یوں کہ میں (معاذ) آیا اور لوگ نماز (کے تشہد) میں بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی بیٹھ گیا، جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا جو (رکعتیں) رہ گئی تھیں، وہ پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس طرح معاذ نے کیا ہے تم بھی (آئندہ) ایسے ہی کیا کرو۔“

شرح: ......اب لیٹ ہو جانے والے کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ امام کے ساتھ نماز کی ادائیگی شروع کر دے

(٢٦٩١) تخریج: ......رجاله ثقات رجال الشیخین، غیر أن ابن ابی لیلی لم یسمع من معاذ أخرجه مطولا ابوداود: ٥٠٦، وأخرجه الترمذی بلفظ: قال رسول الله ﷺ: اذا اتی احدکم الصلاۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام۔)) (انظر: ٢٢٠٣٣، ٢٢١٢٤) ابوداود کی طویل حدیث کو امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا۔

اور جتنی رکعات رہ جائیں، ان کو بعد میں ادا کر لے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵۲)۔ آنے والی احادیث کے مطابق آپ ﷺ کا عمل بھی اسی صورت کے مطابق رہا۔

(٢٦٩٢) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: تَخَلَّفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَمَعِي الْإِدَاوَةُ قَالَ: فَصَبَبْتُ عَلٰى يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ قَالَ يَعْقُوْبُ ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَغْسِلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُخْرِجَهُمَا مِنْ كُمَّيْ جُبَّتِهِ، فَضَاقَ عَنْهُ كُمَّاهَا فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنَ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَمَسَحَ بِخُفَّيْهِ وَلَمْ يَنْزَعْهُمَا، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى النَّاسِ فَوَجَدَهُمْ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ يُصَلِّي بِهِمْ، فَأَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ بِصَلَاةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلَاتَهُ فَأَفْزَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيْحَ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ وَأَصَبْتُمْ.))

’’سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیچھے رہ گیا، آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر میری طرف لوٹے، میرے پاس ایک چھوٹا سا برتن تھا، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی بہایا، پھر آپ ﷺ نے پانی ڈال کر ناک صاف کیا، یعقوب راوی نے کہا: پھر آپ ﷺ نے کلی کی، اس کے بعد چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر آپ ﷺ نے جبہ کی آستینوں سے ہاتھ نکالے بغیر آپ ﷺ نے بازوؤں کو دھونا چاہا، لیکن آستینیں تنگ تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے ہاتھوں کو جبہ (کے اندر) سے نکال کر پہلے تین دفعہ دایاں اور پھر تین دفعہ بایاں ہاتھ دھویا، پھر موزوں کا مسح کیا اور ان کو نہ اتارا، پھر وہ دونوں لوگوں کی طرف آئے، لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے سیّدنا عبد الرحمن بن عوف ؓ کو آگے کر دیا تھا، وہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پا لی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے سیّدنا عبد الرحمن کے ساتھ دوسری رکعت ادا کی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ اپنی نماز مکمل کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، یہ دیکھ کر مسلمان گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح بیان کی، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو ان پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ’’تم نے بہت اچھا کیا ہے اور درست کیا۔‘‘

(٢٦٩٢) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه أحمد فى "مسنده" مطولا ومختصرا فى عدّة أماكن، ولم نحط تخريجه هنا (انظر: ١٨١٣٤) أخرجه البخارى بذكر الوضوء: ٣٨٨، ٢٩١٨، ٥٧٩٨، وأخرجه مختصرا من رواية احمد مسلم: ٢٧٤، وأخرجه ابوداود: ١٤٩، وأخرجه بعضه ابن ماجه: ١٢٣٦، والنسائى: ١/ ٧٦ (انظر: ١٨١٧٢، ١٨١٧٥، ١٨١٩٠)

يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا۔ (مسند احمد: ١٨٣٥٩)

آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رشک کر رہے تھے کہ انہوں نے نماز کو اول وقت میں ادا کیا ہے۔"

(٢٦٩٣)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ قَالَ الْمُغِيْرَةُ:) ثُمَّ لَحِقْنَا النَّاسَ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَةً فَذَهَبْتُ لِأُوْذِنَهُ فَنَهَانِي (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) فَصَلَّيْنَا الَّتِي أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا الَّتِي سُبِقْنَا بِهَا (وَفِي لَفْظٍ) فَصَلَّيْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا۔ (مسند احمد: ١٨٣٤٧)

"(دوسری سند، سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:) پھر ہم لوگوں کو جا ملے اور دیکھا کہ نماز کھڑی کردی گئی تھی اور سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے، میں ان کو آپ ﷺ کا بتانے کے لیے جانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے منع کر دیا، پس ہم نے جتنی نماز پالی اس کو پڑھا اور جو رہ گئی تھی، اس کو بعد میں ادا کرلیا۔ ایک روایت میں ہے: جس رکعت کو ہم نے پالیا اس کو پڑھ لیا اور جو رکعت رہ گئی تھی، اس کو (بعد میں) پورا کرلیا۔"

(٢٦٩٤)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ أَيْضًا وَفِيْهِ قَالَ الْمُغِيْرَةُ) فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً، فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يُتِمَّ الصَّلَاةَ وَقَالَ: ((قَدْ أَحْسَنْتَ كَذٰلِكَ فَافْعَلْ.)) (مسند احمد: ١٨٣٥٦)

"(تیسری سند، اسی طرح حدیث مروی ہے، اس کے مطابق سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:) پس جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کو ایک رکعت پڑھا چکے تھے، جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو محسوس کیا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ نماز کو پورا کریں اور (بعد میں) فرمایا: "تو نے اچھا کیا، ایسے ہی کیا کرو۔"

شرح: ......آپ ﷺ سے جو رکعت رہ گئی تھی، اس کو پہلے ادا نہ کیا، بلکہ امام کے ساتھ مل گئے، بعد میں رہ جانے والی نماز ادا کرلی۔ تاخیر سے آنے والے مقتدی کی رکعات کی ترتیب کا کیا بنے گا؟ اس کی تفصیل حدیث نمبر (١٣٥٢) کی شرح میں گزر چکی ہے۔

* * *

(٢٦٩٣) تخريج: ......اسناده صحيح، وانظر الحديث بالطريق الاول

(٢٦٩٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَفَضْلِ يَوْمِهَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

نمازِ جمعہ اور جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کے متعلقات کے ابواب

1 ..... بَابُ فِيْ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

یوم جمعہ کی فضیلت کا بیان

(٢٦٩٥) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِى أَبِى ثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ يَعْنِى ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْد الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِى لُبَابَةَ الْبَدْرِيِّ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الْأَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَأَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى وَفِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ: خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ، وَأَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ، وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِيَّاهُ، مَالَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا

''سیّدنا ابولبابہ بدری بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں دنوں کا سردار اور عظیم ترین ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی عظیم ہے، اس میں پانچ خصائل ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، (۲) اسی میں ان کو زمین پر اتارا، (۳) اور اسی میں ان کو فوت کیا، (۴) اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، جب تک حرام کا سوال نہ کرے، اور (۵) اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، یہی وجہ ہے کہ مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، یہ تمام جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں (کہ کہیں اسی جمعہ کو قیامت برپا نہ ہو جائے)۔''

(٢٦٩٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الله بن محمد بن عقيل مختلف فيه، وانظر الأحاديث الآتية، ستجد لبعضها شواهد أخرجه ابن ماجه: ١٠٨٤ (انظر: ١٥٥٤٨)

رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ .)) (مسند احمد: ١٥٦٣٣)

شرح: ...... آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارنا، کیا یہ جمعہ کے دن کی فضیلت ہے؟ اس کے دو جوابات ہیں: (۱) آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارنا اور قیامت کا برپا ہونا، ان دو امور کا تعلق فضیلت سے نہیں ہے، مطلق اس دن میں ہونے والے بڑے واقعات سے ہے۔ (۲) یہ دونوں چیزیں جمعہ کی فضیلت وعظمت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ آدم علیہ السلام کا جنت سے اترنا اس چیز کا سبب تھا کہ ان کی اولاد میں رسل، انبیاء اور اولیاء کا سلسلہ چل سکے، اسی طرح قیامت کے قائم ہونے سے نیک لوگوں کو جنت کی صورت میں اجروثواب ملے گا۔ دورِ جاہلیت میں جمعہ کے دن کو ''عَرُوْبَہ'' کہتے تھے، اسلام میں اس کو ''جُمُعَہ، جُمْعَہ اور جُمَعَہ'' کہتے ہیں۔

(٢٦٩٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، مَاذَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ؟ قَالَ: ((فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ، ....)) فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٨٢٤)

''سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: جمعہ کے دن کے بارے میں بتلائیں کہ اس میں کون کون سی خوبیاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں پانچ خوبیاں ہیں، ......'' گزشتہ روایت کی طرح۔''

شرح: ...... چونکہ حدیث نمبر (۱۵۰۵) مختلف فیہ ہے، جبکہ یہ حدیث (۱۵۰۶) شواہد کی بنا پر صحیح ہے، اس لیے اس کا پورا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے: سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ہمیں جمعہ کے دن کے بارے میں ہمیں بتلائیں کہ اس میں کون سی خیر پائی جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں پانچ خوبیاں ہیں: (۱) اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، (۲) پھر ان کو (جنت سے) اتارا گیا، اور (۳) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی دن میں فوت کیا، (۴) اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، جب تک وہ گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کرے، (۵) اسی دن کو قیامت برپا ہوگی اور ہر فرشتہ، ہر آسمان، ہر زمین، ہر پہاڑ اور ہر پتھر جمعہ کے دن سے ڈر رہے ہوتے ہیں (کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے)۔'' معلوم ہوا کہ انسانیت کا آغاز جمعہ کے دن ہوا، یہی ہفتے کا پہلا دن ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے کیلنڈروں کا آغاز ہفتہ، اتوار یا سوموار کی بجائے جمعہ سے کیا کریں۔

(٢٦٩٦) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عبد الله بن محمد بن عقيل مختلف فيه
أخرجه البزار في "مسنده": ٣٧٣٨، والطبراني في "الكبير": ٥٣٧٦، والبيهقي في "الشعب": ٢٩٧٤
(انظر: ٢٢٤٥٧)

(۲۶۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.)) قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَقُلْتُ: بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبٍ وَمَا حَدَّثْتُهُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ، ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: صَدَقَ كَعْبٌ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۰۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میں پہاڑ کی طرف نکلا اور کعب احبار سے ملاقات ہوئی، میں ان کے ساتھ بیٹھا، انھوں نے مجھے تورات کی باتیں بیان کیں اور میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کیں، میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی میں (زمین پر) اتارے گئے، اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ اسی دن فوت ہوئے اور اسی میں قیامت قائم ہوگی، اِس دن کو صبح سے طلوع آفتاب تک ہر جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتا ہے، جن وانس کے علاوہ۔ اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔'' کعب نے کہا: یہ گھڑی سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ تو ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے (یہ واقعی ہر جمعہ کو ہوتی ہے)۔ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: پھر میری ملاقات سیّدنا عبد اللہ بن سلام ؓ سے ہوئی، میں نے ان کو کعب کے ساتھ اپنی مجلس اور اس میں ہونے والی جمعہ کے دن کے بارے میں گفتگو بیان کی اور کہا کہ کعب نے کہا یہ گھڑی سال میں ایک مرتبہ ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے غلط بات کی ہے۔ میں نے کہا: جی پھر اس نے تورات پڑھی اور کہا کہ واقعی یہ ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: کعب نے سچ کہا۔''

شرح: ...... کعب احبار ایک یہودی عالم تھے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ تو پایا تھا، لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے تھے، یہ سیّدنا ابو بکر ؓ یا سیّدنا عمر ؓ کی خلافت میں مسلمان ہوئے تھے، اس لیے یہ تابعی قرار پائے، بعض

(۲۶۹۷) تخریج: ...... اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۴۶، والترمذی: ۴۹۱، والنسائی: ۳/ ۱۱۳، وحدیث ابی هريرة مرفوعا: ((ان فی الجمعة ساعة ....)) أخرجه البخاری: ۹۳۵، ومسلم: ۸۵۲ (انظر: ۱۰۳۰۳)

صحابہ اور تابعین کی کثیر تعداد نے ان سے روایات لی ہیں۔ قبولیت کی گھڑی کی تفصیل آنے والے دو نمبر باب میں دیکھیں۔

(٢٦٩٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)) (مسند احمد: ٦٥٨٢)

"سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان بھی جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو فتنۂ قبر سے محفوظ رکھے گا۔"

فوائد: ...... "امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے سیدنا انس اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی شواہد موجود ہیں، اس لیے یہ حدیث تمام طرق کی بنا پر حسن یا صحیح ہے۔" (احکام الجنائز: ص ٣٥) أخرجه الترمذی: ١٠٧٤ (انظر: ٦٥٨٢)

(٢٦٩٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِينَةُ أَبِيكَ آدَمَ وَفِيهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيهَا الْبَطْشَةُ وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا أُسْتُجِيبَ لَهُ.)) (مسند احمد: ٨٠٨٨)

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: "جمعہ کے دن کی وجۂ تسمیہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اس کو جمعہ اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ) اس میں تیرے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی بنائی گئی اور اسی میں "صَعْقَه" اور "بَعْثَه" ہوگا اور اسی میں "بَطْشَه" ہوگا اور اس کی آخری تین گھڑیوں میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا، اس کی دعا قبول کی جائے گی۔"

شرح: ...... "صَعْقَه": پہلے صور کی آواز کی ہولناکی کی وجہ سے تمام لوگوں کا مر جانا "بَعْثَه": لوگوں کا قیامت والے دن قبروں سے اٹھنا "بَطْشَه": قیامت والے دن قہر اور غلبہ کے ساتھ لوگوں کو پکڑنا

(٢٧٠٠) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! لَا تَخْتَصَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ دُونَ اللَّيَالِي وَلَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

"سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو درداء! دوسری راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دوسرے دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے

(٢٦٩٨) تخريج: ...... اسناده ضعيف، ربيعة بن سيف لم يسمع من عبد الله بن عمرو، وربيعة هذا و هشام بن سعد ضعيفان، وله شواهد ثلاثة ضعيفة۔

(٢٦٩٩) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف الفرج بن فضالة، وعلى بن أبى طلحة ليس بذاك، ولم يدرك أبا هريرة (انظر: ٨١٠٢)

(٢٧٠٠) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، محمد بن سيرين لم يسمع من أبى الدرداء أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٢٧٥٢، وابن ابى شيبة: ٣/ ٤٥، وعبد الرزاق: ٧٨٠٣، والطبرانى فى "الكبير": ٦٠٥٦ (انظر: ٢٧٥٠٧)

بِصِیَامٍ دُوْنَ الْأَیَّامِ)) (مسند احمد: ۲۸۰۵۷) لیے خاص نہ کر۔“

شرح: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَخْتَصُّوْا لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِیَامٍ مِنْ بَیْنِ اللَّیَالِیْ، وَلَا تَخُصُّوْا یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِیَامٍ مِنْ بَیْنِ الْأَیَّامِ ، إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ فِی صَوْمٍ یَصُوْمُهُ أَحَدُکُمْ .)) یعنی: ”قیام کے لیے جمعہ کی رات کو خاص نہ کرو اور نہ اس کے دن کو روزہ کے لیے خاص کرو، ہاں اگر کوئی آدمی (اپنی ترتیب کے مطابق) روزے رکھ رہا ہے (اور اسے جمعہ کے دن روزہ رکھنا پڑ گیا ہے تو) وہ روزہ رکھ لے۔“ (مسلم: ۳/۱۵٤)

معلوم ہوا کہ کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ جمعہ کی وجہ سے اس دن کے ساتھ کوئی عمل خاص کر دے۔ ہاں اگر ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا کسی کا معمول ہو یا کوئی شخص عاشورے اور عرفے کے دن کا روزہ رکھتا ہو یا کسی کی ایام بیض کے روزے رکھنے کی عادت ہو یا کسی نے نذر کے روزے شروع کر رکھے ہوں اور ان صورتوں میں جمعہ کا دن آ جائے تو پھر اس دن کو بھی روزہ رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز اس آدمی کو بھی جمعہ کا روزہ رکھنے کی اجازت ہے جو اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کے دن کا بھی روزہ رکھے۔ اس معاملے میں اتنی سختی برتی گئی ہے کہ سیدہ ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں جمعہ کے دن روزے دار تھی، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ”کیا تم نے کل (جمعرات کا) روزہ رکھا تھا؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ”کل (ہفتہ کو) روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ افطار کر دو۔“ (بخاری: ۱۹۸٦)

نبی کریم ﷺ نے خود جمعہ کے دن کے ساتھ درج ذیل چار امور کو خاص کیا ہے:

(۱) نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور اس کی مخصوص تیاری

(۲) سورۂ کہف کی تلاوت کرنا

(۳) کثرت سے درود پڑھنا

(۴) قبولیتِ دعا کے لیے مخصوص وقت، جس کے تعین میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول دن کی آخری گھڑی کے بارے میں ہے اور وہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس موضوع سے متعلقہ تمام احادیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس آدمی کے لیے جمعہ کا روزہ رکھنا جائز ہے، جو جمعرات یا ہفتہ کو بھی روزہ رکھے، اسی طرح وہ شخص بھی جمعہ کے دن کا روزہ رکھ سکتا ہے، جس کی روٹین میں جمعہ کا دن آ جائے، مثلا ایک آدمی ہر سال عرفہ کے دن یعنی (۹) ذوالحجہ کا روزہ رکھتا ہے، اگر اتفاق سے یہ دن جمعہ کا بھی ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہوگا۔ (صحیحہ: ۹۸۰)

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ الْحَثِّ عَلَى الْإِكْثَارِ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

فصل: جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کی ترغیب کا بیان

(۲۷۰۱) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِی أَوْسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.)) فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ يَعْنِي وَقَدْ بَلِيْتَ؟ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ)) (مسند احمد: ۱۶۲۶۲)

''سیّدنا اوس بن اوس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنوں میں افضل ترین جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور فوت کیا گیا، اور اسی میں ''نفخہ'' اور ہوگا، لہٰذا تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، جبکہ آپ تو (مٹی میں) فنا ہو چکے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔''

شرح: ...... خطابی نے کہا: ''اَرِمْتَ'' اصل میں ''اَرْمَمْتَ'' تھا، ایک میم حذف ہوگئی، اس کا معنی ہوگا: گل جانا، بوسیدہ ہو جانا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِيْ الْاَرْضِ، يُبَلِّغُوْنِّيْ مِنْ أُمَّتِيَ السَّلَامَ.)) یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے زمین میں چلنے پھرنے والے فرشتے ہیں، وہ مجھے میری امت سے سلام پہنچاتے ہیں۔'' (نسائی: ۱۲۸۲)

قارئین کرام! موت سے لے کر قبر سے اٹھنے تک کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں، یہ ایک زندگی کا نام ہے، جس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، بہرحال مرنے والوں کا اللہ تعالیٰ سے اور اپنے اچھے یا برے اعمال سے تعلق قائم رہتا ہے اور بعد میں مرنے والے، پہلے مر جانے والوں کے پاس پہنچ کر دنیا والوں کے بارے میں بھی ان کو مختلف باتیں بتلاتے رہتے ہیں، درج ذیل احادیث پر غور کریں:

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ، فَيَقُوْلُوْنَ: أُخْرُجِيْ رَاضِيَةً مَّرْضِيًّا عَنْكِ اِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، فَتَخْرُجُ كَاَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيُنَاوِلُهٗ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، حَتّٰى يَأْتُوْنَ بِهٖ بَابَ السَّمَاءِ، فَيَقُوْلُوْنَ: مَا اَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيْحَ الَّتِيْ جَاءَتْكُمْ مِنَ الْاَرْضِ! فَيَأْتُوْنَ بِهٖ أَرْوَاحَ

(۲۷۰۱) تخریج: ...... اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۴۷، ۱۵۳۱، والنسائی: ۳/ ۹۱، وابن ماجه: ۱۰۸۵، ۱۶۳۶ (انظر: ۱۶۱۶۲)

الْـمُـؤْمِنِيْنَ، فَلَهُمْ اَشَدُّ فَرَحًا بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ بِغَائِبِهٖ يَقْدُمُ عَلَيْهِ، فَيَسْاَلُوْنَهٗ: مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَاذَا فَـعَلَ فُلَانٌ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا، فَاِذَا قَالَ: اَمَا اَتٰكُمْ؟ قَالُوْا: ذُهِبَ بِهٖ اِلٰى اُمِّهِ الْهَـــاوِيَةِ، ....)) یعنی: ’’جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ریشم کا سفید کپڑا لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: (اے روح!) اللہ تعالیٰ کی رحم و مہربانی کی طرف اور ایسے رب کی طرف نکل جو غصے میں نہیں ہے، اس حال میں کہ تو بھی خوش ہے اور تیرا رب بھی تجھ پر خوش ہے۔ جب وہ روح نکلتی ہے تو وہ کستوری کی پاکیزہ ترین خوشبو کی طرح ہوتی ہے، فرشتے اسے وصول کر کے ایک دوسرے کو تھماتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان کے دروازے تک پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: کتنی پیاری خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ فرشتے اس روح کو مومنوں کی ارواح میں لے جاتے ہیں۔ اس کی آمد سے انھیں بہت خوشی ہوتی ہے جیسے پردیسی کے آنے سے ہم خوش ہوتے ہیں۔ پہلے سے موجود روحیں اس روح سے سوال کرتی ہیں: فلاں کیسے تھا؟ فلاں کی سنائیں؟ وہ جواب دیتی ہے: اسے چھوڑیے، وہ تو دنیوی فکر و غم میں مبتلا تھا۔ (اور فلاں تو مجھ سے پہلے مر چکا تھا کیا اس کی روح) تمھارے پاس نہیں آئی؟ وہ کہتی ہیں: (نہیں، اور یہاں نہ پہنچنے کا مطلب یہ ہوا کہ) وہ اپنے ٹھکانے ’’ہاویہ‘‘ (جہنم) میں پہنچ چکی ہے۔ (النسائي: ١/ ٢٦٠، ابن حبان: ٧٣٣، الحاكم: ١/٣٥٢، ٣٥٣، الصحيحة: ١٣٠٩)

ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْـمُـؤْمِـنَ يَنْزِلُ بِهِ الْمَوْتُ وَيُعَايِنُ مَا يُـعَـايِـنُ، فَـوَدَّ لَـوْخَـرَجَـتْ ـيَعْنِيْ نَفْسَهُـ وَاللّٰهُ يُحِبُّ لِقَائَهٗ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يُصْعَدُ بِرُوْحِهٖ إِلَى السَّـمَـاءِ فَتَأْتِيْهِ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَسْتَخْبِرُوْنَهٗ عَنْ مَعَارِفِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْاَرْضِ، فَإِذَا قَالَ: تَرَكْتُ فُلَانًا فِي الدُّنْيَا أَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَدْ مَاتَ، قَالُوْا: مَاجِيْءَ بِهٖ إِلَيْنَا...... .))

یعنی: ’’جب مؤمن پر عالمِ نزع طاری ہوتا ہے تو وہ مختلف حقائق کا مشاہدہ کر کے یہ پسند کرتا ہے کہ اب اس کی روح نکل جائے (تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر سکے) اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ مؤمن کی روح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور (فوت شدگان) مؤمنوں کی ارواح کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس سے اپنے جاننے پہچاننے والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔ جب وہ روح جواب دیتی ہے کہ فلاں تو ابھی تک دنیا میں ہی تھا (یعنی ابھی تک فوت نہیں ہوا تھا) تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب وہ جواب دیتی ہے کہ (جس آدمی کے بارے میں تم پوچھ رہی ہو) وہ تو مر چکا ہے، تو وہ کہتی ہیں: اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے جہنم میں لے جایا گیا ہے)۔ (مسند البزار ۱/ص۹۲، الصحیحۃ: ۲۶۲۸)

ابوایوب ؓ کہتے ہیں: إِذَا قُبِـضَـتْ نَـفْـسُ الْـعَبْدِ تَلَقَّاهُ أَهْلُ الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ كَمَا يَلْقَوْنَ الْبَشِيْرَ فِـيْ الـدُّنْيَـا، فَـيُـقْـبِـلُـوْنَ عَـلَيْـهِ لِيَسْأَلُوْهُ، فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أُنْظُرُوْا أَخَاكُمْ حَتّٰى يَسْتَـرِيْـحَ، فَـإِنَّـهٗ كَانَ فِيْ كَرْبٍ، فَيُقْبِلُوْنَ عَلَيْهِ، فَيَسْأَلُوْنَهٗ: مَافَعَلَ فُلَانٌ؟ مَافَعَلَتْ فُلَانَةٌ؟ هَلْ

تَزَوَّجَتْ؟ فَإِذَا سَأَلُوْا عَنِ الرَّجُلِ قَدْ مَاتَ قَبْلَهُ قَالَ لَهُمْ: إِنَّهُ قَدْ هَلَكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، ذُهِبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ، فَبِئْسَتِ الْأُمُّ وَبِئْسَتِ الْمُرَبِّيَةُ، …… .)) یعنی: جب (مسلمان) بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو (پہلے فوت ہونے والے) اللہ تعالیٰ کے مرحوم بندے اس کا استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں لوگ خوشخبری دینے والے کو (خوشی سے) ملتے ہیں، جب وہ بندے (اسے بیدار کر کے) اس سے سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کو آرام کرنے دو، وہ دنیا کی بے چینی و پریشانی میں مبتلا تھا۔ بالآخر وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا تھا؟ فلاں بہن کی سنائیں؟ آیا اس کی شادی ہو گئی تھی؟ جب وہ کسی ایسے آدمی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہوتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا تھا، تو وہ کہتے ہیں: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، (وہ بندہ یہاں تو نہیں پہنچا) اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے ٹھکانے جہنم میں چلا گیا ہے، ……"۔ (أخرجه ابن المبارك في "الزهد": ٤٤٣/١٤٩، فذكره موقوفا، ورواه سلام الطويل عن ثور فرفعه، لكن اسناد الموقوف صحيح، وهو في حكم المرفوع يقينا، الصحيحة: ٢٧٥٨)

یہ احادیثِ مبارکہ اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہیں کہ مر جانے والوں کا دنیوی حالات سے بلا واسطہ کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔ چونکہ وہ ایک عالَم میں ہیں، اس لیے جب مرنے والا وہاں پہنچتا ہے تو ان کو ان کے بعد والے دنیا کے حالات کی خبر ہوتی ہے۔ ان احادیثِ مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کی مبارک برزخی زندگی کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے، جس کا اس دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہاں یہ آپ ﷺ کا امتیاز ہے کہ فرشتے امتیوں کا درود و سلام آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ ہمارا یہ دعوی ہے کہ عالَم برزخ ایک زندگی ہے، لیکن نہ ہم اس کی کیفیت کو پہچان سکتے ہیں اور نہ کوشش کرتے ہیں، بہر حال اُس عالَم کا اِس دنیوی عالَم سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٢٧٠٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ غَرَّاءُ وَيَوْمُهَا أَزْهَرُ.)) (مسند احمد: ٢٣٤٦)

"سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کی رات چمک دار اور اس کا دن روشن ہوتا ہے۔"

یہ حدیث تو ضعیف ہے، البتہ درج ذیل حدیث صحیح ہے، جس کا تعلق آخرت کی روشنی سے ہے:

عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ الأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى هَيْئَتِهَا، وَيَبْعَثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ زَهْرَاءَ مُنِيْرَةً، أَهْلُهَا يَحُفُّوْنَ بِهَا كَالْعَرُوْسِ تُهْدٰى إِلٰى كَرِيْمِهَا، تُضِيءُ لَهُمْ، يَمْشُوْنَ فِي ضَوْئِهَا، أَلْوَانُهُمْ كَالثَّلْجِ بَيَاضاً وَرِيْحُهُمْ تَسْطَعُ كَالْمِسْكِ، يَخُوْضُوْنَ

(٢٧٠٢) تخريج: …… اسناده ضعيف، زائدة ابن أبي الرقاد منكر الحديث، وزياد بن عبد الله النميري ضعفه ابن معين وأبو داود أخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٦٥٩، والبيهقي في "شعب الايمان": ٣٨١٥، والبزار: ٦١٦ (انظر: ٢٣٤٦)

فِی جِبَالِ الْکَافُوْرِ، یَنْظُرُ إِلَیْھِمُ الثَّقَلَانِ، مَایَطْرُقُوْنَ تَعَجُّباً حَتّٰی یَدْخُلُوْا الجَنَّۃَ، لَا یُخَالِطُھُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ .))

''حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (ہفتہ کے سات) دنوں کو ان کی (مخصوص) شکل میں اٹھائے گا، جمعہ کا دن حسین اور چمکتا دمکتا ہوگا، اہلِ جمعہ (یعنی جمعہ ادا کرنے والے) اس کو ایسے گھیر لیں گے جیسے (سہیلیاں) دلہن کو دولہا کی طرف رخصت کرتے وقت گھیر لیتی ہیں، جمعہ کا دن اپنے اہل کے لیے روشنی کرے گا اور وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے، ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے، ان کی خوشبو کستوری کی طرح مہک رہی ہوگی، وہ کافور خوشبو کے پہاڑوں میں گھسے ہوئے ہوں گے، جن وانس انھیں دیکھ رہے ہوں گے اور وہ تعجب کی وجہ سے نگاہ نیچی نہیں کرنے پائیں گے کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ثواب کی امید سے اذان دینے والوں کے علاوہ کوئی بھی ان کے اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔'' (صحیح ابن خزیمۃ: ۱/۱۸۲/۱، مستدرک حاکم: ۱/ ۲۷۷، الصحیحۃ: ۷۰۶)

2 ..... بَابُ مَا وَرَدَ فِیْ سَاعَۃِ الْاِجَابَۃِ وَوَقْتِھَا مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی اور اس کے وقت کا بیان

(۲۷۰۳) عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((اِنَّ فِی الْجُمُعَۃِ لَسَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ یُصَلِّی یَسْأَلُ اللّٰہَ خَیْرًا اِلَّا أَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ .)) وَقَالَ بِیَدِہِ قُلْنَا یُقَلِّلُھَا یُزَھِّدُھَا۔ (مسند احمد: ۷۱۵۱)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے، جو مسلمان بھی اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جس خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔'' پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس گھڑی کے قلیل ہونے کی نشاندہی کی۔''

(۲۷۰٤) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَأَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِی الْجُمُعَۃِ سَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، یَسْأَلُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فِیْھَا اِلَّا أَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَھِیَ بَعْدَ الْعَصْرِ)) (مسند احمد: ۷٦۷٤)

''سیّدنا ابوسعید خدری اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے اور یہ گھڑی عصر کے بعد ہوتی ہے۔''

(۲۷۰۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٥۲۹٤، ٦٤۰۰، ومسلم: ۸٥۲ (انظر: ۷۱٥۱)

(۲۷۰٤) تخریج: ......حدیث صحیح بشواهده أخرجه مالك: ۱/ ۱۰۹، وعبد الرزاق: ٥٥۸٤، والطبرانی فی "الدعاء": ۱۷۹ (انظر: ۷٦۸۸)

(٢٧٠٥) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ (بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ) قَالَ: كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ فِي صَلَاةٍ سَأَلَ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ، قَالَ وَقَلَّلَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَوْ جِئْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَأَتَيْتُهُ (فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ) قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عَنِ السَّاعَةِ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْهَا عِلْمٌ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ قَدْ أُعْلِمْتُهَا ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا كَمَا أُنْسِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ.)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ (مسند احمد: ١١٦٤٧)

”ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کی، آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں مسلمان نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جس خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔“ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے اس کے قلیل ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ جب سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے (دل میں کہا کہ) اللہ کی قسم! اگر میں سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں اور ان سے اس گھڑی کے بارے میں سوال کروں، ممکن ہے کہ ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم ہو۔ پس میں ان کے پاس گیا، ......طویل حدیث ذکر کی......، میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے ابو سعید! سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کے دن کی گھڑی کے بارے میں ایک حدیث بیان کی ہے، کیا آپ کے پاس اس (کے وقت کے تعین) کا کوئی علم ہے؟ سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس گھڑی کے بارے بتلایا تو گیا تھا، لیکن پھر شبِ قدر کی طرح مجھے یہ بھلا دی گئی۔“ پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔“

شــــرح: ......جن صحابہ نے آپ ﷺ سے قبولیت والی اس گھڑی کے وقت کے تعین کی روایات بیان کی ہیں، ممکن ہے کہ انھوں نے یہ احادیث آپ ﷺ کو بھلا دیئے جانے سے پہلے سنیں ہوں، یا بعد میں پھر سے آپ ﷺ کو اس کا علم دے دیا گیا ہو۔

(٢٧٠٦) وَعَنْهُ أَيْضًا بِسَنَدِهِ وَلَفْظِهِ وَفِيْهِ:

”ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: (سابقہ سند اور الفاظ کے

(٢٧٠٥) تخريج: ......بعضه حسن وبعضه صحيح أخرجه البزار: ٦٢٠، وحديث ابی هريرة مرفوعا: ((ان فی الجمعة ساعة ....)) أخرجه البخاری: ٩٣٥، ومسلم: ٦٥٢، وانظر الحديث: ١٥٠٧ (انظر: ١١٦٢٤)

(٢٧٠٦) تخريج: ......حديث صحيح، انظر الحديث: ١٥٠٧ (انظر: ٢٣٧٧٩)

ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فَسَأَلْتُ عَنْهَا، فَقَالَ: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَأُهْبِطَ إِلٰى الْأَرْضِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَبَضَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَفِيهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، فَهِيَ آخِرُ سَاعَةٍ، وَقَالَ سُرَيْجٌ فَهِيَ آخَرُ سَاعَتِهِ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فِي صَلَاةٍ)) وَلَيْسَتْ بِسَاعَةِ صَلَاةٍ؟ قَالَ: أَوَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُنْتَظِرُ الصَّلَاةِ فِي صَلَاةٍ))؟ قُلْتُ: بَلٰى هِيَ وَاللّٰهِ هِيَ۔ (مسند احمد: ٢٤١٨٧)

(٢٧٠٧) عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، إِنَّا نَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا سَأَلَهُ، فَأَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَعْضَ سَاعَةٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو النَّضْرِ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُهُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ، فَقُلْتُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِسَاعَةِ صَلَاةٍ، فَقَالَ: بَلٰى، إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ فِي صَلَاةٍ إِذَا صَلّٰى ثُمَّ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ لَا يَحْبِسُهُ إِلَّا انْتِظَارُ الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ٢٤١٨٩)

ساتھ، اس میں ہے:) پھر میں نکلا اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے اس کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا کیا، اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا اور اسی دن کو ان کو وفات دی، اسی دن کو قیامت برپا ہو گی اور اس کی آخری گھڑی (قبولیت والی) ہے۔ میں نے کہا: لیکن رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا کہ وہ بندہ نماز کی حالت میں ہو اور دن کی آخری گھڑی میں تو کوئی نماز ہی نہیں پڑھی جاتی؟ انھوں نے کہا: کیا تجھے اس چیز کا علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا انتظار کرنے والا بھی نماز میں ہی ہوتا ہے؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، (سمجھ آ گئی) بس یہی ہے، اللہ کی قسم! یہی ہے۔“

”سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا، جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے، کہ ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں یہ بات پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس میں، جبکہ وہ نماز میں ہو، اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے یہ اشارہ کیا کہ اس گھڑی کا وقت تھوڑا سا ہوتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول نے سچ فرمایا (واقعی اس کا وقت مختصر ہوتا ہے)۔ ابو سلمہ نے کہا: میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ گھڑی کا وقت کون سا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ دن کی آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ تو نماز کا وقت ہی نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، بیشک جب مسلمان آدمی نماز پڑھ کر اپنے جائے نماز میں نماز ہی کی انتظار میں بیٹھ جاتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔“

(٢٧٠٧) تخريج: ......اسناده قوى أخرجه ابن ماجه: ١١٣٩، وانظر الحديث السابق: ١٥١٦ (انظر: ٢٣٧٨١)

(٢٧٠٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ فَلَقِيتُ كَعْبًا فَكَانَ يُحَدِّثُنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَأُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى ذِكْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَحَدَّثْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.)) فَقَالَ كَعْبٌ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، هِيَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، قُلْتُ: لَا، فَنَظَرَ كَعْبٌ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ هِيَ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، قُلْتُ: لَا، فَنَظَرَ سَاعَةً فَقَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، قُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ كَعْبٌ: أَتَدْرِي أَيَّ يَوْمٍ هُوَ؟ قُلْتُ: وَأَيُّ يَوْمٍ هُوَ؟ قَالَ: فِيهِ خَلَقَ اللهُ آدَمَ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَالْخَلَائِقُ فِيهِ مُصِيخَةٌ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ خَشْيَةَ الْقِيَامَةِ، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ سَلَامٍ بِقَوْلِ كَعْبٍ، فَقَالَ: كَذَبَ كَعْبٌ، قُلْتُ: إِنَّهُ قَدْ رَجَعَ إِلٰى قَوْلِي، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيَّ سَاعَةٍ هِيَ؟ قُلْتُ: لَا وَتَهَالَكْتُ عَلَيْهِ أَخْبِرْنِي أَخْبِرْنِي، فَقَالَ: هِيَ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، قُلْتُ: كَيْفَ وَلَا صَلَاةَ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ.))

(مسند احمد: ٢٤٢٠١)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میں شام آیا اور کعب احبار کو ملا، وہ مجھے تورات سے بیان کرتے رہے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناتا رہا، یہاں تک کہ جمعہ کے دن کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے اسے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا ہے، وہ اسے دے دیتا ہے۔'' کعب نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، یہ ہر سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: نہیں۔ کعب نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا: جی، اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، یہ ہر مہینہ میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: نہیں، یہ سن کر کعب نے پھر غور کیا اور کہا: جی، اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، یہ ہر جمعہ میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ کعب نے کہا: کیا آپ کو پتہ ہے یہ کون سا دن ہے؟ میں نے کہا: یہ کون سا دن ہے؟ انھوں نے کہا: یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم ؑ کو پیدا کیا اور اسی دن قیامت برپا ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن و انس کے علاوہ تمام مخلوقات اس (دن کو) قیامت کے خوف سے کان لگائے ہوتی ہیں۔ پھر میں مدینہ منورہ آیا اور سیدنا عبد اللہ بن سلام ؓ کو کعب کی بات بتائی، انھوں نے کہا: کعب نے غلط کہا۔ میں نے کہا: جی وہ میری بات کے قائل ہو گئے تھے (کہ یہ گھڑی ہر جمعہ کو ہوتی ہے)۔ (پھر عبد اللہ بن سلام ؓ نے) کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ گھڑی کون سی ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، پھر تو میں (اصرار کرتے ہوئے) ان پر ٹوٹ پڑا اور کہا کہ مجھے بتلاؤ، بتلاؤ۔ پس انھوں نے کہا: یہ گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ کیسے ہوتی ہے، جبکہ اس

(٢٧٠٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، انظر الحديث السابق (انظر: ٢٣٧٩١)

وقت میں تو کوئی نماز ہی نہیں ہوتی؟ انھوں نے کہا: کیا تو نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ: ”بندہ اس وقت تک نماز میں ہی رہتا ہے، جب تک اپنی جائے نماز میں (بیٹھ کر) نماز کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔“

(٢٧٠٩)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: فَلَقِيتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثِي وَحَدِيثَ كَعْبٍ فِي قَوْلِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ، قَالَ: كَذَبَ كَعْبٌ، هُوَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ، قُلْتُ: إِنَّهُ قَدْ رَجَعَ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ تِلْكَ السَّاعَةَ۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! فَأَخْبِرْنِي بِهَا، قَالَ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قَالَ: قُلْتُ: قَالَ: ((لَا يُوَافِقُ مُؤْمِنٌ وَهُوَ يُصَلِّي)) قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ انْتَظَرَ صَلَاةً فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ۔))؟ قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَ: فَهُوَ كَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٤١٩٥)

”(دوسری سند) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کو کعب سے ہونے والی اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا کہ وہ تو یہ کہتے تھے کہ یہ گھڑی ایک سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے، انھوں نے کہا: کعب نے غلط بات کی ہے، یہ تو ہر جمعہ کو ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں نے کہا: جی انھوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا تھا۔ پھر انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عبد اللہ بن سلام کی جان ہے! میں اس گھڑی کو خوب جانتا ہوں۔ میں نے کہا: اے عبد اللہ! تو پھر مجھے بتایئے۔ انھوں نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے کہا: اس کے بارے میں آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو مومن اس میں دعا کرتا ہے، جب کہ وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے (اور اس گھڑی میں تو کوئی نماز ادا نہیں کی جاتی)۔ انھوں نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ ”نماز کا انتظار کرنے والے کو نماز میں ہی سمجھا جاتا ہے، جب تک وہ نماز پڑھ نہ لے“۔؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر یہی بات ہے۔“

(٢٧١٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ:

”(تیسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن سلام نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا کہ بخل نہ کرو اور مجھے بتلا دو۔ چنانچہ انھوں نے کہا: یہ جمعہ

(٢٧٠٩) تخريج: …… حديث صحيح، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ٢٣٧٨٦)

(٢٧١٠) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ٢٣٧٨٥)

فَأَخْبِرْنِي وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كَيْفَ تَكُوْنُ آخِرَ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي)) وَتِلْكَ سَاعَةٌ لَا يُصَلّٰى فِيْهَا؟ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ فِيْهِ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى يُصَلِّيَ)) فَقُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: فَهُوَ ذَاكَ۔

کے دن کی آخری گھڑی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ جمعہ کی آخری گھڑی ہو، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو مسلمان بھی نماز پڑھتے ہوئے اس گھڑی کی موافقت کرتا ہے“ اور یہ گھڑی تو ایسی ہے کہ اس میں کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی؟ سیّدنا عبد اللہ بن سلام ؓ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ: ”جو بندہ کسی مقام میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے، یہاں تک وہ نماز پڑھ لے“۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو پھر وہ یہی ہے۔“

(مسند احمد: ٢٤١٩٤)

شرح: ......قبولیت کی اس گھڑی کو ”سَاعَةُ الْاِجَابَة“ کہتے ہیں، یہ جمعہ کی خصوصیات میں سے ہے، مزید ایک حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ لَا يُوْجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ.)) یعنی: ”جمعہ کے دن کل بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں، (ان میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ) جس میں جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، پس تم اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھڑی میں تلاش کرو۔“ (ابوداود: ١٠٤٨، نسائی: ١٣٨٩)

اس ”سَاعَةُ الْاِجَابَة“ کے تعین کے بارے میں کافی سارا اختلاف پایا جاتا ہے، مذکورہ بالا احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دن کی آخری گھڑی ہے، سیّدنا ابو سعید خدری، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا جابر بن عبد اللہ، سیّدنا ابو موسی اشعری اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام ﷺ کی احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے، سعید بن منصور میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے کہا: صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور جمعہ کی اس گھڑی کے بارے میں بحث کی، پھر جب وہ اٹھے تو اُن میں سے کسی نے اس کے جمعہ کی آخری گھڑی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے اور مشہور ترین قول بھی یہی ہے۔ لیکن درج ذیل حدیث سے ثابت ہونے والا وقت بھی قابل غور ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے ابو بردہ سے پوچھا: کیا تو نے اپنے باپ سیّدنا ابو موسی اشعری ؓ کو جمعہ کی (قبولیت والی) گھڑی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میرے باپ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ.)) یعنی: ”اس گھڑی کا وقت امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک

ہے۔" (مسلم: ۸۵۳)

اِن دو مختلف اوقات پر دلالت کرنے والی احادیث میں جمع و تطبیق دیتے ہوئے صاحب الھدی نے کہا: قبولیت والی اس گھڑی کا تعلق اِن دو وقتوں سے ہے، کبھی یہ گھڑی اِس وقت میں ہوتی ہے اور کبھی اُس وقت میں، ابن عبد البر نے بھی اسی طرح کی رائے دیتے ہوئے کہا: اِن دونوں اوقات میں دعا کرنے میں کوشش کرنی چاہیے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اکثر احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ گھڑی نماز عصر کے بعد ہوتی ہے، لیکن زوال آفتاب کے بعد بھی اس کی امید کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

زوالِ آفتاب کے بعد کا وہ وقت مراد لینا چاہیے جس کا ثبوت ابو موسیٰ اشعری کی مذکورہ حدیث سے ملتا ہے یعنی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل کیے جانے تک۔

زوال آفتاب کے بعد کا وقت مراد ہے، جس کا ثبوت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے ملتا ہے، یعنی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل کیے جانے تک۔

3 ..... بَابُ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِهَا وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ

جمعہ کی فرضیت اور اس کو ترک کرنے پر تشدید کا بیان، نیز یہ کن لوگوں پر واجب ہے

(۲۷۱۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ فَلِلْيَهُوْدِ غَدًا وَلِلنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ.)) قَالَ أَحَدُهُمَا: بَيْدَ أَنَّ، وَقَالَ آخَرُوْنَ: بِأَيْدِ۔ (مسند احمد: ۷۳۹۳)

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہم (دنیا میں تو) آخری ہیں، لیکن قیامت والے دن (حساب کتاب میں) پہلے ہوں گے، ہاں یہ بات تو ہے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم کو ان کے بعد۔ پھر یہ جو دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو ان پر بھی فرض کیا تھا، لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ہدایت دے دی تو لوگ اس بارے میں ہمارے تابع ہیں، اس طرح کہ یہودیوں کو کل ملا اور عیسائیوں کو (اس سے بھی اگلا دن اتوار) ملا۔" ایک راوی نے "بَیْدَ أَنَّ" کہا اور دوسرے نے "بِأَیْدِ" کہا۔

شرح: ...... قطع نظر اس سے کہ ہر امت ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم ان کے بعد دیے گئے، پھر یہ (جمعہ کا) دن کہ اللہ نے اس (کی تعظیم) کو ان پر فرض کیا تھا تو اس میں وہ مختلف ہو گئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں ہماری رہنمائی کی اور ہمیں ہفتے کا پہلا دن جمعہ منتخب کر کے دیا، پس لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ یہودیوں کے لیے کل (ہفتہ کا دن) اور عیسائیوں کے لیے پرسوں (اتوار کا دن)۔

(۲۷۱۱) تخریج: ......أخرجه البخاري: ٦٦٢٤، ٧٠٣٦، مسلم: ٨٥٥ (انظر: ٧٣٩٩، ٧٧٠٧)

(۲۷۱۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) ((فَاخْتَلَفُوا فِيْهِ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ لَنَا عِيدًا، فَالْيَوْمَ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُوْدِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى .)) (مسند احمد: ۷۳۹۵)

"(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: "انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ نے اس (جمعہ کے دن) کو ہمارے لیے عید بنا دیا۔ پس آج (جمعہ کا دن) ہمارا ہے، کل (ہفتہ کا دن) یہود کے لیے ہے اور پرسوں (اتوار کا دن) عیسائیوں کے لیے ہے۔"

شرح: ...... انسانیت کا آغاز جمعہ کے دن کو ہوا، یہی ہفتے کا پہلا دن ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے کیلنڈروں کا آغاز ہفتہ، اتوار یا سوموار کی بجائے جمعہ سے کیا کریں۔

(۲۷۱۳)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْجُمُعَةَ عَلٰى مَنْ قَبْلَنَا فَاخْتَلَفُوا فِيْهَا وَهَدَانَا اللّٰهُ لَهَا فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهَا تَبَعٌ، غَدًا لِلْيَهُوْدِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى)) (مسند احمد: ۷۲۱۳)

"(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے والے لوگوں پر بھی جمعہ فرض تو کیا تھا، لیکن وہ اختلاف میں پڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس معاملے میں ہدایت دی، پس لوگ ہمارے تابع ہیں۔ کل (ہفتے کا دن) یہودیوں کے لیے ہے اور پرسوں (اتوار کا دن) عیسائیوں کے لیے۔"

شرح: ...... سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے والے لوگوں کو جمعہ سے گمراہ کیے رکھا، یہودیوں کو ہفتہ ملا اور عیسائیوں کو اتوار، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی اور دنوں کی ترتیب یوں بنا دی: جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ اسی طرح یہ لوگ قیامت والے دن بھی ہمارے تابع ہوں گے، ہم دنیا میں آخری (امت) ہیں، لیکن قیامت والے دن پہلی امت ہوں گے، تمام مخلوقات سے پہلے ہمارا حساب کتاب ہوگا۔" (مسلم: ۸۵۶)

اس کا کیا مطلب ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے جمعہ کے دن میں اختلاف کیا، چنانچہ ایک کو ہفتہ مل گیا اور ایک کو اتوار؟ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ دن کی تعیین کے بغیر ان پر جمعہ کی تعظیم فرض کی گئی اور ان کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے اجتہاد کی روشنی میں اِس دن کا تعیّن کر لیں، یہودیوں کے اجتہاد کا نتیجہ ہفتہ کی صورت میں نکلا اور عیسائیوں کے اجتہاد کا تقاضا اتوار کا دن تھا۔ لیکن جب ہماری امت کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی اور تعیین کے ساتھ اِس دن کو ہم پر فرض کیا اور ہمیں اس کا پابند کیا اور قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ، وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ) قاضی عیاض کا بھی یہی رجحان ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے جمعہ کی تعیین تو کی ہو، لیکن ان کو اس کا متبادل منتخب کر لینے کا اختیار بھی دے دیا ہو، جس کے نتیجہ میں انھوں نے ہفتہ اور اتوار کو اپنے لیے پسند کیا ہو۔

(۲۷۱۲) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۷۱۳) تخریج: ...... أخرجه بنحوه مسلم: ۸۵۶، وانظر الحدیث بالطریق الأول (انظر: ۷۲۱۴)

(٢٧١٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَلَيُكْتَبُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ .)) (مسند احمد: ٢١٣٢)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے اس بات پر شہادت دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر کی لکڑیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ’’ضرور ضرور ایسے ہوگا کہ یا تو لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آجائیں گے، یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے اور غافلوں میں سے لکھ لیے جائیں گے۔‘‘

(٢٧١٥) عَنْ جَعْفَرٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أَخْرُجَ بِفِتْيَانِيْ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ فَأُحَرِّقَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْ بُيُوْتِهِمْ يَسْمَعُوْنَ النِّدَاءَ ثُمَّ لَا يَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ .)) فَسُئِلَ يَزِيْدُ: فِي الْجُمُعَةِ هٰذَا أَمْ فِيْ غَيْرِهَا؟ قَالَ: مَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا إِلَّا هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ١٠٩٧٥)

’’سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کا حکم دوں، پس وہ کھڑی کر دی جائے اور میں جوانوں کے ساتھ نکل جاؤں، ان کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، پھر میں ان لوگوں سمیت ان کے گھر جلا دوں جو اذان سنتے ہیں، لیکن نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آتے۔‘‘ یزید راوی سے پوچھا گیا کہ یہ وعید جمعہ کے بارے میں تھی یا دوسری نمازوں کے متعلق؟ انھوں نے کہا: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کو جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے یا کسی اور نماز کا ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا۔‘‘

(٢٧١٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ؓ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ .)) (مسند احمد: ٣٨١٦)

’’سیّدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کی نماز سے پیچھے رہنے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ’’میں نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں خود ان آدمیوں سمیت ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔‘‘

(٢٧١٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ عَنِ

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٢٧١٤) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٨٦٥ (انظر: ٢١٣٢، ٢٢٩٠)

(٢٧١٥) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٦٥١ (انظر: ١٠١٠١)

(٢٧١٦) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٦٥٢ (انظر: ٣٨١٦)

(٢٧١٧) تخريج: ……صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٢٦ (انظر: ١٤٥٥٩)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مِرَارٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ.)) (مسند احمد: ١٤٦١٣)

نے فرمایا: ”جس نے عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔“

(٢٧١٨) عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ ؓ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى قَلْبِهِ.)) (مسند احمد: ١٥٥٨٠)

”ابو الجعد ضمری ؓ، جو صحابی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عذر کے بغیر اور سستی کرتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔“

(٢٧١٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٩٢٦)

”سیدنا ابو قتادہ ؓ بھی نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں۔“

شرح: ...... مہر لگ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے پڑ جاتے ہیں اور وہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان پر ایسی نحوست طاری ہوتی ہے کہ ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں، نیکی کی رغبت کم پڑ جاتی ہے اور برائی کرنا مزید آسان ہو جاتا ہے۔ اگر آپ سلیم الفطرت ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو آدمی نماز جمعہ کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہے، وہ شرعی اعتبار سے خیر و بھلائی سے محروم نظر آتا ہے، اس منحوس کو جمعہ کے دن کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے کی وجہ سے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے، دن بدن اس کے دل کی سیاہی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور بالآخر وہ اپنی تخلیق کا مقصد سمجھنے سے ہی غافل ہو جاتا ہے۔

(٢٧٢٠) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُحْضُرُوا الْجُمُعَةَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَخَلَّفُ عَنِ الْجُمُعَةِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَخَلَّفُ عَنِ الْجَنَّةِ

”سیدنا سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے لیے حاضر ہوا کرو اور امام کی قریب ہو کر بیٹھا کرو، یقیناً ایک آدمی جمعہ سے پیچھے رہنا شروع کر دیتا ہے، حتی کہ اسے جنت سے پیچھے کر دیا جاتا ہے، حالانکہ وہ جنتی

(٢٧١٨) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٠٥٢، والنسائی: ٣/ ٨٨، والترمذی: ٥٠٠، وابن ماجه: ١١٢٥ (انظر: ١٥٤٩٨)

(٢٧١٩) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه الطحاوی فی ”شرح مشكل الآثار“: ٣١٨٤، والحاكم: ٢/ ٤٨٨ (انظر: ٢٢٥٥٩)

(٢٧٢٠) تخريج: ...... اسناده ضعيف، لضعف الحكم بن عبد الملك، والحسن البصری لم يصرح بسماعه من سمرة أخرجه الطبرانی فی ”الكبير“: ٦٨٥٤، وفی ”الصغير“: ٣٤٦، والبيهقی: ٣/ ٢٣٨ (انظر: ٢٠١١٢)

وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِهَا)) (مسند احمد: ٢٠٣٧٣)

(٢٧٢١) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَّخِذُ أَحَدُكُمُ السَّائِمَةَ فَيَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِي جَمَاعَةٍ فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ فَيَقُوْلُ لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِي مَكَانًا هُوَ أَكْلَأُ مِنْ هٰذَا، فَيَتَحَوَّلُ وَلَا يَشْهَدُ إِلَّا الْجُمُعَةَ، فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ، فَيَقُوْلُ لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِي مَكَانًا هُوَ أَكْلَأُ مِنْ هٰذَا، فَيَتَحَوَّلُ فَلَا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَلَا الْجَمَاعَةَ فَيُطْبَعُ عَلَى قَلْبِهِ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٧٨)

لوگوں میں سے ہوتا ہے۔“

”سیدنا حارثہ بن نعمان ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک آدمی چرنے والے جانور رکھ لیتا ہے اور (شروع شروع میں) نماز باجماعت میں حاضر ہوتا ہے، پھر جب اس کے جانوروں کو (چرنے کی چیزوں کی) کمی کا شکوہ ہونے لگتا ہے، تو وہ کہتا ہے: اگر میں اپنے جانوروں کے زیادہ گھاس والی کوئی جگہ تلاش کرلوں، سو وہ منتقل ہوکر (دور چلا جاتا ہے) اور صرف جمعہ کی نماز کے لیے حاضر ہوتا ہے، پھر اس کے جانور (چرنے کی چیزوں کی کمی کا) عذر پیش کرنے لگتے ہیں، پس وہ کہنے لگتا ہے: اگر میں اپنے جانوروں کے لیے اس سے زیادہ گھاس والی کوئی جگہ تلاش کرلوں، پھر وہ جگہ بدل لیتا ہے اور (اتنا دور چلا جاتا ہے کہ) جمعہ کے لیے حاضر ہوتا ہے نہ جماعت کے لیے، اس وجہ سے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔“

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اس سے ملتی جلتی حدیث اگلی بحث میں سات نمبر پر آ رہی ہے۔ جمعہ کی فرضیت پر تو اتفاق ہے، چونکہ بعض لوگوں کے ہاں دیہات والوں کو اس فرضیت سے مستثنی سمجھا جاتا ہے، اس لیے ہم یہاں ایک مفصل اور مدلل بحث پیش کرتے ہیں:

بستیوں میں جمعۂ مبارکہ کی مشروعیت

ہمیں اس ضمن میں سب سے زیادہ تعجب احناف پر ہوتا ہے، جو فتووں کی حد تک تو دیہاتوں اور قصبوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کے قائل نہیں ہیں، لیکن عملی طور پر اکثر و بیشتر گاؤں میں نماز جمعہ کا اور تقریباً ہر گاؤں میں نماز عید کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض بستیوں میں احناف کی دو دو تین تین مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک ”حنفی مقلد عالم“ ایک گاؤں میں بستیوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کی ادائیگی کی زبردست مخالفت کر رہا ہوتا ہے، جبکہ دوسری بستی میں نماز جمعہ پڑھانے والا وہ خود ہوتا ہے۔ پھر عوام الناس کو تسلی دلانے اور اپنے آپ کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جہاں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی جائے، وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! کچھ تو غور کر لیا ہوتا کہ جہاں جمعہ کی نماز ادا کرنا صحیح ہی نہیں ہے، وہاں اس کی ابتدا کیسے ہوگی؟! بہرحال اب ہم شرعی نصوص کا جائزہ لیتے ہیں، قارئین

(٢٧٢١) تخريج: ...... اسناده ضعيف، لضعف عمر مولى غفرة أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٢٢٩، ٣٢٣٠، والبيهقي: ٣/ ٢٤٧ (انظر: ٢٣٦٧٨)

کو خود اندازہ ہو جائے گا، آخر میں حنفی مسلک کی وضاحت کی جائے گی۔ ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ.﴾ (سورۂ جمعہ: ۹)

یعنی: ”اے ایمان والو! جب جمعہ والے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف آؤ اور لین دین چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔“ یہ آیت عام ہے، اس میں ہر صاحبِ ایمان کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، صرف ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا جائے گا، جن کو شریعت نے رخصت دی ہے، جیسے غلام، عورت، بچہ اور مریض۔

(۲) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُحْتَلِمٍ.)) یعنی: ”جمعہ میں حاضر ہونا ہر بالغ پر واجب ہے۔“ (ابو داود: ٣٤٢، نسائی: ١٣٧٢)

یہ حدیثِ مبارکہ بھی عام ہے اور ہر مسلمان کو شامل ہے، وہ دیہاتی ہو یا شہری۔

(۳) سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ.)) یعنی: ”ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔“ (ابو داود: ١٠٦٧، مستدرك حاكم: ١٠٦٢)

آپ ﷺ نے اس حدیث میں ہر مسلمان پر جمعہ واجب قرار دیا ہے اور صرف چار افراد کو مسجد میں نہ آنے کی رخصت دی ہے۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا، ہاں یہ بات درست ہے کہ ان کا آپ ﷺ سے سماع نہیں ہے، لیکن راجح قول کے مطابق صحابی کی مرسل روایت حجت ہوتی ہے۔

(۴) ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز اذان سنتے تو سیّدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ ان کے بیٹے نے ان سے سبب دریافت کرتے ہوئے پوچھا: جب بھی آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے جواباً کہا: لَاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ الْبَيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُقَالُ لَهٗ نَقِيْعُ الْخَضِمَاتِ۔ قُلْتُ: كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: اَرْبَعُوْنَ۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ (اسعد) پہلا شخص ہے، جس نے مقام نقیع (نقیع الخضمات) میں واقع بنو بیاضہ کی زمین ”هزم البيت“ میں ہمیں پہلا جمعہ پڑھایا تھا۔ میں نے کہا: (ابو جان!) تم اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے بتایا: چالیس آدمی تھے۔ (ابو داود: ١٠٦٩، ابن ماجه: ١٠٨٢)

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں اور قابل غور ہیں: اَیْ بُنَیَّ كَانَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِيْ نَقِيْعِ الْخَضِمَاتِ، …… ۔ یعنی: اے میرے بیٹے! (وہ اسعد) پہلا

شخص ہے، جس نے نبی کریم ﷺ کے مکہ سے (مدینہ میں) آنے سے پہلے ہم کو "نقیع الخضمات" میں نماز جمعہ پڑھائی تھی، .... یہ "حرہ بنی بیاضہ" مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ (التلخیص الحبیر: ۲/ ۵۷)

یہ چالیس آدمی اتفاقی طور پر تھے، اس لیے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم اتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے، جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، شام سے ایک تجارتی قافلے کی آمد پر لوگ اس کی طرف چلے گئے اور آپ ﷺ کا خطبہ سننے والے صرف بارہ آدمی بچ گئے تھے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾ (سورۂ جمعہ: ۱۱)

خطابی نے کہا: اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ شہروں کی طرح بستیوں میں بھی جمعہ جائز ہے، کیونکہ یہ حرہ بنی بیاضہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ (عون المعبود: ۱/ ۴۱ ۵)

اس حدیث پر امام ابوداود نے "باب الجمعة فی القری" (بستیوں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) اور امام ابن ماجہ نے "باب فی فرض الجمعة" (جمعہ کے فرض ہونے کے بیان) کی سرخیاں ثبت کی ہیں۔ امام شوکانی نے کہا: نبی کریم ﷺ پر مکہ میں ہی جمعہ فرض ہو گیا تھا، جیسا کہ امام طبرانی نے سیّدنا ابن عباس ؓ کی روایت میں بیان کیا ہے، لیکن کافروں کی وجہ سے اس کی ادائیگی ممکن نہ تھی۔ جب صحابہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ ﷺ نے ان کی طرف یہ فرمان لکھا کہ وہ جمعہ ادا کیا کریں، سو انھوں نے ایسے ہی کیا اور اتفاقی طور پر وہاں چالیس آدمی موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چالیس سے کم افراد ہوں تو جمعہ نہیں ہوتا۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۲۷۴)

(۵) سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: اَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰی، يَعْنِیْ قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔ یعنی: رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جو جمعہ ادا کیا گیا، اس کے بعد پہلا جمعہ بحرین کے ایک گاؤں جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں ادا کیا گیا۔ (صحیح بخاری: ۸۹۲، ۴۳۷۱، ابوداود: ۱۰۶۸)

امام بخاری نے اس حدیث پر "باب الجمعة فی القری والمدن" (بستیوں اور شہروں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) کی سرخی ثبت کی ہے۔ ابو عمار عمر فاروق سعیدی نے سنن ابوداود کے فوائد (۱/ ۷۶۱) میں کہا: جواثی کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں، چھوٹی سی جگہ ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

(۶) سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَ مِنَ الْعَوَالِیْ۔ یعنی: لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۹۰۲، صحیح مسلم: ۸۴۷) "عَوَالی" کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔ "یَنْتَابُوْنَ" کے معانی: بار بار آنا، آمد و رفت رکھنا، کوئی کام باری باری کرنا۔ متن کا ترجمہ اول الذکر معنی کو دیکھ کر کیا گیا ہے، جس میں اشکال نہیں

پایا جاتا۔ ایک روایت میں ”یَتَنَـــاوَبُوْنَ“ کے الفاظ ہیں، اس کے معانی یہ ہیں: کوئی کام بار بار کرنا، آپس میں کوئی چیز باری باری لینا، کام باری باری کرنا۔ اگر ان الفاظ کے مؤخر الذکر معانی کو مدنظر رکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ عوالی کے سارے لوگ نہیں آتے تھے، درج ذیل کلام ملاحظہ فرمائیں:

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی لکھتے ہیں: اگر کوئی آدمی اس حدیث سے یہ استدلال کرے کہ عوالی والوں پر جمعہ فرض نہیں تھا، بصورت دیگر وہ سب آتے اور باری باری نہ آتے۔ میں یوں جواب دوں گا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض لوگ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد نبوی آ جاتے اور بعض اپنے گھروں میں ہی رہتے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ بروز جمعہ اپنے گھروں پر ہوتے وہ یہ نماز ادا کرنے کے لیے مدینہ آتے تھے، کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی ہوتے جو سفر یا کسی کام کی وجہ سے گھر پر نہ ہوتے تھے اور کوئی معذور ہوتا تھا، اس لیے وہ سارے کے سارے حاضر نہیں ہو سکتے تھے، ہاں جب وہ گھر پہنچ جاتے یا عذر زائل ہو جاتا تو وہ مسجد نبوی میں آ جاتے تھے۔ پس ان کا باری باری آنا اس بنا پر تھا، نہ کہ جمعہ کی پروا نہ کرنے کی بنا پر۔ (عون المعبود: ١/ ٥٣٤)

دوسری بات یہ ہے کہ محض احتمال کو سامنے رکھ کر واضح نصوص کو ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

(٧) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا هَلْ عَسٰی أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰی رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ، فَيَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ الْكَلَأُ، ثُمَّ تَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيْءُ وَلَا يَشْهَدُهَا، وَتَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا، وَتَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا حَتّٰی يُطْبَعَ عَلٰی قَلْبِهِ.)) یعنی: ”کیا ایسا ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ لے کر ایک دو میل کے فاصلے پر چلا جائے، پھر گھاس ملنا اس کے لیے مشکل ہو جائے (اور وہ مزید دور نکل جائے)، پھر جمعہ آئے اور وہ جمعہ کے لیے حاضری نہ دے، پھر جمعہ آ جائے اور وہ اسی طرح نہ پہنچ پائے، پھر جمعہ کا وقت ہو جائے اور وہ حاضری نہ دے حتی کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔“ (سنن ابن ماجه: ١١٢٧)

کیا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ جب کوئی آدمی شہر سے ایک دو میل یا اس سے زائد فاصلے پر ہو تو پھر بھی اسے جمعہ کے لیے آنا پڑے گا، حالانکہ ایسا آدمی تو دیہات کے زمرے میں آتا ہے، اور ایسے آدمی کو جمعہ میں حاضری نہ دینے کے موقع پر اتنی بڑی وعید سنائی جا رہی ہے۔ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ استدلال کرنا ممکن ہے۔

(٨) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ اَهْلَ قُبَاء كَانُوْا يُجَمِّعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ یعنی: قبا بستی والے لوگ جمعہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے۔ (ابن ماجه: ١١٢٤، حسنه بعضهم وضعفه بعضهم وله شواهد) قبا، مدینہ سے دو میلوں کے فاصلے پر تھی۔

حافظ ابن حجر نے صحابہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے کہا: وعن عمر انه كتب الى اهل البحرين ان جمِّعوا حيثما كنتم وهذا يشمل المدن والقرى، اخرجه ابن ابى شيبة ايضا من طريق ابى

رافع عن ابی هريرة وعن عمر و صححه ابن خزيمة وروى البيهقى من طريق الوليد بن مسلم سالت الليث بن سعد فقال: كل مدينة او قرية فيها جماعة امروا بالجمعة، فان اهل مصر و سواحلها كانوا يجمعون الجمعة على عهد عمر وعثمان فامرهما وفيهما رجال من الصحابة وعند عبد الرزاق باسناد صحيح عن ابن عمر انه كان يرى اهل المياه بين مكة والمدينة يجمعون فلا يعيب عليهم، فلما اختلف الصحابة وجب الرجوع الى المرفوع۔ یعنی: ''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اھل بحرین کی طرف خط لکھا کہ: ''تم جہاں کہیں بھی ہو، جمعہ پڑھا کرو۔'' یہ حکم دیہاتیوں اور شہریوں دونوں کو شامل ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ نے ابورافع کی سند سے سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا عمر سے روایت کیا اور امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا۔ بیہقی نے ولید بن مسلم کی سند سے روایت کی ہے کہ جب اس نے امام لیث بن سعد سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہر وہ شہر یا گاؤں جس میں جماعت ہو، انہیں جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یقیناً سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مصر اور ساحل سمندر پر رہنے والے لوگ جمعہ پڑھتے تھے اور ان میں صحابہ کرام بھی تھے۔ عبدالرزاق کے ہاں صحیح سند کے ساتھ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اہل میاہ کو دیکھتے کہ وہ جمعہ ادا کرتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پر عیب نہیں لگاتے تھے۔ چنانچہ جب صحابہ کرام میں اختلاف ہوگیا تو مرفوع حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہوگیا۔'' (فتح الباری: ۳/ ۳۸۰)

(۹) امام مالک کہتے ہیں: كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِىْ هٰذِهِ الْمِيَاهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ يُجَمِّعُوْنَ۔ یعنی: آپ ﷺ کے صحابہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی والے مقامات پر جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۰۴/ ۲)

امام ابن حزم نے کہا: ''دیہات میں جمعہ سے روکنے والوں کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ اس وقت چھوٹی چھوٹی بستیوں میں تقسیم تھا۔ بنو مالک بن نجار کے گھر، اموال اور کھجوروں کے باغات علیحدہ تھے، اسی طرح بنو عدی بن نجار اور بنو عبدالاشھل جدا جدا زندگی گزار رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بنو مالک بن نجار میں اپنی مسجد کی بنیاد رکھی اور جمعہ ایسی بستی میں ادا کیا جو بڑی نہ تھی اور نہ وہاں کوئی شہر تھا۔ پس اس شخص کا دعوی باطل ہوگیا جس نے یہ دعوی کیا کہ شہر کے علاوہ جمعہ نہیں ہے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے کوئی شخص جاہل نہیں ہے، نہ ایمان والا نہ کافر''۔ (محلی ابن حزم: ۵/ ۵٤)

آج کل نبی کریم ﷺ کی مسجد کے محراب اور قبر مبارک والے حجرے اور اصحابِ صفہ کے صفہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ مسجد نبوی کتنی بڑی تھی۔ غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے کل مہاجرین و انصار کی تعداد (۳۱۳) تھی، ان میں اصحاب صفہ اور انصاریوں کے گھروں میں رہنے والے بے گھر مہاجر بھی شامل تھے، اس تعداد سے ان کے گھروں کی تعداد کا اندازہ لگا کر مدینہ منورہ کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ وہ کتنا بڑا شہر تھا؟ کیا ''مصر جامع'' کی شرط لگانے والے سوچتے نہیں ہیں؟ جبکہ اکثر و بیشتر دیہاتوں اور بستیوں میں یہ لوگ جمعہ بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ کیسا تضاد

وتناقض ہے؟

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی نے خلاصۂ کلام پیش کرتے ہوئے کہا: سلف کے ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بستیوں اور دیہاتوں میں جمعہ ادا کرنا صحیح ہے، اور اس ضمن میں تیرے لیے قرآن مجید کی آیت ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ.... ﴾ کا عام حکم ہی کافی ہے، کسی آیت یا سنتِ صحیحہ سے اس کا نسخ ثابت ہے نہ تخصیص اور رسول اللہ ﷺ سے اس حقیقت کے برعکس کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٥٤٣)

عام طور پر احناف کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے: ((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ)) یعنی: نماز جمعہ اور نماز عید نہیں ہے، مگر بڑے شہر میں۔ لیکن قطعی طور پر یہ رسول اللہ ﷺ سے باسندِ صحیح ثابت نہیں ہے۔ امام بیہقی نے کہا: لا يروى عن النبي ﷺ في ذالك شيء۔ یعنی: اس بارے میں نبی کریم ﷺ کوئی (حدیث) مروی نہیں ہے۔ (نصب الراية: ٢/ ١٩٥، الدراية: ١/ ٢١٤)

یہ سیّدنا علی ؓ پر موقوف ہے اور بالاتفاق موقوف روایت مرفوع روایت کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود احناف اس قول پر عمل نہیں کرتے اور بے شمار بستیوں میں نماز جمعہ اور ہر بستی میں نماز عید کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قول کو ان چند بستیوں کے ساتھ خاص کر رکھا ہے، جہاں کوئی ذاتی یا انانیت کا مسئلہ پایا جاتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان، سیّدنا عبد اللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرہ ﷺ بستیوں میں نماز جمعہ کے قائل ہیں اور یہ مسلک آیت اور احادیث سے زیادہ موافقت بھی رکھتا ہے، اس لیے اس کو ترجیح دینی چاہیے۔

سیّدنا علی ؓ کے اس قول کے بارے میں ابو جعفر طحاوی نے کہا: حضرت علی ؓ نے ذاتی رائے کے طور پر تو یہ بات نہیں کہی، کیونکہ اس قسم کی بات اجتہاداً نہیں کہی جاسکتی، ظاہر ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ نے سے ہی نقل کی ہو گی۔ شیخ البانی اس نظریے کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: یہ دعوی واضح طور پر قابل نظر ہے، کیونکہ دل یہ شہادت دیتا ہے کہ اس کی قسم کی بات رائے اور اجتہاد سے کہی جاسکتی ہے، اسی لیے تو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوا ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس قول کے الٹ قول سیّدنا عمر بن خطاب ؓ سے منقول ہے، تو کیا اب یہ کہا جائے گا کہ سیّدنا عمر ؓ نے بھی یہ قول آپ ﷺ کی حدیث سے لیا ہو گا۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے سیّدنا عمر ؓ سے جمعہ کا مسئلہ دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تو انھوں نے ان الفاظ میں جواب دیا: جَمِّعُوْا حَيْثُمَا كُنْتُمْ۔ یعنی: تم جہاں بھی ہو، جمعہ ادا کیا کرو۔ (ابن ابی شیبہ: ١/ ٢٠٤/ ٢) وہی بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے کہا: كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِيْ هٰذِهِ الْمِيَاهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ يُجَمِّعُوْنَ۔ یعنی: آپ ﷺ کے صحابہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی والے مقامات پر جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ابو جعفر طحاوی کا سیّدنا علی ؓ کے قول کو مرفوع قرار دینے کا دعوی درست نہیں ہے۔

فقہ حنفی اور نماز جمعہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے، اب ہم قارئین کے فائدے کے لیے فقہ حنفی کی معروف کتاب ''الھدایۃ'' کا اقتباس اور اس کے محشی جناب محمد عبد الحیٔ لکھنوی حنفی کا کلام پیش کرتے ہیں، تاکہ حقائق واضح ہو جائیں، آخر میں ان کا خلاصۂ کلام پیش کریں گے۔ ''مصر جامع'' سے مراد بڑا شہر اور ''مصر'' سے مراد شہر ہے، مزید وضاحت متن اور حاشیہ میں موجود ہوگی۔ صاحبِ ہدایہ جناب ابو الحسن علی بن ابو بکر مرغینانی لکھتے ہیں: نماز جمعہ صحیح نہیں ہے، مگر ''مصرِ جامع'' میں یا اس ''مصر'' کی خالی جگہ میں اور یہ نماز بستیوں میں جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا فِطْرَ وَلَا اَضْحٰی اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ .)) یعنی: ''نہ نماز جمعہ ہے، نہ نماز عید ہے، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، مگر مصرِ جامع میں۔''

''مصر جامع'' ہر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں امیر اور قاضی ہو جو (شرعی) احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، یہ ابو یوسف کا قول ہے اور محمد کا قول یہ ہے کہ جب لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں، لیکن وہ تنگ پڑ جائے (تو اسے ''مصرِ جامع'' کہیں گے)، پہلا قول کرخی نے اختیار کیا ہے اور وہی ظاہر ہے اور دوسرا قول ثلجی کی ترجیح ہے، ....۔ منی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے، اگر حجاز کا امیر ہو یا خلیفہ سفر پر ہو، یہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک ہے، محمد کا خیال ہے کہ منی میں کوئی جمعہ نہیں ہے، کیونکہ وہ بستی ہے، حتی کہ وہ وہاں نمازِ عید پڑھنے کے قائل بھی نہیں ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک یہ علاقہ حج کے موسم میں ''مصر'' بن جاتا ہے اور نماز عید نہ پڑھنے کا تعلق تخفیف سے ہے۔ البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عرفات میں جمعہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں کوئی عمارت نہیں ہے اور منی میں عمارتیں موجود ہیں۔

(الهداية اولين: صـ ۱۷۷، ۱۷۸)

اب عبد الحیٔ حنفی اسی مقام پر حاشیے میں لکھتے ہیں: ''مصرِ جامع'' کی تعریف میں اختلاف ہے: (۱) امام ابو حنیفہ: وہ مقام، جہاں اہل شہر کی اشیائے ضرورت (اور سہولیات) موجود ہوں۔ (۲) ابو یوسف: ہر وہ جگہ، جہاں امیر اور قاضی ہو جو شرعی احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، حسن نے بھی اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (۳) سفیان ثوری: ''مصرِ جامع'' وہ ہے، جس کو لوگ دوسرے شہروں کا ذکر کرتے وقت شہر سمجھتے ہوں، جیسے بخارا، سمرقند (۴) ابو عبد اللہ بلخی: میں نے جو سب سے بہترین رائے سنی ہے، وہ یہ ہے کہ جس مقام کے لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں، لیکن وہ تنگ پڑ جائے، وہ ''مصر جامع'' ہوگا۔ (۵) امام ابو حنیفہ: وہ بڑا شہر، جس میں گلیاں اور بازار ہوں اور اس میں پگڈنڈیاں ہوں اور لوگ اپنے حادثات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

شہر کی ''خالی جگہ'' سے مراد شہر سے متصل یا منفصل وہ گراؤنڈز ہیں، جو شہری لوگوں کی مصلحتوں کے لیے خالی رکھے جاتے ہیں، یہ محمد کے اندازے کے مطابق ایک تیر کی پھینک تک یا تین سو ہاتھ سے چار سو ہاتھ تک وسیع ہوتے ہیں، لیکن ان کی حد بندی کے بارے میں مزید تین اقوال یہ ہیں: ایک میل، دو میل، تین میل۔ (حاشیہ ختم ہوا، بعض عبارات کا مفہوم

پیش کیا گیا) نبی کریم ﷺ کی جو روایت صاحب ہدایہ نے پیش کی، اس کے بارے میں اسی کتاب کے حاشیے میں حافظ ابن حجر نے کہا: مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

خلاصۂ کلام: صاحبِ ہدایہ نے نماز عید اور نماز جمعہ کے لیے ''مصرِ جامع'' کی شرط لگانے کے لیے جس حدیث پر بنیاد رکھی، اس کا وجود نہیں ملتا، پھر ''مصرِ جامع'' کی وضاحت کرتے کرتے پانچ چھ اقوال نقل کر دیئے، جن میں سے تین اقوال امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہیں۔ پھر جب منی اور عرفات کی باری آئی تو وہاں عمارتوں کے ہونے یا نہ ہونے کا فرق کھڑا کر دیا، حالانکہ صرف عمارتوں کا نام شہر نہیں ہے۔ اسی طرح جب شہر کی خالی جگہ کی پیائش کا مسئلہ کھڑا ہوا تو پھر چار پانچ اقوال بن گئے۔ بہرحال یہ تو حنفی فقہاء ہی فیصلے کریں گے کہ کس قول کو کس دلیل کی روشنی میں کیوں ترجیح دی جائے۔ لیکن اتنی حدود و قیود کے باوجود اب حنفی لوگ تقریبا ہر گاؤں میں نماز عید کا اور اکثر و بیشتر دیہاتوں میں نماز جمعہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کی تقلید پر زور بھی دیتے ہیں اور ان اہل حدیث لوگوں پر سخت طعن بھی کرتے ہیں جو دیہاتوں میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا فتوی دیتے ہیں یا اس کا اہتمام کرتے ہیں؟ سبحان اللہ! شعور والا اتنا کچھ سن کر کیا کرے گا!؟

آج کل یہ فلسفہ بھی سنائی دیتا ہے کہ جس گاؤں میں جمعہ کی نماز شروع کر دی جائے، وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! جہاں نمازِ جمعہ ہوتی ہی نہیں، وہاں شروع کیسے ہوگی!؟ ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے دیا ہے، اور فقہ حنفی کی معتبر کتاب کا اقتباس بھی پیش کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرعی مسائل سمجھنے کا شعور عطا کر رکھا ہے۔ اگر حسن نیت کے ساتھ اور بے جا تعصب سے بچ کر مطالعہ کیا جائے تو حق واضح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ لِغَيْرِ عُذْرٍ

عذر کے بغیر جمعہ چھوڑنے والے کے کفارہ کا بیان

(۲۷۲۱) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ جُمُعَةً فِي غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ .)) (مسند احمد: ۲۰۳٤۷)

''سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو عذر کے بغیر جمعہ ترک کر دے تو وہ ایک دینار صدقہ کرے، اگر اس کے پاس اتنا نہ ہو تو نصف دینار دے۔''

شرح: …… دینار سے مراد کویت کی کرنسی نہیں، بلکہ یہ سونے کا سکہ ہوتا تھا، جس کا وزن ساڑھے چار ماشے ہوتا تھا۔ یہ روایت ضعیف ہے، بہرحال جمعہ ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایسا جرم کرنے سے خالص توبہ کی جائے اور آئندہ ایسی غلطی کو نہ دوہرانے کا عزم کیا جائے۔

(۲۷۲۱) تخریج: ……اسناده ضعيف، لجهالة قدامة بن وبرة، وقال البخاری: لم يصحّ سماعه من سمرة أخرجه ابوداود: ۱۰۵۳، ۱۰۵٤، والنسائی: ۳/ ۸۹، وابن ماجه: ۱۱۲۸ (انظر: ۲۰۰۸۷)

4..... بَابُ جَوَازِ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ اِذَا صَادَفَتْ يَوْمَ عِيْدٍ أَوْ مَطَرٍ

عید یا بارش کے دن جمعہ ترک کرنے کے جواز کا بیان

(٢٧٢٢) عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ سَأَلَ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ ؓ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِيْدَيْنِ اجْتَمَعَا؟ قَالَ: نَعَمْ، صَلَّى الْعِيْدَ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ أَنْ يُجَمِّعَ فَلْيُجَمِّعْ)) (مسند احمد: ١٩٥٣٣)

''ایاس بن ابی رملہ شامی کہتے ہیں: میں سیّدنا معاویہ ؓ کے پاس موجود تھا، انہوں نے سیّدنا زید بن ارقم ؓ سے سوال کیا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے، جبکہ دو عیدیں جمع ہوئی ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے دن کے شروع میں نماز عید ادا کی اور پھر آپ ﷺ نے جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا: ''جو جمعہ ادا کرنا چاہتا ہے، وہ کر لے۔''

شرح: ......دو عیدوں سے مراد جمعہ اور عید ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَدِ اجْتَمَعَ فِيْ يَوْمِكُمْ عِيْدَانِ؛ فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.)) یعنی: ''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، اس لیے جو چاہتا ہے اسے (یہی عید) جمعہ سے کفایت کرے گی، اور ہم ان شاءاللہ جمعہ پڑھیں گے۔'' (ابوداود: ١٠٧٣، ابن ماجه: ١٣١١)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے روز مرکزی مساجد میں جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، تاکہ جو ادا کرنا چاہیں، ادا کر لیں۔ اس حدیث سے اسلام کا حسن اور اعتدال چھلک رہا ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب میں لوگوں کی طبائع کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا۔

(٢٧٢٣) عَنْ أَبِي مَلِيْحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَعْنِي مَطَرًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَنُوْدِيَ: أَنَّ الصَّلَاةُ الْيَوْمَ أَوِ الْجُمُعَةُ الْيَوْمَ فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٤٦)

''سیّدنا اسامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن بارش ہو گئی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور یہ اعلان کیا گیا: آج نماز یا جمعہ گھروں میں ہی ہوگا۔''

شرح: ......مراد یہ ہے کہ اذان میں یہ الفاظ کہے گئے تھے۔

(٢٧٢٢) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة اياس بن ابی رملة الشامی أخرجه ابوداود: ١٠٧٠، وابن ماجه: ١٣١٠، والنسائی: ٣/ ١٩٤ (انظر: ١٩٣١٨)

(٢٧٢٣) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، ابو بشر الحلبی لايعرف حاله، لكنه قد توبع أخرجه ابوداود: ١٦٥٧ (انظر: ٢٠٢٨٠، ٢٠٧٠٠)

(٢٧٢٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ثَنَا نَاصِحُ بْنُ الْعَلَاءِ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ ثَنَا عَمَّارُ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَهُوَ عَلٰى نَهْرِ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ يَسِيْلُ الْمَاءُ عَلٰى غِلْمَتِهِ وَمَوَالِيْهِ، قَالَ لَهُ عَمَّارٌ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! الْجُمُعَةَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ وَابِلٍ فَلْيُصَلِّ أَحَدُكُمْ فِي رَحْلِهِ.))
(مسند احمد: ٢٠٨٩٦)

''عمار بن ابو عمار سیّدنا عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ (بصرہ میں) ام عبد اللہ نہر پر موجود تھے، (بارش اس قدر زیادہ تھی کہ اس کا) پانی اس کے بچوں اور غلاموں کے اوپر سے بہہ رہا تھا، عمار نے کہا: ابوسعید! جمعہ ادا کرنے کے لیے جاؤ۔ انھوں نے آگے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زیادہ بارش والا دن ہو تو ہر کوئی اپنے گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کرے۔''

شرح: ...... اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں پر نماز جمعہ فرض ہے، عید اور بارش والے دن ان کو رخصت مل جاتی ہے، وہ اس کی جگہ پر نماز ظہر ادا کریں گے، مزید درج ذیل حدیث ملاحظہ کر لیں: سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ.)) یعنی: ''ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابوداود: ١٠٦٧، مستدرك حاكم: ١٠٦٢)

آپ ﷺ نے اس حدیث میں ہر مسلمان پر جمعہ واجب قرار دیا ہے اور صرف چار افراد کو مسجد میں نہ آنے کی رخصت دی ہے۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو صرف دیکھا تھا اور کوئی حدیث سنی نہیں تھی، لیکن راجح قول کے مطابق صحابی کی مرسل حدیث حجت ہوتی ہے۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے وقت کا بیان

نوٹ: زوالِ آفتاب کے بعد جمعہ کے وقت کا آغاز ہو جاتا ہے، اصل قانون یہی ہے، درج ذیل اکثر احادیث میں صحابہ کرام نے اپنی زندگی کی روٹین کے مطابق اپنے مشاہدات پیش کیے ہیں، جن میں ہمارے لیے بعض اوقات ابہام پیدا ہو جاتا ہے، مثلا کھانے کے اوقات کا مختلف ہونا یا مکانات کی اونچائی میں فرق آنا یا خطبوں کا بہت لمبا ہونا، وغیرہ وغیرہ۔

(٢٧٢٤) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٨٦٢، والحاكم: ١/ ٢٩٢ (انظر: ٢٠٦٢٠)

(٢٧٢٥) عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ؓ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ فَنَبْتَدِرُ فِي الْآجَامِ فَلَا نَجِدُ إِلَّا قَدْرَ مَوْضِعِ أَقْدَامِنَا، قَالَ يَزِيْدُ: اَلْآجَامُ هِيَ الْآطَامُ۔ (مسند احمد: ١٤١١)

''سیّدنا زبیر بن عوام ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے، جب (فارغ ہو کر) واپس جاتے تو بلند عمارتوں کے سائے میں چلنے کے لیے لپکتے، لیکن اپنے قدموں کے برابر کی جگہ کے علاوہ سایہ نہ پاتے۔ یزید (راوی) کہتے ہیں: آجام سے مراد بلند مکانات ہیں۔''

(٢٧٢٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) فَمَا نَجِدُ مِنَ الظِّلِّ إِلَّا مَوْضِعَ أَقْدَامِنَا، أَوْ قَالَ فَمَا نَجِدُ مِنَ الظِّلِّ مَوْضِعَ أَقْدَامِنَا۔ (مسند احمد: ١٤٣٦)

''(دوسری سند) اس میں ہے: ہم سایہ نہیں پاتے تھے، مگر اپنے پاؤں کی جگہ جتنا، یا یہ کہا: ہم اپنے پاؤں کی جگہ جتنا بھی سایہ نہ پاتے تھے۔''

(٢٧٢٧) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ أَمِيرٌ عَلَى الْكُوْفَةِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَلٰى بَيْتِ الْمَالِ إِذْ نَظَرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ إِلَى الظِّلِّ فَرَآهُ قَدْرَ الشِّرَاكِ فَقَالَ: إِنْ يُصِبْ صَاحِبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَخْرُجِ الْآنَ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا فَرَغَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مِنْ كَلَامِهِ حَتّٰى خَرَجَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، يَقُوْلُ: الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٥)

''ایک آدمی کہتا ہے: ہم جمعہ کے دن کوفہ والی مسجد میں تھے، سیّدنا عمر بن خطاب ؓ کی طرف سے سیّدنا عمار بن یاسر ؓ کوفہ کے گورنر اور سیّدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ بیت المال پر نگران تھے۔ اچانک سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے ایک تسمہ کے بقدر سایہ دیکھ کر کہا: اگر تمہارا گورنر سنتِ نبوی کے متبع ہوئے تو ابھی آ جائیں گے۔ راوی کہتا ہے: اللہ کی قسم ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ نے ابھی اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ سیّدنا عمار ؓ تشریف لے آئے اور کہنے لگے: نماز پڑھو۔''

(٢٧٢٥) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، مسلم بن جندب لم يدرك الزبير أخرجه أبويعلى: ٦٨٠، والدارمي: ١٥٤٥، وابن خزيمة: ١٨٤٠، والحاكم: ١/ ٢٩١، والبيهقي: ٣/ ١٩١ (انظر: ١٤١١)

(٢٧٢٦) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٢٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لابهام الشيخ الذي روى عنه محمد بن كعب القرظي (انظر: ٤٣٨٥)

(۲۷۲۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالشَّجَرَةِ سَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۳٤۱۷)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ جب سورج ڈھلتا تھا تو نبی کریم ﷺ جمعہ ادا کرتے تھے اور جب مکہ مکرمہ کی طرف نکلتے تو (ذوالحلیفہ مقام میں) ایک درخت کے پاس نماز ظہر دو رکعت ادا کرتے تھے۔''

شرح: ...... یہ نماز جمعہ کے وقت کے بارے میں اصل قانون ہے کہ زوال آفتاب کے بعد جمعہ کا آغاز کیا جاتا تھا۔

(۲۷۲۹) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى الْقَائِلَةِ فَنَقِيلُ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۲۳)

''سیّدنا انس ؓ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے، پھر قیلولہ کرنے کے لیے لوٹتے اور قیلولہ کرتے۔''

(۲۷۳۰) عَنْ أَبِي أَحْمَدَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيلُ، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلٰى بَنِي سَلِمَةَ فَنَقِيلُ، وَهُوَ عَلٰى مِيلَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱٤۵۹۵)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے، پھر واپس جا کر قیلولہ کرتے۔ ابو احمد راوی نے کہا: پھر ہم بنوسلمہ پہنچ کر قیلولہ کرتے اور یہ مقام دو میل کے فاصلے پر تھا۔''

(۲۷۳۱) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا مَتٰى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ؟ فَقَالَ: كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا۔ قَالَ جَعْفَرٌ: وَإِرَاحَةُ النَّوَاضِحِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ۔ (مسند احمد: ۱٤٦۰۲)

''محمد کہتے ہیں: میں نے سیّدنا جابر ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کب ادا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے، پھر واپس جا کر اونٹوں کو آرام کرواتے۔ جعفر راوی کہتے ہیں: اونٹوں کو آرام پہنچانا زوالِ آفتاب کے وقت ہوتا تھا۔''

شرح: ...... اونٹوں کو آرام کروانے کا مطلب یہ ہے کہ جب پانی لانے کے لیے ان پر کجاوہ اور اس ضمن کی

(۲۷۲۸) تخریج: ...... اسنادہ حسن۔ أخرجه بذكر وقت الجمعة البخاري: ۹۰٤، وأخرجه ابوداود: ۱۰۸٤، والترمذي: ۵۰۳ (انظر: ۱۲۲۹۹، ۱۳۳۸٤)

(۲۷۲۹) تخريج: ...... أخرج بنحوه البخاري: ۹۰۵، ۹٤۰ (انظر: ۱۳٤۸۹)

(۲۷۳۰) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عقبة بن عبد الرحمن (انظر: ۱٤۵٤۱)

(۲۷۳۱) تخريج: ...... حديث صحيح، محمد بن ميمون الزعفراني ضعيف يعتبر به وقد تابعه حسن بن عياش (انظر: ۱٤۵٤۸)

دوسری اشیائے ضرورت رکھتے تو وہ ویسے ہی چھوڑ کر جمعہ کرنے کے لیے چلے جاتے، پھر جمعہ سے فارغ ہو کر ان سے وہ چیزیں اتارتے تھے۔

(٢٧٣٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ الرِّجَالَ تَقِيلُ وَتَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔ (مسند احمد: ١٥٦٤٦)

”سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔“

(٢٧٣٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٣٥)

”(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے تھے۔“

(٢٧٣٤) عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَلَا نَجِدُ لِلْحِيطَانِ فَيْئًا يُسْتَظَلُّ فِيهِ۔ (مسند احمد: ١٦٦١٠)

”سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے، جب واپس لوٹتے تو دیواروں کا اتنا سایہ نہیں پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کیا جا سکے۔“

شرح: ...... مذکورہ بالا احادیث کا مفہوم امت مسلمہ کے موجودہ عمل سے واضح طور پر متناقض ہے، قارئین کو اس صورت پر تعجب کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ دنیا کے اکثر ممالک میں جمعہ کی نماز کافی تاخیر سے ادا کی جاتی ہے۔ (۲۵) مارچ ۲۰۱۱ء کو صوبہ پنجاب (پاکستان) کے اکثر علاقوں میں (۱۱:۴۵) پر زوال ہوا، لیکن تقریبا ہر مسجد میں (۱۲:۴۵) پر خطبۂ جمعہ کا آغاز کیا گیا، پھر (۱:۳۰) یا (۱:۴۵) پر بلکہ بعض مساجد میں (۲:۰۰، ۲:۱۵، ۲:۳۰) پر بھی نماز ادا کی گئی۔ ایسے ماحول میں پلنے والا شخص ان احادیث کے بارے میں کیا سوچے گا کہ آپ ﷺ اس وقت جمعہ سے فارغ ہو جاتے، جب دیواروں کا سایہ ایک تسمہ کے برابر ہوتا تھا۔ مجھے یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ جب عہد نبوی میں (۱۱:۴۵) پر زوال ہوتا ہوگا تو (۱۲:۱۵) یا اس سے کچھ زیادہ وقت پر لوگ جمعہ سے فارغ ہو جاتے ہوں گے اور اس وقت میں واقعۃً ہی سائے کی مقدار وہی ہوتی ہے، جو احادیث میں بیان کی گئی ہے، جبکہ ہمارے ہاں اس وقت تک خطبہ کا آغاز بھی نہیں ہوتا۔ پھر ایسے میں صحابہ کرام کام کاج سے فارغ ہو کر اور اونٹوں وغیرہ کو کجاووں سمیت چھوڑ کر جمعہ ادا کرنے کے لیے چلے جاتے، پھر واپس آ کر سواریوں کو آرام پہنچاتے اور دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ کرتے تھے۔

(٢٧٣٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٩٣٩، ٩٤١، ٢٣٤٩، ٥٤٠٣، ومسلم: ٨٥٩ (انظر: ١٥٥٦١)

(٢٧٣٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٣٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٦٨، ومسلم: ٨٦٠ (انظر: ١٦٤٩٦)

6 ..... باب الغسل للجمعة والتجمل لها بالثياب الحسنة والطيب

جمعہ کے لیے غسل کرنے، اچھے کپڑے پہن کر خوبصورتی اختیار کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان

نوٹ: قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس نقطہ پر غور کریں کہ جس حدیث میں جو فضیلت بیان کی گئی وہ کن کن امور کے ساتھ معلق ہے، کیونکہ اس وقت نمازیوں کی بھاری اکثریت نماز جمعہ کے مخصوص ثواب اور فضیلت سے محروم ہے، کیونکہ وہ ان امور کی پابندی نہیں کرتے، جن کی وجہ سے ثواب ملتا ہے، بالخصوص ابتدائے خطبہ سے پہلے وقت پر آنے کی۔

(۲۷۳۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَاجِبٌ هُوَ؟ قَالَ: لَا، وَمَنْ شَاءَ اغْتَسَلَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ بَدْءِ الْغُسْلِ، كَانَ النَّاسُ مُحْتَاجِينَ وَكَانُوا يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَكَانُوا يَسْقُونَ النَّخْلَ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُ النَّبِيِّ ﷺ ضَيِّقًا مُتَقَارِبَ السَّقْفِ فَرَاحَ النَّاسُ فِي الصُّوفِ فَعَرِقُوا وَكَانَ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ قَصِيرًا، إِنَّمَا هُوَ ثَلَاثُ دَرَجَاتٍ فَعَرِقَ النَّاسُ فِي الصُّوفِ فَثَارَتْ أَرْوَاحُهُمْ أَرْوَاحُ الصُّوفِ فَتَأَذَّى بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْوَاحُهُمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا جِئْتُمُ الْجُمُعَةَ فَاغْتَسِلُوا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ مِنْ أَطْيَبِ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ.)) (مسند احمد: ۲۴۱۹)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے جمعہ کے دن کے غسل کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ واجب ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، لیکن جو چاہتا ہے، وہ غسل کر لے۔ اور میں تجھے غسل کے آغاز کے بارے میں بیان کرتا ہوں، بات یہ ہے کہ لوگ محتاج (اور فقیر) تھے، اون کا لباس پہنتے تھے اور اپنی پشتوں پر (مشکیزے اٹھا اٹھا کر) کھجوروں کو پانی دیا کرتے تھے، جبکہ مسجد نبوی تنگ اور کم بلند چھت والی تھی۔ (ایک دن یوں ہوا کہ) لوگ اسی طرح اونی لباس پہنے آگئے، اس میں ان کو پسینہ آیا، اُدھر آپ ﷺ کا منبر بھی چھوٹا سا تھا، بس تین سیڑھیاں تھیں، جب لوگوں کو اون میں پسینہ آیا تو خوب بو پھیلنے لگی اور ان کو ایک دوسرے سے تکلیف ہونے لگی، ان کی یہ بو رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچی، جبکہ آپ منبر پر تھے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جب تم جمعہ کے لیے آؤ تو غسل کر لیا کرو اور اگر ہو سکے تو بہترین خوشبو استعمال کیا کرو۔''

(۲۷۳۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ فَكَانُوا يَرُوحُونَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگ اپنا کام خود کیا کرتے تھے، پھر اسی حالت میں (جمعہ کے لیے مسجد میں) آجایا کرتے تھے،

(۲۷۳۵) تخریج: ...... اسنادہ جید۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۳ (انظر: ۲۴۱۹)

(۲۷۳۶) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۹۰۳، ومسلم: ۸۴۷ (انظر: ۲۴۳۳۹)

كَهَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٤٣)

اس لیے ان سے کہا گیا: اگر تم غسل کر لیا کرو (تو اچھا ہوگا)۔''

(٢٧٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاسْتَاكَ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ حَتّٰى رَكَعَ مَاشَاءَ أَنْ يَرْكَعَ ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا۔)) قَالَ وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ زِيَادَةً إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔ (مسند احمد: ١١٧٩٠)

''سیّدنا ابو سعید خدری اور سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، مسواک کی اور خوشبو اگر اس کے پاس ہوئی تو وہ بھی استعمال کی اور بہترین کپڑے پہنے، پھر نکلا اور مسجد میں آ گیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی، پھر جتنی چاہی نماز پڑھی، جب امام آیا تو خاموش ہو گیا اور نماز کے فارغ ہونے تک کوئی بات نہ کی، تو یہ (جمعہ) اِس جمعہ اور پچھلے جمعہ کے مابین (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: مزید تین دنوں کے (گناہوں کا کفارہ بھی بنتا ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو اس سے دس گنا کے برابر کیا ہے۔''

شرح: ...... اس حدیث میں مزید تین دنوں والی بات کو سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کی طرف منسوب کیا گیا، لیکن یہ رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ تخریج میں دی گئی صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو اتنی تفصیل بیان کی ہے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ جو آدمی ان تمام امور کا اہتمام کرے گا، وہ اس فضیلت کو پائے گا۔

(٢٧٣٨) عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ أَوْ تَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ الطُّهُوْرَ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ طِيْبٍ أَوْ دُهْنِ أَهْلِهِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ غُفِرَ

''سیّدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غسل کیا یا طہارت حاصل کی اور اچھی طرح طہارت حاصل کی، اپنے کپڑوں میں سے بہترین لباس پہنا اور خوشبو استعمال کی، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میسر کی یا اپنی اہلیہ کا تیل لگا لیا، پھر جمعہ کے لیے آیا اور نہ کوئی لغو کام کیا اور نہ

(٢٧٣٧) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه أبوداود: ٣٤٣۔ وأخرجه مسلم (٨٥٧) من طريق ابى صالح عن ابى هريرة مرفوعا بلفظ: ((من اغتسل، ثم أتى الجمعة، فصلى ما قدر له، ثم أنصت حتى يفرغ من خطبته، ثم يصلى معه، غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى، وفضل ثلاثة أيام۔)) (انظر: ١١٧٦٨)

(٢٧٣٨) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٩٧، وأخرجه الحميدى: ١٣٨ وزاد فى آخره: ((وزيادة ثلاثة أيام)) (انظر: ٢١٥٣٩)

لَـهُ مَـا بَيْـنَـهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى .)) (مسند احمد: ٢١٨٧٢)

دو بندوں کے درمیان کوئی جدائی ڈالی، تو اس کے (وہ گناہ) بخش دیے جائیں گے، جو اِس جمعہ سے اگلے جمعہ کے مابین ہوں گے۔“

(٢٧٣٩)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يُونُسُ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِيْ ابْنَ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ وَدِيْعَةَ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (مِثْلَهُ وَفِيْهِ) قَالَ مُحَمَّدٌ فَذَكَرْتُ لِعُبَادَةَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ: صَدَقَ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔ (مسند احمد: ٢١٩٠٢)

”(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ عبادہ بن عامر نے اوپر والی روایت کے بارے میں کہا: اس نے سچ کہا، بلکہ مزید تین دن (کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں)۔“

(٢٧٤٠) وَعَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ الطَّرِيْقِ الْأُوْلٰى مِنَ الْحَدِيْثِ السَّابِقِ ۔ (مسند احمد: ٢٤١١١)

”سیدنا سلمان الخیر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی ہے۔“

شرح: ……سلمان فارسی کو سلمان بن اسلام اور سلمان الخیر بھی کہتے تھے۔

(٢٧٤١) وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَدْرِي مَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟)) قُلْتُ: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي جَمَعَ اللّٰهُ فِيْهِ أَبَاكُمْ، قَالَ: ((لٰكِنِّي أَدْرِي مَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ، لَا يَتَطَهَّرُ الرَّجُلُ فَيُحْسِنُ طُهُوْرَهُ ثُمَّ يَأْتِي الْجُمُعَةَ فَيُنْصِتُ حَتّٰى يَقْضِيَ الْإِمَامُ صَلَاتَهُ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا اجْتُنِبَتِ

”سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تم کو معلوم ہے کہ جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ وہی دن ہے، جس میں اللہ نے آپ کے باپ (آدم علیہ السلام) کو پیدا کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیکن مجھے (پوری طرح) معلوم ہے کہ جمعہ کا دن کیا ہے، جو آدمی اچھے انداز میں طہارت حاصل کرتا ہے، پھر جمعہ کے لیے آتا ہے اور خاموش رہتا ہے، یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہو جاتا ہے، تو یہ (عمل) اس کے لیے اِس جمعہ اور اگلے جمعہ

(٢٧٣٩) تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٤٠) تخريج: ……أخرجه البخاري: ٨٨٣، ٩١٠ (انظر: ٢٣٧١٠)

(٢٧٤١) تخريج: ……حديث صحيح۔ انظر الحديث السابق: ١٥٤٤ (انظر: ٢٣٧١٨)

الْمَقْتَلَةُ .)) (مسند احمد: ۲٤۱۱۹)

کے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا، جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔‘‘

(۲۷٤۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ فَمَا زِدْتُّ عَلٰى أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔ (مسند احمد: ۱۹۹)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک آدمی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، انھوں نے اِس سے پوچھا: یہ کون سا وقت ہے (آنے کا)؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین! ابھی ابھی بازار سے واپس آیا تھا، اتنے میں اذان سن لی اور صرف وضو کر کے آ گیا ہوں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے غسل چھوڑ کر صرف وضو پر اکتفا کیا ہے، لیکن تجھے علم تو ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرنے کا حکم دیتے تھے۔‘‘

(۲۷٤۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ (فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِيْهِ) أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ.)) (مسند احمد: ۹۱)

’’سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے (پھر سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا، البتہ اس میں ہے) پھر انھوں نے کہا: کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ’’جب تم میں کوئی جمعہ کے لیے آئے تو نہا لیا کرے۔‘‘

(۲۷٤٤) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِيُّ هَلْ فِي الْجُمُعَةِ غُسْلٌ وَاجِبٌ؟ فَقَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.)) وَقَالَ طَاوُسٌ: قُلْتُ لِابْنِ

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے جو آدمی جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔‘‘ طاؤس کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ، اگرچہ تم جنبی بھی نہ ہو اور خوشبو بھی لگاؤ۔‘‘ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: غسل کا حکم تو ٹھیک ہے، لیکن خوشبو کے بارے میں میں نہیں جانتا۔‘‘

(۲۷٤۲) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۸۷۸، ومسلم: ۸٤٥ (انظر: ۱۹۹)

(۲۷٤۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۸۸۲، ومسلم: ۸٤٥ (انظر: ۹۱)

(۲۷٤٤) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۸۸٤ (انظر: ۳۰۵۸)

عَبَّاسٍ: ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُؤُوسَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوا جُنُبًا وَأَصِيْبُوا مِنَ الطِّيْبِ.)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ: أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ، وَأَمَّا الطِّيْبُ فَلَا أَدْرِي۔ (مسند احمد: ٣٠٥٨)

شرح: ......کئی احادیث سے جمعہ کے روز خوشبو کا استعمال کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور حدیث نمبر (۱۵۴۰) میں سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے خود یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا جِئْتُمُ الْجُمُعَةَ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ مِنْ أَطْيَبِ طِيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ.)) ”لوگو! جب تم جمعہ کے لیے آؤ تو غسل کر لیا کرو اور اگر ہو سکے تو بہترین خوشبو استعمال کیا کرو۔“ لیکن وہ یہاں خوشبو والے حکم کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ حدیث بیان کرتے وقت انھیں گزشتہ حدیث یاد نہ رہی ہو۔

(٢٧٤٥) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)) (مسند احمد: ١١٥٩٩)

”سیّدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔“

(٢٧٤٦) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسِّوَاكُ وَإِنَّمَا يَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَلَوْ مِنْ طِيْبِ أَهْلِهِ)) (مسند احمد: ١١٢٧٠) -

”سیّدنا ابو سعید خدری ؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن کا غسل اور مسواک ہر بالغ پر ہے اور جو میسر ہو وہ خوشبو لگائے، اگرچہ اپنے اہل خانہ کی ہو۔“

(٢٧٤٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.)) (مسند احمد: ٨٤٨٤)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر یہ اللہ کا حق ہے کہ وہ ہر سات دنوں میں نہائے اور اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔“

شرح: ......اگلی حدیث سے مزید وضاحت ہو گی۔

(٢٧٤٥) تخريج: ......أخرجه البخاری: ٨٧٩، ٨٩٥، ومسلم: ٨٤٦ (انظر: ١١٥٧٨)

(٢٧٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاری: ٨٨٠، ومسلم: ٨٤٦ (انظر: ١١٢٥٠)

(٢٧٤٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٤٩ (انظر: ٨٥٠٣)

(٢٧٤٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ غُسْلٌ فِي سَبْعَةِ أَيَّامٍ كُلَّ جُمُعَةٍ.)) (مسند احمد: ١٤٣١٦)

”سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ سات دنوں میں ہر جمعہ کے دن غسل کرے۔“

(٢٧٤٩) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ.)) (مسند احمد: ٢٠٤٣٦)

”سیدنا سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے رخصت کو قبول کیا اور یہ اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔“

شرح: ...... ”فَبِهَا“ کے مزید دو معانی بھی کیے گئے ہیں: (۱) اس نے سنت پر عمل کر لیا اور یہ اچھی سنت ہے، اور (۲) اس نے فرض پر تو عمل کر لیا ہے اور یہ اچھا فرض ہے۔

(٢٧٥٠) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْحَقِّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَغْتَسِلَ أَحَدُهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَأَنْ يَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ طِيْبٌ فَإِنَّ الْمَاءَ أَطْيَبُ.)) (مسند احمد: ١٨٦٨٠)

”سیدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور خوشبو لگائیں، اگر ان کے گھر والوں کے پاس ہو، اور اگر نہ ہو تو پانی ہی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“

(٢٧٥١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ الْغُسْلُ وَالطِّيْبُ وَالسِّوَاكُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.)) (مسند احمد: ٢٣٤٦٤)

”ایک انصاری بزرگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا اور مسواک کرنا ہر مسلمان پر حق ہے۔“

(٢٧٤٨) تخريج: ...... حديث صحيح بطرقه وشواهده أخرجه النسائي: ٣/ ٩٣ (انظر: ١٤٢٦٦)

(٢٧٤٩) تخريج: ...... حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٤، والنسائي: ٣/ ٩٤، والترمذي: ٤٩٧ (انظر: ٢٠٠٨٩، ٢٠١٢٠، ٢٠١٧٤)

(٢٧٥٠) تخريج: ...... حديث صحيح، دون قوله: ((فان لم يكن عندهم طيب، فان الماء اطيب))، وهذا اسناد ضعيف لضعف يزيد بن أبي زياد أخرجه الترمذي: ٥٢٩ (انظر: ١٨٤٨٨)

(٢٧٥١) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٩٤، وأبو يعلى: ٧١٦٨ (انظر: ٢٣٠٧٦، ١٦٣٩٧)

(٢٧٥٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَدَنَا فَاقْتَرَبَ وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ قِيَامِ سَنَةٍ وَصِيَامِهَا.)) (مسند احمد: ٦٩٥٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے (سر) دھویا، غسل کیا، بہت جلدی آیا، قریب ہوا، بلکہ بہت قریب ہو کر بیٹھا، غور سے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو وہ جتنے قدم چل کر آیا تھا، ہر قدم کے بدلے ایک سال کے قیام اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔''

شرح: ...... مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: ''پیدل چل کر آیا اور سوار نہیں ہوا'' اس حدیث کے ساتھ مزید اگلی دو احادیث ملا کر تمام امور کو ذہن نشین کر لیں۔ غَدَا: دن کے پہلے حصے میں نکلنا۔ اِبْتَكَرَ: دن کے پہلے حصے کو پا لینا۔ ''غَدَا وَابْتَكَرَ'' اور ایک روایت میں ہے: ''وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ'' اس جملے کے دو معانی کیے جا سکتے ہیں: (۱) تاکید کے لیے دوسرا لفظ لایا گیا ہے، مراد جلدی جلدی آنا ہے۔ اور (۲) پہلے لفظ کا معنی ہے: پہلے وقت میں آنا اور دوسرے لفظ کا معنی ہے: ابتدائے خطبہ کو پا لینا۔ بہرحال دونوں کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ نمازی آغازِ خطبہ سے پہلے پہنچ جائیں۔

(٢٧٥٣) وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ "وَفِي لَفْظٍ: "إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَغَسَلَ أَحَدُكُمْ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ غَدَا،" الخ۔ (مسند احمد: ١٦٢٦١)

''سیّدنا اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اسی طرح کی روایت بیان کی، البتہ اس میں ہے:) ''جب جمعہ کا دن ہو اور تم میں سے کوئی اپنا سر دھوئے اور غسل کرے، پھر جلدی نکلے، ......۔''

(٢٧٥٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) ((وَخَرَجَ يَمْشِي وَلَمْ يَرْكَبْ ثُمَّ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔ (مسند احمد: ١٦٢٧٥)

''(دوسری سند) اسی طرح روایت ہے، اس میں ہے: اور وہ پیدل چلتے ہوئے نکلا اور سوار نہ ہوا، پھر امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور خاموش رہا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ملے گا۔''

شرح: ...... اس قدر آسان عمل پر کتنا بڑا ثواب دیا جا رہا ہے، لیکن جمعہ ادا کرنے والوں کی بھاری اکثریت محض اپنی غفلت کی بنا پر اس فضیلت سے محروم ہے۔ ہم ایسی قوم بن چکے ہیں کہ عید، شادی بیاہ اور دوسری مجلسوں میں جہاں

(٢٧٥٢) تخريج: ...... حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عثمان الشامي أخرجه الحاكم: ١/ ٢٨٢، والبيهقي: ٣/ ٢٢٧ (انظر: ٦٩٥٤)

(٢٧٥٣) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، محمد بن سعيد المصلوب متروك كذبوه، وقد قلبوا اسمه على مئة وجه ليخفى، ولم يدرك أوسا، وعمر بن محمد لم نقع على ترجمته أخرجه ابوداود: ٣٤٦، والترمذي: ٤٩٦، وابن ماجه: ١٠٨٧، والنسائي: ٣/ ٩٧ (انظر: ١٦١٦١، ١٦١٧٣، ١٦١٧٥، ١٦١٧٨)

(٢٧٥٤) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

لوگوں کے سامنے اپنے حسن، شخصیت اور دولت کا اظہار کرنا ہو تو جسم، دانت، لباس، جوتے اور کنگھی وغیرہ کی تیاری میں گھنٹوں صرف کر دیتے ہیں، داڑھی شیو کرنے والے کم بخت "پو" بننے کے چکر میں رگڑا دے رہے ہوتے ہیں، جبکہ ہمارا مقصد ہماری ذات کو پیش کرنے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا، لیکن جب جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کے لیے حسن اختیار کرنا پڑے تو یوں لگتا ہے کہ کسی کو توجہ دھرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔

(٢٧٥٥) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَيَرْكَعَ إِنْ بَدَا لَهُ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى.)) (مسند احمد: ٢٣٩٦٨)

"سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، خوشبو استعمال کی، اگر اس کے پاس ہو، اور بہترین کپڑے پہنے، پھر وہ نکلا حتیٰ کہ مسجد میں آ گیا، پھر (نفلی) نماز پڑھی، جتنی اس کی توفیق میں تھی اور کسی کو تکلیف نہ دی، پھر امام کے آنے کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک خاموشی اختیار کی، تو (یہ عمل) اس جمعہ سے لے کر پچھلے جمعہ کے مابین (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ بن جائے گا۔"

(٢٧٥٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.)) قَالَ: ((وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا.)) (مسند احمد: ٩٤٨٠)

"سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی جمعہ والے دن اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر جمعہ کے لیے آئے اور امام کے قریب ہو کر خاموشی سے بیٹھے اور غور سے خطبہ سنے، تو اس کے اِس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے اور مزید تین دنوں کے (گناہ) بخش دیئے جائیں گے۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اور جس نے کنکریوں کو چھوا، اس نے یقیناً لغو کام کیا۔"

شرح: ...... یہ کل بیس احادیث ہیں، جن میں جمعہ کے لیے تیاری کرنے کی ہدایات موجود ہیں، ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، اللہ تعالیٰ امام احمد پر رحمت فرمائے، جنہوں نے ایک موضوع سے متعلقہ اتنی ساری احادیث جمع کر دی ہیں، جن کی روشنی میں ہر مسئلہ کا فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔

قارئین کو درج بالا مختلف احادیث کا مطالعہ کرنے سے جمعہ کے غسل کرنے کی اہمیت کا اندازہ ہو چکا ہوگا، بہرحال یہ غسل فرض نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۵۵۳) اور دوسرے آثارِ صحابہ سے واضح ہو رہا ہے۔

(٢٧٥٥) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ٤٠٠٦، ٤٠٠٧، وابن خزيمة: ١٧٧٥ (انظر: ٢٣٥٧١)

(٢٧٥٦) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٨٥٧ (انظر: ٩٤٨٤)

8..... بَابُ فَضْلِ التَّبْكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَالْمَشْيِ لَهَا دُونَ الرُّكُوبِ وَالدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ وَالْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

جمعہ کے لیے جلدی جانے، پیدل چل کر جانے، نہ کہ سواری پر، امام کے قریب ہو کر بیٹھنے اور خطبہ کے لیے خاموش ہونے وغیرہ کی فضیلت کا بیان

(٢٧٥٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ فِي حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ۔ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا، قَالَ إِسْحَاقُ أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَقْبَلَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.)) وَفِي لَفْظٍ: فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ وَدَخَلَتْ تَسْمَعُ الذِّكْرَ۔ (مسند احمد: ٩٩٢٨)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت کی طرح کا غسل کیا، پھر وہ مسجد کی طرف چلا، (اور پہلی گھڑی میں پہنچ گیا) تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی پیش کی، جو شخص دوسری گھڑی میں پہنچا، اس نے گویا کہ ایک گائے کی قربانی پیش کی، جو آدمی تیسری گھڑی میں پہنچا تو اس نے گویا کہ سینگوں والے ایک مینڈھے کی قربانی کی، جو شخص چوتھی گھڑی میں مسجد میں پہنچا تو گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں پہنچا تو اس نے گویا کہ ایک انڈے کی قربانی پیش کی، جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے بھی (آگے) آ کر ذکر سننا شروع کر دیتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے صحیفوں کو لپیٹ دیتے ہیں اور مسجد میں داخل ہو کر ذکر سننا شروع کر دیتے ہیں۔''

(٢٧٥٨) (وَعَنْهُ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُهَجِّرُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ الَّذِي يَلِيْهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، وَالَّذِي يَلِيْهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا" حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ۔ (مسند احمد: ٧٢٥٨)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کی طرف جلدی جلدی جانے والا اونٹ کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح اور اس کے بعد آنے والا مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے،'' پھر آپ ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر کیا۔''

(٢٧٥٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٨١، ومسلم: ٨٥٠ (انظر: ٩٩٢٦) (وَفِي لَفْظٍ) فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ وَدَخَلَتْ تَسْمَعُ الذِّكْرَ۔ تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٥٨) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٥٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ وَلَا تَغْرُبُ عَلٰى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا تَفْزَعُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا هٰذَيْنِ الثَّقَلَيْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكَانِ يَكْتُبَانِ (وَفِي لَفْظٍ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ) اَلْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ طَائِرًا، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً، فَإِذَا قَعَدَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ.)) (مسند احمد: ٧٦٧٣)

’’سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سورج ایسے دن پر طلوع ہوتا ہے نہ غروب، جو جمعہ کے دن سے افضل ہو، ہر جانور جمعہ کے دن گھبرایا ہوا ہوتا ہے، سوائے ان دو جماعتوں جن و انس کے، اس دن کو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر لکھنے والے دو فرشتے ہوتے ہیں، جو پہلے پہلے آنے والوں کو لکھتے ہیں، پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی کرنے والے، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد آنے والا بکری کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد آنے والا پرندے کی قربانی کرنے والے کی طرح اور اس کے بعد آنے والا انڈے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے، جب امام (منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو صحائف کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔‘‘

شرح: ……اس موضوع کی ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، لیکن لوگوں کی بھاری تعداد کو کون بتائے کہ منبر پر خطیب کے بیٹھ جانے کے بعد آنے والے کا اندراج اللہ تعالیٰ کے خاص نظام والے رجسٹروں میں نہیں کیا جاتا۔

(٢٧٦٠) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُوْنَ النَّاسَ مَنْ جَاءَ مِنَ النَّاسِ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ فَرَجُلٌ قَدَّمَ جَزُوْرًا، وَرَجُلٌ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَرَجُلٌ قَدَّمَ شَاةً، وَرَجُلٌ قَدَّمَ دَجَاجَةً، وَرَجُلٌ قَدَّمَ عُصْفُوْرًا وَرَجُلٌ قَدَّمَ بَيْضَةً، قَالَ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

’’سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور (مسجد میں آنے کے لحاظ سے) لوگوں کے مراتب کے مطابق ان کا اندراج شروع کر دیتے ہیں، پس پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی، اس کے بعد آنے والا بکری کی قربانی، اس کے بعد آنے والا مرغی کی قربانی، اس کے بعد آنے والا چڑیا کی قربانی اور اس کے بعد آنے والا انڈے کی قربانی پیش کرتا ہے،

(٢٧٥٩) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث السابق: ١٥٦٠ (انظر: ٧٦٨٧)
أخرجه (انظر:)

(٢٧٦٠) تخريج: ……اسناده حسن۔ أخرجه النسائي في "الكبرى"، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٦٠٦، وفي "شرح معاني الآثار": ٤/ ١٨٠ (انظر: ١١٧٦٩)

وَجَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.)) (مسند احمد: ۱۱۷۹۱)

(یعنی اِن کو ان قربانیوں کے برابر ثواب ملتا ہے)۔ پھر جب مؤذن اذان کہتا ہے اور امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو صحیفے لپیٹ لیے جاتے ہیں اور فرشتے مسجد میں داخل ہو کر (خطبے والا) ذکر سننے لگ جاتے ہیں۔''

(۲۷۶۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ خَرَجَ الشَّيَاطِينُ يُرَبِّثُونَ النَّاسَ إِلَى أَسْوَاقِهِمْ وَمَعَهُمُ الرَّايَاتُ وَتَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ، السَّابِقَ وَالْمُصَلِّيَ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَمَنْ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ، وَمَنْ نَأَى عَنْهُ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنَ الْأَجْرِ، وَمَنْ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَلَغَا وَلَمْ يُنْصِتْ وَلَمْ يَسْتَمِعْ كَانَ عَلَيْهِ كِفْلَانِ مِنَ الْوِزْرِ وَمَنْ نَأَى عَنْهُ فَلَغَا وَلَمْ يُنْصِتْ وَلَمْ يَسْتَمِعْ كَانَ عَلَيْهِ كِفْلٌ مِنَ الْوِزْرِ، وَمَنْ قَالَ صَهْ فَقَدْ تَكَلَّمَ، وَمَنْ تَكَلَّمَ فَلَا جُمُعَةَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ۔ (مسند احمد: ۷۱۹)

''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر نکلتے ہیں اور لوگوں کو بازاروں کی طرف روک دیتے ہیں، جبکہ فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کو ان کی مرتبے کے مطابق لکھنا شروع کر دیتے ہیں، یعنی سب سے پہلے آنے والا، پھر دوسرے نمبر پر آنے والا، پھر اس کے بعد آنے والا، (یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) حتیٰ کہ امام نکل آتا ہے، پس جو شخص امام کے قریب ہو کر بیٹھا، خاموشی سے اور غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو امام سے دور ہو کر بیٹھا، لیکن اس نے غور سے خطبہ سنا، خاموشی سے بیٹھا رہا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔ اور جو شخص امام کے قریب ہو کر بیٹھا، لیکن لغو کام کیا اور خاموشی سے بیٹھا نہ غور سے خطبہ سنا، تو اس پر دو حصے گناہ ہے، اور جو امام سے دور بیٹھا، لغو کام کیا، خاموشی اختیار کی نہ غور سے خطبہ سنا تو اس پر گناہ کا ایک حصہ ہے اور جس نے کسی کو کہا کہ ''خاموش ہو جا'' پس اس نے کلام کیا اور جس نے کلام کیا اس کا کوئی جمعہ نہیں۔ پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح فرماتے سنا۔''

(۲۷۶۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک فرشتے جمعہ کے دن مسجدوں کے دروازوں پر

(۲۷۶۱) تخریج: ...... یہ سند ضعیف ہے، کیونکہ مولی امراۃ عطاء مجہول ہے۔ أخرجه أبو داود: ۱۰۵۱ (انظر: ۷۱۹)

(۲۷۶۲) تخریج: ...... اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور اوس بن خالد مجہول ہے۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۱۵۲، والطیالسی: ۲۵۶۵ (انظر: ۸۵۲۳)

عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ، جَاءَ فُلَانٌ مِنْ سَاعَةِ كَذَا، جَاءَ فُلَانٌ مِنْ سَاعَةِ كَذَا، جَاءَ فُلَانٌ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، جَاءَ فُلَانٌ فَأَدْرَكَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُدْرِكِ الْجُمُعَةَ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الْخُطْبَةَ .))

(مسند احمد: ٨٥٠٤)

بیٹھ جاتے ہیں اور مراتب کے لحاظ سے لوگوں کا اندراج کرتے ہیں کہ فلاں آدمی فلاں گھڑی میں اور فلاں فلاں ٹائم پر پر آیا اور فلاں اس وقت آیا جب امام خطبہ دے رہا تھا اور فلاں نے نماز تو پالی لیکن جمعہ نہ پا سکا، کیونکہ اس سے خطبہ رہ گیا تھا۔''

(٢٧٦٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةٌ، رَجُلٌ حَضَرَهَا بِدُعَاءٍ وَصَلَاةٍ، فَذٰلِكَ رَجُلٌ دَعَا رَبَّهُ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِسُكُوتٍ وَإِنْصَاتٍ فَذٰلِكَ هُوَ حَقُّهَا، وَرَجُلٌ يَحْضُرُهَا بِاللَّغْوِ فَذٰلِكَ حَظُّهُ مِنْهَا .)) (مسند احمد: ٦٧٠١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے افراد جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں، ایک آدمی (دورانِ خطبہ) دعا اور نماز کے ساتھ حاضر ہوتا ہے، (ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ) اس نے اپنے رب سے دعا کی ہے، اگر اس نے چاہا تو دے دے گا اور چاہا تو نہیں دے گا، دوسرا آدمی سکوت اور خاموشی کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور یہی اس کا حق ہے اور تیسرا آدمی لغو کے ساتھ حاضر ہوتا ہے، پس اس کا حصہ تو یہی (لغو کام) ہی ہوتا ہے۔''

(٢٧٦٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ): وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ لَهُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيْهَا وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (مسند احمد: ٧٠٠٢)

''(دوسری سند) اور ایک وہ آدمی ہے، جو خطبہ میں خاموشی و سکوت کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو تکلیف دیتا ہے، تو ایسا جمعہ اس کے لیے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دنوں کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کہتا ہے: جو نیکی کرے گا، اس کو دس گناہ اجر ملے گا۔''

شرح: ...... معلوم ہوا کہ دوران خطبہ مکمل خاموشی کے ساتھ خطیب کے خطاب پر توجہ دی جائے، اس دروان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس سے دعائے خیر کرنا بھی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ لیکن اس ضمن میں خطباء حضرات کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ حکمت و دانائی کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہوئے موضوع کا انتخاب کریں اور طویل خطاب سے گریز کریں، تاکہ حاضرین بوریت سے بھی محفوظ رہیں اور اس چیز کو تاخیر کے لیے بہانہ نہ بنائیں۔

(٢٧٦٣) تخريج: ...... حديث حسن، ويوسف في هذا السند لم نعرفه أخرجه أبوداود: ١١١٣ (انظر: ٦٧٠١، ٧٠٠٢)

(٢٧٦٤) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٦٥) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَهُ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى غُلَامًا فَقَالَ لَهُ: يَا غُلَامُ! اذْهَبْ، الْعَبْ، قَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، قَالَ: يَا غُلَامُ! اِذْهَبْ! اِلْعَبْ، قَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَتَقْعُدُ حَتّٰى يَخْرُجَ الْإِمَامُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَجِيْءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَتَقْعُدُ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُوْنَ السَّابِقَ وَالثَّانِيَ وَالثَّالِثَ وَالنَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ.)) (مسند احمد: ١٠٢٧٦)

''ابو ایوب کہتے ہیں: میں جمعہ کے دن سیدنا ابوہریرہ ؓ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا اور اسے کہا: اے لڑکے! جاؤ اور کھیلو، لیکن اس نے کہا: میں تو مسجد کی طرف آیا ہوں، انھوں نے پھر کہا: لڑکے! جاؤ اور کھیلو، لیکن اس نے پھر کہا: میں مسجد کی طرف آیا ہوں، انھوں نے پوچھا: تو امام کے نکلنے تک بیٹھا رہے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں، یہ سن کر سیّدنا ابوہریرہ ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''فرشتے جمعہ کے دن آکر مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے، پھر دوسرے نمبر پر اور پھر تیسرے نمبر پر آنے والے لوگوں کو ان کے مرتبوں کے مطابق لکھتے ہیں، حتیٰ کہ امام نکل آتا ہے۔ جب امام نکل آتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیے جاتے ہیں۔''

(٢٧٦٦) عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، مَعَهُمُ الصُّحُفُ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ.)) قُلْتُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! لَيْسَ لِمَنْ جَاءَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْإِمَامِ جُمُعَةٌ؟ قَالَ: بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِمَّنْ يُكْتَبُ فِي الصُّحُفِ۔ (مسند احمد: ٢٢٦٢٤)

''ابوغالب کہتے ہے کہ سیّدنا ابوامامۃ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں، ان کے پاس صحیفے ہوتے ہیں، وہ ان میں لوگوں کا اندراج کرتے ہیں، جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو صحیفے لپیٹ دے جاتے ہیں۔'' میں نے کہا: اے ابوامامۃ ؓ! جو شخص امام کے نکلنے کے بعد آئے اس کا جمعہ نہیں ہوتا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوتا، جو صحیفوں میں لکھے جاتے ہیں۔''

(٢٧٦٧) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: لَحِقَنِيْ عَبَايَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَأَنَا رَائِحٌ

''یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جمعہ کے لیے مسجد کی طرف پیدل جا رہا تھا، مجھے عبایۃ بن رافع ملے، جبکہ وہ سواری پر تھے،

(٢٧٦٥) تخريج: ......المرفوع منه صحيح، وهذا اسناد حسن أخرج المرفوع منه: مسلم: ٨٥٠ (انظر: ٧٢٥٨، ١٠٢٧١)

(٢٧٦٦) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٨١٠٢ (انظر: ٢٢٢٤٢، ٢٢٢٦٨)

(٢٧٦٧) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٩٠٧، ٢٨١١ (انظر: ١٥٩٣٥)

اِلَى الْمَسْجِدِ اِلَى الْجُمُعَةِ مَاشِيًا وَهُوَ رَاكِبٌ، قَالَ: اَبْشِرْ فَاِنِّي سَمِعْتُ اَبَا عَبْسٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَهُمَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى النَّارِ)) (مسند احمد: ١٦٠٣١)

وہ کہنے لگے: خوش ہو جا، میں نے سیّدنا ابو عبس ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہوئے، اللہ ان کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا۔“

شرح: …… یہ اس باب کی کل گیارہ احادیث ہیں، ان میں نمازیوں کو جمعہ کے لیے بہت جلدی یا کم از کم امام کے منبر پر چڑھنے سے پہلے پہنچ جانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے۔ البتہ پہلی حدیث میں پانچ گھڑیوں والی بات اس قابل ہے کہ توجہ کے ساتھ اسے سمجھا جائے کہ اس سے شارع علیہ السلام کی کیا مراد ہے، جبکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ زوال کے بعد فوراً خطبۂ جمعہ کا آغاز کر دیتے تھے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ شریعت میں دن کا آغاز طلوع فجر سے اور عرف میں طلوع آفتاب سے ہوتا ہے۔

امام عبید اللہ مبارکپوری کہتے ہیں: علماء کا ان گھڑیوں کے بارے میں اختلاف ہے، مختلف اقوال یہ ہیں:

(۱) شافعی مسلک کے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان گھڑیوں سے مراد چند چند اور مختصر لمحات ہیں، جو زوال آفتاب سے شروع ہو کر خطیب کے منبر پر چڑھنے تک جاری رہتے ہیں۔

(۲) جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ سیّدنا جابر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کا دن بارہ گھڑیوں پر مشتمل ہے۔“ (ابوداود، نسائی) ان ہی میں سے پانچ زمانی گھڑیاں اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اختلاف اس امر میں ہے کہ ان گھڑیوں کی ابتدا کب ہو گی، اس کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(اَ) طلوع آفتاب سے

(ب) طلوع فجر سے (کیونکہ شریعت میں دن کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے)

(ج) دن کے چڑھ آنے سے، یعنی جب سورج چڑھ آتا ہے اور دھوپ کی گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔

ہمارے نزدیک یہی آخری قول راجح ہے، اس طرح سے کئی اشکالات زائل ہو جاتے ہیں، حدیثِ مبارکہ میں وارد لفظ ”تہجیر“ سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے، کیونکہ اس کا معنی ہے: گرمی میں چلنا۔ (تلخیص از مرعاۃ المفاتیح: ٤/ ٤٦٢، ٤٦٣، ٤٦٥)

8 ..... بَابُ الْجُلُوْسِ فِيْ الْمَسْجِدِ لِلْجُمُعَةِ وَآدَابِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّخَطِّيْ اِلَّا لِحَاجَةٍ

جمعہ کے لیے مسجد میں بیٹھنے اوراس کے آداب اور کسی ضرورت کے بغیر لوگوں کے کندھے پھلانگنے کی ممانعت کا بیان

(۲۷۶۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ اِلٰى غَيْرِهِ)) (مسند احمد: ۴۸۷۵)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب جمعہ کے دن تم میں سے کسی کو مسجد میں نیند آنے لگے تو وہ اس جگہ سے منتقل ہو کر کسی اور مقام پر بیٹھ جائے‘‘۔

(۲۷۶۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقِيْمُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُهُ اِلٰى مَقْعَدِهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ افْسَحُوا.)) (مسند احمد: ۱۴۱۹۰)

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی بھی جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے، کہ وہ خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے، اسے چاہیے کہ وہ یوں کہہ دے کہ کھلے ہو جاؤ۔‘‘

(۲۷۷۰) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ ؓ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الَّذِي يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيُفَرِّقُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ كَالْجَارِّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ)) (مسند احمد: ۱۵۵۲۶)

’’سیّدنا ارقم بن ابی ارقم ؓ، جو کہ صحابی تھا، بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک وہ شخص جو جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اور امام کے نکلنے کے بعد دو آدمیوں کے درمیان (گھس کر) تفریق ڈالتا ہے تو وہ شخص ایسے شخص کی طرح ہے جو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا ہو۔‘‘

(۲۷۷۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ (مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ ؓ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

’’سیّدنا معاذ بن انس جہنی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے جمعہ کے دن مسلمانوں کی

(۲۷۶۸) تخریج: ..... ضعیف مرفوعا، والصحیح انه موقوف، محمد بن اسحاق تفرد برفعه، وخالفه من هو أوثق منه وأحفظ، فرواه موقوفا شیخ البانی نے سنن ابوداود (۱۰۲۵) میں اس حدیث کو ایک شاھد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ أخرجه أبوداود: ۱۱۱۹، والترمذی: ۵۲۶ (انظر: ۴۸۷۵)

(۲۷۶۹) تخریج: ..... حدیث صحیح، وهذا اسناد منقطع، سلیمان بن موسی الأموی روایته عن جابر مرسلة أخرجه موصولا مسلم: ۲۱۷۸ (انظر: ۱۴۱۴۴، ۱۴۶۸۵)

(۲۷۷۰) تخریج: ..... اسناده ضعیف جدّا، لضعف هشام بن زیاد، وعثمانُ بن الأرقم روی عنه جمع وذکره ابن حبان فی ”الثقات“ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۹۰۸، والحاکم: ۳/ ۵۰۴ (انظر: ۱۵۴۴۷)

(۲۷۷۱) تخریج: ..... اسناده ضعیف، لضعف زبان بن فائد المصری، وابن لهیعة، وهو سیی الحفظ، وسهل بن معاذ فی روایات زبان عنه أخرجه الترمذی: ۵۱۳، وابن ماجه: ۱۱۱۶ (انظر: ۱۵۶۰۹)

((مَنْ تَخَطَّى الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ)) (مسند احمد: ۱۵۶۹۴)

گردنیں پھلانگی، اس کو جہنم کی طرف ایک پل بنا دیا جائے گا۔"

(۲۷۷۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ ؓ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ "زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ" وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((اِجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَآنَيْتَ.)) (مسند احمد: ۱۷۸۲۶)

"سیّدنا عبد اللہ بن بسر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی طرف آیا، جبکہ آپ ﷺ جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "بیٹھ جا، تو نے لوگوں کو تکلیف دی ہے اور تاخیر سے آیا ہے۔"

شرح: ...... اگر کوئی ضرورت ہو تو آنے جانے میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ سیّدنا عقبہ بن حارث ؓ کہتے ہیں: صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهِ۔ فَقَالَ: ((ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَّحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ.)) (صحيح بخاری: ۸۵۱)

"یعنی: میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی، آپ ﷺ (سلام کے بعد) جلدی جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں کے ایک حجرے کی طرف گئے، لوگ اس اندازِ سرعت سے گھبرا گئے، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگوں کو اس عجلت سے تعجب ہوا تو فرمایا: "ہمارے پاس (صدقہ کی سونے کی) ایک ڈلی تھی، مجھے وہ یاد آ گئی تھی اور مجھے یہ چیز ناگوار گزر رہی تھی کہ وہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے) روک دے گی، اس لیے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔"

(۲۷۷۳) عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ۔ (مسند احمد: ۱۵۷۱۵)

"سیّدنا معاذ بن انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن حبوہ سے منع فرمایا ہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔"

شرح: ...... "حبوہ": وہ نشست جس میں آدمی سرین کے بل بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر گھٹنے کھڑے کر لیتا ہے اور ہاتھ پنڈلیوں پر باندھ لیتا ہے یا کمر اور پنڈلیوں کے گرد کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لیتا ہے۔ عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔

(۲۷۷۲) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط مسلم. أخرجه ابوداود: ۱۱۱۸، والنسائی: ۳/ ۱۰۳ (انظر: ۱۷۶۷۴، ۱۷۶۹۷)

(۲۷۷۳) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه أبوداود: ۱۱۱۰، والترمذی: ۵۱۴ (انظر: ۱۵۶۳۰)

سوال یہ ہے کہ خطبۂ جمعہ کے دوران مطلق طور پر حبوہ باندھنا منع ہے، یا درج ذیل روایت کی روشنی میں اجازت ہے:
سیّدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ …… وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔ …… رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی ایک کپڑے میں حبوہ باندھے، جبکہ اس کی شرمگاہ پر کوئی (پردہ وغیرہ) نہ ہو۔ (صحيح بخاری : ٣٦٧)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حبوہ نہ باندھنے کو خطبۂ جمعہ کی مطلق طور پر خصوصیت قرار دیا جائے، کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے نیند بھی جلدی آ جاتی ہے اور وضو ٹوٹنے کا خطرہ بھی رہتا ہے اور اس حدیث سے ملنے والی رخصت کو دوسری مجالس کے ساتھ مقید کر دیا جائے، تاکہ دونوں احادیث پر عمل ہو سکے، یہی رائے زیادہ مناسب ہے اور دلائل سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔
بہرحال دوسرا احتمال بھی ممکن ہے کہ اگر بے پردگی نہ ہو تو خطبۂ جمعہ کے دوران گوٹھ مارنے کو جائز سمجھ لیا جائے۔
واللہ اعلم۔

(٢٧٧٤) عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَاهُ ؓ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَقَعَدَ فِي الشَّمْسِ، قَالَ: فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَوْ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى الظِّلِّ۔ (مسند احمد: ١٥٦٠٢)

''سیّدنا ابو حازم ؓ سے مروی ہے کہ وہ آیا اور دھوپ میں بیٹھ گیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے، پھر آپ ﷺ نے اشارہ کیا یا حکم دیا کہ وہ سائے کی طرف منتقل ہو جائے۔''

شرح: …… تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، بعض احادیث سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ خطیب دورانِ خطبہ کسی خاص بندے کے مفاد کی خاطر یا اسے سمجھانے کے لیے اس سے علیحدہ سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔

9 …… بَابُ التَّنَفُّلِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ مَالَمْ يَصْعَدِ الْخَطِيْبُ الْمِنبَرَ فَإِذَا صَعِدَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ لِدَاخِلٍ

خطیب کے منبر پر چڑھنے سے پہلے نفل نماز پڑھنے کا بیان اور اس چیز کا بیان کہ جب وہ منبر پر چڑھ جائے تو آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے گا

تنبیہ: …… قارئین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ظہر سے پہلے والی چار سنتوں کی طرح نماز جمعہ سے پہلے اس قسم کی کوئی سنتیں نہیں ہیں، اس لیے جمعہ کی نماز میں شریک ہونے والا بعد میں صرف بعد والی سنتیں پڑھے گا۔ نماز جمعہ کی مسنون رکعات یہ ہیں: دو فرض اور اس کے بعد دو یا چار سنتیں نماز جمعہ سے پہلے والی نفلی نماز کے بارے میں دی گئی ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتدائے خطبہ سے پہلے نمازی جتنی چاہے، نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن دوران خطبہ آنے والا صرف دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے گا۔

(٢٧٧٤) تخريج: …… اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابوداود: ٤٨٢٢ (انظر: ١٥٥١٥، ١٥٥١٧)

(٢٧٧٥) عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ: كَانَ نُبَيْشَةُ الْهُذَلِيُّ ؓ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُؤْذِي أَحَدًا فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْإِمَامَ خَرَجَ صَلّٰى مَا بَدَا لَهُ، وَإِنْ وَجَدَ الْإِمَامَ قَدْ خَرَجَ جَلَسَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ حَتّٰى يَقْضِيَ الْإِمَامُ جُمُعَتَهُ وَكَلَامَهُ إِنْ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ ذُنُوبُهُ كُلُّهَا، أَنْ تَكُوْنَ كَفَّارَةً لِلْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا.)) (مسند احمد: ٢٠٩٩٦)

''سیدنا نبیشہ ہذلی ؓ، رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان آدمی جب جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف آتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں دیتا، اگر وہ دیکھتا ہے کہ امام نہیں آیا تو جب تک مناسب سمجھتا ہے، نماز پڑھتا رہتا ہے اور اگر وہ دیکھتا کہ امام آ گیا ہے تو وہ بیٹھ جاتا ہے اور غور سے سنتا ہے اور خاموش رہتا ہے، یہاں تک کہ امام جمعہ اور خطاب سے فارغ ہو جاتا ہے، اس عمل سے اگر اس کے اِس جمعہ تک کے سارے گناہ معاف نہ کیے گئے تو (مجھے امید ہے) کہ وہ اِس اور پچھلے جمعہ کے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔''

(٢٧٧٦) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ كَانَ يَغْدُوا إِلَى الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُصَلِّي رَكَعَاتٍ يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ فَإِذَا انْصَرَفَ الْإِمَامُ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٧)

''نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ جمعہ کے دن صبح صبح مسجد کی طرف چلے جاتے، پھر لمبے قیام کے ساتھ نفلی نماز کی رکعات ادا کرتے، جب امام (خطبہ ونماز سے) فارغ ہو جاتا تو گھر واپس لوٹ جاتے اور دو رکعت سنتیں پڑھتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔''

شرح: ...... دوسری روایات کی روشنی میں یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ اس حدیث کے آخر میں آپ ﷺ کی طرف جو عمل منسوب کر رہے ہیں، اس سے مراد جمعہ کے بعد والی دو سنتیں ہیں، نہ کہ پہلے والے طویل قیام والی رکعات، کیونکہ آپ ﷺ زوال آفتاب کے بعد مسجد میں تشریف لاتے اور فوراً خطبہ شروع کر دیتے تھے۔

(٢٧٧٧) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ ثِيَابَهُ وَمَسَّ طِيبًا إِنْ كَانَ عِنْدَهُ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَلَمْ

''سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا، کپڑے زیب تن کیے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی استعمال کی، پھر جمعہ کے لیے مسجد کی طرف سکون اور وقار کے ساتھ چلا اور کسی کے

(٢٧٧٥) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، فان عطاء بن ابى مسلم روايته عن الصحابة مرسلا انظر: (٢٠٧٢١)

(٢٧٧٦) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه أبوداود: ١١٢٨ (انظر: ٥٨٠٧)

(٢٧٧٧) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، حرب بن قيس لم يسمع من أبى الدرداء أخرجه الطبرانى فى "الكبير" (انظر: ٢١٧٢٩)

يَتَخَطَّ أَحَدًا وَلَمْ يُؤْذِهِ وَرَكَعَ مَا قُضِيَ لَهُ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ .)) (مسند احمد: ۲۲۰۷۲)

کندھے کو پھلانگا نہ کسی کو تکلیف دی، پھر نماز پڑھی، جتنی اس کے مقدر میں تھی، پھر انتظار کرتا رہا، حتی کہ امام (خطبہ اور نماز سے) فارغ ہو گیا، تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(۲۷۷۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزْ فِيهِمَا)) (مسند احمد: ۱٤۲۲۰)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا سلیک ؓ آئے اور بیٹھ گئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو، تو وہ تخفیف کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھ لیا کرے۔''

شرح: ......مزید روایات: سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا .)) (صحیح مسلم: ۸۸۱)

یعنی: ''جو جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہتا ہے، وہ چار رکعت پڑھے''۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ...... وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ۔ (صحیح بخاری: ۹۳۷، صحیح مسلم: ۸۸۱)

یعنی: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد چلے جاتے تھے اور گھر جا کر دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔ ان دو روایات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد دو یا چار سنتیں ثابت ہیں۔ اس موضوع پر مزید بحث کے لیے دیکھیں: احادیث نمبر (۱۶۱۶ تا ۱۶۱۹) اور ان کے فوائد۔ قبل از ظہر چار رکعتیں مسنون ہیں، لیکن جمعہ سے پہلے کوئی مقررہ سنتیں نہیں ہیں، البتہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے نمازی اپنی مرضی کے مطابق زیادہ سے زیادہ نفل پڑھ سکتا ہے، جیسا کہ اس باب کی احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

حافظ ابن قیم نے کہا: اس معاملے میں جمعہ، عید کی طرح ہی ہے کہ اس سے پہلے اس سے متعلقہ سنتیں نہیں ہیں، یہ علماء کا صحیح ترین قول ہے، سنت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ گھر سے نکلتے اور جونہی منبر پر تشریف لے آتے تو سیّدنا بلال ؓ جمعہ کی اذان شروع کر دیتے، تکمیلِ اذان کے بعد بغیر کسی وقفے کے آپ ﷺ خطبہ شروع کر دیتے، یہی آنکھوں دیکھا حال ہے، بھلا وہ سنتیں کب پڑھتے تھے؟ کون یہ گمان کر سکتا ہے کہ جب سیّدنا بلال ؓ اذان مکمل کرتے تو وہ سارے کھڑے ہو کر دو سنتیں پڑھتے تھے؟ ایسا گمان کرنے والا سب سے بڑا جاہل شخص ہو گا، امام مالک اور امام احمد کی رائے بھی یہی ہے کہ جمعہ سے پہلے اس سے متعلقہ سنتیں نہیں ہیں۔

(۲۷۷۸) تخریج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البخاري: ۹۳۱، ومسلم: ۸۷۵ (انظر: ۱٤۱۷۱، ۱٤۳۰۹، ۱٤٤۰۵)

جو لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ سے پہلے سنتیں ہیں، ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ، قصر نماز ظہر کی صورت ہے، اس لیے اس کے لیے ظہر کے احکام ہی ثابت ہوں گے، حالانکہ یہ ضعیف ترین دلیل ہے، کیونکہ نماز جمعہ اپنی نوعیت کی مستقل نماز ہے، جو جہر میں، تعداد رکعات میں اور خطبہ میں ظہر سے بالکل مختلف ہے،.......... اور کوئی ظہر پر قیاس کرتے ہوئے ان سنتوں کو ثابت کرتا ہے، حالانکہ یہ قیاس فاسد ہے، کیونکہ سنت وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہو یا خلفائے راشدین کی سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہو، جبکہ اس مسئلہ اس قسم کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس قسم کے مسئلہ میں قیاس کے ذریعے مسئلہ ثابت کرنا درست نہیں ہے۔ (پھر امام ابن قیم نے ایسے تمام دلائل کا ذکر کر کے ان کا ردّ کیا)۔

(زاد المعاد: ١/ ٤٣٢)

اس موضوع سے متعلقہ ایک مرفوع روایت یہ ہے: سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: كَانَ النَّبِيّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِشَيْءٍ- (سنن ابن ماجه: ١١٢٩)

یعنی: نبی کریم ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتے تھے اور (سلام وغیرہ کے ساتھ) ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں مسلسل ضعیف راوی ہیں: عطیہ بالاتفاق ضعیف ہے، حجاج مدلس ہے، مبشر بن عبید کذاب ہے اور بقیہ بن ولید بھی مدلس ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو اہل علم جمعہ سے پہلے والی سنتوں کے قائل نہیں ہیں، ان کے دلائل زیادہ راجح اور واضح ہیں۔

10..... بَابُ الْاَذَانِ لِلْجُمُعَةِ اِذَا جَلَسَ عَلَي الْمِنبَرِ وَكَيْفَ كَانَ الْمِنبَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جمعہ کی اذان کا بیان جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے، نیز اس چیز کا بیان کہ عہد نبوی میں منبر کیسا تھا

(٢٧٧٩) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ أُخْتِ نَمِرٍ ؓ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ، قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيُقِيْمُ اِذَا نَزَلَ وَلِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ؓ حَتّٰى كَانَ عُثْمَانُ۔ (مسند احمد: ١٥٨٠٧)

”سیّدنا سائب بن یزید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جمعہ سمیت تمام نمازوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ایک مؤذن تھا، وہی اذان دیتا اور اقامت کہتا تھا، جب آپ ﷺ جمعہ والے دن منبر پر تشریف فرما ہوتے تو تب سیّدنا بلال ؓ اذان دیتے اور جب اترتے تو تب وہ اقامت کہتے، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر ؓ کا بھی (ایک ہی مؤذن ہوتا تھا) حتیٰ کہ سیّدنا عثمان ؓ کا دور آ گیا۔“

(٢٧٧٩) تخريج: ...... صحيح۔ أخرجه أبو داود: ١٠٨٨، وأخرج بنحوه البخاري: ٩١٣، ٩١٥، ٩١٦ (انظر: ١٥٧١٦)

شرح: ...... مسجد نبوی میں سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اذان دیتے تھے، ممکن ہے کہ سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو یا ان کی مراد یہ ہو کہ اس ضمن میں غالب اور کثیر عمل کا تعلق سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ہی تھا۔

(۲۷۸۰) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما أَذَانَيْنِ حَتّٰى كَانَ زَمَنُ عُثْمَانَ فَكَثُرَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ بِالزَّوْرَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۱۹)

''سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں دو اذانیں ہوتی تھیں، یہاں تک کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا اور لوگ زیادہ ہو گئے، اس لیے انھوں نے زوراء پر پہلی اذان کا حکم دے دیا۔''

شرح: ...... ''دو اذانوں'' سے مراد جمعہ کی اذان اور اقامت ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق مدینہ منورہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ''زوراء'' تھا، یہ مقام مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ مؤذن کو کہاں کھڑا ہونا چاہیے؟ جواباً دو احادیث پیش کی جاتی ہیں: سیّدنا سائب کہتے ہیں: كَانَ النِّدَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ۔ (المعجم الكبير للطبراني: ۷/ ۱۴۶)

یعنی: رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں منبر کے پاس اذان ہوتی تھی۔ سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ (ابوداود: ۱۰۸۸)

یعنی: جب رسول اللہ ﷺ جمعہ والے روز منبر پر تشریف رکھتے تو آپ ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی تھی، یہی معاملہ سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما (کے ادوار میں تھا)۔ لیکن اس حدیث کے الفاظ ''مسجد کے دروازے پر'' منکر ہیں، کیونکہ ان الفاظ میں محمد بن اسحاق کی کوئی متابعت نہیں ہے، جو کہ مدلس راوی ہے۔ لہٰذا ان ضعیف الفاظ کے علاوہ ان دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ مؤذن خطیب کے سامنے منبر کے پاس کھڑے ہو کر اذان دے۔ جمعہ کے لیے ایک اذان کا اضافہ کرنا، یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حالات کے مطابق ایک حکمت بھرا تدبیری فیصلہ تھا، لیکن فی الحال اس اذان کا جو طریقہ مروّج ہے، اس کو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، اس دعوی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱) عہد عثمانی میں یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے بازار میں دی جاتی تھی، نہ کہ مسجد میں۔

(۲) جس ضرورت کی وجہ سے یہ اذان شروع کی گئی تھی، وہ ضرورت اب سپیکر اور گھڑی کی وجہ سے ختم ہو چکی ہے۔

(۳) یہ پہلی اذان سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے لیے نکلنے سے پہلے دی جاتی تھی، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

(۲۷۸۰) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۹۱۲ (انظر: ۱۵۷۲۸)

سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:...... ...... فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ فَشَا النَّاسُ وَكَثُرُوْا فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ بِالزَّوْرَاءِ قَبْلَ خُرُوْجِهِ يُعْلِمُ النَّاسَ اَنَّ الْجُمُعَةَ قَدْ حَضَرَتْ۔ (المعجم الكبير: ٧/ ١٤٦)

جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ (بحیثیتِ خلیفہ) آئے اور لوگ زیادہ ہو گئے، تو انھوں نے ایک مؤذن کو حکم دیا کہ وہ ان کے نکلنے سے پہلے زوراء مقام پر اذان دے، تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جن وجوہات کی بنا پر اور جس طریق کار کے مطابق اس اذان کی ابتدا کی تھی، یہ ان کا تدبیری فیصلہ تھا، اب چونکہ وہ وجوہات اور طریق کار نظر نہیں آتا، اس لیے دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے نظام کے مطابق جمعہ کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت پر اکتفا کرنا چاہیے۔

(٢٧٨١) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُسْنِدُ ظَهْرَهُ إِلَى خَشَبَةٍ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ابْنُوْلِيْ مِنْبَرًا أَرَادَ أَنْ يُسْمِعَهُمْ فَبَنَوْا لَهُ عَتَبَتَيْنِ فَتَحَوَّلَ مِنَ الْخَشَبَةِ إِلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْخَشَبَةَ تَحِنُّ حَنِيْنَ الْوَالِهِ قَالَ فَمَا زَالَتْ تَحِنُّ حَتّٰى نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَشٰى إِلَيْهَا فَاحْتَضَنَهَا فَسَكَنَتْ۔ (مسند احمد: ١٣٣٩٦)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو ایک لکڑی کے ساتھ اپنی پیٹھ کی ٹیک لگا لیتے، لیکن جب لوگ زیادہ ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے ایک منبر تیار کرو۔“ آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ ان کو اپنی بات سنا سکیں، پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے لیے دو سیڑھیوں والا منبر تیار کیا، پھر آپ ﷺ اس لکڑی والے منبر پر منتقل ہو گئے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ انہوں نے (اس پہلے والی) لکڑی کے لیے انتہائی غمگین کی رونے کی سی آواز سنی، وہ لگا تار روتی رہی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے، اس کی طرف گئے اور اس کو اپنے ساتھ لگایا، سو وہ خاموش ہوگئی۔“

شرح: ...... حدیث نمبر (١٥٤٠) اور دیگر احادیث میں منبر کی تین سیڑھیوں کا اور اس حدیث میں دو کا ذکر ہے، حقیقت میں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ منبر واقعی کل تین سیڑھیوں پر مشتمل تھا، لیکن جس نے دو شمار کیں، اس نے اس درجہ کو شمار نہیں کیا، جس پر آپ ﷺ بیٹھتے تھے، اس تطبیق کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے: باقوم رومی نے کہا: صَنَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْبَرًا مِنْ طَرْفَاءَ لَهُ ثَلَاثُ دَرَجَاتٍ، اَلْمَقْعَدَةُ وَدَرَجَتَانِ۔ (الاستيعاب: ١/ ٥٨)

یعنی: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ”طرفاء“ درخت سے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا تھا، ایک سیڑھی بیٹھنے

(٢٧٨١) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٣٦٢٧ (انظر: ١٣٣٦٣)

کے لیے تھی اور (باقی) دو سیڑھیاں تھیں۔ لیکن اس کی سند قوی نہیں ہے۔ اس تنے کا اس انداز میں رونا، یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔

(۲۷۸۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ هٰذِهِ السَّارِيَةِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ جِذْعُ نَخْلَةٍ يَعْنِي يَخْطُبُ۔ (مسند احمد: ٤٧٥٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس ستون کے پاس خطبہ دیتے تھے، جبکہ یہ کھجور کا تنا ہی تھی۔''

11 ..... باب ما جاء في الخطبتين وهيئاتهما وآدابهما والجلوس بينهما

دو خطبوں، ان کی کیفیات اور آداب اور ان کے درمیان بیٹھنے کا بیان

(۲۷۸۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا شَهَادَةٌ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)) (مسند احمد: ٨٤٩٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ، جس میں شہادت نہ ہو، کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔''

(۲۷۸٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخُطْبَةُ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَهَادَةٌ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)) (مسند احمد: ٨٠٠٤)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس خطبہ میں شہادت نہ ہو، وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔''

شرح: ...... خطباء کو مسنون خطبہ کا اہتمام کرنا چاہیے، اس میں شہادتین کا ذکر موجود ہے۔

(۲۷۸٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ثُمَّ يَرْفَعُ صَوْتَهُ وَتَحْمَرُّ وَجْنَتَاهُ وَيَشْتَدُّ غَضَبُهُ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، قَالَ: ثُمَّ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، پس آپ ﷺ نے اللہ کے لائق اس کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سچی ترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، سب سے زیادہ فضیلت والا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' پھر جب آپ ﷺ قیامت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی، رخسار سرخ ہو جاتے اور غصہ بڑھ جاتا اور یوں لگتا کہ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں، پھر

(۲۷۸۲) تخریج: ...... اسناده ضعيف لضعف أبي جناب يحيى بن أبي حية الكلبي، وأبوه أبو حية في عداد المجهولين (انظر: ٤٧٥٥)

(۲۷۸۳) تخريج: ...... اسناده قوي۔ أخرجه أبوداود: ٤٨٤١، والترمذي: ١١٠٦ (انظر: ٨٥١٨، ٨٠١٨)

(۲۷۸٤) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۷۸٥) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٨٦٧ (انظر: ١٤٣٣٤)

يَقُوْلُ: ((أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ، بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى صَبَّحَتْكُمُ السَّاعَةُ وَمَسَّتْكُمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ.)) وَالضَّيَاعُ يَعْنِي وَلَدَهُ الْمَسَاكِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤٣٨٦)

فرماتے: ”تمہارے پاس قیامت آ چکی ہے، مجھے اور قیامت کو (ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب) بھیجا گیا ہے، پھر آپ ﷺ شہادت والی اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ ”قیامت تمہارے پاس صبح کو آ جائے گی اور شام کو آ جائے گی، جو مال چھوڑ کر مر گیا وہ اس کے اہل (یعنی ورثاء) کو ملے گا اور جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو وہ میری طرف ہے اور مجھ پر ہے۔“ ”ضَیَاع“ سے مراد مسکین اولاد ہے۔“

شرح: ...... بدعت: دین میں کوئی ایسا کام رائج کرنا، جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو۔ شروع شروع میں تو آپ ﷺ مقروض شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے تھے، لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ ﷺ خود فوت ہونے والے لوگوں کا قرضہ بھی اتار دیتے تھے۔

(٢٧٨٦) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ الْخَطِيْبُ أَنْتَ، قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.)) (مسند احمد: ١٨٤٣٦)

”سیدنا عدی بن حاتم طائی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس خطاب کیا اور کہا: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، تحقیق وہ ہدایت پا گیا، اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی، تحقیق وہ گمراہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”تو برا خطیب ہے، یہ کہہ“ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

شرح: ...... اس خطیب پر اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کو ایک ہی ضمیر ”هُمَا“ میں ذکر کیا، جس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ یہ ان دو ہستیوں کا مقام ایک جیسا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خود ایسے کیا اور دیگر کئی احادیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تثنیہ کی ضمیر ”هُمَا“ استعمال کی گئی ہے، مثلا: صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: ((...... اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.)) ، اسی طرح آپ ﷺ نے خیبر والے دن ایک اعلان کرنے والے کو یہ کہنے کا حکم دیا: ((اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یَنْهَیَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ.)) اس تناقض کو حل کرنے کے لیے درج ذیل جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) خطبے میں وضاحت کے ساتھ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہونا چاہیے، تاکہ سامعین پر بات کھل جائے، جہاں آپ ﷺ نے دونوں کو ایک ضمیر میں جمع کیا تو اس حدیث کو عام کسی چھوٹی سے مجلس میں بیان کیا جا رہا تھا، جس میں کم الفاظ پر مشتمل کلام کی ضرورت ہوتی ہے۔

(٢٧٨٦) تخريـج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٠ (انظر: ١٨٢٤٧)

(۲) جس خطیب کو آپ ﷺ نے ڈانٹا، ممکن ہے کہ وہ ان دونوں میں برابری کا عقیدہ رکھتا ہو، اس لیے آپ ﷺ نے اس کی اصلاح کر دی۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر میں جمع کرنے یا نہ کرنے کا تعلق خطیب یا سامعین سے ہو، جہاں تعظیم میں خلل آنے کا خطرہ ہو، وہاں مکمل وضاحت کر دی جائے اور جہاں لوگ سمجھدار اور عقائد کو سمجھنے والے ہوں، وہاں ایک ضمیر استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۷۸۷) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَطَبَ قَائِمًا عَلٰی رِجْلَیْهِ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۸۳)

”سیّدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی دونوں ٹانگوں پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔“

(۲۷۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۲)

”سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے۔“

(۲۷۸۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مَرَّتَیْنِ بَیْنَهُمَا جَلْسَةٌ۔ (مسند احمد: ۴۹۱۹)

”سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن دو مرتبہ خطبہ ارشاد فرماتے اور ان کے درمیان ایک مرتبہ بیٹھتے تھے۔“

(۲۷۹۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَجْلِسُ بَیْنَ الْخُطْبَتَیْنِ۔ (مسند احمد: ۵۶۵۷)

”(دوسری سند) بے شک نبی کریم ﷺ دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔“

(۲۷۹۱) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: نَبَّأَنِی جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ ؓ أَنَّهُ رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ قَائِمًا عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ

”سماک بن حرب کہتے ہیں: سیّدنا جابر بن سمرہ ؓ نے مجھے بتلایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر بیٹھ گئے اور اس بیٹھک میں

(۲۷۸۷) تخریج: ...... اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۱۲۶۳)

(۲۷۸۸) تخریج: ...... حسن، ومدلسا هذا السند توبعا أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۱۱۳، وأبویعلی: ۲۴۹۰، والطبرانی: ۱۲۰۹۱، والبزار: ۶۴۰ (انظر: ۲۳۲۲)

(۲۷۸۹) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۹۲۰، ۹۲۸، ومسلم: ۸۶۱ (انظر: ۴۹۱۹)

(۲۷۹۰) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۷۹۱) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۸۶۲ (انظر: ۲۰۸۴۲)

يَـجْـلِـسُ (وَفِـى رِوَايَةٍ: ثُـمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ) ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا۔ قَالَ: فَقَالَ لِـى جَابِرٌ: فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَـقَـدْ كَـذَبَ، فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَى صَلَاةٍ۔ (مسند احمد: ٢١١٣١)

کوئی کلام نہ کی، پھر کھڑے ہوئے (دوسرا) خطبہ دیا۔ پھر سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: جس نے تجھے یہ خبر دی کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، تو یقیناً اس نے جھوٹ بولا ہے، اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔“

(٢٧٩٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ بَـعْـدَ قَـوْلِـهِ فَـقَدْ كَذَبَ) قَالَ: وَلٰكِنَّهُ رُبَّمَا خَـرَجَ وَرَأَى الـنَّـاسَ فِـى قِلَّةٍ فَجَلَـسَ ثُمَّ يَثُـوبُـونَ ثُـمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا۔ (مسند احمد: ٢١١١٢)

”(دوسری سند) اس میں ”اس نے یقیناً جھوٹ بولا“ کے بعد یہ الفاظ ہیں: لیکن بسا اوقات ایسے ہوتا کہ آپ تشریف لاتے اور دیکھتے کہ لوگ کم ہیں، اس لیے آپ ﷺ بیٹھ جاتے، حتی کہ لوگ مسجد میں آتے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔“

شرح: ...... دو ہزار نمازوں سے جمعہ کے علاوہ دوسری فرض نمازیں ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں جمعہ کی کل نمازوں کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔

(٢٧٩٣) وَعَـنْـهُ أَيْضًا عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَـالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ يَخْطُبُ فِـى الْـجُـمُـعَةِ إِلَّا قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ جَلَسَ فَكَذِّبْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَـخْـطُبُ ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ، كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا فِى الْجُمُعَةِ۔ (مسند احمد: ٢١١٥٥)

”سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ دیتے ہوں، مگر کھڑے ہو کر، اس لیے جو شخص تجھے یہ بیان کرے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو تو اسے جھٹلا دے، کیونکہ آپ ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، آپ ﷺ جمعہ میں دو خطبے ارشاد فرماتے اور اِن دو کے درمیان بیٹھتے۔“

(٢٧٩٤) عَـنْ جَـابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُـطْبَتُهُ قَصْدًا وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: كَانَتْ

”سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ اسی سند کے ساتھ وہ کہتے

(٢٧٩٢) تخريـج: ...... اس سند کے ساتھ مروی زائد الفاظ ضعیف ہے، کیونکہ سلیمان بن قرم ضعیف ہے۔ (انظر: ٢٠٨٢٧)

(٢٧٩٣) تخريـج: ...... صحيح لغيره، وانظر: ١٥٩٠ (انظر: ٢٠٨٦٥)

(٢٧٩٤) تخريـج: ...... صحيح لغيره، وانظر: ١٥٩٠ (انظر: ٢٠٨٧٨)

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ۔ (مسند احمد: ٢١١٧٠)

(٢٧٩٥) عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: قَالَ أَبُو وَائِلٍ: خَطَبَنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأَبْلَغَ وَأَوْجَزَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ! لَقَدْ أَبْغَتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيْلُوا الصَّلَاةَ وَاقْصِرُوْا الْخُطْبَةَ، فَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا)) (مسند احمد: ١٨٥٠٧)

(٢٧٩٦) عَنْ أَبِي رَاشِدٍ قَالَ: خَطَبَنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَتَجَوَّزَ فِي خُطْبَتِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَقَدْ قُلْتَ قَوْلًا شِفَاءً فَلَوْ أَنَّكَ أَطَلْتَ، فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ نُطِيْلَ الْخُطْبَةَ۔ (مسند احمد: ١٩٠٩٥)

ہیں: رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے ہیں، آپ ﷺ ان میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔''

''ابووائل کہتے ہیں: سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، وہ بہت بلیغ اور مختصر تھا، پس جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان! یقیناً آپ نے بہت بلیغ اور مختصر خطبہ دیا ہے، تھوڑا سا لمبا کر دیتے، انہوں نے جواباً کہا: دراصل میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور خطبہ کا چھوٹا ہونا اس کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔ اس لیے تم لوگ نماز کو لمبا اور خطبہ کو مختصر کیا کرو، بے شک بعض بیان تو جادو ہوتے ہیں۔''

''ابوراشد کہتے ہیں: سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں مختصر سا خطبہ دیا۔ ایک قریشی آدمی نے ان کو کہا: آپ نے (دلوں کو متأثر کرنے والی) بہت اچھی باتیں کی ہے، لیکن اگر اس خطاب کو کچھ لمبا کر دیتے (تو بہتر تھا)۔ انھوں نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کو لمبا کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

شرح: ......نماز اور خطبہ میں اعتدال کا لحاظ کرنا اور طوالت سے بچنا، اس کے فوائد و ثمرات کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے، لیکن اس زمانے میں اکثر و بیشتر خطباء اپنے خود ساختہ اصلاح کے طریقوں کو سامنے رکھ کر انتہائی طویل خطبۂ جمعہ کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ وہ عوام کے مختلف نظریات سے بھی غافل ہیں۔ کیا یہ نقطہ ہمارے لیے کافی نہیں ہے کہ صحابہ کرام، نبی کریم ﷺ کا خطبہ سننے کے کتنے مشتاق تھے، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ مختصر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، ہمیں غور کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ زوال کے بعد خطبہ شروع کرتے تھے اور آپ ﷺ نمازِ جمعہ میں بھی سورۂ اعلی و سورۂ غاشیہ اور سورۂ جمعہ و سورۂ منافقون کی تلاوت کرتے تھے، لیکن جب جمعہ سے فارغ ہوتے تو ابھی تک دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ان سے سایہ حاصل کیا جا سکے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ ۲۵، ۳۰، ۳۵ منٹ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

(٢٧٩٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٦٩ (انظر: ١٨٣١٧)

(٢٧٩٦) تخريج: ...... یہ سند ضعیف ہے، اس کی سند میں ابوراشد راوی مجہول ہے، لیکن گزشتہ احادیث کا مفہوم یہی ہے کہ طویل خطبہ سے اجتناب کیا جائے۔ أخرجه أبو داود: ١١٠٦ (انظر: ١٨٨٨٩)

اس ضمن ہم چار گزارشات پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں: (۱) کم وقت میں زیادہ مواد پیش کیا جائے، جبکہ یہ ممکن بھی ہے، (۲) لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کو بوریت سے بچایا جائے، (۳) چند مخصوص موضوعات کے علاوہ عوام کی اصلاح و تربیت کے لیے علمی موضوعات کا انتخاب کیا جائے اور (۴) مذاق والی باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے مختلف طرزوں اور سریلی آوازوں کی بجائے عوام الناس کو فطرتی اور سادہ انداز کا پابند بنایا جائے۔

(۲۷۹۷) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ حَزْنِ الْكُلَفِيِّ ؓ قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ، قَالَ: فَأَذِنَ لَنَا فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَيْنَاكَ لِتَدْعُوَ لَنَا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَدَعَا لَنَا بِخَيْرٍ وَأَمَرَ بِنَا فَأُنْزِلْنَا، وَأَمَرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنْ تَمْرٍ وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُوْنٌ، قَالَ: فَلَبِثْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيْهَا الْجُمُعَةَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَكِّئًا عَلٰى قَوْسٍ أَوْ قَالَ عَلٰى عَصًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيْفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَنْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تُطِيْقُوا كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلٰكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا.)) (مسند احمد: ۱۸۰۱۱)

''سیّدنا حکم بن حزن کلفی ؓ، جن کو صحابیت کا شرف حاصل تھا، نے ہمیں بیان کرتے ہوئے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ میں (اپنے وفد کا) ساتواں یا نواں فرد تھا، آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دی، پس ہم داخل ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے لیے خیر کی دعا کریں، پس آپ ﷺ نے ہمارے لیے خیر کی دعا کی اور ہمارے بارے میں حکم دیا کہ ہمیں ایک مقام پر اتارا جائے اور کھجوروں کے ساتھ ہماری ضیافت کی جائے، جبکہ لوگوں کے حالات بھی تنگ تھے۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دن کے لیے ٹھہرے رہے، اس دورانیے میں ہم نے جمعہ بھی ادا کیا، (ہم نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، بس یہ چند بابرکت اور پاکیزہ کلمات تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم (تمام احکام پر) ہرگز عمل نہیں کرسکو گے، اس لیے راہِ مستقیم پر چلتے رہو اور (لوگوں کو) خوشخبریاں سناتے رہو۔''

شرح: ...... ''سَدِّدُوا'' کے معانی ہیں: اپنے اعمال کے ذریعے راست روی، درستگی اور استقامت کو تلاش کرو، یعنی ہر معاملے میں میانہ روی، اعتدال اور عدل کو ترجیح دو۔ انسان طبعی طور پر انعام اور نرمی کا تقاضا کرتا ہے۔ سزا اور سختی اور عذاب و عقاب اور زجر و توبیخ مستقل غذائیں نہیں ہیں، بلکہ بعض رکاوٹوں کو زائل کرنے کا علاج ہیں۔ خوشخبریاں سنانے کا یہی مفہوم ہے کہ اجر و ثواب پر مشتمل اعمال کی نشاندہی کر کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وصول کرنے پر آمادہ کیا

(۲۷۹۷) تخریج: ......اسناده قوی أخرجه أبویعلی: ٦٨٢٦، والبیهقی فی ''دلائل النبوة'': ٥/ ٣٥٤، وابن عساكر فی ''تاريخ دمشق'': ٨/ ورقة ١٣٢ (انظر: ١٧٨٥٦)۔ أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٤

جائے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ بشارتیں سنانے کا یہ مفہوم نہیں کہ ہم لوگ اپنی خواہشات اور آرام پرستی میں پڑ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار بن کر اعمالِ صالحہ سرانجام دینے سے اور برائیوں سے اجتناب کرنے سے غافل ہو جائیں۔

(۲۷۹۸) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْبَرَاءِ (بْنِ عَازِبٍ) عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ أَوْ عَصًا۔ (مسند احمد: ۱۸۹۱۹)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا۔''

(۲۷۹۹) عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ السُّلَمِيِّ رضي الله عنه وَبِشْرٌ يَخْطُبُنَا فَلَمَّا دَعَا رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ: يَعْنِي قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ أَوِ الْيُدَيَّتَيْنِ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا دَعَا يَقُوْلُ هٰكَذَا، وَرَفَعَ السَّبَّابَةَ وَحْدَهَا۔ (مسند احمد: ۱۷۳۵۶)

''حصین بن عبد الرحمن سلمی کہتے ہیں: میں سیّدنا عمارہ بن رؤیبہ سلمی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا، جبکہ بشر خطبۂ جمعہ دے رہا تھا، جب وہ دعا کرتا تو دونوں ہاتھ اٹھاتا تھا، یہ دیکھ کر سیّدنا عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ان حقیر سے ہاتھوں کو برباد کرے، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، جب آپ ﷺ دعا کرتے تو اس طرح کرتے تھے، پھر انھوں نے انگشتِ شہادت بلند کر کے وضاحت کی۔''

شرح: ...... بشر سے مراد بشر بن مروان بن حکم ہے، جو دو سال کے لیے کوفہ کا اور اس کے بعد بصرہ کا والی رہا۔ آپ ﷺ نے دوران خطبہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بارش کے لیے دعا کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اجتماعی مسئلہ کے لیے منبر پر دعا مسنون عمل ہے۔ بہر حال کسی شرعی ضرورت کے مطابق یا کوئی بات سمجھانے کے لیے کوئی اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۲۸۰۰) عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ إِلَّا عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُ بِهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۰۳)

''سیدہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: دو سال یا اس سے کچھ کم مدت تک کے لیے ہمارا اور نبی کریم ﷺ کا تنور ایک رہا، میں نے سورۂ ق حاصل نہیں کی، مگر نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے، کیونکہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو جب لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے تو اس کی تلاوت کرتے تھے۔''

(۲۷۹۸) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف من أجل أبي جناب أخرجه أبوداود: ۱۱۴۵ (انظر: ۱۸۴۹۰، ۱۸۷۱۲)

(۲۷۹۹) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۴ (انظر: ۱۷۲۱۹، ۱۷۲۲۴)

(۲۸۰۰) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۳ (انظر: ۲۷۴۵۶)

شــــــرح: ......خطیب کے لیے ایک ادب درج حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((کَانَ ﷺ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ .)) (ابن ماجہ: ۱۱۰۹، سلسلہ صحیحہ: ۲۰۷۶) یعنی: جب رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھتے تو سلام کہتے۔

12..... بَابُ الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَكَلُّمِهِ وَتَكْلِيْمِهِ لِمَصْلَحَةٍ وَجَوَازِ قَطْعِ الْخُطْبَةِ لِأَمْرٍ يَحْدُثُ

دوران خطبہ باتیں کرنے سے رکے رہنے، لیکن کسی مصلحت کے لیے امام سے بات کرنے یا امام کا بات کرنے کی رخصت اور کسی معاملے کے واقع ہو جانے کی وجہ سے خطبہ منقطع کر دینے کا بیان

(۲۸۰۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا وَالَّذِي يَقُوْلُ لَهُ أَنْصِتْ لَيْسَ لَهُ جُمُعَةٌ .)) (مسند احمد: ۲۰۳۳)

”سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے دن کلام کرے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس نے بہت ساری کتابیں اٹھا رکھی ہوں اور جو شخص اس کو کہے کہ خاموش ہو جاؤ، اس کا بھی کوئی جمعہ نہیں ہوگا۔“

(۲۸۰۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَيْتَ .)) قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۷۳۲۸)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو جمعہ کے دن اپنے ساتھی کو کہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، کہ تو خاموش ہو جا تو تحقیق تو لغو کام کرے گا۔“ ابو زناد نے کہا: ”لَغَوْتَ“ کو ”لَغَيْتَ“ پڑھنا سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت ہے۔“

(۲۸۰۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَغَوْتَ۔ (مسند احمد: ۹۱۳۶)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن یہ کہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، کہ تو خاموش ہو جا اور امام خطبہ دے رہا ہو، پس تحقیق تو نے لغو کام کیا۔“

(۲۸۰۱) تخریج: ......اسناده ضعيف، مجالد بن سعيد الهمدانی ضعّفه يحيى القطان، وعبد الرحمن بن مهدی و أحمد وغيرهم، ولبعضه شواهد (انظر: ۲۰۳۳)

(۲۸۰۲) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۳٤، ومسلم: ۸۵۱ (انظر: ۷۳۳۲، ۷٦۸٦)

(۲۸۰۳) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۸۰٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قُلْتَ لِلنَّاسِ أَنْصِتُوا فَقَدْ أَلْغَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ)) (مسند احمد: ٨٢١٨)

’’(تیسری سند)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تو لوگوں سے کہے کہ خاموش ہوجاؤ، تو تحقیق تو نے اپنی جان پر لغو کام کیا۔‘‘

شرح:……اس حدیث میں ثلاثی مجرد کے دو صیغے ”لَغَوْتَ“ اور ”لَغَيْتَ“ استعمال ہوئے ہیں، لغوی اعتبار سے دونوں کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ ”لَغَا يَلْغُوْ“ اور ”لَغِيَ يَلْغٰى“ دونوں باب استعمال ہوتے ہیں، اہل لغت نے پہلے باب کو زیادہ فصیح قرار دیا ہے، لیکن قرآن مجید کے الفاظ ﴿لَاتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ﴾ سے دوسرا باب ثابت ہوتا ہے۔

لَغَوْتَ کو لَغَيْت پڑھنے کا تعلق لہجہ کے ساتھ ہے جو کہ ابو ہریرہ ؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا باب کے مختلف ہونے کے ساتھ تعلق نہیں۔ اگر باب مختلف مانا جائے تو پھر ”لَغَيْتَ“ کو باب مَنَعَ سے بنایا جائے گا اور یہ اجوف یائی سے ہوگا، نہ کہ لَغِيَ يَلْغٰى سے، ہاں قرآن مجید میں یہ مادہ باب علم یعلم سے استعمال ہوا۔ جیسے شرح میں مذکور ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۲۸۰۵) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَرَائَةَ وَهُوَ قَائِمٌ يُذَكِّرُ بِأَيَّامِ اللّٰهِ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وِجَاهَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَبُو ذَرٍّ، فَغَمَزَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَحَدُهُمَا فَقَالَ مَتٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ يَا أُبَيُّ! فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ؟ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَلَمَّا انْصَرَفُوا، قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ فَلَمْ تُخْبِرْ، قَالَ أُبَيٌّ: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا لَغَوْتَ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أُبَيٌّ فَقَالَ:

’’سیّدنا ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ والے دن سورۂ توبہ کی تلاوت کی، جبکہ آپ ﷺ کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ وعظ ونصیحت کر رہے تھے۔ سیّدنا ابی بن کعب، سیّدنا ابو الدرداء اور سیّدنا ابوذر ؓ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، (مؤخر الذکر دو صحابہ میں سے) ایک نے سیّدنا ابی بن کعب ؓ کو دبایا اور پوچھا: ابی! یہ سورت کب نازل ہوئی، میں نے تو آج ہی سنی ہے؟ انھوں نے جواباً خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب وہ (جمعہ سے) فارغ ہو گئے تو اس صحابی نے کہا: میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ یہ سورۃ کب نازل ہوئی، لیکن تم نے مجھے کوئی بات نہ بتلائی۔ اب کی بار سیّدنا ابی ؓ نے کہا: آج تجھے اپنی اس نماز میں سے کچھ نہیں ملا، مگر وہی کچھ جو تو نے لغو بات کی

(٢٨٠٤) تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٨٠٥) تخريج: ……حديث صحيح، وهذا اسناد قوى ان ثبت سماع عطاء بن يسار من أبي بن كعب أخرجه ابن ماجه: ١١١١ (انظر: ٢١٢٨٧)

((صَدَقَ أُبَيٌّ .)) (مسند احمد: ۲۱۶۱۱)

ہے۔ یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور ابی کے قول سمیت ساری بات ذکر کر دی، آگے سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابی نے سچ کہا۔''

(۲۸۰۶) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَ النَّاسَ وَتَلَا آيَةً وَإِلٰى جَنْبِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أُبَيُّ! مَتٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ؟ قَالَ: فَأَبٰى أَنْ يُكَلِّمَنِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَبٰى أَنْ يُكَلِّمَنِي، حَتّٰى نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي أُبَيٌّ: مَالَكَ مِنْ جُمُعَتِكَ إِلَّا مَا لَغَيْتَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تَلَوْتَ آيَةً وَإِلٰى جَنْبِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَسَأَلْتُهُ مَتٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ؟ فَأَبٰى أَنْ يُكَلِّمَنِي حَتّٰى إِذَا نَزَلْتَ زَعَمَ أُبَيٌّ أَنَّهُ مَا لَيْسَ لِي مِنْ جُمُعَتِي إِلَّا مَا لَغَيْتُ، فَقَالَ: ((صَدَقَ أُبَيٌّ، فَإِذَا سَمِعْتَ إِمَامَكَ يَتَكَلَّمُ فَأَنْصِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ .)) (مسند احمد: ۲۲۰۷۳)

''سیّدنا ابو درداء ؓ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور بیچ میں ایک آیت بھی تلاوت کی، میرے پہلو میں سیّدنا ابی بن کعب ؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا: اے ابی! یہ آیت کب نازل ہوئی ہے؟ لیکن انہوں نے مجھ سے کلام کرنے سے انکار کردیا، میں نے پھر سوال دوہرایا، لیکن انہوں نے مجھ سے بات کرنے سے انکار ہی کیا، جب رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر آئے تو سیّدنا ابی ؓ نے مجھ سے کہا: تجھے اس جمعہ (کے ثواب) میں سے کچھ نہیں ملے گا، مگر وہی کچھ جو تو نے لغو کام کیا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے (دوران خطبہ) ایک آیت تلاوت کی تھی، جبکہ میرے پہلو میں سیّدنا ابی بن کعب ؓ بیٹھے ہوئے تھے، اس لیے میں نے ان سے یہ پوچھا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تھی؟ لیکن انھوں نے مجھ سے کلام کرنے سے انکار کردیا، جب آپ اتر آئے، تو ابی ؓ نے مجھ سے یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جمعہ کا کوئی ثواب نہیں ہے مگر وہی کچھ جو میں نے لغو کام کیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابی نے سچ کہا ہے، جب تو اپنے امام کو سنے کہ وہ کلام کر رہا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک خاموش ہو جا۔''

(۲۸۰۶) تخریج: ...... صحیح لغیره، وهذا اسناد منقطع، حرب بن قيس لم يسمع من أبي الدرداء أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ۱/ ۳۶۷، والطبراني في "الكبير" وقد سلفت القصة في الحديث السابق (انظر: ۲۱۷۳۰)

شرح: ......ان چار احادیث میں خطبۂ جمعہ میں سنجیدگی اختیار نہ کرنے والوں کے لیے بہت بڑی تنبیہ کی گئی ہے، اگر کسی نے اپنے وجود کے ساتھ وفا کی تو وہ اوٹ پٹانگ حرکتوں سے باز آ جائے گا۔

(٢٨٠٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ فَيُكَلِّمُهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي۔ (مسند احمد: ١٢٢٢٥)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن منبر سے اترتے، تو ایک آدمی کسی حاجت کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کرتا، پھر آپ ﷺ جائے نماز کی طرف آگے بڑھتے اور نماز پڑھاتے۔''

(٢٨٠٨) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنه وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَهُوَ يَسْتَخْبِرُ النَّاسَ يَسْأَلُهُمْ عَنْ أَخْبَارِهِمْ وَأَسْعَارِهِمْ۔ (مسند احمد: ٥٤٠)

''موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سنا، جبکہ وہ منبر پر تھے اور لوگوں سے ان کی خبروں اور نرخوں کے بارے میں معلومات لے رہے تھے اور مؤذن اقامت کہہ رہا تھا۔''

(٢٨٠٩) عَنْ أَبِي رِفَاعَةَ رضي الله عنه قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَا يَدْرِي مَا دِيْنُهُ، قَالَ فَأَقْبَلَ إِلَيَّ فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، قَالَ ثُمَّ أَتٰى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا۔ (مسند احمد: ٢١٠٣٣)

''سیّدنا ابورفاعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا، جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، تو آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک اجنبی آدمی ہوں، دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرا دین کیا ہے۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، پھر کرسی لائی گئی اور آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ جو علم دیا، اس میں سے مجھے تعلیم دینے لگے، پھر خطبہ کے لیے تشریف لے گئے اور اس کا آخری حصہ مکمل کیا۔''

(٢٨٠٧) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابو داود: ١١٢٠، والترمذی: ٥١٧، والنسائی: ٣/ ١١٠ (انظر: ١٢٢٠١)

(٢٨٠٨) تخريج: ......صحيح أخرجه ابن سعد: ٣/ ٥٩، وابن شبة: ٣/ ٩٦٢ (انظر: ٥٤٠)

(٢٨٠٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٦ (انظر: ٢٠٧٥٣)

(٢٨١٠) عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا، فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا فَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا۔

(مسند احمد: ٢٣٣٨٣)

''سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اتنے میں سیّدنا حسن اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما آ گئے، ان پر سرخ رنگ کی دو قمیصیں تھیں، وہ چل رہے تھے اور گر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر پڑے، ان کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا دیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں، میں نے ان دو بچوں کو دیکھا، یہ چلتے ہوئے گر رہے تھے، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، اس لیے میں نے اپنی گفتگو بند کر دی اور ان کو اٹھا لیا۔''

مذکورہ بالا دو اور سابقہ (١٥٧٩) (١٥٨٢) نمبر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام کسی ضرورت کی بنا پر اپنے خطبے کو روک سکتا ہے اور کسی سے کوئی بات بھی کر سکتا ہے، اسی طرح مقتدی لوگوں کو دورانِ خطبہ آپس میں کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن وہ خطیب سے براہ راست گفتگو کر سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر (١٦٠٥) سے ثابت ہوتا ہے، نیز جس حدیث کے مطابق ایک مقتدی نے دوران خطبہ آپ ﷺ سے بارش کے نازل ہونے کے لیے اور پھر بارش کے رکنے کے لیے دعا کی اپیل کی تھی، اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مقتدی امام سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔

13 ..... بَابُ قِصَّةِ الَّذِيْنَ انْفَضُّوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ

جو لوگ خطبۂ جمعہ کے دوران نبی کریم ﷺ سے بھاگ گئے تھے، ان کے قصے کا بیان

(٢٨١١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَتْ عِيرٌ مَرَّةً الْمَدِينَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ اثْنَا عَشَرَ فَنَزَلَتْ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ (سورة الجمعة: ١١)۔ (مسند احمد: ١٤٤٠٨)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، پس لوگ (مسجد سے) نکل کھڑے ہوئے اور بارہ آدمی باقی رہ گئے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جب وہ کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آ جائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔''

(٢٨١٠) تخريج: ...... اسناده قوی أخرجه ابوداود: ١١٠٩، وابن ماجه: ٣٦٠٠، والترمذی: ٣٧٧٤، والنسائی: ٣/ ١٠٨، ١٩٢ (انظر: ٢٢٩٩٥)

(٢٨١١) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ٢٠٦٤، ومسلم: ٨٦٣ (انظر: ١٤٣٥٦)

شرح: ......درج ذیل روایت میں اس واقعہ کی زیادہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِیّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ! لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ، لَسَالَ بِكُمُ الْوَادِیْ نَاراً.)) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (اَلْجُمُعَةُ: ١١).)) وَقَالَ: فِی الْاِثْنَیْ عَشَرَ الَّذِیْنَ ثَبَتُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔ (مسند ابی یعلی: ٣/ ٤٦٨، صحیح ابن حبان: ٦٨٧٧، جامع ترمذی: ٣٣٠٨، سلسله صحیحة: ٣١٤٧)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مدینہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا، اصحابِ رسول اس کی طرف لپک پڑے اور (مسجد میں) صرف بارہ آدمی بچے۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ صورتحال دیکھ کر) فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سارے کے سارے چلے جاتے اور کوئی بھی باقی نہ بچتا تو اس وادی میں آگ بہہ پڑتی جو تمھیں بہا کر لے جاتی۔'' پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ''جب وہ کوئی سودا بکتے دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔'' (سورۂ جمعہ: ۱۱) راوی کہتے ہیں: جو بارہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہے، ان میں ابوبکر اور عمر ؓ بھی شامل تھے۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: اصیلی نے پہلے تو یہ اشکال ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو صحابہ کی یہ صفت بیان کی ہے: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ....﴾ یعنی: ''ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی'' (سورۂ نور: ۳۷)

پھر جواب دیتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے، وہ اس آیت کے نزول سے پہلے پیش آیا ہو۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں: اسی تاویل کو اختیار کرنا چاہیے، جبکہ سورۂ نور کی اس آیت میں یہ صراحت بھی نہیں ہے کہ وہ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی سمجھا جائے، یہ کہنا پڑے گا کہ دورانِ خطبہ صحابہ کا اس طرح چلا جانا، اس سے ان کو اس سے پہلے منع نہیں کیا گیا تھا، پھر جب سورۂ جمعہ والی آیت نازل ہوئی اور انہیں اپنے کیے پر مذمت کا علم ہوا تو انھوں نے آئندہ ایسے فعل سے اجتناب کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور والی آیت میں ان کا یہ عظیم وصف بیان کیا۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ٢/ ٥٤٠)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دورانِ خطبہ کسی دنیوی مقصد کے لیے چلا جانا جائز نہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

14 ..... بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ وَحُكْمِ مَنْ سَبَقَ بِرَكْعَةٍ أَوْ زُوحِمَ، وَمَنْ قَالَ بِاشْتِرَاطِ الْمَسْجِدِ لِصِحَّةِ الْجُمُعَةِ

دو رکعت نماز جمعہ ہونے کا بیان، اس آدمی کا حکم جس سے ایک رکعت رہ جائے یا ہجوم کر دیا جائے اور جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے مسجد کی شرط لگانے والے کا بیان

(٢٨١٢) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥٧)

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان پر دو رکعت نماز سفر، دو رکعت نمازِ عید الاضحیٰ، دو رکعت نماز عید الفطر اور دو رکعت نماز جمعہ مکمل نمازیں ہیں، ان میں کوئی کمی نہیں ہے۔''

(٢٨١٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا كُلَّهَا)) (مسند احمد: ٨٨٧٠)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز کی ایک رکعت پالی، پس تحقیق اس نے ساری نماز پالی۔''

صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔ یعنی: ''جس نے امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔'' سنن نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا اِلَّا اَنَّهٗ يَقْضِيْ مَا فَاتَهٗ۔ یعنی: ''اس نے ساری نماز پالی، ہاں، جو نماز رہ جائے، وہ اس کی قضائی دے گا۔''

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی امام کے ساتھ ایک رکعت پالے گا، اسے امام کی نماز کا حکم مل جائے گا۔ اِسی حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ اگر مقتدی مسافر کو مقیم امام کے ساتھ ایک رکعت مل جائے تو اسے مکمل چار رکعتیں ادا کرنی چاہئیں، کیونکہ اسے امام کی نماز کا حکم مل جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ نماز جمعہ کے بارے میں خاص حدیث بھی ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى .)) یعنی: ''جس نے جمعہ میں سے ایک رکعت پالی، اسے چاہیے کہ اس کے ساتھ دوسری بھی پڑھ لے۔'' (مستدرك حاكم: ١/ ٢٩٠)

چونکہ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر بعد میں آنے والے مقتدی کو ایک رکعت بھی نہ ملے تو اسے امام کی نماز کا حکم نہیں ملے گا، اس لیے اس مقام پر ایک اہم فقہی مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو آدمی نماز جمعہ میں تشہد میں آ کر ملے، یعنی وہ امام کے ساتھ ایک رکعت بھی نہ پا سکے تو کیا وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد نماز جمعہ ادا کرے گا یا نماز ظہر، اسی طرح اگر

(٢٨١٢) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه النسائى: ٣/ ١٨٣، وابن ماجه: ١٠٦٣، ١٠٦٤ (انظر: ٢٥٧)

(٢٨١٣) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٥٨٠، ومسلم: ٦٠٧ (انظر: ٧٢٨٤، ٨٨٨٣)

کوئی مسافر کسی مقیم امام کو آخری تشہد میں پالیتا ہے تو کیا وہ قصر نماز پڑھے گا یا پوری؟ جواباً دو مسلک پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ تشہد میں ملنے والے کو بھی چاہیے کہ وہ امام والی ہی نماز پڑھے، ان کی دلیل درج ذیل حدیث کے عام الفاظ ہیں: ((فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا.)) (مسلم: ٦٠٢، یہ حدیث (۱۳۵۲) میں گزر چکی ہے.)

یعنی: (امام کے ساتھ) جتنی نماز مل جاؤ، وہ پڑھ لو اور جتنی رہ جائے، وہ بعد میں پوری کر لو۔"

(۲) امام ترمذی نے حدیث (۵۲۴) کے بعد کہا: صحابہ کرام وغیرہ کے اکثر و بیشتر اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس آدمی کو نماز جمعہ کی ایک رکعت مل جائے، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوسری رکعت ادا کر لے، لیکن جو امام کو تشہد کی حالت میں پائے تو وہ چار رکعت نماز ظہر ادا کرے، امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی، امام ابو یوسف اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ انھوں نے دو دلائل پیش کیے ہیں:

(أ) درج بالا اور اس موضوع کی دیگر روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ امام کی نماز کا حکم پانے کے لیے کم از کم ایک رکعت میں اس کے ساتھ شریک ہونا ضروری ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی نہ ملے تو اس کی نماز کا حکم نہیں ملے گا۔

(ب) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَان فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا اَوْ قَالَ الظُّهْرَ.)) یعنی: "جو آدمی نماز جمعہ کی ایک رکعت پا لے، تو وہ اس کے ساتھ دوسری ادا کر لے، لیکن جس سے دونوں رکعتیں رہ جائیں (اور تشہد میں آ کر ملے تو) وہ ظہر کی چار رکعات ادا کرے۔" (سنن دارقطنی: ۲/ ۱۱)

امام دارقطنی نے اس حدیث کی مختلف سندیں ذکر کی ہیں، لیکن حافظ ابن حجر نے کہا: ایک سند میں یسین بن معاذ، ایک میں سلیمان بن ابوداود حرانی اور ایک میں صالح بن ابو الاخضر ہے، پہلا راوی "ضعیف متروک" ہے، دوسرا "متروک" اور تیسرا "ضعیف" ہے۔ (تلخیص الحبیر: ۲/ ۱۰۵)

جبکہ یہ بات بھی یقینی ہے کہ اس حدیث کا پہلا حصہ ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى)) دوسری روایات کی بنا پر صحیح ہے، اس لیے نفس کا میلان اس مسلک کی طرف بھی ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی آدمی تشہد میں آ کر امام کے ساتھ ملتا ہے تو اسے امام کی نماز کا حکم نہیں ملتا، یعنی جمعہ کی نماز کے تشہد میں ملنے والے کو نماز ظہر پڑھنی چاہیے اور مقیم امام کے ساتھ آخری تشہد میں ملنے والے مسافر کو قصر نماز پڑھ لینی چاہیے۔ بہر حال پہلے مسلک کی دلیل بھی بڑی واضح ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ مکمل بحث کو توجہ سے پڑھ کر اپنے میلان کے مطابق کسی ایک رائے کو اختیار کر لیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٢٨١٤) عَنْ سَيَّارِ بْنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ (ؓ) وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَنٰى هٰذَا الْمَسْجِدَ وَنَحْنُ مَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَإِذَا اشْتَدَّ الزِّحَامُ فَلْيَسْجُدِ الرَّجُلُ مِنْكُمْ عَلٰى ظَهْرِ أَخِيْهِ، وَرَأٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ صَلُّوْا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٢١٧)

”سیار معرور کہتے ہیں: سیّدنا عمر ؓ نے ایک خطبے میں کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ مسجد تعمیر کی اور صرف ہم مہاجرین وانصار آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پھر جب ہجوم بڑھ جائے تو آدمی اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کر لے۔ پھر انھوں نے کچھ لوگوں کو راستے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا: مسجد میں نماز پڑھو۔“

شرح:...... مجبوری میں ہر ممکنہ صورت اختیار کی جا سکتی ہے، جیسے سواری پر نماز پڑھنے والا یا مریض اشارے سے سجدہ کرتا ہے۔

15 ..... بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

نمازِ جمعہ میں قراءت کا بیان

(٢٨١٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتٰى﴾، وَفِي الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾۔ (مسند احمد: ١٩٩٣)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نمازِ فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر اور نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کرتے تھے۔“

(٢٨١٦) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ ؓ بِمَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ مَعَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔ (مسند احمد: ١٨٦٢٩)

”ضحاک بن قیس نے سیّدنا نعمان بن بشیر ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ کے ساتھ کون سی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۂ غاشیہ کی۔“

(٢٨١٧) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيٍّ ؓ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ

”سیّدنا علی ؓ کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں: مروان، سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ بناتا رہتا تھا،

(٢٨١٤) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الطيالسي: ٧٠، والبيهقي: ٣/ ١٨٢، ١٨٣ (انظر: ٢١٧)

(٢٨١٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٩ (انظر: ١٩٩٣، ٣١٦٠)

(٢٨١٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٨، (انظر: ١٨٣٨١)

(٢٨١٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٧ (انظر: ٩٥٥٠)

أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَاسْتَخْلَفَهُ مَرَّةً فَصَلَّى الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾، فَلَمَّا انْصَرَفَ مَشَيْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ قَرَأَ بِهِمَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَرَأَ بِهِمَا حِبِّي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۹۵٤۵)

ایک دفعہ اس نے ان کو ایسے ہی اپنا نائب بنایا، تو انھوں نے نماز جمعہ پڑھائی اور اس میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں ان کے پہلو میں چلا اور ان سے کہا: اے ابو ہریرہ! تم نے جو دو سورتیں تلاوت کی ہیں، سیّدنا علی علیہ السلام بھی ان کی تلاوت کرتے تھے۔ آگے سے سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: میرے محبوب ابو القاسم ﷺ نے بھی ان سورتوں کی قراءت کی ہے۔"

(۲۸۱۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾، وَإِنْ وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَرَأَهُمَا جَمِيعًا۔ (مسند احمد: ۱۸۵۷۳)

"سیّدنا نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں عیدوں کی نمازوں میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی اور اگر اس دن جمعہ کا دن آ جاتا تو دونوں نمازوں میں ان کی تلاوت کرتے۔"

(۲۸۱۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾، فَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فَقَرَأَ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۵۷۷)

"(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کرتے، جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تو دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے۔"

(۲۸۲۰) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔ (مسند احمد: ۲۰٤۱۲)

"سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی قراءت کرتے تھے۔"

شرح: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، خطباء وائمہ کو بھی ان ہی سورتوں کا اہتمام کرنا چاہیے اور ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ترجمہ والے قرآن مجید سے ان سورتوں کی تلاوت کرے اور ان کا ترجمہ سمجھ کر اندازہ لگائے کہ آپ ﷺ اس قدر ان کا اہتمام کیوں کرتے تھے۔

(۲۸۱۸) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۸ (انظر: ۱۸٤۰۹)

(۲۸۱۹) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۸۲۰) تخریج: ......اسناده صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۱۱۲۵، والنسائی: ۳/ ۱۱۱ (انظر: ۲۰۱۵۰)

16 ..... بَابُ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَعَدَمِ وَصْلِهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى يَتَكَلَّمَ اَوْ يَخْرُجَ

جمعہ کی نماز کے بعد نفل پڑھنے اور ان کو فرض نماز کے ساتھ نہ ملانے کا بیان حتی کہ نمازی کسی سے کلام کر لے یا وہاں سے نکل جائے

(٢٨٢١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ۔ (مسند احمد: ٤٩٢١)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔“

(١٨٢٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّهُ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْجُمُعَةِ انْصَرَفَ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ٥٦٨٨)

”عبد اللہ بن دینار کہتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ جب جمعہ سے فارغ ہو کر اپنے گھر جاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور یہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔“

(١٨٢٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ.)) (مسند احمد: ١٠٤٩١)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھ لے، تو وہ اس کے بعد چار رکعت (سنتیں) ادا کرے۔“

(٢٨٢٤) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوْا أَرْبَعًا.)) فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ۔ قَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ وَلَا أَدْرِي هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمْ لَا۔ (مسند احمد: ٩٦٩٧)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جمعہ کی نماز پڑھو، تو (بعد میں) چار رکعت نماز پڑھا کرو۔“ پس اگر تجھے کسی چیز کی وجہ سے جلدی ہو تو دو رکعت (مسجد میں) پڑھ لو، اور جب لوٹو تو دو رکعت (گھر میں پڑھ لو)۔ ابن ادریس کہتے ہیں میں نہیں جانتا یہ الفاظ ”پس اگر تجھے ......“ رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ہیں یا نہیں۔“

(٢٨٢١) تخريج: ...... أخرجه مطولا البخاري: ٩٣٧، ومسلم: ٨٨٢ (انظر: ٤٥٠٦، ٤٥٩١)

(١٨٢٢) تخريج: ...... انظر الحديث السابق: ١٦١٦

(١٨٢٣) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٨٨١ (انظر: ٧٤٠٠، ١٠٤٨٦)

(٢٨٢٤) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه مسلم، وجعل قوله: "فان عجل بك شيء ......" من قول سهيل (انظر: ٧٤٠٠، ٩٦٩٩)

شرح: ...... یہی بات راجح ہے کہ اس حدیث میں جلدی کی صورت میں مسجد میں اور گھر میں دو دو رکعت پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے، یہ آپ ﷺ کے الفاظ نہیں ہے، بلکہ راویٔ حدیث ابو صالح یا اس کے بیٹے سہیل کے الفاظ ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد والی سنتوں کے بارے میں ایک حدیث مندرجہ ذیل ہے: عطا کہتے ہیں: جب سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں ہوتے تو نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد آگے بڑھتے اور دو رکعت پڑھتے، پھر مزید آگے بڑھ کر چار رکعت ادا کرتے، لیکن جب وہ مدینہ میں ہوتے تو نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد گھر جا کر دو رکعت ادا کرتے اور مسجد میں نہ پڑھتے، جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔ (سنن ابو دود: ۱۱۳۰)

سوال یہ ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں کس عمل کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر رہے ہیں؟ دوسرے دلائل کی روشنی میں یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ان کی مراد مدینہ منورہ میں گھر میں ادا کی جانے والی دو سنتیں ہے، حدیث نمبر (۱۶۱۶) اور (۱۶۱۷) سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے، جبکہ وہ بھی سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں۔

(۲۸۲۵) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ، فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِذٰلِكَ، لَا تُوْصَلْ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَخْرُجَ أَوْ تَتَكَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۹۱)

”سائب بن یزید کہتے ہیں: میں نے مقصورہ میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، جب وہ (گھر میں) داخل ہوئے تو انھوں نے میری طرف پیغام بھیجا، جب میں پہنچا تو کہا: تو نے جو کام ابھی کیا ہے، دوبارہ اس طرح نہ کرنا، بے شک نبی کریم ﷺ نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ نماز کو نماز سے نہ ملایا جائے حتی کہ تو اس جگہ سے نکل جائے یا کسی سے کلام کر لے۔“

شرح: ...... ”نماز کو نماز سے نہ ملایا جائے......“ اس سے مراد یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد اسی مقام پر نفلی نماز ادا نہ کی جائے، الا یہ کہ نمازی آگے پیچھے ہو جائے یا کسی سے کلام کر لے، اس موضوع کی دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے کہ جو مسئلہ کسی کے ذہن میں اہمیت حاصل نہیں کر سکتا، وہ اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا اور بعض لوگوں، وہ اہل علم ہوں یا عوام الناس، اپنے عقلی پیمانے کی روشنی میں کسی سنت کے ضروری، اہم اور کم اہم ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں، جس کی وجہ سے زندگی بھر ان کو بعض سنتوں پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملتا، جبکہ صلاحیت بھی ہوتی ہے، ممکن بھی ہوتا ہے اور وقت بھی ہوتا ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ فرض نماز کے بعد اسی مقام پر سنتیں وغیرہ ادا کی جا رہی ہیں۔

(۲۸۲۵) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ۸۸۳ (انظر: ۱۶۸۶۶)

ابواب العیدین وما یتعلق بھما من صلاۃ وغیرھا

عیدین اوران کے متعلقہ امور مثلا نماز وغیرہ کے ابواب

1 ..... باب سبب مشروعیتھما واستحباب الغسل والتجمل لھما ومخالفۃ الطریق

ان دونوں کی مشروعیت کے سبب، ان کے لیے غسل اور تجمل کے مستحب ہونے اور واپسی پر راستہ تبدیل کرنے کا بیان

(۲۸۲۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَان يَلْعَبُوْنَ فِيهِمَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ .)) (مسند احمد: ۱۲۰۲۹)

’’سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے لیے دو دن تھے، وہ دورِ جاہلیت سے ان میں کھیلتے چلے آ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کے بدلے ان سے بہتر دن عطا کر دیئے ہیں، ایک عید الفطر کا دن ہے اور دوسرا عید الاضحیٰ کا۔‘‘

شرح: ......رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو باشندگانِ مدینہ سال میں دو روز جشن اور تہوار منایا کرتے تھے، گویا یہ ان کے قومی دن تھے، ایک کا نام ’’نیروز‘‘ اور دوسرے کا نام ’’مہرجان‘‘ تھا۔ لغت کی معروف کتاب ’’القاموس‘‘ میں ہے: ’’نیروز‘‘ سال کے پہلے دن کو کہا جاتا ہے، یہ فارسی لفظ ’’نوروز‘‘ (نیا دن) سے معرَّب (عربی بنایا گیا) ہے۔ اس کی مزید تفصیل یوں ہے کہ یہ وہ پہلا دن ہے جب آفتاب اپنی گردش کے دوران ’’برج حمل‘‘ میں آتا ہے اور اسی دن سے شمسی سال کا آغاز ہوتا ہے، جس طرح قمری سال کی ابتدا محرم الحرام کے پہلے دن سے ہوتی ہے اور ’’مہرجان‘‘ نیروز کے بالمقابل وہ پہلا دن ہے، جب سورج ’’برج میزان‘‘ سے آ کر ٹکراتا ہے، یہ دونوں دن آب و ہوا کے لحاظ سے انتہائی معتدل ہوتے ہیں، ان ایام میں گرمی زیادہ ہوتی ہے نہ سردی، دن رات بھی برابر ہو جاتے ہیں، موسم حد درجہ خوشگوار اور پر کیف ہوتا ہے، ایسے لگتا ہے کہ پرانے بزرگوں، جو علم فلکیات کے ماہر و شناور تھے، موسموں

(۲۸۲۶) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجه أبو داود: ۱۱۳٤، والنسائی: ۳/ ۱۷۹ (انظر: ۱۲۰۰۶، ۱۳۶۲۲)

کے تیوروں سے خوب آشنا اور ان کے انسانی طبائع پر اثرات سے واقف تھے، نے ان دو دنوں کو اجتماعی میل ملاپ اور رقص و سرور، جشن و تہوار اور خوشی کے لیے مقرر کر دیا، اس دور کے لوگوں، جو ان کے مقام و مرتبہ اور علم و فضل کے معترف تھے، نے ان کے اس تقرّر کو تسلیم کیا۔ لیکن جب پیغمبرِ آخر الزمان ﷺ تشریف لائے تو انھوں نے جاہلیت کے سیانوں کے اس فلسفہ کو باطل قرار دیا اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی بنیاد رکھی۔

(٢٨٢٧) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ وَكَانَ الْفَاكِهُ ابْنُ سَعْدٍ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِی هٰذِهِ الْأَيَّامِ۔ (مسند احمد: ١٦٨٤٠)

”سیّدنا فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ، عرفہ، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں غسل کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے سیّدنا فاکہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر والوں کو ان دنوں میں غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔“

شرح: ...... جمعۂ مبارکہ کے دن غسل کرنا کئی احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

(٢٨٢٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ عُمَرَ رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ أَوْ حَرِيْرٍ تُبَاعُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ تَلْبَسُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لِلْوُفُودِ۔ قَالَ: ((اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ.)) (مسند احمد: ٤٧١٣)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک زرد رنگ کی دھاریوں والا، جس میں ریشم کی آمیزش تھی یا ریشمی حُلّہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر آپ یہ خرید لیں اور جمعہ کے دن یا مختلف وفود کی آمد پر پہنا کریں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لباس وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

شرح: ...... صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْتَعْ هٰذَا فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوَفْدِ۔ یعنی: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ حُلّہ خرید لیں اور عید اور وفد کی آمد کے موقع پر یہ پہن کر خوبصورتی حاصل کیا کریں۔ اس حدیث سے عیدوں کے موقع پر اچھا لباس وغیرہ پہننے کا استدلال کرنا درست ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فہم اور مقصد کا ردّ نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ کی تردید کی بنیاد اس لباس کا ریشمی ہونا تھا۔ کئی ایک صحابہ کرام اور تابعین سے عید کے دن غسل کرنا ثابت ہے اور ائمہ اربعہ نے اس غسل کو مستحب سمجھا ہے۔

(٢٨٢٧) تخريج: ...... اسناده ضعيف من أجل يوسف بن خالد بن عمير السمتى، فقد كذبه ابن معين، وأبوداود، والفلاس، وقال النسائى: متروك الحديث أخرجه ابن ماجه: ١٣١٦ (انظر: ١٦٧٢٠)

(٢٨٢٨) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٥٨٤١، ومسلم: ٢٠٦٨ (انظر: ٤٧١٣)

(٢٨٢٩) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيْدَيْنِ مِنْ طَرِيْقٍ وَيَرْجِعُ مِنْ طَرِيْقٍ أُخْرَى۔ (مسند احمد: ٥٨٧٩)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں کی نمازوں کے لیے ایک رستے سے جاتے تھے اور دوسرے رستے سے واپس لوٹتے تھے۔“

(٢٨٣٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيْدَيْنِ رَجَعَ فِي غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِي خَرَجَ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ٨٤٣٥)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ایک راستے سے عِیْدَین کے لیے نکلتے تو دوسرے راستے سے لوٹتے تھے۔“

شرح:...... شارحین نے اس سنت کی درج ذیل مختلف وجوہات اور حکمتیں بیان کی ہیں:

دونوں راستوں والوں کو سلام کہنا

دونوں راستوں والوں کا آپ ﷺ سے برکت حاصل کرنا

مختلف حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرنا

اسلام، اہل اسلام اور اس شعار کی عزت کا اظہار کرنا

اس کارِ خیر پر زمین کے زیادہ حصے کو گواہ بنانا

مذکورہ بالا تمام وجوہات کے ساتھ ساتھ مزید ان حکمتوں کی بنا پر، جو ہم سے مخفی ہیں۔ واللہ اعلم۔

2 ..... بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيْدَيْنِ

عورتوں کا عیدین کی طرف جانے کی مشروعیت

(٢٨٣١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَيُخْرِجُ أَهْلَهُ۔ (مسند احمد: ١٤٩٧٥)

”سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خود بھی عیدین کے لیے جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی لے کر جاتے۔“

(٢٨٢٩) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، لضعف عبد الله بن عمر العمرى أخرجه ابوداود: ١١٥٦، وابن ماجه: ١٢٩٩ (انظر: ٥٨٧٩)

(٢٨٣٠) تخريج:...... حسن لغيره، وهذا اسناد وقع فيه اضطراب أخرجه ابن ماجه: ١٣٠١، وابن خزيمة: ١٤٦٨، وابن حبان: ٢٨١٥، والحاكم: ١/ ٢٩٦، والبيهقى: ٣/ ٣٠٨۔ وأخرجه عن جابر البخارى: ٩٨٦، وقال حديث جابر أصح (انظر: ٨٤٥٤)

(٢٨٣١) تخريج:...... حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، حجاج بن أرطاة ليس بذاك القوى وهو مدلس، وقد عنعن (انظر: ١٤٩١٣)

(٢٨٣٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بَنَاتِهِ وَنِسَائَهُ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٤)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو حکم دیتے کہ وہ عیدین کے لیے جایا کریں۔“

(٢٨٣٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَدْ كَانَتْ تَخْرُجُ الْكَعَابُ مِنْ خِدْرِهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعِيْدَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٦٠٢٨)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نوجوان لڑکی گھر کے کونے میں لٹکائے ہوئے پردے سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر عیدین کی طرف جایا کرتی تھی۔“

شرح: …… عام طور پر عرب لوگ اپنی کنواری نوجوان لڑکیوں کو گھر کے کونے میں پردہ لٹکا کر اس میں پابند کر دیتے تھے۔

(٢٨٣٤) عَنْ أُخْتِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((وَجَبَ الْخُرُوْجُ عَلٰى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ.)) (مسند احمد: ٢٧٥٥٤)

”سیّدنا عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر کمر میں پٹی باندھنے والی عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ (عید کے لیے) نکلے۔“

شرح: …… کمر پر پٹی باندھنا عرب عورتوں کی عادت تھی۔

(٢٨٣٥) عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي أَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ

”سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم نوجوان لڑکیوں، پردے والیوں اور حیض والی خواتین کو عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر (عید گاہ کی طرف) نکالیں۔ البتہ حیض والی عورتوں کو چاہیے کہ وہ نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں اور خیر والے اس کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ کسی نے

(٢٨٣٢) تخريج: …… صحيح لغيره، حجاج بن أرطاة ليس بذاك القوي وهو مدلس، وقد عنعن أخرجه ابن ماجه: ١٣٠٩ (انظر: ٢٠٥٤)

(٢٨٣٣) تخريج: …… صحيح لغيره، على الواسطى متابَع أخرجه ابن ابى شيبة ٢/ ١٨٢، وابن راهويه: ١٣٥٨ (انظر: ٢٥٥١٢)

(٢٨٣٤) تخريج: …… اسناده ضعيف لابهام لامرأة من بنى عبد القيس أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٤/ ٨٤٦، والطيالسى: ١٦٢٢، والبيهقى: ٣/ ٣٠٦، والبخارى فى "التاريخ الكبير": ١/ ٢٥١ (انظر: ٢٧٠١٤)

(٢٨٣٥) تخريج: …… أخرجه البخارى: ٣٢٤، ٩٧٤، ٩٨٠، ١٦٥٢، ومسلم: ٨٩٠ (انظر: ٢٠٧٨٩، ٢٠٧٩٣)

الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: ((فَلْتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.)) (مسند احمد: ۲۱۰۷٤)

آپ ﷺ سے کہا: اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اسے چادر دے دے۔''

شــــرح: ……عیدین کی نمازیں اسلام اور اہل اسلام کا عظیم شعار ہیں، عام طور پر عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے، اگرچہ مسجد میں آنا جائز ہے، لیکن عیدین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے تمام عورتوں کو میدان میں آنے کا خاص حکم ارشاد فرمایا، بلکہ جو عورتیں ایام ماہواری میں صوم وصلاۃ سے بھی مستثنیٰ ہوتی ہیں، انھیں بھی عیدگاہ میں پہنچنے کی تلقین کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب یہ عذر پیش کیا گیا کہ اگر کوئی عورت چادر نہ ہونے کی وجہ سے نمازِ عید کے لیے نہ جا سکے تو آیا اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی سہیلی اسے چادر دے دے۔ بس انھیں چاہئے کہ وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں''۔

معلوم نہیں کہ بعض احباب واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عیدگاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟ کیا ایسے لوگوں کے گھروں میں بسنے والی عورتیں حج وعمرہ کے لیے سفر نہیں کرتیں؟ شادی کی دعوتوں کے لیے دور دور کے سفر نہیں کرتیں؟ کیا وہ دوسرے لوگوں کے غموں میں شریک نہیں ہوتیں؟ کیا وہ خریداری کے لیے بازار نہیں جاتیں؟ کیا وہ کام کاج کے لیے کھیتوں، سکولوں اور دوسرے اداروں میں نہیں جاتیں؟ کیا وجہ ہے کہ ان کو عیدین کی نماز سے روکنے کے لیے ان لوگوں کے دماغوں میں مختلف نکات اور شبہات جنم لیتے ہیں؟ جبکہ احادیثِ مبارکہ میں ان کو تاکید کے ساتھ شریک ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (فالی اللہ المشتکی)

3 ….. باب استحباب الاکل قبل الخروج فی الفطر دون الاضحی والکلام علی وقت الصلاۃ فیھما

عید الفطر کے موقع پر نکلنے سے پہلے کھانے کا مستحب ہونا، نہ کہ عید الاضحیٰ میں اوران دونوں میں نماز کے وقت پر کلام کرنے کا بیان

(۲۸۳٦) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنْبَأَنَا عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ فَلْيَفْعَلْ، قَالَ: فَلَمْ أَدَعْ أَنْ آكُلَ قَبْلَ أَنْ

''عطاء کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اگر تمہیں طاقت ہو کہ تم عید الفطر کے موقع پر کچھ کھا کر ہی جاؤ تو ایسے ہی کیا کرو۔ جب سے میں نے یہ بات ان سے سنی، اس وقت سے صبح جانے سے پہلے کھانا کھانا

(۲۸۳٦) تخــريــج: ……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه عبد الرزاق: ۵۷۳٤، والطبرانی فی "الكبير": ۱۱٤۲۷، وأخرج بنحوه ابن ابی شيبة: ۲/ ۱٦۰، والدارقطنی: ۲/ ٤٤ (انظر: ۲۸٦٦)

أَغْدُوا مُنْذُ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَآكُلُ مِنْ طَرَفِ الصَّرِيْقَةِ الْأُكْلَةَ أَوْ أَشْرَبُ اللَّبَنَ أَوِ الْمَاءَ، قُلْتُ: فَعَلَامَ يُؤَوَّلُ هٰذَا؟ قَالَ: سَمِعَهُ أَظُنُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانُوا لَا يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَمْتَدَّ الضُّحٰى فَيَقُوْلُوْنَ نَطْعَمُ لِئَلَّا نَعْجَلَ عَنْ صَلَاتِنَا۔ (مسند احمد: ٢٨٦٦)

ترک نہ کیا، وہ روٹی کا لقمہ ہو جاتا یا دودھ یا پانی پی لیتا۔ ابن جریج نے عطاء سے سوال کیا: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کیا تاویل کی جائے گی؟ انھوں نے کہا: میرا تو یہی خیال ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا۔ وہ اس وقت تک نہیں نکلتے تھے، جب تک روشنی لمبی نہ ہو جاتی تھی، یعنی دن چڑھ نہ آتا تھا، اور وہ کہتے تھے کہ وہ اس لیے کھانا کھاتے ہیں، تاکہ نماز سے جلدی نہ کرنی پڑے۔”

(٢٨٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١١٢٤٤)

“سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلنے سے پہلے ناشتہ کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز عید سے قبل کوئی نفل نماز نہیں پڑھتے تھے، جب (عید کی) نماز پڑھ لیتے تو (گھر لوٹ کر) دو رکعت پڑھتے تھے۔”

شرح: ...... دیگر احادیث صحیحہ میں یہ بات مذکورہ ہے کہ آپ ﷺ نے نہ نماز عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد، لیکن اس حدیث سے پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عید کے بعد دو رکعت نماز ادا کی ہے، اس مقام پر جمع وتطبیق کی صورت یہ ہے کہ نفی کو عیدگاہ پر محمول کیا جائے اور دو رکعت کے اثبات کو گھر پر، جیسا کہ ابن ماجہ (١٢٩٣) میں ہے کہ آپ ﷺ جب گھر کو لوٹتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

(٢٨٣٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ لَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ يَأْكُلُهُنَّ أَفْرَادًا (وَفِي لَفْظٍ وِتْرًا) (مسند احمد: ١٢٢٩٣)

“سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن اس وقت تک نہیں نکلتے تھے، جب تک کھجوریں نہ کھا لیتے تھے، آپ ﷺ طاق کھجوریں کھاتے تھے۔”

(٢٨٣٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ (بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ

“سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر والے دن نکلنے سے پہلے کچھ کھا لیتے تھے اور قربانی والے

(٢٨٣٧) تخريج: ...... حسن۔ أخرجه أبو يعلى ١٣٤٧، وابن خزيمة: ١٤٦٩، وأخرج قسمه الأول ابن ابى شيبة: ٢/ ١٦٢ (انظر: ١١٢٢٦)

(٢٨٣٨) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٩٥٣ (انظر: ١٢٢٦٨)

(٢٨٣٩) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٧٥٦، والترمذى: ٥٤٢ (انظر: ٢٢٩٨٣)

النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ لَا يَخْرُجُ حَتّٰى يَطْعَمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ لَا يَطْعَمُ حَتّٰى يَرْجِعَ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٧١)

دن (عید سے) واپس آ کر کھاتے تھے۔"

(٢٨٤٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) وَلَا يَأْكُلُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَأْكُلَ مِنْ أُضْحِيَتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٧٢)

"(دوسری سند) اس میں ہے: آپ ﷺ عید الاضحیٰ والے دن کچھ نہیں کھاتے تھے، جب تک لوٹ نہ آتے تھے، پھر لوٹ کر اپنی قربانی کا گوشت کھاتے تھے۔"

(٢٨٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ: مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ فِطْرٍ قَطُّ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ، قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ يَأْكُلُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ ثَلَاثًا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَزْدَادَ أَكَلَ خَمْسًا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَزْدَادَ أَكَلَ وِتْرًا۔ (مسند احمد: ١٣٤٦٠)

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن (عید گاہ کی طرف) نہیں جاتے تھے، مگر کھجوریں کھا کر۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ خود نکلنے سے پہلے تین کھجوریں کھاتے تھے، اگر زیادہ کھانے کا ارادہ ہوتا تو پانچ کھاتے اور اگر اس سے بھی زیادہ کا ارادہ ہوتا تو طاق کھاتے۔"

شرح: ...... تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔ طاق سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ ہے، آپ ﷺ کئی امور میں اس چیز کا خیال رکھتے تھے۔

طاق عدد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((ان اللہ وتر یحب الوتر فاوتروا یا اہل القران)) "یقیناً اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا اے اہل قرآن وتر پڑھو۔" علامہ البانی اور ترمذی رحمہما اللہ نے اس کو (ابوداود: ۱۴۱۶، ترمذی: ۴۵۳) حسن قرار دیا ہے۔

(۴) بَابُ صَلَاةِ الْعِيدِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَاتِّخَاذِ سُتْرَةٍ اَمَامَ الْاِمَامِ فِي الْمُصَلّٰى

خطبہ سے قبل اذان و اقامت کے بغیر نماز عید کے دو رکعت کے ہونے کا اور عید گاہ میں امام کے سامنے سترہ رکھنے کا بیان

تنبیہ: ...... اگرچہ آپ ﷺ عیدین کی نمازوں میں سترہ رکھنے کا اہتمام کرتے تھے، لیکن اس باب کی احادیث میں اس چیز کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔

(٢٨٤٠) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٨٤١) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف علي بن عاصم، وانظر: ١٦٣٣ (انظر: ١٣٤٢٦)

(۲۸۴۲) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَبْدَأُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْأَضْحٰی بِالصَّلَاۃِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ یَخْطُبُ فَتَکُوْنُ خُطْبَتُہُ الْأَمْرَ بِالْبَعْثِ وَالسَّرِیَّۃِ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۶۰)

”سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن خطبہ سے پہلے نماز سے ابتداء کرتے تھے، پھر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور آپ ﷺ کا خطبہ بھی لشکروں اور دستوں کو بھیجنے ہی کے متعلق ہوتا تھا۔“

شرح: ...... یقیناً اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ ہر عید کو یہ لشکر بھیجنے کا اہتمام کرتے تھے، بلکہ یہ ضرورت کے مطابق ہوتا تھا اور آپ ﷺ ان خطبوں میں صدقہ و خیرات اور تقوی و پارسائی کے موضوع پر بھی خطاب کرتے تھے۔ جیسا کہ باب کے تحت آنے والی احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ مزید دیکھیں، حدیث: ۲۸۶۵

(۲۸۴۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَشْہَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلّٰی قَبْلَ الْخُطْبَۃِ فِی الْعِیْدِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأٰی أَنَّہُ لَمْ یُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاہُنَّ فَذَکَّرَہُنَّ وَوَعَظَہُنَّ وَأَمَرَہُنَّ بِالصَّدَقَۃِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَۃُ تُلْقِی الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّیْءَ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۲)

”سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ پر شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے عید میں خطبہ سے پہلے نماز پڑھی ہے، پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ عورتیں آپ ﷺ کی آواز نہیں سن سکیں، اس لیے آپ ﷺ ان کے پاس آئے، ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، پس عورتوں نے اپنی بالیاں، انگوٹھیاں اور دوسری چیزیں (سیدنا بلال ؓ کی جھولی میں) ڈالنا شروع کر دیں۔“

(۲۸۴۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ ؓ قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَۃٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۳۷)

”سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دو بار نہیں، (بلکہ کئی بار) عیدین کی نماز پڑھی، وہ اذان و اقامت کے بغیر ہوتی تھی۔“

(۲۸۴۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلّٰی نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ بِالنَّاسِ یَوْمَ فِطْرٍ رَکْعَتَیْنِ بِغَیْرِ

”سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اذان و اقامت کے بغیر عید الفطر کی دو رکعتیں پڑھائیں،

(۲۸۴۲) تخریج: ...... اسنادہ حسن۔ أخرجہ مطولا ومختصرا مسلم: ۸۸۹، والنسائی: ۳/ ۱۸۷، وابن ماجہ: ۱۲۸۸ (انظر: ۱۱۳۱۵، ۱۱۵۳۹)

(۲۸۴۳) تخریج: ...... أخرجہ البخاری: ۱۴۴۹، و۱۹۸۳، مسلم: ۸۸۴ (انظر: ۱۹۰۲، ۱۹۸۳)

(۲۸۴۴) تخریج: ...... أخرجہ مسلم: ۸۸۷ (انظر: ۲۰۸۴۷)

(۲۸۴۵) تخریج: ...... انظر: ۱۶۳۷

أَذَان وَلَا اِقَـامَةٍ ثُـمَّ خَـطَبَ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ بِلَالٍ فَانْطَلَقَ اِلَى النِّسَاءِ فَخَطَبَهُنَّ ثُـمَّ أَمَـرَ بِلَالًا بَـعْدَ مَا قَفّٰى مِنْ عِنْدِهِنَّ أَنْ يَـأْتِيَهُـنَّ فَيَـأْمُـرَهُـنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ۔ (مسند احمد: ۲۱٦۹)

پھر نماز کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پھر آپ ﷺ نے سیّدنا بلال ؓ کا ہاتھ پکڑا اور عورتوں کی طرف چل گئے اور ان کو خطاب کیا، پھر آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے اور سیّدنا بلال ؓ کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس جائے اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دے۔‘‘

شرح: ……حدیث (۱۶۳۷) کے مطابق عورتوں کو آپ ﷺ نے خود صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا، لیکن اس حدیث میں اس چیز کو سیّدنا بلال ؓ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے، اس تناقض کو یوں دور کیا جا سکتا ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے ہی یہ حکم دیا، پھر سیّدنا بلال ؓ کو مزید تاکید کرنے کے لیے کہہ دیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض عورتوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی ہو اور بعض کو سنانے کی ذمہ داری سیّدنا بلال ؓ کے سپرد کر دی گئی ہو۔ عام طور پر ہمارے ہاں عید کے روز صدقہ وخیرات کرنے پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان نے اپنے گھر میں خوش رہنے یا خوشیوں کا ماحول پیدا کر لینے کو بہت کافی سمجھ رکھا ہے، جس کی وجہ سے غرباءَ وفقراء لوگوں کی خوشیوں کا پاس ولحاظ رکھنے کی فکر اور سوچ ان کے دماغوں میں پیدا ہی نہیں ہوتی، شریعت میں ایسا مزاج با کمال نہیں ہے۔

(۲۸٤٦) عَـنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ مَوْلَى ابْنِ الـزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ الْعِيْدِ يَقُوْلُ حِيْنَ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ: يَا أَيُّهَـا الـنَّـاسُ! كُـلٌّ سُـنَّةُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٦٢٠٧)

’’مولائے ابن زبیر وہب بن کیسان کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن زبیر ؓ کو عید والے دن (خطبہ میں) یہ کہتے ہوئے سنا، جبکہ انھوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھ لی تھی، :اے لوگو! یہ سب کچھ اللہ کی سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔‘‘

شـــــرح: ……ان کی مراد یہ تھی کہ پہلے نماز پڑھنا اور اس کے بعد خطبہ دینا اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ معلوم نہیں کہ بعض لوگوں نے ان واضح ترین احادیث کے باوجود اپنے آپ کو تکلف میں ڈال کر نماز عید سے پہلے بھی خطبے کو کیوں رواج دے رکھا ہے۔ اس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۶۰) کے فوائد۔

(۲۸٤۷) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ؓ: أَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْ لَا مَكَانِي مِنْـهُ مَـا شَهِـدْتُّـهُ لِصِغَرِيْ، قَالَ: خَرَجَ

’’عبد الرحمٰن بن عابس کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے کہا: کیا آپ عید میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں اور اگر میرا آپ ﷺ کے نزدیک مقام ومرتبہ نہ ہوتا تو میں کم سنی کی وجہ سے حاضر نہ

(۲۸٤٦) تخريج: ……اسناده حسن۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۳۱۹ (انظر: ١٦١٠٨)

(۲۸٤۷) تخريج: ……أخرجه البخاری: ۸٦۳، ۹۷۷، ٥۲٤۹ (انظر: ۳٤۸۷)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَطَبَ لَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً۔ (مسند احمد: ٢٠٦٢)

ہو سکتا، پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نکلے اور کثیر بن صلت کے گھر کے پاس دو رکعتیں ادا کیں اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ انھوں نے اذان و اقامت کا ذکر نہیں کیا۔‘‘

شــــرح: ...... کثیر بن صلت کا گھر نبی کریم ﷺ کے بعد تعمیر ہوا تھا، سامعین کو سمجھانا مقصود ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے نماز عید پڑھی تھی، وہ جگہ اس گھر کے قریب پڑتی ہے۔

(٢٨٤٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔ (مسند احمد: ٢١٧١)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان ﷺ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا، سب نے اذان و اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔‘‘

(٢٨٤٩) عَنْ أَبِي يَعْقُوْبَ الْخَيَّاطِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْفِطْرَ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَهُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ فَصَلّٰى يَوْمَئِذٍ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ (مسند احمد: ١١٠٧٤)

’’ابو یعقوب خیاط کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں عید الفطر کی نماز کے موقع پر مصعب بن زبیر کے ساتھ حاضر تھا، انھوں نے یہ پوچھنے کے لیے سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ (یہ نماز) کیسے ادا کیا کرتے تھے، انھوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے، پس اس نے بھی اس دن خطبہ سے قبل نماز پڑھی۔‘‘

(٢٨٥٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعِيْدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا ثُمَّ نَزَلَ فَمَشٰى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ، فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اذان و اقامت کے بغیر ہمیں عیدین کی نماز پڑھائی، پھر ہمیں خطبہ دیا، اس کے بعد نیچے آ گئے اور عورتوں کی طرف چلے گئے، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے، پس آپ ﷺ نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، سو عورتوں نے

(٢٨٤٨) تخریج: ...... اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ١١٤٧، وابن ماجه: ١٢٧٤، وابن ابی شيبة: ٢/ ١٧٠، وانظر الحديث السابق (انظر: ٢٠٠٤، ٢١٧١، ٣٢٢٥)

(٢٨٤٩) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة أبي يعقوب الخيّاط انظر الحديث رقم: ١٦٣٦ (انظر: ١١٠٥٩)

(٢٨٥٠) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٩٧٨، ومسلم: ٨٨٥ (انظر: ١٤١٦٣، ١٤٣٢٩)

تُومَتَهَا وَخَاتَمَهَا اِلٰی بِلَالٍ ؓ۔ (مسند احمد: ۱٤۳۸۰)

بالیوں کے دانے اور موتی اور انگوٹھیاں سیّدنا بلال ؓ کی طرف ڈالنا شروع کر دیں۔“

شرح: ...... آپ ﷺ زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس حدیث کے الفاظ ”اس کے بعد نیچے آ گئے“ کا معنی یا تو یہ ہے کہ آپ ﷺ زمین کے کسی بلند حصے پر کھڑے تھے یا ان الفاظ سے راوی کی مراد ایک کام سے دوسرے کام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ منبر کے ہونے یا نہ ہونے پر مزید گفتگو کے لیے حدیث نمبر (۲۸۶۶) دیکھیں۔

نیچے اترنے کے حوالے سے فاضل محترم شارہ اور دیگر شارحین کی توضیحات اپنی جگہ پر، لیکن سنن ابی داود (۲۸۱۰ کتاب الاضاحی باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعہ) ”میں جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیث میں عید الاضحیٰ کے ضمن میں بیان ہوا ہے کہ آپ ﷺ خطبہ کے بعد اپنے منبر سے نیچے اترے۔ صاحب عون المعبود علامہ شمس الحق عظیم آبادی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ((فیہ ثبوت وجود المنبر فی المصلی وان النبی ﷺ کان یخطب علیہ)) (عون المعبود: ۳/ ٥٦) اس حدیث سے عید گاہ میں منبر کے وجود کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ اس پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عید گاہ میں منبر رکھا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (عبداللہ رفیق)

فَصْلٌ فِیْ اِتِّخَاذِ الْحَرْبَةِ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ بَیْنَ یَدَیِ الْإِمَامِ

عیدین کے دن امام کے سامنے برچھی یا نیزہ گاڑھنے کا بیان

(۲۸٥۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ یَأْمُرُ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَیُصَلِّی اِلَیْهَا وَالنَّاسُ وَرَائَهُ، وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی السَّفَرِ ثُمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔ (مسند احمد: ٦٢٨٦)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب عید کے روز عید گاہ کی طرف جاتے تو حکم دیتے کہ برچھی کو آپ ﷺ کے سامنے گاڑھا جائے، پس آپ ﷺ اس کی طرف نماز پڑھتے، جبکہ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے، آپ ﷺ سفر میں اس چیز کا اہتمام کرتے تھے، پھر امراء نے بھی اس سنت کا اہتمام کیا۔“

شرح: ...... حدیث نمبر (۴۴۴) میں سترہ کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ آج کل اکثر لوگ ان موقعوں پر سترہ وغیرہ کا کوئی اہتمام نہیں کرتے، جبکہ نبی کریم ﷺ تو گھر سے ہی ایسی چیز لانے کا حکم دیتے جس کو سترہ بنایا جاتا تھا۔

(۲۸٥۱) تخریج: ...... أخرجہ البخاری: ٤٩٤، ومسلم: ٥٠١ (انظر: ٦٢٨٦)

5 ..... بَابُ عَدَدِ التَّكْبِيْرَاتِ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَ مَحَلِّهَا

عید کی نماز میں تکبیرات کی تعداد اور ان کے محل کا بیان

(٢٨٥٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً، سَبْعًا فِي الْأُوْلٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، قَالَ أَبِيْ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلٰى هٰذَا۔ (مسند احمد: ٦٦٨٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیرات کہیں، پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ اور عید سے پہلے اور بعد میں کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میرے باپ امام احمد نے کہا: اور میرا مسلک بھی یہی ہے (کہ بارہ تکبیرات کہی جائیں)۔''

(٢٨٥٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلتَّكْبِيْرُ فِي الْعِيْدَيْنِ سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَائَةِ وَخَمْسًا بَعْدَ الْقِرَائَةِ.)) (مسند احمد: ٨٦٦٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیدین میں سات تکبیریں قراء ت سے پہلے ہیں اور پانچ قراء ت کے بعد۔''

شرح: ...... آخری جملے کے علاوہ اس حدیث کے شواہد موجود ہیں، نیز سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: امام نافع کہتے ہیں: میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے موقع پر سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے پہلی رکعت میں قراء ت سے پہلے سات تکبیرات اور دوسری رکعت میں قراء ت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔ (موطا امام مالک: ۱/ ۱۸۰، مسند شافعی: ۱/ ۱۵۷، سنن بیہقی: ۳/ ۲۸۸، وسندہ صحیح)

(٢٨٥٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيْدَيْنِ سَبْعًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ سِوَى تَكْبِيْرَتَيِ الرُّكُوْعِ۔ (مسند احمد: ٢٤٩١٣)

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہتے تھے، یہ رکوع والی تکبیرات کے علاوہ ہوتی تھیں۔''

(٢٨٥٢) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٧٨، ابوداود: ١١٥١، ١١٥٢، وعبد الرزاق فى "المصنف": ٥٦٧٧، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ٤/ ٣٤٣، والدارقطنى: ٢/ ٤٧، والبيهقى: / ٢٨٥ (انظر: ٦٦٨٨)

(٢٨٥٣) تخريج: ......اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وقوله فيه: "وخمسا بعد القراءة" منكر (انظر: ٨٦٧٩)

(٢٨٥٤) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة، واضطرابه فيه أخرجه البيهقى: ٣/ ٢٨٧، والطحاوى فى "شرح معانى الاثار": ٤/ ٣٤٤ (انظر: ٢٤٤٠٩)

(٢٨٥٥) عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَائِشَةَ وَكَانَ جَلِيْسًا لِأَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ دَعَا أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ ؓ فَقَالَ: كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى؟ فَقَالَ أَبُو مُوْسَى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَصَدَّقَهُ حُذَيْفَةُ، فَقَالَ أَبُو عَائِشَةَ فَمَا نَسِيْتُ بَعْدُ قَوْلَهُ تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَأَبُو عَائِشَةَ حَاضِرٌ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ۔ (مسند احمد: ١٩٩٧٢)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کے ہم نشین ابو عائشہ کہتے ہیں: سیّدنا سعید بن عاص ؓ نے سیّدنا ابو موسی اشعری اور سیّدنا حذیفہ بن یمان ؓ کو بلایا اور پوچھا: رسول اللہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں تکبیرات کیسے کہتے تھے؟ سیّدنا ابو موسی ؓ نے کہا: (ہر رکعت میں) چار تکبیرات کہتے تھے، جیسے جنازے کی تکبیریں ہوتی ہیں۔ سیّدنا حذیفہ ؓ نے ان کی تصدیق کی۔ ابو عائشہ کہتے ہیں: میں اس کے بعد ان کی بات ''جیسے جنازے کی تکبیریں ہوتی ہیں'' کو نہیں بھول پایا۔ مکحول کہتے ہیں: ابو عائشہ سیّدنا سعید بن عاص ؓ کی مجلس میں حاضر تھے۔''

شرح:...... عَنِ الْوَضِيْنِ بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عِيْدٍ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا أَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِيْنَ انْصَرَفَ قَالَ: ((لَا تَنْسَوْا كَتَكْبِيْرِ الْجَنَائِزِ .)) وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ، يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْعِيْدِ۔ (شرح المعانی للطحاوی: ٤/ ٣٤٥، سلسلہ صحیحہ: ٢٩٩٧)

وضین بن عطاء کہتے: مجھ سے ابو عبد الرحمن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کے روز نماز پڑھائی اور چار چار تکبیریں کہیں، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بھولنا نہیں، جنازے کی تکبیرات کی طرح (چار تکبیریں اس نماز میں بھی ہیں)''۔ پھر آپ ﷺ نے (بات سمجھانے کے لیے) انگوٹھا بند کر کے (بقیہ چار) انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔ اس سے مراد وہی چھ تکبیریں ہیں، جو ہمارے ہاں احناف کا طریقۂ کار ہے، یہ بھی مسنون عمل ہے، اگر پہلی رکعت کی تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت کی رکوع والی تکبیر کو شمار کیا جائے تو ہر رکعت میں تکبیرات کی تعداد چار چار اور کل آٹھ بنتی ہے، جن میں نمازِ عید کی خاص تکبیرات چھ ہیں، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے تین اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے تین۔

(٢٨٥٥) تخريج: ......حديث حسن موقوفا، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال أبي عائشة أخرجه أبو داود: ١١٥٣، وابن ابي شيبة: ٢/ ١٧٢، والبيهقي: ٣/ ٢٨٩، وله شواهد مرفوعة ضعيفة (انظر: ١٩٧٣٤)

(٢٨٥٦)عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ فَرُّوخَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُثْمَانَ رضي الله عنه الْعِيدَ فَكَبَّرَ سَبْعًا وَخَمْسًا۔ (مسند احمد: ٥٤٢)

”عبد اللہ بن فروخ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے عید کی نماز پڑھی، انہوں نے (پہلی رکعت میں) سات اور (دوسری رکعت میں) پانچ تکبیریں کہیں۔“

شرح: ...... بارہ تکبیرات پر دلالت کرنے والی مزید احادیث: سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔

(ترمذی: ٥٣٦، ابن ماجه: ١٢٧٩)

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ (ابن ماجه: ١٢٧٧)

سیّدنا عمر، سیّدنا علی، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا جابر، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا عبد اللہ بن عباس، سیّدنا ابو ایوب، سیّدنا زید بن ثابت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اور امام احمد، امام شافعی اور امام مالک اور دیگر کئی ائمہ کا یہی مسلک ہے کہ نمازِ عیدین میں بارہ تکبیریں کہی جائیں۔ اس موضوع پر بعض احادیث میں ضعف ہے، لیکن وہ شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔ بہر حال اس باب میں مندرج احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیرات کے دو طریقے مسنون ہیں، ایک بارہ تکبیرات والا اور ایک چھ تکبیرات والا۔

6 ..... بَابُ مَا يُقْرَءُ بِهِ فِي الْعِيدَيْنِ

عیدین میں قراءت کا بیان

(٢٨٥٧) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (مسند احمد: ٢٠٣٤٠)

”سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نمازوں میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔“

(٢٨٥٨) عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رضي الله عنه بِمَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ

”عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز میں کون سی قراءت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا:

(٢٨٥٦)تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف محبوب بن محرز، وجهالة ابراهيم بن عبد الله بن فروخ (انظر: ٥٤٢)

(٢٨٥٧) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه النسائی فی ”الكبرى“: ١٧٧٤، والطبرانی فی ”المعجم الكبير“: ٦٧٧٧، والطحاوی فی ”شرح معانی الآثار“: ١/ ٤١٣ (انظر: ٢٠٠٨٠، ٢٠٢١٧)

(٢٨٥٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٩١ (انظر: ٢١٨٩٦)

فِی الْعِیْدِ؟ (وَفِی رِوَایَةٍ فِی الْعِیْدَیْنِ) قَالَ: کَانَ یَقْرَأُبِـ ﴿قٓ﴾ وَ ﴿اِقْتَرَبَتْ﴾۔ (مسند احمد: ۲۲۲٤۱)

آپ ﷺ سورۂ ق اور سورۂ قمر کی تلاوت کرتے تھے۔''

شرح:...... دونوں سورتیں تین تین رکوعات پر مشتمل ہیں۔

(۲۸۵۹) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَرَأَفِی الْعِیْدَیْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ۔﴾ وَإِنْ وَافَقَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَرَأَ بِهِمَا جَمِیْعًا (وَفِی رِوَایَةٍ) فَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَةُ فَقَرَأَ بِهَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۵۷۳)

''سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں عیدوں کی نمازوں میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی اور اگر اس دن جمعہ کا دن آ جاتا تو دونوں نمازوں میں ان ہی کی تلاوت کرتے۔ ایک روایت میں ہے: اگر عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو پھر بھی ان ہی سورتوں کی تلاوت کرتے۔''

(۲۸٦۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِیْدَ رَکْعَتَیْنِ لَا یَقْرَأُ فِیْهِمَا إِلَّا بِأُمِّ الْکِتَابِ لَمْ یَزِدْ عَلَیْهَا شَیْئًا۔ (مسند احمد: ۲۱۷٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی دو رکعت نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا، یعنی سورۂ فاتحہ سے زائد کوئی (آیت یا سورت) نہ پڑھی۔''

شرح:...... مسئلہ تو انتہائی واضح ہے، لیکن اکثر مقامات پر ان سورتوں کی تلاوت کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ حدیث کی تخریج میں حدیث کے ضعیف ہونے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ صحیح احادیث میں عیدین کی نماز میں فاتحہ کے علاوہ سورۃ اعلٰی اور سورۃ غاشیہ پڑھنے کا صریح تذکرہ آ رہا ہے۔ اور یہ مسنون ہے۔ اور اسی پر عمل ہونا چاہیے۔ باقی یہ بھی واضح ہے اور دلائل سے ثابت ہے کہ نماز میں فاتحہ کے علاوہ قراءت فرض نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

7 ..... باب خطبة العیدین وأحکامها ووعظ النساء وحثهن علی الصدقة

عیدین کے خطبہ اور اس کے احکامات کا بیان، اور عورتوں کو وعظ کرنے اور ان کو صدقہ کرنے پر ابھارنے کا بیان

(۲۸٦۱) عَنْ جَابِرٍ (بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عید کے موقع پر

(۲۸۵۹) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۸۷۸ (انظر: ۱۸۳۸۳، ۱۸٤۰۹)

(۲۸٦۰) تخریج:...... اسناده ضعیف، حنظلة السدوسی ترکه یحیی بن سعید القطان، وضعفه احمد وابن معین، والنسائی وابوحاتم، وکان قد اختلط بأخرَة حتی کان لا یدری ما یحدث، وشهر بن حوشب مختلف فیه أخرجه دون تقیید بصلاة العیدین أبویعلی: ۲۵٦۱، والطبرانی: ۱۳۰۱٦، والبیهقی: ۲/ ٦۲ (انظر: ۲۱۷٤)

(۲۸٦۱) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۹۵۸، ۹٦۱ و مسلم: ۸۸۵ (انظر: ۱٤۱٦۳، ۱٤٤۲۰)

قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ، ثُمَّ مَضٰى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَوَعَظَهُنَّ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَحَثَّهُنَّ عَلَى طَاعَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ.)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ.)) فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ حُلِيَّهُنَّ وَقَلَائِدَهُنَّ وَقِرَطَتَهُنَّ وَخَوَاتِيْمَهُنَّ يَقْذِفْنَ بِهِ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَصَدَّقْنَ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٤٧٣)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز میں موجود تھا، آپ ﷺ نے اذان واقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز سے آغاز کیا، تکمیلِ نماز کے بعد آپ ﷺ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے، اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی اور ان کو اپنی اطاعت کرنے پر رغبت دلائی، پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف چلے گئے، جبکہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس آپ ﷺ نے ان کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور مزید وعظ ونصیحت کی، وہاں بھی آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی تھی، آپ ﷺ نے ان کو اپنی اطاعت پر آمادہ کیا اور پھر فرمایا: ''صدقہ کیا کرو، پس بے شک تم میں سے اکثر خواتین جہنم کا ایندھن ہیں۔ نچلے درجے کی عورتوں میں سے ایک سیاہ رخساروں والی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ تم شکوہ بہت کرتی ہو، اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔'' اس کے بعد عورتیں شروع ہوئیں اور صدقہ کرنے کے لیے اپنے زیورات، ہار، بالیاں اور انگوٹھیاں اتار اتار کر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں پھینکنے لگیں۔''

شرح: ……شکوہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اپنی کم عقلی اور قلتِ معرفت کی بنا پر اپنے اوپر کئے گئے احسان کی قدر نہیں کرتیں اور کوئی قابل اعتراض بات دیکھ کر بہت جلد ناشکری کرنے لگتی ہیں۔

(٢٨٦٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ.)) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ فَقَالَتْ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، اگرچہ اپنے زیورات میں سے ہو، کیونکہ تم میں سے اکثر آگ والیاں ہیں۔'' ایک عورت، جو اشراف عورتوں میں سے نہیں تھی، کھڑی ہوئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟

(٢٨٦٢) تخريج: ……صحيح لغيره۔ أخرجه الحميدي: ٩٢، والنسائي في "الكبرى": ٩٢٥٧، وابن ابي شيبة: ٣/ ١١٠، والحاكم: ٢/ ١٩٠، والطيالسي: ٣٨٤ (انظر: ٣٥٦٩، ٤١٥١)

((لَأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ .)) (مسند احمد: ۳۵۶۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ تم لعن طعن (اور گالی گلوچ) بہت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔''

شرح: ...... آپ ﷺ نے جن وجوہات کی بنا پر عورتوں کی اکثریت کو جہنمی قرار دیا، اکثر خواتین ان برائیوں میں بری طرح مبتلا ہیں، میں یہاں یہ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض عالی مرتبہ لوگوں کے گھرانوں کے بارے میں میرا بڑا حسن ظن تھا کہ یہاں میاں بیوی کے حالات بہت مناسب ہوں گے، لیکن جب ان کے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو ان کی خواتین کو بھی ان برائیوں کا مصداق پایا۔ اور وائے مصیبت! آپ ﷺ نے ان برائیوں کے اثر کو ختم کرنے کے لیے جس عمل کی تجویز دی اور صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا، عورتوں کی بھاری اکثریت ایسا کرنے سے محروم اور غافل ہے۔

(۲۸۶۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانَ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ، قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَائَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا....﴾ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْهَا: ((أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَا يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ، قَالَ: ((فَتَصَدَّقْنَ .)) قَالَ: فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَاكُنَّ أَبِي وَأُمِّي، فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ، قَالَ ابْنُ بَكْرٍ: اَلْخَوَاتِيْمَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَجَمَعَهُ فِي ثَوْبٍ حَتّٰى أَمْضَاهُ۔ (مسند احمد: ۳۰۶۳)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کے دن نماز میں حاضر ہوا ہوں، یہ سب لوگ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے، اس کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ (خطبۂ عید سے فارغ ہو کر) نیچے اترے اور گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس پہنچ گئے، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے وہاں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا....﴾ (اے نبی! جب تیرے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی ......) پوری آیت کی تلاوت کی، جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم اسی (بیعت) پر پابند ہو؟'' ایک عورت نے جواب دیا: جی ہاں، اے اللہ کے نبی، کوئی اور عورت نہیں بولی، حسن راوی نہیں جانتا کہ وہ کون تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' پس

(۲۸۶۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۷۹، ومسلم: ۸۸٤ (انظر: ۳۰۶۳)

سیّدنا بلال ؓ نے کپڑا بچھایا اور کہا: لاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، سو وہ بڑی انگوٹھیاں اور چھوٹی انگوٹھیاں سیّدنا بلال ؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے سیّدنا بلال ؓ کو حکم دیا، انھوں نے سب کچھ کپڑے میں اکٹھا کرلیا، پھر وہ چلے گئے۔‘‘

شرح: ……آپ ﷺ عید کے موقع پر زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، منبر کے ہونے یا نہ ہونے پر مزید گفتگو کے لیے حدیث نمبر (۲۸۵۰) دیکھیں۔

(۲۸٦٤) عَـنْ عَطاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَـالَ: سَـمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَامَ يَـوْمَ الْـفِـطْرِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَعَـلٰـى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَأَتَى الـنِّسَـاءَ فَـذَكَّـرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَـاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِيْنَ فِيْهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً، قَالَ: تُلْقِی الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ قَالَ ابْنُ بَكْرٍ فَتَخَتَهَا۔ (مسند احمد: ۱٤۲۱۰)

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے ابتدا کی، پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، جب اس سے فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آکر ان کو وعظ و نصیحت کی، جبکہ آپ ﷺ سیّدنا بلال ؓ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے اور عورتیں اس میں اپنا صدقہ ڈال رہی تھیں، اور بڑی بڑی انگوٹھیاں اور دوسرے زیورات صدقہ کررہی تھیں۔‘‘

(۲۸٦٥) عَـنْ أَبِـی سَـعِيْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَـالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَـخْـرُجُ يَوْمَ الْعِيْدِ فِی الْـفِـطْـرِ ’’وَفِی رِوَايَةٍ وَالْأَضْحٰى‘‘ فَيُصَلِّی بِـالنَّاسِ تَيْنِكَ الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَسْتَقْبِلُ الـنَّـاسَ وَهُمْ جُلُوْسٌ فَيَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوا، تَـصَـدَّقُـوا، تَصَدَّقُوا.)) ثَـلَاثَ مَرَّاتٍ، قَـالَ: فَـكَـانَ أَكْثَـرَ مَـا يَتَصَدَّقُ مِنَ النَّاسِ

’’سیّدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نکلتے، لوگوں کو عید کی دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر آگے بڑھتے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے، جبکہ لوگ بیٹھے ہوتے، پھر فرماتے: ’’صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو۔‘‘ لوگوں میں سب سے زیادہ عورتیں اپنی بالیوں، انگوٹھیوں اور دوسری چیزوں کی صورت میں صدقہ کرتیں۔ پھر آپ ﷺ کو اگر کوئی لشکر بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اس کا ذکر

(۲۸٦٤) تخريج: ……أخرجه البخاری: ۹۵۸، ۹٦۱، ۹۷۸، ومسلم: ۸۸٥ (انظر: ۱٤۱٦۳)

(۲۸٦٥) تخريج: ……أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۸۸۹، والنسائی: ۳/ ۱۸۷، وابن ماجه: ۱۲۸۸ (انظر: ۱۱۳۱٥)

النِّسَاءُ بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّيْءِ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فِي الْبَعْثِ ذَكَرَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ انْصَرَفَ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَضْرِبَ عَلَى النَّاسِ بَعْثًا ذَكَرَهُ وَإِلَّا انْصَرَفَ۔ (مسند احمد: ۱۱۳۳۵)

کرتے، اور اگر ایسی کوئی صورت نہ ہوتی تو واپس پلٹ جاتے۔"

(۲۸۶۶) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ، وَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَامَرْوَانُ! خَالَفْتَ السُّنَّةَ أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُ يُخْرَجُ بِهِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُ يُبْدَأُ بِهَا۔ قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ۔ قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، وَقَالَ مَرَّةً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.)) (مسند احمد: ۱۱۰۸۹)

"سیّدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے عید والے دن (عیدگاہ میں) منبر رکھوایا، جبکہ یہ اس سے پہلے نہیں نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی، جبکہ اس سے نہیں، بلکہ نماز سے ابتدا کی جاتی تھی۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، تو نے آج عید کے دن منبر نکالا ہے، جبکہ اسے نہیں نکالا جاتا تھا اور تو نے نماز سے پہلے خطبہ سے ابتدا کی ہے، حالانکہ خطبہ سے تو ابتدا نہیں کی جاتی تھی۔ سیّدنا ابو سعید خدری ؓ نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں بن فلاں ہے۔ پھر انھوں نے کہا؛ اس شخص نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اور اسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہو تو وہ اس کو روکے، اگر ہاتھ سے ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے روکے، اگر زبان سے بھی قدرت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

شرح: ...... یہ مروان بن حکم تھا، جو اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق مروان کو عملی طور پر روکنے والے سیّدنا ابو سعید خدری ؓ خود تھے، لیکن اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کام کرنے والا کوئی اور شخص تھا۔ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مختلف قسم کے دو واقعات ہیں۔ عید کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا، یہی

(۲۸۶۶) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٤٩ (انظر: ۱۱۰۷۳/ أ)

نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ ابن قدامہ نے کہا: اس مسئلہ میں مسلمانوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا، سوائے بنوامیہ کے۔ اس ضمن میں جن روایات کے مطابق یہ عمل سیّدنا عمر یا سیّدنا عثمان یا سیّدنا معاویہ یا سیّدنا عبداللہ بن زبیر ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ انھوں نے نماز سے پہلے خطبہ کا رواج دیا تھا، وہ سنداً قوی نہیں ہیں، صحیح مسلم کی روایت سے یہی معلوم ہوتا کہ مروان نے سب سے پہلے ان دو امور کو ایجاد کیا۔ لیکن ان حقائق کے باوجود آج بھی اکثر و بیشتر مقامات پر عیدین کا آغاز خطبہ سے ہی کیا جاتا ہے۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے تو عید کا خطبہ سے آغاز کرنے کو برائی سے تعبیر کیا ہے۔ مزید آنے والی حدیث پر غور کریں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے پہلے خود مروان کو روکا ہو۔ بعد مین کسی اور آدمی نے بھی یہی بات کی تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید وحمایت کی اور برائی سے روکنے کے بارے میں مذکورہ حدیث سنائی۔ (عبداللہ رفیق)

(٢٨٦٧) عَـنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمُصَلّٰى يَوْمَ أَضْحٰى فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ أَوَّلَ نُسُكِ يَـوْمِـكُـمْ هٰذَا الصَّلَاةُ .)) قَـالَ: فَتَـقَـدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَـقْبَـلَ الـنَّـاسَ بِوَجْهِهِ وَأُعْطِيَ قَوْسًا أَوْ عَـصًـا فَاتَّكَأَ عَلَيْهِ، فَحَمِدَ لِلّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَأَمَـرَهُـمْ وَنَهَـاهُمْ وَقَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ عَـجَّلَ ذَبْحًا فَإِنَّمَا هِيَ جَزَرَةٌ أَطْعَمَهُ أَهْلَهُ، إِنَّمَا الذَّبْحُ بَعْدَ الصَّلَاةِ .)) فَقَامَ اِلَيْهِ خَالِي أَبُـو بُـرْدَةَ بْـنُ نِيَارٍ فَقَالَ: أَنَا عَجَّلْتُ ذَبْحَ شَـاتِـي يَـا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! لِيُصْنَعَ لَنَا طَعَامٌ نَـجْـتَـمِـعُ عَلَيْهِ اِذَا رَجَعْنَا، وَعِنْدِي جَذَعَةٌ مِنْ مَعْزٍ هِيَ أَوْفٰى مِنَ الَّذِي ذَبَحْتُ أَفَتُغْنِي عَـنِّـي يَـارَسُـوْلَ الـلّٰهِ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَلَنْ تُـغْـنِـيَ عَـنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ:

’’سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم عید الاضحیٰ والے دن عید گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لوگوں کو سلام کہا اور فرمایا: ’’تمہارے اس دن کی پہلی عبادت نماز ہے‘‘۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے، دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر آپ ﷺ کو کمان یا لاٹھی دی گئی، آپ ﷺ نے اس پر ٹیک لگائی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد لوگوں کو بعض امور کا حکم دیا اور بعض سے منع کیا اور پھر فرمایا: ’’تم میں سے جس شخص نے جلدی کی اور قربانی (نماز سے پہلے) ذبح کر دی تو وہ تو محض گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو کھلایا ہے، قربانی نماز عید کے بعد ہوتی ہے۔‘‘ یہ سن کر میرے ماموں سیّدنا ابو بریدہ بن نیار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی بکری کی قربانی جلدی کر بیٹھا ہوں، میرا مقصد تو یہ تھا کہ اتنے میں کھانا تیار ہو جائے گا اور ہم واپس آ کر اکٹھا کھانا کھائیں گے، اب میرے پاس بکری کا ایک سال کا (کھیرا) بچہ ہے، لیکن یہ میرے ذبح

(٢٨٦٧) تـخـريـــج: ...... حـديـث صـحـيـح بـطـرقه و شواهده أخرجه مختصرا أبو داود: ١١٤٥ بلفظ: ان النبى ﷺ نول يوم العيد قوسا فخطب عليه۔ (انظر: ١٨٤٩٠)

﴿يَا بِلَالُ!﴾ قَالَ: فَمَشَى وَاتَّبَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى النِّسَاءَ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسْوَانِ! تَصَدَّقْنَ، اَلصَّدَقَةُ خَيْرٌ لَكُنَّ.)) قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ أَكْثَرَ خَدَمَةً مَقْطُوْعَةً وَقِلَادَةً وَقُرْطًا مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ (مسند احمد: ١٨٦٨٢)

کیے ہوئے جانور سے موٹا ہے، کیا وہ مجھے کفایت کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، لیکن تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا“۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بلال!“ پس سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ چل پڑے اور رسول ﷺ بھی ان کے پیچھے ہو لیے، یہاں تک کہ عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور (ان کو خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: ”اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، صدقہ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ (پھر عورتوں نے اتنا صدقہ کیا کہ) میں نے اس دن کی بہ نسبت کبھی بھی اتنے پازیب، ہار اور بالیاں نہیں دیکھی تھیں۔“

(٢٨٦٨) عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ يُصَلِّيَانِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى ثُمَّ يَنْصَرِفَانِ يُذَكِّرَانِ النَّاسَ، قَالَ: وَسَمِعْتُهُمَا يَقُوْلَانِ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ قَالَ: وَسَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبْقٰى مِنْ نُسُكِكُمْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ (مسند احمد: ٤٣٥)

”مولائے عبدالرحمٰن بن ازہر ابو عبید کہتے ہیں: میں نے سیّدنا علی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ پہلے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں پڑھاتے، ان سے فارغ ہو کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے، وہ یہ بھی کہتے تھے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان دو دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ خود میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس قربانی کا گوشت تین دنوں سے زیادہ باقی رہے۔“

(٢٨٦٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيٍّ فَصَلّٰى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى أَنْ تَأْكُلُوا نُسُكَكُمْ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَا تَأْكُلُوْهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ١١٩٣)

”(دوسری سند) ابو عبید کہتے ہیں: پھر میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے اذان و اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور کہا: لوگو! بیشک رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ تم قربانی کا گوشت تین دنوں کے بعد کھاؤ، لہٰذا اس مقدار کے بعد نہ کھایا کرو۔“

(٢٨٦٨) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي في ”الكبرى“: ٢٧٨٨، والبزار: ٤٠٧، والطحاوي: ٢/ ٢٤٧ (انظر: ٤٢٧، ٤٣٥) وأما حديث علي: نهى رسول الله ﷺ...... فأخرجه البخاري: ٥٥٧٣، ومسلم: ١٩٦٩ (انظر: ٥٨٧)

(٢٨٦٩) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

شرح: ...... اس موضوع پر دلالت کرنے والی دیگر احادیث بھی موجود ہیں کہ قربانی کا گوشت تین دنوں کے اندر اندر ہی کھایا جا سکتا ہے، تاکہ دوسرے مستحق لوگ بھی مستفید ہو سکیں، لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، بعد میں آپ ﷺ نے اجازت دے دی تھی، کافی ساری قولی اور فعلی احادیث میں اس حکم کی وضاحت موجود ہے، چند ایک یہ ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ''مِنٰی'' میں اپنی قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہیں کھاتے تھے، لیکن پھر رسول اللہ ﷺ نے رخصت دے دی اور فرمایا: ((كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا۔)) یعنی: ''کھاؤ اور بطورِ زادِ راہ (ذخیرہ کرلو)۔''

(صحیح بخاری: ۱۷۱۹، صحیح مسلم: ۱۹۷۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ اَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِيْ دَفَّتْ۔ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا۔)) یعنی: ''میں نے آنے والے محتاج لوگوں کی وجہ سے تم کو منع کر دیا تھا، (اب کوئی پابندی نہیں) کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔'' (صحیح بخاری: ۵٤۲۳، صحیح مسلم: ۱۹۷۱، واللفظ له)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اہل مدینہ! قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہ کھایا کرو۔'' لیکن صحابہ نے آپ ﷺ سے شکایت کی، ...... پس آپ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَاحْبِسُوْا اَوِ ادَّخِرُوْا۔)) یعنی: ''کھاؤ، کھلاؤ اور روکے رکھو یا ذخیرہ کرلو۔'' (صحیح مسلم: ۱۹۷۳)

حافظ ابن حجر نے تین دنوں کے حکم کے منسوخ ہو جانے پر (فتح الباری: ۱۰/ ۲۸ تا ۳٦) میں خوبصورت بحث کی ہے، قارئین اس کا مراجعہ کریں۔

8 ..... بَابُ وُقُوْفِ الْإِمَامِ لِلنَّاسِ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ مِنْ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَالنَّظَرِ اِلَيْهِمْ وَمَا جَاءَ فِي التَّهْنِئَةِ بِالْعِيْدِ

عید کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کا لوگوں کے سامنے کھڑا ہونے ان کی طرف دیکھنے اور عید کی مبارک دینے کا بیان

(۲۸۷۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ النَّيْمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فِي السُّوْقِ يَوْمَ الْعِيْدِ يَنْظُرُ وَالنَّاسُ يَمُرُّوْنَ۔ (مسند احمد: ۱٦۱٦۵)

''سیّدنا عبد الرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ عید کے روز بازار میں کھڑے تھے اور لوگوں کو گزرتا ہوا دیکھ رہے تھے۔''

شرح: ...... نبی کریم ﷺ سے عید کی مناسبت سے معانقہ کرنا، مبارکباد دینا یا کوئی مخصوص دعا دینا ثابت نہیں ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے یہ ثابت ہے کہ وہ عید کے دن ملاقات کے وقت ایک دوسرے یہ دعا دیتے تھے: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ۔ (اللہ تعالیٰ ہم سے اور تجھ سے قبول فرمائے۔) (دیکھیں: تمام المنة: ۳۵٤، ۳۵۵)

(۲۸۷۰) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف المنكدر بن محمد أخرجه أبويعلى: ۹۳۵ (انظر: ۱٦۰٦۸)

بہرحال رمضان کے روزوں اور قربانی کو سامنے رکھ کر کسی کو کوئی بھی دعا دی جا سکتی ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ خوشی کے موقع پر ملنے اور برکت کی دعا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ ایک دفعہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قرضے کی ادائیگی کے لیے پریشان تھے، ایک طرف سے آپ ﷺ کو سامان سمیت چار اونٹنیاں بھیجی گئیں، آپ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ((اَبْشِرْ، فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِقَضَائِكَ .)) یعنی: ”خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ تیری ادائیگی کو لے آیا ہے۔“ (ابوداود: ۳۰۵۵)

غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (لوگوں سے قطع تعلقی کی وجہ سے) مجھ پر زمین تنگ ہو گئی، ایک دن اچانک میں نے یہ آواز سنی: کعب بن مالک! خوش ہو جا، میں سجدے میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ پریشانی ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے، جس آدمی نے مجھے سب سے پہلے خوشخبری سنائی، میں نے اپنا سوٹ اس کو تحفہ دے دیا، پھر لوگ مجھے مختلف گروہوں کی شکل میں ملنے اور ان الفاظ میں توبہ کی مبارکباد دینے لگے: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ۔ (تجھے اللہ تعالیٰ کی یہ توبہ مبارک ہو)۔ پھر میں مسجد میں پہنچا، سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میرے پاس آئے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا، خوشی سے آپ ﷺ کا چہرہ چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ((اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ .)) یعنی: ”جب سے تیری ماں نے تجھے جنم دیا ہے، اس وقت سے اپنی زندگی کے بہترین دن کی وجہ سے خوش ہو جا۔“ (صحیح بخاری: ٤٤١٨، صحیح مسلم: ٢٧٦٩)

جب نبی کریم ﷺ کے سوال پر سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آیۃ الکرسی کا درست جواب دیا تو آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ((لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ!)) یعنی: ”اے ابو المنذر! تجھے یہ علم مبارک ہو۔“ (صحیح مسلم: ٨١٠)

بہرحال یہ ایک اجتہادی رائے ہے، کسی کو اس سے اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔

9 ..... بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا

عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں نماز پڑھنے کا بیان

(٢٨٧١) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ عِيْدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ۔ (مسند احمد: ٥٢١٢)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید والے دن نکلے اور نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز نہ پڑھی، پھر انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔“

(٢٨٧١) تخریج: ...... صحیح لغیرہ۔ أخرجه الترمذي: ٥٣٨ (انظر: ٥٢١٢)

(۲۸۷۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی فِطْرٍ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقْنَ)) فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۳۳)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن نکلے، آپ ﷺ نے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی، پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے، جبکہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ان کو یہ فرمانے لگ گئے: ''صدقہ کرو۔'' پس عورت نے اپنا چھلا اور ہار (سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں) ڈالنا شروع کر دیا۔''

(۲۸۷۳) عَنْ أَبِی سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، وَكَانَ لَا يُصَلِّی قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِذَا قَضٰی صَلَاتَهُ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۴٤)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے قبل ناشتہ کرتے تھے اور عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، لیکن جب نماز عید پڑھ لیتے تو (گھر لوٹ کر) دو رکعت ادا کرتے تھے۔''

شرح: ...... پہلی دو احادیث میں نماز عید سے پہلے یا اس کے بعد نفلی نماز کی نفی کی گئی، جبکہ آخری حدیث میں اس کو ثابت کیا گیا، اس مقام پر جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نفی کو عیدگاہ پر محمول کیا جائے اور دو رکعت کے اثبات کو گھر پر، جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت (۱۲۹۳) میں ہے کہ جب آپ ﷺ گھر کو لوٹتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

10 ..... بَابُ الضَّرْبِ بِالدُّفِّ وَاللَّعِبِ يَوْمَ الْعِيْدِ

عید کے دن دف بجانے اور کھیلنے کا بیان

(۲۸۷٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ الْحَبَشَةَ كَانُوا يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی يَوْمِ عِيْدٍ قَالَتْ: فَاطَّلَعْتُ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ فَطَأْطَأَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْكِبَيْهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ حَتّٰى شَبِعْتُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ۔ (مسند احمد: ۲٤۸۰۰)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حبشی لوگ عید کے دن (مسجد میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس کھیلا کرتے تھے، ایک دن میں بھی آپ ﷺ کے کندھے کے اوپر سے دیکھنے لگی، آپ ﷺ نے میرے لیے اپنے کندھے جھکا دیے، پس میں آپ ﷺ کے کندھے کے اوپر سے دیکھتی رہی، حتی کہ میں سیر ہو گئی اور چلی گئی۔''

(۲۸۷۲) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۹٦٤، ۹۸۹، ۱٤۳۱، ۵۸۸۱، ومسلم: ص ٦۰٦ (انظر: ۲۵۳۳)

(۲۸۷۳) تخريج: ......حسن۔ أخرجه أبويعلى ۱۳٤۷، وابن خزيمة: ۱٤٦۹، وأخرج قسمه الأول ابن ابی شيبة: ۲/ ۱٦۲ (انظر: ۱۱۲۲٦)

(۲۸۷٤) تخريج: ......أخرجه بألفاظ مختلفة متقاربة البخاری: ۵۱۹۰، ومسلم: ۸۹۲، والنسائی: ۳/ ۱۹۵ (انظر: ۲٤۲۹٦، ۲۵۳۳۵)

شرح: ......''مسجد میں'' کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں، حبشی لوگوں کا کھیلنا محض کھیل نہیں تھا، بلکہ یہ جہاد کے لیے مشق کرنے کی ایک صورت تھی، کیونکہ وہ اسلحہ کے ساتھ کھیلتے تھے، اس لیے یہ ایسا لغو کام نہیں ہے، جس سے مسجد کا احترام متاثر ہوتا ہو۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود تو پردے میں کھڑی تھیں، لیکن مردوں کی طرف ان کا دیکھنا کیسا تھا؟ امام نووی جواباً کہتے ہیں: ممکن ہے کہ یہ واقعہ نظر کی حرمت سے پہلے کا ہو اور اس تاویل کا بھی احتمال ہے کہ وہ ان کے چہروں یا جسموں کو نہیں دیکھ رہی تھیں، بلکہ وہ نیزوں کے ساتھ کھیلا جانے والا کھیل دیکھ رہی تھیں، بیچ میں اگر بلا ارادہ ان پر نظر پڑتی ہوگی تو ممکنہ حد تک وہ اسے پھیر لیتی ہوں گی۔ دوسری تاویل ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید والے دن جائز کھیلوں کا اہتمام ہونا چاہیے، تاکہ لوگ محظوظ ہو سکیں۔

(٢٨٧٥) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجْهَهُ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ! فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ.)) وَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أَسْأَمُ فَأَقْعُدُ، فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔

(مسند احمد: ٢٥٠٤٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے، جبکہ دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں، یہ منٰی والے دن تھے، آپ ﷺ نے کپڑا لپیٹا ہوا تھا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا، آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور فرمایا: ''ابو بکر! ان کو چھوڑ دو، یہ عید کے دن ہیں۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر کے ذریعے میرا پردہ کرتے اور میں مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کو دیکھتی رہتی، حتی کہ میں ہی اکتا کر بیٹھ جاتی۔ تم لوگوں کو کم سن اور حریص لڑکی کی قدرت و منزلت کا اندازہ لگا لینا چاہیے۔''

شرح: ......منٰی والے دنوں سے مراد ایامِ تشریق یعنی ذوالحجہ کی (۱۱، ۱۲، ۱۳) تاریخیں ہیں، ان دنوں پر بھی مختلف مناسبتوں کی وجہ سے عید کا اطلاق کیا جاتا ہے، مثلاً: قربانی کرنا، روزے کا حرام ہونا، تکبیرات کہنا، وغیرہ۔ حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں اور بچیوں کی طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے لیے تفریح کے اسباب پیدا کرنے چاہئیں، بہرحال اس دور میں شرعی دائرے کے اندر رہ کر یہ اسباب مہیا کرنے چاہئیں اور ہر چیز کے نتائج پر غور کرنا چاہیے۔

(٢٨٧٥) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٩٤٩، ٩٥٠، ٩٨٧، ٩٨٨، ٣٥٢٩، ٣٥٣٠، ومسلم: ٨٩٢ (انظر: ٢٤٥٤١)

(۲۸۷۶) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْبَكْرٍ ؓ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا، وَإِنَّ عِيْدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ.)) (مسند احمد: ۲۵۱۸۹)

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: سیّدنا ابو بکر ؓ میرے پاس آئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی میرے پاس تھے اور دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں، یہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، پس انھوں نے ان کو ڈانٹا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ہمیں چھوڑ دو، بے شک ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔''

(۲۸۷۷) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُوْبَكْرٍ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ وَعِنْدَنَا جَارِيَتَانِ تَذْكُرَانِ يَوْمَ بُعَاثَ، يَوْمٌ قُتِلَ فِيْهِ صَنَادِيْدُ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: عِبَادَ اللّٰهِ أَمُزْمُوْرُ الشَّيْطَانِ؟ عِبَادَ اللّٰهِ أَمُزْمُوْرُ الشَّيْطَانِ؟ عِبَادَ اللّٰهِ أَمُزْمُوْرُ الشَّيْطَانِ؟ قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا، وَإِنَّ الْيَوْمَ عِيْدُنَا)) (مسند احمد: ۲۵۰۴۲)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: سیّدنا ابوبکر ؓ عید والے دن ہمارے پاس آئے، جبکہ ہمارے پاس دو بچیاں یومِ بُعاث کا ذکر کر رہی تھیں، اوس اور خزرج کے سردار اس دن قتل کیے گئے تھے۔ پس سیّدنا ابوبکر ؓ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! کیا شیطان کی بانسری؟ اللہ کے بندو! کیا شیطان کی بانسری؟ اللہ کے بندو! کیا (یہاں پر) شیطان کی بانسری۔ تین مرتبہ یہ بات کہی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! بے شک ہر قوم کے لیے ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔''

شرح: ...... دورِ جاہلیت میں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں ایک لڑائی ہوئی تھی، جو ایک سو بیس سال تک جاری رہی تھی، اس میں غلبہ اوس کا رہا تھا، نبی کریم ﷺ کی آمد کی برکت سے یہ لڑائی ختم ہوئی تھی۔ اوس کے ایک قلعے کا نام ''بُعاث'' تھا، اِس کے پاس سے اس لڑائی کا آغاز ہوا تھا، اس مناسبت سے اس دن کو ''یومِ بُعاث'' کہتے ہیں۔

(۲۸۷۸) عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ: كَانَ يَوْمٌ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ يَلْعَبُوْنَ فَدَخَلْتُ عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ

''ابوحسین کہتے ہیں: مدینے والوں کے لیے ایک دن ہوتا تھا، اس میں وہ کھیلتے تھے، میں سیدہ ربیع بنت معوذ ؓ کے پاس گیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ پر داخل ہوئے

(۲۸۷۶) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۵۲، ۳۹۳۱، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲۴۶۸۲، ۲۵۰۲۸)

(۲۸۷۷) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۸۷۸) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۴۰۰۱، ۵۱۴۷ (انظر: ۲۷۰۲۱)

عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَعَدَ عَلٰی مَوْضِعِ فِرَاشِیْ ہٰذَا وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تَنْدُبَانِ آبَائِیَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ تَضْرِبَانِ بِالدُّفُوْفِ، وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّۃً: بِالدُّفِّ فَقَالَتَا فِیْمَا تَقُوْلَانِ: وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا یَکُوْنُ فِیْ غَدٍ۔ فَقَالَ: ((أَمَّا ہٰذَا فَلَا تَقُوْلَاہُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵۶۷)

اور میرے اس بستر پر بیٹھ گئے، جبکہ میرے پاس دو بچیاں تھیں، جو دف بجا کر بدر میں شہید ہونے والے ہمارے آباء کے اوصاف بیان کر رہی تھیں۔ اتنے میں وہ یہ بھی کہنے لگیں: اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہ کہو۔''

شرح: ...... آپ ﷺ سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر آئے تھے، آباء سے مراد معوذ، معاذ اور عوف ہیں، اول الذکر ان کا باپ ہے اور باقی دو چچے ہیں، تغلیباً سب کو آباء کہہ دیا۔ ابن ماجہ (۱۸۹۷) کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((مَا یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰہُ)) یعنی: ''جو کچھ کل ہوگا، اس کو اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا''۔ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی مجلس میں بھی اپنے لیے اس وصف کو پسند نہیں کیا، لیکن جو لوگ آج اس قسم کے دعوے کرتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو ایسی صفات سے متصف ٹھہرانا چاہتے ہیں، جو نہ آپ ﷺ میں پائی جاتی ہیں اور نہ آپ ﷺ ان کو پسند کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی وصول کرنا آپ ﷺ کی صفت ہے۔

(۲۸۷۹) عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ أَنَّ قَیْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا مِنْ شَیْءٍ کَانَ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا وَقَدْ رَأَیْتُہُ اِلَّا شَیْئًا وَاحِدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُقَلَّسُ لَہُ یَوْمَ الْفِطْرِ، قَالَ جَابِرٌ ہُوَ اللَّعِبُ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۵۸)

''سیّدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو چیز بھی تھی، وہ میں نے دیکھ لی ہے، سوائے ایک چیز کے اور وہ یہ ہے کہ عید الفطر والے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے دف بجا کر گایا جاتا تھا۔ جابر کہتے ہیں: اس سے مراد کھیلنا ہے۔''

شرح: ...... ''کَانَ یُقَلَّسُ'' (کھیلا جاتا تھا)، اس لفظ کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں:

(۱) دف بجانا اور گا کر کوئی کلام وغیرہ پڑھنا
(۲) شہر میں امیر کے پہنچنے پر اس کے سامنے کھیلنا
(۳) بچوں اور بچیوں کو راستوں کے کناروں پر بٹھوا کر ان سے ڈھول بجوانا
(۴) دف بجانا

(۲۸۷۹) تخریج: ...... اسنادہ ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی أخرجہ ابن ماجہ: ۱۳۰۳ (انظر:)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عید کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سامنے خوشی اور مسرت کے آثار کا اظہار کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کو برقرار رکھتے تھے، جیسے نذر ماننے والی بچی کا آپ ﷺ کے سامنے دف بجانا۔ شریعتِ اسلامیہ میں خوشی کے موقعوں کی مناسبت سے صرف دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے، اس لیے اس سے بڑھ کر موسیقی کے دوسرے آلات اور بینڈ باجوں سے مکمل گریز کرنا چاہیے، کیونکہ ان کا استعمال حرام ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((فِیْ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَمَتٰی ذَالِکَ؟ قَالَ: ((اِذَا ظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ۔)) (ترمذی: ۲۲۱۲) یعنی: ''اس امت میں دھنسنا، شکلیں بگڑنا اور پتھر برسنا بھی ہوگا۔'' ایک مسلمان نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ناچنے گانے والیاں، آلاتِ موسیقی عام ہوں گے اور شراب پی جائے گی۔''

11 ..... بَابُ الْحَثِّ عَلَی الذِّکْرِ وَالطَّاعَۃِ وَالتَّکْبِیْرِ لِلْعِیْدَیْنِ وَفِیْ أَیَّامِ الْعَشْرِ وَأَیَّامِ التَّشْرِیْقِ

عیدین، دس دنوں اور ایام تشریق میں ذکر کرنے، اطاعت کے کام کرنے اور تکبیرات کہنے پر ابھارنے کا بیان

(۲۸۸۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھَا أَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ھٰذِہِ الْأَیَّامِ یَعْنِی أَیَّامَ الْعَشْرِ۔)) قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَلَا الْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((وَلَا الْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہِ وَمَالِہِ، ثُمَّ لَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْئٍ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۸)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسے نہیں، جن میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہو۔'' صحابہ ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! (دوسرے دنوں میں) اللہ کے راستے میں کیا ہوا جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جی ہاں) اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں، مگر وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلے، پھر ان میں سے کسی چیز کو بھی لے کر نہ لوٹے۔''

شرح: ...... آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے دنوں میں کیا ہوا اس قسم کا جہاد، ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کیے گئے عمل سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا۔

(۲۸۸۰) تخریج: ...... أخرجہ البخاری: ۹۶۹، وأبوداود: ۲۴۳۸ (انظر: ۱۹۶۸، ۳۱۳۹)

(٢٨٨١) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٦٥٠٥)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(٢٨٨٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ)) (مسند احمد: ٥٤٤٦)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن نہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عظمت والے ہوں اور جن میں نیک عمل اس کو سب سے زیادہ پسند ہو، بہ نسبت ان دس دنوں کے، پس ان میں بہت زیادہ تہلیل، تکبیر اور تحمید بیان کیا کرو۔''

شرح: ……تہلیل سے مراد ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''، تکبیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تحمید سے مراد اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ ان دس دنوں سے مراد اسلامی مہینے ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔

(٢٨٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ طُعْمٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى وَقَالَ مَرَّةً أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.)) (مسند احمد: ٧١٣٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایامِ تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

(٢٨٨٤) عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ٢٠٩٩٧)

''سیّدنا نبیشہ ہذلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایامِ تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

شرح: ……ایامِ تشریق سے مراد چاند کی (۱۱، ۱۲، ۱۳) تاریخ ہے۔ ان دو احادیث میں ذوالحجہ کے ایامِ تشریق مراد ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر ذوالحجہ کے پہلے تیرہ دنوں میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا

(٢٨٨١) تخريج: ……صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابو عبد الله مولى عبد الله بن عمرو مجهول أخرجه ابو داود الطيالسي: ٢٢٨٣ (انظر: ٦٥٠٥، ٦٥٥٩)

(٢٨٨٢) تخريج: ……حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف يزيد بن ابی زياد الهاشمی أخرجه البيهقی فی "الشعب": ٣٧٥٠، وعبد بن حميد: ٨٠٧، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ٢٩٧١ (انظر: ٥٤٤٦)

(٢٨٨٣) تخريج: ……صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١٧١٩ (انظر: ٧١٣٤)

(٢٨٨٤) تخريج: ……أخرجه مسلم: ١١٤١ (انظر: ٢٠٧٢٢)

ذکر کیا جائے، سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ﴿وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ میں "مَعْدُوْدَاتٍ" سے مراد ایام تشریق اور ﴿وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ میں "مَعْلُوْمَاتٍ" سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ (صحيح بخاری: ۹۶۹)

پہلے دس دنوں میں اہتمام کے ساتھ دوسرے نیک اعمال بھی سرانجام دینے چاہئیں۔ امام شوکانی نے کہا: یہ تکبیرات نماز کے بعد والے وقت کے ساتھ خاص نہیں ہیں، مستحبّ اور مستحسن یہ ہے کہ ان دنوں میں ہر وقت تکبیرات کہی جائیں۔

(نيل الاوطار: ۳/ ۳۷۵)

اس ضمن میں درج ذیل روایت ذہن نشین رہنی چاہیے: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ آخِرَ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ۔ یعنی: نبی کریم ﷺ عرفہ والے دن (یعنی ۹ ذوالحجہ) کی نماز فجر سے لے کر آخری یوم تشریق (یعنی ۱۳ ذوالحجہ) کی نماز عصر تک تکبیریں کہتے تھے۔ (سنن بيهقى: ۳/ ۳۱۵، سنن دارقطنى: ۲/ ۴۹)

لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں عمرو بن شمر متروک ہے، جابر جعفی ضعیف ہے اور عبد الرحمٰن بن سابط "لا يحتج به" ہے، اس حدیث کی مزید سندیں بھی ہیں، لیکن سب کا مدار عبد الرحمٰن بن سابط پر ہے۔ مرفوع روایات میں اس قسم کی حد بندی نہیں کی گئی، جبکہ صحابہ کرام اور ائمہ وفقہاء کے کافی سارے مختلف اقوال وافعال پائے جاتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ذوالحجہ کے پہلے تیرہ دنوں میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، بالخصوص تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہیے اور پہلے دس دنوں میں دوسرے اعمال صالحہ بھی سرانجام دیئے جانے چاہئیں، مثلاً: روزے، صدقہ وخیرات، نفلی نماز وغیرہ۔ رہا مسئلہ عید الفطر کا، تو اس کی وضاحت یہ ہے:

امام زہری کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ فَيُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى وَحَتّٰى يَقْضِيَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَطَعَ التَّكْبِيْرَ۔ (ابن ابى شيبه: ۲/ ۱/ ۲، سنن بيهقى: ۳/ ۲۷۹، يه روايت مرسل هے، ليكن اس كے شواهد موجود هيں، ديكهيں: سلسله صحيحه: ۱۷۱)

یعنی: رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلتے اور تکبیرات کہتے رہتے، یہاں تک کہ عید گاہ میں پہنچ کر نماز ادا کر لیتے، نماز کی تکمیل کے بعد تکبیرات کہنا بند کر دیتے تھے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید گاہ کے راستے میں مسلمانوں کا بلند آواز سے تکبیرات کہنا مشروع عمل ہے، لیکن اکثر مسلمانوں نے اس سلسلے میں تساہل برتنا شروع کر دیا ہے، اس کا سبب دین کے معاملے میں بے رغبتی ہے اور سنت کے اظہار میں شرمندگی اور تکبیرات کو باآواز بلند کہنے سے بزدلی محسوس کرنا ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ وہ لوگ بھی اس بے عملی میں مبتلا ہے، جو لوگوں کی رہنمائی اور تعلیم کے ذمہ دار ہیں۔ وہ بھی لوگوں کو صرف وہی بات سمجھانے پر اکتفا کرتے ہیں، جو ان کا ذہن قبول کرتا ہے۔ لیکن جس امر کی ان کو اشد ضرورت ہوتی ہے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ بلکہ وہ ایسے ضروری امور میں بحث کرنے کو

اور اپنے قول وفعل کے ذریعے وعظ ونصیحت کرنے کو گھٹیا حرکت سمجھتے ہیں۔ (فانا للہ وانا الیہ راجعون) اس مقام پر یہ بات ذکر کر دینا مناسب ہے کہ اجتماع کی صورت میں اور ایک آواز کے ساتھ بلند آواز سے تکبیرات کہنا مشروع نہیں ہے، بلکہ ہر وہ ذکر جس میں آواز بلند کرنے کا حکم نہ ہو، اس کو اجتماعی شکل میں سرانجام دینا غیر مشروع ہے۔ ہمیں ایسے امور سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کو ذہن نشین رکھنا چاہیے: ((وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ۔)) یعنی: ''بہترین سیرت، محمد ﷺ کی سیرت ہے۔'' (صحیحه : ۱۷۱)

امام زہری کہتے ہیں: جب لوگ عید کے موقع پر گھروں سے نکلتے تو عیدگاہ پہنچنے اور امام کے آنے تک تکبیرات کہتے رہتے تھے، جب امام آتا تو وہ خاموش ہو جاتے اور جب وہ اللہ اکبر کہتا تو وہ بھی اللہ اکبر کہتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ والے دنوں میں عیدگاہ پہنچنے تک بآواز بلند تکبیرات کہتے تھے اور پھر امام کے آنے تک کہتے رہتے۔ (دارقطنی)

معلوم ہوا کہ عید الفطر کے موقع پر تکبیرات کا وقت گھر سے خروج کے وقت سے شروع ہو کر عیدگاہ پہنچنے تک جاری رہتا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے تکبیرات کے کوئی معینہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ اَجَلُّ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ'' کے الفاظ، سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا'' کے الفاظ اور سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ'' کے الفاظ منقول ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مُدّعا یہ ہے ان دنوں میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی بیان کرنی چاہئے، وہ کسی انداز میں بھی کی جاسکتی ہے۔

* * *

اَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

نمازِ کسوف کے ابواب

1 ..... بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ الصَّلَاةِ لَهَا وَكَيْفَ يُنَادٰى بِهَا

کسوف کے لیے نماز کی مشروعیت اور اس کے لیے بلانے کی کیفیت کا بیان

سورج گرہن یا چاند گرہن● کے وقت مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو "صَلَاةُ الْكُسُوْفِ" کہا جاتا ہے۔

اس موضوع کی روایات مختلف فیہ ہیں، راجح روایات کے مطابق اس نماز کا ایک طریقہ درج ذیل ہے:

مسجد میں باجماعت دو رکعت ادا کرنا اور ہر رکعت میں دو رکوع کرنا، ایک رکعت کی صورت یہ ہو گی: دعائے استفتاح، فاتحہ شریف، کسی مقام سے قرآن مجید کی تلاوت، رکوع، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد پھر تلاوتِ قرآن مجید، اس کے بعد عام نماز کی طرح رکوع اور سجدے۔ جہری قراءت کرنا اور عورتوں کا اس نماز میں شریک ہونا

(٢٨٨٥) عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ ؓ يَقُوْلُ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ النَّاسُ: اِنْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى تَنْكَشِفَ.)) (مسند احمد: ١٨٣٦٢)

"سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں جس دن (آپ ﷺ کے بیٹے) ابراہیم ؓ فوت ہوئے سورج کو گرہن لگ گیا، لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ ابراہیم ؓ کی وفات کی وجہ سے گرہن لگا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، جب تم یہ چیز دیکھو تو دعا کیا کرو اور نماز پڑھا کرو، حتیٰ کہ وہ صاف ہو جائے۔"

شــــرح: ......٩ھ میں ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن سے سیّدنا ابراہیم ؓ پیدا ہوئے تھے اور تقریباً

(٢٨٨٥) تخريج: ......أخرجه البخاری: ١٠٦٠، ومسلم: ٩١٥ (انظر: ١٨١٧٨)

سترہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عظمت، قدرت، سطوت اور بندوں کو ڈرانے پر دلالت کرتی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل: ۵۹) یعنی: ''ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔'' چونکہ جاہلیت کا نظریہ یہ تھا کہ گرہن زمین میں ہونے والی کسی بڑی تبدیلی کا اثر ہوتا ہے، وہ موت بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اور نقصان بھی، آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ یہ باطل عقیدہ ہے، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں، ان پر اسی کا بس چلتا ہے۔

کائنات ایک وسیع و عریض لیکن انتہائی منظم اور معتدل نظام کی پابند ہے اور صدہا صدیوں سے یہ نظام جاری ہے۔ زمین، آسمان، سورج، چاند اور ستاروں جیسی ہر بڑی مخلوق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے سہارے پر قائم ہے، ان کے نیچے کوئی مادی آسرا نظر نہیں آتا۔ اس باقاعدہ نظام کو دیکھ کر مختلف قسم کی پیشین گوئیاں کر لینا ممکن ہے، مثلا سورج گرہن، چاند گرہن، مہینے کا انتیس یا تیس دنوں کا ہونا، بارش اور طوفان وغیرہ کا آنا یا نہ آنا، علی ہذا القیاس۔ لیکن اس پیشین گوئی کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرامین کو فراموش کر دیں، اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے سورج اور چاند میں اصالۃً یا تبعاً روشنی کے اسباب پیدا فرمائے، اب وہی ہے کہ ان کو بے نور کر دینے کے ذرائع پیدا کر دیتا ہے، اس لیے اصل مسبِّب الاسباب کو نہیں بھولنا چاہیے اور سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت شرعی اصولوں کے مطابق گھبرانا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف پناہ لینی چاہیے، مزید احکام کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

قارئین کرام! آپ غور کریں کہ اگر کسی بڑے سیلاب، طوفان یا زلزلے کی پیشین گوئی کر دی جائے اور وہ انسانی فہم کے مطابق ہی وقوع پذیر ہو جائے اور انسانیت کے نظام کو تہس نہس کر دے، تو کیا ہم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یقیناً ہر صاحبِ ایمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کو پکارنا شروع کر دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت ہم ایسی آزمائش کو پیشین گوئی کا نتیجہ سمجھ کر محض تماشائی کی حیثیت نہیں اختیار کرتے، اسی طرح بعض لوگوں کے ٹیسٹ وغیرہ لے کر ان کی مستقبل کی بیماریوں کی نشاندہی بھی کر دی جاتی ہے اور وہ واقعی اس معاملے میں سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہی صورتحال سورج یا چاند کے بے نور ہو جانے کی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں دھمکانے کا ایک انداز ہے، اس لیے اس دوران اسی کا پابند ہونا چاہیے۔

(۲۸۸۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اِذَا خَسَفَا أَوْ أَحَدُهُمَا، فَاِذَا رَأَيْتُمْ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج اور چاند یا ان میں سے ایک بے نور ہو جائے اور تم اس چیز کو دیکھ لو تو نماز پڑھا کرو، حتی کہ گرہن ختم ہو

(۲۸۸۶) تخریج: …… حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف من أجل ابن لهیعة أخرجه مطولا مسلم: ۹۰۴ (انظر: ۱٤۷٦۲، ۱۵۰۱۸)

ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتّٰى يَنْجَلِيَ خُسُوْفُ أَيِّهِمَا خَسَفَ .)) (مسند احمد: ١٤٨٢١)

جائے، وہ جس کو بھی لگا ہوا ہو۔''

شرح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گرہن ختم ہونے تک نماز کو جاری رکھنا چاہیے۔

(٢٨٨٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوا)) (مسند احمد: ٥٨٨٣)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند کسی کی زندگی اور موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں، اس لیے جب تم ان دونوں کو (گرہن زدہ) دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔''

(٢٨٨٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ) رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا نَرَى الْآيَاتِ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ بَرَكَاتٍ وَأَنْتُمْ تَرَوْنَهَا تَخْوِيفًا. (مسند احمد: ٣٧٦٢)

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بعض نشانیوں کو برکت کے طور پر دیکھتے تھے اور تم ان کو بطور تخویف یعنی ڈر کے طور پر دیکھتے ہو۔''

شرح: ...... وہ کون سی نشانیاں ہیں، جن کو صحابہ باعثِ برکت سمجھتے تھے اور بعد والے تخویف کا سبب؟ جواباً دو امور ذکر کیے جا سکتے ہیں:

(۱) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے مزاج بھی تبدیل ہو گئے ہیں، عہدِ نبوی میں ہم مختلف نشانیوں سے سبق حاصل کرتے تھے، اس لیے وہ ہمارے لیے باعثِ برکت قرار پاتی تھیں اور بعد والے لوگ تو محض ہراساں اور خوفزدہ ہو جاتے ہیں، کوئی وعظ و نصیحت حاصل نہیں کرتے، اس طرح بعد والوں کے لیے تو یہ امور محض تخویف کا سبب ٹھہرتے ہیں۔ وگرنہ ان نشانیوں سے لوگوں کا ڈرانا تو اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَآتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ (سورۂ اسراء: ٥٩) یعنی: ''ہم نے ثمودیوں کو بطور بصیرت کے اونٹنی دی، لیکن انھوں نے اس پر ظلم کیا، ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔''

(۲) ان سے مراد معجزات اور کتاب اللہ کی نشانیاں ہیں، جو مومنوں کے لیے برکت اور زیادتیٔ ایمان کا سبب تھیں، جبکہ کافروں کو ڈرانا دھمکانا مقصود ہوتا تھا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَآتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ (سورۂ اسراء: ٥٩) یعنی: ''ہم نے ثمودیوں کو بطور بصیرت کے اونٹنی دی، لیکن

(٢٨٨٧) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١٠٤٢، ٣٢٠١، ومسلم: ٩١٤ (انظر: ٥٨٨٣)

(٢٨٨٨) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه مطوّلا البخاري: ٣٥٧٩ (انظر: ٣٧٦٢، ٤٣٩٣)

انھوں نے اس پر ظلم کیا، ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔'' حق بات یہ ہے کہ بعض نشانیاں برکت کا باعث ہوتی ہیں، جیسے زیادہ لوگوں کا کھانے کی تھوڑی مقدار سے سیر ہو جانا اور بعض نشانیوں کا مقصود لوگوں کی تنبیہ و تخویف ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

(۲۸۸۹) عَنْ أَبِی مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، قَالَ یَزِیْدُ (أَحد الروا ة) وَلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنَّهُمَا آیَتَانِ مِنْ آیَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَإِذَا رَأَیْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوا۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۳۰)

''سیّدنا ابو مسعود بدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند کسی کی موت اور زندگی کے موقع پر بے نور نہیں ہوتے، یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، لہٰذا جب تم ان کو اس حالت میں دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔''

(۲۸۹۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ: کَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِیَ بِالصَّلَاةَ جَامِعَةً فَرَکَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَکْعَتَیْنِ فِی سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ فِی سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّیَ عَنِ الشَّمْسِ۔ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا سَجَدْتُّ سُجُوْدًا قَطُّ وَلَا رَکَعْتُ رُکُوْعًا قَطُّ أَطْوَلَ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۶۶۳۱)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، اس لیے ''الصلاۃ جامعۃ'' کی آواز دی گئی۔ پس آپ ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کئے، پھر کھڑے ہوئے اور پھر ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پھر سورج صاف ہوگیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے کہا: میں نے کبھی بھی ایسا سجدہ نہیں کیا اور نہ ایسا رکوع کیا جو اس سے زیادہ لمبا ہو۔''

(۲۸۹۱) عَنْ أَبِی حَفْصَةَ مَوْلٰی عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ ؓ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا کَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَمَرَ فَنُوْدِیَ أَنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِیَامَ فِی صَلَاتِهٖ، قَالَتْ فَأَحْسِبُهُ قَرَأَ

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: عہد نبوی میں سورج کو گرہن لگا، پس رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور حکم دیا، پس ''الصلاۃ جامعۃ'' کی آواز دی گئی، پھر آپ ﷺ (نے نماز شروع کر دی اور) لمبا قیام کیا، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور طویل رکوع

(۲۸۸۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۰۴۱، ۱۰۵۷، ۳۲۰۴، ومسلم: ۹۱۱ (انظر: ۱۷۱۰۱)

(۲۸۹۰) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۰۵۱، ومسلم: ۹۱۰ (انظر: ۶۶۳۱)

(۲۸۹۱) تخریج: ......أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۱۰۴۴، ۵۲۲۱، ومسلم: ۹۰۱، ومالك: ۱/ ۱۸۶، وابوداود: ۱۱۹۱ (انظر: ۲۴۰۴۵، ۲۴۶۷۰)

سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ مِثْلَ مَا قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ وَجُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ۔
(مسند احمد: ۲۵۱۷۷)

کیا، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر گزشتہ قیام کی طرح قیام کیا اور سجدہ نہ کیا، اس کے بعد دوبارہ رکوع کیا اور پھر سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا، جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا، یعنی ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پر (تشہد کے لیے) بیٹھ گئے اور اتنے میں سورج صاف ہو گیا۔‘‘

شرح: ......نمازِ کسوف کے لیے ان الفاظ کے ساتھ لوگوں کو بلایا جاتا ہے: ”الصلاۃ جامعة“ ان الفاظ کو ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ”اَلصَّلَاةَ جَامِعَةً“ کی مقدر عبارت یوں گی: ”اُحْضُرُوْا الصَّلَاةَ حَالَ كَوْنِهَا جَامِعَةً لِلْجَمَاعَةِ“
(۲) ”اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“ یعنی: مبتدا اور خبر
(۳) ”اِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ“

اس موضوع کی تمام احادیث کے عام الفاظ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جس وقت گرہن لگے، اسی وقت سے نماز شروع کر دی جائے اور کراہت کے وقت کا خیال نہ رکھا جائے، امام شافعی کا یہی مسلک ہے، جبکہ احناف وغیرہ نے کراہت کے اوقات کو مستثنی قرار دیا ہے۔ نمازِ کسوف کا حکم کیا ہے؟ مذکورہ بالا اور دیگر احادیث میں دیئے گئے حکم کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ نماز واجب ہے، اگرچہ جمہور اہل علم نے اس نماز کو سنت سمجھا ہے۔ اس مقام پر ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں یہ کتنی دفعہ سورج گرہن کا واقعہ پیش آیا، اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں یہ واقعہ صرف ایک دفعہ پیش آیا، جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ کئی دفعہ ایسے ہوا ہے۔

علامہ محمد عطاء اللہ بھوجیانی نے کہا: یہ کہنا کہ مدینہ میں آپ ﷺ کے دس سالہ دور میں کئی دفعہ سورج کو گرہن لگا، یہ ایک بعید بات ہے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس کو بعید قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ استاد احمد شاکر اور ابن حزم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ماہرین فلکیات کا کہنا ہے کہ تواتر کے ساتھ گرہن لگتا رہتا ہے اور ہر دو گرہنوں کے درمیان پانچ قمری مہینوں کا وقفہ ہوتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے کئی دفعہ نمازِ کسوف پڑھی ہو۔ شیخ احمد شاکر نے کہا: میں نے ماہرین فلکیات سے ملاقات کی اور ان سے مطالبہ کیا باریک حساب کتاب کے ذریعے عہد نبوی میں ہونے والے کسوف کی تعداد بیان کی جائے، لیکن آج تلک کامیابی نہ ہو سکی، ممکن ہے کہ بعد میں آنے والا یہ خدمت سرانجام دے سکے، پھر اللہ تعالیٰ نے علمائے ہند میں سلفی عالم اور ماہر فلکیات کو توفیق دی، میری مراد قاضی محمد سلیمان منصور پوری ہیں، انھوں نے ہمارے لیے عہد نبوی کے تمام گرہنوں کا بڑا باریک حساب پیش کیا، جس کے جدول کا اپنی کتاب ’’رحمة للعالمین‘‘ میں تذکرہ کیا اور وہ جدول یہ ہے:

نمبر شمار	تاریخ	ماہ	سنہ عیسوی	تاریخ	ماہ	سنہ اسلامی
۱	۹	اپریل	۶۰۹	۲۸	ربیع الثانی	۴۰ میلاد نبوی
۲	۲۳	جولائی	۶۱۳	۲۹	رمضان	۴۴ میلاد نبوی
۳	۲۱	مئی	۶۱۶	۲۸	شعبان	۴۷ میلاد نبوی
۴	۱۴	نومبر	۶۱۶	۲۸	صفر	۴۸ میلاد نبوی
۵	۴	نومبر	۶۱۷	۲۸	صفر	۴۹ میلاد نبوی
۶	۳۱	مارچ	۶۱۸	۲۸	رجب	۴۹ میلاد نبوی
۷	۲۴	اکتوبر	۶۱۸	۲۸	صفر	۵۰ میلاد نبوی
۸	۹	مارچ	۶۲۰	۲۸	رجب	۵۱ میلاد نبوی
۹	۲	ستمبر	۶۲۰	۲۸	محرم	۵۲ میلاد نبوی
۱۰	۲۷	دسمبر	۶۲۳	۲۸	جمادی الثانیہ	۲ ہجری
۱۱	۱۵	دسمبر	۶۲۴	۲۸	جمادی الثانیہ	۳ ہجری
۱۲	۲۶	اکتوبر	۶۲۶	۲۹	جمادی الاولیٰ	۵ ہجری
۱۳	۲۱	اپریل	۶۲۷	۲۸	ذوالقعدہ	۵ ہجری
۱۴	۱۵	اکتوبر	۶۲۷	۲۸	جمادی الاولیٰ	۶ ہجری
۱۵	۹	اپریل	۶۲۸	۲۸	ذوالقعدہ	۶ ہجری
۱۶	۳	اکتوبر	۶۲۸	۲۸	جمادی الاولیٰ	۷ ہجری
۱۷	۱۳	اگست	۶۳۰	۲۸	ربیع الثانی	۹ ہجری
۱۸	۷	فروری	۶۳۱	۲۹	شوال	۹ ہجری
۱۹	۲۷	جنوری	۶۳۲	۲۸	شوال	۱۰ ہجری یوم وفاتِ ابراہیم

(التعلیقات السلفیة: ١/ ١٧٢، رحمة للعالمین: ٢/ ١١٨)

اس طرح آپ ﷺ کے مدنی دور میں کل دس دفعہ سورج گرہن لگا تھا۔ اگر ایک سے زائد سورج گرہن کو تسلیم کیا جائے تو مختلف صحیح احادیث کو مختلف واقعات پر محمول کیا جائے گا۔

2 ..... بَابُ الْقِرَاءَ ةِ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ وَهَلْ تَكُوْنُ سِرًّا اَوْ جَهْرًا

نمازِ کسوف میں قراءت اور اس کے جہری یا سرّی ہونے کا بیان

(٢٨٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْكُسُوْفَ (وَفِي لَفْظٍ صَلَاةَ الْخُسُوْفِ) فَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ فِيْهَا حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ۔ (مسند احمد: ٢٦٧٣)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی، میں نے تو آپ ﷺ سے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں سنا تھا۔“

شرح: ...... طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ أَسْمَعْ لَهُ قِرَاءَ ةً۔ یعنی: میں نے سورج گرہن والے دن آپ ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی، لیکن میں نے آپ ﷺ کی کوئی قراءت نہیں سنی۔

(٢٨٩٣) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ يَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ، فَقَالَ: فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ رَكَعَ كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٤٠)

”سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ کسوف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں اتنا لمبا قیام کروایا کہ کسی نماز میں بھی اتنا لمبا قیام نہیں کروایا تھا، ہم نے آپ ﷺ کی کوئی آواز نہیں سنی تھی، پھر آپ ﷺ نے انتہائی طویل رکوع کیا، اتنا لمبا رکوع کسی نماز میں بھی نہیں کیا تھا، اس میں بھی ہم نے آپ ﷺ کی آواز نہیں سنی تھی، پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا تھا۔“

(٢٨٩٤) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْمُصَلّٰى فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَهَرَ بِالْقِرَاءَ ةِ

”سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا، سو آپ ﷺ نماز پڑھنے کی جگہ پر تشریف لائے اور اللہ اکبر کہہ کر (نماز شروع کی)، لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا، پھر آپ ﷺ نے قراءت

(٢٨٩٢) تخريج: ...... حسن، روى عبد الله بن المبارك عن عبد الله بن لهيعة فى رواية أخرجه أبويعلى: ٢٧٤٥، والطحاوى: ١/ ٣٣٢، والبيهقى: ٣/ ٣٣٥ (انظر: ٢٦٧٣)

(٢٨٩٣) تخريج: ...... اسناده ضعيف لجهالة ثعلبة بن عباد، ولبعضه شواهد أخرجه مطوّلا ومختصرا ابوداود: ١١٨٤، والنسائى: ٣/ ١٤٠، وابن ماجه: ١٢٦٤، والترمذى: ٥٦٢، وابن ابى شيبة: ٢/ ٤٦٩، وابن خزيمة: ١٣٩٧، وابن حبان: ٢٨٥٢ (انظر: ٢٠١٦٠، ٢٠١٧٨)

(٢٨٩٤) تخريج: ...... أخرجه مطوّلا ومختصرا البخارى: ١٠٤٦، ١٢١٢، ومسلم: ٩٠١، وابوداود: ١١٨٠ (انظر: ٢٤٩٧٧)

وَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ فِي الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ……)) الْحَدِيْثِ (مسند احمد: ٢٤٩٧٧)

کی اور جہری قراءت کی اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور طویل قراءت کی، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھا اور سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور (نماز سے فارغ ہوکر) فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللّٰہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے……۔''

شرح: ……آپ ﷺ نے یہ نماز مسجد میں ہی ادا کی تھی، اس کے بعد منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ پہلی دو روایات سے اِس نماز میں سرّی قراءت کا اور آخری حدیث سے جہری تلاوت کا ثبوت ملتا ہے۔ امام بغوی نے (''شرح السنة'': ٤/ ٣٨٢) میں کہا: اہل علم میں نمازِ کسوف میں قراءت کے سرّی یا جہری ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مالک، امام احمد، امام اسحاق، امام ابن خزیمہ اور امام ابن المنذر وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی طرح اِس نماز میں قراءت جہری آواز سے کی جائے گی، امام ابوحنیفہ کے دو شاگردوں محمد بن حسن اور ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے۔

جبکہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ اس نماز میں قراءت سرّی ہوگی، لیکن پہلی رائے ہی راجح ہے۔ ابوجعفر طحاوی نے (''شرح معانی الآثار'': ١/ ٣٣٣) میں کہا: نماز کسوف میں قراءت جہری نہیں ہوگی، کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں سے ہے اور یہی رائے امام ابوحنیفہ کی ہے۔ لیکن دوسرے علماء اس خیال کے مالک ہیں کہ قراءت جہراً ہوگی، کیونکہ سیّدنا ابن عباس اور سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہما کے نہ سننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سرے سے باآواز بلند تلاوت نہیں کی گئی، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دور ہوں۔ پھر انھوں نے صحیح بخاری کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے باآواز بلند تلاوت کی تھی۔

امام شوکانی نے کہا: درست بات یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ عہد نبوی میں نمازِ کسوف ایک ہی دفعہ پیش آئی، جیسا کہ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی (جہر والی) حدیث کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ وہ مثبت ہے اور زیادتیٔ علم پر مشتمل ہے، اور اگر یہ کہا جائے آپ ﷺ کے زمانے میں نمازِ کسوف ایک سے زائد بار پڑھی گئی، جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے تو جمع وتطبیق کی یہ صورت ہوگی کہ جہراً اور سرّاً دونوں پر عمل کیا گیا۔ (نیل الاوطار: ٤/ ٢١)

3 ..... بَابُ مَنْ رَوٰى اَنَّهَا رَكْعَتَانِ كَالرَّكْعَاتِ الْمُعْتَادَةِ

اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ اس نماز کی دو رکعتیں (دوسری نمازوں کی) عام رکعات کی طرح ہوں گی

(٢٨٩٥) عَـنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَان مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، اَلَا وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَان لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوا اِلَى الْمَسَاجِدِ.)) ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فِيْمَا نُرَى بَعْضَ ﴿الٓرٰ كِتَابٌ﴾ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ٢٤٠٢٩)

''سیّدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا۔ پس لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: جناب ابرہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ خبردار! یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو ڈر کر مسجد کی طرف پناہ لو۔'' پھر آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ ابراہیم کی بعض آیات تلاوت کیں، پھر رکوع کیا، اس کے بعد سیدھے ہوئے اور پھر دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت ادا کی۔''

(٢٨٩٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَيْسَ بِرَاكِعٍ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ جَلَسَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَمَا

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ آپ ﷺ نے رکوع ہی نہیں کرنا، بالآخر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور قریب نہیں تھا کہ رکوع سے سر اٹھائیں، پھر سر اٹھایا اور سجدے میں گر گئے، قریب نہیں تھا کہ اس سے بھی سر اٹھاتے، بالآخر سر اٹھایا اور (جلسہ میں) بیٹھ گئے

(٢٨٩٥) تخريج: ......اسناده جيد (انظر: ٢٣٦٢٩)

(٢٨٩٦) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه بذكر صلاة الكسوف البخاري: ١٠٥١، ومسلم: ٩١٠، وابوداود: ١١٩٤ (انظر: ٦٤٨٣، ٦٦٣١)

www.minhajusunnat.com

فَعَلَ فِي الْأُولٰى وَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي الْأَرْضِ وَيَبْكِي وَهُوَ سَاجِدٌ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، وَجَعَلَ يَقُولُ: ((رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُنَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ)) فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَقَضٰى صَلَاتَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا كَسَفَ أَحَدُهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ أَشَاءُ لَتَعَاطَيْتُ بَعْضَ أَغْصَانِهَا وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ حَتّٰى إِنِّي لَأُطْفِئُهَا خَشْيَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ، وَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ حِمْيَرَ سَوْدَاءَ طُوَالَةً تُعَذَّبُ بِهِرَّةٍ لَهَا تَرْبِطُهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَا تَدَعُهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ كُلَّمَا أَقْبَلَتْ نَهَشَتْهَا، وَكُلَّمَا أَدْبَرَتْ نَهَشَتْهَا وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَابَنِي دَعْدَعٍ وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْمِحْجَنِ مُتَّكِئًا فِي النَّارِ عَلٰى مِحْجَنِهِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ، فَإِذَا عَلِمُوا بِهِ قَالَ لَسْتُ أَنَا أَسْرِقُكُمْ، إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي.)) (مسند احمد: ٦٤٨٣)

(اور اتنی دیر کے لیے بیٹھے رہے کہ) قریب نہیں تھا کہ دوسرا سجدہ کریں گے، پھر سجدہ کیا اور قریب نہیں تھا کہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے، پھر دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کی، جب دوسری رکعت کا سجدہ کر رہے تھے تو زمین میں پھونکنا اور رونا شروع کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا: ”اے رب! تو ان کو عذاب کیوں دے رہا ہے، حالانکہ میں ان میں موجود ہوں، اے رب! تو ہمیں عذاب کیوں دیتا ہے، حالانکہ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کرنے کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ”اے لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم ان میں سے کسی کو بے نور ہوتا دیکھو تو ڈر کر مساجد کی طرف پناہ لو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تحقیق میرے اوپر جنت پیش کی گئی (اور اتنی قریب کی گئی کہ) اگر میں چاہتا تو اس کی ٹہنی کو پکڑ لیتا اور مجھ پر آگ کو بھی پیش کیا گیا (اور اتنا قریب کیا گیا کہ) اس ڈر سے میں اس کو بجھا رہا تھا کہ وہ کہیں تم کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ میں نے اس میں حمیر قبیلے کی ایک سیاہ رنگ کی طویل عورت دیکھی، اس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا، اس نے اس کو باندھ دیا تھا، نہ اس کو خود کھلاتی پلاتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی ں کہ وہ زمین کے حشرات وغیرہ کھا سکے، (عذاب کی کیفیت یہ تھی کہ) وہ جب آگے کی طرف آتی تو وہ بلی اس کو (سامنے سے) نوچتی اور جب وہ واپس جاتی تو وہ اس کو (پیچھے سے) نوچتی، میں نے آگ میں بنو دعدع کے ایک فرد کو بھی دیکھا اور اس میں لاٹھی والے کو بھی دیکھا، وہ آگ میں اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، (اس کا جرم یہ تھا کہ) وہ اپنی لاٹھی کے ساتھ

حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، پس جب لوگوں کو اس کا پتہ لگ جاتا تو وہ کہتا: میں چوری تو نہیں کر رہا، ویسے یہ چیز لاٹھی کے ساتھ لٹک گئی ہے۔"

(٢٨٩٧)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةَ أَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا سَارِقَ بَدَنَتَيْ رَسُولِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ٦٧٦٣)

"(دوسری سند) اس میں ہے: اور مجھ پر آگ کو پیش کیا گیا، میں اس پر اس ڈر سے پھونک مار رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی گرمی تم کو ڈھانپ لے اور میں نے اس میں اللہ کے رسول کے دو اونٹ چوری کرنے والا شخص بھی دیکھا۔"

شرح: ...... "قریب نہیں کہ......" ان تمام الفاظ سے مراد طوالت ہے۔ "اے رب! تو ان کو عذاب کیوں دے رہا ہے، حالانکہ میں ان میں موجود ہوں، اے رب! تو ہمیں عذاب کیوں دیتا ہے، حالانکہ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں" سے آپ ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔﴾ (سورۂ انفال: ٣٣) یعنی: "اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا، اس حالت میں وہ استغفار بھی کرتے ہوں"۔ بنو دعدع کے فرد کا جرم یہ تھا کہ آپ ﷺ نے دو اونٹنیاں بیت اللہ کی طرف بھیجیں تھیں، یہ ان کو پکڑ کر لے گیا۔

(٢٨٩٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِنْ صَلَاتِكُمْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ١٨٥٨٢)

"سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر تمہاری نماز کی طرح کی نماز پڑھی کہ اس میں رکوع اور سجدہ بھی کیا۔"

(٢٨٩٩)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ قَالَ حَجَّاجٌ مِثْلَ صَلَاتِنَا۔ (مسند احمد: ١٨٦٣٤)

"(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج بے نور ہو گیا، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور اس میں رکوع و سجود کیے، حجاج نے کہا: وہ ہماری نماز کی طرح ہی تھی۔"

(٢٨٩٧) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٨٩٨) تخريج: ...... اسناده ضعيف لانقطاعه، أبو قلابة لم يسمع من النعمان بن بشير أخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٤٦٧، والنسائى: ٣/ ١٤٥، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٣٣٠۔ وأخرجه أبو داود: ١١٩٣ بلفظ: كسفت الشمس على عهد رسول النبى ﷺ فجعل يصلى ركعتين ركعتين ويسأل عنها حتى انجلت۔ وأخرجه أحمد بلفظ آخر مقارب منه، سيأتى: ١٦٩٣، وفيه رجل مبهم عن النعمان (انظر: ١٨٣٥١، ١٨٣٦٥، ١٨٣٩٢)۔

(٢٨٩٩) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٠٠) عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ الْعَبْدِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: شَهِدْتُ يَوْمًا خُطْبَةً لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ حَدِيثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: بَيْنَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي فِي غَرَضَيْنِ لَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ اسْوَدَّتْ حَتّٰى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّوْمَةٌ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا، قَالَ: فَدَفَعْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ قَالَ: وَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَاسْتَقْدَمَ فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ رَكَعَ كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوْسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، قَالَ زُهَيْرٌ (أحد الرواة): حَسِبْتُهُ، قَالَ: فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي قَصَّرْتُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ تَبْلِيْغِ رِسَالَاتِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ لَمَا أَخْبَرْتُمُوْنِي

”ثعلبہ بن عباد عبدی، جو اہل بصرہ میں سے تھے، کہتے ہیں: میں ایک دن سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کے خطبے میں حاضر تھا، انہوں نے اس خطبے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: میں اور ایک انصاری لڑکا عہد نبوی میں دونشانوں کے درمیان تیر پھینک رہے تھے، جب سورج دیکھنے والے کی نظر میں دو تین نیزے بلند ہوا تو وہ کالا ہونا شروع ہو گیا اور (سیاہ رنگ کا پھل) تنومہ کی طرح ہو گیا، ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: مسجد کی طرف چلیے، اللہ کی قسم! سورج کی یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ کے لیے اس امت میں کوئی نیا حکم پیدا کرے گی، پس ہم مسجد کی طرف بھاگے، آپ ﷺ واقعی باہر آئے ہوئے تھے، پھر جب آپ لوگوں کے پاس آئے تو آگے بڑھے اور (نماز شروع کر دی) اور اتنا لمبا قیام کروایا کہ آپ ﷺ نے کسی نماز میں کبھی بھی ایسی طوالت اختیار نہیں کی تھی، ہم آپ ﷺ کی آواز نہیں سن رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے انتہائی لمبا رکوع کیا کہ کبھی بھی ہمیں ایسا رکوع نہیں کروایا تھا، ہم آپ ﷺ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا، جب آپ ﷺ دوسری رکعت کے بعد بیٹھے تو سورج بھی صاف ہو گیا تھا، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور یہ شہادت دی کہ آپ خود اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم جانتے ہو کہ میں نے رب تعالیٰ کے پیغامات کو پہنچانے میں کوئی کمی کی ہے تو تم مجھ کو اس کی خبر دو گے، (میں خود تو یہ کہتا ہوں کہ) میں اپنے رب کے پیغامات

(٢٩٠٠) تخريج: ...... اسناده ضعيف لجهالة ثعلبة بن عباد، ولبعضه شواهد أخرجه مطوّلا ومختصرا ابن ابى شيبة: ٢...... ٤٦٩، وابوداود: ١١٨٤، والنسائى: ٣/ ١٤٠، وابن خزيمة: ١٣٩٧ (انظر: ٢٠١٧٨)

ذَاكَ، فَبَلَّغْتُ رِسَالَاتِ رَبِّي كَمَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُبَلَّغَ، وَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي بَلَّغْتُ رِسَالَاتِ رَبِّي لَمَا أَخْبَرْتُمُوْنِي ذَاكَ.)) قَالَ: فَقَامَ رِجَالٌ فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَنَصَحْتَ لِأُمَّتِكَ وَقَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ ثُمَّ سَكَتُوْا۔ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ رِجَالًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ كُسُوْفَ هٰذِهِ الشَّمْسِ وَكُسُوْفَ هٰذَا الْقَمَرِ وَزَوَالَ هٰذِهِ النُّجُوْمِ عَنْ مَطَالِعِهَا لِمَوْتِ رِجَالٍ عُظَمَاءَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا، وَلٰكِنَّهَا آيَاتٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَعْتَبِرُ بِهَا عِبَادُهُ فَيَنْظُرُ مَنْ يُحْدِثُ لَهُ مِنْهُمْ تَوْبَةً، وَايْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُوْنَ فِي أَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا، آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيٰى لِشَيْخٍ حِيْنَئِذٍ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ﵂، وَإِنَّهُ مَتٰى يَخْرُجْ أَوْ قَالَ مَتٰى مَا يَخْرُجُ فَإِنَّهُ سَوْفَ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللّٰهُ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ لَمْ يَنْفَعْهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلِهِ سَبَقَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ لَمْ يُعَاقَبْ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ) وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ أَوْ قَالَ سَوْفَ يَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ وَإِنَّهُ

کے اس طرح پہنچا دیئے، جس طرح پہنچانے کا حق تھا، بہر حال اگر تم جانتے ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں تو تم مجھے اس کی خبر دو۔'' کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں اور آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کردی ہے اور جو حق آپ پر تھا، آپ ﷺ نے اسے ادا کر دیا ہے، پھر وہ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: حمد وثناء کے بعد، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کا بے نور ہو جانا اور ستاروں کا اپنے مقام سے ہٹ جانا اہل زمین میں سے کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ لوگ جھوٹے ہیں، یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے اور پھر وہ دیکھتا ہے کہ ان میں سے کون اس موقع پر توبہ کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! جب میں اس نماز میں کھڑا ہوا تو میں نے وہ سارا کچھ دیکھ لیا جس کو تم دنیا و آخرت میں ملنے والے ہو۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس کذاب نہ نکل آئیں، ان میں سے آخری دجال ہوگا، جو کانا ہوگا اور جس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، گویا کہ وہ ابو یحیی کی آنکھ ہے۔'' یہ ایک انصاری شیخ تھا جو آپ ﷺ کے اور سیدہ عائشہ ؓ کے حجرے کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ ''جب وہ دجال نکلے گا تو وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ وہی اللہ ہے، پس جو شخص اس کے ساتھ ایمان لائے گا، اس کی تصدیق کرے گا اور اس کی پیروی کرے گا تو سابقہ نیک اعمال بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دیں گے، (یعنی اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو جائیں گے)۔ اور جس نے اس کے ساتھ کفر کیا اور اس کی تکذیب کردی تو اس کا اس کے سابقہ (برے) اعمال کی وجہ مؤاخذہ نہیں ہوگا، (یعنی اس کے سابقہ

يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيُزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجُنُوْدَهُ حَتّٰى إِنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ أَوْ قَالَ أَصْلَ الْحَائِطِ، وَقَالَ حَسَنٌ الْأَشْيَبُ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِيْ أَوْ قَالَ يَقُوْلُ: يَامُؤْمِنُ! أَوْ قَالَ يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ أَوْ قَالَ هٰذَا كَافِرٌ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ وَلَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ حَتّٰى تَرَوْا أُمُوْرًا يَتَفَاقَمُ شَأْنُهَا فِي أَنْفُسِكُمْ وَتَسَائَلُوْنَ بَيْنَكُمْ هَلْ كَانَ نَبِيُّكُمْ ذَكَرَ لَكُمْ مِنْهَا ذِكْرًا، وَحَتّٰى تَزُوْلَ جِبَالٌ عَنْ مَرَاتِبِهَا ثُمَّ عَلٰى أَثَرِ ذٰلِكَ الْقَبْضُ ثُمَّ شَهِدْتُ خُطْبَةً لِسَمُرَةَ ذَكَرَ فِيهَا هٰذَا الْحَدِيْثَ، فَمَا قَدَّمَ كَلِمَةً وَلَا أَخَّرَهَا عَنْ مَوْضِعِهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۴۴۰)

گناہ معاف کر دیے جائیں گے)۔ بے شک وہ دجال ساری زمین پر غالب آجائے گا، ماسوائے حرم اور بیت المقدس کے، وہ مومنوں کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا اور ان کو انتہائی سختی سے ہلا دیا جائے گا، (یعنی وہ اِس کی وجہ سے سخت گھبراہٹ، تنگی اور پریشانی میں ہوں گے)۔ پھر اللہ اس کو اور اس کے لشکروں کو ہلاک کر دے گا، حتیٰ کہ دیوار کی بنیاد یا درخت کا بنیادی تنا پکار پکار کر کہے گا: او مومن! او مسلمان! یہ یہودی (چھپا ہوا) ہے، یہ کافر ہے، ادھر آ اور اس کو قتل کر دے۔ لیکن یاد رکھو کہ دجال والا یہ معاملہ اس وقت تک نہیں ہو گا، جب تلک تم بڑے بڑے امور نہ دیکھ لو گے اور جن کے وقوع پذیر ہونے کے بعد تم آپس میں سوال کرو گے کہ کیا تمہارے نبی ان کا کوئی ذکر کیا تھا، بطور مثال پہاڑ اپنی جگہوں سے سرک جائیں گے، پھر اس کے بعد قیامت بپا ہو جائے گی۔'' پھر ثعلبہ راوی نے کہا: میں ایک اور موقع پر سیّدنا سمرہ ؓ کے خطبے میں حاضر ہوا تھا، اس دن بھی انھوں نے یہی حدیث بیان کی تھی، لیکن مجال ہے کہ کسی بات کو اس کے مقام سے آگے پیچھے کیا ہو۔

شرح: …… بڑے بڑے امور سے مراد دنیا میں مختلف فتنے، خارقِ عادت امور اور دوسری علاماتِ قیامت ہیں۔ انصاری شیخ، صحابیٔ رسول تھا، اس جسمانی تشبیہ سے اس کے مقام ومرتبہ میں کوئی فرق نہیں آیا، آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اچھی طرح وضاحت ہو جائے تا کہ دجال کی معرفت آسان ہو جائے، وگرنہ دجال انسان ہی ہو گا اور اس کا سارا جسم انسانی جسم کی طرح ہی ہو گا، الا ماشاء اللہ۔ اس حدیث میں بقیہ مذکورہ امور کی وضاحت کتاب الفتن میں آئے گی۔

(۲۹۰۱) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ؓ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا،

''سیّدنا ابوبکرۃ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ کھڑے ہوئے اور کپڑا گھسیٹتے ہوئے جلدی جلدی مسجد پہنچے اور لوگ بھی لگا تار جمع ہونا شروع ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور سورج کا

(۲۹۰۱) تخریج: ……أخرجه البخاری: ۱۰۴۰، ۵۷۹۵ (انظر: ۲۰۳۹۰)

ثُـمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَـانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِـمَا عِبَادَهُ وَلَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ .)) قَالَ وَكَانَ ابْنُهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاتَ، ((فَـإِذَا رَأَيْتُـمْ مِـنْهُـمَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوْا حَتَّـى يَـنْـكَشِفَ مِنْهُمَا مَا بِكُمْ .)) (مسند احمد: ٢٠٦٦١)

گرہن ختم ہوگیا، پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، یہ کسی کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔“ اس دن دراصل آپ ﷺ کا بیٹا (ابراہیم ؓ) فوت ہوا تھا۔ ”پس جب تم ان میں اس قسم کی چیز دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو، حتیٰ کہ وہ چیز ختم ہو جائے، جس میں تم مبتلا ہو۔“

(٢٩٠٢) عَنْ قَبِيْصَةَ ؓ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيْهِمَا الْقِرَاءَ ةَ، فَانْجَلَتْ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ .)) (مسند احمد: ٢٠٨٨٣)

”سیدنا قبیصہ ؓ کہتے ہیں: سورج کو گرہن لگ گیا، پس رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھائی اور ان میں قراءت کو لمبا کیا، اتنے میں سورج صاف ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، پس جب تم اس چیز کو دیکھو تو جو تم نے تازہ تازہ فرض نماز پڑھی ہے، اس کی طرح کی نماز پڑھو۔“

شرح: ……یعنی جس فرضی نماز کے بعد سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے، تو تعدادِ رکعات میں اسی نماز کی کیفیت کو سامنے رکھا جائے، یعنی دو یا تین یا چار رکعات۔ اور بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد قراءت کی جہری یا سری کیفیت مراد ہے، بہر حال یہ حدیث ہی ضعیف ہے اور دوسری احادیثِ صحیحہ موجود ہیں۔ جن میں صلوٰۃِ کسوف کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

(٢٩٠٢) تخريج: ……اسناده ضعيف، أبو قلابة بن عبد الله بن زيد الجرمى كان كثير الارسال، ولم يصرح هنا بسماعه من قبيصة بن مخارق، وذكر البيهقى فى "السنن" انه لم يسمع منه، انما رواه عن رجل عنه، وهذا الرجل هو هلال بن عامر وقيل: عمرو البصرى، وهو لا يعرف كما قال الذهبى، وروى بعضهم هذا الحديث من طريق أيوب وغيره عن أبى قلابة عن النعمان، وابو قلابة لم يسمع من النعمان، فهذا يفيد أن فى الحديث اضطرابا أيضا أخرجه النسائى: ٣/ ١٤٤، وابوداود: ١١٨٦، وانظر: ١٦٨٩ (انظر: ٢٠٦٠٧)

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْمَنْ صَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ

اس شخص کا بیان جو گرہن والا معاملہ صاف ہونے تک دو دو رکعت کر کے نماز کسوف ادا کرتا رہتا ہے

(٢٩٠٣) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْأَلُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْأَلُ، حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ أَوْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ إِذَا انْكَسَفَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَإِنَّمَا يَنْكَسِفُ لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّ ذَاكَ لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُمَا خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ، فَإِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ.)) (مسند احمد: ١٨٥٤١)

''سیّدنا نعمان بن بشیر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ ﷺ نے یوں کیا کہ دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر (گرہن کے بارے میں) پوچھتے، پھر دو رکعت پڑھاتے، پھر پوچھتے، حتی کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جاہلیت کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سورج اور چاند اس وقت بے نور ہوتے ہیں، جب کہ اہل زمین کے بڑے لوگوں میں سے کسی بڑے آدمی کی موت واقع ہوتی ہے، حالانکہ حقیقت ایسے نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کی مخلوق میں سے دو مخلوقات ہیں، جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کے لیے تجلّی فرماتا ہے تو وہ اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتی ہے۔''

4 ..... بَابُ مَنْ رَوٰى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوْعَانِ وَكَوْنِهَا فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً وَبَيَانِ مَرَاتِبِ الْأَرْكَانِ طُوْلًا وَقَصْرًا

اس شخص کا بیان جس نے روایت کیا ہے کہ نمازِ کسوف دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں نیز اس نماز کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے اور مطوّل و مختصر ہونے کی صورت میں اس کے ارکان کا بیان

(٢٩٠٤) عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: جَاءَتْنِي يَهُوْدِيَّةٌ تَسْأَلُنِي، فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُعَذَّبُ فِي الْقُبُوْرِ؟ قَالَ: ((عَائِذٌ بِاللّٰهِ.)) فَرَكِبَ

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: ایک یہودی عورت کوئی سوال کرنے کے لیے میرے پاس آئی، اس نے مجھ سے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں قبروں میں عذاب دیا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کی پناہ

(٢٩٠٣) تخريج: ......اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوى عن النعمان أخرجه البيهقى: ٣/ ٣٣٣، وأخرج النسائى بنحوه: ٣/ ١٤٥، وتقدم هذا الحديث برقم: ١٦٨٩ (انظر: ١٨٣٥١)

(٢٩٠٤) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٠٤٩، ١٠٥٠، ١٠٥٥، ١٠٥٦، ومسلم: ٩٠٧ (انظر: ٢٤٢٦٨)

مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجْتُ فَكُنْتُ بَيْنَ الْحُجَرِ مَعَ النِّسْوَةِ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوْعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ أَيْسَرَ مِنْ سُجُوْدِهِ الْأَوَّلِ، فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ فَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ۔ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ .)) قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٧٢)

مانگتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور اتنے میں سورج کو گرہن لگ گیا، پس میں نکلی اور ابھی تک عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان ہی تھی کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری سے اتر کر آ گئے اور نماز کی جگہ پر تشریف لے آئے اور (نماز شروع کر دی)، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ نے لمبا قیام کیا، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور (قومہ میں) لمبی دیر کے لیے کھڑے رہے، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا، (پھر آپ ﷺ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے) اور پہلی رکعت سے مختصر قیام کیا، پھر رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر قیام کیا تو پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا جو پہلے سجدے سے مختصر تھا۔ اس طرح (دو رکعت نماز میں) چار رکوع اور چار سجدے تھے، اتنے میں سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دجال کے فتنے کی طرح قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔'' اس کے بعد میں سنتی تھی کہ آپ ﷺ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلبکرتے تھے۔''

(٢٩٠٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ وَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ .)) فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ، فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً

''امام زہری، عروہ بن زبیر سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ عہد نبوی میں سورج کو گرہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف نکلے، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر (نماز شروع کر دی)، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنا لیں پھر آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا، آپ ﷺ نے لمبی قراءت کی، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا، پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ کہہ کر کھڑے ہوئے اور پھر قیام شروع کر دیا اور سجدہ نہ کیا، پھر

(٢٩٠٥) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١٠٤٦، ومسلم: ٩٠٢ (انظر: ٢٤٥٧١)

طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.)) ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا لِلصَّلَاةِ.)) وَكَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ مَا حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ: فَإِنَّ أَخَاكَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ أَجَلْ إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٧٨)

آپ ﷺ نے لمبی قراءت کی، البتہ وہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ ﷺ نے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہا اور پھر سجدہ کیا، دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ (ان دو رکعتوں میں) آپ ﷺ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے، اُدھر سلام پھیرنے سے قبل سورج صاف ہوگیا تھا، (نماز سے فارغ ہو کر) آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ان الفاظ کے حمد و ثنا بیان کی جن کا وہ اہل ہے اور پھر فرمایا: ''بے شک یہ (سورج اور چاند) اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، پس جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو ڈر کر نماز کی طرف پناہ لو۔''

کثیر بن عباس بیان کیا کرتے تھے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ نے سورج کے گرہن والے دن نبی کریم ﷺ کی نماز کی جو کیفیت بیان کی، وہ اسی طرح تھی جو عروہ نے سیدہ عائشہ ؓ سے بیان کی تھی۔ امام زہری کہتے ہیں: پھر میں نے عروہ سے کہا: جس دن مدینہ منورہ میں سورج بے نور ہوا، اس دن تیرے بھائی نے تو نماز فجر کی طرح کی دو رکعتوں سے زیادہ کچھ نہ کیا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس نے سنت میں غلطی کی۔

(٢٩٠٦) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ ؓ قَالَتْ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوفِ،

''سیّدنا اسماء بنت ابی بکر ؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نمازِ کسوف پڑھائی اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع

(٢٩٠٦) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٧٤٥، ٢٣٦٤ (انظر: ٢٦٩٦٣)

قَالَتْ: فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: ((دَنَتْ مِنِّيَ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَأْتُ لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا، وَدَنَتْ مِنِّيَ النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ يَا رَبِّ! وَأَنَا مَعَهُمْ وَإِذَا امْرَأَةٌ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ، قُلْتُ مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قِيْلَ لِي حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ، لَاهِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)) (مسند احمد: ٢٧٥٠٣)

(٢٩٠٧)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ فَصَلّٰى فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (الحديث بنحو ما تقدم)۔ (مسند احمد: ٢٧٥٠٤)

کیا، پھر قیام شروع کر دیا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ، پھر سر اٹھایا اور پھر طویل سجدہ کیا، (پھر دوسری رکعت مکمل کی) اور نماز سے فارغ ہو گئے، پھر فرمایا: ''جنت میرے اتنے قریب کی گئی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تمہارے پاس لے آتا اور آگ بھی اتنی قریب کی تھی کہ میں نے کہا: اے میرے رب! (تو ان کو عذاب دینے لگا ہے) حالانکہ میں ان میں موجود ہوں۔ اچانک وہاں ایک ایسی خاتون جس کو ایک بلی نوچ رہی تھی، میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ مجھے کہا گیا کہ اس عورت نے ایک بلی کو قید کیا تھا، حتیٰ کہ وہ مرگئی تھی، اس نے نہ خود اسے خود کھلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔''

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج بے نور ہوگیا، پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر آپ ﷺ نے دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ (باقی حدیث ایسے ہی ہے جیسے گزر چکی ہے)۔''

شرح: ......''اے میرے رب! (تو ان کو عذاب دینے لگا ہے) حالانکہ میں ان میں موجود ہوں۔'' سے آپ ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔﴾ (سورۂ انفال: ٣٣) یعنی: ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان

(٢٩٠٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول۔

کو عذاب دے اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا، اس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے ہوں‘‘۔

(٢٩٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَقَرَأَ سُوْرَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٨٦٤)

‘‘سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: سورج کو گرہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے (نماز کا) قیام شروع کیا اور آپ ﷺ نے طویل سورت تلاوت کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قراءت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور دو سجدے کیے، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور قراءت کی اور رکوع کیا، پھر دو سجدے کیے، اس طرح یہ دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے ہو گئے۔‘‘

(٢٩٠٩) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ عِيْسٰى قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَالَ نَحْوًا مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ۔ قَالَ أَبِي وَفِيْمَا قَرَأْتُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ

‘‘سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: سورج بے نور ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ جتنا لمبا قیام کیا، پھر طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، البتہ وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا، جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا، البتہ وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میرے باپ نے کہا: اور جو میں نے عبد الرحمٰن پر پڑھا، اس کے مطابق انہوں نے کہا: پھر آپ ﷺ نے لمبا قیام کیا، جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا، پس لمبا قیام کیا، البتہ وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کچھ کم تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر امام احمد اسحاق کی حدیث کی طرف لوٹے اور کہا: پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا، جبکہ سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ‘‘بے شک سورج اور چاند اللہ کی

(٢٩٠٨) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١٠٤٦، ومسلم: ٩٠٢ (انظر: ١٨٦٤)

(٢٩٠٩) تخريج: ...... أخرجه مطوّلا و مقطعا البخاري: ٢٩، ٤٣١، ٧٤٨، ١٠٥٢، ٣٢٠٢، ٥١٩٧، ومسلم: ٩٠٧ (انظر: ٢٧١١)

الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ إِسْحَاقَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ۔)) قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ۔)) قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)) (مسند احمد: ۲۷۱۱)

(۲۹۱۰) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَبِالْمَدِينَةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فَخَرَجَ عُثْمَانُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ تِلْكَ الصَّلَاةَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ عُثْمَانُ فَدَخَلَ

نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتیں، پس جب تم اس کو دیکھو تو اللہ کا ذکر کیا کرو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کوئی چیز پکڑ رہے تھے اور پھر دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے ہٹ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں نے جنت کو دیکھا اور میں نے اس کے ایک گچھے کو پکڑنا چاہا تھا اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا (اور تمہارے پاس لے آتا) تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے اور میں نے آگ کو دیکھا، پس آج جیسا (ہولناک) منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اس میں اکثر عورتیں دیکھیں۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے کفر کی وجہ ہے۔'' کسی نے کہا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کی قدر نہیں کرتیں، اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ زمانہ بھر احسان کرتا رہے، لیکن جب وہ تجھ سے کوئی کمی ہوتی ہوئی دیکھے گی تو کہہ دے گی کہ اس نے تجھ سے خیر والا معاملہ دیکھا ہی نہیں۔''

''ابوشریح خزاعی کہتے ہیں: سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا، مدینہ منورہ میں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے تھے، جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے گھر میں داخل ہوگئے۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

(۲۹۱۰) تخريج: ......اسناده ضعيف، لضعف سفيان بن أبي العوجاء السلمي أخرجه البزار: ٦٧٤، وأبويعلى: ٥٣٩٤، والطبراني في "الكبير": ٩٧٨٢۔ وصلاة الكسوف وردت من أحاديث عدد من الصحابة (انظر: ٤٣٨٧)

دَارَهُ وَجَلَسَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَجَلَسْنَا اِلَيْهِ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُ قَدْ أَصَابَهُمَا فَافْزَعُوا اِلَى الصَّلَاةِ فَاِنَّهَا اِنْ كَانَتِ الَّتِي تَحْذَرُوْنَ كَانَتْ وَأَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ غَفْلَةٍ، وَاِنْ لَمْ تَكُنْ كُنْتُمْ قَدْ أَصَبْتُمْ خَيْرًا وَاكْتَسَبْتُمُوْهُ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٧)

حجرے کی طرف بیٹھے ہوئے تھے، ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سورج اور چاند کے گرہن کے وقت ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے، جب تم دیکھو کہ ان کو گرہن لگ گیا ہے تو نماز کی طرف لپکو، اگر تو یہ وہی چیز ہوئی، جس کا تم کو ڈر ہے، تو (اس نماز کی وجہ سے) تم غافل نہیں ہو گے اور وہ چیز نہ ہوئی تو خیر کو پا لو گے اور ثواب کماؤ گے۔“

شرح:...... ”اگر تو یہ وہی چیز ہوئی، جس کا تم کو ڈر ہے“ اس سے مراد آنے والا کوئی عذاب یا قیامت ہے۔

(٢٩١١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَعَلَ يَتَقَدَّمُ ثُمَّ جَعَلَ يَتَأَخَّرُ، فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، ثُمَّ قَالَ اِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهُ أَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ شَكَّ هِشَامٌ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَتَأَخَّرُ رَهْبَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً حِمْيَرِيَّةً

”سیّدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سخت گرمی والے دن سورج بے نور ہو گیا، پس رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، اس کے بعد طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبی دیر تک کھڑے رہے، پھر دو سجدے کیے اور کھڑے ہو گئے اور (دوسری رکعت بھی) اسی طریقے سے ادا کی، اس نماز میں آپ ﷺ آگے کو بڑھے تھے اور پھر پیچھے ہٹ آئے تھے، یہ چار رکوع اور چار سجدوں والی (دو رکعت) نماز تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر ہر وہ چیز پیش کی گئی ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ مجھ پر جنت پیش کی گئی اور (اتنی قریب کی گئی کہ) اگر میں اس سے خوشہ پکڑنا چاہتا تو پکڑ لیتا۔ یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا: میں نے اس سے ایک خوشہ پکڑنا چاہا، لیکن میرے ہاتھ کو روک دیا گیا۔ مجھ پر آگ بھی پیش کی گئی اور میں اس ڈر سے پیچھے ہونے لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ کہ وہ تم کو ڈھانپ لے، پھر

(٢٩١١) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٩٠٤ (انظر: ١٥٠١٨)

سَوْدَاءَ طَوِيلَةً تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، وَرَأَيْتُ أَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُرِيكُمُوهَا، فَإِذَا خَسَفَتْ فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ.)) (مسند احمد: ۱۵۰۸۲)

میں نے اس میں حمیر اس نے قبیلے کی ایک سیاہ رنگ کی لمبی عورت دیکھی، اس کو اُس بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، جس کو اس نے باندھ دیا تھا، نہ اسے خود کھلایا اور نہ پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ میں نے ابوثمامہ عمرو بن مالک کو بھی دیکھا وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا۔ یہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، پس جب یہ بے نور ہو جائے تو تم نماز پڑھا کرو، حتیٰ کہ وہ صاف ہو جائے۔“

شرح: ……”ابوثمامہ عمرو بن مالک“ سے مراد وہی آدمی ہے، جو اپنی لاٹھی کے ساتھ حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، جب لوگوں کو اس کا پتہ لگ جاتا تو وہ کہتا: میں چوری تو نہیں کر رہا، ویسے یہ چیز لاٹھی کے ساتھ لٹک گئی ہے۔ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۵) بَابُ مَنْ رَوٰى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ یہ دو رکعت نماز ہے اور ہر رکعت میں تین رکوع ہیں

(۲۹۱۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ: إِنَّمَا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الْأُوْلٰى، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوٌ مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُوْدِ،

”سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: عہد نبوی میں جس دن آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم ؓ فوت ہوئے، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا، لوگوں نے کہا: بے شک ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج بے نور ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، چار سجدوں (یعنی دو رکعتوں) میں چھ رکوع کیے، آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور لمبی قراءت کی، پھر اسی قیام کے بقدر طویل رکوع کیا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور قراءت کی، جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ ﷺ نے اتنا لمبا رکوع کیا جتنی دیر آپ ﷺ نے قیام کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور پھر قراءت شروع کر دی، یہ دوسرے (نمبر والی) قراءت سے کم تھی، پھر رکوع کیا، جو کہ اس سے پہلے والے قیام کے بقدر تھا، پھر آپ ﷺ نے سر

(۲۹۱۲) تخريج: ……أخرجه مسلم: ۹۰٤ (انظر: ۱٤٤۱۷)

فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا، إِلَّا أَنَّ رُكُوْعَهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ فِي صَلَاتِهِ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوْفُ مَعَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوْفُ فَقَضَى الصَّلَاةَ وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هٰذِهٖ، وَلَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ فَذَالِكَ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيْبَنِي مِنْ لَفْحِهَا حَتّٰى قُلْتُ: أَيْ رَبِّ! وَأَنَا فِيْهِمْ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ بِهِ قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي، وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا، وَجِيْءَ بِالْجَنَّةِ فَذَالِكَ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي مَقَامِي فَمَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ، ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ.)) (مسند احمد: ١٤٤٧٠)

اٹھایا اور سجدے کے لیے جھک گئے اور دو سجدے کیے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور (پہلے کی طرح) سجدہ کرنے سے پہلے تین رکوع کیے، اس میں سے ہر رکوع بعد والے رکوع کی بہ نسبت لمبا تھا، البتہ ہر رکوع اپنے سے پہلے والے قیام کے برابر ہوتا تھا۔ (یوں بھی ہوا کہ) آپ ﷺ اس نماز کے دوران پیچھے ہٹے اور صفیں بھی آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے ہٹیں، پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے اور صفیں بھی آگے بڑھ گئیں، اس طرح آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی اور اُدھر سورج صاف ہو چکا تھا۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی انسان کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتیں، جب تم اس طرح کا معاملہ دیکھو تو سورج کے صاف ہونے تک نماز پڑھا کرو، میں نے اس نماز میں ہر وہ چیز دیکھی ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، میرے پاس آگ لائی گئی، یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا، میں ڈرنے لگ گیا تھا کہ کہیں اس کی گرمی مجھ تک پہنچ نہ جائے، مَیں نے اس وقت کہا: اے رب! (ابھی تک تو) میں ان میں موجود ہوں۔ میں نے لاٹھی والے کو دیکھا، وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا، وہ اپنی لاٹھی سے حاجیوں کی چوری کرتا تھا، اگر اس کی چوری کا پتہ چل جاتا تو وہ کہتا یہ چیز تو میری لاٹھی کے ساتھ ویسے لٹک گئی ہے، اور اگر پتہ نہ چلتا تو وہ اس کو لے جاتا، مجھے وہاں بلی والی عورت بھی نظر آئی، اس نے بلی کو باندھ دیا تھا، نہ تو اس نے خود اسے کھلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے وغیرہ کھالیتی، حتیٰ کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی۔ میرے پاس جنت بھی لائی گئی، اس وقت تم نے مجھے

دیکھا کہ میں آگے کو بڑھا، حتیٰ کہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا، پھر میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اس کے پھل کو پکڑ لوں تا کہ تم اس کو دیکھ سکو، پھر میرے لیے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں ایسے نہ کروں۔‘‘

شرح: ...... (۱۷۰۰) اور (۱۷۰۱) دونوں احادیث سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ہیں، (امام بیھقی : ۳/ ۳۲٦) نے کہا: ان دو احادیث میں بیان کیے گئے مواد پر غور کرنے والا یہ جان جائے گا کہ ان دونوں میں ایک ہی قصہ بیان کیا گیا ہے اور یہ وہ نماز ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات والے دن پڑھی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عروہ بن بیر اور عمرہ بنت عبد الرحمٰن، سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عطاء بن یسار اور کثیر بن عباس، سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن اور سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ابو الزبیر کی روایات اس امر پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کی ہر رکعت میں دو رکوع کیے تھے اور ان میں سے اکثر نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یہ بھی فرمایا ھا: ’’سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت و حیات سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔‘‘ ان الفاظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات والا دن ہے، کیونکہ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس دن والے سورج گرہن کی وجہ رزندِ رسول کی وفات تھی۔ تو ان اعلی حفظ وضبط والے راویوں کے ہر رکعت میں دو دو رکوعوں پر اتفاق سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے زیادہ رکوع نہیں کیے، جیسا کہ امام شافعی اور امام بخاری کا خیال ہے۔

دونوں احادیث میں دو فرق ہیں: (۱) ایک یہ کہ پہلی حدیث میں ہر رکعت میں دو رکوع کا ذکر ہے۔ جبکہ دوسری روایت میں ہر رکعت میں تین رکوع کرنے کا تذکرہ ہے۔ یہ ان دو احادیث کا تعارض بھی ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ ہلی حدیث میں ابراہیم کی وفات کے دن گرہن لگنے کا ذکر نہیں۔ جبکہ دوسری روایت میں اس کا صریح ذکر موجود ہے، اس دوسرے فرق کو سامنے رکھ کر دونوں احادیث کے واقعات کو الگ الگ سمجھا جائے جو ممکن ہے تو پہلے ذکر کیے ہوئے تعارض کا حل بھی ہو جائے گا کہ دو الگ الگ واقعات میں آپ نے الگ الگ طریقہ کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (عبداللہ رفیق)

(۲۹۱۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْمُ فِي صَلَاةِ الْآيَاتِ فَيَرْكَعُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يَرْكَعُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٧٦)

’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نشانیوں والی نماز میں کھڑے ہوئے اور تین رکوع کرنے کے بعد سجدہ کیا، پھر (دوسرے رکعت) میں تین رکوع کیے اور پھر سجدہ کیا۔‘‘

(۲۹۱۳) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۹۰۱ (انظر: ۲٤٤٧۲)

فَصْلٌ مِنْهُ
فصل

فيمن صلاها ركعتين بثلاث ركوعات في الأولى فانجلت فصلى الثانية بركوع واحد

اس شخص کا بیان جو یہ نماز دو رکعت پڑھتا ہے، پہلی میں تین رکوع کرتا ہے، اتنے میں سورج صاف ہوجاتا، اس لیے دوسری رکعت ایک رکوع کے ساتھ ادا کر لیتا ہے

(٢٩١٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ حَدَّثَنِي عَبْدُالْمُتَعَالِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ ثَنَا الْمُجَالِدُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَسِفَتِ الشَّمْسُ ضَحْوَةً حَتّٰى اشْتَدَّتْ ظُلْمَتُهَا فَقَامَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَقَامَ قَدْرَمَا يَقْرَأُ سُوْرَةً مِنَ الْمَثَانِيْ ثُمَّ رَكَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَكَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَكَعَ الثَّانِيَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِنَّ الشَّمْسَ تَجَلَّتْ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قَدْرَمَا يَقْرَأُ سُوْرَةً، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ يَوْمَ تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَإِنَّمَا هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِذَا انْكَسَفَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ.)) ثُمَّ نَزَلَ فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي

’’مجالد کہتے ہیں: چاشت کے وقت سورج کو گرہن لگ گیا اور اس کا اندھیرا سخت ہوگیا، سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، مثانی میں سے ایک سورت کی قراءت کے بقدر قیام کیا، پھر اسی طرح کا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا، (قیام کیا اور) پھر اسی کے مثل رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا، اتنا ہی قیام کیا، پھر اسی طرح دوسرا رکوع کیا، اتنے میں سورج صاف ہوگیا، پھر انھوں نے سجدہ کیا اور (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور ایک سورت کی قراءت کے بقدر قیام کیا اور پھر رکوع اور سجدہ کیا، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر چڑھے اور کہا: بے شک جس دن فرزندِ رسول ابراہیم ؓ فوت ہوئے تھے، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا تھا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ’’بے شک سورج اور چاند کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے، یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب ان میں سے کوئی ایک بے نور ہوجائے تو نماز کی طرف پناہ لو۔ پھر منبر سے نیچے اترے اور بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اِس نماز میں اپنے سامنے پھونکیں ماری اور پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، ایسے لگتا تھا جیسے آپ ﷺ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ’’بے شک آگ میرے اتنی قریب کی

(٢٩١٤) تخريج: ...... مرفوعه صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف مجالد بن سعيد أخرج مرفوعَه البخاری: ١٠٦٠، ومسلم: ٩١٥ (انظر: ١٨١٤٢، ١٨١٧٨)

الصَّلَاةِ فَجعل يَنفُخُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ إِنَّهُ مَدَّ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ النَّارَ أُدْنِيَتْ مِنِّي حَتّٰى نَفَخْتُ حَرَّهَا عَنْ وَجْهِي، فَرَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ وَالَّذِي بَحَّرَ الْبَحِيرَةَ وَصَاحِبَةَ حِمْيَرَ صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ)) (مسند احمد: ١٨٣٢٣)

گئی کہ اپنے چہرے سے اس کی حرارت کو ہٹانے کے لیے میں نے پھونک ماری اور میں نے اس میں لاٹھی والے، بحیرہ ایجاد کرنے والے اور حمیر قبیلے کی بلی والی خاتون کو دیکھا۔''

شرح: ......''مثانی'' سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں، جن کی آیات سو سے کم ہوتی ہیں، یعنی یہ سورتیں ''مِئِین'' سے مختصر اور ''مُفَصَّل'' سے لمبی ہوتی ہیں۔ لاٹھی والے اور بلی والی عورت کے واقعات سابقہ روایات میں گزر چکے ہیں۔ بحیرہ سمیت اس قسم کے تمام جانوروں کا ذکر سورۂ مائدہ (۱۰۳) میں موجود ہے، جن کی مختلف تفسیریں بیان کی گئی ہیں، سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ بحیرہ وہ جانور ہے، جس کا دودھ دوہنا چھوڑ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ بتوں کے لیے ہے، چنانچہ کوئی شخص اس کے تھنوں کو ہاتھ نہ لگاتا۔ جاہلیت کی یہ بدعتیں ایجاد کرنے والے شخص عمرو بن عامر خزاعی کا انجام اس حدیث کے آخر میں بیان کیا گیا ہے۔

6 ..... باب من روى انها ركعتان فى كل ركعة أربع ركوعات

اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ نمازِ کسوف دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں چار رکوع ہیں

(٢٩١٥) عَنْ رَجُلٍ يُدْعٰى حَنَشًا عَنْ عَلِيٍّ ﵁ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى عَلِيٌّ ﵁ لِلنَّاسِ فَقَرَأَ يٰسٓ أَوْ نَحْوَهَا، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِنْ قَدْرِ السُّوْرَةِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ قَدْرَ السُّوْرَةِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ، ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ قِرَاءَتِهِ أَيْضًا، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ أَيْضًا قَدْرَ السُّوْرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ ذٰلِكَ أَيْضًا حَتّٰى صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ

''حنش نامی آدمی کہتا ہیں: سورج کو گرہن لگ گیا، سیّدنا علی ﵁ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، آپ نے سورۂ یٰس یا اس جیسی کسی اور سورت کی تلاوت کی، پھر اس سورت کے بقدر رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا، پھر ایک سورت کی مقدار جتنا قیام کیا اور مزید دعا کی اور اللہ کی بڑائی بیان کی، پھر قراءت کی مقدار کے برابر رکوع کیا، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر ایک سورت کے بقدر قیام کیا، اور پھر اسی مقدار کے مطابق رکوع کیا، بہرحال چار رکوع پورے کیے، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا، اس کے بعد سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور پہلی رکعت

(٢٩١٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، حنش بن المعتمر، الأكثرون على تضعيفه أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٣٠، وابن خزيمة: ١٣٨٨، ١٣٩٤ (انظر: ١٢١٦)

الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كَفِعْلِهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُو وَيُرَغِّبُ حَتَّى انْكَشَفَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَذٰلِكَ فَعَلَ۔ (مسند احمد: ١٢١٦)

کی طرح اس کو ادا کیا، (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے، اور (لوگوں کو) رغبت دلانے لگے، حتیٰ کہ سورج صاف ہوگیا، پھر لوگوں کو بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔"

(٢٩١٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔ (مسند احمد: ١٩٧٥)

"سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج کے گرہن کے وقت آٹھ رکوع اور چار سجدے کیے۔"

7 ..... باب من روى انها ركعتان فى كل ركعة خمسة ركوعات

اس شخص کا بیان جو یہ روایت بیان کرتا ہے کہ یہ نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں

(٢٩١٧) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوا حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا۔ (مسند احمد: ٢١٥٤٥)

"سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور "طُوَل" سورتوں میں سے ایک سورت کی تلاوت اور (پہلی رکعت میں) پانچ رکوع اور دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور "طُوَل" سورتوں میں سے ہی ایک سورت پڑھی، پھر پانچ رکوع کیے اور دو سجدے کیے، پھر قبلہ رخ ہو کر ہی بیٹھ کر دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ اس کا گرہن صاف ہوگیا۔"

شرح: ...... ایک قول کے مطابق "الطُّوَل" (لمبی سورتوں) سے مراد سورۂ بقرہ سے سورۂ توبہ تک کی سورتیں ہیں، بعض نے سورۂ انفال کو مستثنیٰ قرار دے کر باقیوں کو شمار کیا ہے۔

8 ..... باب ما جاء فى طول صلاة الكسوف وحضور النساء جماعتها بالمسجد

نماز کسوف کی طوالت اور اس نماز کے لیے عورتوں کی مسجد میں جماعت کے لیے حاضری کا بیان

(٢٩١٨) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا،

"سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جس دن سورج کو

(٢٩١٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٠٨۔ وقد روى غير واحد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أنها أربع ركعات وأربع سجدات۔ (انظر: ١٩٧٥)

(٢٩١٧) تخريج: ......حديث منكر كما قال الذهبى، وهذا اسناد ضعيف، أبو جعفر عيسى بن عبد الله بن ماهان الرازى سيىء الحفظ أخرجه ابوداود: ١١٨٢ (انظر: ٢١٢٢٥)

(٢٩١٨) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٨٦، ١٢٣٥، ١٣٧٣، مسلم: ٩٠٥، ٩٠٦ (انظر: ٢٦٩٢٥، ٢٦٩٥٤)

أَنَّهَا قَالَتْ: فَزِعَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ، فَقَامَ بِالنَّاسِ قِيَامًا طَوِيْلًا، يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَلَوْجَاءَ إِنْسَانٌ بَعْدَ مَا رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ رَكَعَ، مَا حَدَّثَ نَفْسَهُ أَنَّهُ رَكَعَ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ۔ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ مِنِّيْ، وَإِلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي هِيَ أَسْقَمُ مِنِّي قَائِمَةً وَأَنَا أَحَقُّ أَنْ أَصْبِرَ عَلٰى طُوْلِ الْقِيَامِ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۵۰۸)

گرہن لگا، اس دن رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے، پس آپ ﷺ نے (جلدی میں کسی بیوی کی) قمیص پکڑ لی (اور مسجد کی طرف نکل پڑے، پیچھے سے) آپ ﷺ کو آپ کی چادر پہنچا دی گئی، پس آپ ﷺ نے لوگوں کو لمبا قیام کروایا، آپ ﷺ قیام کرتے، پھر رکوع کرتے، اگر کوئی انسان آپ ﷺ کے رکوع کرنے کے بعد آجاتا تو وہ یہ نہ جان سکتا کہ آپ ﷺ نے رکوع کرلیا ہے، لمبے قیام کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اس بات کا قائل نہ کرسکتا کہ آپ ﷺ نے رکوع کرلیا ہے۔ سیدہ اسماء کہتی ہیں: پس میں اس عورت کی طرف دیکھتی جو مجھ سے بڑی تھی، پھر اس عورت کی طرف دیکھتی جو مجھ سے کمزور تھی، پھر میں اپنے آپ سے کہتی کہ میں زیادہ حقدار ہوں کہ لمبے قیام پر صبر کروں۔"

9 ..... باب في الخطبة بعد صلاة كسوف الشمس

سورج گرہن کی نماز کے بعد خطبے کا بیان

(۲۹۱۹) عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّوْنَ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَطَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَأَخَذْتُ قِرْبَةً إِلٰى جَنْبِيْ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي الْمَاءَ، فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، مَا مِنْ

"سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئی (وہ بھی اسی نماز میں شریک تھیں)، میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ نماز پڑھ رہے ہیں؟ انھوں نے سر کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا: یہ کوئی (عذاب کی) نشانی ہے؟ انہوں نے (اشارے سے) کہا: ہاں، پس رسول اللہ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا، حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی، اس لیے میں نے اپنے پہلو میں پڑا ہوا ایک مشکیزہ پکڑ لیا اور اپنے سر پر پانی بہانے لگی، جب رسول اللہ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا: "حمد وثناء کے بعد! کوئی چیز نہیں، جو میں نے پہلے نہیں دیکھی تھی، مگر وہ اس مقام میں دیکھ لی ہے،

(۲۹۱۹) تخريج: ......أخرجه البخارى: ۸۶، ۱۲۳۵، ۱۳۷۳، مسلم: ۹۰۵ (انظر: ۲۶۹۲۵)

شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ إِنَّهُ قَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ "لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ" يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ، هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنْ كُنْتَ لَتُؤْمِنُ بِهِ فَنَمْ صَالِحًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ))

(مسند احمد: ٢٧٤٦٤)

میں نے جنت اور آگ کو بھی دیکھا ہے۔ بے شک میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ تم کو عنقریب قبروں میں مسیح دجال کے فتنے کی طرح آزمایا جائے گا، تم میں سے ایک کے پاس (قبر میں) آیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ پس ایمان یا یقین رکھنے والا کہے گا: وہ محمد ﷺ ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس روشن دلائل اور ہدایت لے کر آئے تھے، پس ہم نے قبول کر لیا اور آپ ﷺ کی پیروی کی، تین مرتبہ یہ بات کہے گا۔ پس اس کو کہا جائے گا: تحقیق ہم جانتے تھے کہ بے شک تو ان کے ساتھ ایمان رکھتا ہے، پس تو اچھی حالت میں سو جا۔ رہا مسئلہ نفاق یا شک والے آدمی کا تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، بس میں نے بھی وہ کہہ دیا تھا، (لیکن اب تو میں کچھ نہیں جانتا)۔"

شرح: ......دو فرشتے منکر اور نکیر قبر میں یہ سوال کریں گے۔

(٢٩٢٠)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٤٢)

"سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سورج کو گرہن لگا، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: "أَمَّا بَعْدُ" (حمد وثناء کے بعد)۔"

شرح: ...... بہرحال دوسرے خطبوں میں بھی آپ ﷺ سے "أَمَّا بَعْدُ" کہنا ثابت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری، کتاب الجمعہ میں باب قائم کر کے چھ احادیث سے ثابت کیا ہے کہ خطبہ میں "امابعد" کہنا جائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

فصل منه في وعظ الناس وحثهم على الصدقة والذكر والدعاء والتكبير

فصل: اس موقع پر لوگوں کو وعظ کرنے، ان کو صدقہ، ذکر، دعا اور تکبیر کہنے پر ترغیب دلانے کا بیان

(٢٩٢١) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا،

"سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے

(٢٩٢٠) تخريج: ......اسناده ضعيف، لجهالة ثعلبة بن عباد أخرجه النسائي: ٣/ ١٥٢ (انظر: ٢٠١٨٠)

(٢٩٢١) تخريج: ......اسناده ضعيف بهذه السياقة، انفرد به فليح بن سليمان الخزاعي، وهو ممن لا يحتمل تفرّده، ولم يذكروا لمحمد بن عباد بن عبد الله سماعا من أسماء بنت أبي بكر۔ ولبعضه شواهد أخرجه ابن خزيمة: ١٣٩٩، والطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٢٤٠ (انظر: ٢٦٩٩٢)

قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُ رَجَّةَ النَّاسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ آيَةٌ (فَذَكَرَتْ نَحْوَا الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيْهِ) فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ، وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَغَ مِنْ سَجْدَتِهِ الْأُوْلٰى قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِيَامًا طَوِيْلًا حَتّٰى رَأَيْتُ بَعْضَ مَنْ يُصَلِّي يَنْتَضِحُ بِالْمَاءِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَإِلَى الصَّدَقَةِ وَإِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ، أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا، وَقَدْ أُرِيْتُكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ، يَسْأَلُ أَحَدُكُمْ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ وَمَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فَإِنْ قَالَ: لَا أَدْرِي، رَأَيْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ وَيَصْنَعُوْنَ شَيْئًا فَصَنَعْتُهُ، قِيْلَ لَهُ أَجَلْ، عَلَى الشَّكِّ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ، وَإِنْ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، قِيْلَ: عَلَى الْيَقِيْنِ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ، هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَقَدْ

زمانے میں سورج بے نور ہوگیا، میں نے لوگوں کی ملی جلی آوازیں سنیں، وہ کہہ رہے تھے: نشانی، نشانی۔ (پھر گزشتہ حدیث کی طرح اس نے حدیث بیان کی۔ اس میں مزید امور یہ بھی ہیں:) میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، (جب میں پہنچی تو) آپ ﷺ پہلی رکعت سے فارغ ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے لمبا قیام کیا، حتیٰ کہ میں نے بعض نماز پڑھنے والے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پانی کے چھینٹے مار رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور قیام شروع کر دیا اور سجدہ نہ کیا، یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا، البتہ وہ پہلے رکوع سے کچھ کم تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا، پس آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: ''لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتیں، جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو نماز پڑھنے، صدقہ کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی طرف لپکو۔ اے لوگو! کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو میں نے نہیں دیکھی تھی، مگر اس مقام میں دیکھ لی اور میں نے تم کو بھی دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جا رہے ہو، تم میں سے ہر ایک سے سوال کیا جا رہا ہے کہ تو کیا کہتا تھا؟ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ اگر کوئی جواباً یہ کہے گا: میں تو نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنا، خود بھی وہی کہہ دیا، ان کو جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا، خود بھی وہی کچھ کر دیا۔ اس جواب پر اسے کہا جائے گا: اچھا، ٹھیک ہے، تو نے شک پر زندگی گزار دی اور اسی پر تو مرا، یہ آگ تیرا ٹھکانا ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،

رَأَیْتُ خَمْسِیْنَ أَوْ سَبْعِیْنَ أَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِی مِثْلِ صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ .)) فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ یَجْعَلَنِی مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، أَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّكُمْ لَنْ تَسْأَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی أَنْزِلَ اِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ .)) فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَنْ أَبِی؟ قَالَ: ((أَبُوْكَ فُلَانٌ .)) الَّذِی كَانَ یُنْسَبُ اِلَیْهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۳۲)

تو اسے کہا جائے گا: تو نے یقین پر زندگی بسر کی اور تو اسی پر مرا، یہ جنت کا تیرا ٹھکانہ ہے۔ یقیناً میں نے پچاس یا ستر ہزار لوگوں کو دیکھا کہ وہ چودھویں رات کے چاند جیسا چہرہ لے کر جنت میں داخل ہو رہے تھے۔)) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: (اے اللہ کے رسول!) اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں داخل کر دے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو ان میں داخل کر دے۔ لوگو! میرے اترنے سے پہلے تم جس چیز کا بھی سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب دے دوں گا۔'' پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا باپ فلاں شخص ہے۔'' (یعنی اسی آدمی کا نام لیا) جس کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا تھا۔''

شرح: ...... ''پچاس یا ستر ہزار'' یہ ستر ہزار آدمی ہی ہیں، جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان میں شامل ہونے کا سوال کرنے والے سیّدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ تھے۔ اپنے باپ کے بارے میں سوال کرنے والے سیّدنا عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے انتہائی اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ قارئین قبر والے کے اس جواب پر غور کریں: ''میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنا، خود بھی وہی کہہ دیا، ان کو جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا، خود بھی وہی کچھ کر دیا۔'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ دلائل کی روشنی میں عقائد اور احکام کی تعلیم حاصل کرے، صرف مسلکی تعصب میں آ کر سنی سنائی باتوں پر عمل کر کے گزارا نہیں ہو گا، ہر مسلمان جو نیک عمل کر رہا ہے، اس کے پاس اس کی دلیل ہونا ضروری ہے۔

لیکن اس وقت امتِ مسلمہ کی صورتحال یہ ہے کہ ہر شخص نے امورِ دنیا کو اتنی ترجیح دی ہے اور اس کے لیے اتنی محنت کی ہے کہ اسی کا ہو کر رہ گیا ہے، یہی اس کی زندگی کا معیار ہے، یہی اس کی زندگی کی مقدار ہے، لیکن دین کے معاملے میں انتہائی گزارے پر گزارہ کر لیا جاتا ہے۔ (اللہ کی پناہ)۔ اگر کسی آدمی سے کسی مسئلے پر گفتگو چھیڑی جائے تو اس کا یہی جواب ہو گا کہ ہمیں تو علمائے دین کی سمجھ نہیں آتی، کوئی کیا کہتا ہے اور کوئی کیا کہتا ہے۔ دراصل یہ ان لوگوں کا انداز ہے، جو دین کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں اور ان کو جو کچھ اپنے بڑوں سے مل گیا ہے، اسی پر قناعت کرنے کو آخرت میں کامیابی کا راز سمجھتے ہیں۔ بہرحال ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہر آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دین کے معاملے میں دلچسپی لے، فکر کرے، دلائل کو پرکھے اور تہہ تک پہنچنے کے لیے مختلف مکاتب فکر سے بحث کرے، بہت جلدی ہدایت کے اسباب سامنے آ جائیں گے۔

(٢٩٢٢) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: وَلَقَدْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٦٣)

''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کی نماز میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔''

(٢٩٢٣)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ قَالَتْ) إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ الْخُسُوْفِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٦٢)

''(دوسری سند) ہمیں نمازِ کسوف میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔''

(٢٩٢٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ بِطُوْلِ الْقِيَامِ، وَأَنَّهُ صَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوْعَانِ ((كَمَا تَقَدَّمَ فِي أَحَادِيْثِهَا السَّابِقَةِ وَفِيْهِ)) قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) (مسند احمد: ٢٥٨٢٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ کسوف کی طوالتِ قیام کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، ہر رکعت میں دو رکوع تھے، (جیسا کہ سابقہ احادیث میں گزر چکا ہے، مزید وہ کہتی ہیں): جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، پس جب تم ان دونوں کو اس طرح دیکھو تو اللہ کی بڑھائی بیان کیا کرو، اس سے دعا کیا کرو، نماز پڑھا کرو اور صدقہ کیا کرو۔ اے امتِ محمد! کوئی بھی نہیں جو اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند ہو کہ اس کا بندہ یا باندی زنا کرے۔ اے امتِ محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے، خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟!''

* * *

(٢٩٢٢) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٠٥٤، ٢٥١٩، ٢٥٢٠ (انظر: ٢٦٩٢٤)

(٢٩٢٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٢٤) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٠٤٤، ٥٢٢١، ومسلم: ٩٠١ (انظر: ٢٥٣١٢)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کے ابواب

1 ..... بَابُ سَبَبِ مَنْعِ الْمَطَرِ عَنِ النَّاسِ

لوگوں سے بارش کے رک جانے کے سبب کا بیان

(۲۹۲۵) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّوَجَلَّ: لَوْ أَنَّ عِبَادِی أَطَاعُوْنِی لَأَسْقَیْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ وَأَطْلَعْتُ عَلَیْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا أَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ.)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ.)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ.)) قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا؟ قَالَ: ((أَکْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.)) (مسند احمد: ۸٦۹٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب کہتا ہے: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو بارش نازل کروں گا، ان کے لیے دن کو سورج طلوع کروں گا اور ان کو گرج کی آواز نہیں سناؤں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا اس کی اچھی عبادت میں سے ہے۔'' رسول ﷺ نے مزید فرمایا: ''اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے ایمان کی تجدید کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔''

شــــرح: ......اس حدیث کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں گے تو وہ سب مشکلات اور مصائب کو ختم کر دے گا، ایک مثال یہ ہے کہ بارش کے دوران ان کو گرج کی آواز تک سنائی نہیں دے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کا یہ معنی ہے کہ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہوا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے وہ

(۲۹۲۵) تخریج: ......اسناده ضعیف، صدقة بن موسی ضعفه ابن معین وأبوداود والنسائی وغیرهم، وقال أبو حاتم: یکتب حدیثه ولا یحتج به، لیس بالقوی، وسُمَیر بن نهار ویقال: شُتَیر جهّله الدارقطنی، وقال ابن حجر: صدوق أخرجه الترمذی: ۱۰/ ۱۰۹، وأخرجه أبوداود: ٤۹۹۳ بلفظ: ((حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ.)) فقط (انظر: ۸۷۰۹)

اپنے بندوں کی توبہ اور اعمال صالحہ قبول کر کے دنیا و آخرت میں ان کو عزت دیتا ہے اور ان کی برائیاں معاف کر دیتا ہے۔

2 ..... بَابُ صِفَةِ صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ وَالْخُطْبَةِ لَهَا وَالْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا

نمازِ استسقاء کی کیفیت، اس کے لیے خطبے اور اس میں جہری قراءت کا بیان

قحط سالی کے موقع پر مخصوص طریقے کے ساتھ نماز ادا کرنا اور بارانِ رحمت کے لیے دعا کرنا نمازِ استسقاء کہلاتا ہے۔

اس باب میں مذکورہ روایات میں استسقاء سے متعلقہ نماز اور دعا کرنے کے طریقے بالاختصار درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے سوال کرنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) باجماعت نماز استسقاء میں دعا کرنا، اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے، لیکن ان واضح دلائل کے باوجود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ رائے ہے کہ استسقاء میں کوئی باجماعت نماز مسنون نہیں ہے۔

(۲) خطبۂ جمعہ میں دعا کرنا، اس کا ذکر بھی آ رہا ہے۔ اس صورت سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ جب بھی بارش کے ہونے یا اس کے رکنے کے لیے اپیل کی جائے، اسی وقت دعا کی جا سکتی ہے۔

(۳) کسی مقام پر دعا کی جا سکتی ہے، اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۷۲۴) میں آ رہی ہے۔

تنبیہ: ......اس موقع پر دعا کرتے ہوئے ہتھیلیوں کو الٹا بھی رکھا جا سکتا ہے اور سیدھا بھی۔

اگر پہلا طریقہ اختیار کرتے ہوئے نماز استسقاء ادا کی جائے تو اس کی ترتیب کے طریقے درج ذیل ہیں:

(۱) منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا، قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور چادر کو پلٹ دینا، اس کے بعد جہری قراءت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا۔

(۲) پہلے نماز ادا کرنا، بعد میں خطبہ دینا اور دعا کرنا

نوٹ: ......لوگ بھی امام کے ساتھ اپنی چادریں پلٹیں گے۔

بارش کے لیے مسنون دعائیں:

(۱) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۳)

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔''

(۲) اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۳)

''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔''

(۳) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيئًا مَرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ۔ (ابوداود: ۱۱۶۹)

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہم پر ہماری تشنگی بجھانے والی ایسی بارش نازل فرما، جو ہلکی پھوار بن کر غلہ اگانے والی، نفع دینے والی ہو، نہ کہ نقصان پہنچانے والی، جو جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی۔''

(٤) اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ (ابوداود: ۱۱۷۶)

''اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر، اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے۔''

(٥) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ (ابوداود: ١١٧٣)

''ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، جو جزا کے دن کا مالک ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے، کوئی الہ نہیں ہے، مگر تو ہی، جو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں، ہم پر بارش نازل فرما اور جو (بارش) تو نازل فرمائے، اس کو ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بنا۔''

اب ہم اس باب کی احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

(٢٩٢٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي وَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَهُ، ثُمَّ قَلَّبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ۔ (مسند احمد: ٨٣١٠)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک دن بارش مانگنے کے لیے نکلے اور اذان واقامت کے بغیر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اپنا چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا، اس حال میں کہ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، پھر اپنی چادر کو الٹا کیا اور دائیں (طرف والے حصے کو) بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر کیا۔''

(٢٩٢٧) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدِ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، قَالَ اِسْحٰقُ فِي حَدِيْثِهِ: وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا۔ (مسند احمد: ١٦٥٨٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن زید مازنی ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے، بارش طلب کی اور جب قبلہ رخ ہوئے تو چادر کو الٹا کیا۔ اسحاق نے اپنی حدیث میں کہا: آپ ﷺ نے خطبہ سے قبل نماز سے ابتدا کی، پھر قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی۔''

شرح: ...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَاِنَّهُ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ۔ یعنی: اور جب آپ ﷺ نے دعا کرنے کا ارادہ کیا تو قبلہ رخ ہوئے اور اپنی چادر کو پلٹا۔ علماء نے کہا ہے: چادر کو پلٹنا، اس کا مقصد نیک شگون لینا ہے، یعنی چادر کے پلٹنے کی طرح قحط، بارش کی صورت میں اور تنگ دستی، خوشحالی

(٢٩٢٦) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٦٨ (انظر: ٨٣٢٧)

(٢٩٢٧) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ١٠٢٥، ومسلم: ٨٩٤ (انظر: ١٦٤٣٥، ١٦٤٣٦، ١٦٤٦٦)

کی صورت میں تبدیل ہو جائے۔

(۲۹۲۸، ۲۹۲۹) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَمِّهِ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ فَوَلّٰى ظَهْرَهُ النَّاسَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَجَعَلَ يَدْعُوْا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔ (مسند احمد: ۱٦۵٤٦، ۱٦۵۵۳)

''ان کے چچا (سیدنا عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ) سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ ﷺ بارش مانگنے کے لیے نکلے اور اپنی پشت لوگوں کی طرف پھیر لی اور قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر کو پلٹا، پھر آپ ﷺ دعا کرنے لگے، پھر دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں جہری قراءت کی، (دوسری سند سے مروی ہے) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی اور جب قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر کو پلٹا۔''

شرح: ...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُوْ اللّٰهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ یعنی: ''آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے اور قبلہ رخ ہو گئے اور چادر کو پلٹا، پھر دو رکعت نماز ادا کی۔

(۲۹۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَرَسِّلًا فَصَلّٰى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّيْ فِي الْعِيْدِ لَمْ يَخْطُبْ كَخُطْبَتِكُمْ هٰذِهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۳۹)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ڈرتے ہوئے، گڑگڑاتے ہوئے، عاجزی کرتے ہوئے، پرانے سے کپڑے پہنے ہوئے اور ٹھہر ٹھہر کر چلتے ہوئے نکلے۔ پس آپ ﷺ نے عید کی طرح لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا۔''

شرح: ...... ''نماز عید کی طرح نماز پڑھائی'' آیا یہ تشبیہ زائد تکبیرات کو بھی شامل ہے یا اس سے مراد صرف نماز کی رکعات اور قراءت بآواز بلند کرنا ہے؟ امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، امام اسحاق، مشہور قول کے مطابق امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد سمیت جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ نماز استسقاء میں نماز عید والی زائد تکبیرات نہیں کہی جائیں گی، دوسری نمازوں کی طرح صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کیا جائے گا، اس حدیث میں نماز عید سے جو تشبیہ دی گئی ہے، اس کا تعلق رکعات کی تعداد، جہر کے ساتھ قراءت کرنے اور نماز سے پہلے خطبہ سے ہے۔

(۲۹۲۸، ۲۹۲۹) تخريج: ...... انظر الحديث السابق: ۱۷۱۵

(۲۹۳۰) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۱۱٦۵، والترمذى: ۵۵۸، والنسائى: ۳/ ۱۵٦، وابن ماجه: ۱۲٦٦ (انظر:)

جبکہ امام شافعی، عمر بن عبد العزیز، مکحول، سعید بن مسیب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد اس رائے کے لوگ ہیں کہ نماز استسقاء میں بھی نماز عید کی طرح زائد تکبیرات کہی جائیں گی، ان کے نزدیک تشبیہ کا تعلق تمام امور سے ہے۔ بہر حال یہ ایک اجتہادی مسئلہ معلوم ہوتا ہے، جو جس صورت پر مطمئن ہو، وہ اس پر عمل کر لے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان شاء اللہ ماجور ہوگا۔ امام داود ظاہری کا یہ مسلک ہے کہ نماز استسقا پڑھنے والے کو اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو زائد تکبیرات کہہ لے اور اگر چاہے تو دوسری نمازوں کی طرح صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کر لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد خطبہ کی کلی طور پر نفی کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ حاضرین کے کسی مخصوص خطبہ کی نفی کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا خطبۂ مبارکہ اس موقع پر دعا، تضرع اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی جیسے امور پر مشتمل تھا۔

3 ..... باب الاستسقاء بالدعاء فی خطبة الجمعة ومن استسقٰی بغیر صلاة

جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنے اور نماز کے بغیر یہ دعا کرنے کا بیان

(۲۹۳۱) عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟ فَقَالَ: قِيْلَ لَهُ يَوْمَ جُمُعَةٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَحِطَ الْمَطَرُ، وَأَجْدَبَتِ الْأَرْضُ، وَهَلَكَ الْمَالُ، قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَاسْتَسْقٰى، وَلَقَدْ رَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً، فَمَا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ حَتّٰى إِنَّ قَرِيْبَ الدَّارِ الشَّابَّ لَيُهِمُّهُ الرُّجُوْعُ إِلٰى أَهْلِهِ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيْهَا، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَاحْتَبَسَتِ الرُّكْبَانُ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سُرْعَةِ مَلَالَةِ ابْنِ آدَمَ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔)) فَتَكَشَّطَتْ (وَفِي لفظٍ فَتَكَشَّفَتْ) عَنِ الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴۲)

”سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ (دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے؟ انھوں نے کہا: کسی نے جمعہ کے دن آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! بارش کا قحط پڑ گیا ہے، زمین خشک ہو گئی ہے اور مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے، حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، پھر آپ ﷺ نے بارش کے لیے دعا مانگی۔ جب آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے تھے تو آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آ رہا تھا، لیکن ابھی تک ہم نے نماز پوری نہیں کی تھی کہ (اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ) قریب گھر والے نوجوان کے لیے بھی اپنے گھر کو لوٹنا مشکل ہو گیا۔ جب اس کے بعد والا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھر گرنے لگ گئے ہیں اور قافلے رک گئے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ آدم کے بیٹے کے جلدی اُکتا جانے پر مسکرانے لگے اور کہا: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔ یعنی: ”اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا، نہ

(۲۹۳۱) تخریج: ......أخرج بنحوه البخاری: ۹۳۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۱۹، ۳۵۸۲، ومسلم: ۸۹۷۔ وأخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۱۰۲۹، ۱۰۳۰ معلقا (انظر: ۱۲۰۱۹، ۱۳۰۱۶)

(٢٩٣٢)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: إِنِّي لَقَاعِدٌ عِنْدَ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ إِذْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حُبِسَ الْمَطَرُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٣٠٤٧)

(٢٩٣٣)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَحَطَ الْمَطَرُ وَأَمْحَلَتِ الْأَرْضُ وَقَحَطَ النَّاسُ، فَاسْتَسْقِ لَنَا رَبَّكَ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرٰى كَثِيْرَ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ، وَاطَّرَدَتْ طُرُقُهَا أَنْهَارًا، فَمَا زَالَتْ كَذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ، ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ، وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَحْبِسَهَا عَنَّا، فَضَحِكَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔)) فَدَعَا رَبَّهُ فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا يُمْطِرُ مَا حَوْلَهَا وَلَا يُمْطِرُ فِيْهَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ١٣٧٧٩)

کہ ہمارے اوپر۔ پس مدینہ منورہ سے بادل ہٹ گئے۔‘‘

’’(دوسری سند) ثابت کہتے ہیں: سیدنا انس ؓ نے کہا: میں جمعہ کے دن منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مسجد والوں میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بارش روک دی گئی ہے، ....۔ پھر سابقہ حدیث کی طرح بیان کی۔‘‘

’’(تیسری سند) سیدنا انس ؓ کہتے ہیں: جمعہ کے دن ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی، جبکہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اور کہا: اے اللہ کے رسول! بارش رک گئی ہے، زمین نباتات سے خالی ہو گئی ہے اور لوگ قحط زدہ ہو گئے ہیں، اس لیے آپ ہمارے لیے اپنے رب سے بارش کی دعا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا، ہم کوئی زیادہ بادل نہیں دیکھ رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے دعا کی اور بادل منتشر اور زیادہ ہونے لگے، پھر بارش برسنا شروع ہوئی، مدینہ کے ندی نالے بہنے لگے اور اس کے راستے نہروں کی طرح چلنے لگے، اگلے جمعہ تک بارش اسی طرح ہوتی رہی اور نہ رکی۔ (اگلے جمعہ میں) وہی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا، جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے، پس آپ ﷺ مسکرا پڑے اور یہ دعا کی: ’’اے اللہ! ہمارے ارد گرد (بارش برسا)، نہ کہ ہم پر‘‘۔ جونہی آپ ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی، بادل پھٹ کر مدینے سے دائیں اور بائیں ہونے لگ گئے اور مدینے کے ارد گرد بارش برسانے لگ گئے اور جبکہ مدینہ میں کوئی بارش نہیں ہو رہی تھی۔‘‘

(٢٩٣٢) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٣٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

شـــــرح: ...... ''وہی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا'' سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو یہ شک ہوا تھا، صحیح بخاری اور مسند ابوعوانہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی آدمی تھا، جس نے پہلے بارش کے لیے دعا کرنے کی اپیل کی تھی۔ ممکن ہے کہ سیّدنا انس کو پہلے یاد نہ رہا ہو یا بعد میں بھول گئے ہیں۔

(٢٩٣٤) (وَمِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَا تُرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ فَثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَأَيْنَا الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٣٧٢٨)

''(چوتھی سند) سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے، جمعہ کے دن آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اتنے میں ایک خانہ بدوش آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور اہل و عیال بھوکے ہیں، اس لیے آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں پانی پلائے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی)، جبکہ آسمان میں بادل کا ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا، پھر تو پہاڑوں کی طرح بادل جمع ہو گئے اور ابھی آپ ﷺ منبر سے نہیں اترے تھے کہ ہم نے بارش کو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر گرتے ہوئے دیکھا۔ (پھر بقیہ حدیث بیان کی)۔''

(٢٩٣٥) عَنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ: يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ! حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحْذَرْ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اِسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ، فَقَالَ: ((إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، أَلِمُضَرَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَنْصَرْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَنَصَرَكَ وَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَأَجَابَكَ۔ قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ

''شرحبیل بن سمط نے سیّدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے کعب بن مرۃ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرو اور احتیاط کرنا، انھوں نے کہا: میں سن رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: مضر قبیلے کے لیے اللہ سے بارش کی دعا کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو بڑا جرأت مند ہے، کیا مضر کے لیے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اللہ سے مدد مانگی تو اس نے آپ کی مدد کی اور آپ نے اللہ سے دعا کی تو اس نے قبول کی، (لہٰذا اب کی بار بھی دعا کر دیں)۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ

(٢٩٣٤) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٣٥) تخريج: ...... اسناده ضعيف، سالم بن أبي الجعد لم يسمع من شرحبيل بن السمط أخرجه ابن ماجه: ١٢٦٩ (انظر: ١٨٠٦٦)

اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مُرِيعًا مَرِيئًا طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ .)) قَالَ: فَأُجِيبُوا، قَالَ: فَمَا لَبِثُوا أَنْ أَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ كَثْرَةَ الْمَطَرِ، فَقَالُوا: قَدْ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا .)) قَالَ: فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ يَمِينًا وَشِمَالًا۔ (مسند احمد: ١٨٢٣٤)

اٹھائے اور یہ دعا کی: اے اللہ! ہم پر ایسی بارش برسا، جو تنگی و پریشانی کو دور کرنے والی، زمین کو سرسبز کرنے والی اور اچھے انجام والی ہو اور وہ عام بارش ہو اور زیادہ پانی والی ہو، وہ جلدی آنے والی ہو، دیر کرنے والی نہ ہو، نفع دینے والی ہو، نقصان دینے والی نہ ہو۔" پس لوگوں کا مطالبہ پورا ہو گیا اور وہ جلدی ہی آپ ﷺ کے پاس (دوبارہ) پہنچے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے: گھر گرنے لگ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: "اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا، نہ کہ ہم پر۔" بادل پھٹ کر دائیں بائیں ہونا شروع ہو گئے۔"

شرح: ......قریش کے ایک قبیلے کا نام "مضر" تھا، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے ان پر یہ بد دعا کی تھی: "اے اللہ! مضر پر اپنی پکڑ کو سخت کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے والی قحط سالی مسلط کر دے۔" اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور ان پر یوں قحط سالی کو مسلط کیا کہ انھوں نے چمڑے، مردار اور سڑی ہوئی لاشیں تک کھائی تھیں، بالآخر یہ تنگ آ گئے اور اس آدمی کو آپ ﷺ کے پاس دعا کے لیے بھیجا، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو جرأت مند کہا کہ وہ سرکش اور باغی قوم کے لیے دعا کرنے کی اپیل کر رہا ہے، اس نے آگے سے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے ان کے حق میں جو بد دعائیں کی تھیں، وہ تو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہیں۔

4 ..... بَابُ تَحْوِيلِ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ أَرْدِيَتَهُمْ فِي الدُّعَاءِ وَصِفَتِهِ وَوَقْتِهِ

امام اور لوگوں کا دعا کے دوران اپنی اپنی چادریں تبدیل کرنے اور ان کی کیفیت اور وقت کا بیان

(٢٩٣٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ سُفْيَانُ: قَلْبُ الرِّدَاءِ جَعْلُ الْيَمِينِ الشِّمَالَ، وَالشِّمَالِ الْيَمِينَ. (مسند احمد: ١٦٥٦٥)

"ان کا چچا (سیّدنا عبداللہ بن زید مازنی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے، قبلہ رخ ہوئے، اپنی چادر کو پلٹا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ سفیان کہتے ہیں: چادر کو پلٹنا یہ ہے دائیں کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کنارے کو دائیں طرف کیا جائے۔"

(٢٩٣٦) أخرجه البخاري: ١٨٦، ١٩٢، ١٩٩، ١٠١٢، ١٠٢٦، ١٠٢٧، ومسلم: ٨٩٤ (انظر: ١٦٤٣٢، ١٦٤٥١)

(٢٩٣٧)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ اسْتَسْقَى لَنَا أَطَالَ الدُّعَاءَ وَأَكْثَرَ الْمَسْأَلَةَ، قَالَ: ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَقَلَبَهُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَتَحَوَّلَ النَّاسُ مَعَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٥٧٩)

”(دوسری سند) عبداللہ بن زید کہتے ہیں: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ ﷺ نے ہمارے لیے بارش مانگی تو لمبی دعا کی، اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ سوال کیا، پھر قبلے کی طرف پھرے اور اپنی چادر کو الٹا کیا اور اس کے ظاہر کو باطن کی طرف پلٹ دیا، لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ چادر کو پلٹا۔“

(٢٩٣٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَسْقَى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ فَقَلَبَهَا عَلَيْهِ، الْأَيْمَنُ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرُ عَلَى الْأَيْمَنِ۔ (مسند احمد: ١٦٥٧٦)

”سیّدنا عبداللہ بن زید ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا، جبکہ آپ ﷺ پر سیاہ رنگ کی چادر تھی، آپ ﷺ نے چاہا کہ اس کے نچلے حصے کو پکڑ کر اس کو اوپر کردیں، لیکن جب یہ کام مشکل ہوگیا تو آپ ﷺ نے (اس کے اوپر والے حصے کو ہی) پلٹ دیا، یعنی دایاں بائیں پر اور بایاں دائیں پر۔“

5 ..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَذِكْرِ أَدْعِيَةٍ مَأْثُوْرَةٍ

استسقاء کی دعا کرتے وقت ہاتھوں کو اٹھانے اور منقول دعاؤں کا بیان

(٢٩٣٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ۔ (مسند احمد: ١٢٥٨٢)

”سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی اور آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کی پشتوں کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔“

(٢٩٤٠) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ (وَفِي لَفْظٍ مِنَ الدُّعَاءِ) إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٤٠٥١)

”سیّدنا انس ؓ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، سوائے بارش کی دعا کے، اس میں آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا جاتا تھا۔“

(٢٩٣٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٣٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١١٦٣، والنسائی: ٣/ ١٥٦، وانظر الحديث السابق: ١٧٢٠ (انظر: ١٦٤٦٢)

(٢٩٣٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٩٦ (انظر: ١٢٥٥٤)

(٢٩٤٠) تخريج: ......أخرجه البخاری: ١٠٣١، ٣٥٦٥، ومسلم: ٨٩٥ (انظر: ١٢٨٦٧)

شرح: ...... کئی دوسری احادیث سے دوسرے موقعوں پر بھی آپ ﷺ کا دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے، جبکہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ اس حدیث میں بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ صرف نماز استقاء میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے؟

اس ظاہری تضاد میں جمع و تطبیق کی دو صورتیں ممکن ہیں:

(۱) اس حدیث کی یہ تاویل کی جائے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی مراد دعا میں مبالغے کے ساتھ ہاتھ بلند کرنا ہے، دوسرے موقعوں پر آپ ﷺ سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا تو ثابت ہیں، لیکن اس قدر مبالغے کے ساتھ نہیں۔

(۲) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو صرف استقاء کے موقع پر ہاتھ اٹھاتے دیکھا، جبکہ دوسرے صحابہ کرام نے دوسرے مواقع بیان کیے، اس لیے مثبت کو منفی پر مقدّم کیا جائے گا، لیکن پہلی صورت ہی راجح ہے، کیونکہ دوسرے مقام پر ہاتھ اٹھانے کی روایات سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۹٤۱) عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِى اللَّحْمِ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَسْقِى عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيْبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُوا يَسْتَسْقِى رَافِعًا كَفَّيْهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ مُقْبِلٌ بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ إِلٰى وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۹۰)

”آبی اللحم کے غلام سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو زوراء مقام کے قریب احجاز الزیت کے پاس بارش کے لیے دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کھڑے ہو کر دعا کر رہے تھے، اپنے ہتھیلیاں بلند کر رکھی تھیں، البتہ وہ آپ ﷺ کے سر سے تجاوز نہیں کر رہی تھیں، آپ ﷺ نے اپنے ہتھیلیوں کے باطنی حصے کو اپنے چہرے کی طرف متوجہ کر رکھا تھا۔“

شرح: ...... ”آبی اللحم“ کا لفظی معنی ہے: گوشت کا انکار کرنے والا، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ جاہلیت میں جو جانور بتوں کے لیے ذبح کیا جاتا تھا، یہ اس کا گوشت نہیں کھاتے تھے، اس وجہ یہ ان کا لقب پڑ گیا، یہ صحابی تھے۔ ”زورا“ اور ”احجارالزیت“ دونوں مدینہ منورہ میں مختلف مقامات کے نام ہیں، ”احجار الزیت“ کا معنی ہے: تیل کے پتھر، چونکہ اس مقام میں کالے پتھر تھے، گویا کہ ان کو تیل میں تلا گیا۔

6 ..... بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ بِالصَّالِحِيْنَ وَمَنْ تُرْجَى بَرْكَتُهُمْ

نیک لوگوں اور جن کی برکت کی امید رکھی جاتی ہو، کے واسطے سے بارش طلب کرنا

(۲۹٤۲) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے کبھی کبھی شاعر کا یہ

(۲۹٤۱) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه الترمذى: ۵۵۷، والنسائى: ۳/ ۱۵۸ (انظر: ۲۱۹٤۳، ۲۱۹٤٤)

(۲۹٤۲) تخریج: ......اسناده ضعيف، لضعف عمر بن حمزة بن عبد الله أخرجه ابن ماجه: ۱۲۷۲، وعلّقه البخارى: ۱۰۰۹ بصيغة الجزم (انظر: ۵٦۷۳)

عُمَرَ ؓ قَـالَ: رُبَّـمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَـا أَنْـظُـرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْـمِنْبَرِ يَسْتَسْقِي فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ، وَأَذْكُرُ قَـوْلَ الشَّـاعِرِ: وَأَبْيَضُ يُسْتَسْـقَـى الْـغَـمَـامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِـصْـمَةٌ لِلْاَرَامِـلِ وَهُـوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ۔ (مسند احمد: ٥٦٧٣)

قول یاد آجاتا ہے، جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہوں اور آپ ﷺ منبر پر بارش کے لیے دعا کررہے ہوتے ہیں اور ابھی اس سے اترتے نہیں کہ ہر پرنالہ پانی کی کثرت سے بہہ پڑتا ہے۔ مجھے شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے: وہ سفید رنگ والا کہ جس کے چہرے کے ذریعے بادلوں سے بارش مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کا ملجاً و ماوی ہے اور بیوہ عورتوں کے لیے ڈھال ہے۔ یہ ابو طالب کا قول ہے۔''

شــــرح: …… یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ، ابو طالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ (صحیح بخاری: ۱۰۰۸)

یہ شعر ابو طالب کے قصیدے میں سے ہے، جو اسی (۸۰) اشعار پر مشتمل تھا، جب نبی کریم ﷺ کی مخالفت میں قریشی متحد ہوئے اور اسلام کا ارادہ رکھنے والے کو آپ ﷺ سے متنفر کیا، اس وقت ابو طالب نے آپ ﷺ کے بارے میں یہ قصیدہ پڑھا تھا، ابن ہشام نے ("السیرۃ": ۱/۲۷۲) میں اس کا ذکر کیا ہے۔ سیّدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ جب بارش رک جاتی تو سیّدنا عمر ؓ سیّدنا عباس بن عبد المطلب ؓ کے ذریعے بارش طلب کرتے اور کہتے: اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا، وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔ یعنی: اے اللہ! بیشک ہم تیری طرف اپنے نبی کا واسطہ بناتے تھے، تو تو بارش نازل کرتا تھا، اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچے کا واسطہ بناتے ہیں، پس ہم پر بارش نازل فرما۔ پھر ان پر بارش نازل کی جاتی تھی۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۰)

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وسیلہ سے مراد کسی نیک بندے سے دعا کروانا ہے اور یہ وسیلہ کی جائز صورتوں میں سے ہے۔ مسنون وسیلہ کی تین صورتیں ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء وصفات کا وسیلہ، (۲) اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اور (۳) نیک بندے سے دعا کروانے کا وسیلہ۔ یہ تفصیل کا مقام نہیں ہے۔

7 …… بَابُ اعْتِقَادِ اَنَّ الْمَطَرَ بِيَدِ اللّٰهِ وَمِنْ خَلْقِهِ وَاِبْدَاعِهِ وَكُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

اس عقیدے کا بیان کہ بارش اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی مخلوق ہے اور اسی کی ایجاد کردہ ہے اور اس آدمی کے کفر کا بیان جو یہ کہتا ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے

(۲۹۴۳) عَـنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ قَـالَ: صَـلّٰـى لَـنَـا رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ صَلَاةَ

''سیّدنا زید بن خالد جہنی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، یہ رات کو بارش

(۲۹۴۳) تخریـج:……أخرجه البخاری: ۸٤٦، ۱۰۳۸، ومسلم: ۷۱ (انظر: ۱۷۰٦۱)

الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِيْ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.)) (مسند احمد: ١٧١٨٧)

ہونے کے بعد کا موقع تھا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟“ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بعض بندوں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ وہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والے اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور بعض ستاروں پر ایمان رکھنے والے اور میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس نے کہا: ہم پر اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے، وہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والا اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی ہے، تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔“

شرح: ...... معلوم ہوا کہ بارش کے ہونے یا نہ ہونے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت وقدرت سے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ (سورۂ شوری: ٢٨) یعنی: ”اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے، وہی ہے کارساز اور حمد وثنا کے قابل۔“ خلقِ خدا سے اس کا اتنا تعلق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بارش کے ہونے یا رکنے کی دعا کر سکتے ہیں، اس دعا کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کارفرما ہوتی ہے کہ وہ اسے قبول کرتا ہے یا نہیں۔ لفظ ”نَوْء“ کی جمع ’اَنْوَاء“ ہے، ستاروں کے بارے میں کافر اس قسم کا اعتقاد کیسے رکھتے تھے، اس کی تفصیل یہ ہے:

مشہور ماہر لغت ابو عبید کہتے ہیں: ”اَنْوَاء“ دراصل اٹھائیس ستارے ہیں، (جن کو اردو میں پچھتر کہتے ہیں)، یہ سال کے مختلف موسموں میں طلوع ہوا کرتے ہیں اور یہ فلکیات کی شُد بُد رکھنے والے کے لیے ایک معروف بات ہے، اس امر کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ ہر تیرہ راتوں کے بعد طلوع فجر کے وقت ایک ستارہ غروب ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ عین اس وقت مشرق کی جانب افق عالم پر ایک دوسرا ستارہ روشن ہو جاتا ہے اور ظہور وغیاب کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے، جب اٹھائیس ستارے غروب ہو جاتے ہیں تو سال بھی اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

لفظ ”نَوْء“ کے معانی پیچھے آنے اور بعد میں آنے کے ہیں کہ جب ایک ستارہ مٹ جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔ اسلام سے قبل عربوں کے ہاں یہ توہم پایا جاتا تھا کہ جب ایک ستارہ اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے اور اس کی جگہ ایک

دوسرا ستارہ لے لیتا ہے تو اس تبدیلی کے موقع پر ضرور ہوائیں چلتی ہیں، بارشیں اترتی ہیں اور موسموں میں انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔ اب اگر کبھی واقعتا ایسا ہو جاتا تو وہ پکار اٹھتے کہ "مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا" (فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے)، وہ اس تبدیلی کو مؤثر بالذات سمجھنے لگ گئے تھے اور خالق حقیقی سے غافل ہو گئے تھے۔ اس حدیثِ مبارکہ میں اس توہم کا رڈ کیا گیا ہے۔

8 ..... بَابُ مَا يَقُوْلُ وَمَا يَصْنَعُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ

جب آدمی بارش کو دیکھے تو کیا کرے اور کیا کہے، اس کا بیان

(٢٩٤٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مُطِرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَخَرَجَ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَصَابَهُ الْمَطَرُ، قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ .)) (مسند احمد: ١٢٣٩٢)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم پر بارش کا نزول ہوا، آپ ﷺ نکلے، (اپنے جسم کے بعض حصے سے) کپڑا ہٹایا، یہاں تک اسے بارش کا پانی پہنچا، آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی نئی آئی ہے۔''

شــــرح: ...... اس کا معنی یہ ہے کہ بارش رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ابھی ابھی پیدا کیا ہے، اس لیے آپ ﷺ اس سے تبرک حاصل کرتے تھے، یہ ایسی سنت ہے، جس پر جہالت کی وجہ سے یا علم ہونے کے باوجود عمل نہیں کیا جا رہا۔

(٢٩٤٥) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: مُطِرْنَا بَرَدًا وَأَبُو طَلْحَةَ رضي الله عنه صَائِمٌ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ، قِيْلَ لَهُ: أَتَأْكُلُ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هٰذَا بَرَكَةٌ۔ (مسند احمد: ١٤٠١٦)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے اوپر اولے برسائے گئے اور سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، جو کہ روزے دار تھے، نے یہ اولے کھانا شروع کر دیئے۔ کسی نے ان سے کہا: کیا تم یہ کھا رہے ہو، حالانکہ تم روزے دار ہو؟ انہوں نے کہا: بے شک یہ برکت ہیں۔''

شــرح: ...... مذکورہ بالا بعض کتب میں یہ روایت اس طرح ہے: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ابوطلحہ کو دیکھا کہ وہ روزے کی حالت میں اولے کھا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: یہ (اولے) نہ کھائی جانے والی چیز ہیں اور نہ پی جانے والی۔ امام بزار نے ابوطلحہ کا یہ فعل بیان کرنے کے بعد کہا: ہمارے علم کے مطابق تو یہ صرف ابوطلحہ کا اپنا عمل (اور

(٢٩٤٤) تخريـج: ......أخرجه مسلم: ٨٩٨ (انظر: ١٢٣٦٥)

(٢٩٤٥) تخريـج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن عساكر فی "تاريخه": ٦/ ورقة ٦٢٥، والبزار: ١٠٢٢، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ٥/ ١١٥ (انظر: ١٣٩٧١)

سوچ) ہے۔ سیدنا ابوطلحہ ؓ کا یہ ذاتی اجتہاد تھا کہ اولوں کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہمارا ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

(٢٩٤٦) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا.)) (مسند احمد: ٢٤٦٤٥)

”سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے: ”اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔“ (اے اللہ! اس کو نفع مند بارش بنا دے)۔“

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى۔

* * *

(٢٩٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٣٢ (انظر: ٢٤٨٧٧)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَهِيَ أَنْوَاعٌ

نمازِ خوف اور اس کی کئی صورتیں ہیں

1 ..... بَابُ سَبَبِ مَشْرُوْعِيَّتِهَا وَحُكْمِهَا وَمَتٰى كَانَتْ

نمازِ خوف کی مشروعیت کا سبب، اس کا حکم اور یہ کب ادا کی جائے گی

وَذِكْرِ النَّوْعِ الْأَوَّلِ مِنْ أَنْوَاعِهَا

نمازِ خوف کی اقسام میں سے پہلی قسم کا بیان

تنبیہ: ...... اس باب میں مذکورہ نمازِ خوف کی صورتوں میں نماز کا پاس ولحاظ نہ رکھنے والے لوگوں کے لیے بہت بڑا سبق پایا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنگین حالاتِ جنگ میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کیا۔ نمازِ خوف کی مختلف صورتیں آپ ﷺ سے ثابت ہیں، جو مختلف حالات کو دیکھ کر اختیار کی گئیں، ان کی تفصیل آگے آ ہی ہے، اب بھی مجاہدین جس صورت کو حالات وواقعات کے مناسب سمجھیں اس کو اختیار کریں۔

محدثین اور فقہا کا بعض صورتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، آنے والی ہر صورت کو کسی نہ کسی نے جائز قرار دیا ہے اور کسی نے بعض صورتوں کو زیادہ پسند کیا ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ جو صورت آپ ﷺ سے ثابت ہے، وہی حالات کے مطابق راجح اور مناسب ہوگی، اس لیے اس ضمن میں ہم مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرنے سے گریز کریں گے۔

(۲۹۴۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُقِيْمِ أَرْبَعًا وَعَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْخَائِفِ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ۲۱۲۴)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبان پر مقیم آدمی پر چار، مسافر پر دو اور خوف والے پر ایک رکعت فرض کی ہے۔''

فوائد: ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ

(۲۹۴۷) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۶۸۷ (انظر: ۲۱۲۴)

مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ﴾ (سورۂ نساء: ۱۰۲) یعنی: ''جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔ اس آیت اور حدیث کے ظاہری مفہوم کو حسن بصری، ضحاک اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے معتبر سمجھا ہے اور کہا کہ نماز خوف ایک رکعت واجب ہے اور پوری ادا کر لینا سنت ہے۔

جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ امن اور خوف، دونوں حالتوں میں نمازوں کی رکعات کی تعداد ایک ہی رہتی ہے، انھوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ نماز خوف ایک رکعت ہونے سے مراد یہ ہے کہ مقتدی لوگ ایک ایک رکعت امام کے ساتھ اور دوسری رکعت امام کے بغیر پڑھیں گے، جیسا کہ صلاۃ الخوف کی آنے والی مختلف صورتوں سے پتہ چلے گا۔ مذکورہ بالا سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے ظاہری مفہوم پر اعتبار کرتے ہوئے اول الذکر مسلک کو ترجیح دی جائے۔ جمہور اہل علم کی تاویل کمزور ہے، کیونکہ بعض روایات میں یہ وضاحت ہے کہ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ایک رکعت ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت کی قضائی نہیں، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما اور کئی ایک تابعین کا نظریہ ایک رکعت نمازِ خوف کا ہی ہے۔ نیز دیکھیں آنے والا دوسرا باب ''نماز خوف کی تیسری صورت ہر گروہ کا امام کے ساتھ والی ایک رکعت پر ہی اکتفا کرنا اور دوسری کی قضائی نہ دینا''

(۲۹٤۸) عَنْ أَبِیْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِی رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِعُسْفَانَ فَاسْتَقْبَلَنَا الْمُشْرِكُوْنَ عَلَيْهِمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَهُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ فَقَالُوْا: قَدْ كَانُوْا عَلٰى حَالٍ لَوْ أَصَبْنَا غِرَّتَهُمْ، قَالُوْا: تَأْتِی عَلَيْهِمُ الْآنَ صَلَاةٌ هِیَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ الْآيَاتِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ ……﴾ قَالَ: فَحَضَرَتْ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

''سیّدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عسفان کے مقام پر تھے، مشرکین ہمارے مدمقابل آ گئے، ان کی قیادت خالد بن ولید کر رہے تھے، وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، وہ لوگ آپس میں کہنے لگے: یہ مسلمان نماز میں مشغول تھے، کاش کہ ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا لیتے۔ پھر انھوں نے کہا: ابھی کچھ دیر بعد ان کی ایک اور نماز کا وقت ہونے والا ہے، وہ ان کو اپنی جانوں اور اولادوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اسی وقت ظہر اور عصر کے درمیان جبریل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ ……﴾ (جب تو ان میں ہو، پس ان کے لیے نماز قائم

(۲۹٤۸) تخریج: ……اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۳٦، والنسائی: ۳/ ۱۷۷ (انظر: ۱٦٥۸۰)

فَأَخَذُوْا السَّلَاحَ، قَالَ: فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّفِّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُوْ وَقَامُوْا جَلَسَ الْآخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيْهِ، وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ جَلَسَ الْآخَرُوْنَ فَسَجَدُوْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ: فَصَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً بِعُسْفَانَ، وَمَرَّةً بِأَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ. (مسند احمد: ١٦٦٩٦)

کرے......) جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صحابہ کرام اسلحہ لے کر کھڑے ہوں، ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں، جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا اور جب آپ رکوع سے اٹھے تو ہم بھی اٹھ گئے۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف آپ کے پیچھے والی پہلی صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے۔ جب وہ لوگ سجدے کر کے کھڑے ہوئے تو دوسری صف والوں نے بیٹھ کر اپنی اپنی جگہ سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے شروع میں) اگلی صف والے پیچھے اور پچھلی صف والے آ گئے۔ پھر اسی طرح سب نمازیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا، پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے، جب آپ اور پہلی صف والے لوگ سجدہ کر کے بیٹھ گئے تو دوسری صف والوں نے بیٹھ کر سجدہ کر لیا (اور سب تشہد میں بیٹھ گئے، پھر) سب نے مل کر سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس انداز میں دو دفعہ نماز پڑھائی، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنو سلیم کے علاقہ میں۔''

فوائد: ...... کتنی حیران کن بات ہے کہ دشمنان اسلام کا نظریہ یہ تھا کہ عصر کی نماز مسلمانوں کو ان کی جانوں اور اولادوں سے بھی عزیز ہے اور وہ کبھی بھی اس کو ترک نہیں کریں گے، کاش عصر حاضر کے مسلمان بھی ان حقائق کو سمجھ جاتے۔ یہ پوری آیت پچھلی حدیث کی شرح میں گزر چکی ہے۔ جب دشمن یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ عصر کی نماز میں مصروف مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دینا ہے، اس وقت بھی آپ ﷺ نے نماز سے غفلت کو گوارہ نہ کیا، لیکن ہم مسلم معاشرہ میں رہتے ہوئے بانوے ترانوے فیصد لوگ بے نمازی ہیں۔ راجح قول کے مطابق عسفان مقام پر پہلی دفعہ آپ ﷺ نے نمازِ خوف اس طریقے کے مطابق ادا کی تھی، یہ چھ یا سات سن ہجری کا واقعہ تھا۔

(٢٩٤٩) عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما ''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے

(٢٩٤٩) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٨٤٠ (انظر: ١٤٤٣٦)

أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَذَكَرَ أَنَّ الْعَدُوَّ كَانُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَّا صَفَفْنَا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرْنَا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا مَعَهُ جَمِيْعًا، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيْهِ، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ، فَلَمَّا قَامَ وَقَامَ مَعَهُ الصَّفُّ الَّذِي يَلَيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، فَرَكَعَ وَرَكَعْنَا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الَّذِي يَلَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلَيْهِ وَجَلَسَ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا۔ قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَفْعَلُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ۔ (مسند احمد: ١٤٤٨٩)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی، اس موقع پر دشمن قبلہ کی جانب تھا۔ ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی، ہم نے بھی اللہ اکبر کہا، آپ نے رکوع کیا، ہم سب نے بھی رکوع کیا، رکوع کے بعد جب آپ نے سجدہ کیا تو آپ کے پیچھے والی پہلی صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب آپ ﷺ اور پہلی صف والے سجدوں کے بعد کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والوں نے سجدے کئے۔ اس کے بعد اگلی صف والے پیچھے ہو گئے اور پچھلی صف والے آگے ہو گئے۔ پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو سب لوگوں نے رکوع کیا۔ لیکن جب آپ ﷺ سجدہ کو گئے تو صرف پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ سجدے کئے۔ (اور پچھلی صف والے نمازی حسب سابق کھڑے رہے) جب آپ سجدوں کے بعد بیٹھے تو پچھلی صف والے نمازیوں نے سجدے کئے اور پھر وہ بھی بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو سب نمازیوں نے آپ کے ساتھ سلام پھیرا۔ جابر کہتے ہیں: (دوسری صف والے نمازی اسی طرح کھڑے رہے) جس طرح آج کل پہرہ دینے والے حضرات امراء و حکام کے ساتھ کرتے ہیں۔“

(٢٩٥٠) عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: مَا كَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ إِلَّا كَصَلَاةِ اَحْرَاسِكُمْ هٰؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلْفَ أَئِمَّتِكُمْ، إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ عُقَبًا، قَامَتْ طَائِفَةٌ وَهُمْ جَمِيْعٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قِيَامًا

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ نماز خوف اسی طرح ہوتی تھی جس طرح آج کل کے تمہارے پہرہ دار اماموں کے پیچھے ادا کرتے ہیں، البتہ ان کی نماز باری باری ہوتی تھی اور وہ سب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے، جب آپ ﷺ سجدے کرتے تو پہلی صف والے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کرتے اور پچھلی صف والے کھڑے رہتے۔

(٢٩٥٠) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائي: ٣/ ١٧٠ (انظر:)

لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَامُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ قِيَامًا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَامَ الْآخَرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا سَجَدُوْا مَعَهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْنَ سَجَدُوْا مَعَهُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْ قِيَامًا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ جَلَسُوْا، فَجَمَعَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّلَامِ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۲)

جب آپ ﷺ سجدوں کے بعد کھڑے ہوتے تو پچھلی صف والے، جو کھڑے رہے تھے، وہ اپنا سجدے کرتے اور پھر سب (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو جاتے۔ پھر جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کرتے اور جب آپ سجدے کرتے تو پہلی رکعت میں جو لوگ کھڑے رہے تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کرتے اور جن لوگوں نے پہلی دفعہ آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کئے تھے، وہ اب کی بار کھڑے رہتے، جب آپ ﷺ اور ایک صف والے سجدوں کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھ جاتے تو کھڑے ہوئے لوگ اپنے سجدے کر کے بیٹھ جاتے، پھر رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کو سلام میں جمع کر لیتے۔''

(۲۹۵۱) عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَبْدِ السَّلُوْلِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا فَأْمُرْ أَصْحَابَكَ يَقُوْمُوْنَ طَائِفَتَيْنِ طَائِفَةٌ خَلْفَكَ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَتُكَبِّرُ وَيُكَبِّرُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَرْكَعُ فَيَرْكَعُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَرْفَعُ فَيَرْفَعُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَسْجُدُو وَيَسْجُدُ مَعَكَ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْكَ، وَالطَّائِفَةُ الَّتِي بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ قِيَامٌ بِإِزَاءِ اتعَدُوِّ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ يَسْجُدُوْنَ، ثُمَّ يَتَأَخَّرُ هٰؤُلَاءِ وَيَتَقَدَّمُ الْآخَرُوْنَ فَقَامُوْا فِي مَصَافِّهِمْ

''سلیم بن عبد سلولی کہتے ہیں: ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان کے علاقہ میں تھے، ان کے ہمراہ کچھ صحابہ بھی تھے۔ انہوں نے پوچھا: آپ میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی ہے؟ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پڑھی ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔ ایک گروہ آپ کے پیچھے ہوگا اور دوسرا دشمن کے سامنے۔ آپ اللہ اکبر کہیں گے، سب لوگ بھی اللہ اکبر کہیں گے۔ آپ رکوع کریں گے، سب لوگ بھی آپ کے ساتھ رکوع کریں گے، آپ رکوع سے سر اٹھائیں گے، سب لوگ بھی رکوع سے سر اٹھائیں گے۔ لیکن جب آپ سجدہ کریں گے تو آپ کے ساتھ والی صف سجدے کرے گی اور دوسری صف والے دشمن کے سامنے کھڑے رہیں گے۔ جب آپ سجدے کر لیں گے، تو

(۲۹۵۱) تخریج: ......اسناده ضعيف، سليم بن عبد السلولى تفرد بالرواية عنه أبو اسحاق السبيعى أخرجه ابن خزيمة: ۱۳۶۵، والبيهقى: ۳/ ۲۵۲ (انظر: ۲۳۴۵۴)

فَتَرْكَعُ فَيَرْكَعُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَ تَسْجُدُ فَتَسْجُدُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْكَ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى قَائِمَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ سَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمْتَ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَتَأْمُرُ أَصْحَابَكَ إِنْ هَاجَهُمْ هَيْجٌ مِنَ الْعَدُوِّ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ الْقِتَالُ وَالْكَلَامُ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤٧)

دوسری صف والے لوگ سجدے کریں گے، پھر پہلی صف والے پیچھے اور پچھلی صف والے آگے آ جائیں گے اور اسی طریقہ کے مطابق سب لوگ آپ کے ساتھ رکوع کریں گے، لیکن جب آپ سجدہ کریں گے تو پہلی صف والے لوگ آپ کے ساتھ سجدے کریں گے اور پچھلی صف والے کھڑے رہیں گے، جب آپ سجدے کر لیں گے تو دوسری صف والے لوگ سجدے کریں گے، اس کے بعد جب آپ سلام پھیریں گے تو سب لوگ آپ کے ساتھ سلام پھیریں گے۔ نیز آپ اپنے ساتھیوں کو بتلا دیں کہ اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ان کے لیے (نماز کے دوران) قتال اور کلام جائز ہو جائے گا۔‘‘

فوائد: …… یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اس سے ملتی جلتی نماز خوف کی ایک صورت صحیح مسلم (۸۴۰) کی سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اور یہ حدیث مسند احمد (۲۳۲۶۸، ۲۳۴۳۳) میں بھی صحیح سند کے ساتھ گزر چکی ہے، لیکن اس کا سیاق اس سے ذرا مختلف ہے۔

(٢٩٥٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ سِتَّ مِرَارٍ قَبْلَ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَكَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ۔ (مسند احمد: ١٤٨١٠)

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ خوف سے پہلے چھ غزوے کئے تھے اور نماز خوف ہجرت کے ساتویں سال مشروع ہوئی۔‘‘

فوائد: …… چھ غزوات سے مراد وہ غزوے ہیں، جن میں لڑائی ہوئی تھی، وہ بالترتیب یہ ہیں: غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ قریظہ، غزوۂ مریسیع، غزوۂ خیبر۔ اس باب میں نمازِ خوف کی اس صورت کا ذکر ہے، جس کے مطابق دشمن، اسلامی فوج اور ان کے قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔

(٢٩٥٢) تخريج: …… حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ١٤٧٥١)

2 ..... بَابُ نَوعٍ ثَانٍ

يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَقَضَاءَ كُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

نماز خوف کی دوسری صورت

امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے اور لوگ ایک ایک رکعت الگ الگ پڑھیں

(۲۹۵۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه) قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامُوْا صَفَّيْنِ، فَقَامَ صَفٌّ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلُ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلُوْنَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ قَامُوْا فَذَهَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ أُوْلٰئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ، وَجَاءَ أُوْلٰئِكَ فَقَامُوْا مَقَامَهُمْ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامُوْا فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا، ثُمَّ ذَهَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ أُوْلٰئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُوْلٰئِكَ إِلٰى مَقَامِهِمْ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوْا۔ (مسند احمد: ۳۵۶۱)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی، لوگ دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئی اور دوسری دشمن کے مدمقابل رہی، آپ ﷺ نے اپنے ساتھ والی صف کو ایک رکعت پڑھائی۔ اس کے بعد یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسری صف والے ان کے مقام پر (آپ ﷺ کے پیچھے) آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اِن لوگوں نے اٹھ کر ایک ایک رکعت پڑھی اور پھر سلام پھیر کر میدان میں دشمن کے سامنے چلے گئے، وہ لوگ (جائے نماز کی طرف) لوٹے اور آ کر ایک ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔''

(۲۹۵٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَقَامُوْا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعَدُوِّ، وَجَاءَ أُوْلٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ٦٣٥١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو نماز خوف ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مدمقابل رہا، پہلا گروہ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے سامنے چلا گیا اور دوسرے گروہ نے آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اِن لوگوں نے اور اُن لوگوں نے ایک ایک رکعت ادا کر لی۔''

(۲۹۵۳) تخريج: ...... صحيح، وهذا اسناد منقطع، أبو عبيدة لم يسمع من أبيه عبد الله بن مسعود أخرجه أبوداود: ١٢٤٤، ١٢٤٥ (انظر: ٣٥٦١)

(۲۹۵٤) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ٩٤٢، ٤١٣٢، ٤١٣٣، ومسلم: ٨٣٩ (انظر: ٦٣٥١، ٦٣٧٨)

(٢٩٥٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ صَلَّاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَفَّ وَرَاءَهُ طَائِفَةٌ مِنَّا، وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، سَجَدَ مِثْلَ نِصْفِ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَاَقْبَلُوْا عَلَى الْعَدُوِّ فَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَفُّوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَصَلّٰى لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٦٣٧٧)

''(دوسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی۔ (اس کی تفصیل یہ تھی:) رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا، ہم میں سے ایک گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا کر (نماز شروع کر دی) اور ایک گروہ دشمن پر متوجہ ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکوع اور دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائی، یہ رکعت نمازِ فجر کے نصف کے برابر تھی، پھر یہ لوگ پھر گئے اور دشمن کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے، پھر دوسرا گروہ آیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صف بنائی، آپ ﷺ نے پہلے کی طرح ایک رکعت پڑھائی، پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو دو گروہوں میں سے ہر بندہ کھڑا ہوا اور علیحدہ علیحدہ دو سجدوں سمیت ایک ایک رکعت ادا کر لی۔''

فوائد: ……اس روایت سے یہ تو معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فجر کی نماز نہیں تھی اور صحیح بخاری کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نمازِ عصر تھی۔

(٢٩٥٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٦٣٧٨)

''(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شرکت کی، پس ہم دشمن کے سامنے آگئے……''

فوائد: ……ان احادیث سے نمازِ خوف کا یہ طریقہ ثابت ہوا کہ امام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرے، ایک گروہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا دشمن کے سامنے کھڑا رہے، پہلی رکعت کے بعد دونوں گروہ ایک دوسرے کی جگہ پر آ جائیں، پھر جب امام سلام پھیرے تو یہ ایک ایک رکعت ادا کر لیں۔ یہ کیفیت اس وقت ہوگی، جب دشمن قبلہ کی سمت میں نہیں ہوگا۔

(٢٩٥٥) تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٥٦) تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الأول

3 ..... بَابُ نَوْعٍ ثَالِثٍ

يَتَضَمَّنُ اِقْتِصَارَ كُلِّ طَائِفَةٍ عَلٰى رَكْعَةٍ مَعَ الْإِمَامِ بِدُوْنِ قَضَاءِ الثَّانِيَةِ

نمازِ خوف کی تیسری صورت

ہر گروہ کا امام کے ساتھ والی ایک رکعت پر ہی اکتفا کرنا اور دوسری کی قضائی نہ دینا

(۲۹۵۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِذِي قَرَدٍ، أَرْضٍ مِنْ أَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ، فَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ صَفٌّ مُوَازِي الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيْهِ رَكْعَةً ثُمَّ نَكَصَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرٰى (زَاد فی رِوَایة) فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَلِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ۲۱۹۲۸)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بنو سلیم کے ایک علاقہ ''ذی قرد''، میں نمازِ خوف ادا کی، لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں دو صفیں بنا ئیں، ایک صف دشمن کے سامنے رہی اور ایک آپ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوگئی، جو صف آپ ﷺ کے ساتھ تھی، آپ ﷺ نے اس کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ لوگ دوسروں کی جگہ پر چلے گئے اور وہ اِن کی جگہ پر آ گئے اور آپ ﷺ نے (بقیہ) ایک رکعت ان کو پڑھائی۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کی دو اور ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوئی۔''

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت پر ہی اکتفا کیا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کی تھیں، سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوْا۔ یعنی: پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا اور وہ اِدھر آ گئے، آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور لوگوں نے (دوسری رکعت کی) قضائی نہیں دی۔ یہ مسئلہ درج ذیل حدیث، جو نمازِ خوف والے ابواب کے شروع میں گزر چکی ہے، سے بھی ثابت ہوتا ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُقِيْمِ أَرْبَعًا وَعَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْخَائِفِ رَكْعَةً۔ (مسلم: ٦٨٧) سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبان پر مقیم آدمی پر چار، مسافر پر دو اور خوف والے پر ایک رکعت فرض کی ہے۔

(۲۹۵۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامَ صَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَفٌّ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نمازِ خوف پڑھائی، (اس کی کیفیت یہ تھی کہ) ایک صف آپ ﷺ کے آگے کھڑی ہوگئی اور ایک آپ ﷺ

(۲۹۵۷) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه النسائى: ۳/ ۱٦۹ (انظر: ۲۰٦۳، ۲۱۵۹۲)

(۲۹۵۸) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه النسائى: ۳/ ۱۷٤ (انظر: ۱٤۱۸۰)

خَلْفَهُ، فَصَلّٰی بِالَّذِی خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰی قَامُوْا فِی مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَجَاءَ أُوْلٰئِكَ حَتّٰی قَامُوْا مَقَامَ هٰؤُلَاءِ، فَصَلّٰی بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ۔ (مسند احمد: ١٤٢٢٩)

کے پیچھے، پس آپ ﷺ نے پیچھے والوں کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائی، پھر وہ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور وہ آئے اور اِن کی جگہ پر (آپ ﷺ کے پیچھے) کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائی اور پھر سلام پھیر دیا، پس آپ ﷺ کی دو رکعتیں تھیں اور ان کی ایک ایک۔''

(٢٩٥٩) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: إِنَّ لَهُمْ صَلَاةً هِیَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ وَهِیَ الْعَصْرُ، فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، وَأَنَّ جِبْرِيْلَ ؑ أَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّی بِبَعْضِهِمْ، وَتَقُوْمُ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰی وَرَاءَهُمْ، وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، ثُمَّ تَأْتِی الْأُخْرَی فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ وَيَأْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ لِتَكُوْنَ لَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ١٠٧٧٥)

''ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ ڈالا۔ مشرکین نے کہا: مسلمانوں کو عصر کی نماز اپنے آباء و اجداد اور اولاد سے بھی بڑھ کر محبوب ہے۔ تیاری مکمل کر لو، ان پر یکدم حملہ کرنا ہے۔ اُدھر جبریل ؑ نے آ کر آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کر دو گروہوں میں تقسیم کر دیں، ایک گروہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے اپنی بچاؤ کی چیزیں اور اسلحہ پکڑ کر کھڑا ہو جائے، پھر وہ دوسرا گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھے اور یہ گروہ اپنی بچاؤ کی چیزیں اور اسلحہ پکڑ لے، اس طرح لوگوں کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور آپ ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔''

فَائدہ: ......ممکن ہے کہ اس حدیث میں وہی واقعہ بیان کیا گیا ہے جو سیّدنا ابو عیاش زرقی ؓ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے، اگر یہ تسلیم کیا جائے تو پھر مقتدیوں کی بھی دو دو رکعتیں ہوں گی۔ بہر حال دوسری احادیث سے صرف ایک رکعت کا ثبوت بھی فراہم ہو چکا ہے۔

(٢٩٦٠) عَنْ مُخْمِلِ بْنِ دَمَاثٍ قَالَ: غَزَوْتَ

''مخمل بن دماث کہتے ہیں: میں سعید بن عاص کے ساتھ ایک

(٢٩٥٩) تخريج: ......اسناده جيّد أخرجه الترمذی: ٣٠٣٥، والنسائی: ٣/ ١٧٤ (انظر: ١٠٧٦٥)

(٢٩٦٠) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، مُخمِل بن دماث تفرد بالرواية عنه عطية بن الحارث، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، فهو مجهول الحال۔ أخرجه أبوداود مختصرا: ١٢٤٦، والنسائی: ٣/ ١٦٧، ١٦٨ (انظر: ٢٣٢٦٨، ٢٣٣٥٢)

مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَأَلَ النَّاسَ: مَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ (ابْنُ الْيَمَانِ ؓ): أَنَا، صَلّٰى بِطَائِفَةٍ مِنَ الْقَوْمِ رَكْعَةً وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ ذَهَبَ هٰؤُلَاءِ فَقَامُوْا مَقَامَ أَصْحَابِهِمْ مُوَاجِهُوْا الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، فَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةٌ۔ (مسند احمد: ٢٣٧٤٢)

لڑائی میں شریک تھا، انہوں نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی ہے؟ سیّدنا حذیفہ بن یمان ؓ نے کہا: میں نے پڑھی ہے، آپ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا رہا۔ یہ لوگ (ایک رکعت پڑھ کر) دشمن کے بالمقابل اپنے ساتھیوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر سلام پھیر دیا، تو رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہوئیں اور ہر گروہ کی ایک ایک۔"

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ خوف ایک رکعت بھی ادا کی جا سکتی ہے، چونکہ کئی موقعوں پر آپ ﷺ نے اپنے مقتدیوں کو دو دو رکعتیں بھی پڑھائیں، اس لیے یہ تأویل کرنا بہتر ہے کہ جب شدتِ خوف ہو اور دشمن کی طرف سے کسی حملے کا واقعی خطرہ ہو تو امام لوگوں کو ایک ایک رکعت پڑھا دے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

4 ..... بَابُ نَوْعٍ رَابِعٍ

يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَانْتِظَارَهُ لِقَضَاءِ كُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

نمازِ خوف کی چوتھی صورت

امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھا کر اس قدر انتظار کرے کہ وہ لوگ دوسری رکعت خود پڑھ لیں

(٢٩٦١) عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ

"صالح بن خوات ایسے صحابی سے بیان کرتے ہیں، جس نے ذات الرقاع والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی تھی، اس نے بیان کیا کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، اس کے بعد آپ ﷺ اس قدر کھڑے رہے کہ ان لوگوں نے خود دوسری رکعت ادا کر لی اور پھر چلے گئے اور دشمن کے سامنے صف بستہ ہو گئے، دوسرا گروہ آیا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی باقی ماندہ رکعت

(٢٩٦١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٢٩، ومسلم: ٨٤٢ (انظر: ٢٣١٣٦)

مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٢٤)

پڑھی، پھر آپ اتنی دیر بیٹھے رہے، کہ یہ لوگ دوسری رکعت ادا کر کے (تشہد میں بیٹھ گئے) پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز خوف کے بارے جو کچھ میں نے سنا ہے اس میں سے صورت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔''

فوائد: ......واقعی یہ بڑی دلچسپ صورت ہے، جو ہمارے اسلام کے موقع شناس ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ پہلا گروہ دوسری رکعت ادا کرنے کے بعد تشہد اور سلام سے فارغ ہو کر جائے گا، جیسا کہ ابو داود کی روایت کے الفاظ ہیں: وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوْا وَانْصَرَفُوْا وَالْإِمَامُ قَائِمٌ۔ یعنی: اور انھوں نے دوسری رکعت پڑھی، سلام پھیرا اور پھر چلے گئے، جبکہ امام (نبی کریم ﷺ) کھڑے رہے۔ دوسرا گروہ امام کے ساتھ سلام پھیرے گا اور امام ان کے سلام کا انتظار کرے گا، جیسا کہ اگلی حدیث کے ایک طریق سے معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ جب مختلف منزلوں پر مشتمل مسجد میں خواتین و حضرات نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں اور سپیکر کے بند ہو جانے کی وجہ سے مقتدیوں کا امام کے ساتھ رابطہ بالکل منقطع ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں ایسے مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ امام کی اقتدا سے نکل کر نماز کا بقیہ حصہ خود ادا کر لیں، جیسا کہ اِس صورت میں صحابۂ کرام نے دوسری رکعت میں کیا۔

(٢٩٦٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَقُوْمُ الْإِمَامُ وَصَفٌّ خَلْفَهُ، وَصَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُوْمُ قَائِمًا حَتّٰى يُصَلُّوْا رَكْعَةً أُخْرٰى (وَفِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ يَقْعُدُ مَكَانَهُ حَتّٰى يَقْضُوا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، بَدَلَ قَوْلِهِ ثُمَّ يَقُوْمُ قَائِمًا) ثُمَّ يَتَقَدَّمُوْنَ إِلٰى مَكَانِ أَصْحَابِهِمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ أُولٰئِكَ فَيَقُوْمُوْنَ مَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْعُدُ حَتَّى يَقْضُوْا رَكْعَةً أُخْرٰى، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ۔ (مسند احمد: ١٥٨٠١)

''سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: امام نماز کے لیے کھڑا ہو جائے گا اور ایک صف اس کے پیچھے اور ایک صف اس کے آگے (یعنی دشمن کے سامنے) کھڑی ہو جائے گی۔ امام اپنے پیچھے والے لوگوں کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائے گا، اس کے بعد وہ کھڑا رہے گا، یہاں تک کہ یہ لوگ از خود دوسری رکعت پڑھ لیں۔ ایک روایت میں ہے: پھر امام اپنی جگہ پر بیٹھ جائے یہاں تک کہ وہ دوسری رکعت اور دو سجدے پورے کر کے اپنے ساتھیوں کے مقام پر چلے جائیں اور وہ آ کر (امام کے پیچھے) پہلے والوں کی جگہ پر کھڑے ہو جائیں، پس وہ ان کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائے اور پھر بیٹھ جائے گا، یہاں تک کہ وہ دوسری رکعت از خود ادا کر لیں، پھر امام ان پر سلام پھیر دے۔''

(٢٩٦٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٣١، ومسلم: ٨٤١ (انظر: ١٥٧١٠)

فوائد: ......ایک روایت میں ہے کہ امام کھڑے ہو کر انتظار کرے اور دوسری میں ہے کہ بیٹھ کر انتظار کرے، ان میں جمع و تطبیق کی یہ صورت ہے کہ جب تک پہلا گروہ دوسری رکعت ادا کرتا رہے، امام بیٹھا رہے اور جب وہ چلا جائے تو امام کھڑے ہو کر دوسرے گروہ کے آنے کا انتظار کرے۔

5 ..... بَابُ نَوْعِ خَامِسٍ

يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ بِسَلَامٍ

نماز خوف کی پانچویں صورت

امام ہر گروہ کو (الگ الگ) ایک سلام کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھائے

(٢٩٦٣) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ؓ أَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى بِبَعْضِ أَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَتَأَخَّرُوْا، وَجَاءَ آخَرُوْنَ فَكَانُوْا فِي مَكَانِهِمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَصَارَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ٢٠٧٧١)

''سیّدنا ابو بکرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ خوف پڑھائی، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا، یہ لوگ چلے گئے اور دوسرے آ کر ان کے مقام پر کھڑے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا، پس آپ ﷺ کی چار رکعات ہو گئیں اور لوگوں کی دو دو۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کی چار رکعات میں فرض نماز تو دو رکعت ہی تھی، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب امام نفل پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا میں فرض پڑھے جا سکتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب دوسرے گروہ کو امامت کروا رہے تھے تو وہ آپ ﷺ کی نفلی نماز تھی۔

(٢٩٦٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَاتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُحَارِبَ خَصَفَةَ بِنَخْلٍ، فَرَأَوْا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِرَّةً، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي، قَالَ: ((اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.)) فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ وادی نخل میں محارب خصفہ کے لوگوں سے لڑائی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب ان لوگوں نے مسلمانوں میں غفلت کا مشاہدہ کیا تو ایک دشمن غورث بن حارث موقعہ پا کر رسول اللہ ﷺ کے سر پر تلوار لیے آ پہنچا اور بولا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ۔'' اتنے میں تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، اب کی بار رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھا لی اور

(٢٩٦٣) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه أبوداود: ١٢٤٨، والنسائي: ٣/ ١٧٨ (انظر: ٢٠٤٠٨، ٢٠٤٩٧)

(٢٩٦٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٤٣ (انظر: ١٤٩٢٨، ١٤٩٢٩)

فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟)) قَالَ: كُنْ كَخَيْرِ آخِذٍ، قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ: لَا، وَلٰكِنِّي أُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أُقَاتِلَكَ وَلَا أَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُوْنَكَ، فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ، قَالَ: فَذَهَبَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، قَالَ: قَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ الظُّهْرُ أَوِ الْعَصْرُ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَكَانَ النَّاسُ طَائِفَتَيْنِ، طَائِفَةٌ بِإِزَاءِ عَدُوِّهِمْ وَطَائِفَةٌ صَلَّوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَكَانُوْا مَكَانَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِإِزَاءِ عَدُوِّهِمْ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، فَكَانَ لِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ، وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ۔ (مسند احمد: ۱۴۹۹۱)

(۲۹۶۵)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ، ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَتَخَافُنِي؟ قَالَ: ((لَا.)) قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَمْنَعُنِي مِنْكَ))

فرمایا: ”اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟“ وہ بولا: آپ اس تلوار کو پکڑنے والے بہترین آدمی بن جائیں (یعنی مجھ پر احسان کریں)۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ البتہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ میں آپ کے مقابلے میں آؤں گا اور نہ آپ کے ساتھ لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا اور جا کر کہا: میں بہترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں۔ پھر جب ظہر یا عصر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نمازِ خوف پڑھائی۔ لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے، ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا اور دوسرا گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر یعنی دشمن کے بالمقابل کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ نماز کے لیے آ گئے، آپ ﷺ نے ان کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس طرح لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں اور آپ ﷺ کی چار۔“

”(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ذات الرقاع مقام تک پہنچ گئے، جب ہم کسی سایہ دار درخت کے پاس آتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے۔ تو ایک مشرک آیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی، اس نے یہ تلوار پکڑی اور اسے سونت کر کہا: کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ وہ بولا: تو پھر اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ صحابۂ کرام اس کو جھڑکنے لگے، پس اس نے تلوار میان میں ڈالی اور اسے لٹکا دیا، اتنے میں نماز کے لیے اذان دے دی گئی،

(۲۹۶۵)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ، فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ وَتَأَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ۱٤۹۹۰)

آپ ﷺ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، پھر وہ لوگ چلے گئے، پھر آپ ﷺ نے دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اس طرح رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات ہو گئیں اور لوگوں کی دو دو۔“

فوائد: ……امام نووی کہتے ہیں کہ طحاوی نے نمازِ خوف کی اس صورت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے، مگر ان کا یہ دعویٰ نا قابل قبول ہے کیونکہ اس کے نسخ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ محارب، خصفہ کا بیٹا تھا اور خصفہ بن قیس کی چوتھی پشت پر مضر کا نام آتا تھا، قیس کی اولاد کے محاربی لوگ اسی محارب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یہ لڑائی غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر ہوئی۔ اس واقعہ سے آپ کے حسن اخلاق کا بھی چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمن کو اس قدر فراخ دلی کے ساتھ معاف کر دیا اور اس سے انتقام نہ لیا۔

اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ کے اللہ تعالیٰ پر بے پناہ اعتماد، توکل کا بھی پتہ چلتا ہے اور پھر اللہ کی مدد، بھی آپ کے فوراً شامل حال ہوگئی اور تلوار کافر کے ہاتھ سے گر گئی۔ (عبداللہ رفیق)

6 ….. بَابُ نَوْعِ سَادِسٍ

يَتَضَمَّنُ اِشْتِرَاكَ الطَّائِفَتَيْنِ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَالسَّلَامِ

نمازِ خوف کی چھٹی صورت

دونوں گروہوں کا قیام اور سلام میں امام کے ساتھ شریک ہونا

(۲۹٦٦) عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ، فَقَالَ: مَتٰى؟ قَالَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ، قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ ظُهُوْرُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

”مروان بن حکم نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اس نے پوچھا: کب؟ انھوں نے کہا: غزوہ نجد کے موقع پر، رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے، ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے، اس گروہ کی پشت قبلہ کی جانب تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو سب لوگوں نے آپ

(۲۹٦٦) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه أبوداود: ۱۲٤۰، والنسائي: ۳/ ۱۷۳ (انظر: ۸۲٦۰)

وَكَبَّرُوْا جَمِيْعًا، اَلَّذِيْنَ مَعَهُ وَالَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ الْعَدُوَّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ رَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْهِ وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ إِلَى الْعَدُوِّ فَذَهَبُوْا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوْهُمْ، وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى رَكَعُوْا مَعَهُ وَسَجَدُوْا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ تَبِعَهُ، ثُمَّ كَانَ التَّسْلِيْمُ، فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمُوْا جَمِيْعًا كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ٨٢٤٣)

کے ساتھ تکبیر کہی۔ لیکن جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ والی صف نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا، جب آپ ﷺ نے سجدے کئے تو انہی لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کئے۔ اس دوران دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا رہا۔ پھر آپ ﷺ سجدوں کے بعد (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے تو یہ لوگ سجدوں سے اٹھ کر دشمن کے سامنے چلے گئے اور وہ گروہ اِس گروہ کی جگہ پر (آپ ﷺ کے پیچھے) آ گیا، اِن لوگوں نے آ کر (پہلی رکعت کے) رکوع اور سجدے کیے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کھڑے رہے، پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے دوسری رکعت ادا کی اور ان لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع اور سجدے کیے، پھر دشمن کے سامنے کھڑے ہونے والا گروہ آیا اور (دوسری رکعت) کے رکوع و سجود ادا کیے، جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے نمازی بیٹھے رہے، پھر سلام تھا، آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور ان سب لوگوں نے بھی سلام پھیرا، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی بھی دو رکعتیں تھیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر آدمی کی بھی دو دو رکعتیں تھیں۔"

فوائد: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبوری میں قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ پہلی رکعت کے قیام میں ایک گروہ کی اور دوسری رکعت کے قیام میں دوسرے گروہ کی پشت قبلہ کی طرف تھی۔ کاش ان صورتوں سے بے نمازی لوگوں کو بھی شرم وحیا آ جاتا۔ غزوۂ نجد، غزوۂ ذات الرقاع ہی ہے، کیونکہ یہ نجد کی زمین میں تھا۔

7 ..... بَابُ نَوْعٍ سَابِعٍ

يَتَضَمَّنُ اِشْتِرَاكَ طَائِفَةٍ مَعَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ قِيَامِهَا لِغَايَةِ أُولٰى سَجْدَتَيْهَا، وَاِشْتِرَاكِ الطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى مَعَهُ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنْهَا، وَاِشْتِرَاكَ الطَّائِفَتَيْنِ جَمِيعًا مَعَهُ

نمازِ خوف کی ساتویں صورت

ایک گروہ کا پہلی رکعت میں قیام سے لے کر پہلے سجدے تک امام کے ساتھ شریک ہونا اور دوسرے گروہ کا اُسی رکعت کے دوسرے سجدے میں شریک ہونا، پھر ''دوسری رکعت'' میں سب کا امام کے ساتھ شرکت کرنا

(٢٩٦٧) عَـنْ عُـرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـالـنَّـاسِ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ، قَالَتْ: فَصَدَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ صِـدْعَيْـنِ، فَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وَرَاءَهُ وَقَامَتْ طَـائِـفَةٌ تِـجَـاهَ الْعَدُوِّ، قَالَتْ: فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّـرَتِ الـطَّـائِـفَةُ الَّذِيْنَ صَفُّوا خَـلْـفَـهُ، ثُـمَّ رَكَـعَ وَرَكَـعُوْا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَـجَـدُوْا، ثُـمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فَـرَفَـعُـوْا مَـعَـهُ ثُـمَّ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَسَجَدُوْا لِأَنْفُسِهِمْ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ، ثُـمَّ قَـامُوْا فَنَكَصُوْا عَلٰى أَعْـقَابِهِمْ يَمْشُوْنَ الْقَهْقَرٰى، حَتّٰى قَامُوْا مِنْ وَرَائِهِمْ، قَالَتْ: فَاَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَفُّوا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرُوْا، ثُمَّ رَكَعُوْا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَـجَـدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَـجْـدَتَهُ الثَّانِيَةَ، فَسَـجَـدُوْا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَكْـعَتِـهِ وَسَـجَدُوا هُمْ لِأَنْفُسِهِمْ السَّجْدَةَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ نخل میں ذات الرقاع کے مقام پر نمازِ خوف پڑھائی، آپ ﷺ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور ایک گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نماز کے لیے تکبیر کہی اور آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہونے والوں نے بھی اللہ اکبر کہا، آپ ﷺ اور اِن نمازیوں نے مل کر رکوع اور ایک سجدہ کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا، لوگوں نے بھی سر اٹھائے، پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور انھوں نے دوسرا سجدہ از خود کیا، پھر کھڑے ہو گئے اور پچھلے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے، یہاں تک ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اب دوسرا گروہ آ گیا، انہوں نے آ کر آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی، اللہ اکبر کہا اور از خود رکوع کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا، اِن لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا، سجدہ کے بعد آپ ﷺ اپنی دوسری رکعت کے لیے اٹھے اور ان لوگوں نے دوسرا سجدہ خود کر لیا۔ اس کے بعد دونوں گروہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سجدے کئے تو سب لوگوں نے سجدے

(٢٩٦٧) تخريـج: ......اسناده حسن أخرجه أبوداود: ١٢٤٢ (انظر: ٢٦٣٥٤)

الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَان جَمِيْعًا فَصَفُّوْا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَفَعُوْا مَعَهُ، كُلُّ ذَالِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَرِيْعًا جِدًّا، لَا يَأْلُوْا أَنْ يُخَفِّفَ مَا اسْتَطَاعَ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَرِكَهُ النَّاسُ فِی الصَّلَاةِ كُلِّهَا۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨٦)

کیے۔ آپ ﷺ سجدوں سے اٹھے تو سب لوگ سجدوں سے اٹھے۔ آپ ﷺ نے یہ سارے اعمال بہت جلدی سے سر انجام دیئے۔ جس قدر تخفیف ممکن تھی، آپ ﷺ نے اتنی تخفیف کی، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو سب لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شرکت کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔‘‘

فوائد: ......اس موقع پر پہرے کی جو ضرورت پہلی رکعت میں تھی، وہ دوسری رکعت میں نہیں تھی۔

8 ..... بَابُ الصَّلَاةِ فِی شِدَّةِ الْخَوْفِ وَمَا يُبَاحُ فِيْهَا مِنْ كَلَامٍ وَإِيْمَاءٍ وَغَيْرِهٖ

شدتِ خوف میں نماز کا طریقہ اور اس میں کلام اور اشاروں وغیرہ کا جائز ہونا

(٢٩٦٨) عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِی أَنَّ خَالِدَ بْنَ سُفْيَانَ بْنِ نُبَيْحٍ يَجْمَعُ لِیَ النَّاسَ لِيَغْزُوْنِی وَهُوَ بِعُرَنَةَ، فَأْتِهِ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْعَتْهُ لِی حَتّٰى أَعْرِفَهُ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَهُ وَجَدْتَّ لَهُ قُشَعْرِيْرَةً.)) قَالَ: فَخَرَجْتُ مُتَوَشِّحًا بِسَيْفِی حَتّٰى وَقَعْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ بِعُرَنَةَ مَعَ ظُعُنٍ يَرْتَادُ لَهُنَّ مَنْزِلًا، وَحِيْنَ كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ وَجَدْتُّ مَا وَصَفَ لِی

’’سیّدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: ’’مجھے یہ خبر ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح میرے مقابلہ کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ اس وقت ’’عُرَنَہ‘‘ مقام میں ہے، تم جاؤ اور اسے قتل کر دو‘‘۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کی کوئی علامت بیان فرمائیں، تاکہ میں پہچان لوں کہ یہ وہی شخص ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم اسے دیکھو گے تو اس کی وجہ سے ایک دفعہ تم پر جھرجھری طاری ہو گی۔‘‘ پس میں نے تلوار لی اور اس کے پاس جا پہنچا۔ وہ واقعی عرنہ مقام میں اپنی عورتوں کے ساتھ تھا اور وہ ان کے لیے جگہ بنا رہا تھا۔ اُدھر نمازِ عصر کا وقت بھی ہو چکا تھا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے

(٢٩٦٨) تخریج: ......ابن عبد الله بن أنيس، هو عبد الله بن عبدا لله، لم يذكروا فيه جرحا ولا تعديلا لیکن یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے، شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں۔ أخرجه أبو يعلى: ٩٠٥، وابن خزيمة: ٩٨٣، وابن حبان: ٧١٦٠، وأخرجه مختصرا أبوداود: ١٢٤٩ (انظر: ١٦٠٤٧)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْقُشَعْرِيرَةِ، فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ وَخَشِيتُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مُحَاوَلَةٌ تَشْغَلُنِي عَنِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ وَأَنَا أَمْشِي نَحْوَهُ أُوْمِئُ بِرَأْسِي الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ سَمِعَ بِكَ وَبِجَمْعِكَ لِهَذَا الرَّجُلِ، فَجَاءَكَ لِهَذَا، قَالَ: أَجَلَ أَنَاَ فِي ذَالِكَ، قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ شَيْئًا، حَتّٰى إِذَا أَمْكَنَنِي، حَمَلْتُ عَلَيْهِ السَّيْفَ، حَتّٰى قَتَلْتُهُ، ثُمَّ خَرَجْتُ وَتَرَكْتُ ظَعَائِنَهُ مُكِبَّاتٍ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَآنِي فَقَالَ: ((أَفْلَحَ الْوَجْهُ.)) قَالَ: قُلْتُ: قَتَلْتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((صَدَقْتَ.)) الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ١٦١٤٣)

مطابق مجھ پر جھرجھری طاری ہوگئی، میں اس کی طرف بڑھا۔ مجھے یہ خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی ایسا جھگڑا ہو جائے جو نماز سے غافل کر دے۔ اس لیے میں نے اس کی طرف چلتے چلتے ہی نماز پڑھنا شروع کر دی، اشارے سے رکوع وسجود کرتا گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: کون ہو؟ میں کہا: ایک عربی ہوں، آپ کے بارے سنا ہے کہ آپ اس آدمی (محمد ﷺ) کے مقابلے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہے ہو، اسی لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں، اس نے کہا: جی ہاں، میں اسی کوشش میں ہوں۔ پس میں اس کے ساتھ چلتا رہا، جب اس نے مجھے موقع دیا تو میں نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر ڈالا اور اس حال میں وہاں سے نکل آیا کہ اس کی عورتیں اس پر جھکی ہوئی تھیں۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: کامیاب رہے ہو۔ میں عرض کیا: اے رسول اللہ! میں اسے قتل کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک کہتے ہو۔'' الحدیث۔

فوائد: ...... یہ پانچ محرم تین سن ہجری کا واقعہ ہے۔ ''عُرَنَه'' مقام عرفہ کے قریب پڑتا ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث صحیحہ میں نقل کی ہے: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لِي بِخَالِدِ بْنِ نُبَيْحٍ؟)) رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ۔ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قِبَلَ (عَرَفَةَ) بِـ (عَرَنَةَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْعَتْهُ لِي۔ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَهُ هِبْتَهُ.)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَاهِبْتُ شَيْئًا قَطُّ۔ قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ حَتّٰى أَتَى جِبَالَ (عَرَفَةَ) قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَلَقِيْتُ رَجُلاً فَرُعِبْتُ مِنْهُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ، فَعَرَفْتُ حِيْنَ رُعِبْتُ مِنْهُ أَنَّهُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِي: مَنِ الرَّجُلُ؟ فَقُلْتُ: بَاغِي حَاجَةٍ هَلْ مِنْ مَبِيْتٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَالْحَقْ، فَرُحْتُ فِي أَثَرِهِ فَصَلَّيْتُ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، وَأَشْفَقْتُ أَنْ يَرَانِي، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ، ثُمَّ خَرَجْتُ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ: فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِخْصَرَةً، فَقَالَ: ((تَخَصَّرْ بِهٰذِهِ حَتّٰى تَلْقَانِي، وَأَقَلُّ

النَّاسِ الْمُتَخَصِّرُوْنَ .)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ أَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَكَفَنِهٖ، وَدُفِنَ وَدُفِنَتْ مَعَهُ۔ (أخرجه أبو نعيم في "الحلية": ٢/٥- ٦، و"أخبار أصبهان": ١/١٨٩- ١٩٠، صحيحه: ٢٩٨١)

''محمد بن کعب روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے، جو میرے لیے خالد بن نبیح کو (قتل کر دے)؟'' اس شخص کا تعلق ہذیل قبیلے سے تھا اور ان دنوں وہ عرفہ کی جانب عرنہ مقام میں سکونت پذیر تھا۔ عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں (اسے قتل کروں گا)، آپ اس کی صفات بیان کر دیں، (تاکہ میں اسے پہنچان لوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اسے دیکھے گا، تو ڈر جائے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کرنے والی ذات کی قسم! میں تو (آج تک) کسی چیز سے نہیں ڈرا۔ راوی کہتا ہے: بہرحال سیّدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے اور غروبِ آفتاب سے قبل عرفہ کے پہاڑوں تک پہنچ گئے۔ عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں وہاں ایک آدمی کو ملا اور جب میں نے اسے دیکھا تو میں مرعوب ہو گیا۔ جب میں اس سے ڈرا تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ وہی نشانی ہے، جس کی رسول اللہ ﷺ نے نشاندہی کی تھی۔ اس نے مجھے کہا: کون ہے؟ میں نے کہا: ضرورت مند ہوں، کیا رات گزارنے کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آ جاؤ۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا، میں نے جلدی جلدی دو رکعت نمازِ عصر ادا تو کر لی، لیکن ڈرتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھ لے۔ پھر میں اسے جا ملا اور تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر میں وہاں سے نکل پڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ کو واقعہ کی خبر دی۔ محمد بن کعب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک لاٹھی دی اور فرمایا: ''اس لاٹھی کو اپنے ہاتھ میں ہی رکھنا، حتی کہ مجھے آملو اور لاٹھی پکڑنے والے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔''

محمد بن کعب کہتے ہیں: جب سیّدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو انھوں نے لاٹھی کے بارے میں حکم دیا تو وہ ان کے پیٹ اور کفن کے اوپر رکھ دی گئی اور پھر اس کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ (ترجمہ ختم ہوا) سنن ابی داود کی صحیح حدیث میں بھی اختصار کے ساتھ عرنہ مقام، نمازِ عصر اور خالد بن سفیان کے ساتھ گفتگو کا ذکر ہے، اس طرح یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت نماز کو چلتے چلتے پڑھنا اور قبلہ رخ ہونے کا لحاظ نہ رکھنا درست ہے، یہ نمازی حضرات کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اسی طرح کسی بڑی مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا درست ہے، جیسا کہ سیّدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے خالد بن سفیان کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ کی مخالفت میں باتیں کی تھیں۔

(٢٩٦٩) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ ''سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

(٢٩٦٩) تخريج: ......اسناده ضعيف، سليم بن عبد السلولى تفرد بالرواية عنه أبو أسحاق السبيعى تقدم مطوّلا برقم: ١٧٣٤ (انظر: ٢٣٤٥٤)

قَالَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَتَأْمُرُ أَصْحَابَكَ إِنَّ هَاجَهُمْ هَيْجٌ مِنَ الْعَدُوِّ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمُ الْقِتَالُ وَالْكَلَامُ۔
(مسند احمد: ٢٣٨٤٧)

سیّدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: آپ اپنے ساتھیوں سے کہہ دیں اگر (دوران نماز) دشمن حملہ آور ہو جائے تو ان کے لیے قتال اور کلام دونوں جائز ہیں۔"

فوائد: ......سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ انھوں نے مجاہدین سے کہا تھا کہ اگر (دوران نماز) دشمن حملہ کر دیں تو تمہارے لیے (نماز کی حالت میں ہی) لڑنا جائز ہوگا۔ (مسنداحمد: ٢٣٤٣٣)

یہ نمازِ خوف کی مختلف صورتیں تھیں، خلاصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ہر حدیث سے واضح طور پر نماز کی ترکیب کا پتہ چل جاتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا۔ (بخاری: ٤٥٣٥) یعنی: جب خوف اس سے زیادہ ہو تو لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیں یا سوار ہو کر، قبلہ رخ ہو کر یا قبلہ رخ ہوئے بغیر۔

امام نافع نے کہا: میرا خیال ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ لیکن بعض روایات میں اس قول کو واضح طور پر موقوف بیان کیا گیا ہے، بہر حال مسئلہ اسی طرح ہی ہے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر برقرار ہے کہ آیا ایسے حالات میں مجبوری کے وقت کلام کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی یا اس کی رخصت بھی دی جا سکتی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی اشد مجبوری کی بنا پر کوئی بات کرنا پڑ جائے تو اس سے نماز متأثر نہیں ہو گی، اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ جب مجبوری میں درج ذیل امور جائز ہیں: چلنا پھرنا، سوار ہونا، صفوں کی تبدیلی کے لیے لمبی چوڑی حرکت کرنا، قبلہ رخ نہ رہ کر نماز پڑھنا، پانی اور مٹی کی عدم موجودگی میں وضو اور تیمّم کے بغیر نماز پڑھنا جیسا کہ نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، جنابت والے آدمی کا صرف تیمّم کر کے نماز پڑھنا۔ قبلہ رخ ہونا، وضو کرنا، غسلِ جنابت کرنا، تیمّم کرنا، وغیرہ، یقیناً یہ ایسے امور ہیں کہ ان کے بغیر نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن مجبوری میں اِن امور کے بغیر نماز کو درست قرار دیا گیا ہے، اسی طرح جان بوجھ کر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن اگر حالاتِ جنگ جیسی کوئی مجبوری بن جائے تو اس سے نماز متأثر نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❁❁❁❁

7 ..... كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازہ کے احکام و مسائل

1..... بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالْاِسْتِعْدَادِ لَهُ وَتَرْغِيبُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهِ

موت کو یاد رکھنے، اس کے لیے تیار رہنے اور اہل ایمان کو اس سلسلے میں ترغیب دلانا

(۲۹۷۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ .)) (مسند أحمد: ۷۹۱۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لذتوں کو چھڑا دینے والی کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

فوائد: ......لذتیں چھڑا دینے والی چیز سے مراد موت ہے، جو کسی قسم کی تنبیہ کیے بغیر بندے پر قابو پا لیتی ہے اور سارے ''چس چسقے'' اور ''چوں چونچلے'' معدوم ہو جاتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس حال میں کہ میں دسواں فرد تھا، ایک انصاری آدمی اٹھا اور سوال کیا: اے اللہ کے نبی! لوگوں میں کون آدمی سب سے زیادہ عقلمند اور محتاط ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَاَكْثَرُهُمُ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ، اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ، ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْآخِرَةِ .)) یعنی: ''جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے اور اس کی سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ عقلمند ہیں، جو دنیا کا شرف اور آخرت کے کرامت کے ساتھ آگے بڑھ گئے ہیں۔'' (معجم صغير للطبرانى)

(۲۹۷۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَصُرَ بِجَمَاعَةٍ، فَقَالَ: ((عَلَامَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک آپ ﷺ نے ایک جگہ لوگوں کو جمع دیکھا اور پوچھا: ''یہ لوگ کیوں اور کسی چیز پر جمع

(۲۹۷۰) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه الترمذى: ۲۳۰۷، وابن ماجه: ۴۲۵۸، والنسائى: ۴/ ۴ (انظر: ۷۹۲۵)

(۲۹۷۱) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف محمد بن مالك الجوزجانى أخرجه ابن ماجه: ۴۱۹۵ (انظر: ۱۸۶۰۱)

هٰـؤُلَاءِ؟)) قِيْـلَ: عَلٰى قَبْرٍ يَحْفِرُوْنَهُ، قَالَ: فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فَبَدَرَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ مُسْرِعًا حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْقَبْرِ فَجَثَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُ فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى مِنْ دُمُوْعِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا قَالَ: ((أَيْ إِخْوَانِي لِمِثْلِ الْيَوْمِ فَأَعِدُّوْا.)) (مسند احمد: ۱۸۸۰۲)

ہیں؟ کسی نے کہا: یہ ایک قبر پر جمع ہیں، اسے کھود رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ پریشان ہو گئے اور اپنے صحابہ کے آگے آگے جلدی جلدی لپکے اور قبر کے پاس کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، میں آپ کے سامنے آیا تا کہ دیکھ سکوں آپ ﷺ کیا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میرے بھائیو! اس دن کے لیے تیاری کرو۔''

فوائد: ……اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ موت کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس سے غافل نہ ہوں، لیکن مسلمانوں کی بھاری تعداد موت اور موت کے بعد والے مراحل سے عملی طور پر غافل نظر آتی ہے۔

(۲۹۷۲) عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ عَرَفْتُ فِيْهِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى رَأَيْتُ شَيْخًا أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ يَتْبَعُ جَنَازَةً فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، حَدَّثَنِي فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) قَالَ: فَأَكَبَّ الْقَوْمُ يَبْكُوْنَ، فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكُمْ؟)) فَقَالُوْا: إِنَّا نَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: ((لَيْسَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّهُ إِذَا حُضِرَ، ﴿فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ، فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ﴾ فَإِذَا بُشِّرَ بِذَالِكَ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لِلِقَائِهِ أَحَبُّ، ﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ، فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيْمٍ﴾ قَالَ عَطَاءٌ (يَعْنِي ابْنَ السَّائِبِ) وَفِي قِرَاءَةِ ابْنِ

''عطاء بن سائب کہتے ہیں: پہلا دن، جس میں عبدالرحمن بن ابی لیلی سے میری معرفت ہوئی، اس میں یوں ہوا کہ میں نے گدھے پر سوار ایک بزرگ دیکھا، اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور وہ ایک جنازے کے پیچھے چل رہا تھا اور یہ بیان کر رہا تھا: مجھے فلاں بن فلاں صحابی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔'' یہ سن کر لوگ رونے لگ گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم روتے کیوں ہو؟'' لوگوں نے کہا: ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں (اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بات اس طرح نہیں ہے، جب کسی کی موت قریب آجاتی ہے تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہوتا ہے تو اس کے لیے راحت، خوشبو اور نعمتوں والا باغ ہوتا ہے، اس لیے جب اسے ان چیزوں کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے اور

(۲۹۷۲) تخريج: ……اسناده حسن (انظر: ۱۸۲۸۳)

مَسْعُودٍ: ﴿ثُمَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ﴾ فَإِذَا بُشِّرَ بِذَالِكَ يَكْرَهُ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لِلِقَائِهِ أَكْرَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸٤۷۲)

اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو زیادہ چاہنے والا ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوتا ہے تو اس کی میزبانی کھولتا ہوا پانی ہوتا ہے اور پھر بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا ہوتا ہے، اس لیے جب اسے ان چیزوں کی ''بشارت'' سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو بہت ناپسند کرنے والا ہوتا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ کا ایک ہی مفہوم ہے کہ اعمالِ صالحہ کا ایسا سلسلہ جاری رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عالَم نزع میں استقامت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی چاہت بڑھ جائے۔

(۲۹۷۳) عَنْ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ شُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ: بَيْنَمَا أَنَا فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ إِذْ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُحِبُّ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَلَا أَبْغَضَ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ إِلَّا أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: لَئِنْ كَانَ مَا ذَكَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا لَقَدْ هَلَكْنَا۔ فَقَالَتْ: إِنَّمَا الْهَالِكُ مَنْ هَلَكَ فِيْمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَمَا ذَالِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُحِبُّ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَلَا أَبْغَضَ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ إِلَّا أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) قَالَتْ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ذَالِكَ، فَهَلْ تَدْرِي لِمَ ذَالِكَ؟ إِذَا

''شریح بن ہانی کہتے ہیں: میں مدینہ کی مسجد میں تھا، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہاں یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' میں یہ حدیث سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا اور کہا: اگر بات اسی طرح ہو جیسے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو ہلاک ہوا، وہ تو واقعی ہلاک ہونے والا ہے، بھلا بات ہے کون سی؟ میں نے کہا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے''۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں بھی گواہی

(۲۹۷۳) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۲٦۸۵، وأخرج المرفوع منه البخاری: ۷۵۰٤ وجعله حدیثا قدسیا (انظر: ۸۵۵٦، ۹٤۱۰)

حَشْرَجَ الصَّدْرُ وَطَمَحَ الْبَصَرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، وَتَشَنَّجَتِ الْأَصَابِعُ، فَعِنْدَ ذَالِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللّٰهِ أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ۔ (مسند احمد: ۸۵۳۷)

دیتی ہوں کہ میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ بھلا کیا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہو گا؟ جب سینے سے سانس کے گھٹنے کی آواز آنے لگے گی، نظر کھلی رہ جائے گی، رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور انگلیاں اکڑ جائیں گے، اس موقعہ پر جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہ کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔“

فوائد: ……سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کا مصداق عالَم نزع میں مبتلا شخص ہے۔

(۲۹۷۴) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا أَحَبَّ الْعَبْدُ لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ الْعَبْدُ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ.)) قَالَ: فَقِيْلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَيَفْظَعُ بِهِ؟ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: أَنَّهُ إِذَا كَانَ ذَالِكَ كُشِفَ بِهِ۔ (مسند احمد: ۹۸۲۱)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: جب بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہوں، اور جب بندہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا“۔ کسی نے سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے؟ انہوں نے کہا: جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو سب کچھ سامنے آجاتا ہے۔“

فوائد: ……سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب موت کا وقت قریب آجاتا ہے اور ہر ایک کے انجام کے حقائق اس کے سامنے آجاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی پسند یا ناپسند کا مسئلہ کھڑا ہوتا ہے، خوش بخت لوگ پسند کرنے لگتے ہیں اور بد بخت کترانے لگ جاتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے) آمین

(۲۹۷۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ كَرَاهَةُ الْمَوْتِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حُضِرَ جَاءَهُ

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے“۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(جو تم سمجھ رہے ہو) یہ موت کو

(۲۹۷٤) تخريج: ……انظر الحديث السابق: ٤

(۲۹۷۵) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البزار: ۷۸۰ (انظر: ۱۲۰٤۷)

الْبَشِيْرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا صَائِرٌ إِلَيْهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَإِنَّ الْفَاجِرَ أَوْالْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ جَاءَ هُ بِمَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ مِنَ الشَّرِّ وَمَا يَلْقَاهُ مِنَ الشَّرِّ، فَكَرِهَ لِقَاءَ اَللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ .)) (مسند احمد: ١٢٠٧٠)

ناپسند کرنا نہیں ہے۔ بات یہ ہے جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہےتو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت دینے والا فرشتہ آ کر اسے اس کے انجام سے مطلع کرتا ہے، اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے، تواللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرنے لگتا ہے، لیکن جب فاجر یا کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہےتواس کے پاس آنے والا اسے اس کے برے انجام پر مطلع کرتا ہے، سو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو پسندنہیں کرتا۔‘‘

(٢٩٧٦) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ .)) (مسند احمد: ٢٣١٢٤)

’’سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسندنہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسندنہیں کرتا۔‘‘

(٢٩٧٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَزَادَتْ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ۔(مسند احمد: ٢٤٦٧٤)

’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی اُسی طرح کی حادیث مروی ہے، اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ’’اور موت کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات والے مسئلہ سے پہلے کا ہے۔‘‘

فوائد: ......ان زائد الفاظ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے مراد موت نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھ رہے تھے۔ موت سے ڈرنا اور اس کو ناپسند کرنا اور بات ہے اور عالَم نزع میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا اور بات ہے۔

(٢٩٧٨) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ مَا أَوَّلُ

’’سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تم چاہتے ہوتو میں تمہیں یہ بتلا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

(٢٩٧٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٥٠٧، ومسلم: ٢٦٨٣ (انظر: ٢٢٧٤٤)

(٢٩٧٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٦٨٤ (انظر: ٢٤١٧٢)

(٢٩٧٨) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الله بن زحر ضعيف، وأبو عياش المعافرى لم يسمع من معاذ أخرجه الطيالسي: ٥٦٤، والطبراني فى "الكبير": ٢٠/ ٢٥١ (انظر: ٢٢٠٧٢)

مَا يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهُ.)) قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ يَا رَبَّنَا، فَيَقُوْلُ لِمَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ)) (مسند احمد: ٢٢٤٢٢)

قیامت کے دن اہل ایمان سے سب سے پہلے کیا فرمائے گا اور وہ اس کو کیا کہیں گے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مومنوں سے کہے گا: کیا تم میری ملاقات پسند کرتے تھے؟ وہ کہے گے: جی ہاں، اے ہمارے رب! اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیوں؟ وہ کہیں گے: ہم تیری معافی اور بخشش کی امید رکھتے تھے۔ پس وہ کہے گا: تمہارے لیے میری بخشش واجب ہو چکی ہے۔''

فوائد: ...... تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، ہمیں چاہیے کہ مادیت پرستی، حب دنیا، بے صبری اور دین میں عدم دلچسپی جیسے مصائب سے جان چھڑائیں اور اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کر کے اس کے پاس جانے کا شوق پیدا کریں۔

2 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحُسْنِ الْخَاتِمَةِ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنے اور حسن خاتمہ کا بیان

(٢٩٧٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: ((أَلَا، لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ.)) (مسند احمد: ١٤٤٣٩)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین روز قبل یوں فرماتے ہوئے سنا: ''خبردار! تم میں سے جس کسی کو بھی موت آئے تو وہ اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن رکھتا ہو۔''

(٢٩٨٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ، فَإِنَّ قَوْمًا قَدْ أَرْدَاهُمْ سُوْءُ ظَنِّهِمْ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔﴾)) (مسند احمد: ١٥٢٦٧)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کسی کو بھی موت آئے تو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو، ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کے سوئے ظن نے ہلاک کر دیا تھا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: تمہاری اس بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم گھاٹا پانے والوں میں ہو گئے۔'' (سورہ حم سجدۃ: ٢٣)

(٢٩٧٩) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٢٨٧٧ (انظر: ١٤٣٨٦)

(٢٩٨٠) تخريج: ...... حديث صحيح دون قوله: ((فان قوما قد أرداهم ......)) وهذا اسناد ضعيف لضعف النضر بن اسماعيل، وابنُ ابى ليلى سيء الحفظ وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ١٥١٩٧)

فوائد: ...... اِن احادیث میں دراصل ناامیدی اور مایوسی سے ڈرایا گیا ہے اور اس امر پر رغبت دلائی گئی ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ حسن ظن اور امید ہونی چاہیے کہ وہ رحم کرے گا اور بخش دے گا۔ لیکن یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ اس حسنِ ظن کے لیے بندے کے پاس اعمالِ صالحہ بھی ہونے چاہئیں، ان احادیث کا یہ معنی ومفہوم نہیں ہے کہ مسلمان نیک عمل ترک کر کے حسن ظن قائم کر لے، کیونکہ ان فرموداتِ نبویہ کے بلاواسطہ اور پہلے سامعین صحابۂ کرام تھے، ہمیں اس چیز پر غور کرنا ہوگا کہ اُن پاکیزہ ہستیوں نے کون سا رویہ اختیار کیا تھا۔

یہ مثال بیان کر دینا درست ہے کہ دنیا میں ہمیں کس آدمی پر امید ہے کہ وہ ہمارا مطالبہ پورا کرے گا اور کس کے بارے میں ناامیدی ہے، یقیناً اس چیز کی بنیاد تعلق پر ہے، اگر کسی سے تعلق اچھا ہے تو کام ہو جانے کی امید ہوگی اور اگر کسی سے تعلق اچھا نہ ہو، بلکہ اختلاف اور دشمنی بھی پائی جاتی ہو تو اس سے ناامیدی کا غلبہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ سے اچھے یا دوسرے تعلق کا دارومدار اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی پر ہے۔

(٢٩٨١) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِیْ، إِنْ ظَنَّ بِیْ خَيْرًا فَلَهُ وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ.)) (مسند احمد: ٩٠٦٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ میرے بارے جو گمان کرتا ہو، میں بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو یہ بھی اسی کے لیے ہے اور اگر وہ برا گمان رکھتا ہے تو یہ بھی اسی کے لیے ہی ہے۔''

(٢٩٨٢) عَنْ حَيَّانَ أَبِی النَّضْرِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ عَلٰی أَبِی الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ فِی مَرَضِهِ الَّذِی مَاتَ فِيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَجَلَسَ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُو الْأَسْوَدِ يَمِيْنَ وَاثِلَةَ فَمَسَحَ بِهَا عَلٰی عَيْنَيْهِ وَوَجْهِهِ لِبَيْعَتِهِ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ وَاثِلَةَ: وَاحِدَةٌ أَسْأَلُكَ عَنْهَا، قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: كَيْفَ ظَنُّكَ بِرَبِّكَ؟ قَالَ: فَقَالَ

''ابونضر حیان کہتے ہیں: میں سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ابو اسود جرشی کی عیادت کے لیے گیا، وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، جناب واثلہ نے جا کر ان کو سلام کہا اور وہاں بیٹھ گئے۔ ابو الاسود نے واثلہ کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں اور چہرے پر پھیرا، کیونکہ انھوں نے اپنے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ سیّدنا واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا: وہ کیا؟ انھوں نے پوچھا: آپ اللہ کے بارے کیا گمان رکھتے ہیں؟ ابو الاسود نے

(٢٩٨١) تخریج: ...... حدیث صحیح، وهذا اسناده فيه ابن لهيعة سيىء الحفظ أخرجه ابن حبان: ٦٣٩ (انظر: ٩٠٧٦)

(٢٩٨٢) تخریج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٢/ ٢١١، والبيهقی فی "الشعب": ١٠٠٥، وأخرج بنحوه ابن حبان: ٦٤١ (انظر: ١٦٠١٦)

أَبُو الأَسْوَدِ وَأَشَارَ بِرَأْسِهِ حَسَنٌ، قَالَ وَاثِلَةُ: أَبْشِرْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا شَاءَ.)) (مسند احمد: ١٦١١٢)

سر سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اچھا گمان رکھتا ہوں۔ جناب واثلہ ؓ نے کہا: خوش ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ نے فرمایا: میرے بندے کا میرے بارے میں جو گمان ہوتا ہے، میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، پس وہ میرے بارے میں جو چاہے (اچھا یا برا) گمان رکھ لے۔“

فوائد: ......اس ضمن میں بندے کو ان اعمالِ صالحہ کے اجر وثواب کا علم ہونا چاہیے تو وہ سرانجام دے رہا ہوتا ہے تا کہ وہ اس اجر وثواب کی امید پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنے ظن میں حسن پیدا کر سکے۔

(٢٩٨٣) عَنْ عُمَرَ الْجُمَعِيِّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا إِسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ)) فَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: مَا اسْتَعْمَلَهُ؟ قَالَ: ((يَهْدِيْهِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى الْعَمَلِ الصَّالِحِ قَبْلَ مَوْتِهِ ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلٰى ذَالِكَ.)) (مسند احمد: ١٧٣٤٩)

”عمر جمعی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے استعمال کر لیتا ہے۔“ قوم میں سے ایک آدمی نے پوچھا: ”اسے استعمال کرتا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے اچھے عمل کی توفیق دے دیتا ہے، پھر اسے اسی حالت میں موت دے دیتا ہے۔“

(٢٩٨٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ.)) قِيْلَ: وَمَا اِسْتَعْمَلَهُ؟ قَالَ: ((يُفْتَحُ لَهُ بَيْنَ يَدَيْ مَوْتِهِ حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهُ مَنْ حَوْلَهُ.)) (مسند احمد: ٢٢٢٩٥)

”سیّدنا عمرو بن حمق خزاعی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے استعمال کرتا ہے۔“ کسی نے پوچھا: ”اسے استعمال کرتے ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے اس کی موت سے پہلے (اچھے اعمال) کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے اردگرد والے لوگ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔“

فوائد: ......لوگ راضی ہو کر اس کے بارے میں اچھی شہادت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول کر لیتے ہیں۔ ان احادیث سے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر پیدا ہونی چاہیے، اس عمر کے زیادہ تر لوگ فارغ ہوتے ہیں، کوئی کام

(٢٩٨٣) تخریج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد فيه تدليس بقية بن الوليد (انظر: ١٧٢١٧)

(٢٩٨٤) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه عبد بن حميد: ٤٨١، والبزار فی "مسنده": ٢٣١٠، وابن حبان: ٣٤٢، ٣٤٣، والحاكم: ١/ ٣٤٠، ، والطحاوی: ٢٦٤٠، والطبرانی فی "الشاميين": ١٨٣ (انظر: ٢١٩٤٩)

کاج نہیں ہوتا، اگر یہ لمحات اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار اور دوسرے امورِ خیر میں گزر جائیں، تو ان احادیث کا مصداق بنا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ سفید بال لوگوں کی مسجدوں میں قلت ہے، اب یہ لوگ بھی حقہ، تاش اور گپ شپ کی مجلسوں اور دوسری پنچائتوں کو ترجیح دینے لگ گئے ہیں۔

(٢٩٨٥) عَـنْ أَبِـى عِـنَبَةَ الْـخَوْلَانِيِّ رضی اللہ عنہ قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَسَلَهُ .)) قِيلَ: وَمَا عَسَلُهُ؟ قَالَ: ((يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًا قَبْلَ مَوْتِهِ، ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ .)) (مسند احمد: ١٧٩٣٧)

''سیّدنا ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے لوگوں میں محبوب بنا دیتا ہے۔'' کسی نے کہا کہ محبوب بنا دینے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسے مرنے سے پہلے نیک عمل کرنے کی توفیق دے دیتا ہے، پھر اسی حالت پر اس کو موت دے دیتا ہے۔''

(٢٩٨٦) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ عَلٰى شَىْءٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ١٤٤٢٦)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جس حالت میں فوت ہوگا، اللہ اسے اسی حالت میں اٹھائے گا۔''

فوائد: ......لوگوں کو فکر دلانے کے لیے ایک سچا واقعہ بیان کیا جاتا ہے، ضلع فیصل آباد (پاکستان) میں ایک زانی آدمی تھا، یہ برائی اس کی رگوں میں رچ بس گئی تھی، ایک دن وہ اسی بدکاری میں مبتلا تھا، جب شہوت پوری ہونے یعنی انزال کا وقت قریب آیا تو اس کے دماغ کی رگ پھٹ گئی اور وہ اسی حال میں مرگیا، جبکہ اس کا عضوِ خاص اسی شہوت کی حالت میں تنا ہوا رہ گیا، ذلت سے بچنے کے لیے لوگوں نے اس کی شرمگاہ کو رسی کے ساتھ کھینچتے ہوئے ٹانگوں کے ساتھ ملا کر باندھ دیا۔ اللہ تعالیٰ دنیوی ذلتوں اور اخروی رسوائیوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

انسان کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے۔ جس آدمی کو ایمان اور نیکی کی حالت میں موت آئے تو یہ اس کے اچھے انجام کی علامت ہے اور اگر کسی کو کفر و شرک اور بدعملی پر موت آتی ہے تو اس کا انجام خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

(٢٩٨٧) عَـنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَسْـنَـدْتُ النَّبِیَّ ﷺ إِلٰـى صَـدْرِى، فَقَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ،

''سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر آپ ﷺ کو آسرا دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے چہرے کو

(٢٩٨٥) تـخريـج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٥٧٢٢، وابن الاثير فى "أسد الغابة": ٦/ ٢٣٤ (انظر: ١٧٧٨٤)

(٢٩٨٦) تخريـج: ......أخرجه مسلم: ٢٨٧٨ (انظر: ١٤٣٧٣)

(٢٩٨٧) تخريـج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد فيه انقطاع بين نعيم بن أبى هند و حذيفة أخرجه ابن ابى شيبه فى "مسنده": ٨٢٢٢، والبيهقى فى "الأسماء والصفات": صـ ٣٠٣، والبزار فى "مسنده": ٢٨٥٤ (انظر: ٢٣٣٢٤)

خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) (مسند احمد: ٢٣٧١٣)

چاہنے رضا کے لیے ”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ“ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں جائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے چہرے کو چاہنے کے لیے ایک روزہ رکھا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ بھی جنت میں جائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے چہرے کو چاہنے کے لیے صدقہ کیا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ بھی جنت میں جائے گا۔“

فوائد: ......صرف ایک سبق ملتا ہے کہ اعمالِ صالحہ میں حسبِ استطاعت تسلسل ہو اور ان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضامندی کا حصول ہو۔

3 ..... بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ وَفَضْلِ طُوْلِ الْعُمُرِ مَعَ حُسْنِ الْعَمَلِ

موت کی تمنا کے مکروہ ہونے اور نیک عمل والی طویل عمر کی فضیلت کا بیان

(٢٩٨٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.)) (مسند احمد: ١٣١٩٧)

”سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی کسی تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا نہ کرے، اگر کسی کا اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہو تو وہ یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔ (اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ، جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہو اور اس وقت مجھے فوت کر دینا، جب میرے لیے فوت ہونا بہتر ہو۔)۔“

فوائد: ......ہر قسم کی جسمانی اور روحانی پریشانی پر صبر کرنا چاہیے اور کسی دکھ کی بنا پر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، اگر کسی پر اس کا دکھ زیادہ ہی غلبہ پا لے تو وہ حدیث میں مذکورہ دعا پڑھا کرے۔ کسی تکلیف کے بغیر نیکی والی زندگی اور حسنِ انجام والی موت کا سوال کرنا پسندیدہ عمل ہے، اس حدیث کا مصداق وہ شخص ہے جو کسی مصیبت سے تنگ آ کر موت کو اپنے لیے بہتر سمجھنے لگ جاتا ہے۔

(٢٩٨٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی موت کے آنے سے پہلے نہ اس

(٢٩٨٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٧١، ومسلم: ٢٦٨٠ (انظر: ١٣٠٢٠، ١٣١٦٥)

(٢٩٨٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٧٣، ٧٢٣٥، ومسلم: ٢٦٨٢ (انظر: ٨٠٨٦، ٨١٨٩، ١٠٦٦٩)

وَلَا يَـدْعُ بِـهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهٗ ، اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ ، وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عُمْرِهٖ اِلَّا خَيْرًا)) (مسند أحمد: ٨١٧٤)

کی تمنا کرے اور نہ اس کی دعا کرے، کیونکہ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن اپنی زندگی میں صرف نیکیوں میں ہی اضافہ کرتا ہے۔“

(٢٩٩٠)(وَعَـنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ ، اِمَّـا مُسِيْءٌ فَيَسْتَغْفِرُ اَوْ مُحْسِنٌ فَيَزْدَادُ .)) (مسند احمد: ١٠٦٧٩)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ گنہگار ہے تو اللہ سے گناہوں کی معافی مانگ لے گا اور اگر نیک ہے تو نیکیوں میں اضافہ کر لے گا۔“

فــائدہ: ......عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر مسلمان بالآخر نیکیوں میں اضافے اور برائیوں میں کمی کی صورت میں زندگی سے مستفید ہو جاتا ہے، ہزاروں لوگوں کی زندگیوں کا مشاہدہ کیا ہے کہ انتہائی برے کردار اور عیاشی کے بعد ان کو رجوع الی اللہ نصیب ہو جاتا ہے، چہرے پر سفید بالوں والی سنت نظر آنے لگتی ہے، ذہن تبدیل ہو جاتے ہیں، اخلاق میں نرمی آ جاتی ہے، بسا اوقات حج وعمرہ کی سعادت بھی مل جاتی ہے۔ علی ہذا القیاس۔ بہرحال چند لوگ ایسے بھی نظر آ سکتے ہیں، جو اپنی زندگی سے اس طرح نقصان اٹھاتے کہ ان کی پہلی عمر میں نیکی کا رجحان ہوتا ہے اور پچھلی عمر میں برائی کا اور وہ دن بدن فرائض و واجبات میں کمی کر کے اور حرام امور کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مقروض بنتے رہتے ہیں۔ لیکن اکثریت کو دیکھ کر نفع یا نقصان کا حکم لگایا جاتا ہے، نہ کہ چند افراد کو۔

(٢٩٩١) عَـنْ اُمِّ الْفَضْلِ رضي الله عنها اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَـلَ عَـلَـى الْـعَبَّاسِ وَهُوَ يَشْتَكِيْ فَتَمَنّٰى الْـمَـوْتَ فَـقَالَ: ((يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ! لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتَ مُحْسِنًا تَزْدَادُ اِحْسَـانًـا اِلٰى اِحْسَانِكَ خَيْرٌ لَكَ وَاِنْ كُنْتَ مُسِـيْـئًـا فَـاِنْ تُؤَخَّرْ تَسْتَعْتِبْ خَيْرٌ لَكَ فَـلَا تَـتَـمَـنَّ الْـمَـوْتَ۔ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَاِنْ كُنْتَ مُسِيْـئًـا فَـاِنْ تُـؤَخَّرْ تَسْتَعْتِبْ مِنْ اِسَاءَتِكَ خَيْرٌ لَكَ .)) (مسند احمد: ٢٧٤١١)

”سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، جبکہ وہ مریض تھے اور موت کی تمنا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! موت کی تمنا مت کرو، اگر تم نیک ہو تو زندہ رہ کر نیکیوں میں اضافہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر برے ہو تو زندہ رہنے کی صورت میں توبہ کر سکتے ہو، لہٰذا یہ بھی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پس موت کی خواہش نہ کرو۔“ ایک روایت میں ہے: ”اگر تم بدعمل ہو تو موت کی تاخیر کی صورت میں بدعملی سے توبہ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔“

(٢٩٩٠) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٩١) تخريج: ......اسناده ضعيف، لجهالة هند بنت الحارث الخثعمية أخرجه الحاكم: ١/ ٣٣٩، والطبراني: ٢٥/ ٤٤، وابن سعد: ٤/ ٢٣ (انظر: ٢٦٨٧٤)

(۲۹۹۲) عَنْ أَبِی أُمَامَةَ رضي الله عنه جَلَسْنَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَكٰی سَعْدُ بْنُ أَبِی وَقَّاصٍ رضي الله عنه فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ فَقَالَ: يَالَيْتَنِی مِتُّ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((يَا سَعْدُ! اَعِنْدِیْ تَتَمَنَّی الْمَوْتَ؟)) فَرَدَّدَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا سَعْدُ! إِنْ كُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ عُمُرُكَ أَوْ حَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ.)) (مسند احمد: ۲۲۶۴۹)

''سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ہمیں وعظ ونصیحت کی اور اتنی رقت آمیز گفتگو فرمائی کہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رونے لگے اور خوب روئے، بیچ میں انھوں نے یہ بھی کہا: کاش میں مر چکا ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سعد! کیا تم میرے پاس موت کی تمنا کر رہے ہو؟ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ پھر فرمایا: ''اے سعد! اگر تم جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہو تو تمہاری عمر جس قدر طویل ہوگی یا اعمال جس قدر اچھے ہوں گے وہ اتنے ہی تمہارے حق میں بہتر ہوں گے۔''

(۲۹۹۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِيْدٌ، وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُوْلَ عُمْرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ الْإِنَابَةَ.)) (مسند احمد: ۱۴۶۱۸)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم موت کی تمنا نہ کیا کرو، کیونکہ (موت کے بعد والے) امور کی گھبراہٹ بھی بڑی سخت ہے، خوش بختی یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے توبہ کرنے کی توفیق دے دے۔''

فوائد: ......''الْمُطَّلَعِ'' سے مراد وہ امور ہیں جس پر انسان برزخی زندگی میں اور پھر قیامت کے دن اطلاع پائے گا، جبکہ وہ امور، دنیاوی احوال کے مقابلے میں کئی گنا سخت ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیوی پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے خودکشی کرنے والا بڑے عذاب میں پھنس جاتا ہے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔ لہٰذا ہمیں موت کو دنیاوی آزمائشوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھنا چاہیے اور زندگی کو بڑی غنیمت سمجھ کر اعمال صالحہ کی کثرت اور رجوع الی اللہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

(۲۹۹۴) عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ، قَالَ

''حارثہ کہتے ہیں: ہم سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے

(۲۹۹۲) تخریج: ......اسناده ضعيف جدا من أجل على بن يزيد الألهانى أخرجه الطبرانى فى ''الكبير'': ۷۸۷۰ (انظر: ۲۲۲۹۳)

(۲۹۹۳) تخریج: ......حسن لغيره۔ أخرجه البزار: ۳۲۴۰، ۳۴۲۲، والحاكم: ۴/ ۲۴۰، والبيهقى فى ''شعب الايمان'': ۱۰۵۸۹ (انظر: ۱۴۵۶۴)

(۲۹۹۴) تخریج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد فيه شريك بن عبد الله النخعى سيىء الحفظ أخرجه الترمذى: ۲۴۸۳، وابن ماجه: ۴۱۶۳۔ وأخرجه البخارى: ۶۴۳۰، ومسلم: ۲۶۸۱ بلفظ: لولا أن رسول الله ﷺ نهانا أن ندعو بالموت، لدعوت به۔ (انظر: ۲۱۰۵۴، ۲۱۰۵۹)

أَتَيْنَا خَبَّابًا رضی اللہ عنہ نَعُوْدُهُ فَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ)) لَتَمَنَّيْتُهُ۔ (مسند احمد: ٢١٣٦٨)

کے لیے گئے، انہوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔''

فوائد: ……اس وقت سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ شدید زخمی تھے اور جسم کے سات مقامات پر ان کو داغا گیا تھا، جس کی وجہ سے وہ سخت تکلیف سے دوچار تھے، لیکن صبر کا دامن تھامے رکھا۔

(٢٩٩٥) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا وَجِعٌ وَأَنَا أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِيْ وَإِنْ كَانَ آجِلاً فَارْفَعْنِيْ، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ، قَالَ: ((مَا قُلْتَ؟)) فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فَضَرَبَنِيْ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: ((مَا قُلْتَ؟)) قَالَ: فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوْ اشْفِهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ، اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ بِدُوْنِ شَكٍّ).)) قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ ذَالِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٦٣٧)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں بیمار تھا اور یہ کہہ رہا تھا: یا اللہ! اگر میری موت کا وقت آ چکا ہے تو (موت دے کر) مجھے راحت عطا فرما، اگر موت آنے میں دیر ہے تو مجھے اٹھا لے اور اگر یہ میری آزمائش ہے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے کیا کہا ہے؟ جب میں نے اپنے الفاظ دہرائے تو آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مجھے مارا اور فرمایا: ''کیا کہا تم نے؟'' میں نے پھر اپنے الفاظ دہرائے، اس بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو عافیت دے۔'' یا فرمایا کہ ''اے اللہ! اس کو شفا دے۔'' ایک روایت میں شک کے بغیر صرف یہ الفاظ ہیں: ''اے اللہ! اس کو شفا دے۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے اس تکلیف کی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔''

فائدہ: ……معلوم ہوا کہ کسی بیماری اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی دعا کرنا منع ہے، اگر کوئی آدمی تنگ ہو کر ایسی دعا کرے تو اسے سمجھانا چاہیے اور اس کے لیے صحت اور شفایابی کی دعا کرنی چاہیے۔

(٢٩٩٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَتْ فُلَانَةُ وَاسْتَرَاحَتْ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّمَا يَسْتَرِيْحُ مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَفِيْ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت فوت ہوگئی ہے اور راحت پا گئی ہے۔ آپ ﷺ غصے میں آگئے اور فرمایا: ''صرف اور صرف راحت تو وہ پاتا ہے جو

(٢٩٩٥) تخريج: ……اسناده حسن۔ أخرجه الترمذي: ٣٥٦٤ (انظر: ٦٣٧، ٨٤١)

(٢٩٩٦) تخريج: ……اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة، وان كان يحيى من قدماء أصحابه سماع قتيبة منه، تفرد برفعه، ومرسله هو الصحيح أخرجه الطبراني في "الأوسط": ٩٣٧٥ (انظر: ٢٤٣٩٩)

رِوَايَةٍ: مَنْ غُفِرَلَهُ)) (مسند احمد: ۲۴۹۰۳)

جنت میں داخل ہوتا ہے، دوسری روایت میں ہے: جس کو بخش دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ……ہم کسی مرنے والے کسی نیک یا بد کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ راحت پا گیا ہے یا عذاب میں پھنس گیا ہے، کیونکہ اس چیز کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے کہ حقیقت میں کون نیک ہے، کون برا ہے اور کس کی نیکیاں قبول نہیں ہوئیں اور کس کی برائیاں معاف کر دی گئی ہیں۔ ہم حسن ظن یا سوئے ظن کی روشنی میں اپنے اندازے کا اظہار کر سکتے یں، نہ کہ حتمی نتیجے کا۔ بہرحال مرنے کے بعد جنت میں داخل ہونے والا حقیقی راحت پا جاتا ہے اور جس کو جنت نہیں ملتی وہ بڑی مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے جن ہستیوں کا نام لے کر ان کے جنتی ہونے کی وضاحت کر دی، ان کے بارے میں بالیقین یہ کہنا درست ہے کہ وہ راحت پا گئی ہیں۔

4 ..... بَابُ فَضْلِ طُوْلِ الْعُمُرِ مَعَ حُسْنِ الْعَمَلِ وَفَضْلِ مَنْ مَّاتَ غَرِيْبًا

نیک عمل والی طویل عمر اور اجنبیت والی موت مرنے والے کی فضیلت کا بیان

(۲۹۹۷) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ.)) قَالَ: فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ.)) (مسند احمد: ۲۰۶۸۶)

''سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر طویل ہو اور عمل اچھا ہو۔'' اس نے پھر پوچھا: لوگوں میں سب سے برا آدمی کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر طویل ہو اور عمل برا ہو۔''

فوائد: ……درج ذیل حدیثِ مبارکہ سے لمبی زندگی کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ، وَهُوَ حَيٌّ مِنْ قُضَاعَةَ، قُتِلَ أَحَدُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأُخِّرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ مَاتَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ الْجَنَّةَ فُتِحَتْ، فَرَأَيْتُ الْآخِرَ مِنَ الرَّجُلَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَوَّلِ، فَتَعَجَّبْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ، فَبَلَغَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلّٰى بَعْدَهُ سِتَّةَ آلَافِ رَكْعَةٍ، وَكَذَا وَكَذَا رَكْعَةً لِصَلَاةِ السُّنَّةِ.)) (رواه البيهقی فی "الزهد": ۲/۷۳، وأخرج ابن ماجه: ۳۹۲۵، وابن حبان: ۲۴۶۶ نحوه، لكن أتم منه۔ وكذا رواه احمد: ۱/ ۱۶۱، ۱۶۳، الصحيحة: ۲۵۹۱) ''طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قضاعہ کے بلی قبیلے کے دو آدمی تھے، ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس

(۲۹۹۷) تخريج: ……حديث حسن، وهذا اسناد فيه علی بن زيد بن جدعان أخرجه الترمذی: ۲۳۳۰
(انظر: ۲۰۴۱۵، ۲۰۴۹۱)

سے ایک سال بعد فوت ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے خواب آیا کہ جنت کا دروازہ کھولا گیا اور بعد میں فوت ہونے والا، شہید ہونے والے سے پہلے جنت میں داخل ہوا، مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا اور ات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے (ایک سال پہلے شہید ہونے والے کے بعد) رمضان کے روزے نہیں رکھے اور ایک سال کی (فرضی نمازوں کی) چھ ہزار اور اس سے زائد اتنی اتنی نفل رکعتیں ادا نہیں کیں؟''

اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر جامِ شہادت نوش کرنا عظمتوں والا عمل ہے، جس سے کسی صورت میں بے رخی اختیار نہیں کی جا سکتی ہے، قطعی طور پر اس حدیث کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ جہاد کو ترک کر دیا جائے، اس حدیث سے نماز اور روزوں کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ قابل غور بات ہے کہ ایک آدمی شہید ہوا اور دوسرا اس کی شہادت سے ایک سال بعد طبعی موت مر کر جنت میں پہلے پہنچ گیا، اس کی وجہ ایک رمضان کے روزے اور ایک سال کی فرضی و نفلی نمازیں ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس میں جس قدر ممکن ہو سکے صوم و صلاۃ جیسے اعمالِ صالحہ سرانجام دیئے جائیں اور جب جہاد کی ضرورت پڑے تو مال و جان کو خطرے میں ڈال دینے سے گریز نہ کیا جائے۔ اسلامی مہینہ کبھی (۲۹) دنوں کا ہوتا ہے اور کبھی (۳۰) دنوں کا، اگر سال کے چھ ماہ (۲۹، ۲۹) دنوں کے اور چھ ماہ (۳۰، ۳۰) دنوں کے تسلیم کر لیے جائیں تو سال کے کل (۳۵۴) دن بنتے ہیں، جبکہ ایک دن میں پانچ فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد (۱۷) ہے، اس اعتبار سے ایک سال میں فرض نمازوں کی کل (۶۰۱۸) رکعتیں بنتی ہیں، لیکن مہینوں کے دنوں میں (۲۹) یا (۳۰) کی وجہ سے فرق آ سکتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے (۶۰۰۰) رکعتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے برے آدمی کی زندگی کی نحوست کا اندازہ بھی ہو جانا چاہیے کہ جو دن بدن اللہ اور اس کے بندوں کا مقروض ہوتا جا رہا ہو، وہ قیامت کے دن کس چیز کے عوض یہ بار اتارے گا؟

(۲۹۹۸) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرِكُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خِیَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَارًا وَأَحْسَنُكُمْ أَعْمَالًا .)) (مسند احمد: ۷۲۱۱)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتلا دوں کہ تم میں سب سے بہتر آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کی عمریں طویل ہوں اور وہ اچھے عمل کرنے والے ہوں۔''

(۲۹۹۸) تخریج: ...... صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۳/ ۲۵٤، والبزار: ۱۹۷۱، وابن حبان: ٤۸٤ (انظر: ۷۲۱۲)

(٢٩٩٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: إِذَا بَلَغَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ أَرْبَعِينَ سَنَةً آمَنَهُ اللّٰهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَايَا مِنَ الْجُنُوْنِ وَالْبَرَصِ وَالْجُذَامِ، وَإِذَا بَلَغَ الْخَمْسِينَ لَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ حِسَابَهُ، وَإِذَا بَلَغَ السِّتِّيْنَ رَزَقَهُ اللّٰهُ إِنَابَةً، يُحِبُّهُ عَلَيْهَا، وَإِذَا بَلَغَ السَّبْعِيْنَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَأَحَبَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَإِذَا بَلَغَ الثَّمَانِيْنَ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَسَنَاتِهِ وَمَحَا عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ، وَإِذَا بَلَغَ التِّسْعِيْنَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، وَسُمِّيَ أَسِيْرَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ وَشُفِّعَ فِي أَهْلِهِ۔ (مسند احمد: ٥٦٢٦)

''امام ہیثمی نے کہا: بزار نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ مرفوعا روایت کیا ہے، ان میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں۔

''سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: جب مسلمان آدمی چالیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنون، پھلبہری اور کوڑھ سے محفوظ کر دیتا ہے، جب وہ پچاس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کا حساب نرم کر دیتا ہے، جب وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اسے رجوع الی اللہ کی ایسی توفیق ملتی ہے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جب وہ ستر سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے اور اہل آسمان بھی، جب اس کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور جب اس کی عمر نوے سال ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور ''زمین میں اللہ کا قیدی'' اس کا نام رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اہل وعیال کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔''

فوائد: ...... ''اللہ کا قیدی'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ موت کا منتظر پھر رہا ہوتا ہے، اِس وقت آئی یا اُس وقت آئی۔

(٣٠٠٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَتَتْ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ.))

''سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی عمر ساٹھ سال ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کا عمر کے بارے میں عذر ختم کر دے گا۔'' (مسند احمد: ٨٢٤)

فوائد: ....ساٹھ سال عمر پانے والے لوگوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ عمر اتنا لمبا پیریڈ ہے کہ اس میں سبق حاصل کرنے والے اپنے انجام بخیر کے اسباب جمع کر سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس حج وعمرہ کے اسباب ہوں، لیکن اس نے اِس عمر تک یہ فریضہ ادا نہ کیا ہو تو اسے سب سے پہلے اسی فریضہ کی تکمیل کرنی چاہیے۔ اس حدیث سے یہ اشارہ

(٢٩٩٩) تخريج: ...... اسناده ضعيف جدا لضعف فرج بن فضالة، ومحمدُ بن عامر لم نعرف من هو أخرجه مرفوعا البزار: ٣٥٨٧، وأبو يعلى: ٤٢٤٦، والبيهقي في "الزهد": ٦٤٢، روى هذا الحديث بطرق متعددة مختلفة لكن لايفرح بها (انظر: ٥٦٢٦)

(٣٠٠٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤١٩ (انظر: ٧٧١٣)

بھی ملتا ہے کہ ساٹھ سال زندگی ختم ہونے کا مظنہ ہے، اس عمر کے بعد اچھے انداز میں موت کا انتظار ہونا چاہیے، ویسے بھی آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذَالِكَ .)) (ترمذی:) یعنی: ''میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس کے درمیان درمیان ہیں، کم ہی لوگ ہیں جو اس مقدار سے تجاوز کریں گے۔''

بعض حکماء کا کہنا ہے: عمر کی چار قسمیں ہیں: (۱) بچپنہ، (۲) نوجوانی، (۳) ادھیڑ عمری (تیس سے پچاس سال تک) اور (۴) عمر رسیدگی (آخری عمر جو ساٹھ سے ستر برس تک ہوتی ہے)۔ اس کے بعد قوتوں میں نقص اور کمزوری شروع ہو جاتی ہے، جو دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے، اس وقت مسلمان کو چاہیے کہ وہ مکمل طور پر آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے، کیونکہ اب نہ صرف قوت و طاقت کا لوٹنا محال ہو چکا ہوتا ہے، بلکہ موت کے علاوہ کسی اور چیز کی امید بھی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اس مقدار سے کم عمر پانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہوں گے، کیونکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اور ہو گا۔

(۳۰۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَالَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا تُوُفِّيَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيْسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ، إِلَى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ٦٦٥٦)

''سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک شخص فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا: ''کاش کہ یہ آدمی اپنے جائے پیدائش کے علاوہ کہیں اور فوت ہوتا۔'' ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی دوسرے شہر میں فوت ہوتا ہے تو اس کے شہر سے مقامِ وفات تک کے برابر جگہ اسے جنت میں عطا کی جاتی ہے۔''

فوائد: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پردیس کی موت قابل افسوس نہیں بلکہ میت کے حق میں بہتر ہے۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْتَضَرِ وَتَلْقِيْنِهِ كَلِمَةَ التَّوْحِيْدِ وَحُضُوْرِ الصَّالِحِيْنَ عِنْدَهُ وَعَرَقِ جَبِيْنِهِ

قریب الموت کو کلمۂ توحید کی نصیحت کرنا، اس کے پاس نیک لوگوں کا حاضر ہونا اور اس کی پیشانی کا پسینہ، ان امور کا بیان

(۳۰۰۲) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۰۱) تخریج: ...... اسناده ضعيف، حيي بن عبد الله المعافري ضعيف أخرجه النسائي: ٤/ ٧، وابن ماجه: ١٦١٤ (انظر: ٦٦٥٦)

(۳۰۰۲) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٩١٦، وأبوداود: ٣١١٧ (انظر: ١٠٩٩٣)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) (مسند احمد: ١١٠٠٦)

نے فرمایا: ''اپنے قریب الموت لوگوں کو ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کیا کرو۔''

فوائد: ......سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ تَخْرُجُ رَشْحًا، وَنَفْسُ الْكَافِرِ تَخْرُجُ مِنْ شِدْقِهِ كَمَا تَخْرُجُ نَفْسُ الْحِمَارِ.)) (المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٧٧/ ١، الصحيحة: ٢١٥١) یعنی: ''قریب الموت لوگوں کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کیا کرو، مؤمن کا نفس پسینے کے ٹپکنے کی طرح نکلتا ہے جبکہ کافر کا نفس گدھے کے سانس لینے کی طرح اس کی باچھوں سے نکلتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ قریب الموت لوگوں کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کرنی چاہئے۔ عوام الناس میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ قریب المرگ آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہئے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تلقین قبول کرنے سے انکار کر دے۔ یہ محض عوامی خیال اور تکلّف ہے، جو حدیث کے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرتا ہے، حدیث کے واضح الفاظ موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کو تلقین کی جائے۔

اگر عوام کا یہ خیال درست ہی سمجھا جائے تو ایسا شخص کلمہ پڑھنے والوں کو یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ تم لوگوں نے کیا شور برپا کر رکھا ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا انکار لازم آئے گا۔ دراصل اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی تلقین قبول کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم حدیث پر عمل کریں، ان شاء اللہ اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے۔

(٣٠٠٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: مَالِي أَرَاكَ شَعِثْتَ وَاغْبَرَرْتَ مُنْذُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَعَلَّكَ سَائَكَ يَا طَلْحَةُ! إِمَارَةُ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللّٰهُ، إِنِّي لَأَجْدَرُكُمْ أَنْ لَا أَفْعَلَ ذَالِكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا أَحَدٌ عِنْدَ حَضْرَةِ الْمَوْتِ إِلَّا وَجَدَ رُوْحُهُ لَهَا رَوْحًا، حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ جَسَدِهِ، وَكَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) فَلَمْ أَسْأَلْ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے: کیا بات ہے کہ جس دن سے رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا ہے آپ پراگندہ پراگندہ اور غبار آلود سے ہو کر رہتے ہیں۔ کہیں آپ کو اپنے چچیرے بھائی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا امیر بننا ناگوار تو نہیں گزرا؟ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی پناہ! میں تو تم سے بھی زیادہ لائق ہوں کہ اس طرح نہ کروں، (مجھے یہ بات کیوں ناگوار گزرے)۔ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میں ایک کلمہ جانتا ہوں، جو شخص وفات کے وقت اسے پڑھ لیتا ہے تو اس کی روح جسم سے نکلتے ہی رحمت و راحت پا لیتی ہے، نیز وہ کلمہ اس

(٣٠٠٣) تخريج: ......حديث صحيح بطرقه أخرجه ابن ماجه: ٣٧٩٦، والنسائي: ١١٠١ (انظر: ١٨٧، ١٣٨٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَلَمْ يُخْبِرْنِي بِهَا، فَذَاكَ الَّذِي دَخَلَنِي، قَالَ عُمَرُ ؓ: فَأَنَا أَعْلَمُهَا، قَالَ: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فَمَا هِيَ؟ قَالَ: هِيَ الْكَلِمَةُ الَّتِي قَالَهَا لِعَمِّهِ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) قَالَ طَلْحَةُ: صَدَقْتَ۔ (مسند احمد: ۱۸۷)

کے لیے قیامت کے دن نور کا باعث ہوگا۔" مگر افسوس کہ میں آپ ﷺ سے اس کلمہ کے متعلق نہ پوچھ سکا کہ وہ کونسا ہے اور نہ آپ ﷺ نے مجھے اس کے بارے میں بیان کیا۔ اس چیز نے مجھے غمزدہ کر رکھا ہے۔ سیّدنا عمر ؓ نے کہا: میں وہ کلمہ جانتا ہوں۔ یہ سن کر سیّدنا طلحہ ؓ نے کہا: اللہ کا شکر، وہ کلمہ کون سا ہے؟ آپ ؓ نے کہا: یہ وہ کلمہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا، یعنی "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔" انھوں نے کہا: آپ نے سچ کہا۔"

(۳۰۰۴)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ عُمَرُ ؓ: أَنَا أُخْبِرُكَ بِهَا، هِيَ الْكَلِمَةُ الَّتِي أَرَادَ بِهَا عَمَّهُ شَهَادَةُ (أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)۔ قَالَ: فَكَأَنَّمَا كُشِفَ عَنِّي غِطَاءٌ، قَالَ: صَدَقْتَ، لَوْ عَلِمَ كَلِمَةً هِيَ أَفْضَلُ مِنْهَا لَأَمَرَهُ بِهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۲)

"(دوسری سند) سیّدنا عمر ؓ نے کہا: میں آپ کو وہ کلمہ بتاتا ہوں، یہ وہ کلمہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے بھی کہلوانا چاہا تھا، یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر سیّدنا طلحہ ؓ نے کہا: گویا مجھ سے پردہ چھٹ گیا۔ آپ درست کہہ رہے ہیں، اگر آپ ﷺ کے نزدیک کوئی اور کلمہ اس سے افضل ہوتا تو اس کے پڑھنے کا حکم فرماتے۔"

(۳۰۰۵)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ ؓ، أَنَّ عُمَرَ ؓ رَآهُ (يَعْنِي رَأَى طَلْحَةَ) كَئِيْبًا، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! لَعَلَّكَ سَاءَتْكَ إِمْرَةُ ابْنِ عَمِّكَ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ: لَا، وَأَثْنَى عَلَى أَبِي بَكْرٍ ؓ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ عِنْدَ مَوْتِهِ إِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَتَهُ وَأَشْرَقَ لَوْنُهُ۔)) فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۱۳۸۶)

"(تیسری سند) سیّدنا طلحہ بن عبیداللہ ؓ کہتے ہیں: سیّدنا عمر ؓ نے مجھے غمگین دیکھ کر پوچھا: ابومحمد! کیا بات ہے؟ کیا آپ کو اپنے چچا زاد بھائی سیّدنا ابوبکر ؓ کی امارت ناگوار گزری ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر انھوں نے سیّدنا ابوبکر ؓ کی تعریف کی اور کہا کہ میری پریشانی کا سبب یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ "میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو آدمی فوت ہوتے وقت وہ کلمہ پڑھ لیتا، اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے اور اس کا رنگ نکھر آتا ہے، ......" الحدیث۔

(۳۰۰۴)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۳۰۰۵)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

فوائد: ……سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہما کا نسب ان کی تیسری پشت عمرو بن کعب میں مل جاتا تھا، اس لیے وہ ایک دوسری کے چچازاد بھائی لگتے تھے۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی پریشانی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام آخرت کے معاملے میں کتنے فکر مند رہتے تھے۔ اس ضمن میں درج ذیل حدیث بھی قابل توجہ ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَكْثِرُوْا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ قَبْلَ أَنْ يُّحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا وَلَقِّنُوْهَا مَوْتَاكُمْ .)) (مسند أبو یعلی: ۱۱/۸/۶۱۴۷، الکامل لابن عدی: ۴ /۲۰۴ /۲، والحدیث فی صحیح مسلم و غیرہ بلفظ: ((ولقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ .)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو، قبل اس کے کہ تمھارے اور اس کے مابین کوئی رکاوٹ حائل ہو جائے اور قریب الموت لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو۔''

مختلف احادیث سے اس کلمے کے فضائل ثابت ہوتے ہیں، مثلا: جنت میں داخل کرنا، جہنم سے آزاد کرنا، شرک سے پاک کرنا۔ وغیرہ اس حدیثِ مبارکہ میں "اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا زندگی میں کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ مسلمان اس ذکر کے عظیم ثواب سے محروم نہ رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ آیا موت کے وقت کلمۂ شہادت کا موقع ملتا ہے یا نہیں، اس لیے موت سے پہلے ہی آخرت کی مکمل تیاری کر لینی چاہیے۔ قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہو گا کہ کئی افراد حادثات اور بعض بیماریوں کی وجہ سے اچانک لقمہ اجل بن جاتے ہیں اور بعض افراد ہمارے سامنے مر رہے ہوتے ہیں، لیکن وہ یہ کلمہ ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایسے مراحل عبور کرنے سے پہلے ہی توشۂ آخرت تیار کر لینا چاہیے، حدیث کے دوسرے حصے میں قریب الموت آدمی کو کلمۂ توحید کی تلقین کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳۰۰۶) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا مُعَاذٌ فِي مَرَضِهِ: قَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا كُنْتُ أَكْتُمُكُمُوْهُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) (مسند احمد: ۲۲۳۸۴)

''کثیر بن مرہ کہتے ہیں: سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مرض الموت کے دوران ہم سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی، جسے میں اب تک تم سے چھپاتا رہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس آدمی کا آخری کلام "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ" ہوگا، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''

(۳۰۰۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۰۶) تخریج: ……حدیث صحیح۔ أخرجه أبوداود: ۳۱۱۶، وابن ماجه: ۳۷۹۶ (انظر: ۲۱۹۹۸، ۲۲۱۲۷)

(۳۰۰۷) تخریج: ……اسناده صحیح علی شرط مسلم أخرجه أبویعلی: ۳۵۱۲، والضیاء فی "المختارة": ۱۶۴۰، والبزار: ۷۸۷ (انظر: ۱۲۵۴۳، ۱۳۸۲۶)

اللّٰہِ ﷺ عَادَ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ (وَفِی رِوَایَةٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ) فَقَالَ: ((یَا خَالُ! قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) فَقَالَ: أَخَالٌ أَمْ عَمٌّ؟ فَقَالَ: ((لَا بَلْ خَالٌ.)) قَالَ: فَخَیْرٌ لِی أَنْ أَقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ.)) (مسند احمد: ۱۲۵۹۱)

ایک انصار یا بنونجار کے ایک آدمی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ماموں جان! کہو ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' اس نے کہا: ماموں یا چچا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چچا نہیں، بلکہ ماموں۔'' اس نے پوچھا: کیا ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' پڑھنا میرے حق میں بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔

فوائد: ...... آپ ﷺ نے اس شخص کو ماموں کہا تھا کیونکہ اس کا تعلق بنونجار سے تھے اور بنونجار آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کے ماموں تھے۔

(۳۰۰۸) وَعَنْهُ أَیْضًا أَنَّ غُلَامًا یَهُوْدِیًّا کَانَ یَضَعُ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَضُوْءَهُ وَیُنَاوِلُهُ نَعْلَیْهِ؟ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَیْهِ وَأَبُوْهُ قَاعِدٌ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((یَا فُلَانُ! قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) فَنَظَرَ إِلٰى أَبِیْهِ، فَسَكَتَ أَبُوْهُ، فَأَعَادَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ فَنَظَرَ إِلٰى أَبِیْهِ، فَقَالَ أَبُوْهُ: أَطِعْ أَبَا قَاسِمٍ، فَقَالَ الْغُلَامُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَخْرَجَهُ بِی مِنَ النَّارِ)) (مسند احمد: ۱۲۸۲۳)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا کرتا اور آپ ﷺ کے جوتے اٹھا کر لا دیتا تھا، وہ بیمار پڑ گیا، آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ اس کا والد اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بچے سے فرمایا: ''اے فلاں! کہو ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا اور اس کا والد خاموش رہا، آپ ﷺ نے اپنی بات دوہرائی۔ اس نے پھر اپنے والد کی طرف دیکھا، اس دفعہ اس کے والد نے کہا: ابو القاسم ﷺ کی بات مان لو۔ یہ سن کر بچے نے کہا: ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں.) جب آپ ﷺ وہاں سے نکلے تو فرما رہے تھے: ''اللہ کا شکر ہے، جس نے اسے میرے سبب سے جہنم سے بچا لیا۔''

فوائد: ......سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک یہودی لڑکے کے پاس گئے، جبکہ وہ بیمار تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔

(۳۰۰۸) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف، مؤمل سییء الحفظ لكنه متابع أخرجه البخاری: ۱۳۵۶، ۵۶۵۷ (انظر: ۱۲۷۹۲، ۱۳۹۷۷)

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کیا تو یہ شہادت بھی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ فوت ہوگیا اور آپ ﷺ اور مسلمان اس کے ذمہ دار بنے اور اس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ (معجم کبیر طبرانی)

ہمیں بھی آپ ﷺ کے عظیم اخلاق سے سبق حاصل کرنا چاہیے، آج کل کئی مسلمانوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جس مسلک والے کو صحیح منہج کا پیروکار نہیں سمجھتے، اس سے ملنا اور مصافحہ کرنے تک کو گوارا نہیں کرتے، بلکہ جس کو ایسے مسلک والوں کے ساتھ ساتھ ملتا اور ہنستا ہوا پاتے ہیں، اس پر فتوی بازی شروع کر دیتے ہیں، مثال کے طور پر یہ عبارت سٹکر پر پرنٹ کروا کر اس کی تشہیر کروائی گئی: ''جب تو کسی مرزئی سے ملتا ہے تو گنبدِ خضری میں دلِ مصطفیٰ کا دل دکھتا ہے''۔ کسی یہودی اور عیسائی وغیرہ کو ملنا تو کجا رہ گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ محبت کی بنا پر ایسا رویہ اختیار کر رکھا ہے، لیکن یہ سلوک نبی کریم ﷺ کا نہیں تھا، ہمارے اپنے فہم اور جہالت کا نتیجہ ہے۔ کسی غیر مسلم کو ملنے، اس کی عیادت کرنے، اس کو کھلانے پلانے یا اس کے ہاں کھانے پینے سے ہمارا مقصود یہ ہونا چاہیے کہ ہم اسلام کا اخلاق پیش کر رہے ہیں، تا کہ وہ متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں، یہ مقصد نہیں ہوتا کہ ہم ان کے منہج کے ساتھ راضی ہو گئے ہیں۔ کیا آج ہمارے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ہم کسی غیر مسلم کی تیمارداری کریں یا کسی انداز میں ان کی ضروریات پوری کریں، جبکہ نبی کریم ﷺ تو اسلام کے بدترین دشمن یہودی کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔

(۳۰۰۹) عَنْ زَاذَانَ أَبِی عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِی مَنْ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ لُقِّنَ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) (مسند احمد: ۱۵۹۸۹)

''ابو عمر زاذان کہتے ہیں: مجھ سے ایک ایسے آدمی نے بیان کیا جس نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا: ''جس آدمی کو اس کی وفات کے وقت ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کر دی گئی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(۳۰۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: أَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْضَ بَنَاتِهِ وَهِیَ تَجُوْدُ بِنَفْسِهَا، فَوَقَعَ عَلَیْهَا فَلَمْ یَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتّٰی قُبِضَتْ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، الْمُؤْمِنُ بِخَیْرٍ، تُنْزَعُ نَفْسُهُ مِنْ بَیْنَ جَنْبَیْهِ وَهُوَ یَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ۲۷۰٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک (نواسی) بیٹی کے پاس تشریف لے گئے، اس کی روح نکل رہی تھی، آپ ﷺ اس کے اوپر جھک گئے اور اس کی روح قبض ہونے تک اپنا سر اوپر نہ اٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: ''ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، مومن بھلائی میں ہی ہوتا ہے۔ اس کے پہلوؤں سے اس کی روح قبض کی جا رہی ہوتی ہے، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔''

(۳۰۰۹) تخریج: ......صحیح لغیرہ (انظر: ۱۵۸۹٤)

(۳۰۱۰) تخریج: ......حدیث حسن۔ أخرجه الترمذی فی ''الشمائل'': ۳۱۸، وابن ابی شیبة: ۳/ ۳۹٤، وعبد بن حمید: ۵۹۳ (انظر: ۲٤۱۲، ۲٤۷۵)

فوائد: ...... یہ نواسی کون تھی؟ اس کی وضاحت ''ابواب البکاء'' کے باب ''نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان'' میں آئے گی۔

(۳۰۱۱) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ (الْأَسْلَمِي) عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ بِخُرَاسَانَ فَعَادَ أَخًا لَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَوَجَدَهُ بِالْمَوْتِ، وَإِذَا هُوَ يَعْرَقُ جَبِينُهُ، فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ.)) (مسند احمد: ۲۳۴۱۰)

''سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ خراسان میں تھے، وہاں وہ اپنے ایک بیمار بھائی کی عیادت کے لیے گئے، جبکہ وہ فوت ہونے والا تھا اور اس کی پیشانی پسینہ آلود تھی، یہ دیکھ کر انھوں نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مومن کی موت اس کی پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔''

(۳۰۱۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۵۲)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن پیشانی کے پسینہ کے ساتھ فوت ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... اس موقع پر پسینہ آنے کی درج ذیل تین وجوہات بیان کی گئی ہیں:

(۱) مومن کے گناہوں کو مٹانے یا اس کے درجوں کو بلند کرنے کے لیے موت کے مراحل سخت ہو جاتے ہیں، جن کی وجہ سے اس کے چہرے پر پسینہ آ جاتا ہے۔

(۲) یہ خیر کی علامت ہوتی ہے۔

(۳) مومن کی موت کے وقت جب اسے خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی اور شرم محسوس کرتا ہے، جس کی وجہ سے پیشانی پسینہ آلود ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو: (تحفة الاحوذی: ۲/ ۱۲۸)

بہرحال اگر کسی مسلمان کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ دکھائی نہیں دیتا تو اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ مومن نہیں ہے۔

(۳۰۱۳) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ:

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ

(۳۰۱۱) تخریج: ...... حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۴۵۲، والترمذی: ۹۸۲، والنسائی: ۴/ ۵ (انظر: ۲۲۹۶۴، ۲۳۰۲۲)

(۳۰۱۲) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأول

(۳۰۱۳) تخریج: ...... رجاله ثقات غیر فلیح بن سلیمان الخزاعی، فقد تکلم بعض الائمة فی حفظه، وضعفه یحیی بن معین، والنسائی، وابوداود، وقال الساجی: هو من أهل الصدق، وکان یهم، وقال الدارقطنی: مختلف فیه ولا بأس به، وقال الحافظ فی "التقریب": صدوق، کثیر الخطأ أخرجه ابن حبان: ۳۰۰۶، والحاکم: ۱/ ۳۵۷، والبیهقی: ۴/ ۷۴ (انظر: ۱۱۶۲۸)

لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنَّا نُؤْذِنُهُ لِمَنْ حُضِرَ مِنْ مَوْتَانَا فَيَأْتِيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ، فَيَحْضُرُهُ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ وَيَنْتَظِرُ مَوْتَهُ، قَالَ فَكَانَ ذٰلِكَ رُبَّمَا حَبَسَهُ الْحَبْسَ الطَّوِيْلَ فَشَقَّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقُلْنَا: أَرْفَقُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا نُؤْذِنَهُ بِالْمَيِّتِ حَتّٰى يَمُوْتَ، قَالَ: فَكُنَّا إِذَا مَاتَ مِنَّا الْمَيِّتُ، آذَنَّاهُ بِهِ فَجَاءَ فِي أَهْلِهِ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَشْهَدَهُ، اِنْتَظَرَ شُهُوْدَهُ وَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ اِنْصَرَفَ، قَالَ: فَكُنَّا عَلٰى ذَالِكَ طَبَقَةً أُخْرٰى، قَالَ: فَقُلْنَا: أَرْفَقُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَحْمِلَ مَوْتَانَا إِلٰى بَيْتِهِ وَلَا نُشْخِصَهُ وَلَا نُعَنِّيَهِ، قَالَ: فَقُلْنَا ذَالِكَ فَكَانَ الْأَمْرُ۔ (مسند احمد: ١١٦٥١)

''ہجرت کرکے مدینہ منورہ'' تشریف لائے، تو ہم میں سے جب کسی آدمی کی وفات کا وقت قریب آتا تو ہم آپ ﷺ کو اطلاع کرتے اور آپ ﷺ اس کی وفات سے پہلے ہی تشریف لے آتے اوراس کے پاس ٹھہرے رہتے، اس کے حق میں مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے اوراس کی وفات کا انتظار کرتے، بسا اوقات اس سلسلہ میں آپ ﷺ کو کافی دیر ہو جاتی اور یہ معاملہ آپ ﷺ پر شاق گزرتا۔ اس کے بعد ہم نے سوچا کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پہلے اطلاع نہ کیا کریں۔ پس بعدازاں ایسے ہوتا کہ جب ہم میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو پھر ہم آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دیتے۔ پس آپ ﷺ اس کے اہل وعیال کے ہاں تشریف لاکر اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے اورنماز جنازہ پڑھاتے، اس کے بعد اگر مناسب سمجھتے تو دفن تک ٹھہر جاتے اور مناسب سمجھتے تو پہلے ہی تشریف لے جاتے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک عرصہ تک یہی طریقہ جاری رہی، اس کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے آسانی اس میں ہے کہ ہم میت کو آپ ﷺ کے گھر اٹھا کر لے جایا کریں اور آپ ﷺ کو گھر سے نہ نکالا کریں اور (اہل میت کے گھر آنے کی) تکلیف نہ دیا کریں۔''

فوائد: …… یہ حقائق ہمیں بھی سمجھنے چاہئیں کہ آج کل بعض اہل علم کے بارے میں عوام کی عقیدت زیادہ ہوتی ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں دم کروانے کے لیے ان کو ترجیح دیتے ہیں، نمازِ جنازہ کے لیے ان ہی کا انتخاب کرتے ہیں اور نکاح اور دوسری دعوتوں میں بھی ان کی شرکت کو ضروری سمجھ لیا جاتا ہے، جبکہ ایک علاقے میں اس قسم کا عالم ایک ہی ہوتا ہے، اب وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے، کس کو چھوڑے اور کس کو نہ چھوڑے، جبکہ اس نے زندگی بھی گزارنی ہے اور اپنے بیوی بچوں کا نظام بھی چلانا ہے، اس لیے اگر بعض اوقات ایسے لوگ ہماری خواہش کی تکمیل نہ کرسکیں تو ان کے بارے میں نرم رویہ ہونا چاہیے اوران کے خلاف زبان کھولنے سے محفوظ رہنا چاہیے۔ یہی معاملہ رات کو خطاب کرنے والے اہل علم اور خطباء کا ہے کہ عوام تقریر کے لیے وقت لیتے اتنا اصرار کرتے ہیں کہ چاروناچار ہاں میں ہاں ملانا پڑتی

ہے، لیکن بعد میں ایسی مجبوریاں کھڑی ہو جاتی ہیں کہ وہ پہنچ نہیں پاتے، ایسی صورت میں دیکھا یہ گیا ہے کہ عوام آگ بگولا ہو کر اس خطیب کی مخالفت میں برس پڑتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اس پر کیس بھی کر دیتے ہیں اور اپنی کانفرنس کے خرچے کا مطالبہ کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ روحِ اسلام سے دور ہیں اور اس سے غافل ہیں کہ اِن اہل علم کا ان پر کیا حق ہے اور ان کا ان کے بارے میں کیا رویّہ ہونا چاہیے۔

6 ..... بَابُ قِرَاءَةِ ﴿ يٰس ﴾ عِنْدَ الْمُحْتَضَرِ وَمَا جَاءَ فِيْ شِدَّةِ الْمَوْتِ وَنَزْعِ الرُّوْحِ وَتَغْمِيْضِ عَيْنَيِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

قریب الموت کے پاس سورۂ یٰس کی تلاوت کرنے، شدّتِ موت، روح کے عالَم نزع میت کی آنکھیں بند کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان

(٣٠١٤) عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُوالْمُغِيْرَةِ ثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنِي الْمَشِيْخَةُ، أَنَّهُمْ حَضَرُوْا غُضَيْفَ بْنَ الْحَارِثِ الثُّمَالِيَّ حِيْنَ اشْتَدَّ سَوْقُهُ، فَقَالَ: هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ يٰس؟ قَالَ: فَقَرَأَهَا صَالِحُ بْنُ شُرَيْحٍ السَّكُوْنِيُّ، فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِيْنَ مِنْهَا قُبِضَ، قَالَ: فَكَانَ الْمَشِيْخَةُ يَقُوْلُوْنَ إِذَا قُرِئَتْ عِنْدَ الْمَيِّتِ خُفِّفَ عَنْهُ بِهَا، قَالَ صُفْوَانُ وَقَرَأَهَا عِيْسَى بْنُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ ابْنِ مَعْبَدٍ۔ (مسند احمد: ١٧٠٩٤)

”صفوان کہتے ہیں: مجھے بزرگوں نے بیان کیا کہ وہ غضیف بن حارث ثمالی کے ہاں گئے، جبکہ (وہ عالَم نزع میں تھے اور) روح کے نکلنے میں شدت تھی، ایک بندے نے کہا: کیا تم میں سے کوئی سورۂ یٰسین پڑھ سکتا ہے؟ جواباً صالح بن شریح سکونی نے سورۂ یٰس کی تلاوت کی اور ابھی تک وہ چالیسویں آیت تک پہنچے تھے کہ ان کی روح قبض ہوگئی۔ اسی لیے اہل علم کہا کرتے تھے کہ جب یہ سورت کسی قریب الموت پر پڑھی جاتی ہے تو اس پر اس کی وجہ سے تخفیف کر دی جاتی ہے۔ صفوان کہتے ہیں کہ عیسی بن معتمر نے ابن معبد پر پڑھی تھی۔“

فـوائـد: ......احادیثِ صحیحہ میں مریض، قریب الموت یا میت کے پاس اس کے حق میں دعائیں کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(٣٠١٥)عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يٰس قَلْبُ الْقُرْآنِ، لَا يَقْرَؤُهَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اللّٰهَ تَعَالَى وَالدَّارَ

”سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورۂ یٰس قرآن مجید کا دل ہے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کے لیے اس کی تلاوت کرتا

(٣٠١٤) تخريج: ......أثر اسناده حسن (انظر: ١٦٩٦٩)

(٣٠١٥) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة الرجل وأبيه، وسمى فى رواية بأبى عثمان، ولا يعرف أخرجه النسائى فى ”عمل اليوم والليلة“: ١٠٧٥، والطبرانى: ٢٠/ ٥١١۔ وأخرجه أبوداود: ٣١٢١، وابن ماجه:١٤٤٨ مختصرا بلفظ: ((اقرء وها على موتاكم .)) يعنى يس۔ (انظر: ٢٠٣٠٠، ٢٠٣٠١)

بِأَبِيْكِ مَا لَيْسَ اللّٰهُ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا لِمُوَافَاةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ١٢٤٦١)

فوائد: ...... آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مفہوم ہے: بیٹی صبر کرو، میں جس مصیبت میں ہوں، کوئی بھی اس سے مستغنی نہیں ہے، کیونکہ دار الفنا سے آخرت کی طرف منتقل ہونے کا یہی ایک ذریعہ ہے اور آخرت سے بھی کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔

(٣٠٢٢) عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَأَغْمِضُوْا الْبَصَرَ، فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوْحَ، وَقُوْلُوْا خَيْرًا، فَإِنَّهُ يُؤَمَّنُ عَلٰى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ.)) (مسند احمد: ١٧٢٦٦)

''سیّدنا شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے موت شدہ افراد کے پاس آؤ تو ان کی آنکھیں بند کر دیا کرو، کیونکہ نظر روح کا پیچھا کرتی ہے اور خیر والی بات کیا کرو کیونکہ گھر والے اس وقت جو کچھ کہتے ہیں، اس پر آمین کہی جاتی ہے۔''

فوائد: ...... ''خیر والی بات'' سے مراد دعا و استغفار کرنا ہے، جیسا کہ سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سیّدنا ابوسلمہ ؓ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو بند کیا اور فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھ اس کا پیچھا کرتی ہے۔'' اتنے میں لوگ چیخ و پکار کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے حق میں بد دعا نہ کرو، خیر کی بات کرو، کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ.)) یعنی: ''اے اللہ! تو ابوسلمہ کو بخش دے، مہدیین میں اس کا درجہ بلند کر دے، اس کی باقی ماندہ اولاد میں اس کا جانشیں بن جا، اے رب العالمین ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر میں وسعت پیدا فرما اور اس میں اس کے لیے نور پیدا فرما دے۔'' (صحیح مسلم)

''آنکھیں بند کر دیا کرو'' یعنی کوئی آدمی ابھی ابھی فوت ہوا ہے تو اس کے پاس آؤ تو اس کی آنکھیں بند کر دو یا پھر مطلب یہ ہے کہ قریب الموت کے پاس آؤ تو فوت ہونے پر اس کی آنکھیں بند کر دو۔ (عبداللہ رفیق)

(٣٠٢٢) تخریج: ...... حدیث صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف، لضعف قزعة بن سوید الباهلی أخرجه ابن ماجه: ١٤٥٥ (انظر: ١٧١٣٦)

7 ..... بَابُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِاَرْضٍ يَجْعَلُ لَهُ فِيهَا حَاجَةً

اس کا بیان کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی روح کسی علاقے میں قبض کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں کوئی ضرورت بنا دیتا ہے

وَمَا جَاءَ فِي مَوْتِ الْفُجَاءَةِ

نیز اچانک موت کا بیان

(۳۰۲۳) عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَضَى اللّٰهُ مِيتَةَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً.)) (مسند احمد: ۲۲۳۳۲)

''سیّدنا مطر بن عکامس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی علاقے میں موت دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس علاقے کی طرف کوئی حاجت بنا دیتا ہے (اور وہ اس کے بہانے وہاں پہنچ جاتا ہے)۔''

(۳۰۲٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَان) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُقَدَّرُ لِأَحَدٍ يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّا حُبِّبَتْ إِلَيْهِ وَجُعِلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةٌ.)) (مسند احمد: ۲۲۳۳۳)

''(دوسری سند) اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کے لیے کسی علاقے میں وفات کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے تو اس کو اس آدمی کا پسندیدہ علاقہ بنا دیا جاتا ہے اور اسے اس کی طرف کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔''

(۳۰۲۵) عَنْ أَبِي عَزَّةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَرَادَ قَبْضَ رُوْحِ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا أَوْقَالَ بِهَا حَاجَةً)) (مسند احمد: ۱۵٦۲٤)

''سیّدنا ابوعزہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی روح کسی علاقے میں قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس علاقے میں کوئی ضرورت بنا دیتا ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَاكَانَ أَجَلُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ، أَثْبَتَ اللّٰهُ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً، فَإِذَا بَلَغَ أَقْصَى أَثَرِهِ تَوَفَّاهُ، فَتَقُوْلُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَارَبِّ! هٰذَا مَااسْتَوْدَعْتَنِي.)) (ابن ماجه: ۲/۵٦٦، الصحيحة: ۱۲۲۲) یعنی: ''آدمی نے زمین کے جس (علاقے) میں مرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس علاقے تک پہنچنے کے لیے کسی حاجت (کا بہانہ) بنا دیتے ہیں۔ جب وہ آدمی اپنی (زندگی) کے آخری نشانات تک پہنچتا ہے تو اسے موت آ جاتی ہے۔ قیامت کے دن زمین کہے

(۳۰۲۳) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذى باثر الحديث: ۲۱٤٦ (انظر: ۲۱۹۸۳)

(۳۰۲٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۲۵) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذى: ۲۱٤۷ (انظر: ۱۵۵۳۹)

گی: اے میرے رب! یہ (وہ بندہ) ہے جو تو نے مجھے سونپا تھا۔'' ہر کسی کی موت کے زمان ومکاں کا فیصلہ ہو چکا ہے، ہر کسی کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ بنتا ہے اور وہ اپنی جائے موت تک پہنچ جاتا ہے۔

قارئین کرام! جو لوگ اپنے گھروں سے باہر وفات پاتے ہیں، اگر آپ غور کریں کہ وہ وہاں کیسے پہنچتے ہیں، تو اس حدیث کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر ایک مثال ذکر کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہو رہا ہے، سرگودھا کے ایک چک کا آدمی بیوی بچوں سمیت انگلینڈ میں سکونت پذیر تھا، اس نے یہ فیصلہ کیا کہ سال دو سال کے بعد چھٹیاں گزرانے کے لیے پاکستان میں بھی اس کی ایک کوٹھی ہونی چاہیے، چنانچہ کام شروع ہو گیا اور تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کی خطیر رقم میں اس کے چک میں کوٹھی تیار ہو گئی، اتنے میں وہ آدمی انگلینڈ میں بیمار ہو گیا، کافی سارے علاج معالجے کے بعد وہاں کے ڈاکٹر حضرات نے اس کے لیے پاکستان کی آب وفضا کو زیادہ مناسب سمجھ کر یہاں آ کر علاج کروانے کا مشورہ دیا، سو وہ پاکستان میں آیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنی کوٹھی میں انتقال کر گیا اور صحت کا ایک دن بھی وہاں رہنا نصیب نہ ہوا۔

(۳۰۲٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ، فَقَالَ: ((رَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَخْذَةُ أَسَفٍ لِلْفَاجِرِ.)) (مسند احمد: ۲۵۵۵٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک موت کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مومن کے لیے تو راحت ہے، لیکن گنہگار کے لیے غضب کی پکڑ ہے۔''

فوائد: …… چونکہ مومن ہر وقت موت کو یاد رکھتا ہے اور اس کے لیے مکمل تیار ہوتا ہے، جبکہ گنہگار اور بدکار اپنے گناہوں کی دلدل میں ابھی تک پھنسا ہوتا ہے اور ابھی تک اس نے توبہ کرنے کا سوچا ہی نہیں ہوتا کہ موت اسے دبوچ لیتی ہے۔

(۸) بَابُ مَا يَرَاهُ الْمُحْتَضَرُ وَمَصِيْرُ الرُّوْحِ بَعْدَ مُفَارَقَةِ الْجَسَدِ

قریب الموت کو دکھائے جانے والے مناظر اور جسم سے جدا ہونے کے بعد روح کا ٹھکانہ

(۳۰۲۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، قَالُوْا: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ،

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آ جاتے ہیں، اگر وہ نیک آدمی ہو تو وہ کہتے ہیں: اے پاکیزہ روح! جو پاکیزہ جسم میں تھی، باہر آ جا، آ جا، تو قابل

(۳۰۲٦) تخریج: …… اسناده واهٍ، عبيد الله بن الوليد الوصافي متروك، وعبد الله بن عبيد الله بن عمير لم يسمع من عائشة۔ لیکن یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۷۹، والطبراني في ''الاوسط'': ۳۱۵۳، وعبد الرزاق: ٦۷۸۱ (انظر: ۲۵۰٤۲)

(۳۰۲۷) تخریج: …… اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ٤۲٦۲، ٤۲٦۸، وأخرج بنحوه مختصرا مسلم: ۲۸۷۲ (انظر: ۸۷٦۹)

أُخْرُجِي حَمِيْدَةً وأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، قَالَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ ذَالِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيَقُوْلُوْنَ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، أُدْخُلِي حَمِيْدَةً بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، قَالَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا، حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالُوْا: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ، أُخْرُجِي ذَمِيْمَةً وَأَبْشِرِي بِحَمِيْمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ، فَلَا يَزَالُ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيُقَالُ: لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ، اِرْجِعِي ذَمِيْمَةً فَإِنَّهُ لَا يُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَصِيْرُ إِلَى الْقَبْرِ۔ فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، فَيُقَالُ لَهُ مِثْلُ مَا قِيْلَ فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ، فَيُقَالُ لَهُ مِثْلُ مَا فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ۔ (مسند احمد: ٨٧٥٤)

تعریف ہے، تجھے راحت اور خوشبوؤں کی بشارت ہو، تیرا ربّ تجھ پر ناراض نہیں ہے۔ وہ یہ باتیں بار بار کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح باہر آ جاتی ہے۔ پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے، آگے سے پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: یہ فلاں ہے، آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: پاکیزہ روح کو مرحبا، جو ایک پاکیزہ جسم میں تھی، (اے روح!) تو قابل تعریف ہے، آ جا اور تجھے راحتوں اور خوشبوؤں اور ایسے ربّ کی بشارت ہو جو ناراض نہیں ہے۔ اسے ہر آسمان پر اسی طرح کہا جاتا ہے، حتی کہ اسے اس آسمان تک لے جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ ہے اور اگر مرنے والا آدمی برا (گنہگار) ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: باہر نکل اے خبیث روح! جو ایک خبیث جسم میں تھی، نکل، تو قابل مذمت ہے، تجھے کھولتے ہوئے پانی، پیپ اور اس جیسی دوسری چیزوں کی بشارت ہو، بار بار یہ باتیں کہی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ باہر آ جاتی ہے۔ فرشتے اسے آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے، پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: یہ فلاں ہے۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: خبیث روح، جو خبیث جسم میں تھی، اسے کوئی مرحبا نہیں ہے، (اے روح!) تو قابل مذمت ہے، واپس لوٹ جا، تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اسے آسمان سے نیچے گرا دیا جاتا ہے اور وہ قبر میں جا پہنچتی ہے۔ نیک آدمی کو بٹھا کر اس سے وہ باتیں کی جاتی ہیں جو پہلی حدیث میں بیان ہو چکی ہیں اور گنہگار کو بٹھا کر اس سے بھی وہ باتیں کی جاتی ہیں جو پہلی حدیث میں بیان ہو چکی ہیں۔"

(٣٠٢٨) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَكَأَنَّ عَلَى رُؤُوْسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((اِسْتَعِيْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَأَنَّ وَجُوْهَهُمْ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُوْلُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ أُخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ، قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِي ذَالِكَ الْكَفَنِ وَفِي ذَالِكَ الْحَنُوْطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ، وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ، قَالَ: فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِي بِهَا عَلَى

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے، جب قبر پر پہنچے تو دیکھا کہ ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے، ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے، ایسے لگتا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی، اس کے ساتھ آپ ﷺ زمین کو کریدنے لگ گئے، آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور دو تین بار فرمایا: ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن آدمی جب اس دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے مراحل میں ہوتا ہے تو آسمان سے سورج کی طرح کے انتہائی سفید چہروں والے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے، وہ آ کر اس آدمی کی آنکھوں کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، اتنے میں موت کا فرشتہ آ کر اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے پاکیزہ روح! اللہ کی بخشش اور رضامندی کی طرف نکل۔ اس کی روح آرام سے بہتی ہوئی یوں نکل آتی ہے، جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ نکل آتا ہے۔ جنت کے فرشتے اس روح کو موت کے فرشتے کے ہاتھوں میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں رہنے دیتے، بلکہ وہ فوراً اسے وصول کر کے جنت والے کفن اور خوشبو میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے روئے زمین پر کستوری کی عمدہ ترین خوشبو جیسی مہک آتی ہے، فرشتے اسے لے کر اوپر جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کی جس جماعت اور گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ اسے دنیا میں جن بہترین ناموں سے پکارا جاتا تھا، وہ فرشتے ان میں سے

(٣٠٢٨) تخريج: ……اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٢١٢، ٤٧٥٣، وأخرجه النسائی: ٤/ ٧٨، وابن ماجه: ١٥٤٩ مختصرا (انظر: ١٨٥٣٤)

مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا: مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيْهَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّيْنَ، وَأَعِيْدُوْهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، قَالَ: فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: وَمَا عِلْمُكَ؟ فَيَقُوْلُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ، فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ، قَالَ: فَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ، فَيَقُوْلُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوْعَدُ، فَيَقُوْلُ لَهُ: مَنْ أَنْتَ، فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ، فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ، فَيَقُوْلُ: رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى

سب سے عمدہ نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، یہاں تک وہ اسے پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں، ان کے کہنے پر دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر ہر آسمان کے مقرَّب فرشتے اس روح کو اوپر والے آسمان تک چھوڑ کر آتے ہیں، اس طرح اسے ساتویں آسمان تک لے جایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے (نامۂ اعمال والی) کتاب ”عِلِّیِّیْنَ“ میں لکھ دو اور اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ، کیونکہ میں نے اس کو اسی سے پیدا کیا ہے، اس لیے میں اس کو اسی میں لوٹاؤں گا اور پھر اس کو دوسری مرتبہ اسی سے نکالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں: یہ جو آدمی تمہارے اندر مبعوث کیا گیا تھا، وہ کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں: یہ باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور میں نے اس کی تصدیق کی، اس کے بعد آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اس کی طرف جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آنے لگتی ہیں اور تاحدِ نظر اس کے لیے قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس ایک انتہائی حسین و جمیل، خوش پوش اور عمدہ خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے: تمہیں ہر اس چیز کی بشارت

أَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِي وَمَالِي، وَقَالَ: وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ، إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ، فَيَجْلِسُوْنَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُوْلُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ! أُخْرُجِي إِلٰى سَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ وَغَضَبٍ، قَالَ: فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ فَيَأْخُذُهُ، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوْحِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيْحٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّوْنَ بِهَا عَلٰى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا: مَا هٰذَا الرُّوْحُ الْخَبِيْثُ، فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔﴾ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اُكْتُبُوْا كِتَابَهُ فِي سِجِّيْنٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهُ طَرْحًا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ، فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيْحُ فِي مَكَانٍ

ہو جو تمہیں اچھی لگے، یہی وہ دن ہے جس کا تیرے ساتھ وعدہ تھا۔ وہ قبر والا پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو ایسا چہرہ لگتا ہے، جو خیر کے ساتھ آتا ہے۔ وہ جواباً کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ وہ کہتا ہے: اے میرے ربّ! قیامت قائم کر دے تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کافر آدمی جب اس دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں، وہ آ کر اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، اتنے میں موت کا فرشتہ آ کر اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح! اللہ کے غصے اور ناراضگی کی طرف نکل آ، وہ اس کے جسم میں بکھر جاتی ہے۔ پھر فرشتہ اسے یوں کھینچتا ہے جیسے کانٹے دار سلاخ کو تر اون میں سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ جب فرشتہ اسے نکال لیتا ہے تو دوسرے فرشتے اس روح کو اس کے ہاتھ میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں رہنے دیتے، بلکہ وہ اسے فوراً ٹاٹوں میں لپیٹ لیتے ہیں، روئے زمین پر پائے جانے والی سب سے گندی بدبو اس سے آتی ہے، فرشتے اسے لے کر اوپر کو جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: یہ خبیث روح کس کی ہے؟ اس آدمی کو دنیا میں جن برے ناموں سے پکارا جاتا تھا، وہ ان میں سے سب سے برا اور گندا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، یہاں تک کہ فرشتے اسے پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھلوانے کا کہتے ہیں، لیکن اس کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔﴾ (سورہ

سَحِيْقٍ۔﴾ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُوْلَانِ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُوْلَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوْا لَهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسُمُوْمِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ فِيْهِ أَضْلَاعُهُ، وَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ، فَيَقُوْلُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوْءُكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوْعَدُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالشَّرِّ، فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ، فَيَقُوْلُ: رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ۔))

(مسند احمد: ۱۸۷۳۳)

اعراف: ۴۰) یعنی: ”اوپر جانے کی خاطر ان کی روحوں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں اس وقت تک نہ جا سکیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے نکے سے نہ گزر جائے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس کے (نامۂ اعمال) کی کتاب زمین کی زیریں تہ ”سجّین“ میں لکھ دو۔ پھر اس کی روح کو زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِي مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔﴾ (سورۂ حج: ۳۱) یعنی: ”اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، وہ گویا آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندوں نے اچک لیا یا ہوا اسے اڑا کر دور دراز لے گئی۔“ اس کے بعد اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور دو فرشتے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! میں تو نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! میں تو نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں: یہ جو آدمی تمہارے اندر مبعوث کیا گیا تھا، وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! میں نہیں جانتا۔ آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دو اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو، پس وہاں سے اس کی طرف جہنم کی حرارت اور بدبو آنے لگتی ہے۔ اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ ایک انتہائی بدشکل، بدصورت، گندے لباس والا بدبودار آدمی اس کے پاس آ کر کہتا ہے: تجھے ہر اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے بری لگتی ہے، یہ وہی دن ہے کہ جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو ایسا

چہرہ ہے جو شرّ کے ساتھ آتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں۔ وہ قبر والا کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔“

فوائد: ......اللہ تعالیٰ ہم پر آسانیاں فرمائے، اس حدیث میں جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے، ہم اس کے برحق ہونے پر یقین کرتے ہیں، لیکن اس کی کیفیت کو جانتے ہیں نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ”عِلِّيِّيْنَ“ آسمانوں میں یا جنت میں یا سدرۃ المنتہی یا عرش کے پاس ایک جگہ ہے، جہاں نیک لوگوں کی روحیں اور ان کے اعمال نامے محفوظ رہتے ہیں اور جس کے پاس مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جبکہ ”سِجِّيْنِ“ قیدخانے کی طرح تنگ مقام ہے یا زمین کے سب سے نچلے حصے میں ایک جگہ ہے، جہاں کافروں، ظالموں اور مشرکوں کی روحیں اور ان کے اعمال نامے جمع اور محفوظ ہوتے ہیں۔

(۳۰۲۹) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَان بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ:) حَتّٰى إِذَا خَرَجَ رُوْحُهُ صَلّٰى عَلَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِى السَّمَاءِ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ أَنْ يُعْرَجَ بِرُوْحِهِ مِنْ قِبَلِهِمْ، فَإِذَا عُرِجَ بِرُوْحِهِ قَالُوْا: رَبِّ عَبْدُكَ فُلَانٌ، فَيَقُوْلُ: اِرْجِعُوْهُ، فَإِنِّى عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّى مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرٰى، قَالَ: فَإِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ فَيَأْتِيْهِ آتٍ، فَيَقُوْلُ: مَنْ رَبُّكَ، مَا دِيْنُكَ، مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّىَ اللّٰهُ، وَدِيْنِىَ الْإِسْلَامُ، وَنَبِيِّىْ مُحَمَّدٌ ﷺ، فَيَنْتَهِرُهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ رَبُّكَ، مَا دِيْنُكَ، مَنْ نَبِيُّكَ؟ وَهِىَ آخِرُ فِتْنَةٍ تُعْرَضُ عَلَى الْمُؤْمِنِ فَذَالِكَ حِيْنَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يُثَبِّتُ

”(دوسری سند) اس میں ہے: جب نیک آدمی کی روح نکلتی ہے تو زمین وآسمان کے درمیان والا اور آسمان کا ہر فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء کرتا ہے اور آسمان کے ہر دروازے والے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس نیک بندے کی روح ان کے دروازے کے راستے سے اوپر کو جائے۔ جب اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں، اے رب! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسے واپس لے جاؤ، میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا، اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور دوسری مرتبہ ان کو اسی سے نکالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (میت) واپس جانیوالے لوگوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے، اتنے میں فرشتہ اس کے پاس آ جاتا ہے اور پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ نیک آدمی جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ یہ جواب سن کر فرشتہ اسے جھڑکتا ہے اور پھر پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ (حقیقت میں) یہ مومن کی

(۳۰۲۹) تخریج: ......اسناده ضعيف بهذه السياقة لضعف يونس بن خباب ، وانظر صحيحه بالطريق الأول (انظر: ۱۸٦۱٤)

اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِى الْآخِرَةِ﴾ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَيَقُوْلُ لَهُ: صَدَقْتَ، ثُمَّ يَأْتِيْهِ آتٍ حَسَنُ الْوَجْهِ طَيِّبُ الرِّيْحِ حَسَنُ الثِّيَابِ، فَيَقُوْلُ: أَبْشِرْ بِكَرَامَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَنَعِيْمٍ مُقِيْمٍ، فَيَقُوْلُ: وَأَنْتَ فَبَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ، كُنْتَ وَاللّٰهِ سَرِيْعًا فِى طَاعَةِ اللّٰهِ بَطِيْئًا عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَبَابٌ مِنَ النَّارِ، فَيُقَالُ: هٰذَا كَانَ مَنْزِلُكَ لَوْ عَصَيْتَ اللّٰهَ، أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ هٰذَا، فَإِذَا رَأَى مَا فِى الْجَنَّةِ قَالَ: رَبِّ عَجِّلْ قِيَامَ السَّاعَةِ كَيْمَا أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي وَمَالِي، فَيُقَالُ لَهُ: اُسْكُنْ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِى انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَتْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ فَانْتَزَعُوْا رُوْحَهُ كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ الْكَثِيْرُ الشُّعَبِ مِنَ الصُّوْفِ الْمُبْتَلِّ، وَتُنْزَعُ نَفْسُهُ مَعَ الْعُرُوْقِ فَيَلْعَنُهُ كُلُّ مَلَكٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِى السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ أَنْ لَا تَعْرُجَ رُوْحُهُ مِنْ قِبَلِهِمْ فَإِذَا عُرِجَ بِرُوْحِهِ قَالُوْا: رَبِّ! فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ عَبْدُكَ، قَالَ: اِرْجِعُوْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ

آزمائش اور امتحان کا آخری موقعہ ہوتا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِى الْآخِرَةِ﴾ (سورۂ ابراھیم: ۲۷) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے۔'' چنانچہ وہ (دوبارہ) جواب میں کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں، اس دفعہ فرشتہ کہتا ہے کہ تمہارے جواب درست ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک حسین و جمیل، عمدہ خوشبو والا اور خوش لباس آدمی آ کر کہتا ہے: تم کو اللہ کی طرف سے اکرام اور ہمیشہ کی نعمتوں کی بشارت ہو۔ یہ کہتا ہے: تجھے بھی اللہ اچھی بشارتیں دے، تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا ہی نیک عمل ہوں، اللہ کی قسم! تو اللہ کی اطاعت کرنے میں تیز اور گناہ کرنے میں سست ہوتا تھا، اللہ تجھے اچھا بدلہ دے۔ پھر اس کے لیے جنت اور جہنم دونوں طرف سے ایک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو تمہارا (جہنم والا) یہ ٹھکانہ ہوتا۔ اب اللہ نے تیرے لیے اس کے عوض یہ (جنت والی) جگہ تیار کی ہے۔ پھر جب وہ جنت کے مناظر اور نعمتیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت جلدی بپا کر تاکہ میں اپنے اہل اور مال میں لوٹ سکوں۔ لیکن اسے کہا جائے گا: تم یہاں سکون کرو۔ رہا مسئلہ کافر کا تو جب وہ دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس تندمزاج اور سخت طبیعت فرشتے آ کر اس کی روح کو یوں کھینچتے ہیں جیسے زیادہ شاخوں والی سلاخ کو گیلی اون میں سے کھینچا جاتا ہے اور اس کی روح رگوں سمیت نکال لی جاتی ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان والا اور آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے

تَارَةً أُخْرٰى ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ ، قَالَ: فَيَأْتِيْهِ آتٍ فَيَقُوْلُ: مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِيْنُكَ؟ مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي ، فَيَقُوْلُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَوْتَ ، وَيَأْتِيْهِ آتٍ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ ، فَيَقُوْلُ أَبْشِرْ بِهَوَانٍ مِنَ اللّٰهِ وَعَذَابٍ مُقِيْمٍ ، فَيَقُوْلُ: وَأَنْتَ فَبَشَّرَكَ اللّٰهُ بِالشَّرِّ مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ ، كُنْتَ بَطِيْئًا عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ سَرِيْعًا فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ شَرًّا ، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمٰى أَصَمُّ أَبْكَمُ فِي يَدِهِ مِرْزَبَةٌ ، لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ كَانَ تُرَابًا ، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً حَتّٰى يَصِيْرَ تُرَابًا ، ثُمَّ يُعِيْدُهُ اللّٰهُ كَمَا كَانَ فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ .)) قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ ؓ ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ النَّارِ وَيُمَهَّدُ مِنْ فُرُشِ النَّارِ۔

(مسند احمد: ١٨٨١٥)

بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے کے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے دروازے سے نہ گزرنے پائے۔ جب اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے رب! یہ تیرا فلاں بن فلاں بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسے واپس لے جاؤ۔ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا، اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور دوبارہ میں انہیں وہیں سے نکالوں گا، وہ واپس جانے والے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے، اتنے میں فرشتہ اس کے پاس آ جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواباً کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ فرشتہ کہتا ہے: تو نے نہ سمجھا اور نہ اللہ کی کتاب کو پڑھا۔ اس کے بعد اس کے پاس ایک انتہائی بدصورت اور گندے لباس والا بدبودار آدمی آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے اللہ کی طرف سے ذلت و رسوائی اور دائمی عذاب کی بشارت ہو۔ وہ کہتا ہے: تجھے بھی برائی کی بشارت ہو، تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں، تو اللہ کی اطاعت کرنے میں سست اور گناہ کرنے میں تیز تھا۔ اللہ تجھے برا بدلہ دے۔ پھر اس پر ایک اندھا، بہرا اور گونگا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ فرشتہ زور سے اسے یہ گرز مارتا ہے، وہ آدمی مٹی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ ٹھیک کر دیتا ہے۔ وہ پھر اسے مارتا ہے، جس کی وجہ سے وہ چیختا چلاتا ہے، اور اس کی چیخ و پکار کو جن و انس کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......مومن کے صحیح جواب پر اسے جھڑکنا، یہ ایک امتحان ہے، جس میں اسے پرکھا جا رہا ہے کہ وہ اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہتا ہے یا نہیں، اگر وہ دوسری دفعہ بھی اس کا جواب درست ہوتا ہے تو اس کا شرف ثابت ہو جاتا ہے اور وہ کرامت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ حدیث کے بقیہ سارے امور واضح ہیں، لیکن ان کا تعلق عالَمِ غیب سے ہے، جن پر ہم صرف ایمان لا سکتے ہیں، ان کی کیفیت کو نہ معلوم کر سکتے ہیں اور نہ اس کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ اس آیت ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ (سورۂ حج: ۳۱) یعنی: ''اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، وہ گویا آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندوں نے اچک لیا یا ہوا اسے اڑا کر دور دراز لے گئی۔'' سے مراد یہ ہے کہ مشرک گمراہی میں ہے اور ہدایت سے دور ہے۔ جب کافر کی روح کو آسمان سے عذاب اور بدبختی کی طرف پھینک دیا جاتا ہے تو گویا وہ اس آیت کا مصداق بن رہا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت کی سختیاں اور چیز ہے اور روح کا نکلنا اور چیز ہے، مومن موت کے شدائد میں تو مبتلا ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے، لیکن روح کو آسانی کے ساتھ نکالا جاتا ہے، جبکہ فاسق و فاجر کی روح کے نکلنے کی جو مثال دی گئی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ بڑی مشکل سے اس کی روح اس کے جسم سے جدا ہوتی ہے۔

9 ..... بَابٌ فِيْ أُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِالْأَرْوَاحِ

روح سے متعلقہ مسائل

(۳۰۳۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ (يَعْنِي الشَّافِعِيَّ) عَنْ مَالِكَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ ؓ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ)) (مسند احمد: ۱۵۸۷۰)

''سیّدنا کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی روح ایک پرندہ ہوتی ہے، جو جنت کے درختوں سے کھاتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن اسے اٹھانا ہوگا، اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔''

فوائد: ......اگر ''يَعْلَقُ'' پڑھیں تو اس کا معنی ''درخت سے لٹکنے'' کے ہیں۔ لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے، کیونکہ اس باب کے فوائد میں مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے چگنے کی وضاحت کی ہے۔

(۳۰۳۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ

''سیدہ ام مبشر ؓ نے سیّدنا کعب بن مالک ؓ، جبکہ وہ

(۳۰۳۰) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱٤٤۹، ٤۲۷۱، والنسائی: ٤/ ۱۰۸ (انظر: ۱۵۷۷٦، ۱۵۷۷۸)

(۳۰۳۱) تخریج: ......انظر الحديث السابق: ۳۰۳۰

مَالِكَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ مُبَشِّرٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ وَهُوَ شَاكٍ، اِقْرَأْ عَلَى ابْنِي السَّلَامَ تَعْنِي مُبَشِّرًا، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكِ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ، أَوَلَمْ تَسْمَعِي، مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُسْلِمِ طَيْرٌ تَعَلَّقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) قَالَتْ: صَدَقْتَ، فَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ (مسند احمد: ١٥٨٦٨)

مرض الموت میں مبتلا تھے، سے کہا: میرے بیٹے مبشر کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ سیّدنا کعب ؓ نے کہا: ام مبشر! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان کی روح ایک پرندہ ہوتی ہے، جنت کے درختوں سے کھاتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔'' اس نے کہا: تم نے سچ کہا، پس میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتی ہوں۔''

فوائد: …… حقیقت یہ ہے کہ اچھے مقام میں جمع ہونے والی روحوں کا آپس تعارف ہوتا ہے اور وہ دنیا والوں کے بارے میں باتیں بھی کرتی ہیں، اگلی اور فوائد میں دی گئی روایات سے ایسے ہی ثابت ہوتا ہے۔

(٣٠٣٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَلْتَقِي عَلَى مَسِيْرَةِ يَوْمٍ مَا رَأَى أَحَدُهُمْ صَاحِبَهُ قَطُّ)) (مسند احمد: ٦٦٣٦)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی روحیں ایک دن کے فاصلہ پر جا کر دوسری روح سے ملتی ہیں، اگرچہ دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی بھی نہ دیکھا ہو۔''

(٣٠٣٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) ((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَتَلْقِيَانِ عَلَى مَسِيْرَةِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا رَأَى وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ.)) (مسند احمد: ٧٠٤٨)

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی روحیں ایک دن، رات کے فاصلہ پر ایک دوسری کو جا کر ملتی ہیں، جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا ہوتا۔''

(٣٠٣٤) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ: أَقْرِئْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي السَّلَامَ۔ (مسند احمد: ١٩٧١١)

''محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس گیا، جبکہ ان کی وفات کا وقت قریب تھا، میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا۔''

(٣٠٣٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ

''سیّدنا انس بن مال ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٣٠٣٢) تخريج: ……حديث حسن، ابن لهيعة قد توبع (انظر: ٦٦٣٦)

(٣٠٣٣) تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الأول

(٣٠٣٤) تخريج: ……اثر صحيح الاسناد۔ أخرجه ابن ماجه: ١٤٥٠ (انظر: ١٩٤٨٢)

(٣٠٣٥) تخريج: ……اسناده ضعيف لابهام الواسطة بين سفيان و انس (انظر: ١٢٦٨٣)

النَّبِیُّ ﷺ: ((إِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلٰى أَقَارِبِكُمْ وَعَشَائِرِكُمْ مِنَ الْأَمْوَاتِ، فَإِنْ كَانَ خَيْرًا اِسْتَبْشَرُوْا بِهِ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَالِكَ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُمْ حَتّٰى تَهْدِيَهُمْ كَمَا هَدَيْتَنَا.)) (مسند احمد: ١٢٧١٣)

(٣٠٣٦) عَنْ أُمِّ هَانِئٍ ؓ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَنَتَزَاوَرُ إِذَا مُتْنَا وَيَرٰى بَعْضُنَا بَعْضًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النَّسَمُ طَيْرًا تَعْلُقُ بِالشَّجَرِ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَخَلَتْ كُلُّ نَفْسٍ فِي جَسَدِهَا)) (مسند احمد: ٢٧٩٣١)

(٣٠٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يَحْمِلُهُ وَمَنْ يُغَسِّلُهُ وَمَنْ يُدْلِيْهِ فِي قَبْرِهِ.)) (مسند احمد: ١١٠١٠)

نے فرمایا: ”تمہارے اعمال، تمہارے فوت شدہ رشتہ داروں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو وہ کہتے ہیں: اے اللہ! ان لوگوں کو اس وقت تک موت نہ دینا، جب تو ان کو اس طرح ہدایت نہ دے دے، جس طرح تو نے ہم کو ہدایت دی تھی۔“

”سیدہ ام ہانی ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ جب ہم مرجائیں گے تو کیا ہم ایک دوسرے کو ملیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام روحوں کو پرندوں کی شکل دے دی جاتی ہے، پھر وہ درختوں سے کھاتی رہتی ہیں، جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔“

”سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ میت کو اٹھاتے ہیں، اسے غسل دیتے ہیں اور اسے قبر میں اتارتے ہیں، میت ان سب کو پہچانتا ہے۔“

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَنْزِلُ بِهِ الْمَوْتُ وَيُعَايِنُ مَا يُعَايِنُ، فَوَدَّ لَوْ خَرَجَتْ -يَعْنِيْ نَفْسَهُ- وَاللّٰهُ يُحِبُّ لِقَائَهُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يُصْعَدُ بِرُوْحِهِ إِلَى السَّمَاءِ فَتَأْتِيْهِ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَسْتَخْبِرُوْنَهُ عَنْ مَعَارِفِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَإِذَا قَالَ: تَرَكْتُ فُلَانًا فِي الدُّنْيَا أَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَدْ مَاتَ، قَالُوْا: مَاجِيْءَ بِهِ إِلَيْنَا، ......)) (مسند البزار: ص٩٢- زوائده، الصحيحة: ٢٦٢٨) یعنی: ”جب مؤمن پر عالَمِ نزع طاری ہوتا ہے تو وہ مختلف حقائق کا مشاہدہ کر کے یہ پسند کرتا ہے کہ اب اس کی روح نکل جائے (تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر سکے) اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ مؤمن کی روح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور (فوت شدگان) مؤمنوں کی ارواح کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس سے اپنے جاننے پہچاننے والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔

(٣٠٣٦) تخريج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد فيه ابن لهيعة أخرجه الطبراني فى ”الكبير“: ٥/ ٣٣٠، وابن سعد: ٨/ ٤٦٠ (انظر: ٢٧٣٨٧)

(٣٠٣٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لابهام الراوى عن ابى سعيد (انظر: ١٠٩٩٧)

جب وہ روح جواب دیتی ہے کہ فلاں تو ابھی تک دنیا میں ہی تھا (یعنی ابھی تک فوت نہیں ہوا تھا) تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب وہ جواب دیتی ہے کہ (جس آدمی کے بارے میں تم پوچھ رہی ہو) وہ تو مر چکا ہے، تو وہ کہتی ہیں: اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے جہنم میں لے جایا گیا ہے)، ......۔''

مسروق کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ یعنی: ''جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کیے جا چکے ہیں، ان کو مردہ گمان نہ ہو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔'' انھوں نے جواباً کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ((أَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِيْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: أَيُّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَالِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يَسْأَلُوْا قَالُوْا: يَا رَبِّ! نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى، فَلَمَّا رَأٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا.)) یعنی: ''ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں، ان کے لیے عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے فانوس ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہیں چگتی رہتی ہیں، پھر ان فانوسوں میں آ جاتی ہیں، ان کا ربّ ان پر جھانکتا ہے اور پوچھتا ہے: کیا تم مزید کوئی چیز چاہتی ہو؟ وہ کہتی ہیں: ہم مزید کس چیز کی خواہش کریں، جبکہ ہم جنت سے جہاں چاہیں وہاں چگتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین دفعہ ایسے کرتا ہے، جب وہ دیکھتی ہیں کہ ان سے سوال کیا ہی جا رہا ہے تو وہ کہتی ہیں: اے رب! تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے، تاکہ تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیے جائیں، پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو ان کو ترک کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

قارئین کرام! غور کریں کہ ایک طرف قبر کے سوالات، قبر کا وسیع یا تنگ ہونا، قبر میں سکون یا عذاب ہونا، یا اس میں جنت یا جہنم سے دروازہ کھل جانا اور دوسری طرف روح کا پرندے کی شکل میں جنت میں پہنچ جانا، آپ ﷺ نے اسراء و معراج کے موقع پر موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا، پھر بیت المقدس میں تمام انبیاء کو نماز بھی پڑھائی اور چھٹے آسمان پر بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ تو یہ ایسے امور ہیں کہ انسانی عقل جن کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی، خلاصۂ کلام یہ ہے اچھا انسان اچھی جگہ میں اور برا انسان بری جگہ میں ہوگا۔ برزخی زندگی دنیا اور آخرت کی طرح ایک عالَم ہے، جس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، آج کل بعض لوگ انبیاء اور شہداء کی زندگی کو اس طرح ثابت کرنا چاہتے ہیں، جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے، یہ ان لوگوں کی کج فہمی، کند ذہنی اور قرآن و حدیث کی نصوص سے انتہائی جہالت کا نتیجہ ہے، جب آپ ﷺ نے شہدائے کرام کی زندگی کی وضاحت یا کیفیت بیان کر دی ہے تو ہمیں یہ کیسے زیب دیتا ہے کہ ہم یہی آیات پڑھ کر ان کی دنیوی زندگی کی طرح کی زندگی ثابت کرنا شروع کر دیں؟

10 ..... بَابُ الْمُبَادَرَةِ اِلٰی تَجْهِيزِ الْمَيِّتِ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ

میت کی تجہیز و تکفین اور قرضہ ادا کرنے میں جلدی کرنا

(٣٠٣٨) عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ! لَا تُؤَخِّرْهُنَّ: اَلصَّلَاةُ إِذَا آتَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُوًا.)) (مسند احمد: ٨٢٨)

''سیّدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! تین کاموں میں تاخیر نہ کرنا: نماز کہ جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کہ جب وہ حاضر ہو جائے اور غیر شادی شدہ کی شادی کرنا کہ جب تو اس کے ہم پلہ رشتہ پالے۔''

فوائد: ......تینوں مسائل کے بارے میں حکم تو یہی ہے، بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔

(٣٠٣٩) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَالَ: ((مَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ مُحْتَبَسٌ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فِي دَيْنٍ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ٢٠٣٨٥)

''سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر پوچھا: ''یہاں بنو فلاں کا کوئی آدمی موجود ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھی کو قرضے کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے۔''

(٣٠٤٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.)) (مسند احمد: ١٠١٥٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا نفس اس وقت تک روک کر رکھا جاتا ہے، جب تک اس پر قرضہ باقی ہو۔''

(٣٠٤١) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ ؓ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَثَمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَتَرَكَ عِيَالًا فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلَى عِيَالِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهِ فَاقْضِ عَنْهُ.)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَدْ أَدَّيْتُ إِلَّا دِينَارَيْنِ، ادَّعَتْهُمَا

''سیّدنا سعد بن اطول ؓ کہتے ہیں: ان کے بھائی کا انتقال ہو گیا، وہ تین سو درہم چھوڑ کر فوت ہوا تھا، اس کے اہل و عیال بھی تھے۔ میں نے چاہا کہ یہ رقم ان پر صرف کر دوں۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بھائی کو قرضے کی وجہ سے روک لیا گیا ہے، اس لیے تم اس کی طرف سے قرضہ ادا کر دو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا تمام

(٣٠٣٨) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة سعيد بن عبد الله الجهني أخرجه ابن ماجه: ١٤٨٦، والترمذي: ١٧١ (انظر: ٨٢٨)

(٣٠٣٩) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٥؛ والطبراني في "الأوسط": ٣٠٧٠ (انظر: ٢٠١٢٤)

(٣٠٤٠) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤١٣، والترمذي: ١٠٧٩ (انظر: ١٠١٥٦، ٩٦٧٩)

(٣٠٤١) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الملك أبي جعفر أخرجه ابن ماجه: ٢٤٣٣ (انظر: ٢٠٠٧٦)

امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: ((فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ)) (مسند احمد: ٢٠٣٣٦)

قرض ادا کر دیا ہے، لیکن دو دینار رہتے ہیں، ایک عورت نے ان کے بارے میں دعویٰ کر دیا ہے، لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے بھی دے دو، کیونکہ وہ حق بات کر رہی ہے۔''

فوائد: ...... ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے اس عورت کے سچا ہونے کا علم ہو گیا ہے۔ اس باب کی احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے میت کا قرضہ اتارنے کی کوشش کرنی چاہیے، اگر وہ خود کوئی مال چھوڑ کر نہ گیا ہو تو اس کے قبیلے والے یہ ذمہ داری ادا کریں، بصورتِ دیگر عام دوسرے مسلمان۔ وگرنہ اگر ممکن ہوا تو بیت المال سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا، کیونکہ فتوحات کے سلسلے کے بعد آپ ﷺ خود فوت ہونے والے مقروض مسلمانوں کا قرضہ ادا کرتے تھے۔ ایک اور بڑی اہم بات ہے اور لکھتے ہوئے ڈر بھی لگتا ہے کہ قرض لینے والے اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا لیں، وہ یہ ہے جس آدمی کا یہ پکا عزم ہو کہ اس نے اپنا قرضہ چکانا ہے اور پھر وہ عملی طور پر کوشش بھی کرتا ہے اور پہلی فرصت میں قسطیں ادا کرنے کا موقع ضائع نہیں جانے دیتا، پھر بھی وہ قرض چکائے بغیر فوت ہو جاتا ہے اور اس کے لواحقین اور بیت المال بھی ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کے اسباب پیدا کر کے اس کی نیکیوں کو محفوظ کر لے گا۔ کئی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے، جیسے سو افراد کے قاتل کی بخشش کے اسباب مہیا کر دیے گئے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایسے آدمی نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہونا ہے، اس لیے اسے غور کر لینا چاہیے کہ کیا اس کے پاس کوئی معقول عذر ہے۔ جلدی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بارے میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذَالِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ.)) یعنی: ''جنازے میں جلدی کرو، پس اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف بھیج رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تو وہ تو شرّ ہے جسے تم اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو۔'' (بخاری: ١٣١٥، مسلم: ٥٠ یا ٩٤٤)

11 ...... بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَقْبِيْلِهٖ

میت کو ڈھانپنے اور اسے بوسہ دینے کا بیان

(٣٠٤٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِثَوْبِ حِبَرَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٨٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کو ایک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔''

فوائد: ...... موت کے بعد میت کو ڈھانپ دینے پر اہل علم کا اجماع ہے، اس میں میت کا احترام بھی ہے اور اس کی بے پردگی ہونے سے حفاظت بھی ہے۔

(٣٠٤٢) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٥٨١٤، ومسلم: ٩٤٢ (انظر: ٢٤٥٨١)

(٣٠٤٣) وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه دَخَلَ عَلَيْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: أَبِي وَأُمِّي! وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مِتَّهَا.)) (مسند احمد: ٢٥٣٧٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور سیدھے نبی کریم ﷺ کی طرف گئے، جبکہ آپ ﷺ دھاری دار یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا، پھر آپ ﷺ پر جھکے اور آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رو پڑے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی بھی دو موتیں جمع نہیں کرے گا، جو موت آپ پر لکھی گئی تھی وہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔''

(٣٠٤٤) عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ، وَهُوَ مَيِّتٌ، حَتّٰى رَأَيْتُ الدُّمُوْعَ تَسِيْلُ عَلٰى وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٦٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا، جبکہ وہ میت تھے، اور آپ ﷺ کے آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے۔''

(٣٠٤٥)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَتْ: فَرَأَيْتُ دُمُوْعَهُ تَسِيْلُ عَلٰى خَدَّيْهِ يَعْنِي عُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَيْنَاهُ تُهْرَاقَانِ أَوْ قَالَ وَهُوَ يَبْكِي۔ (مسند احمد: ٢٦٢٣١)

''(دوسری سند) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا، جب کہ وہ میت تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو عثمان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ عبد الرحمن نے کہا: اور آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ رہی تھیں، یا کہا کہ آپ ﷺ رو رہے تھے۔''

فوائد: ...... اس سلسلے میں صرف سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دینا ثابت ہے، اہل علم نے کہا ہے کہ چونکہ کسی صحابی نے ان پر انکار نہیں کیا، اس لیے اس کو اجماع صحابہ سمجھا جائے گا۔ ویسے بھی یہ ایک معاملہ ہے، نہ کہ عبادت، اس لیے اگر کسی نص میں اس کی نفی نہیں کی گئی تو اس کو جائز ہی سمجھا جائے گا۔

اجماع صحابہ والی بات کے مقابلہ میں دوسری توجیہ زیادہ مناسب ہے کہ یہ عبادت نہیں اور اس کے بارے کوئی نہی وارد نہیں، اس وجہ سے یہ جائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٣٠٤٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤٤٥٢، ٤٤٥٣، ٥٨١٤، ومسلم: ٩٤٢ (انظر: ٢٤٥٨١، ٢٤٨٦٣)

(٣٠٤٤) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله، وقد اضطرب فيه أخرجه ابوداود: ٣١٦٣، والترمذي: ٩٨٩، وابن ماجه: ١٤٥٦ (انظر: ٢٤١٦٥، ٢٥٧١٢)

(٣٠٤٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

اَبْوَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ وَالْإِحْدَادِ وَالنَّعْيِ

میت پر رونے، سوگ کرنے اور موت کی اطلاع دینے کے ابواب

1 ..... بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر رونے کی ناجائز صورت کا بیان

تنبیہ: ......قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس باب اور اگلے دو ابواب کی احادیث کا بغور مطالعہ کریں، باب ''نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان'' کے آخر میں نوحہ کی حقیقت اور رونے کے جواز پر بحث کی جائے گی۔

(٣٠٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ، وَلَطَمَ الْخُدُوْدَ، وَدَعٰى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) (مسند احمد: ٤١١١)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا گریبان چاک کرے، رخسار پیٹے اور جاہلیت والی پکار پکارے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(٣٠٤٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِلَفْظِ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ، أَوْ شَقَّ الْجُيُوْبَ، أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.)) (مسند احمد: ٤٣٦١)

''(دوسری سند) جو شخص رخسار پیٹے، یا گریبان چاک کرے یا جاہلیت کی پکار پکارے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد: ......''وہ ہم سے نہیں ہے۔'' سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت یا مکمل دین پر نہیں ہے، یہ معنی نہیں کہ وہ دین سے خارج ہو گیا ہے۔

(٣٠٤٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ مِنْ أُحُدٍ سَمِعَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب احد سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے انصاری خواتین

(٣٠٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٩٨، ٣٥١٩، ومسلم: ١٠٣ (انظر: ٤١١١)

(٣٠٤٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣٠٤٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٥٩١ (انظر: ٥٥٦٣)

نِسَاءَ الْأَنْصَارِ يَبْكِيْنَ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ، فَقَالَ: ((لٰكِنْ حَمْزَةُ لَا بَوَاكِيَ لَهُ.)) فَبَلَغَ ذَالِكَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَجِئْنَ يَبْكِيْنَ عَلٰى حَمْزَةَ۔ قَالَ: فَانْتَبَهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَسَمِعَهُنَّ وَهُنَّ يَبْكِيْنَ فَقَالَ: ((وَيْحَهُنَّ، لَمْ يَزَلْنَ يَبْكِيْنَ مُنْذُ اللَّيْلَةِ مُرُوْهُنَّ فَلْيَرْجِعْنَ وَلَا يَبْكِيْنَ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ.)) (مسند احمد: ٥٥٦٣)

کی آواز سنی، جو اپنے شوہروں کی شہادت پر رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن حمزہ، اس کے لیے تو رونے والیاں کوئی نہیں ہیں۔'' جب یہ بات انصاری خواتین کو پہنچی تو وہ آئیں اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے اور ان کو روتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''ان پر افسوس ہے، یہ رات سے روتی رہیں، ان سے کہو کہ لوٹ جائیں اور آج کے بعد کوئی کسی فوت ہونے والے پر نہ روئیں۔''

فوائد: ……''وَیْح'' کا لفظ کبھی رحمت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی عذاب کے لیے، سیاق و سباق کو دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر پتہ چل رہا ہے کہ شروع میں اس قسم کا رونا جائز تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

(٣٠٤٩) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه فَبَكَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّيْ بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ فَسَأَلُوْا عَنْ ذَالِكَ امْرَأَتَهُ، فَقَالَتْ: مَنْ حَلَقَ أَوْ خَرَقَ أَوْ سَلَقَ۔ (مسند احمد: ١٩٧٦٨)

''یزید بن اوس کہتے ہیں: سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، جب لوگ رونے لگے تو انہوں نے کہا: جس آدمی سے رسول اللہ ﷺ نے براءت کا اظہار کیا، میں بھی اس سے بری ہوں۔ لوگوں نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ (رسول اللہ ﷺ نے کن لوگوں سے براءت کا اظہار کیا)۔ اس نے کہا: جو مصیبت کے وقت سر منڈائے، یا دامن پھاڑے یا ممنوعہ الفاظ کہتے ہوئے بلند آواز میں روئے۔''

(٣٠٥٠) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسٰى فَبَكَوْا عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ فَقَالَ: إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّنْ حَلَقَ أَوْ خَرَقَ أَوْ سَلَقَ۔ (مسند احمد: ١٩٧٦٩)

''صفوان بن محرز کہتے ہیں: سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی، لوگ رونے لگے۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو انھوں نے کہا: جس آدمی سے رسول اللہ ﷺ نے براءت کا اظہار کیا، میں بھی اس سے بری ہوں، یعنی اس سے جو (مصیبت کے وقت) سر منڈائے یا کپڑے پھاڑے یا بلند آواز سے واویلا کرے۔''

(٣٠٤٩) تخريج: ……أخرجه مسلم: ١٠٤ (انظر: ١٩٥٣٥، ١٩٥٣٩)

(٣٠٥٠) تخريج: ……انظر الحديث السابق: ٧٠

فوائد: ……صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ رو رہے تھے، اس وقت سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ میں ان کا ردّ کرنے کی طاقت نہیں تھی، بعد میں جب افاقہ ہوا تو انھوں نے شرعی حکم کی وضاحت کر دی۔

(٣٠٥١) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا ....إِلٰى قَوْلِهِ..... وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ﴾ قَالَتْ: كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا آلَ فُلَانٍ وَإِنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا أَسْعَدُوْنِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِيْ مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ۔ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِلَّا آلَ فُلَانٍ.)) (مسند احمد: ٢١٠٧٧)

”سیدہ اِم عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآئَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ (سورہ ممتحنہ: ١٢) یعنی: ”اے نبی! جب اہل ایمان خواتین آپ کے پاس آئیں تو وہ ان باتوں کی بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی معروف کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی۔“ ان معروف کاموں میں سے ایک نوحہ بھی تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں خاندان والوں نے دورِ جاہلیت میں نوحہ کرنے میں میرا ساتھ دیا تھا۔ اب میرے لیے ضروری ہے کہ میں بھی ان کا ساتھ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ٹھیک ہے) مگر فلاں خاندان والے۔“

فوائد: ……اس حدیث میں آپ ﷺ نے خاص طور کر سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کرنے کی اجازت دی، جبکہ شارع کو عام حکم سے تخصیص کرنے کا حق حاصل ہے، لہٰذا سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی اس رخصت کے علاوہ نوحہ کرنا حرام ہے۔

(٣٠٥٢) عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَأَخَذَ عَلَيْنَا فِيْمَا أَخَذَ أَنْ لَّا نَنُوْحَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّ آلَ فُلَانٍ أَسْعَدُوْنِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَفِيْهِمْ مَأْتَمٌ فَلَا أُبَايِعُكَ حَتّٰى

”سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ نے جن امور پر ہم سے بیعت لی، ان میں سے ایک چیز یہ تھی کہ ہم نوحہ نہ کریں، لیکن اتنے میں ایک انصاری عورت نے کہا: فلاں خاندان والوں نے دورِ جاہلیت میں نوحہ کے سلسلے میں میرا تعاون کیا، اب ان کے ہاں ایک

(٣٠٥١) تخريج: ……أخرجه البخاري: ٤٨٩٢، ٧٢١٥، ومسلم: ٩٣٧ (انظر: ٢٠٧٩٦)

(٣٠٥٢) تخريج: ……انظر الحديث السابق: ٧٢

أُسْعِدَهُمْ كَمَا أَسْعَدُوْنِي فَقَالَ: فَكَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَافَقَهَا عَلٰى ذَالِكَ فَذَهَبَتْ فَأَسْعَدَتْهُمْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَبَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ فَمَاوَفَتِ مْرَأَةٌ مِنَّا غَيْرُ تِلْكَ، وَغَيْرُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ۔ (مسند احمد: ٢٧٨٥٠)

مرگ ہو چکی ہے، اس لیے میں آپ ﷺ کی بیعت اس وقت تک نہیں کروں گی جب تک ان کے تعاون کی طرح ان کی مدد نہ کر آؤں۔ پس وہ چلی گئی، پھر واپس کر آ کر آپ ﷺ کی بیعت کی۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم میں بیعت کرنے والی کسی ایک خاتون نے بھی وفا نہیں کی، ما سوائے اِس عورت اور ام سلیم بنت ملحان کے۔‘‘

فوائد: ......مجموعۂ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جس عورت کو مبہم انداز میں ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا خود ہیں۔

(٣٠٥٣) عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ تَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْنَا فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوْحَ فَمَا وَفَتِ أمْرَأَةٌ مِنَّا، غَيْرُ خَمْسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، وَامْرَأَةٌ أُخْرٰى۔ (مسند احمد: ٢٧٨٤٨)

’’سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لیتے وقت اس بات کا عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ بھی نہیں کریں گی۔ ہم میں سے صرف ان پانچ عورتوں نے اس عہد کو پورا کیا تھا: ام سلیم، زوجۂ معاذ، بنتِ ابو سبرہ اور ایک اور خاتون۔‘‘

فوائد: ......پانچویں خاتون سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا خود تھیں۔ ان کی مراد یہ ہے کہ جن عورتوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی، ان میں سے پانچ نے پوری طرح اس عہد کو نبھایا تھا۔

(٣٠٥٤) عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ فَذَكَرَ مِنْ بُكَائِهِنَّ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَإِنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ

’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب سیّدنا جعفر بن ابی طالب، سیّدنا زید بن حارثہ اور سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرہ پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! جعفر کے خاندان کی عورتیں رو رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ان کو روکے۔ وہ گیا اور پھر واپس آ کر کہنے لگا: میں نے انہیں منع تو کیا ہے، لیکن انھوں نے میری بات نہیں مانی، تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم

(٣٠٥٣) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٣٦ (انظر: ٢٧٣٠٥)

(٣٠٥٤) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٢٩٩، ١٣٠٥، ٤٢٦٣، ومسلم: ٩٣٥ (انظر: ٢٤٣١٣)

حَتّٰى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُحْثُوا فِي وُجُوهِهِنَّ التُّرَابَ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ ؓ: قُلْتُ: أَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، وَاللّٰهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ مَا قَالَ لَكَ وَلَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔
(مسند احمد: ٢٤٨١٧)

پھر ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔“ میں نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تجھے جو حکم دیا، نہ تو تو نے اس پر عمل کیا اور نہ تو نے آپ ﷺ کو چھوڑا۔“

فوائد: ...... یہ تینوں صحابہ آٹھ سن ہجری میں ہونے والے غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کا کہنا: ”تم پھر ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔“ اس سے مراد رونے پر مبالغہ کے ساتھ انکار کرنا اور منع کرنا ہے۔ حدیثِ مبارکہ کے آخر میں سیدہ عائشہ ؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس آدمی کو چاہیے تھا کہ آپ ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے عورتوں کو رونے سے روکتا، ورنہ چپ ہو جاتا اور آپ ﷺ کو مزید پریشان نہ کرتا۔

(٣٠٥٥) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ: غَرِيبٌ وَمَاتَ بِأَرْضِ غُرْبَةٍ. فَأَفَضْتُ بُكَاءً فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي مِنَ الصَّعِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((تُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا قَدْ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ.)) قَالَتْ: فَلَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٠٥)

”سیدہ ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب سیّدنا ابو سلمہ ؓ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: پردیسی تھا اور پردیس میں فوت ہو گیا، پس میں رو پڑی۔ (مدینہ کی) بالائی بستیوں سے ایک خاتون آئی، اس کا ارادہ تھا کہ (نوحہ کرنے میں) میری مدد کرے گی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جس گھر سے شیطان کو نکال دیا ہے تم دوبارہ اس کو وہاں داخل کرنا چاہتی ہو۔“ پس یہ سن کر میں نہ روئی۔“

فوائد: ...... سیدہ ابو سلمہ ؓ مکہ مکرمہ سے تعلق رکھتے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے تھے، ان کی اہلیہ پردیس سے یہی کچھ مراد لے رہی ہیں۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيمَا وَرَدَ مِنَ التَّغْلِيظِ فِي النِّيَاحَةِ وَالنَّائِحَةِ وَالْمُسْتَمِعَةِ

نوحہ کرنے، نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی کے حق میں ثابت ہونے والی سختی کا بیان

(٣٠٥٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلَى نَائِحَةٍ وَلَا عَلَى مُرِنَّةٍ.)) (مسند احمد: ٨٧٣١)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے نوحہ کرنے والی اور بلند آواز سے رونے والی عورت کے لیے رحمت کی دعا نہیں کرتے۔“

(٣٠٥٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٢٢ (انظر: ٢٦٤٧٢)

(٣٠٥٦) تخريج: ......اسناده قابل للتحسين أخرجه الطيالسي: ٢٤٥٧، وابو يعلى: ٦١٣٧ (انظر: ٨٧٤٦)

(٣٠٥٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ۔ (مسند احمد: ١١٦٤٥)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔''

فوائد: ......لعنت کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کے ہوتے ہیں۔

(٣٠٥٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شُعْبَتَانِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُمَا النَّاسُ أَبَدًا: النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ.)) (مسند احمد: ٩٥٧١)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دورِ جاہلیت کے دو کام ہیں، لوگ ان کو کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے: نوحہ کرنا اور نسب پر طعن کرنا۔''

فوائد: ......نسب پر طعن کرنے سے مراد آدمی کا اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا ہے، یا کسی کو اس کے باپ، ماں یا برادری کی بنا پر طعنہ مارنا کہ وہ تو فلاں کمینے باپ کا بیٹا ہے یا اس کا تعلق تو فلاں گھٹیا برادری سے ہے۔

(٣٠٥٩) عَنْ أَبِي مَالِكِ الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يُتْرَكْنَ، اَلْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ أَوْ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ.)) (مسند احمد: ٢٣٢٩١)

''سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار امورِ جاہلیت ہیں، لیکن ان کو چھوڑا نہیں جائے گا: حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، تاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے والی عورت اگر وفات سے پہلے توبہ نہیں کر لیتی تو اسے اس حال میں قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول یا خارش کی قمیص ہو گی۔''

فوائد: ......''حسب پر فخر کرنا'' اس سے مراد یہ ہے کہ آباء واجداد کے مناقب بیان کر کے اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنا اور غرور اور تکبر کرتے ہوئے یہ کہنا کہ میں فلاں عالم، فلاں بہادر، فلاں ڈاکٹر یا فلاں مالدار کا بیٹا ہوں۔ اس میں کمال کسی کا ہوتا ہے اور بڑائی کوئی کر رہا ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی کا دادا بڑا انسان تھا تو اس میں پوتے کا کیا کمال ہے، اسے چاہیے کہ اپنے اندر اس قسم کی صلاحیتیں پیدا کرے اور عاجزی و انکساری سے زندگی گزارے۔ نسب پر طعن کرنا اور حسب پر فخر کرنا، دونوں نحوستیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں، ان کے ذریعے نااہل اور جاہل لوگ

(٣٠٥٧) تخريج: ......اسناده ضعيف، محمد بن عطية وأبوه وجده ضعفاء أخرجه ابوداود: ٣١٢٨ (انظر: ١١٦٢٢)

(٣٠٥٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٣٩٥ (انظر: ٩٥٧٤)

(٣٠٥٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٣٤ (انظر: ٢٢٩٠٣)

اپنے بڑے پن کو ثابت کر کے مطمئن رہنا چاہتے ہیں، ایک دن میں نے اچھے بھلے لکھے پڑے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جن کے ماموں کو فلاں نواب نے اس کرسی یا مقام پر بٹھایا تھا، جہاں آصف علی زرداری کو بٹھایا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ زرداری عام مالدار آدمی تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو زرداری کی سیٹ پر بٹھا دیا جائے تو اس سے بیٹھنے والے کو کتنی عظمت ملی، یہ فیصلہ تو منصف حضرات سے کروانا پڑے گا، بھلا بھانجوں کو اس پر اترانے کا کیا حق حاصل ہے۔ ''تاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا'' ہم ''ابواب الاستسقاء'' کے آخر میں اس پر بحث کر آئے ہیں۔

(٣٠٦٠)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِی أُمَّتِی أَرْبَعًا مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ لَيْسُوا بِتَارِكِيْهِنَّ: اَلْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِی الْأَنْسَابِ وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ، فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتَ فَإِنَّهَا تَقُوْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيْلُ مِنْ قَطِرَانٍ، ثُمَّ يُغْلٰى عَلَيْهَا دِرْعٌ مِنْ لَهَبِ النَّارِ.)) (مسند احمد: ٢٣٢٩٢)

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں، جنہیں وہ ترک نہیں کریں گے: حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، تاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔ نیز فرمایا: ''اگر نوحہ کرنے والی عورت نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی ہوگی کہ اس پر تارکول کرے کرتے ہوں گے پھر ان پر آگ کے شعلوں کی قمیص چڑھا دی جائے گی۔''

3 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِیْ أَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیئے جانے کا بیان

تنبیه: ..... رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس سے مراد وہ رونا ہے، جس کے ساتھ نوحہ کرنے، چہرے پیٹنے اور گریبان چاک کرنے جیسے امور شامل ہوں۔ جس رونے کا ذکر اگلے باب میں آرہا ہے، وہ جائز ہے، اس کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔

(٣٠٦١) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْرٍ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا لَيُعَذَّبُ الْآنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ ؓ:

''سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اس میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اب عذاب ہو رہا ہے۔'' یہ سن کر سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن کو معاف

(٣٠٦٠)تخريج: ..... انظر الحديث بالطريق الأول

(٣٠٦١) تخريج: ..... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذی: ١٠٠٤، وأخرجه مختصرا البخاری: ١٢٨٦، ومسلم: ٩٢٨ (انظر: ٤٨٦٥)

غَفَرَ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ وَهِلَ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى﴾ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا لَيُعَذَّبُ الْآنَ وَأَهْلُهُ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ٤٨٦٥)

فرمائے، انہیں غلطی لگ گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا تو ارشاد یہ ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (سورۂ انعام: ١٦٤) یعنی: ''کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''بیشک اس میت کو اب عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔''

فوائد: ...... سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو حدیثِ مبارکہ بیان کی، وہ واقعی آپ ﷺ کی حدیث ہے، کئی دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہے۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذاتی فہم ہے کہ وہ اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بھول جانے کی رائے دے رہی ہیں، حالانکہ اِس حدیث اور اِس آیت میں کوئی تضاد نہیں ہے، آگے اس کا بیان آئے گا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو روایت بیان کر رہی ہیں، وہ بھی اپنی جگہ پر درست ہے، جمع و تطبیق کا بیان آگے آ رہا ہے۔

(٣٠٦٢) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قِيْلَ لَهَا: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ.)) قَالَتْ: وَهِلَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنَّمَا قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْمَيِّتِ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِجُرْمِهِ.)) (مسند احمد: ٢٤٨٠٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ تو نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ''میت کو زندوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' انہوں نے کہا: ابوعبد الرحمن کو غلطی لگ گئی ہے، آپ ﷺ نے تو یوں فرمایا تھا کہ: ''میت کے لواحقین اس پر رو رہے ہیں، جبکہ اسے اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔''

(٣٠٦٣)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَعْنِي ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْطَأَ سَمْعُهُ؟ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَجُلًا يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِعَمَلِهِ وَأَهْلُهُ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ مَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى۔ (مسند احمد: ٢٥١٤٤)

''(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے کہا: میرے بھانجے! ابو عبد الرحمن یعنی ابن عمر کو سننے میں غلطی لگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک آدمی کا ذکر کیا تھا، جسے اس کے اعمال کے جرم میں عذاب ہو رہا تھا اور اس کے اہل و عیال اس پر رو رہے تھے۔ اللہ کی قسم ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

فوائد: ...... سیدہ عائشہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی دو الگ الگ احادیث ہیں اور دونوں کا مفہوم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ میت کو اہل میت کے رونے کی وجہ سے عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب آگے آ رہا ہے۔

(٣٠٦٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٣٩٧٨، ومسلم: ٩٣٢ (انظر: ٢٤٣٠٢)

(٣٠٦٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٠٦٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُودِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا)) (مسند احمد: ٢٥٢٦٥)

(٣٠٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٥٢٦٢)

(٣٠٦٦) عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي جَنَازَةٍ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَصِيحُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَسْكَتَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! لِمَ أَسْكَتَّهُ؟ قَالَ: إِنَّهُ يَتَأَذّٰى بِهِ الْمَيِّتُ حَتّٰى يَدْخُلَ قَبْرَهُ۔ اَلْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ٦١٩٥)

(٣٠٦٧) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ الْكَافِرُ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَمُوتُ فَيَبْكِيهِ أَهْلُهُ، فَيَقُولُونَ: اَلْمُطْعِمُ

''عمرہ کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ ذکر ہوا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میت کو زندگان کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن کو معاف کرے، وہ جھوٹ نہیں بول رہے، یوں لگتا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں یا ان سے غلطی ہوگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسی یہودی عورت کے پاس سے ہوا تھا کہ جس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''یہ لوگ رو رہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔''

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس پر نوحہ کیا گیا تو اس کو نوحہ کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔''

''ابوربیع کہتے ہیں: میں ایک جنازہ میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب انہوں نے ایک رونے والے کی آواز سنی تو اس کی طرف ایک آدمی کو بھیج کر اسے خاموش کرایا۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ نے اسے خاموش کیوں کرا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: جب تک میت کو قبر میں داخل نہ کر دیا جائے تو اسے اس رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفار قریش میں سے جب کوئی کافر مرتا تو اس کے گھر والے اس پر روتے ہوئے کہتے: لوگوں کو بہت کھلانے والا،

(٣٠٦٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٣٢، وأخرج نحوه البخاري: ٣٩٧٨ (انظر: ٢٤٣٠٢، ٢٤٧٥٨)

(٣٠٦٥) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٨٦، ومسلم: ٩٢٨ (انظر: ٤٨٦٥، ٥٢٦٢)

(٣٠٦٦) ذتخريج: ......اسناده ضعيف، أبو شعبة الطحان جار الاعمش متروك، وأبو الربيع مجهول، وانظر الحديث السابق: ٨٤ (انظر: ٦١٩٥)

(٣٠٦٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة (انظر: ٢٤٣٧٣)

الْجِفَانِ، الْمُقَاتِلُ الَّذِي، فَيَزِيدُهُ اللّٰهُ عَذَابًا بِمَا يَقُوْلُوْنَ)) (مسند احمد: ٢٤٨٧٧)

لڑنے والا جو……، تو ان باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو مزید عذاب دیتا۔"

فوائد: ……"جَفْنَة" کی جمع "جِفَان" ہے، جس کے معنی بڑے ٹب کے ہیں، جو سردار چربی اور تیل سے بھرا ہوا بڑا ٹب لوگوں کو کھلاتا تھا، عرب اسے کہتے تھے: اَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّاءُ۔ (تم تو سفید ٹب ہو)، سفیدی سے مراد یہ ہے کہ وہ چربی اور تیل سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔

(٣٠٦٨) وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِذَنْبِهِ.)) (مسند احمد: ٢٥٠٠٠)

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اسے قبر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے۔"

(٣٠٦٩) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِالنِّيَاحَةِ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ١٨٠)

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میت پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔"

(٣٠٧٠) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَمَّا عَوَّلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا فَقَالَ: يَا حَفْصَةُ! أَمَا سَمِعْتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ؟)) قَالَ: وَعَوَّلَ صُهَيْبٌ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: يَا صُهَيْبُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ۔ (مسند احمد: ٢٦٨)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر بلند آواز سے روئیں تو انھوں نے کہا: اے حفصہ! کیا تو نے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس کو عذاب دیا جاتا ہے، جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے۔" پھر سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے روئے، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صہیب! کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے، اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔"

(٣٠٧١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَرْسِلُوْا إِلَيَّ طَبِيبًا يَنْظُرُ إِلٰى

"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی طبیب کو بلاؤ، وہ میرے زخم کا معائنہ کرے، چنانچہ

(٣٠٦٨) تخريج: ……أخرجه البخاري: ٣٩٧٨، ومسلم: ٩٣٢ (انظر: ٢٤٣٠٢، ٢٤٤٩٥)

(٣٠٦٩) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٩٢٧ (انظر: ١٨٠)

(٣٠٧٠) تخريج: ……أخرجه مسلم: ١٢٧ (انظر: ٢٦٨)

(٣٠٧١) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ١٠٠٢، والنسائي: ٤/ ١٥، وانظر الحديثين المتقدمين: ٨٨، ٨٩ (انظر: ٢٩٤)

جُرْحِي هٰذَا، قَالَ: فَأَرْسَلُوْا إِلَى طَبِيْبٍ مِنَ الْعَرَبِ فَسَقَى عُمَرَ نَبِيْذًا، فَشُبِّهَ النَّبِيْذُ بِالدَّمِ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الطَّعْنَةِ الَّتِي تَحْتَ السُّرَّةِ، قَالَ: فَدَعَوْتُ طَبِيْبًا آخَرَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي مُعَاوِيَةَ، فَسَقَاهُ لَبَنًا فَخَرَجَ اللَّبَنُ مِنَ الطَّعْنَةِ صَلْدًا أَبْيَضَ، فَقَالَ لَهُ الطَّبِيْبُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِعْهَدْ، فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه: صَدَقَنِيْ أَخُوْ بَنِي مُعَاوِيَةَ، وَلَوْ قُلْتَ غَيْرَ ذَالِكَ كَذَّبْتُكَ، قَالَ: فَبَكَى عَلَيْهِ الْقَوْمُ حِيْنَ سَمِعُوْا ذَالِكَ، فَقَالَ: لَا تَبْكُوْا عَلَيْنَا، مَنْ كَانَ بَاكِيًا فَلْيَخْرُجْ، أَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَمِنْ أَجْلِ ذَالِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يُقِرُّ أَنْ يُبْكَى عِنْدَهُ عَلَى هَالِكٍ مِنْ وَلَدِهِ وَلَا غَيْرِهِمْ. (مسند احمد: ٢٩٤)

ایک عربی طبیب کو بلوایا گیا۔ اس نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلایا، جب وہ ناف کے نیچے والے زخم سے (خون آمیز نبیذ کی صورت میں) خارج ہوگیا، تو نبیذ خون کے مشابہ ہوگیا۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں بنی معاویہ کے انصار میں سے ایک دوسرا طبیب بلایا۔ اس نے آکر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا، لیکن وہ تو زخم کے راستے سے صاف سفید دودھ ہی نکل آیا۔ طبیب نے کہا: امیر المومنین! وصیت کرلو، (آپ فوت ہونے والے ہیں)۔ یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بنو معاویہ کا یہ بھائی سچ کہہ رہا ہے، اگر تم کوئی اور بات کرتے تو میں اس کو غلط سمجھتا۔ یہ بات سن کر لوگ رو پڑے۔ جس پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے اوپر نہ روؤ، جو رونا چاہتا ہے وہ باہر چلا جائے۔ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ ''میت کو اس کے اہل وعیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ میت کے پاس رونے نہیں دیتے تھے۔ رونے والی ان کی اولاد ہو یا کوئی اور۔''

فوائد: ...... اس حدیث میں اسی زخم کا ذکر ہے، جو ابولولو نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لگایا تھا اور پھر آپ اسی وجہ سے شہید ہوگئے تھے۔

(٣٠٧٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانَ ابْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه، وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه يَقُوْدُهُ قَائِدُهُ، قَالَ: فَأُرَاهُ أَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ، فَجَاءَ حَتّٰى

''عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ہم سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ابان کے جنازہ کا انتظار کر رہے تھے، وہاں پر عمرو بن عثمان بھی موجود تھے، اتنے میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تشریف لے آئے، جبکہ ایک آدمی ان کی رہنمائی کر رہا تھا (کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے)، میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے انہیں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بتلایا، پس وہ آکر میرے پہلو میں

(٣٠٧٢) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٩٢٨، وأخرجه مختصرا البخاري: ١٢٨٧ (انظر: ٢٨٨، ٢٨٩)

جَلَسَ إِلَى جَنْبِي وَكُنْتُ بَيْنَهُمَا، فَإِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ؓ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَأَرْسَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ مُرْسَلَةً۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنَّا مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ، فَقَالَ لِي: اِنْطَلِقْ فَاعْلَمْ مَنْ ذَالِكَ، فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ أَمَرْتَنِي أَنْ أَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذَالِكَ، وَإِنَّهُ صُهَيْبٌ فَقَالَ: مُرُوْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا، فَقُلْتُ: إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ، وَرُبَّمَا قَالَ أَيُّوبُ مَرَّةً: فَلْيَلْحَقْ بِنَا، فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِيْنَةَ لَمْ يَلْبَثْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ أُصِيبَ، فَجَاءَ صُهَيْبٌ فَقَالَ: وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ ؓ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَأَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَأَمَّا عُمَرُ فَقَالَ بِبَعْضِ بُكَاءٍ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ ؓ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ عُمَرَ، فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ لَيَزِيْدُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَذَابًا، وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى، ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ قَالَ أَيُّوْبُ: وَقَالَ ابْنُ

بیٹھ گئے، جبکہ میں ان دونوں کے درمیان آ گیا۔ جب گھر سے رونے کی آواز سنائی دی تو سیّدنا ابن عمر ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میت کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ سیّدنا ابن عمر ؓ نے اس حدیث کو مطلق طور پر بیان کیا اور (یہودی کے ساتھ خاص نہیں کیا)۔ یہ سن کر سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ نے کہا: ہم امیر المومنین سیّدنا عمر ؓ کے ہمراہ تھے، جب ہم بیداء مقام میں پہنچے تو درخت کے سائے میں ایک آدمی بیٹھا دکھائی دیا، امیر المومنین ؓ نے مجھ سے کہا: دیکھ کر آؤ، یہ آدمی کون ہے؟ میں نے جا کر دیکھا تو وہ سیّدنا صہیب ؓ تھے۔ میں نے واپس آ کر عرض کیا کہ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ یہ پتہ کر کے آؤں وہ آدمی کون ہے تو وہ سیّدنا صہیب ؓ ہیں۔ امیر المومنین ؓ نے کہا: ان سے جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ میں نے کہا: ان کے ہمراہ ان کے اہل خانہ بھی ہیں۔ آپ ؓ نے کہا: اگرچہ ان کے ساتھ اہل خانہ بھی ہوں، بس وہ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تھے تو امیر المومنین پر حملہ کر دیا گیا (اور آپ زخمی ہو گئے)۔ سیّدنا صہیب ؓ آئے اور کہا: ہائے میرے بھائی! ہائے میرے دوست! یہ سن کر سیّدنا عمر ؓ نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”میت کو اس کے بعض اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے اس حدیث کو مطلق طور پر بیان کیا اور سیّدنا عمر ؓ نے ”بعض اہل و عیال“ کی قید لگائی۔ سیّدنا ابن عباس ؓ کہتے ہیں: پھر میں سیدہ عائشہ ؓ کے پاس گیا اور سیّدنا عمر ؓ کی حدیث ان کو بیان کی، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں فرمایا کہ میت کو کسی

أَبِـي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ ﵂ قَـوْلُ عُـمَـرَ وَابْنِ عُمر ﵄ قَـالَـتْ: إِنَّـكُمْ لَتُحَدِّثُوْنِي عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُـكَـذَّبَيْـنِ وَلٰـكِـنَّ الـسَّـمْعَ يُخْطِيءُ۔

(مسند احمد: ۲۸۸)

کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، آپ ﷺ نے تو یوں فرمایا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کافر کو اس کے اہل وعیال کے رونے کی وجہ سے مزید عذاب دیتا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' قاسم نے کہا: جب سید عائشہ ﵂ تک سیّدنا عمر اور سیّدنا ابن عمر ﵄ کی بات پہنچی تو انھوں نے کہا: بیشک تم مجھے ایسے لوگوں سے بیان کر رہے ہو جو نہ خود جھوٹ ہیں اور نہ ان کو جھٹلایا گیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ سننے میں غلطی ہو جاتی ہے۔''

فوائد: ......''اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے۔'' سیدہ عائشہ ﵂ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ ابن آدم تو اپنے آنسوؤں کا مالک بھی نہیں ہے، رلانا اور ہنسانا تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے، اس لیے اس پر تو ابن آدم کا محاسبہ ہی نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ اس کی وجہ سے کسی میت کی سزا شروع کر دی جائے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حدیث آپ ﷺ نے بیان کی ہے کہ ''میت کو اہل میت کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' فقیہۂ اسلام سیدہ عائشہ ﵂ اگرچہ دوسروں کے سننے میں غلطی لگ جانے کا امکان ظاہر کر رہی ہیں، لیکن حقائق ان کے اس فہم کی مخالفت میں جا رہے ہیں۔

سیدنا عمر ﵁ کے زخمی ہونے کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے صہیب کے راستہ میں ملنے کا ذکر اس لیے کیا جا رہا ہے کہ پتا چل جائے کہ جب عمر ﵁ کا صہیب کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔

(۳۰۷۳) عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسْدِيِّ قَالَ: مَـاتَ رَجُـلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ قَرَظَةُ بْنُ كَـعْـبٍ فَـنِيحَ عَلَيْهِ (وَفِي رِوَيَةٍ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ نِيحَ عَـلَيْـهِ بِـالْـكُـوْفَةِ قَـرَظَةُ بْنُ كَعْـبٍ الْأَنْصَارِيُّ) فَخَرَجَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ﵁، فَـصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَـالَ: مَـا بَالُ النَّوْحِ فِي الْإِسْلَامِ، أَمَا إِنِّيْ

''علی بن ربیعہ اسدی کہتے ہیں: قرظہ بن کعب نامی ایک انصاری آدمی فوت ہو گیا اور اس پر نوحہ کیا جانے لگا، ایک روایت میں ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے قرظہ بن کعب انصاری پر نوحہ کیا گیا، سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ﵁ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا: اسلام میں نوحہ کا کیا کام؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مجھ پر جھوٹ بولنا، یہ عام آدمی پر جھوٹ بولنے کی طرح

(۳۰۷۳) تـخـريـج: ......أخرجه البخاري: ۱۲۹۱، وأخرجه مسلم: ٤ دون ذكر النوح، و ۹۳۳ بذكر النوح فقط (انظر: ۱۸۱٤۰)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، أَلَا وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.)) أَلَا وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ يُنَحْ عَلَيْهِ يُعَذَّبْ بِمَا نِيحَ بِهِ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ١٨٣٢٠)

نہیں ہے، خبردار! جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔" اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: "جس پر نوحہ کیا گیا تو اسے اس وجہ سے عذاب دیا جائے گا کہ اس پر نوحہ کیا گیا۔"

(٣٠٧٤) عَنْ أَسِيْدِ بْنِ أَبِي أَسِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ، إِذَا قَالَتِ النَّائِحَةُ وَاعَضُدَاهُ، وَانَاصِرَهُ، وَاكَاسِيَاهُ، جُبِذَ الْمَيِّتُ وَقِيْلَ لَهُ: أَنْتَ عَضُدُهَا، أَنْتَ نَاصِرُهَا، أَنْتَ كَاسِيهَا.)) فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ فَقَالَ: وَيْحَكَ أُحَدِّثُكَ عَنْ أَبِي مُوْسَى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا؟ فَأَيُّنَا كَذَبَ؟ فَوَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ عَلٰى أَبِي مُوْسَى، وَلَا كَذَبَ أَبُوْ مُوْسَى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٩٥٤)

"سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میت کو زندوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے: ہائے میرے بازو! ہائے میرے مددگار! ہائے مجھے کپڑے پہنانے والے! تو فرشتے میت کو جھنجوڑتے اور کہتے ہیں: تو اس کا بازو تھا؟ تو اس کا مددگار تھا؟ تو اس کو کپڑے پہناتا تھا؟" اسید کہتے ہیں: میں نے (تعجب کرتے ہوئے) کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (سورۂ انعام: ١٦٤) یعنی: "کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" لیکن موسی بن ابی موسیٰ نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، میں تجھے سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس طرح کہتا ہے؟ ہم میں سے کس نے جھوٹ بولا؟ اللہ کی قسم! میں نے سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں بولا اور نہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔"

فوائد: ......((يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) یعنی: میت کو اس پر اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو سیّدنا عمر اور ان کے بیٹے سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی بھول چوک کا نتیجہ قرار دیا، حالانکہ بات اس طرح نہیں ہے۔ دراصل سیدہ کو اس حدیث کا علم نہیں تھا۔ یہی حدیث سیّدنا مغیرہ بن شعبہ اور سیّدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کی ہے، یہ کل چار صحابہ ہو گئے۔

(٣٠٧٤) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١٠٠٣، وابن ماجه: ١٥٩٤ (انظر:)

یہاں یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے یہ تھی سیّدنا عمر اور سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما حدیث اس طرح بیان نہیں کر رہے، جس طرح آپ ﷺ نے بیان کی تھی، لیکن وہ کتنے خوبصورت اور نرم انداز میں اپنا مدّعا بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ یہ لوگ نہ خود جھوٹے ہیں اور نہ کوئی ان کو جھٹلا سکتا ہے، بس اِن کو سننے میں کوئی غلطی لگ گئی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سیّدنا عمر اور ان کے بیٹے کی بیان کردہ حدیث آپ ﷺ کی ہی اشاد فرمائی ہوئی تھی۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ پر برقرار ہے کہ اس میں میت کا کیا قصور ہے کہ نوحہ کرنے والوں کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کا بھی قانون ہے کہ نیک یا بداعمال میں کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہوگا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک آیت کا ذکر کیا ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر علمائے اسلام نے اس حدیث کے اشکال کو یوں دور کیا ہے:

(۱) میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب اس وقت ہوتا ہے، جب یہ اس کا طریقہ ہو اور اس نے اپنی زندگی میں اپنے گھر والوں کو اس پر برقرار رکھا ہو، یا اس کے سامنے اس کے گھر والے نوحہ کرتے ہوں اور اس نے ان کو نہ منع کیا ہو یا اپنے بارے میں یہ وصیت کی ہو کہ اس کی میت پر رویا جائے۔ بصورتِ دیگر وہ عذاب کا مستحق نہیں ہوگا۔

(۲) جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ یہ عذاب اس وقت ہوتا ہے جب میت نوحہ کرنے کی وصیت کر کے جائے، اور قدیم زمانے میں لوگ اس طرح کرتے تھے، جیسے طرفہ بن معبد نے کہا: "اذا انا مت فابکینی بما انا اھلہ وشقی علی الجیب یا ام معبد" جب میں مر جاؤں تو مجھ پر اتنا رونا کہ جتنا میں اس کا اہل ہو اور مجھ گریبان چاک کر دینا، ام معبد!

(۳) نوحہ کی وجہ سے کافر میت کو عذاب ہوتا ہے، نہ کہ مومن کو، لیکن یہ ایک بعید تاویل ہے۔

(۴) جب مرنے والا ظالم ہو اور اس کے ظالمانہ افعال کا تذکرہ کرتے ہوئے نوحہ کیا جائے تو ان برائیوں کی وجہ سے اسے مزید عذاب ہوتا ہے۔

(۵) عذاب سے مراد فرشتوں کا میت کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، جیسے سیّدنا ابو موسی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے: او میرے بازو! او میرے مددگار! او مجھے لباس پہنانے والے! تو میت کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور فرشتہ اسے ڈانٹتے ہوئے کہتا ہے: تو اس کا بازو ہے، تو اس کا مددگار ہے، تو اس کو لباس پہنانے والا ہے۔ (اسی باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے)

(۶) عذاب سے مراد میت کا نوحہ کی وجہ سے اپنے اہل کے لیے تکلیف محسوس کرنا ہے، کیونکہ اس کو ان پر ترس آتا ہے۔

پہلی دو وجوہات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہیں، اگر کسی میت میں وہ دونوں نہ پائی جاتی ہوں تو ان شاء اللہ نوحہ کی وجہ سے اسے عذاب نہیں ہوگا، بالخصوص جب وہ نوحہ نہ کرنے نصیحت بھی کر گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو مخصوص احادیث بیان کیں کہ میت کو عذاب ہو رہا ہے اور اہل میت رو رہے ہیں، اِن احادیث کا نوحہ کی وجہ عذاب ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث سے کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ یہ مخصوص واقعات

ہیں، جبکہ ہم وضاحت بھی کر آئے ہیں کہ ہر رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس خاندان میں نوحہ کیا جاتا ہو، یا کسی شخص کو اپنی فوتگی کے موقع پر نوحہ کیے جانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں نوحہ نہ کرنے کی وصیت ضروری ہے۔

3 ..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ مَنْ غَيْرِ نَوْحٍ

نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان

(٣٠٧٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ رضي الله عنه قَالَتْ امْرَأَةٌ: هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ! وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتِ امْرَأَتُهُ: هَنِيْئًا لَكَ يَا بْنَ مَظْعُوْنٍ! بِالْجَنَّةِ، فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهَا نَظْرَةَ غَضَبٍ، فَقَالَ: ((وَمَا يُدْرِيْكِ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَارِسُكَ وَصَاحِبُكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي (وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا بِهِ).)) فَأَشْفَقَ النَّاسُ عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ (وَفِي رِوَايَةٍ: رُقَيَّةُ) ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ ((الْحَقِي بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ الْخَيِّرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ.)) فَبَكَتِ النِّسَاءُ، فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ: ((مَهْلًا يَاعُمَرُ!)) ثُمَّ قَالَ: ((اِبْكِيْنَ وَإِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَالْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ، وَمَا كَانَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ایک عورت نے کہا: اے عثمان بن مظعون! آپ کو جنت مبارک ہو۔ دوسری روایت میں ہے: ان کی بیوی نے کہا: اے ابن مظعون! آپ کو جنت کی مبارک ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا: ((آپ کو کیسے معلوم ہوا؟)) اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے شہ سوار اور صحابی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا، جبکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور اس کے ساتھ کیا ہوگا۔'' یہ سن کر لوگ سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارے میں فکر مند ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب یا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے پیش رو صالح اور نیک سیرت فرد عثمان بن مظعون کو جا ملو۔'' پس عورتیں رونے لگیں اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے سے مارنا شروع کر دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ روک لیا اور فرمایا: ''عمر ٹھہر جاؤ۔'' پھر فرمایا: ''روؤ روؤ، البتہ شیطانی چیخ و پکار سے بچنا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

(٣٠٧٥) تخريج: .....اسناده ضعيف، لضعف علي بن زيد بن جدعان، ولين يوسف بن مهران أخرجه الطيالسي: ٢٦٩٤، والطبراني: ٨٣١٧، والحاكم: ٣/ ١٩٠ (انظر: ٢١٢٧، ٣١٠٣)

مِنَ الْيَدِ وَاللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ .)) (مسند احمد: ۲۱۲۷)

''جو رونا آنکھ اور دل سے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جذبۂ رحمت کی بنا پر ہوتا ہے، اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''

(۳۰۷۵)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ مِثْلَهُ) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((فَمِنَ الشَّيْطَانِ)) وَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى شَفِيْرِ الْقَبْرِ وَفَاطِمَةُ إِلَى جَنْبِهِ تَبْكِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَيْنَ فَاطِمَةَ بِثَوْبِهِ رَحْمَةً لَهَا۔ (مسند احمد: ۳۱۰۳)

''(دوسری سند) اس میں ''پس وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔'' کے بعد یہ اضافہ ہے: پھر رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ کر رونے لگیں۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے ان کی آنکھوں کو اپنے کپڑے سے پونچھنے لگے۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کا غصے سے دیکھنا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی مبارک دے کر ایک غیبی امر پر اطلاع پانے کا دعوی کر رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو سمجھانا چاہا کہ بیشک کوئی بندہ نیک ہو سکتا ہے، لیکن جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اطلاع نہیں دے گا، اس وقت کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فکر مند ہونا، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ صحابی دوسرے صحابہ کے نزدیک نیک اور صالح فرد تھے، لیکن بعد میں جب آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کی وفات پر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تو صحابہ مطمئن ہو گئے۔ حدیث میں مذکورہ خواتین کا رونا جائز تھا، لیکن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ناجائز سمجھ کر روکنا چاہا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو روکنے سے منع کر دیا۔

(۳۰۷٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ فِي قِصَّةِ مَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا الصَّبِيَّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَكِيْدُ بِنَفْسِهِ، قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور بچے کو بلوایا، پھر اسے اپنے سینہ سے لگا لیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس وقت حالتِ نزع میں تھے، اتنے میں آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہو رہا ہے، لیکن ہم بات صرف وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو راضی کرے گی، اے ابراہیم! اللہ کی قسم! ہم

(۳۰۷۵) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۷٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۲۳۱۵، وأخرج بنحوه البخاري: ۱۳۰۳ (انظر: ۱۳۰۱٤)

وَاللّٰهِ! إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ .)) تیری وجہ سے یقینا غمگین ہیں۔“
(مسند احمد: ۱۳۰۴۵)

فوائد: ...... صحیح بخاری میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: (جب رسول اللہ ﷺ سیّدنا ابراہیم ؓ کو عالم نزع میں دیکھ کر رونے لگے) تو سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔“ پھر آپ ﷺ کے مزید آنسو بہنے لگے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے کہا: سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف ؓ کی اسی حدیث میں یہ الفاظ بھی واقع ہوئے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ رو رہے ہیں، کیا آپ نے رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تو اِن دو قسم کی بری اور بیوقوف آوازوں سے منع کیا ہے: (۱) گانے والی آواز، جو کہ لہو، کھیل اور شیطان کی بانسری ہے اور (۲) مصیبت کے وقت کی آواز، یعنی چہرے کو نوچنا، گریبان کو چاک کرنا اور شیطان کی آواز (یعنی چیخ و پکار)، یہ میرا رونا تو رحمت ہے اور جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“ (فتح الباری: ۳/ ۲۲۴)

(۳۰۷۷) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ فَاطِمَةَ ؓ بَكَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ، يَا أَبَتَاهُ إِلٰى جِبْرِيلَ أَنْعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ. (مسند احمد: ۱۳۰۶۲)

”سیّدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر روئیں اور کہا: اے ابا جان! آپ اپنے ربّ کے کتنے قریب ہو گئے ہیں، اے ابا جان! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ اے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے۔“

(۳۰۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسٰى عَنْ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَيِّتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَهْلُهُ يَبْكُونَ، فَقُلْتُ: أَتَبْكُونَ وَهٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((دَعْهُنَّ يَبْكِينَ مَا دَامَ عِنْدَهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَتْ فَلَا يَبْكِينَ)) فَقَالَ جَابِرٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ حُمَيْدٍ الْقُرَشِيَّ فَقَالَ: مَاذَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: إِذَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ. (مسند احمد: ۲٤۱۵۲)

”سیّدنا عمر ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انصاریوں کے ہاں ایک قریب الموت آدمی کے پاس گئے، اس کے اہل وعیال رو رہے تھے۔ میں نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو، جب تک یہ آدمی ان کے پاس ہے، ان کو رونے دو، جب واجب ہو جائے گی تو یہ نہ روئیں۔“ جابر کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث عمر بن حمید قرشی کو سنائی، انہوں نے پوچھا: ”واجب ہو جائے گی“ کا کیا معنی ہے؟ کہا: جب اس کو قبر میں داخل کر دیا جائے۔“

(۳۰۷۷) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤٤٦٢ (انظر: ۱۳۰۳۱)

(۳۰۷۸) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٦/ ٥٢ (انظر: ۲۳۷٥۱)

فوائد: ......''جب واجب ہو جائے گی'' اس سے مراد موت ہے، جیسا کہ سنن اور مؤطا کی مرفوع روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس کے معانی دفن بیان کرنا، یہ راوی کا ذاتی فہم ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے۔ موت واقع ہو جانے کے کوئی نہ روئے، ظاہر ہے کہ دوسری روایات کی روشنی میں اس سے مراد رونے کی ممنوعہ قسم ہے، جس میں چیخ و پکار ہو یا بلند آواز سے رونا ہو، کیونکہ رونا تو آپ ﷺ سے فعلاً بھی ثابت ہے، بلکہ اس کو رحمت قرار دے کر اس کی تعریف کی گئی ہے۔

(٣٠٧٩) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عُمَرَ ؓ فِي السُّوْقِ وَمَعَهُ سَلَمَةُ بْنُ الْأَزْرَقِ إِلٰى جَنْبِهِ فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ يَتْبَعُهَا بُكَاءٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ؓ: لَوْ تَرَكَ أَهْلُ هٰذَا الْمَيِّتِ الْبُكَاءَ لَكَانَ خَيْرًا لِمَيِّتِهِمْ، فَقَالَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَزْرَقِ: تَقُوْلُ ذَالِكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ!؟ قَالَ: نَعَمْ، أَقُوْلُهُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ وَمَاتَ مَيِّتٌ مِنْ أَهْلِ مَرْوَانَ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: قُمْ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ! فَانْهَهُنَّ أَنْ يَبْكِيْنَ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ؓ: دَعْهُنَّ فَإِنَّهُ مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُنَّ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْفُؤَادَ مُصَابٌ، وَإِنَّ الْعَهْدَ حَدِيْثٌ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ؓ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَأْثُرُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ٥٨٨٩)

''محمد بن عمرو کہتے ہیں: میں بازار میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ان کے پہلو میں سلمہ بن ازرق بھی موجود تھے، ایک جنازہ گزرا، اس کے ساتھ لوگ روتے جا رہے تھے، سیّدنا ابن عمر ؓ نے کہا: اگر اس میت والے یہ لواحقین رونا ترک کر دیں تو اس میت کے حق میں بہتر ہوگا۔ سلمہ بن ازرق نے کہا: ابوعبد الرحمٰن! آپ یہ بات کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، میں کہہ رہا ہوں۔ سلمہ بن ازرق نے کہا: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے سنا، جبکہ مروان کے اہل میں سے کوئی فوت ہو گیا تھا، عورتیں جمع ہو کر رونے لگیں، مروان نے کہا: عبد الملک! اٹھو اور جا کر ان عورتوں کو رونے سے منع کرو۔ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: انہیں رونے دو، رسول اللہ ﷺ کا ایک رشتہ دار فوت ہو گیا تھا، عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں، سیّدنا عمر بن خطاب ؓ انہیں روکنے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے اٹھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب، انہیں چھوڑو، آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غمگین ہیں اور مصیبت کا وقت بھی قریب ہے۔'' سیّدنا ابن عمر ؓ نے کہا: کیا آپ نے یہ حدیث سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے خود سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: کیا وہ اسے نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔''

(٣٠٧٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة حال سلمة بن الأزرق أخرجه ابن ماجه: ١٥٨٧، والنسائی: ٤/ ١٩ (انظر: ٥٨٨٩، ٧٦٩١)

فوائد: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تو واضح طور پر پتہ چل رہا ہے کہ آپ ﷺ اپنے قرابتدار کی مرگ پر اس رونے کی اجازت دے رہے تھے، جو شریعت میں جائز ہے، یعنی آنکھوں سے آنسو بہنا اور دل کا غمگین ہونا۔

(۳۰۸۰) عَنْ إِبْرَهِيْمَ الْهَجَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رضي الله عنه وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَمَاتَتْ ابْنَةٌ لَهُ وَكَانَ يَتْبَعُ جَنَازَتَهَا عَلٰى بَغْلَةٍ خَلْفَهَا، فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ، فَقَالَ: لَا تَرْثِيْنَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمَرَاثِي، فَتُفِيْضُ إِحْدَاكُنَّ مِنْ عَبَرَاتِهَا مَا شَاءَتْ، كَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَدْعُوْ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ فِي الْجَنَازَةِ هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ۱۹۳۵۳)

”سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، جو بیعتِ رضوان کرنے والے صحابہ میں سے تھے، کی بیٹی کا انتقال ہو گیا۔ وہ ایک خچر پر سوار جنازہ کے پیچھے جا رہے تھے، اتنے میں عورتیں رونے لگیں، انہوں نے کہا: مرثیے مت کہو، رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔ البتہ جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو۔ پھر انہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد بھی دو تکبیروں کے درمیان وقفہ کے برابر کھڑے ہو کر دعائیں کرتے رہے۔ پھر کہا: رسول اللہ ﷺ بھی جنازہ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔“

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنازے میں چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا کرنا بھی ثابت ہے۔

(۳۰۸۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى بَعْضِ بَنَاتِهِ، وَهِيَ فِي السَّوْقِ، فَأَخَذَهَا وَوَضَعَهَا فِي حِجْرِهِ حَتّٰى قُبِضَتْ فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَتْ أُمُّ أَيْمَنَ، فَقِيْلَ لَهَا: أَتَبْكِيْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَلَا أَبْكِي وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْكِي، قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَبْكِ، وَهٰذِهِ رَحْمَةٌ إِنَّ الْمُؤْمِنَ تَخْرُجُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (وَفِي لَفْظٍ)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک صاحب زادی کے ہاں تشریف لائے، جبکہ وہ عالَمِ نزع میں تھی، آپ ﷺ نے اس کو پکڑا اور اپنی گود میں رکھا، اس وقت اس کی روح پرواز کر گئی، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے، سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں، ان سے کسی نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے رو رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں کیوں نہ روؤں، رسول اللہ ﷺ بھی تو رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو نہیں رو رہا، یہ تو رحمت ہے۔ مومن کی روح اس کے پہلوؤں

(۳۰۸۰) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف ابراهیم بن مسلم الهجری شیخ البانی نے ابن ماجہ کی روایت کو صحیح کہا، اس میں چار تکبیرات اور چوتھی تکبیر کے بعد دعا کرنے کا ذکر ہے، اس کا صحیح سند کے ساتھ ایک موقوف شاہد سنن بیہقی میں ہے۔ (ملاحظہ ہو: احکام الجنائز للألبانی: صـ۱۲٦)۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۵۰۳، ۱۵۹۲ (انظر: ۱۹۱٤۰)

(۳۰۸۱) تخریج: ......حدیث حسن۔ أخرجه الترمذی فی ”الشمائل“: ۳۱۸، وابن ابی شیبة: ٤/ ۳۹٤، وعبد بن حمید: ۵۹۳ (انظر: ۲٤۱۲)

إِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، إِنَّ نَفْسَهُ تَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند احمد: ٢٤١٢)

سے نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: مومن ہر حال میں ہر قسم کی بھلائی پر ہوتا ہے، جب اس کی روح اس کے پہلوؤں سے نکل رہی ہوتی ہے تو وہ اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے۔"

فوائد: ......اس صاحب زادی سے مراد آپ ﷺ کی نواسی تھیں، اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ اور سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا دونوں ہی رو رہے تھے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام ایمن کا رونا آواز کے ساتھ تھا، اگرچہ وہ نوحہ نہیں تھا اور آپ ﷺ کا رونا بلا آواز تھا، جو دل کے نرم ہونے پر دلالت کرتا ہے، آپ ﷺ کا اپنے رونے کی نفی کرنا، اس سے مراد یہ تھا کہ آپ ﷺ اس کی طرح تو نہیں رو رہے تھے۔ اس حدیث سے ایک اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ مسلمان کو بڑی سے بڑی آزمائش پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونے کا اظہار کرنا چاہیے۔

(٣٠٨٢) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْضُ بَنَاتِهِ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا ابْنًا أَوِ ابْنَةً، قَدِ احْتُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا يَقْرَأُ السَّلَامَ، وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَقَامَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ إِلٰى حِجْرِ أَوْ فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، وَفِي الْقَوْمِ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَأُبَيٌّ أَحْسِبُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءُ)) (مسند احمد: ٢٢١١٩)

"سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کو اطلاع بھجوائی کہ اس کا بیٹا یا بیٹی نزع کے عالم میں ہے، لہٰذا آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے جواباً اپنی بیٹی کو سلام بھجوایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ جو لے لے اور جو دے دے، سب کچھ اسی کا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اجر کی امید رکھے۔" لیکن اس دفعہ بیٹی نے قسم دے کر آپ ﷺ کو دوبارہ بلوایا۔ سو آپ ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے۔ بچے کو آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا گیا، اس وقت اس کی روح پرواز کر رہی تھی۔ لوگوں میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور میرا خیال ہے کہ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ ﷺ نے

(٣٠٨٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٥٥، ٦٦٥٥، وأخرج بنحوه مسلم: ٩٢٣ (انظر: ٢١٧٧٦)

فرمایا: ''یہ رحمت ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے، رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مہربان بندوں پر رحم کرتا ہے۔''

فوائد: ...... بیٹا یا بیٹی کہنا، یہ کسی راوی کو شک ہے، یہ بیٹی ہی تھیں، ان کا نام سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا تھا، جن کو اگلی حدیث میں اُمیمہ کہا گیا ہے۔

(۳۰۸۳)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأُمَيْمَةَ ابْنَةِ زَيْنَبَ وَنَفْسُهَا تَقَعْقَعُ، كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ، فَقَالَ: ((لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى.)) قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَبْكِي؟ أَوَلَمْ تَنْهَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.)) (مسند احمد: ۲۲۱٤۲)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ کے پاس سیدہ امیمہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو لایا گیا، وہ عالَم نزع میں تھیں اور پرانے مشکیزے کی طرح لگ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جو لے اور جو دے دے، سب اسی کا ہے اور ہر چیز کا ایک وقتِ مقرر ہے۔'' یہ کہتے ہی رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ رو رہے ہیں؟ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں فرمایا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔''

فوائد: ...... یعنی اس کے سانس اکھڑنے کی آواز پرانے مشکیزے میں پانی کے چھلکنے کی آواز کی طرح تھی۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۰۸٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ ابْنِي يُقْبَضُ، فَأْتِنَا، ...... فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۳۲)

''(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ اس کا بیٹا فوت ہو رہا ہے، لہٰذا آپ تشریف لائیں، ...... الحدیث۔''

فوائد: ...... اس حدیث سے یہ سبق بھی ملا کہ تعزیت کے لیے اور کسی کو تسلی دلانے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ جو لے اور جو دے دے، سب کچھ اسی کا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس چاہیے کہ وہ

(۳۰۸۳) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأول

(۳۰۸٤) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأول

صبر کرے اور اجر کی امید رکھے۔'' اس دعا میں صبر پر آمادہ کیا جا رہا ہے اور یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونا چاہیے۔

(۳۰۸۵) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ ؓ لَمَّا مَاتَ حَضَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾۔ (مسند احمد: ۲۵۶۱۰)

''سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب سیّدنا سعد بن معاذ ؓ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر ؓ وہاں تشریف لائے، سیدہ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں ابوبکر اور عمر ؓ کے رونے کی آواز علیحدہ علیحدہ پہچان رہی تھی، حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی، وہ صحابہ آپس میں ایسے ہی تھے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (سورۂ فتح: ۲۹) یعنی: ''وہ آپس میں رحم دل تھے۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا تین ابواب کی احادیث کا تعلق رونے، نوحہ کرنے اور اس قسم کے دوسرے امور سے ہے۔ ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس رونے کا تعلق آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم کے ساتھ ہو، وہ جائز ہے، بلکہ اس کی تعریف کی گئی ہے کیونکہ یہ رونا دل کی نرمی کا نتیجہ ہے، اس ضمن میں ایسی آواز بھی نکل سکتی ہے، جس کے سامنے شدتِ غم کی وجہ سے آدمی مغلوب ہو جاتا ہے، اس باب کی آخری حدیث کا تعلق اسی صورت سے ہے کہ جب سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر ؓ، سیّدنا سعد ؓ پر رو رہے تھے تو ان کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ اس کے علاوہ رونے کی ہر صورت کو نوحہ اور خلافِ شرع قرار دیا جائے گا، مثلا بلند آواز سے رونا، واویلا کرنا، اول فول بکنا، چیخنا، جاہلیت والی پکاریں پکارنا، روتے ہوئے یا اونچی آواز سے میت کے فضائل و محاسن اور عادات و اطوار کا تذکرہ کرنا، مثلا: ہائے میرے بازو، ہائے میرے مددگار، او بہادرا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، سر منڈانا، ممنوعہ الفاظ کہنا، اپنے لیے بددعا کرتے ہوئے رونا۔

عام آواز میں میت کی نیکیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے حق میں شہادت دینا درست ہے، مثلا: وہ نمازی تھا، روزے دار تھا، اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار تھا، حقوق العباد ادا کرتا تھا، اس لیے اس کے بارے میں حسن ظن یہ ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے نرم رویہ اختیار کرے گا۔

(۳۰۸۵) تخریج: ...... هذا حديث طويل وله شواهد يصح بها دون قولها: "كانت عينه لا تدمع على احد"۔ أخرجه ابن حبان: ۷۰۲۸، وابن ابى شيبة: ۱۴/ ۴۰۸، وأخرج بعض جمله البخارى ومسلم (انظر: ۲۵۰۹۷)

4 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَعْيِ الْمَيِّتِ

دوسروں کو کسی کے مرنے کی خبر دینا

(٣٠٨٦) عَنْ بِلَالِ الْعَبَسِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه أَنَّـهُ كَانَ إِذَا مَاتَ لَهُ مَيِّتٌ قَالَ: لَا تُـؤْذِنُـوْا بِـهِ أَحَدًا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ نَـعْيًـا، إِنِّـي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ النَّعْيِ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤٨)

''جب سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ کہتے: کسی کو اس کے فوت ہونے کی اطلاع نہ دو، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ خبر دینا اطلاع کرنے کی ممنوعہ صورت نہ بن جائے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے کسی کے مرنے کی اطلاع دینے سے منع فرمایا۔''

(٣٠٨٧)(وَعَـنْـهُ مِـنْ طَـرِيْقٍ ثَـانٍ) عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَـالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّعْيِ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٥٩)

''(دوسری سند) سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے مرنے کی اطلاع نشر کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(٣٠٨٨) عَـنْ أَبِـي الزُّبَيْرِ قَالَ: سُئِلَ جَابِرٌ عَـمَّـا يُـدْعٰى لِلْمَيِّتِ؟ فَقَالَ: مَا أَبَاحَ لَنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا أَبُوْ بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ رضي الله عنهما۔ (مسند احمد: ١٤٩٠٧)

''ابوزبیر کہتے ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے میت کے لیے دی جانے والی پکار کے بارے میں پوچھا گیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اور سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں اس کی اجازت نہیں دی۔''

فائدہ: ...... ''نَعْیٌ'' یا ''نَعِیٌّ'' کے لغوی معانی ہیں: کسی کی موت کی خبر دینا۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، جبکہ جب آپ ﷺ نے بعض لوگوں کی موت کا اعلان کیا تو اس وقت یہی الفاظ استعمال کیے گئے، مثلا: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَـعَـى الـنَّجَاشِيَّ فِيْ الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، خَرَجَ اِلَى الْـمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا۔)) یعنی: ''جس دن نجاشی فوت ہوا، اسی دن آپ ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی، پھر نماز گاہ کی طرف نکلے، لوگوں کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیرات کہیں۔'' (بخاری: ١٢٤٥) اسی طرح سیّدنا جعفر، سیّدنا زید اور سیّدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اعلان بھی کیا گیا۔

ان روایات میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جس اعلان کا مقصد یہ ہو کہ قریبی رشتہ دار اور دوسرے مسلمان جمع ہو کر غسل وغیرہ کے مراحل طے کریں اور جنازے کے وقت کا تعین کر کے میت کو قبرستان لے جا کر نماز جنازہ ادا کریں تو یہ عمل درست ہے اور آپ ﷺ نے یہی اعلان کیا تھا، بہرحال اس ضمن میں بھی اعلانات کی کثرت سے گریز کرنا چاہیے۔

(٣٠٨٦) تـخـريـج: ......اسناه ضعيف لانقطاعه، بلال العبسى لم يسمع من حذيفة أخرجه ابن ماجه: ١٤٧٦، والترمذى: ٩٨٦ (انظر: ٢٣٤٥٥)

(٣٠٨٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣٠٨٨) تخريج: ......اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن أخرجه ابن ماجه: ١٥٠١ (انظر: ١٤٨٤٦)

اس کے علاوہ ہر ایک صورت ممنوع ہے، مثلا: میت کے محاسن و مناقب بیان کرتے ہوئے اطلاع دینا، مرثیے پڑھتے ہوئے اعلان کرنا، شہداء کے بینرز لکھوانا، اشتہار چھپوانا، دیواروں پر لکھنا اور دس پندرہ پندرہ دن تشہیر کے اس انداز پر صرف کر دینا، رکشوں وغیرہ پر لاؤڈ سپیکر لگا کر ایک شہر کی گلی گلی میں اعلانات کی بھرمار کر دینا، بلاضرورت بازاروں میں اونچے مقامات پر کھڑے ہو کر مرگ کی اطلاع دینا۔ علی ہذا القیاس۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الْإِحْدَادِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر سوگ منانے کا بیان

(۳۰۸۹) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.)) (مسند احمد: ۲۷۲۹۰)

”زوجۂ رسول سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے سنا کہ ”جس عورت کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اس کے لیے کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے، ماسوائے خاوند کے، کہ اس کے لیے چار ماہ دس دن (سوگ ہے)۔“

فوائد: ......سوگ میں خاتون کو زینت ترک کرنا پڑتی ہے، آنے والی چوتھی حدیث اور اس کے فوائد میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۳۰۹۰) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنهما قَالَتْ: تُوُفِّيَ حَمِيْمٌ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ رضي الله عنها فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ، فَمَسَحَتْ بِذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰذَا لِشَيْءٍ سَمِعْتُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لِأَنَّ) رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةً وَعَشْرًا.)) (مسند احمد: ۲۷۳۰۲)

”سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ایک رشتہ دار فوت ہو گیا، انہوں نے خوشبو منگوا کر بازوؤں پر لگائی اور کہا: میں نے خاص وجہ کی بنا پر ایسے کیا اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اس کے لیے کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے، ماسوائے خاوند کے، کہ اس کے لیے چار ماہ دس دن (سوگ ہے)۔“

(۳۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۳۰۸۹) تخريج: ......أخرجه البخارى: ۱۲۸۲، ومسلم: ۱۴۸۷ (انظر: ۲۶۷۵۴)

(۳۰۹۰) تخريج: ......أخرجه البخارى: ۵۳۳۹، ومسلم: ۱۴۸۶ (انظر: ۲۶۷۶۶)

(۳۰۹۱) تخريج: ......اسناده على شرط مسلم أخرجه عن عائشة مسلم: ۱۴۹۱ (انظر: ۲۴۰۹۲، ۲۶۴۵۴)

قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ.)) (مسند احمد: ٢٦٩٨٦)

(٣٠٩٢) وَعَنْ حَفْصَةَ رضي الله عنها مِثْلُهُ (وَزَادَتْ بَعْدَ "إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ": ((فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) (مسند احمد: ٢٦٩٨٥)

(٣٠٩٣) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُحِدَّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا عَصْبًا، وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا إِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا، فَإِذَا طَهُرَتْ مِنْ حَيْضِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ)) (مسند احمد: ٢١٠٧٥)

فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے، ماسوائے خاوند کے۔''

''سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ "إِلَّا زَوْجٍ" کے الفاظ کے بعد یہ الفاظ ہیں: پس وہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے گی۔''

''سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ نہ منائے، سوائے خاوند پر، اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے گی، اس دوران وہ رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، لیکن رنگے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے، سرمہ نہ لگائے، خوشبو استعمال نہ کرے، مگر جب ایام حیض سے پاک ہو تو تب تھوڑی سی قسط یا اظفار کی خوشبو استعمال کر لے۔''

فوائد: ...... سنن ابوداود اور سنن نسائی کی روایت میں ((وَلَا تَخْتَضِبْ)) (اور مہندی نہ لگائے) اور سنن نسائی کی روایت میں ((وَلَا تَمْتَشِطُ)) (اور کنگھی بھی نہ کرے) کے الفاظ کی زیادتی ہے۔ اس حدیث میں سوگ منانے والی خاتون کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ ''لیکن رنگے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے۔'' اس سے مراد وہ کپڑا ہے جس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے کی گئی ہو۔ آج کل عام طور پر خواتین ان شرائط کی قطعی طور پر کوئی لحاظ نہیں کرتی، جبکہ اس معاملے میں درج ذیل حدیث سے سختی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سرمہ مت لگاؤ، (زمانۂ جاہلیت میں تو) تمہیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا، یا (راوی کو شک ہے کہ یہ فرمایا کہ) بدترین گھر میں وقت گزارنا پڑتا تھا، جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گزرتا اور وہ اس پر مینگنی پھینکتی (تب عدت سے باہر آتی) لہٰذا تم سرمہ نہ لگاؤ جب تک کہ چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔'' (بخاری: ٥٣٣٨، مسلم: ١٤٨٦)

(٣٠٩٢) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ١٤٩٠ (انظر: ٢٦٤٥٣)

(٣٠٩٣) تخریج: ...... أخرجه البخاري: ٥٣٤٢، ومسلم: ص ١١٢٨ (انظر: ٢٠٧٩٤)

(۳۰۹۴) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ الثَّالِثَ مِنْ قَتْلِ جَعْفَرٍ، فَقَالَ: ((لَا تُحِدِّيْ بَعْدَ يَوْمِكِ هٰذَا)) (مسند احمد: ۲۷۶۲۳)

''سیدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تیسرے دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آج کے بعد سوگ نہ کرنا۔''

(۳۰۹۵) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: لَمَّا أُصِيْبَ جَعْفَرٌ أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((قُوْمِيْ اِلْبَسِيْ، ثَوْبَ الْحِدَادِ، ثَلَاثًا، ثُمَّ اصْنَعِيْ مَا شِئْتِ.)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ مِثْلَهُ (مسند احمد: ۲۸۰۱۵)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کا سانحہ پیش آیا تو نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا، اٹھو! تین دن کے لیے سوگ کا لباس پہن لو، اس کے بعد جو چاہو کرنا۔''

فوائد: ...... سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بالاتفاق سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ لیکن سابقہ احادیث میں بیوی کو چار ماہ دس دن سوگ میں رہنے کا حکم دیا گیا اور اس حدیث میں صرف تین دن کا، اس تضاد کو کیسے دور کیا جائے؟ یا اس کی کیا وجہ ہے؟ مختلف شارحین نے مختلف جوابات دیئے ہیں:

(۱) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے افسوس میں مبالغے اور غلوّ سے کام نہ لیں، بلکہ اب سوگ والی عام حالت اختیار کر کے دوسرے اہل میت کی طرح اپنے کام کاج میں مصروف ہو جائیں، وگرنہ اصل عدت تو چار ماہ دس دنوں تک جاری رہے گی۔

(۲) یہ حدیث شاذ ہے، کیونکہ اس میں دوسری احادیث صحیحہ کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

(۳) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اور تیسرے دن بچہ پیدا ہو گیا تھا، اس لیے ان کی عدت ختم ہو گئی تھی، کیونکہ حاملہ خاتون کی عدت وضع حمل ہے۔

* * * *

(۳۰۹۴) تخریج: ...... هذا حديث اختلف في وصله وارساله، وارساله اصح، لكن صححه الامام احمد وقال ابن حجر: قوي الاسناد۔ أخرجه ابن حبان: ۳۱۴۸، والطبراني في "الكبير": ۲۴/ ۳۶۹، والبيهقي: ۷/ ۴۳۸ (انظر: ۲۷۰۸۳، ۲۷۴۶۸)

(۳۰۹۵) تخریج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

اَبْوَابُ غُسْلِ الْمَیِّتِ
میت کو غسل دینے کے مسائل

1 ..... بَابُ مَنْ یَلِیْهِ وَرِفْقِهِ بِهِ وَسَتْرِهِ عَلَیْهِ وَثَوَابِ ذٰلِكَ
میت کے امور کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا اور اس کے ساتھ نرمی کرنے اس پر پردہ ڈالنے اور اس کے ثواب کا بیان

(۳۰۹۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَأَدّٰی فِیْهِ الْأَمَانَةَ، وَلَمْ یُفْشِ عَلَیْهِ مَا یَکُوْنُ مِنْهُ عِنْدَ ذَالِكَ، خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) وَقَالَ: ((لِیَلِهِ أَقْرَبُکُمْ مِنْهُ، إِنْ کَانَ یَعْلَمُ، فَإِنْ کَانَ لَا یَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ أَنَّ عِنْدَهُ حَظًّا مِنْ وَرَعٍ وَأَمَانَةٍ.)) (مسند احمد: ۲۵۳۹۳)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کو غسل دے، (اس سلسلہ کے تمام امور کی) ادائیگی میں امانت کا خیال رکھے اور میت کی (پردہ والی اور ناپسندیدہ چیزوں کا) افشا نہ کرے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میت کا قریبی رشتہ دار اس کے امور کا ذمہ دار بنے، بشرطیکہ اسے (ان امور کا) علم ہو، وگرنہ جس کو تم تقوے اور امانت والا سمجھو (اس کو یہ ذمہ داری سونپ دو)۔''

(۳۰۹۷) عَنْ صَالِحٍ أَبِی حُجَیْرٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ خُدَیْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَکَانَتْ لَهُ

''صحابیٔ رسول سیّدنا معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو شخص میت کو غسل اور کفن دے، پھر اس کے ساتھ جائے اور اس کے

(۳۰۹۶) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی، ویحیی الجزارُ لم یذکروا له سماعا من عائشة أخرجه الطبرانی فی "الأوسط": ۳۵۹۹، والبیهقی: ۳/ ۳۹۶ (انظر: ۲۴۸۸۱)

(۳۰۹۷) تخریج: ......اسناده ضعیف لجهالة حال صالح أبی حجیر بن حجیر، ثم ان فی سماع ثابت من صالح شکا، أشار الیه ابوزرعة العراقی فی "ذیل الکاشف" أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ٤/ ۲۷۵، وابن سعد: ۷/ ۵۰۳ (انظر: ۲۷۲۵۸)

صُحْبَةٌ، مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَتَبِعَهُ وَوَلِيَ جُثَّتَهُ، رَجَعَ مَغْفُوْرًا لَهُ۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ أَبِي: لَيْسَ بِمَرْفُوْعٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٨٠٠)

دفن کا اہتمام کرے تو بخشا بخشایا واپس آئے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: یہ مرفوع نہیں ہے۔“

فوائد: …… یہ حدیث حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔

(٣٠٩٨) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ؓ: أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبَضَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَغَسَّلُوْهُ وَكَفَّنُوْهُ وَحَنَّطُوْهُ وَحَفَرُوْا لَهُ وَأَلْحَدُوْا لَهُ وَصَلَّوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلُوْا قَبْرَهُ فَوَضَعُوْهُ عَلَيْهِ اللَّبِنَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنَ الْقَبْرِ ثُمَّ حَثَوْا عَلَيْهِ التُّرَابَ، ثُمَّ قَالُوْا: يَا بَنِيْ آدَمَ! هٰذِهِ سُنَّتُكُمْ۔ (مسند احمد: ٢١٥٦٠)

”سیدنا ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں: فرشتوں نے آدم ؑ کی روح کو قبض کیا، پھر ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور خوشبو لگائی، بعد ازاں ان کی قبر کھودی اور لحد تیار کی۔ پھر ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر میں داخل ہوئے اور ان کو قبر میں اتار دیا، پھر اس پر اینٹیں رکھ کر قبر سے باہر آئے اور اس پر مٹی ڈال کر کہا: اے بنی آدم! تمہارے لیے مردوں کو دفن کرنے کا یہ طریقہ ہے۔“

فوائد: …… یہ روایت تو موقوف اور ضعیف ہے، لیکن ہماری شریعت میں کفن و دفن کا یہی انداز مشروع ہے۔

(٣٠٩٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) (مسند احمد: ٩٢٣٧)

”سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دنیا میں دوسرے آدمی پر پردہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالے گا۔“

فوائد: …… پردہ ڈالنے سے مراد عیب کو چھپانا ہے، یہ حدیث اپنے عموم کی بنا پر زندہ اور میت دونوں کو شامل ہے، زندہ کے عیب کے بارے میں شرعی اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی اصلاح کے لیے ہر ممکنہ شرعی کوشش کی جائے گی، وگرنہ خاموشی، لیکن اگر اس عیب کی وجہ سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوگا، تو اسے آگاہ کیا جائے گا۔

2..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غُسْلِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ لِلْآخَرِ

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینے کا بیان

(٣١٠٠) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: دَخَلَ

”سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ (کی

(٣٠٩٨) تخريج: …… هذا حديث طويل، اسناده ضعيف، عتى بن ضمرة السعدي يضعف فيما يتفرد به لجهالته، وان وثقه بعضهم أخرجه الحاكم: ٢/ ٥٤٥، والطبراني في "الأوسط": ٨٢٥٧، والطيالسي: ٥٤٩، وابن ابي شيبة: ٣/ ٢٤٣، والبيهقي: ٣/ ٤٠٤، وبعضهم يختصره (انظر: ٢١٢٤٠)

(٣٠٩٩) تخريج: …… أخرجه مسلم: ٢٥٩٠ (انظر: ٩٠٤٥)

(٣١٠٠) تخريج: …… أخرجه مسلم: ٢٣٨٧، وأخرجه البخاري: ٥٦٦٦، ٧٢١٧ بلفظ: ((فأستغفر لك وأدعو لك)) بدل: ((فهيأتك ودفنتك)) (انظر: ٢٥١١٣)

عَـلَـيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِئَ فِيْهِ ، فَقُلْتُ: وَا رَأْسَاهُ ، فَقَالَ: ((وَدِدْتُّ أَنَّ ذَالِكَ كَـانَ وَأَنَـا حَيٌّ فَهَيَّأْتُكِ وَدَفَنْتُكِ .))

(مسند احمد: ٢٥٦٢٦)

(٣١٠١)(وَعَـنْهَـا مِـنْ طَـرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْــهِ) قَــالَ: ((مَــا ضَـرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَـغَسَّــلْتُكِ وَكَـفَّـنْتُكِ ، ثُـمَّ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ .)) (مسند احمد: ٢٦٤٣٣)

(٣١٠٢) عَـنْ يَـحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْـنِ الـــزُّبَيْــرِ عَــنْ أَبِيْـهِ عَنْ عَـائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنَ الْأَمْرِ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا نِسَاءُهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٣٧)

مرض الموت) کا آغاز ہوا تو آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے کہا: ہائے میرا سر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو چاہتا ہوں کہ ایسا ہوتا کہ (تم بیمار ہو جانے کے بعد فوت ہو جاتیں) پھر تم کو تیار کر کے دفن کر دیتا۔''

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا کہ اگر تم مجھ سے قبل فوت جاؤ تو میں تم کو غسل دے کر کفن پہناؤں گا اور پھر تمہاری نمازِ جنازہ پڑھ کر تجھے دفن کروں گا۔''

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی تھیں: جس چیز کا مجھے بعد میں پتہ چلا، اگر اس کا پہلے پتہ ہوتا تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔''

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکمل روایت آگے آ رہی ہے، اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی یک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ اس ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مسلک ہے کہ خاوند بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، کیونکہ موت کی وجہ سے ان میں جدائی پیدا ہو جاتی ہے، یہی وجہ یہ ہے کہ بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بہن اُس مرد کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔

اس میں تو کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس بیوی کی بہن اس خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے، یہ شرعی حکم ہے، لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ عقل کو دخل دیتے ہوئے ایک شرعی حکم کی روشنی میں دوسرے شرعی حکم کو ردّ کر دیا جائے، جس نبی نے اپنی زوجۂ محترمہ کو غسل دینے کا عزم کر کے ایک شرعی حکم کی وضاحت کی، اسی کی شریعت کا یہ اصول تھا کہ بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بہن حلال ہو جاتی ہے۔ اگر عقلی نکات کی روشنی میں فیصلے کرنے ہیں تو گزارش ہوگی کہ مرد کا اپنی ساس سے نکاح کرنا حرام ہے، تو کیا بیوی کی وفات کے بعد ساس سے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا کیونکہ بیوی سے بیوی کا رشتہ تو منقطع ہو چکا ہے؟ شرعی احکام کو ہو بہو تسلیم کیا جانا چاہیے، مثلا: بیوی زندہ ہو یا فوت ہو جائے، اس کی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے، بیوی کی وفات کے بعد اس کی بہن، بھتیجی اور بھانجی وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، بیوی کو

(٣١٠١) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٠٢) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه أبو داود: ٣١٤١، وابن ماجه: ١٤٦٤ (انظر: ٢٦٣٠٦)

غسل دینا درست ہے۔ علی ہذا القیاس۔

ابن منذر نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت، اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کو غسل دے، پھر ایسے ہی ہوا تھا، سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام عبداللہ کو غسل دیا تھا، نیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا۔

3 ..... بَابُ تَرْكِ غُسْلِ الشَّهِيْدِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ

شہید کو غسل نہ دینے کا بیان

(۳۱۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((زَمِّلُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَإِنِّي قَدْ شَهِدْتُ عَلَيْهِمْ)) فَكَانَ يُدْفَنُ الرَّجُلَانِ وَثَلَاثَةٌ فِي الْقَبْرِ الْوَاحِدِ، وَيُسْأَلُ أَيُّهُمْ كَانَ أَقْرَأَ لِلْقُرْآنِ فَيُقَدِّمُوْنَهُ، قَالَ: فَدُفِنَ أَبِي وَعَمِّي يَوْمَئِذٍ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۵۹)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: احد کے دن نبی کریم ﷺ شہداء پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ان کو خون سمیت ڈھانپ دو، میں ان کے حق میں گواہی دوں گا۔)) پھر دو دو، تین تین آدمیوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا اور دفن کے وقت یہ پوچھا جاتا ہے کہ ان میں سے کون زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہے، پھر اسے قبر میں مقدم کرتے تھے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس روز میرے والد اور چچا کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔''

(۳۱۰۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا أَشْرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ قَالَ: ((أَشْهَدُ عَلَى هٰؤُلَاءِ، مَا مِنْ مَجْرُوْحٍ جُرِحَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَدْمٰى، اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ، أُنْظُرُوْا أَكْثَرَهُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ، فَقَدِّمُوْهُ أَمَامَهُمْ فِي الْقَبْرِ)) (مسند احمد: ۲۴۰۵۸)

''سیّدنا عبد اللہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ شہدائے احد پر متوجہ ہوئے تو فرمایا: ''میں ان پر گواہ ہوں، جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا، اس کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا، لیکن خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔ اب دیکھو! ان میں سے جس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہو، اسے قبر میں آگے کی طرف رکھو۔''

(۳۱۰۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما عَنِ

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۳۱۰۳) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۵۳ (انظر: ۲۳۶۶۰)

(۳۱۰۴) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الطحاوي في ''شرح مشكل الآثار'': ۲۵۸ (انظر: ۲۳۶۵۸)

(۳۱۰۵) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرج بنحوه البخاري: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، دون ذكر الجرح او الدم۔ (انظر: ۱۴۱۸۹)

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي قَتْلٰى أُحُدٍ: ((لَا تُغَسِّلُوْهُمْ فَإِنَّ كُلَّ جُرْحٍ أَوْ كُلَّ دَمٍ يَفُوْحُ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ (مسند احمد: ١٤٢٣٨)

نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا: ''انہیں غسل نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن ہر زخم یا ہر خون سے کستوری کی خوشبو آئے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔''

(٣١٠٦) عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَرُّوْخَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ دُفِنَ فِيْ ثِيَابِهِ بِدِمَائِهِ وَلَمْ يُغَسَّلْ۔ (مسند احمد: ٥٣١)

''عبد اللہ بن فروخ کہتے ہیں: میں موجود تھا، سیّدنا عثمان بن عفان ؓ کو خون سمیت ان کے کپڑوں میں دفن کیا گیا اور ان کو غسل نہیں دیا گیا۔''

فوائد: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ شہید سے اسلحہ وغیرہ اتار کر اس کو غسل دیئے بغیر اس کو اس کے کپڑوں میں کفن دے کر نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے گا اور مجبوری کے وقت دو تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کیا جا سکتا ہے، البتہ ان میں جو زیادہ قرآن مجید پڑھنے والا ہو، اسے قبلہ کی طرف مقدم کر کے رکھا جائے۔
لیکن شہید کی نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہے، دلائل درج ذیل ہیں: سیّدنا عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک دن نکلے اور آٹھ سالوں کے بعد احد والوں پر اسی طرح نماز پڑھی، جیسے میت پر پڑھتے، ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں، پھر منبر کی طرف پھرے۔ ......۔ (بخاری، مسلم)

شداد بن ہاد کہتے ہیں: ایک بدّو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی، پھر اس نے کہا: میں آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں، ......۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد صحابہ دشمن سے لڑنے کے لیے تشریف لے گئے، اس بدّو کو نبی کریم ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا، اس کو تیر لگ گیا تھا، ......۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے جبّے میں کفن دیا اور اس کو آگے کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (سنن نسائی)

سیّدنا عبد اللہ بن زبیر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن سیّدنا حمزہ ؓ کے بارے میں حکم دیا، پس ان کو چادر میں لپیٹا گیا، پھر آپ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور نو تکبیرات کہیں، پھر دوسرے شہداء کو قطار میں رکھا جاتا اور آپ ﷺ ان پر سیّدنا حمزہ ؓ سمیت نماز جنازہ پڑھتے۔ (معانی الآثار للطحاوی: ١/٢٩٠، وله شواهد ذکر الالبانی فی "التعلیقات الجیاد")

(٣١٠٦) تخریج: ......اسناده ضعیف، محبوب بن محرز ضعفه الدارقطنی، وقال ابو حاتم: یکتب حدیثه، وذکره ابن حبان فی الثقات، وابراهیم بن عبد الله بن فروخ مجهول (انظر: ٥٣١)

4 ..... بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْمَيِّتِ

میت کو غسل دینے کا بیان

(۳۱۰۷) حَدَّثَنَا، عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِی حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ أَنَا أَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِیَّةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَالِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِی الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِی)) قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقٰی إِلَيْنَا حِقْوَهُ وَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)) قَالَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا .)) قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثًا قُرُوْن (زَادَتْ فِی رِوَايَةٍ) وَأَلْقَيْنَا خَلْفَهَا قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا۔

(مسند احمد: ۲۱۰۷۱)

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین یا پانچ دفعہ غسل دو یا اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ مرتبہ نہلا دو، البتہ آخری دفعہ میں کچھ کافور ملا لینا، پھر جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' پس جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں تو ہم آپ ﷺ کو اطلاع دی، آپ ﷺ نے اپنے ازار کا کپڑا ہمیں دیا اور فرمایا: ''سب سے پہلے اس کو اس چادر میں لپیٹو۔'' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اسے طاق یعنی تین یا پانچ یا سات دفعہ غسل دو۔'' سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک روایت میں ہیں: ہم نے ان کے سامنے والے اور جانبین کے بالوں کو پیچھے کر دیا تھا۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کی یہ بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں، آٹھ سن ہجری کے اوائل میں ان کی وفات ہوئی تھی، اگرچہ بعض روایات سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ جب آپ ﷺ غزوۂ بدر میں مصروف تھے، اس وقت ان کی وفات ہوئی تھی۔ تین حصوں سے مراد تین مینڈھیاں ہیں، جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت کی گئی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کی بھی یہی رائے ہے، البتہ احناف کا خیال یہ ہے کہ عورت کے بالوں کو کھلا رکھ کر اس کے چہرے پر اور پیچھے ڈال دیئے جائیں، لیکن اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کنگھی کر کے اس کی مینڈھیاں بنا دینی چاہئیں۔

(۳۱۰۸) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَخَذَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غُسْلَهُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: غَسَّلْنَا ابْنَةَ

''قتادہ کہتے ہیں: ابن سیرین رحمہ اللہ نے غسل کا طریقہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا وہ کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ

(۳۱۰۷) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۸، ومسلم: ۹۳۹ (انظر: ۲۰۷۹۰)

(۳۱۰۸) تخریج: ......انظر الحدیث السابق

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَنَا أَنْ نَغْسِلَهَا بِالسِّدْرِ ثَلَاثًا فَإِنْ أَنْجَتْ، وَإِلَّا فَخَمْسًا، فَإِنْ أَنْجَتْ وَإِلَّا فَأَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ قَالَتْ: فَرَأَيْنَا أَنَّ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ سَبْعٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۸۱)

کی صاحبزادی کو غسل دینے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے بیری کے پتے ملے ہوئے پانی سے تین بار غسل دیں، اگر اچھی طرح صفائی ہو جائے تو ٹھیک، ورنہ پانچ مرتبہ غسل دیں۔ اگر اس سے صفائی ہو جائے تو ٹھیک، وگرنہ اس سے زیادہ مرتبہ غسل دیں۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمارا خیال ہے کہ پانچ سے زیادہ مرتبہ سے مراد سات مرتبہ ہے۔"

فوائد: ...... سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ اِنْ رَأَيْتُنَّ .)) یعنی: "یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو، اگر تم اس کی ضرورت محسوس کرو۔" ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کم از کم تین دفعہ غسل دینا ضروری ہے، اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ دفعہ بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق عدد کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۳۱۰۹) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: ((اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا .)) (مسند احمد: ۲۷۸٤۵)

"سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحب زادی کے غسل کے موقعہ پر انہیں فرمایا: "اس کی دائیں جانب سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع کرو۔"

فوائد: ...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ غسل دینے والا پہلے میت کی دائیں جانب کھڑا ہو اور اِس جانب کو دھونے سے پہلے اس طرف کے وضو والے اعضاء پہلے دھوئے، پھر یہی عمل بائیں جانب کھڑا ہو کر کرے، اس طرح ایک دفعہ غسل مکمل ہو جائے گا۔ میت کو وضو کروانا، اس کے بارے میں کوئی صحیح اور واضح روایت نہیں ہے، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث درج ذیل ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((فاذا فرغت من غسل سُفْلتها غسلا نقیا بماء وسدر فوضئیها وضوء للصلاۃ ثم اغسلیها .)) یعنی: "پس جب تو اس کے نچلے حصے کو پانی اور بیری کے پتوں سے اچھی طرح دھونے سے فارغ ہو جائے تو اسے نماز والا وضو کروانا، پھر غسل دینا۔" (معجم کبیر طبرانی: ۲۵/ ۱۲٤)

لیکن امام البانی نے (سلسلہ ضعیفہ: ۵۹۵۷) میں کہا: یہ حدیث منکر ہے، ......۔ حافظ ذہبی نے "المیزان" میں کہا: اس کی ایک طویل حدیث میت کے غسل کے بارے میں ہے، لیکن وہ منکر ہے، حافظ ابن حجر نے ان کے کلام کو "اللسان" میں برقرار رکھا۔ میت کو غسل دینے کے بارے میں اِن اور دیگر صحیح روایات کا خلاصہ یہ ہے:

(ا)۔ کم از کم تین دفعہ غسل دیا جائے، بتقاضۂ ضرورت زیادہ دفعہ دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق کا خیال رکھا جائے۔

(۳۱۰۹) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۱٦۷، ۱۲۵۵، ۱۲۵٦، ومسلم: ۹۳۹ (انظر: ۲۷۳۰۲)

(۲)۔ پانی میں بیری کے پتے ڈالنے چاہئیں، اگر ایسی چیز میسر نہ ہو تو صابن وغیرہ سے صفائی کرنی چاہیے۔

(۳)۔ آخری دفعہ پانی میں خوشبو ملا لینی چاہیے، کافور افضل ہے۔

(۴)۔ مینڈھیاں وغیرہ کھول کر سر کو بالوں سے سمیت اچھی طرح دھونا چاہیے۔

(۵)۔ بالوں کی باقاعدہ کنگھی کرنی چاہیے اور عورت کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے کو ڈال دینی چاہئیں۔

(۶)۔ دائیں جانب سے غسل شروع کیا جائے، اور پھر ہر جانب کو دھوتے وقت اعضائے وضو کو مقدم کیا جائے۔

(۷)۔ مرد حضرات، مردوں کو اور خواتین، عورتوں کو غسل دیں، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ میت کو پہلے تین تین ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرواتے ہیں، حالانکہ ڈھیلہ پاخانہ والی جگہ تک پہنچ بھی نہیں پاتا، یہ طریقہ محض تکلف ہے، غسل دینے والے کو چاہیے کہ اگر مناسب سمجھے تو پیٹ کو ہلکا سا دبا دے تاکہ ممکنہ حد تک گندگی کا اخراج ہو جائے، پھر متاثرہ جگہ کو دھو کر مذکورہ بالا طریقے کے مطابق غسل دے دے۔

* * *

اَبْوَابُ الْكَفَنِ وَتَوَابِعِهِ

کفن اور اس سے متعلقہ مسائل

1 ..... بَابُ اِسْتِحْبَابِ اِحْسَانِ الْكَفَنِ مِنْ غَيْرِ مُغَالَاةٍ وَاِخْتِيَارِ الْاَبْيَضِ

اس امر کا بیان کہ غلو کئے بغیر میت کو عمدہ کفن دیا جائے اور سفید کفن زیادہ پسندیدہ ہے

(۳۱۱۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلاً قُبِضَ وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ، وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلٰى ذَالِكَ ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ .)) (مسند احمد: ۱٤۱۹۲)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا، جو فوت ہوا اور اسے معمولی سا کفن دے کر رات کو ہی دفن کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھے بغیر رات کو دفن کرنے سے منع کر دیا، الّا یہ کہ بندہ مجبور ہو جائے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو وہ اچھا کفن دیا کرے۔''

فوائد: ......سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ، فَإِنَّهُمْ يُبْعَثُوْنَ فِيْ أَكْفَانِهِمْ، وَيَتَزَاوَرُوْنَ فِيْ أَكْفَانِهِمْ .)) (التاريخ للخطيب: : ۹/ ۸۰، صحيحة: ۱٤۲٥)

یعنی: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کفن دینے کا ذمہ دار بنے تو اچھا کفن دے، کیونکہ مردوں کو اپنے کفنوں میں اٹھایا جائے گا اور اسی لباس میں وہ ملاقاتیں کریں گے۔'' اس حدیث میں گھٹیا اور ناقص کفن سے گریز کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، بہرحال اس معاملے میں زیادہ غلو بھی نہیں ہونا چاہئے۔ متوسط درجے کے کپڑے میں کفن دینا چاہئے۔

(۳۱۱۱) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ

(۳۱۱۰) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٤۳ (انظر: ۱٤۱٤٥)

(۳۱۱۱) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد فيه عبد الله بن لهيعة أخرجه ابوداود: ۳۱٥۰ (انظر: ۱٤٦۰۱)

قَالَ: ((مَنْ وَجَدَ سَعَةً ، فَلْيُكَفِّنْ فِي ثَوْبِ حِبَرَةٍ .)) (مسند احمد: ١٤٦٥٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی میں استطاعت ہو تو وہ (میت کو) یمن کے دھاری دار کپڑے میں کفن دے۔''

فوائد: …… ہمارے ہاں لوگ کفن کے لیے سفید کپڑے کو شرط کی حد تک سمجھنے لگ گئے ہیں، ان کو تمام نصوص پر عمل کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ اس حدیث کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: تینوں چادریں دھاری دار ہوں یا (۲) دو چادریں سفید ہوں اور ایک دھاری دار، شیخ البانی نے مؤخر الذکر رائے کو اختیار کیا ہے۔

(٣١١٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمْ الْبَيَاضَ ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ ، وَإِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمْ الْإِثْمَدَ ، يَجْلُوْ الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ .)) (مسند احمد: ٢٢١٩)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید لباس پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بہترین لباسوں میں سے ہے اور اپنے مردوں کو اسی میں کفن دیا کرو۔ اور تمہارے سرموں میں بہترین سرمہ اثمد ہے، یہ بینائی کو تیز کرتا اور پلکوں کو اگاتا ہے۔''

(٣١١٣) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيْضَ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ .)) (مسند احمد: ٢٠٣٦٥)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید لباس پہنا کرو اور مردوں کو اسی میں کفن دیا کرو۔''

2 …… بَابُ صِفَةِ الْكَفَنِ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَفِي كَمْ ثَوْبٍ يَكُوْنُ

مرد اور عورت کے کفن کی کیفیت کا بیان، نیز وہ کتنے کپڑے ہونے چاہئیں

(٣١١٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ لَهَا: يَا بُنَيَّةُ! أَيُّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ ، قَالَ: فِي كَمْ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: بیٹی! رسول اللہ ﷺ کا انتقال کس روز کو ہوا تھا؟ میں نے کہا: سوموار کو۔ پوچھا: آپ لوگوں نے آپ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے کہا: ابا جان! ہم نے

(٣١١٢) تخريج: …… صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٨٧٨، ٤٠٦١ (انظر: ٢٢١٩، ٣٤٢٦)

(٣١١٣) تخريج: …… حديث صحيح ، وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن عاصم و انقطاع بين أبى قلابة وسمرة أخرجه النسائى: ٤/ ٣٤، والترمذى: ٢٨١٠، وابن ماجه: ٣٥٦٧ (انظر: ٢٠١٠٥، ٢٠٢١٨، ٢٠٢٣٥)

(٣١١٤) تخريج: …… حديث صحيح۔ أخرجه الطبرانى فى ''الأوسط'': ٨٣٦٩، وتوفيه يوم الأثنين وكفنه فى ثلاثة اثواب رواهما البخارى ومسلم عن عائشة (انظر: ٢٤٨٦٩)

كَفَّنْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: يَا أَبَتِ! كَفَّنَّاهُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ جُدَدٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أُدْرِجَ فِيْهَا إِدْرَاجًا۔ (مسند احمد: ٢٥٣٨١)

آپ ﷺ کو تین سفید نئے یمنی سحولی کپڑوں میں کفن دیا تھا، ان میں قمیص تھی نہ عمامہ، آپ ﷺ کو ان چادروں میں لپیٹ دیا گیا تھا۔“

فوائد: ……اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تین چادریں بچھا دی جائیں اور ان کے اوپر میت کو رکھ کر ان کو اس پر لپیٹ دیا جائے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ اِن تین کپڑوں میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی، جن روایات میں قمیص کا ذکر ہے، وہ یا تو ضعیف ہیں یا اس صحیح ترین حدیث کی مخالفت کی وجہ سے شاذ ہیں۔ کیا کفن کے لیے تین کپڑوں کا ہونا ضروری ہے؟ اس کا ذکر اگلے تین ابواب میں آ رہا ہے۔

(٣١١٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: فِي قَمِيْصِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ، وَحُلَّةٍ نَجْرَانِيَّةٍ، اَلْحُلَّةُ ثَوْبَانِ۔ (مسند احمد: ١٩٤٢)

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، ایک قمیص تھی، جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے تھے اور نجرانی حلّہ (جوڑا) تھا، حلہ دو کپڑوں کا ہوتا ہے۔“

(٣١١٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَيْضًا قَالَ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بُرْدَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَبُرْدٍ أَحْمَرَ۔ (مسند احمد: ٢٨٦٣)

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سفید رنگ کی دو اور سرخ رنگ کی ایک چادر میں کفن دیا گیا۔“

فوائد: ……درج ذیل حدیث کی روشنی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کو سمجھا جا سکتا ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو روئی کے بنے ہوئے سفید رنگ کے تین سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں کوئی قمیص یا پگڑی نہیں تھی، رہا مسئلہ لوگوں کے اس قول کا کہ آپ ﷺ کو حلّہ میں کفن دیا گیا، تو یہ ایک شبہ کا نتیجہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو کفن دینے کے لیے حلّہ خریدا تو گیا تھا، لیکن پھر اسے ترک کر دیا گیا اور آپ ﷺ کو سفید رنگ کے تین سحولی کپڑوں میں کفن دے دیا گیا۔

(٣١١٧) عَنِ ابْنَةِ أُهْبَانَ أَنَّ أَبَاهَا أَمَرَ أَهْلَهُ حِيْنَ ثَقُلَ أَنْ يُكَفِّنُوْهُ وَلَا يُلْبِسُوْهُ قَمِيْصًا،

”بنت اہبان سے روایت ہے کہ جب ان کے والد مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اپنے اہل وعیال کو وصیت

(٣١١٥) تخريج: ……اسناده ضعيف، يزيد بن أبي زياد ضعيف أخرجه أبوداود: ٣١٥٣، وابن ماجه: ١٤٧١ (انظر:)

(٣١١٦) تخريج: ……حسن، محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى قد توبع أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٠٠، والطبراني: ١٢٠٥٦، وعبد الرزاق: ٦١٦٦ (انظر: ٢٢٨٤، ٢٨٦١)

(٣١١٧) تخريج: ……حديث حسن۔ أخرجه الطبراني: ٨٦٤ (انظر: ٢٠٦٧١)

قَالَتْ: فَأَلْبَسْنَاهُ قَمِيصًا، فَأَصْبَحْنَا وَالْقَمِيصُ عَلَى الْمِشْجَبِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٤٧)

کی کہ وہ ان کو کفن دیں اور قمیص نہ پہنائیں۔ وہ کہتی ہیں: مگر ہم نے ان کو قمیص پہنا دیا، لیکن جب صبح ہوئی تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) قمیص کھونٹی پر موجود تھی۔“

فوائد: ......اس میں سیّدنا اہبان رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے کہ گھر والوں نے ان کی وصیت کو نافذ کرنے سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت دی اور ان کی وصیت کی تکمیل کے باطنی اسباب پیدا کر دیئے۔

(٣١١٨) عَنْ لَيْلَى ابْنَةِ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عِنْدَ وَفَاتِهَا وَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانَا رَسُوْلُ اللهِ الْحِقَاءُ، ثُمَّ الدِّرْعُ، ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمِلْحَفَةُ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ، قَالَتْ: وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَاهُ ثَوْبًا ثَوْبًا۔ (مسند احمد: ٢٧٦٧٦)

”سیدہ لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں ان عورتوں میں شامل تھی، جنہوں نے سیدہ ام کلثوم بنت رسول رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات کے موقع پر غسل دیا تھا۔ ان کے کفن کے لیے آپ ﷺ نے سب سے پہلے ہمیں اپنے تہبند کی چادر دی، اس کے بعد بالترتیب قمیص، دوپٹہ اور ایک بڑی چادر دی، پھر ان کو ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے پاس ان کا کفن تھا اور آپ ﷺ ایک ایک کر کے یہ کپڑے ہمیں پکڑا رہے تھے۔“

فوائد: ......چونکہ یہ پانچ کپڑوں والی حدیث ضعیف ہے، اس لیے عورت کو بھی آپ ﷺ کی طرح تین کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے گا۔

(٣١١٩) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ أَبِيْهِ (عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) قَالَ: كُفِّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَبْعَةِ أَثْوَابٍ۔ (مسند احمد: ٧٢٨)

”سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔“

(٣١١٨) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة نوح بن حكيم الثقفى، وأما الرجل الذى يقال له داود، فالله اعلم من هو أخرجه ابوداود: ٣١٥٧ (انظر: ٢٧١٣٥)

(٣١١٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لتفرد عبد الله بن محمد بن عقيل به، ولمخالفته الحديث الصحيح الذى رواه البخارى ومسلم عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله ﷺ كفِّن فى ثلاثة أثواب يمانية بيض سحولية من كرسف۔ والقول الفصل فى عبد الله بن محمد بن عقيل ما قال ابن حجر فى "التلخيص الحبير" أنه سيء الحفظ يصلح حديثه للمتابعات، فأما اذا انفرد فيحسن، وأما اذا خالف فلايقبل۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٢٦٢، والبزار: ٦٤٦، وابن سعد: ٢/ ٢٨٧ (انظر: ٧٢٨، ٨٠١)

3 ..... بَابُ التَّكْفِيْنِ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ وَجَوَازِ تَكْفِيْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَالْإِقْتِصَارِ عَلٰى مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ اِذَا دَعَتِ الضُّرُوْرَةُ وَاِسْتِحْبَابُ الْمُوَاسَاةِ بِالْكَفَنِ

میت کی تکفین اس کے راس المال سے کرنے، ضرورت کے وقت دو تین تین اموات کو ایک ایک کپڑے میں کفن دینے، کہ شرم والے مقامات پر پردہ ہو جائے، اور کسی دوسرے آدمی کو کفن دینے کے مستحبّ ہونے کا بیان

(۳۱۲۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى عَلٰى حَمْزَةَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَرَآهُ قَدْ مُثِّلَ بِهِ، فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: تَأْكُلُهُ الْعَاهَةُ حَتّٰى يُحْشَرَ مِنْ بُطُوْنِهَا.)) قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِنَمِرَةٍ، فَكَفَّنَهُ فِيْهَا، قَالَ: وَكَانَتْ إِذَا مُدَّتْ عَلٰى رَأْسِهِ بَدَتْ قَدَمَاهُ، وَإِذَا مُدَّتْ عَلٰى قَدَمَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ قَالَ: وَكَثُرَ الْقَتْلٰى وَقَلَّتِ الثِّيَابُ، قَالَ: وَكَانَ يُكَفَّنُ أَوْ يُكَفِّنَ الرَّجُلَيْنِ شَكَّ صَفْوَانُ، وَالثَّلَاثَةَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ عَنْ أَكْثَرِهِمْ قُرْآنًا فَيُقَدِّمُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ، قَالَ: فَدَفَنَهُمْ رَسُوْلُ ﷺ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكَفَّنُوْنَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۲۵)

”سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیّدنا حمزہ ؓ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا جا چکا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر صفیہ محسوس نہ کرتی تو میں ان کو ایسے ہی رہنے دیتا، یہاں تک درندے اور (گوشت خور) پرندے ان کو کھا جاتے اور ان ان کے پیٹوں سے ان کا حشر ہوتا۔“ پھر آپ ﷺ نے دھاری دار چادر منگوا کر ان کو اس میں کفن دیا، وہ چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ اگر سر کو ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر اسے پاؤں پر ڈالا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ دو دو تین تین آدمیوں کو ایک کپڑے میں کفن دیتے پھر پوچھتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن مجید کس کو یاد ہے، پس اسے (لحد میں) قبلہ کی طرف مقدم کرتے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے شہداء کو دفن کر دیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ زید بن حباب راوی نے کہا: ایک ایک، دو دو اور تین تین آدمیوں کو ایک ایک کپڑے میں کفن دیا گیا۔“

فوائد: ......سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا حمزہ ؓ کی سگی بہن تھیں۔ آپ ﷺ چاہتے یہ تھے کہ سیّدنا حمزہ ؓ کا پورا بدن، اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا ہو جائے اور اس طرح ان کا اجر مکمل ہو جائے۔ ایک کپڑے میں ایک سے زائد شہداء کو دفن کرنا، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (ا) ایک کپڑے کو پھاڑ کر دو یا تین حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کو علیحدہ علیحدہ میت

(۳۱۲۰) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه أبوداود: ۳۱۳۶، والترمذی: ۱۰۱٦ (انظر: ۱۲۳۰۰)

پر لپیٹ دیا جاتا اور (۲) ایک ہی کپڑے میں دو یا تین شہدا کو لپیٹ دیا جاتا، اس طرح ان کے ننگے جسم ایک دوسرے کے ساتھ لگ جاتے۔ پہلے معنی کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے، کیونکہ حدیث کا سیاق وسباق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ شہداء کے کفن کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کو ان کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی لپیٹ دیا جائے، تو پھر اس حدیث کا کیا مفہوم ہوا کہ ایک کپڑے میں دو تین تین شہدا کو کفن دیا گیا، اسی طرح بعض شہداء کے علیحدہ سے چادریں لائی گئیں، جیسا کہ اگلی حدیث سے واضح ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی حکم تو یہی ہے کہ شہید کو اس کے لباس میں کفن دیا جائے، لیکن اس مقام پر صورت حال یہ تھی کہ ان شہدا نے جو لباس پہنا ہوا تھا، وہ ان کے کفن کے لیے پورا نہیں تھا، بلکہ بعض کا لباس تو انتہائی مختصر تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھی حالتِ جنگ میں پھٹ گیا ہو یا دشمنوں نے خاص مقاصد کی وجہ سے اسے ضائع کر دیا ہو یا اتار لیا ہو، اس لیے کفن دیتے وقت درج بالا صورت پیش آئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبوری کی صورت میں ایک کپڑے میں کفن دیا جا سکتا ہے، مزید اضطراری کیفیت بن جائے تو نامکمل کپڑے میں کفن دینا یا شرمگاہ کو ڈھانپ دینا بھی درست ہے۔

(۳۱۲۱) عَنِ الزُّبَيْرِ (بْنِ الْعوَّامِ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّهُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ تَسْعٰى حَتّٰى إِذَا كَادَتْ أَنْ تُشْرِفَ عَلَى الْقَتْلٰى، قَالَ: فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرَاهُمْ، فَقَالَ: ((الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ.)) قَالَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَتَوَسَّمْتُ أَنَّهَا أُمِّيْ صَفِيَّةُ، قَالَ: فَخَرَجْتُ أَسْعٰى إِلَيْهَا فَأَدْرَكْتُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْتَهِيَ إِلَى الْقَتْلٰى، قَالَ: فَلَدَمَتْ فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ امْرَأَةً جَلْدَةً قَالَتْ: إِلَيْكَ، لَا أَرْضَ لَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَزَمَ عَلَيْكِ، قَالَ: فَوَقَفَتْ وَأَخْرَجَتْ ثَوْبَيْنِ مَعَهَا فَقَالَتْ: هٰذَانِ ثَوْبَانِ جِئْتُ بِهِمَا لِأَخِيْ حَمْزَةَ فَقَدْ بَلَغَنِيْ مَقْتَلُهُ فَكَفِّنُوْهُ فِيْهِمَا، قَالَ: فَجِئْنَا بِالثَّوْبَيْنِ لِنُكَفِّنَ فِيْهِمَا حَمْزَةَ

''سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد کے روز ایک خاتون دوڑتی ہوئی آ رہی تھی اور قریب تھا کہ وہ آ کر شہداء کو دیکھ لے، لیکن آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ وہ شہداء کو (ان کی اس حالت میں) دیکھے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت، عورت، (اس کو شہداء کے پاس آنے سے بچاؤ) سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پہچان لیا کہ وہ میری والدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں، پس میں جلدی سے ادھر گیا اور قبل اس کے کہ وہ شہداء تک جا پہنچتیں، میں ان تک جا پہنچا، لیکن چونکہ وہ مضبوط خاتون تھیں، اس لیے انہوں نے میرے سینے پر ضرب لگائی اور کہا: پرے ہٹ جا، تیرا کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔ لیکن جب میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں روکنے کا حکم دیا ہے، یہ سن کر وہ رک گئیں، ان کے پاس دو کپڑے تھے، انہوں نے وہ نکالے اور کہا: یہ دو کپڑے ہیں، میں اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے لائی ہوں، کیونکہ مجھے اس کی شہادت کی اطلاع ملی

(۳۱۲۱) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه البزار: ۹۸۰، وابويعلى: ٦٨٦، والبيهقى: ۱۳/ ٤٠١ (انظر: ١٤١٨)

فَإِذَا إِلَى جَنْبِهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَتِيلٌ قَدْ فُعِلَ بِهِ كَمَا فُعِلَ بِحَمْزَةَ، قَالَ: فَوَجَدْنَا غَضَاضَةً وَحَيَاءً أَنْ نُكَفِّنَ حَمْزَةَ فِي ثَوْبَيْنِ وَالْأَنْصَارِيُّ لَا كَفَنَ لَهُ، فَقُلْنَا: لِحَمْزَةَ ثَوْبٌ وَلِلْأَنْصَارِيِّ ثَوْبٌ، فَقَدَرْنَاهُمَا، فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَكْبَرَ مِنَ الْآخَرِ فَأَقْرَعْنَا بَيْنَهُمَا، فَكَفَّنَّا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي الثَّوْبِ الَّذِي طَارَ۔ (مسند احمد: ١٤١٨)

ہے، ان کو ان کپڑوں میں کفن دینا، سو ہم سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دینے کے لیے وہ دو کپڑے لے آئے، لیکن اچانک ان کے پہلو میں ایک شہید انصاری بھی پڑا ہے، اس کے ساتھ بھی مثلہ کیا گیا ہے، تو ہمیں اس میں بے مروتی اور ناانصافی محسوس ہوئی کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیں اور انصاری کے لیے ایک کپڑا بھی نہ ہو۔ پھر ہم نے دونوں کپڑے ماپے، چونکہ ان میں سے ایک بڑا نکلا تھا، اس لیے ہم نے ان دونوں شہداء کے درمیان قرعہ ڈالا، جس کے حصے میں جو کپڑا آیا، ہم نے اسے اس میں کفن دے دیا۔“

فوائد: ...... سبحان اللہ! یہ تھا ان ہستیوں کا جذبۂ اطاعتِ رسول اور باہمی محبت والفت اور عدل وانصاف۔ رضی اللہ عنہم۔

(٣١٢٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: كَفَّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَمْزَةَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، قَالَ جَابِرٌ: ذٰلِكَ الثَّوْبُ نَمِرَةٌ۔ (مسند احمد: ١٤٥٧٥)

”سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں کفن دیا تھا اور وہ کپڑا دھاری دار تھا۔“

(٣١٢٣) عَنْ خَبَّابٍ (بْنِ الْأَرَتِّ رضي الله عنه) قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ

”سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، اس لیے اللہ تعالیٰ پر ہمارا ثواب ثابت ہو گیا (جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے)۔ پھر ہم میں بعض لوگ ایسے تھے، جو اپنے عمل کا اجر کھائے بغیر اللہ کے پاس چلے گئے، ان میں سے ایک سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو احد کے دن شہید ہو گئے، ہمیں ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر مل سکی اور وہ بھی اس قدر مختصر تھی کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔

(٣١٢٢) تخريج: ...... اسناده حسن أخرجه الترمذي: ٩٩٧ (انظر: ١٤٥٢١)

(٣١٢٣) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١٢٧٦، ٣٩١٣، ٣٩١٤، ٤٠٤٧، ومسلم: ٩٤٠ (انظر: ٢١٠٥٨)

عَلٰی رِجْلَیْہِ إِذْخِرًا وَمِنَّا مَنْ أَیْنَعَتْ لَہُ ثَمَرَتُہُ فَھُوَ یَھْدِ بُھَا یَعْنِی یَجْتَنِیْھَا۔ (مسند احمد: ۲۱۳۷۲)

بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں، جبکہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جن کا پھل تیار ہو چکا اور اب وہ اسے چن رہا ہے۔‘‘

فوائد: ...... آخری جملے کا مطلب فتوحات کے نتیجے میں ملنے والی غنیمتیں اور دوسرے اسبابِ دنیا ہیں۔

(۳۱۲٤) وَعَنْہُ أَیْضًا أَنَّ حَمْزَۃَ رضي الله عنه لَمْ یُوْجَدْ لَہُ کَفَنٌ إِلَّا بُرْدَۃٌ مَلْحَاءُ، إِذَا جُعِلَتْ عَلٰی رَأْسِہِ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَیْہِ، وَإِذَا جُعِلَتْ عَلٰی قَدَمَیْہِ قَلَصَتْ عَنْ رَأْسِہِ حَتّٰی مُدَّتْ عَلٰی رَأْسِہِ وَجُعِلَ عَلٰی قَدَمَیْہِ الْإِذْخِرُ۔ (مسند احمد: ۲۷۷٦۱)

’’سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لیے صرف ایک دھاری دار چادر میسر آ سکی اور وہ (بھی اس قدر مختصر تھی) کہ اگر ان کے سر پر ڈالی جاتی تو پاؤں سے ہٹ جاتی تھی اور اگر پاؤں پر ڈالی جاتی تو سر سے ہٹ جاتی۔ آخر کار چادر ان کے سر پر رکھی گئی اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔‘‘

فوائد: ...... تمام احادیث کا مفہوم واضح ہے۔

4 ...... بَابُ تَکْفِیْنِ الشَّھِیْدِ فِیْ ثِیَابِہِ الَّتِیْ قُتِلَ فِیْھَا

شہید کو انہی کپڑوں میں کفن دینے کا بیان، جن میں وہ شہادت پاتا ہے

(۳۱۲۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضي الله عنهما قَالَ: رُمِیَ رَجُلٌ بِسَھْمٍ فِیْ صَدْرِہِ أَوْ قَالَ فِیْ جَوْفِہِ، فَأُدْرِجَ فِیْ ثِیَابِہِ کَمَا ھُوَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۵۰۱۵)

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو اس کے سینے یا پیٹ میں تیر لگا تو اس کو اس کے انہی کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا، جبکہ ہم (ایسا کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔‘‘

(۳۱۲٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ بِالشُّھَدَاءِ أَنْ یُنْزَعَ عَنْھُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ، وَقَالَ: ((ادْفِنُوْھُمْ بِدِمَائِھِمْ وَثِیَابِھِمْ)) (مسند احمد: ۲۲۱۷)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر شہداء کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے لوہے اور ہتھیاروں کو اتار دیا جائے اور فرمایا: ’’ان کو ان کے خونوں اور کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے۔‘‘

(۳۱۲٤) تخریج: ...... اسنادہ صحیح۔ أخرجہ الطبرانی: ۳٦۷٤، ۳٦۸۲ (انظر: ۲۱۰۷۲، ۲۷۲۱۹)

(۳۱۲۵) تخریج: ...... امام البانی نے اس حدیث کو حسن کہا۔ اسنادہ علی شرط مسلم، وأبو الزبیر لم یصرح بسماعہ من جابر أخرجہ ابو داود: ۳۱۳۳ (انظر: ۱٤۹۵۲)

(۳۱۲٦) تخریج: ...... حسن لغیرہ۔ أخرجہ ابو داود: ۳۱۳٤، وابن ماجہ: ۱۵۱۵ (انظر: ۲۲۱۷)

(٣١٢٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ: ((زَمِّلُوْهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ.)) وَجَعَلَ يَدْفِنُ فِي الْقَبْرِ الرَّهْطَ، وَقَالَ: ((قَدِّمُوْا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا.)) (مسند احمد: ٢٤٠٥٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد والے دن فرمایا: ''ان شہداء کو ان کے کپڑوں میں ہی ڈھانپ دو۔'' پھر آپ ﷺ ایک ایک قبر میں متعدد شہداء کو دفن کرنے لگے اور فرمایا: ''جسے قرآن زیادہ یاد ہے، اسے قبر میں مقدم کرو۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شہید سے اس کے اصل لباس کے علاوہ جنگی لباس اور دوسرے اوزار اتار لیے جائیں اور اس کو اس کے پہنے ہوئے کپڑوں میں کفن دے دیا جائے۔ ہاں اگر وہ کپڑے پھٹ چکے ہوں یا ناقص ہوں یا کسی صورت میں ضائع ہو گئے ہوں تو دوسرے کپڑوں سے کفن دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ پچھلے باب میں وضاحت کی جا چکی ہے۔ آج بھی اگر کسی علاقے میں ایک وقت میں زیادہ اموات ہو جائیں اور لوگ ہر ایک کے لیے الگ الگ قبر نہ بنا سکتے ہوں تو ان کو چاہیے کہ دو دو تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کر دیں۔

5 ..... بَابُ تَطْيِيْبِ بَدَنِ الْمَيِّتِ وَكَفْنِهِ إِلَّا الْمُحْرِمَ وَمَا جَاءَ فِي تَكْفِيْنِ الْمُحْرِمِ

میت کے بدن و کفن کو خوشبو لگانے کا بیان، الّا یہ کہ وہ محرم ہو، نیز محرم کی تکفین کا بیان

(٣١٢٨) عَنْ جَابِرٍ (بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَجْمَرْتُمُ الْمَيِّتَ، فَأَجْمِرُوْهُ ثَلَاثًا.)) (مسند احمد: ١٤٥٩٤)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جب میت کو عود سے دھونی دو تو تین دفعہ دھونی دیا کرو۔''

فوائد: ......اگر عود میسر نہ ہو تو کوئی سی بہترین خوشبو لگائی جا سکتی ہے، تاکہ مقصود پورا ہو جائے۔ احرام والا آدمی اس حکم سے مستثنی ہے، اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(٣١٢٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُمِسُّوْهُ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھا، اس کی اونٹنی نے اس کو اس طرح گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا، جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ

(٣١٢٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣٤٣، ١٣٤٥، ١٣٤٦، ١٣٤٧، ١٣٥٣ (انظر: ٢٣٦٥٧ الى ٢٣٦٦٠)

(٣١٢٨) تخريج: ......اسناده قوي على شرط مسلم أخرجه ابن ابي شيبة: ٣/ ٢٦٥، وابويعلى: ٢٣٠٠، وابن حبان: ٣٠٣١، والحاكم: ١/ ٣٥٥، والبيهقي: ٣/ ٤٠٥ (انظر: ١٤٥٤٠)

(٣١٢٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٨٥١، ومسلم: ١٢٠٦ (انظر: ١٨٥٠)

بِطِيْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا .)) (مسند احمد: ١٨٥٠)

نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کی پتوں کے ساتھ غسل دے کر اس کے ان ہی دو کپڑوں میں کفن دے دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو بھی نہ ڈھانپو، کیونکہ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔''

(٣١٣٠)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) يَقُوْلُ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَّ رَجُلٌ عَنْ بَعِيْرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ (اَلْحَدِيْثَ كَمَا تَقَدَّمَ وَ فِيْهِ) فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُهِلًّا وَقَالَ مَرَّةً يُهِلُّ۔ (مسند احمد: ١٩١٤)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اونٹ سے گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''......کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔''

(٣١٣٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُغَسَّلَ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ، وَأَنْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْبَيْنِ، وَقَالَ: ((لَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ خَارِجَ رَأْسِهِ .)) قَالَ شُعْبَةُ، ثُمَّ إِنَّهُ حَدَّثَنِي بِهِ بَعْدَ ذَالِكَ، فَقَالَ: خَارِجَ رَأْسِهِ أَوْ وَجْهِهِ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا .)) (مسند احمد: ٢٦٠٠)

''(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دے دو، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر بھی ننگا ہونا چاہیے۔'' اس کے بعد امام شعبہ نے اس حدیث کو یوں بیان کیا: ''اس کا سر یا چہرہ ننگا ہونا چاہیے، کیونکہ اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا سر چپکایا ہوا ہوگا۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کے زمانے میں احرام باندھنے والے بعض لوگ سر پر کوئی چیز لگا کر بالوں کو چپکا لیا کرتے تھے، تا کہ وہ جڑیں رہیں اور خاک آلود نہ ہوں، ممکن ہے کہ اس آدمی نے بھی اپنے بالوں کو چپکایا ہوا ہو، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی ہو۔ احرام کی حالت میں فوت ہونے والے کی یہ خصوصیات ہیں کہ اسے دو کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے اور سر کو نہ ڈھانپا جائے اور خوشبو بھی نہ لگائی جائے، امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ کی یہی رائے ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خیال یہ ہے اس کے ساتھ عام میت والا سلوک کیا جائے، اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اول الذکر مسلک راجح ہے۔

❁❁❁❁

(٣١٣٠)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٣٢)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

اَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

نماز جنازہ کے ابواب

1..... بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيْعِ الْجَنَازَةِ

نماز جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان

(۳۱۳۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَمَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ .)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا قِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ .)) (مسند احمد: ۷۱۸۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی میت کی نماز جنازہ پڑھے، اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہوگا اور جو تدفین سے فراغت تک انتظار کرے، اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! دو قیراط کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔''

(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَاتَّبَعَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ مِثْلَى أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ مِثْلُ أُحُدٍ، قَالَ ابْنُ بَكْرٍ الْقِيْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ)) (مسند احمد: ۷۶۷۶)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد بھی میت کے ساتھ رہتا ہے، اسے احد کے برابر دو پہاڑوں جتنا ثواب ملتا ہے اور جو شخص نماز پڑھ کر واپس آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ نہیں رہتا، اسے ایک پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

(۳۱۳٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۱۳۳) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ۱۳۲۳، ۱۳۲٤، ۱۳۲۵، مسلم: ۹٤۵ (انظر: ۷۱۸۸)

تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۱۳٤) تخريج: ...... حديث صحيح، وفى هذا الاسناد علة تفطن لها البخارى امام هذه الصنعة، فقال فى "تاريخه": ۲/ ۲۷٤: ...... عن سالم البراد عن أبى هريرة قوله۔ وقال ابن أبى خالد: سمع سالما أبا عبد الله البراد، سمع ابن عمر، عن النبى ﷺ، مثله، وهذا لايصح، لأن الزهرى قال عن سالم: ان ابن عمر أنكر على أبى هريرة حتى سأل عائشة أخرجه ابن ابى شيبة: ۳/ ۳۲۰ (انظر: ٤٦۵۰)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ .)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِثْلُ قِيْرَاطِنَا هٰذَا؟ قَالَ: ((لَا ، بَلْ مِثْلُ أُحُدٍ أَوْ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ .)) (مسند احمد: ٦٣٠٥)

نے فرمایا: ”جو آدمی کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اس قیراط کی طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، وہ قیراط تو احد پہاڑ کے برابر ہے یا اس سے بھی بڑا ہے۔“

فوائد: ...... اہل عرب کے ہاں قیراط بہت تھوڑی مقدار پر مشتمل ایک وزن کا نام تھا، اس لیے صحابہ نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے سوال کیا، مزید وضاحت باب کے آخر میں آئے گی۔

(٣١٣٥)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَإِنَّ لَهُ قِيْرَاطًا .)) فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِيْرَاطِ ، فَقَالَ: ((مِثْلُ أُحُدٍ .)) (مسند احمد: ٤٦٥٠)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو جنازے کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے۔“ جب آپ ﷺ سے قیراط کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”احد پہاڑ کی طرح ہوتا ہے۔“

(٣١٣٦)(١٤٦) وَعَنْهُ أَيْضًا رضی اللہ عنہ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ ، فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ ، اَلْقِيْرَاطُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ .)) فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: أَبَا هِرٍّ! أُنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: أُنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَإِنَّكَ تُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ حَتّٰى انْطَلَقَ بِهِ إِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْشُدُكِ بِاللّٰهِ أَمَا سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ ، فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ وہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی میت کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور اگر وہ دفن تک ساتھ رہے تو اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے، ایک قیراط احد پہاڑ سے بھی بڑا ہوتا ہے۔“ یہ حدیث سن کر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوہر! ذرا خیال کرو کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کیا کچھ بیان کر رہے ہو؟ ایک روایت میں ہے: انہوں نے کہا: ابوہریرہ! ذرا غور کرو کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کر رہے ہو؟ تم رسول اللہ سے بہت زیادہ احادیث بیان کرتے ہو۔ یہ سن کر سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور کہا اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

(٣١٣٥)تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٣٦)تخريج: ...... أخرجه البخارى: ١٣٢٣ ، ١٣٢٤ ، ومسلم: ٩٤٥ (انظر: ٤٤٥٣)

قِيْرَاطَان.))؟ قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ؓ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَشْغَلُنِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَرْسُ الْوَادِيِّ وَلَا صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ، إِنِّي إِنَّمَا كُنْتُ أَطْلُبُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَةً يُعَلِّمُنِيهَا وَأُكْلَةً يُطْعِمُنِيهَا؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ ؓ: أَنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَأَعْلَمَنَا بِحَدِيْثِهِ۔ (مسند احمد: ٤٤٥٣)

فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ’’جو آدمی میت کے ساتھ چلے اور نماز جنازہ پڑھے تو اسے ایک قیراط اور جو آدمی دفن تک ساتھ رہے اسے دو قیراط اجر ملتا ہے؟‘‘ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ پھر سیّدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: (اصل بات یہ ہے کہ) نہ کھیتی باڑی مجھے رسول اللہ ﷺ سے مصروف رکھ سکی اور نہ بازاروں میں سودا کرنا، میں تو اس تلاش میں رہتا تھا کہ آپ ﷺ مجھے کسی کلمے اور فرمان کی تعلیم دے دیں اور کوئی کھانا کھلا دیں۔ یہ سن کر سیّدنا ابن عمر ؓ نے کہا: اے ابو ہریرہ! واقعی تم ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ہم سب سے بڑھ کر احادیث رسول کو جانتے ہیں۔‘‘

فوائد: …… پہلے تو سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے تعجب کا اظہار کیا کہ ان کی طرح کا ایک آدمی اس قدر کثرت سے احادیث کیوں بیان کرتا ہے، لیکن جب متعلقہ شخص نے شہادت پیش کرنے کے بعد ساری وجوہات پیش کیں تو سیّدنا عبد اللہ ؓ کا شبہ زائل ہو گیا، دراصل وہ سب لوگ حق کے متلاشی تھے اور جب حقائق سامنے آ جاتے تو ان کے شبہات زائل ہو جاتے تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ کے مطابق آخر میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے یہ افسوس بھی کیا تھا کہ وہ تو پھر میت کی تدفین سے غائب ہو کر کئی قیراط ضائع کر چکے ہیں۔

(٣١٣٧) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً، وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ) فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَان.)) قِيْلَ: وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ٢٢٧٣٤)

’’مولائے رسول سیّدنا ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص میت کے ساتھ جا کر نماز جنازہ پڑھے، اسے ایک قیراط اور جو دفن تک ساتھ رہے، اسے دو قیراط اجر ملتا ہے۔‘‘ کسی نے کہا: دو قیراطوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔‘‘

(٣١٣٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً

’’سیّدنا عبد اللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی نماز جنازہ پڑھنے تک میت کے

(٣١٣٧) تخريج: …… أخرجه مسلم: ٩٤٦ (انظر: ٢٢٣٧٦)

(٣١٣٨) تخريج: …… صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٥٥ (انظر: ١٦٧٩٨، ٢٠٥٧٥)

يُصَلِّيْ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ ، وَمَنِ انْتَظَرَهَا حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ .)) (مسند احمد: ١٦٩٢١)

ساتھ رہتا ہے اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو شخص انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے۔“

(٣١٣٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً يَحْمِلُ مِنْ عُلُوِّهَا، وَحَثَا فِيْ قَبْرِهَا وَقَعَدَ حَتّٰى يُؤْذَنَ لَهُ، آبَ بِقِيْرَاطَيْنِ مِنَ الْأَجْرِ، كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ .)) (مسند احمد: ١٠٨٨٧)

”سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میت کی چارپائی اٹھانے کے وقت سے اس کے ساتھ رہتا ہے اور قبر میں مٹی بھی ڈالتا ہے اور اس وقت تک ساتھ رہتا ہے کہ دفن کے بعد اسے واپسی کی اجازت دے دی جاتی ہے تو وہ اجر کے دو قیراط لے کر واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔“

فوائد: ...... ”مِنْ عُلُوِّهَا“ کا مرادی معنی ”مِنْ اِبْتِدَائِهَا“ ہے، یعنی شروع سے اس کے ساتھ رہتا ہے، ویسے اس لفظ میں میت کی چارپائی کندھوں پر اٹھانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

(٣١٤٠) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَاءَ جَنَازَةً فِيْ أَهْلِهَا فَتَبِعَهَا حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ ، وَمَنْ مَضٰى مَعَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ مِثْلُ أُحُدٍ .)) (مسند احمد: ١١٩٤٢)

”سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اہل میت کے ہاں جائے، پھر نماز جنازہ پڑھنے تک میت کے ساتھ رہے تو اسے ایک قیراط اور جو (دفن تک) اس کے ساتھ رہے، اسے ثواب کے دو قیراط ملیں گے، (ایک قیراط) احد پہاڑ کی مثل ہوتا ہے۔“

(٣١٤١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ وَشَيَّعَهَا كَانَ لَهُ قِيْرَاطَانِ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا وَلَمْ يُشَيِّعْهَا كَانَ لَهُ قِيْرَاطٌ ، وَالْقِيْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١١١٦٩)

”(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میت کی نماز جنازہ پڑھتا ہے، پھر اسے رخصت کرنے کے لیے (قبر تک) ساتھ رہتا ہے تو اسے اجر کے دو قیراط ملتے ہیں اور جو نماز پڑھ کر (واپس آ جاتا ہے اور) آخر تک اس کے ساتھ نہیں رہتا، تو اسے ایک قیراط ملتا ہے، ایک قیراط احد پہاڑ جتنا بڑا ہوتا ہے۔“

(٣١٣٩) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن هرمز (انظر: ١٠٨٧٥)

(٣١٤٠) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٨٢٤، وابن ابي شيبة: ٣/ ٣٢١، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ١٢٥٨ (انظر: ١١١٥٢، ١١٢١٨، ١١٩٢٠)

(٣١٤١) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۱٤۲) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَمَنْ تَبِعَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَهُوَ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِهِ مِنْ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ۲۱۵۲۰)

”سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میت کے ساتھ جائے (اور اس کے ساتھ ہی رہے) یہاں تک کہ نماز جنازہ اور (تدفین) سے فارغ ہو جائے تو اس کے دو قیراط اجر ہوگا اور جو آدمی اس کے ساتھ جائے، یہاں تک کہ اس پر نماز سے فارغ ہوا جائے، اس کے لیے ایک قیراط اجر ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قیراط اس شخص کے ترازو میں احد پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا۔“

فوائد: ...... اس باب کی احادیث میں میت کے ساتھ جانے، نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین تک ساتھ رہنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جانے والے کو اجر و ثواب کا ایک قیراط اور نماز کے بعد تدفین کے مراحل سے فارغ ہونے کے بعد آنے والے کو دو قیراط ملیں گے۔ ”قیراط“ تھوڑی مقدار کے ایک وزن کا نام تھا، جو درہم کے بارہویں حصے کے برابر تھا، اِن احادیث میں مذکورہ قیراط سے مراد یہ نہیں ہے، اس کی مقدار کتنی ہے؟ اس کی آپ ﷺ نے خود وضاحت کر دی ہے۔

2 ..... بَابُ مَا يُرْجَى لِلْمَيِّتِ بِكَثْرَةِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ

نماز جنازہ میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے میت کے بارے میں رکھی جانے والی (بخشش کی) امید کا بیان

(۳۱٤۳) عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَنِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْا أَنْ يَكُوْنُوْا ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ)) قَالَ: فَكَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ يَتَحَرّٰى إِذَا قَلَّ أَهْلُ الْجَنَازَةِ أَنْ يَجْعَلَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ۔ (مسند احمد: ۱٦۸٤٤)

”سیّدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن فوت ہو جائے اور تین صفوں پر مشتمل مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی نماز جنازہ پڑھے تو اسے بخش دیا جائے گا۔“ یہی وجہ ہے کہ جب سیّدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ جنازہ میں نمازیوں کی تعداد کم ہے تو ان کی تین صفیں بنا لیتے۔“

(۳۱٤۲) تخريج: ...... حديث صحيح، حجاج بن أرطاة قد توبع أخرجه ابن ماجه: ۱٥٤۱ (انظر: ۲۱۲۰۱)

(۳۱٤۳) تخريج: ...... اس کی سند میں محمد بن اسحاق راوی مدلس ہے، لیکن شیخ البانی نے فوائد میں مذکور حدیث کی بنا پر اس کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ أخرجه ابن ماجه: ۱٤۹۰ (انظر: ۱٦۷۲٤)

فوائد: ......سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی جَنَازَۃٍ وَمَعَہٗ سَبْعَۃُ نَفَرٍ، فَجَعَلَ ثَلَاثَۃً صَفًّا، وَاثْنَیْنِ صَفًّا وَاثْنَیْنِ صَفًّا۔ یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز جنازہ پڑھائی، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ سات افراد تھے، پس آپ ﷺ نے تین کو ایک صف میں، دو کو ایک صف میں اور بقیہ دو کو ایک صف میں کھڑا کیا۔ (معجم کبیر للطبرانی، وفیہ ابن لهيعة لكنه مستشهد بحديث مالك بن هبيرة رضي الله عنه)

درج ذیل حدیث میں بھی اس مسئلے کی طرف اشارہ ملتا ہے: عبد اللہ بن ابی طلحہ کہتے ہیں: جب سیّدنا عمیر بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے لیے بلایا، پس آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے گھر میں اس طرح نماز جنازہ پڑھائی کہ آپ ﷺ آگے بڑھے، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کے پیچھے تھیں، اوران کے ساتھ اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ (مستدرك حاكم: ۱/ ۳۶۵، سنن بيهقى: ٤/ ۳۰، وله شاهد من حديث انس رضي الله عنه بمعناه أخرجه الامام احمد: ۳/ ۲۱۷)

چونکہ عام نمازوں کی طرح ایک مردمقتدی نے امام کے ساتھ کھڑے ہونا تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو پیچھے کھڑا کیا، تاکہ دو صفیں تو مستقل طور پر بن گئیں، یہ احتمال برقرار ہے کہ ایسی صورت میں امام کو بحیثیتِ صف شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ بہرحال جہاں تک ممکن ہو سکے نماز جنازہ میں کم از کم تین صفیں بنا لینی چاہئیں، اس سے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے اوران کا طاق یا جفت رکھنا شرط نہیں۔ آج کل باقاعدہ طور پر نماز جنازہ شروع کرنے سے پہلے صفوں کو شمار کیا جاتا ہے اور جفت ہونے کی صورت میں ایک نئی صف بنا کر ان کو طاق بنا دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا محض تکلف ہے اور کسی شرعی دلیل سے یہ قید ثابت نہیں ہوتی۔

(۳۱٤٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوْتُ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ يَبْلُغُوْنَ أَنْ يَكُوْنُوْا مَائَةً، فَيَشْفَعُوْا لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ.)) (مسند احمد: ۲٤۵۳۹)	''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس پر ایک سو آدمیوں کی جماعت نماز جنازہ پڑھ کر سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔''
(۳۱٤۵) وَعَنْ أَنَسَ بْنِ مَالِكَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۸٤۰)	''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''
(۳۱٤٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما سَمِعْتُ	''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(۳۱٤٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٤۷ (انظر: ۲٤۰۳۸)

(۳۱٤۵) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٤۷ (انظر: ۱۳۸۰٤)

(۳۱٤٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٤۸ (انظر: ۲۵۰۹)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ.)) (مسند احمد: ٢٥٠٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان فوت جائے اور اس کے جنازے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے والے چالیس آدمی کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔“

(٣١٤٧) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ.)) قَالَ أَبُو الْمَلِيْحِ: اَلْأُمَّةُ أَرْبَعُوْنَ إِلَى مِائَةٍ فَصَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٧٣٤٨)

”سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے والی ایک امت ہو تو اس کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“ ابو ملیح راوی کہتا ہے: چالیس سے سو اور اس سے زائد تک کے افراد کو ”امت“ کہتے ہیں۔“

فوائد: ……ابو ملیح کی یہ تفسیر مذکورہ بالا احادیث کے مفہوم کے موافق ہے، کیونکہ ایک حدیث میں چالیس افراد کا ذکر ہے اور ایک میں سو کا۔ ان احادیث میں نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کے شریک ہونے کی ترغیب دلائی گئی ہے، بہرحال ان کا اہل توحید اور اہل اخلاص ہونا ضروری ہے۔

3 ….. مَشْرُوْعِيَّةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَدَمِ مَشْرُوْعِيَّتِهَا عَلَى الشُّهَدَاءِ

انبیاء کی نماز جنازہ مشروع ہونے اور شہداء کی یہ نماز غیر مشروع ہونے کا بیان

(٣١٤٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا بَهْزٌ وَأَبُوْ كَامِلٍ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ (يَعْنِي الْجَوْنِيَّ) عَنْ أَبِي عَسِيْبٍ أَوْ أَبِي عَسِيْمٍ قَالَ بَهْزٌ: إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ: أُدْخُلُوْا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ: فَكَانُوْا يَدْخُلُوْنَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ فَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢١٠٤٧)

”سیدنا ابو عسیب (یا ابو عسیم) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ میں حاضر تھے، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے آپس میں کہا کہ اب ہم آپ ﷺ پر نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ ایک نے کہا: مختلف گروہوں کی صورت میں داخل ہوتے جاؤ۔ پس وہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھتے اور دوسرے دروازہ سے باہر نکل جاتے،……“ الحدیث۔

(٣١٤٧) تخريج: ……صحيح، وهذا اسناد ضعيف أخرجه الطبراني فى "الكبير": ٢٣/ ١٠٦٠، وابن ابى شيبة: ٣/ ٣٢١، والبخارى فى "التاريخ الكبير": ٥/ ١١٣ (انظر: ٢٦٨١٢)

(٣١٤٨) تخريج: ……اسناده صحيح (انظر: ٢٠٧٦٦)

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے مختلف گروہوں کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی تھی، ممکن ہے کہ ہر گروہ باجماعت نماز جنازہ ادا کرتا ہو یا علیحدہ علیحدہ، دونوں احتمال موجود ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی اس انداز میں نماز جنازہ ادا کرنا، اس کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی میت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے باہر نہیں نکالنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی روایات (سنن ابن ماجہ: ۱۶۲۸) میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور دلائل (بیہقی: ۷/ ۲۵۰) میں سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں، لیکن وہ ضعیف ہیں، البتہ نماز جنازہ کا قصہ شواہد کی بنا پر درست ہے۔

(۳۱٤۹) عَـنْ جَـابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الـنَّبِيِّ ﷺ أَنَّـهُ قَـالَ فِـى قَتْلٰى أُحُدٍ: ((لَا تُغَسِّلُوْهُمْ، فَإِنَّ كُلَّ جُرْحٍ أَوْ كُلَّ دَمٍ يَفُوْحُ مِسْكًـا يَـوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ.))
(مسند احمد: ۱٤۲۳۸)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا: ''تم انہیں غسل نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن ان کے ہر زخم یا خون سے کستوری کی خوشبو پھوٹے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی تھی۔''

(۳۱۵۰) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ: فَدَفَنَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ۔
(مسند احمد: ۱۲۳۲۵)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا تھا۔''

فوائد: ......''شہید کو غسل نہ دینے کا بیان'' کے باب میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔

4 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الصَّلَاةِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالسِّقْطِ وَعَدْمِهَا

چھوٹے اور قبل از وقت پیدا ہونے والے نامکمل بچے کی نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا بیان

(۳۱۵۱) عَـنِ الْبَـرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَـلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى ابْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ وَمَـاتَ وَهُـوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَقَالَ:

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ، جو سولہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے، کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کے متعلق یہ

(۳۱٤۹) تخريج: ......أخرج بنحوه البخاری: ۱۳٤۳، ۱۳٤۵، ۱۳٤٦، ۱۳۵۳، ٤۰۷۹ (انظر: ۱٤۱۸۹)

(۳۱۵۰) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه أبوداود: ۳۱۳٦، والترمذی: ۱۰۱٦، هذا حديث طويل، تقدم برقم: ۱۳٤، ولم يذكر ابوداود لفظة: "ولم يصلی عليهم" (انظر: ۱۲۳۰۰)

(۳۱۵۱) تخريج: ......قوله((إِنَّه لَهُ فِي الْجَنَّةِ مَنْ يُتِمُّ رَضَاعَهُ))صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفی أخرجه البخاری: ۱۳۸۲، ۳۲۵۵ بلفظ: لما توفی ابراهيم عليه السلام قال رسول الله ﷺ: ((ان له مرضعا فی الجنة.)) (انظر: ۱۸٤۹۷، ۱۸۵۰۲)

((إِنَّـهُ لَـهُ فِي الْجَنَّةِ مَنْ يُتِمُّ رَضَاعَهُ، وَهُوَ صِدِّيْقٌ.)) (مسند احمد: ١٨٦٩١)

بھی فرمایا تھا کہ ''اس کے لیے جنت میں (خواتین) ہیں جو اس کی رضاعت مکمل کریں گی، (یہ میرا بیٹا) صِدِّیق ہے۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کے بیٹے سیّدنا ابراہیم ؓ اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے، صحیح روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا نہیں کی تھی، وہ تمام روایات جن میں ان پر نماز جنازہ ادا کرنے کا ذکر ہے، سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ اس مسئلہ کے لیے ملاحظہ ہو: (نصب الراية: ٢/ ٢٧٩، زاد المعاد: ١/ ٥١٣)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنَّ لَـهُ لَظِئْرَيْنِ فِي الْجَنَّةِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ.)) یعنی: ''اور اس کے لیے جنت میں دو دایاں ہیں جو جنت میں اس کی رضاعت کو مکمل کریں گی۔'' اس حدیث کی روشنی میں اوپر والی حدیث کے ترجمہ میں ''خواتین'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔

(٣١٥٢) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسِّقْطُ (وَفِي رِوَايَةٍ الطِّفْلُ) يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ. (مسند احمد: ١٨٣٥٨)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبل از وقت نامکمل پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے حق میں مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے۔''

فوائد: ......احادیث صحیحہ کی روشنی میں حمل ٹھہرنے سے چار ماہ کے بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے اور وہ ایک (زندہ) جان بن جاتا ہے، اس لیے اگر اس مدت کے بعد حمل ساقط ہو جاتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، جس میں اس کے والدین کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

(٣١٥٣) عَنْ إِسْمَاعِيْلَ السُّدِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قُلْتُ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ابْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: لَا أَدْرِي، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ لَوْ عَاشَ كَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا. (مسند احمد: ١٤٠٣٠)

''اسمٰعیل سدی کہتے ہیں میں نے سیدنا انس بن مالک ؓ سے سوال کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی نماز جنازہ پڑھی تھی؟ انہوں کہا، مجھے معلوم نہیں۔ ابراہیم ؓ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، وہ اگر زندہ رہتا تو ''صدیق نبی'' ہوتا۔''

فوائد: ......اس موضوع کی موقوف روایات کو بھی مرفوع کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ ان کا رائے اور اجتہاد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسماعیل کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن ابی اوفی ؓ سے پوچھا کہ کیا اس نے آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا: وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت گئے تھے، اگر یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد

(٣١٥٢) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٠٣١، وابن ماجه: ١٥٠٧، والنسائي: ٤/ ٥٦ بلفظ: ((...... والطفل يصلى عليه.)) (انظر: ١٨١٦٢، ١٨١٧٤)

(٣١٥٣) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن سعد: ١/ ١٤٠ (انظر: ١٣٩٨٥)

کسی نبی نے آنا ہے تو ان کو زندگی عطا کر دی جاتی، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (صحیح بخاری: ٦١٩٤)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لَـــهُ مُـرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا .)) یعنی: ''بیشک اس کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے، اور اگر یہ (میرا بیٹا) زندہ رہتا تو صِدِّیق اور نبی ہوتا۔'' (ابن ماجه: ١٥١١، ولهذا القدر من الحديث شواهد)

قادیانی ذہن کے لوگوں نے اس حدیث اور ان اقوال کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان واضح ترین شرعی دلائل کا کیا جائے گا، جن میں آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کے ختم ہو جانے کی وضاحت کی گئی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ تعلیق بالمحال کا نتیجہ بھی محال ہوتا ہے، یعنی نہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور نہ ان کو نبوت ملی۔ اس قسم کی تعلیق تو قرآن مجید میں بھی کثرت سے استعمال ہوئی ہے۔ مثلا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔﴾ (سورهٔ زمر: ٦٥) یعنی: ''(اے محمد!) اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضرور ضرور ضائع ہو جائیں گے اور ضرور ضرور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

مزید ارشاد ہوا: ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ مَا جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔﴾ (سورهٔ بقره: ١٢٠) یعنی: ''(اے محمد!) اگر تو نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔''

سوچنے والی بات یہ ہے کہ نہ آپ ﷺ سے یہ امور ہونے تھے اور نہ آپ ﷺ نے ان کا انجامِ بد بھگتنا تھا، اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں، قرآن مجید میں کئی مقامات پر ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ سے متعلقہ اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا کہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہیں تو وہ صِدِّیق اور نبی ہوتے، لیکن چونکہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ارادے نے یہ تقاضا کیا کہ وہ بچپنے میں ہی فوت جائیں، لہٰذا اس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایات اگرچہ موقوف ہیں، لیکن ان کا حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ ان کا تعلق ایسے غیبی امور سے ہے کہ جن میں رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بہرحال ان کی معرفت کے بعد ان سے قادیانیوں کا نبوت کے جاری رہنے کا استدلال کرنا باطل ہو جاتا ہے، بلکہ ان کی دلیل الٹا ان کے خلاف جا رہی ہے، کیونکہ اس میں تو یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بچپنے میں وفات کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔ (سلسله ضعيفه: ٢٢٠)

اس قسم کی ایک مثال یہ ہے: سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَـوْ كَـانَ

بَعْدِيْ نَبِيٌّ، لَكَانَ عُمَرُ.)) (جامع الترمذی: ۲/۲۹۳، الصحیحۃ: ۳۲۷)

یعنی: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر (ؓ) ہوتا۔'' چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا، اس لیے سیّدنا عمر ؓ بھی اس درجے پر فائز نہ ہو سکے، دراصل اس حدیث میں سیّدنا عمر ؓ کی صلاحیت، لیاقت، قابلیت، اہلیت، حق گوئی اور حق کے قریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۳۱۵٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِبْنَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲٦۸۳٦)

''سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سیّدنا ابراہیم ؓ اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا بھی درست ہے۔

5 ..... بَابُ تَرْكِ الْإِمَامِ الصَّلَاةَ عَلَى الْغَالِّ وَقَاتِلِ نَفْسِهٖ وَنَحْوِهِمَا

وقت کے امام کا خیانت کرنے والے اور خودکشی کرنے والے جیسے لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

(۳۱۵۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ؓ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ تُوُفِّيَ بِخَيْبَرَ، وَأَنَّهُ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ.)) قَالَ: فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ الْقَوْمِ لِذَالِكَ فَلَمَّا رَأَى الَّذِي بِهِمْ قَالَ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.)) فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيْهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ الْيَهُوْدِ مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۵٦)

''سیّدنا زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان خیبر میں فوت ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود ہی اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔'' یہ سن کر صحابہ کے چہرے متغیر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جب ان کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: ''تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں (مالِ غنیمت میں سے) خیانت کی ہے۔'' پھر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں یہودیوں کے موتیوں میں سے کچھ موتی ملے، جو دو درہموں کے برابر تھے۔''

فوائد: ...... بلا شک وشبہ مسلمانوں کو خائن کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے، آپ ﷺ کا یہ نماز ادا نہ کرنا، اس سے مقصود لوگوں کو زجر و توبیخ کرنا تھا، تاکہ دوسرے لوگ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے سے باز رہیں۔ ہمارے معاشرے میں اس سنت پر عمل کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ شہر کے مشہور و معروف علمائے دین ایسے مجرموں کے جنازے میں شرکت کرنے سے گریز کریں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے خائن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ آپ ﷺ نے دو درہموں

(۳۱۵٤) تخریج: ......حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۸۷ (انظر: ۲٦۳۰۵)

(۳۱۵۵) تخریج: ......حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۷۱۰، والنسائی: ٤/ ٦٤، وابن ماجه: ۲۸٤۸ (انظر: ۱۷۰۳۱، ۲۱٦۷۵)

کی مالیت کی خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

(۳۱۵۶) عَنْ سِمَاكٍ (ابْنِ حَرْبٍ) أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ ؓ يَقُوْلُ: مَاتَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَ فُلَانٌ، قَالَ: ((لَمْ يَمُتْ.)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَيْفَ مَاتَ؟)) قَالَ: نَحَرَ نَفْسَهُ بِمِشْقَصٍ، قَالَ: فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ) قَالَ: ((إِذًا لَا أُصَلِّي عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۲۱۱۰۱)

''سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی فوت ہو گیا، ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ فوت نہیں ہوا۔'' اس نے دوبارہ اور پھر سہ بارہ آ کر آپ ﷺ کو یہی بات بتلائی۔ اور آپ ﷺ نے پوچھا: ''اسے موت کس طرح آئی ہے؟'' اس نے کہا کہ اس نے ایک چوڑے تیر کے ذریعے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

فوائد: ...... سنن ابن ماجہ (۱۵۲۶) اور مسند احمد (۲۰۸۸۳) کی دوسری روایت کے آخر میں راوی حدیث کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: كُلُّ ذَالِكَ أَدَبٌ مِنْهُ۔ یعنی: آپ ﷺ کا اس شخص کا نماز جنازہ نہ پڑھنا ایک تادیبی کاروائی تھی، تاکہ دوسرے عبرت حاصل کریں اور ایسا اقدام کرنے سے باز رہیں۔ خودکشی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، بہر حال عام مسلمانوں کو اس کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے۔

(۳۱۵۷) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ لِجَنَازَةٍ سَأَلَ عَنْهَا فَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ قَامَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا، وَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا غَيْرُ ذَالِكَ، قَالَ لِأَهْلِهَا: ((شَأْنُكُمْ بِهَا.)) وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ۲۲۹۲۲)

''سیدنا ابو قتادہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو نماز جنازہ کے لیے بلایا جاتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں پوچھتے تھے، اگر اس کے حق میں بھلائی کی باتیں کی جاتیں تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کر لیتے، لیکن اگر اس کے برعکس باتیں کی جاتیں تو آپ ﷺ فرماتے: ''تم خود اس کا کچھ کر لو۔'' اور آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ نے خیانت کرنے والے اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا نہیں کی اور شروع شروع میں مقروض کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث میں برعکس باتوں سے مراد کون سے نقائص ہیں،

(۳۱۵۶) تخريج: ...... أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۹۷۸ (انظر: ۲۰۸۱٦، ۲۰۸٤۸)

(۳۱۵۷) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن حبان: ۳۰۵۷، وعبد بن حميد: ۱۹٦، والحاكم: ۱/ ۳٦٤ (انظر: ۲۲۵۵۵)

جن کی بنا پر آپ ﷺ نماز جنازہ ادا نہیں کیا کرتے تھے؟ یا تو ان سے مراد خیانت اور خودکشی وغیرہ ہیں کہ دوسری روایات سے جن کی تفصیل کا علم ہوتا ہے یا پھر بعض اہل علم کے قول کے مطابق بھلائی والی باتوں کا مصداق مومن اور اس کے برعکس باتوں کا مصداق منافق ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جس میت پر لوگوں کا تبصرہ اچھا نہ ہوتا ہو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے ہوں۔

6 ..... بَابُ هَلْ يُصَلِّي الْإِمَامُ عَلٰى مَنْ قُتِلَ فِيْ حَدٍّ أَمْ لَا

جو شخص کسی شرعی حد میں قتل کیا جائے، امام اس کی نماز جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے، اس کا بیان

(٣١٥٨) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اِعْتَرَفَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِزِنًا، وَقَالَتْ: أَنَا حُبْلٰى، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَخْبِرْنِي.)) فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجَمْتَهَا، ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى؟)) (مسند احمد: ٢٠١٠١)

''سیدنا عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا اور بتلایا کہ وہ اس وقت حاملہ بھی ہے، آپ ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور اس سے فرمایا: ''اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، جب یہ بچہ جنم دے تو مجھے بتلانا۔'' چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کے متعلق حکم دیا، سو اس پر اس کا لباس اچھی طرح باندھ دیا گیا اور پھر اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لیکن سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے پہلے تو اسے رجم کیا اور اب اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اس کو تمام اہل مدینہ میں تقسیم کیا جائے تو وہ سب کو کفایت کر جائے گی۔ بھلا کیا تم نے اس سے افضل چیز بھی پائی ہے کہ اس نے خود کو اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کر دیا ہے۔''

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ جو فرد شرعی حد کی وجہ سے وفات پا جائے، اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

(٣١٥٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ

''سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو اسلم کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا،

(٣١٥٨) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ١٦٩٦ (انظر: ١٩٨٦١، ١٩٩٠٣)

(٣١٥٩) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٦٨٢٠، ومسلم: ١٦٩١ (انظر: ١٤٤٦٢)

بِـالـزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَـنْـهُ حَتّٰـى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا، قَـالَ: ((أَحْـصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَـرُجِـمَ بِـالْـمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْـحِـجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ، فَـقَـالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْـرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱٤٥۱٦)

لیکن آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، اس نے پھر اعتراف کیا، لیکن آپ ﷺ نے پھر اعراض کیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے اوپر چار گواہیاں دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو پاگل ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ”کیا تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اسے عیدگاہ یا جنازہ گاہ میں لے جا کر رجم کیا گیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا، لیکن پھر اسے پا لیا گیا اور اسے مزید پتھر مارے گئے، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں اچھے کلمات کہے، لیکن اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔“

فوائد: ...... لیکن صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے حق میں خیر والی باتیں کہیں اور اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے رجم کے فوراً بعد نماز نہیں پڑھی، بلکہ بعد میں ادا کی تھی۔

7 ...... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الصَّلَاةِ عَلَى الْغَائِبِ

غائبانہ نماز جنازہ کا بیان

(۳۱٦۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: نَعٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الـنَّـجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ أَصْحَابَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ۹٦٤٤)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اسی دن ہمیں اس کی وفات کی اطلاع دی، پھر آپ ﷺ جنازہ گاہ یا عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی صف بندی کی اور اس پر چار تکبیرات کہیں۔“

فوائد: ...... یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حبشہ میں ہونے والی وفات کا اسی دن آپ ﷺ کو پتہ چل گیا تھا، حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ حافظ ابن حجر ؒ نے کہا: ظاہر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جنازہ گاہ یا عید گاہ کی طرف اس لیے گئے تا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو جائے اور یہ بات بھی مشہور ہو جائے کہ اس نے اسلام پر وفات پائی ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو اس کے مسلمان ہونے کا علم ہی نہ تھا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں

(۳۱٦۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۲٤٥، ومسلم: ۹٥۱ (انظر: ۹٦٤٦)

اور دارقطنی نے افراد میں یہ روایت نقل کی ہے کہ سیّدنا انس ؓ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو کسی صحابی نے کہا: آپ ﷺ نے تو حبشہ کے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھ دی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَايَشْتَرُوْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ (آل عمران: ۱۹۹) یعنی: ”یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔“ معجم کبیر اور معجم اوسط میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں اور مؤخر الذکر کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا۔ (فتح الباری: ۳/۲۴۲)

(۳۱۶۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبْشِ، هَلُمَّ فَصُفُّوْا.)) فَصَفَفْنَا، قَالَ: فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۹۷)

”سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج حبشہ کا ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے، اس لیے آؤ اور صفیں بناؤ۔“ پس ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ اور ہم نے نماز جنازہ پڑھی۔“

(۳۱۶۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدُ اللّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ.)) فَقَامَ فَأَمَّنَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۸۶)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج اللہ کا ایک نیک بندہ اصحمہ فوت ہو گیا ہے، پس تم کھڑے ہو اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔“ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہماری امامت کرائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔“

(۳۱۶۳) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: ((صَلُّوْا عَلٰى أَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ)) قَالُوْا: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((صَحْمَةُ النَّجَاشِيُّ)) فَقَامُوْا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۴۷)

”سیّدنا حذیفہ بن اسید ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”اپنے ایک بھائی کی نماز جنازہ پڑھو، جو علاقہ غیر میں فوت ہو گیا ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون؟ فرمایا: ”صحمہ نجاشی۔“ چنانچہ صحابہ کھڑے ہوئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔“

(۳۱۶۱) تخریج: ...... أخرجه البخاري: ۱۳۲۰، ۳۸۷۷، ومسلم: ۹۵۲ (انظر: ۱۴۱۵۰، ۱۴۴۳۳)

(۳۱۶۲) تخریج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۱۶۳) تخریج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۵۳۷ (انظر: ۱۶۱۴۶، ۱۶۱۴۷)

فوائد: ......اس نجاشی کا نام ''اَصحمہ'' تھا، جیسا کہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزر چکا ہے، وہ روایات شاذ ہیں، جن میں اس کا نام ''صحمہ'' یا ''صحہ'' بتلایا گیا ہے۔

(٣١٦٤) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ.)) قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ كَمَا نَصُفُّ عَلَى الْمَيِّتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا نُصَلِّي عَلَى الْمَيِّتِ۔ (مسند احمد: ٢٠١٨٤)

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے، پس آؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔'' چنانچہ ہم کھڑے ہوئے اور اس طرح صفیں بنائیں جیسے ہم میت پر صفیں بناتے ہیں اور اس طرح نماز جنازہ پڑھی، جس طرح ہم حاضر میت کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔''

فوائد: ......صفوں، تکبیروں اور دعاؤں وغیرہ کا سلسلہ اسی طرح کا تھا، جیسے حاضر میت کا ہوتا ہے۔

(٣١٦٥) عَنْ جَرِيْرٍ (بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ.)) (مسند احمد: ١٩٤٣٥)

''سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے، اس کی بخشش کی دعا کرو۔''

(٣١٦٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٧١٤٧)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔''

(٣١٦٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ۔ (مسند احمد: ٢٢٩٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔''

فوائد: ......یہ احادیث غائبانہ نماز جنازہ کی قوی دلیل ہیں۔ اس مسئلہ سے ہٹ کر اس حدیث کی مزید کوئی تاویل کرنا بلا دلیل ہے۔ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ...... (صحیح بخاری: ٤٠٤٢)

(٣١٦٤) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٠٣٩، والنسائي: ٤/ ٧٠ (انظر: ١٩٩٤٢)

(٣١٦٥) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي أخرجه ابن ابي شيبة: ٣/ ٣٦٣، والطبراني في "الكبير": ٢٣٤٦، ولفظ الطبراني: ((فصلوا عليه)) (انظر: ١٩١٨٦)

(٣١٦٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٤٥، ١٣٣٣، ومسلم: ٩٥١ (انظر: ٩٦٤٦)

(٣١٦٧) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، ولجهالة الراوي عن ابن عباس (انظر: ٢٢٩٢)

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہداء پر آٹھ سالوں کے بعد نماز پڑھی، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں، پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:...... ۔ان احادیث سے معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔

8 ..... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ

دفن کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

(٣١٦٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ إِنْسَانًا كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَسْوَدَ، مَاتَ أَوْ مَاتَتْ، فَفَقَدَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ الْإِنْسَانُ الَّذِي كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ؟)) قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَاتَ، قَالَ: ((فَهَلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ؟)) فَقَالُوا: بِأَنَّهُ كَانَ لَيْلًا، قَالَ: ((فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهَا)) قَالَ: فَأَتَى الْقَبْرَ فَصَلَّى عَلَيْهَا۔ قَالَ ثَابِتٌ عِنْدَ ذَالِكَ أَوْ فِي حَدِيثٍ آخَرَ، ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ)) (مسند احمد: ٩٠٢٥)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینے والا ایک سیاہ فام آدمی تھا یا عورت تھی، وہ فوت ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ کو وہ نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''مسجد کی صفائی کرنے والے کا کیا بنا؟'' کسی نے کہا کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟'' صحابہ ؓ نے کہا: یہ رات کا واقعہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی قبر کی طرف میری رہنمائی کرو۔'' پس آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اس حدیث کے راوی ثابت نے یہ یا کوئی اور حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، میری اس نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منور کر دیا ہے۔''

(٣١٦٩) عَنْ أَنَسٍ (بْنِ مَالِكٍ ؓ) أَنَّ أَسْوَدَ كَانَ يُنَظِّفُ الْمَسْجِدَ، فَدُفِنَ لَيْلًا وَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَأُخْبِرَ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا إِلَى قَبْرِهِ.)) فَانْطَلَقُوا إِلَى قَبْرِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورَ مُمْتَلِئَةٌ عَلَى أَهْلِهَا ظُلْمَةً، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِي عَلَيْهَا.))

''سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام آدمی مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، وہ رات کو فوت ہو گیا اور اسے رات کو ہی دفن کر دیا گیا۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو اس کی قبر کی طرف، یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ان پر میری نماز کی وجہ سے روشن کر

(٣١٦٨) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٤٥٨، ٤٦٠، ١٣٣٧، ومسلم: ٩٥٦ (انظر: ٨٦٣٤، ٩٠٣٧)

(٣١٦٩) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه الدارقطني: ٢/ ٧٧، والطيالسي: ٢٤٤٦۔ وأخرجه مختصرا مسلم: ٩٥٥ بلفظ: ان النبي ﷺ صلى على قبر۔ (انظر: ١٢٣١٨، ١٢٥١٧)

فَأَتَى الْقَبْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَخِي مَاتَ وَلَمْ تُصَلِّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَأَيْنَ قَبْرُهُ؟ فَأَخْبَرَهُ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْأَنْصَارِيِّ۔ (مسند احمد: ١٢٤٤٥)

دیتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ اس کی قبر کے پاس آئے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ ایک انصاری صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا بھائی فوت ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کی قبر کہاں ہے؟'' اس نے آپ ﷺ کو بتلایا اور آپ ﷺ اس کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے۔''

(٣١٧٠) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِ امْرَأَةٍ قَدْ دُفِنَتْ۔ (مسند احمد: ١٢٣٤٣)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دفن کردی جانے والی ایک عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی تھی۔''

(٣١٧١) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا وَرَدْنَا الْبَقِيْعَ إِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيْدٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيْلَ فُلَانَةُ، فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: ((أَلَا آذَنْتُمُوْنِي بِهَا؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِنَكَ، فَقَالَ: ((لَا يَمُوْتَنَّ فِيْكُمْ مَيِّتٌ مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا آذَنْتُمُوْنِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ؟)) قَالَ: ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَصَفَّنَا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ١٩٦٨١)

''سیّدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، جب ہم بقیع میں پہنچے آپ ﷺ نے وہاں ایک نئی قبر دیکھ کر اس کے متعلق پوچھا، جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے تو آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا اور پھر پوچھا: ''تم نے مجھے اس کے بارے میں بتلایا کیوں نہیں تھا؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روزے کی حالت میں تھے اور قیلولہ کر رہے تھے، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ایسے نہ کیا کرو،) جب بھی تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو، کیونکہ کسی میت پر میرا نماز جنازہ ادا کرنا اس کے لیے باعث ِ رحمت ہے۔'' پھر آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں اپنے پیچھے صفوں میں کھڑا کیا اور چار تکبیرات کہیں۔''

(٣١٧٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق ١٧٧

(٣١٧١) تخريج: ......اسناده صحيح إن ثبت سماع خارجة بن زيد من عمه يزيد بن ثابت، والا فمنقطع أخرجه ابن ماجه: ١٥٢٨، والنسائي: ٤/ ٨٤ (انظر: ١٩٤٥٢)

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس طرح قبر پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا مسنون عمل ہے، نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ایک آدمی ایک سے زائد دفعہ بھی نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے، کیونکہ جن صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی، یقیناً وہ پہلے پڑھ چکے ہوں گے، کیونکہ وہی اس میت کو دفنانے والے تھے۔

(٣١٧٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى صَاحِبِ قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ۔ (مسند احمد: ١٩٦٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر والے پر اس کی تدفین کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی۔''

(٣١٧٣) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوْا خَلْفَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! وَمَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: اِبْنُ عَبَّاسٍ ؓ۔ (مسند احمد: ٣١٣٤)

''(دوسری سند) امام شعبی ؒ کہتے ہیں: مجھے ایک ایسے آدمی نے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرا تھا، پس آپ ﷺ نے صحابہ کی امامت کرائی اور انھوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ سلیمان شیبانی نے کہا: اے ابو عمرو! آپ کو یہ واقعہ کس نے بیان کیا تھا؟ انھوں نے کہا: سیّدنا ابن عباس ؓ نے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دفن کر دی جانے والی میت پر بھی نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے، اگر چہ اس کی نماز جنازہ پہلے پڑھی جا چکی ہو، کیونکہ درج بالا صورتوں میں صحابہ کرام نے نماز جنازہ پڑھ کر ہی ان لوگوں کو دفنایا تھا، اس ضمن میں مخصوص قیدوں کی شرط لگانا باطل ہے، مثلا: تدفین سے تیسرے دن تک نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے، یا ایک ماہ تک، یا جب تک کہ جسم تر نہ ہو جائے، یا جب تک جسم مٹی نہ بن جائے۔ اسی طرح نماز جنازہ کی اس صورت کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص کر دینا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اس خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

9 ..... بَابُ عَدَدِ تَكْبِيْرِ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ وَمَا جَاءَ فِي التَّسْلِيْمِ مِنْهَا

نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد اور سلام کا بیان

(٣١٧٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: نَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ لِأَصْحَابِهِ وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلَّوْا خَلْفَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کو نجاشی کی وفات کی خبر دی، پھر صحابہ نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نمازِ جنازہ ادا کی اور آپ ﷺ

(٣١٧٢) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٢٤٧، ١٣١٩، ١٣٢١، ١٣٢٢، ١٣٢٦، ١٣٤٠، ومسلم: ٩٥٤ (انظر: ١٩٦٢، ٣١٣٦)

(٣١٧٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٧٤) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٣٢٧، ١٣٢٨، ومسلم: ٩٥١ (انظر: ٧٧٧٦)

أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ٧٧٦٣)

نے اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے چار تکبیرات کہیں۔"

(٣١٧٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَبِّرُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.)) (مسند احمد: ١٤٦٧٢)

"سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دن ہو یا رات، تم اپنے مردوں پر نماز پڑھتے ہوئے چار تکبیرات کہا کرو۔"

فوائد: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، تاہم نبی کریم ﷺ کے فعل سے چار تکبیرات ثابت ہیں۔

(٣١٧٦) عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنِ قَالَ: تُوُفِّيَ أَبُوْسَرِيحَةَ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، وَقَالَ: كَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٥١٦)

"ابو سلمان موذن سے روایت ہے کہ ابوسریحہ (حذیفہ بن اسید) فوت ہو گئے اور سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور اس میں چار تکبیرات کہیں اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔"

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی مزید وضاحت اگلی حدیث سے ہوگی، بہرحال نبی کریم ﷺ کے فعل سے چار تکبیرات ثابت ہیں۔

(٣١٧٧) عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلُوْهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا أَوْ كَبَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٤٨٧)

"ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں میں چار تکبیرات کہا کرتے تھے، ایک جنازہ میں انہوں نے پانچ تکبیرات کہہ دیں، جب لوگوں نے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح تکبیرات کہا کرتے تھے۔"

(٣١٧٨) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُوْ عِيسٰى عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى، فَأَخَذَ بِيَدِهِ

"(دوسری سند) عبد الاعلی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں، ابو عیسیٰ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ان کی طرف گئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: کیا آپ بھول گئے تھے؟ انہوں نے کہا:

(٣١٧٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ١٤٦١٧)

(٣١٧٦) تخريج: ......اسناده ضعيف، لضعف شريك بن عبد الله النخعي، وجهالة حال أبي سلمان المؤذن أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٩٩٥، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٤٩٤ (انظر: ١٩٣٠١)

(٣١٧٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٥٧ (انظر: ١٩٢٧٢، ١٩٣٢٠)

(٣١٧٨) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الاعلى بن عامر الثعلبي قد اتفقوا على ضعفه أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١ ...... ٤٩٤، والطبراني في "الاوسط": ١٨٤٤ (انظر: ١٩٣٠٠)

فَقَالَ: نَسِيتَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ خَلِيلِي ﷺ فَكَبَّرَ خَمْسًا فَلَا أَتْرُكُهَا۔ (مسند احمد: ١٩٥١٥)

جی نہیں، میں نے اپنے خلیل ابو القاسم ﷺ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی ہے، آپ ﷺ نے بھی پانچ تکبیرات کہی تھیں، لہٰذا میں اس عمل کو ترک نہیں کروں گا۔"

(٣١٧٩) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَابِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عِيسَى مَوْلًى لِحُذَيْفَةَ (بْنِ الْيَمَانِ) بِالْمَدَائِنِ عَلَى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا وَهِمْتُ، وَلَا نَسِيتُ وَلٰكِنْ كَبَّرْتُ كَمَا كَبَّرَ مَوْلَايَ وَوَلِيُّ نِعْمَتِي حُذَيْفَةُ ابْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَكَبَّرَ خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا نَسِيتُ وَلَا وَهِمْتُ وَلٰكِنْ كَبَّرْتُ كَمَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤١)

"یحییٰ بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے مدائن میں سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے غلام عیسیٰ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: مجھے وہم ہوا ہے نہ میں بھولا ہوں، میں نے تو اسی طرح تکبیرات کہی ہیں، جس طرح میرے آقا سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھیں، انہوں نے ایک جنازہ پڑھا اور پانچ تکبیرات کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: میں بھولا ہوں نہ مجھے وہم ہوا ہے، بات یہ ہے کہ میں نے اسی طرح تکبیرات کہی ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کہی تھیں، آپ ﷺ نے پانچ تکبیرات کہیں ہیں۔"

(٣١٨٠) عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى قَامَ عَلَى جَنَازَةِ بِنْتٍ لَهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ قَامَ هُنَيَّةً، فَسَبَّحَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَانْفَتَلَ فَقَالَ: أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنِّي أُكَبِّرُ الْخَامِسَةَ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ الرَّابِعَةَ قَامَ هُنَيَّةً فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ جَلَسَ وَجَلَسْنَا إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٦٣٧)

"ابراہیم ہجری کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں، پھر کچھ دیر کے لیے کھڑے رہے۔ جب بعض مقتدیوں نے سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو انہوں نے سلام پھیر کر کہا: کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ میں پانچویں تکبیر کہنے والا ہوں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب چوتھی تکبیر کہہ لیتے تو کچھ دیر اسی حالت میں کھڑے رہتے، پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو وہ بیٹھ گئے اور ہم بھی اس کے پاس بیٹھ گئے۔"

(٣١٧٩) تخريج: ……صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، يحيى بن عبد الله التيمى مختلف فيه، ولم يتابع على حديثه هذا، وعيسى مولى حذيفة البزاز ضعفه الدارقطنى أخرجه الخطيب فى "تاريخ بغداد": ١١/ ١٤٢، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٤٩٤، والدارقطنى: ٢/ ٧٣، وأخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٣٠٣ مقتصرا على فعل حذيفة (انظر: ٢٣٤٤٨)

(٣١٨٠) تخريج: ……ضعيف لضعف على بن عاصم والواسطى (انظر: ١٩٤١٧)

فوائد: ......امام احمد رحمہ اللہ نے تکبیرات کی مختلف تعداد پر مشتمل روایات کا احاطہ نہیں کیا، اس موضوع کی تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں کم از کم تکبیرات کی تعداد چار ہے اور زیادہ سے زیادہ نو ہے، زیادہ تر احادیث میں چار تکبیرات کا ہی ذکر ہے۔ چار اور پانچ تکبیرات کے دلائل تو اوپر گزر چکے ہیں، باقی تعداد درج ذیل مرفوع اور موقوف روایات سے ثابت ہوتی ہے۔ سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں نو تکبیرات کہیں۔ (معانی الآثار للطحاوی: ١/ ٢٩٠)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے، ......، پھر آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ان کو قبلہ کی سمت میں لایا گیا اور آپ ﷺ نے نو تکبیرات کہیں۔ (معجم کبیر للطبرانی: ٣/ ١٠٧)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چھ تکبیرات کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ بدری صحابی ہے۔ (مستدرك حاكم: ٣/ ٤٠٩، سنن بيهقى: ٤/ ٣٦)

عبد خیر کہتے ہیں: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بدری صحابہ کی نماز جنازہ میں چھ، دوسرے صحابہ کی نماز میں پانچ اور بقیہ لوگوں پر چار تکبیرات کہتے تھے۔ (سنن دارقطنى: ١٩١، سنن بيهقى: ٤/ ٣٧)

موسی بن عبد اللہ کہتے ہیں: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بدری صحابی سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں سات تکبیرات کہیں۔ (سنن بيهقى: ٤/ ٣٦)

یہ آثار موقوف ہیں، لیکن ان کا حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ ان میں ذاتی رائے کا دخل نہیں ہے اور صحابہ کی موجودگی میں یہ عمل کیا گیا اور انھوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ آٹھ تکبیرات کے بارے میں کوئی خاص نص نہیں ہے۔

10 ..... بَابُ مَا یُقَالُ مِنَ الْاَدْعِیَةِ فِی الصَّلَاةِ عَلَی الْمَیِّتِ

نمازِ جنازہ میں میت پر پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان

(٣١٨١) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ وَقَدْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یُصَلِّی عَلٰی جَنَازَةٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: ((أَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ رَزَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَیْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِیَتَهَا، جِئْنَا

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت پر نماز جنازہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: أَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ رَزَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَیْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِیَتَهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَهَا۔ (تو نے اسے پیدا

(٣١٨١) تخريج: ......ضعيف، فيه ثلاث علل: (١) اضطراب وقع فى اسناده، و(٢) جهالة بعض رواته و (٣) رواية بعضهم موقوفا على أبى هريرة أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٢٩٢، ١٠/ ٤١٠، والبيهقى: ٤/ ٤٢، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة": ١٠٧٦، والطبرانى: ١١٨٢ (انظر: ٧٤٧٧)

www.minhajusunnat.com

شُفْعَاءَ فَاغْفِرْلَهَا .)) (مسند احمد: ٧٤٧١)

کیا، تو نے اس کو رزق دیا، تو نے اسے اسلام کی طرف ہدایت دی، تو نے اس کی روح کو قبض کیا اور تو ہی اس کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے، ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں، پس تو اس کو بخش دے)۔''

(٣١٨٢) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ .)) (مسند احمد: ٨٧٩٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ۔ (اے اللہ! تو ہمارے زندوں اور فوت شدگان کو، حاضرین اور غائبین کو، چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے، اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا چاہے، اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو فوت کرنا چاہے، اس کو ایمان پر فوت کر)۔''

(٣١٨٣) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ١٧٦٨٨)

''سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(٣١٨٤) وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ ۔ (مسند احمد: ١٧٦٨)

''ابو ابراہیم انصاری نے بھی اپنے باپ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(٣١٨٢) تخريج: ...... حديث صحيح بطرقه و شواهده، وهذا اسناد ضعيف لضعف ايوب بن عتبة أخرجه ابوداود: ٣٢٠١، والترمذى: ١٠٢٤، وابن ماجه: ١٤٩٨ (انظر: ٨٨٠٩)

(٣١٨٣) تخريج: ...... رجال اسناد ثقات رجال الشيخين، لكن اختلف فيه على يحيى بن ابى كثير أخرجه الطبرانى فى "الدعاء": ١١٧١، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة": ١٠٨٦، والبيهقى: ٤/ ٤١ (انظر: ١٧٥٤٦)

(٣١٨٤) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابوابراهيم وابوه لا يعرفان، وقد اختلف فيه على يحيى بن ابى كثير أخرجه الترمذى: ١٠٢٤ (انظر: ١٧٥٤٣)

(۳۱۸۵) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ؓ أَنَّ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ، أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.)) (مسند احمد: ۱۶۱۱٤)

”سیّدنا واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو (ایک جنازے میں) یہ دعا کرتے سنا: اَللّٰھُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ، أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (اے اللہ! فلاں بن فلاں تیری حفاظت اور عہد و امان میں ہے، پس اسے قبر کے فتنے اور آگ کے عذاب سے بچا، تو وفا والا اور حق والا ہے، اے اللہ! پس اس کو بخش دے ور اس پر رحم فرما، پس بیشک تو بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے)۔“

فوائد: ......مسند احمد کی روایت میں ”اَللّٰھُمَّ“ کی جگہ پر ”اَلا“ کے الفاظ ہیں، اس سے مراد میت کے لیے دعا کرنا ہے۔

(۳۱۸٦) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ (الْأَشْجَعِيِّ الْأَنْصَارِيِّ) ؓ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فَفَهِمْتُ مِنْ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ۲٤٤۷۵)

”سیّدنا عوف بن مالک اشجعی انصاری ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کی نماز جنازہ پڑھتے دیکھا، میں نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ۔ (اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم کر، اسے عافیت دے، اس کو معاف کر دے، اس کی قیام گاہ کو عزت والا بنا، اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے، اس کو پانی، برف اور اولوں

(۳۱۸۵) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۰۲، وابن ماجه: ۱٤۹۹ (انظر: ۱٦۰۱۸)

(۳۱۸٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٦۳ (انظر: ۲۳۹۷۵)

سے دھو دے، اس کو گناہوں سے یوں پاک کر دے، جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا، تو اس کے گھر کی بہ نسبت اچھا گھر، اہل کی بہ نسبت اچھے اہل اور بیوی کی بہ نسبت اچھی بیوی عطا فرما، اس کو جنت میں داخل کر دے اور اس کو آگ سے نجات عطا فرما اور قبر کے عذاب سے بچا لے)۔''

11..... بَابُ مَوْقِفِ الْمُصَلّٰی مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ اِذَا كَانَ اِمَامًا اَوْ مُنْفَرِدًا وَكَيْفَ يَفْعَلُ اِذَا اجْتَمَعَتْ اَنْوَاعٌ مِنَ الْجَنَائِزِ

اس امر کا بیان کہ امام یا منفرد آدمی مرد اور عورت کی نماز جنازہ پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو اور جب متعدد جنازے ہوں تو کیا کیا جائے؟

(۳۱۸۷) عَنْ أَبِی غَالِبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّهُ أُتِیَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِ السَّرِيْرِ، ثُمَّ أُتِیَ بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ، فَقَامَ أَسْفَلَ مِنْ ذَالِكَ حِذَاءَ السَّرِيْرِ، فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! أَهٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ نَحْوًا مِمَّا رَأَيْتُكَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ: اِحْفَظُوْا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۰٤)

''ابو غالب کہتے ہیں کہ سیّدنا انس بن مالک ؓ کے پاس مرد کا جنازہ لایا گا، پس وہ چارپائی (یعنی میت) کے سر کے پاس کھڑے ہوئے، پھر جب عورت کا جنازہ لایا گیا تو وہ اس سے نیچے چارپائی کے برابر کھڑے ہوئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو علاء بن زیاد نے ان سے کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی مرد اور عورت کے جنازہ میں اسی طرح کھڑے ہوا کرتے تھے، جس طرح میں نے آپ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر علاء بن زیاد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہ مسئلہ یاد کرلو۔''

فوائد: ......ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِہٖ۔ (اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے) ''وہ اس سے نیچے چارپائی کے برابر کھڑے ہوئے۔'' اس کی وضاحت بھی ابوداود کی روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: فَقَامَ عِنْدَ عَجِيْزَتِهَا۔ (پس وہ اس کے سرین کے پاس کھڑے ہوئے)

(۳۱۸۸) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی عَلٰی أُمِّ فُلَانٍ (وَفِی رِوَايَةٍ:

''سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام فلاں (یعنی سیدہ ام کعب ؓ)، جو نفاس کی حالت

(۳۱۸۷) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۹٤، وابن ماجه: ۱٤۹٤، والترمذی: ۱۰۳٤ (انظر: ۱۲۱۸۰)

(۳۱۸۸) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۳۳۲، ۱۳۳۱، ومسلم: ۹٦٤ (انظر: ۲۰۱٦۲)

أُمِّ كَعْبٍ) مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسْطَهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٤٢٤)

میں فوت ہوئی تھیں، کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔''

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ امام کو مرد میت کے سر کے سامنے اور عورت میت کے سرین کے سامنے کھڑے ہونا چاہیے، امام شافعی اور امام احمد کی یہی رائے ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے ایک قول کے مطابق امام ہر میت کے سینے کے برابر کھڑا ہوگا، وہ مرد ہو یا عورت، لیکن ان روایات کی روشنی میں پہلا مسلک قوی ہے۔

(٣١٨٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ كَأَنَّهُمْ عُرْفُ دِيْكٍ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ۔ (مسند احمد: ١٣٣٠٣)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا فوت ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، ان کے پیچھے کھڑی ہو گئیں، وہ مرغ کی کلغی کی طرح لگ رہے تھے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی۔''

فوائد: ......مرغ کی کلغی سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے تھے، جیسے مرغ کی کلغی پر ابھرے ہوئے لگاتار نشان ہوتے ہیں۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے، دیکھیں باب: ''نماز جنازہ میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے میت کے بارے میں رکھی جانے والی (بخشش کی) امید کا بیان''

12...... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں نماز جنازہ کا بیان

(٣١٩٠) عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأُتِيَ بِجَنَازَتِهِ أَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنْ يُمَرَّ بِهِ عَلَيْهَا فَشُقَّ بِهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَتْ لَهُ، فَأُنْكِرَ ذَالِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلَى الْقَوْلِ، مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٠٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور ان کی میت کو (قبرستان کی طرف) لے جایا جا رہا تھا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ان کی میت کو ان کے پاس سے گزارا جائے، پس اس میت کو مسجد کے وسط میں رکھا گیا اور انھوں نے اس کے لیے دعا کی، لیکن جب لوگوں نے اس طرح کرنے پر انکار کیا تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ عیب نکالنے میں کس قدر جلدی کرتے ہیں، حقیقتِ حال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے کی نماز جنازہ

(٣١٨٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة أم يحيى (انظر: ١٣٢٧٠)

(٣١٩٠) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه مسلم: ٩٧٣ (انظر: ٢٤٤٩٨)

مسجد میں ہی پڑھی تھی۔“

(۳۱۹۱)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ هِيَ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى أَهْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ أَنْ مُرُّوا بِهِ عَلَيْنَا فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْكَرَ ذَالِكَ النَّاسُ، فَذُكِرَ ذَالِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَقَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنَ النَّاسِ حِيْنَ يُنْكِرُوْنَ هٰذَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سَهْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۷۱)

”(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے اور آپ ﷺ کی دوسری بیویوں نے سیّدنا سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ کے لواحقین کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس میت کو ہمارے ہاں مسجد میں لے کر آئیں، پس امہات المؤمنین نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے اس صورت پر انکار کیا، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: کیا تم کو ان لوگوں پر تعجب نہیں ہوتا جو اس صورت پر انکار کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا سہل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی تھی۔“

فوائد: ......صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَاللّٰهِ! لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ۔ یعنی: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں میت رکھنا اور اس کی نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے، امام شافعی اور امام احمد کا یہی مسلک ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان کے نزدیک میت نجس اور پلید ہوتی ہے، لیکن مذکورہ بالا حدیث سے اس رائے کا ردّ ہوتا ہے، اسی طرح میت کو پلید قرار دینے کی رائے بھی درست نہیں ہے۔

(۳۱۹۲)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ.)) (مسند احمد: ۹۷۲۸)

”لیکن یہ روایت صحیح ہے، کیونکہ اس صالح سے ابن ابی ذئب کا سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا تھا، جیسا کہ شیخ البانی نے وضاحت کی ہے، ملاحظہ ہو: (صحیحہ: ۲۳۵۱۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۹۱، وابن ماجه: ۱۵۱۷ (انظر: ۹۷۳۰)۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی، اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے۔“

(۳۱۹۱)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(۳۱۹۲)تخریج: ......اسناده ضعيف، صالح مولى التوأمة كان قد اختلط

فوائد: ……اگر اس روایت کے لفظ "لَہٗ" میں "لام" کو "عَلٰی" کے معنی میں لیا جائے تو اس روایت کا معنی یہ ہو گا: ''جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی، اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' جبکہ سنن ابوداود کے الفاظ بھی "فَـلَا شَـیْءَ عَلَیْهِ" کے ہیں اور قرآن وحدیث نصوص میں "لام" کو "عَـلٰـی" کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا﴾ یعنی "فَعَلَيْهَا" اگر اس حدیث کا یہ معنی کیا جائے تو اس کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ روایات سے کوئی تعارض نہیں رہے گا، لیکن اس کا معنی ''اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے'' ہی کیا جائے تو پھر تعارض پیدا ہو جائے گا۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان دو احادیث میں جمع وتطبیق کی سب سے بہترین صورت یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جواز پر دلالت کرتی ہے اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جواز کی نفی نہیں کرتی، بلکہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے مخصوص اجر وثواب کی نفی کر رہی ہے۔

ابو الحسن سندھی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں ادا کی گئی نمازِ جنازہ کے اجر وثواب (میں) مسجد کی وجہ سے (اضافہ نہیں ہوتا)، جیسا کہ فرضی نمازوں کا مسئلہ ہے۔ اصل نمازِ جنازہ کا اجر محفوظ رہتا ہے۔ ہاں یہ جو وہم پیدا ہوتا ہے کہ مسجد کی وجہ سے (مزید) اجر وثواب ملے گا، اس حدیث میں اس کی نفی کی گئی ہے۔ اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے، لیکن مسجد میں ادائیگی کی وجہ سے اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ دونوں احادیث میں جمع وتطبیق کی صورت پیدا کرنے کے لیے یہی احتمال بیان کرنا درست ہے۔ اس لیے مسجد میں نمازِ جنازہ کو مکروہ سمجھنا مشکل ہے، البتہ اتنا کہنا درست ہے کہ یہ نماز مسجد کے علاوہ کسی اور مقام پر پڑھنا افضل ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے کثرت سے یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور ایک دو بار ہی مسجد میں نماز ادا کی ہے۔ واللہ اعلم۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اس جمع وتطبیق سے واضح ہوتا ہے کہ مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز ہے، البتہ مسجد سے باہر کسی مقام میں ادا کرنا افضل ہے، خواہش پرستی اور مذہبی تعصب سے محفوظ آدمی کی یہی رائے ہوگی، کیونکہ آپ ﷺ کا غالب عمل یہی تھا، جیسا کہ میں نے (احکام الجنائز: ص ۱۰۶۔ ۱۰۷) میں وضاحت کی ہے۔ (صحیحہ: ۲۳۵۱)

حَمْلُ الْجَنَازَةِ وَالسَّیْرِ بِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَالِكَ

جنازہ کو اٹھانے، اس کو لے چلنے اور اس سے متعلقہ دیگر امور کا بیان

حَمْلُ الْجَنَازَةِ وَالْإِسْرَاعُ بِهَا مِنْ غَيْرِ رَمَلٍ

جنازہ کو اٹھانے اور دوڑے بغیر تیزی سے لے کر جانے کا بیان

(۳۱۹۳) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِی سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میت کو چار پائی پر رکھ دیا جاتا ہے اور مرد اسے کندھوں پر اٹھا لیتے ہے، اگر وہ میت نیک ہو تو کہتی ہے: مجھے

(۳۱۹۳) تخريج: ……أخرجه البخاری: ۱۳۱٤، ۱۳۱٦ (انظر: ۱۱۳۷۲)

أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا، أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ.)) (مسند احمد: ١١٣٩٢)

آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتی ہے: ہائے! تم مجھے کدھر لے کر جا رہے ہو۔ انسان کے علاوہ ہر مخلوق اس کی آواز کو سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے معنی و مفہوم کو بلا تاویل تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس میت میں شعور پیدا کر کے اس کو بولنے کی قوت عطا کرتا ہے، جبکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(٣١٩٤) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ: هٰذِهِ مَيْمُوْنَةُ، إِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٤٤)

''عطاء کہتے ہیں: ہم سرف کے مقام پر سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کے ساتھ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ ؓ کے جنازے میں شریک تھے، انھوں نے کہا: یہ سیدہ میمونہ ؓ ہیں، جب تم ان کی میت کو اٹھاؤ تو اسے شدت اور سختی کے ساتھ حرکت نہ دو۔''

فوائد: ......جب آپ ﷺ عمرۂ قضا ادا کر کے مکہ سے واپس لوٹ رہے تھے تو اسی مقام پر سیدہ میمونہ ؓ سے شادی کی تھی، سیدنا ابن عباس ؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ میت کی کرامت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نرمی کی جائے۔

(٣١٩٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا ﷺ عَنِ السَّيْرِ بِالْجَنَازَةِ، فَقَالَ: اَلسَّيْرُ مَا دُوْنَ الْخَبَبِ، فَإِنْ يَكُ خَيْرًا يُعَجَّلْ إِلَيْهِ أَوْ تُعَجَّلْ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذَاكَ فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، اَلْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ، لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَقَدَّمَهَا۔ (مسند احمد: ٣٩٣٩)

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ سے جنازہ کو لے کر جانے کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے کر تیزی سے چلا جائے، لیکن دوڑا نہ جائے، اگر وہ میت نیک ہوا تو وہ بھلائی کی طرف جلدی پہنچے گا اور اگر نیک نہ ہوا تو آگ والوں کے لیے ہلاکت ہے، جنازے کے پیچھے پیچھے چلا جائے، اس کو پیچھے نہ لگایا جائے، جو جنازے کے آگے چلے گا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔''

(٣١٩٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٠٦٧، ومسلم: ١٤٦٥ (انظر: ٢٠٤٤، ٣٢٥٩)

(٣١٩٥) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة أبي ماجد الحنفي، ويحيى بن عبد الله بن الحارث التيمي ضعفه ابن معين وأبوحاتم والنسائي، وقال احمد: ليس به بأس، وقال العجلي: يكتب حديثه وليس بالقوي، ووثقه الترمذي۔ أخرجه ابوداود: ٣١٨٤، والترمذي: ١٠١١، وابن ماجه: ١٤٨٤ (انظر: ٣٥٨٥، ٣٩٣٩)

فوائد: ...... پیدل چلنے والے لوگ جنازے کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے چل سکتے ہیں، آگے اس مسئلہ کی وضاحت آ رہی ہے۔

(۳۱۹۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ حِيْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ: لَاتَضْرِبُوْا عَلَيَّ فُسْطَاطًا، وَلَا تَتْبِعُوْنِي بِمِجْمَرٍ، وَأَسْرِعُوْا بِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلٰى سَرِيْرِهِ قَالَ قَدِّمُوْنِي قَدِّمُوْنِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ السُّوْءُ عَلٰى سَرِيْرِهِ قَالَ يَا وَيْلَهُ أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِي.)) (مسند احمد: ۷۹۰۱)

”عبدالرحمن بن مہران کہتے ہیں: جب سیّدنا ابو ہریرہ ﷛ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا: ”مجھ پر کوئی خیمہ نصب نہ کرنا اور میرے جنازے کے ساتھ دھونی دان لے کر نہ جانا اور میرے بارے میں جلدی کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب نیک آدمی کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے جلد لے چلو، مجھے جلد لے چلو، لیکن جب گنہگار بندے کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے! تم مجھے کدھر لے جا رہے ہو۔“

فوائد: ...... ”مجھ پر کوئی خیمہ نصب نہ کرنا“ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا خیمہ نہ لگانا، جس میں لوگ تعزیت کے لیے جمع ہو کر بیٹھ جائیں۔

(۳۱۹۷) عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: ((أَسْرِعُوْا بِجَنَائِزِكُمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً عَجَّلْتُمُوْهَا إِلَى الْخَيْرِ، وَإِنْ كَانَتْ طَالِحَةً اِسْتَرَحْتُمْ مِنْهَا وَوَضَعْتُمُوْهَا عَنْ رِقَابِكُمْ)) (مسند احمد: ۷۷۵۹)

”ابن المسیب کہتے ہیں کہ سیّدنا ابو ہریرہ ﷺ نے کہا، راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ انھوں نے مرفوعا ہی بیان کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے جنازوں کے سلسلے میں جلدی کیا کرو، اگر وہ نیک ہوں تو تم انہیں خیر کی طرف جلد لے جاؤ گے اور اگر وہ برے ہوں گے تو تم (جلدی) راحت پا لو گے اور ان کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔“

(۳۱۹۸) عَنْ عُيَيْنَةَ ثَنَا أَبِي قَالَ: خَرَجْتُ فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: فَجَعَلَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِهِ يَسْتَقْبِلُوْنَ الْجَنَازَةَ

”عیینہ کے والد عبدالرحمن بن جوشن کہتے ہیں: میں عبدالرحمن بن سمرہ کے جنازہ کے ساتھ نکلا اور دیکھا کہ ان کے گھرانے کے بعض لوگ اس جنازے آگے آگے الٹے پاؤں چلتے ہوئے

(۳۱۹۶) تخریج: ...... صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائی: ٤/ ٤٠، والطیالسی: ٢٣٣٦، والبیهقی: ٤/ ٢١، وأخرجه البخاری عن أبی سعید الخدری: ١٣١٤، ١٣١٦ (انظر: ٧٩١٤)

(۳۱۹۷) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ١٣١٥، ومسلم: ٩٤٤ (انظر: ٧٢٦٧، ٧٧٧٢)

(۳۱۹۸) تخریج: ...... اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٣١٨٢، ٣١٨٣، والنسائی: ٤/ ٤٢ (انظر: ٢٠٤٠٠)

فَيَمْشُونَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ، وَيَقُولُونَ رُوَيْدًا بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمْ، قَالَ: فَلَحِقَنَا أَبُوبَكْرَةَ ؓ مِنْ طَرِيقِ الْمِرْبَدِ فَلَمَّا رَاٰى أُولٰئِكَ وَمَا يَصْنَعُونَ حَمَلَ عَلَيْهِمْ بِبَغْلَتِهِ، وَأَهْوٰى لَهُمْ بِالسَّوْطِ وَقَالَ: خَلُّوْا، فَوَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ أَبِي قَاسِمٍ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ أَنْ نَرْمُلَ بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٦٧١)

یہ کہہ رہے ہیں: (لوگو!) اللہ تم میں برکت کرے، آرام سے چلو۔ اسی اثنا میں سیّدنا ابوبکرہ ؓ مربد والے راستے سے ہمیں آ ملے، جب ان لوگوں کو یہ کام کرتے دیکھا تو خچر ان پر چڑھا دیا اور اپنی لاٹھی ان پر لہرائی اور کہا: ہٹ جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس نے ابو القاسم ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی! میں نے اس سلسلہ میں لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا، قریب ہوتا تھا کہ ہم دوڑ ہی پڑیں۔“

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ جنازے کو لے کر جلدی جلدی چلنا چاہیے، ہمارے ہاں یہی طریقہ رائج ہے۔

(٣١٩٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً، قَالَ: ((انْبَسِطُوا بِهَا وَلَا تَدِبُّوا دَبِيبَ الْيَهُودِ بِجَنَائِزِهَا.)) (مسند احمد: ٨٧٤٥)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو فرماتے: ”اسے لے کر جلدی جلدی چلو اور یہودیوں کی طرح جنازہ لے کر آہستہ آہستہ نہ چلو۔“

(٣٢٠٠) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ (أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ؓ) قَالَ: إِنَّ أُنَاسًا مَرُّوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ يُسْرِعُونَ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ.)) (مسند احمد: ١٩٨٤١)

”سیّدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ کو لے کر بڑی تیزی کے ساتھ گزرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر سکینت ہونی چاہیے۔“

(٣٢٠١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةٌ تُمْخَضُ مَخْضَ الزِّقِّ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمُ الْقَصْدَ)) (مسند احمد: ١٩٨٧٣)

”(دوسری سند) سیّدنا ابو موسیٰ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، مشکیزے کی طرح ہل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میانہ روی اختیار کرو۔“

فوائد: ...... جنازہ اٹھانا مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہے، لیکن اس تعاون کی شکل یہ نہیں ہونی

(٣١٩٩) تخريج: ...... اسناده ضعيف جدا، عبد الحكيم قائد سعيد بن أبي عروبة متروك (انظر: ٨٧٦٠)

(٣٢٠٠) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم أخرجه ابن ماجه: ١٤٧٩ (انظر: ١٩٦١٢)

(٣٢٠١) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

چاہیے کہ زندہ لوگوں کو دھکے لگنا اور تکلیف پہنچنا شروع ہو جائے، اسی طرح بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر وہ کندھا نہ دے سکیں تو دور سے چارپائی کو ایک دو انگلیوں کے ساتھ سہارا دینے کی کوشش کرتے ہیں، یہ سب تکلف کی صورتیں ہیں۔ جنازہ اٹھانے کی درج ذیل مخصوص حدیث ضعیف ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً كَفَّرَتْ عَنْهُ اَرْبَعِيْنَ كَبِيْرَةً .)) یعنی: ''جس نے چالیس قدم جنازے کو اٹھایا، یہ عمل اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کا کفارہ بنے گا۔'' (البحر الرائق: ٢/ ٢٠٧) لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں علی بن ابی سارہ ضعیف راوی ہے۔

اَلْمَشْيُ اَمَامَ الْجَنَازَةِ وَخَلْفَهَا وَمَا جَاءَ فِيْ الرُّكُوْبِ مَعَهَا

جنازہ کے آگے پیچھے چلنے اور سوار ہو کر جانے کا بیان

(٣٢٠٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ ثَنَا الْهَجَرِيُّ قَالَ: خَرَجْتُ فِي جَنَازَةِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى ؓ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ حَوَّاءَ يَعْنِي سَوْدَاءَ، قَالَ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَقُلْنَ لِقَائِدِهِ: قَدِّمْهُ أَمَامَ الْجَنَازَةِ فَفَعَلَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَهُ: أَيْنَ الْجَنَازَةُ؟ قَالَ: قَالَ: خَلْفَكَ، قَالَ: قَالَ: فَفَعَلَ ذَالِكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ أَنْهَكَ أَنْ تُقَدِّمَنِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ، قَالَ: سَمِعَ امْرَأَةً تَلْتَدِمُ وَقَالَ مَرَّةً تَرْثِي (وَفِي رِوَايَةٍ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ) فَقَالَ: مَهْ، أَلَمْ أَنْهَكُنَّ عَنْ هٰذَا؟ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْمَرَاثِي لِتُفِضْ إِحْدَاكُنَّ مِنْ عَبْرَتِهَا مَا شَاءَتْ. فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ قَامَ

''ابو اسحاق ابراہیم بن مسلم ہجری کہتے ہیں: میں سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی ؓ کی صاحبزادی کے جنازہ میں شریک ہوا، وہ خود اپنے سیاہ رنگ کے خچر پر سوار تھے، عورتوں نے ان کے کوچوان سے کہا: ان کو جنازہ سے آگے لے چلو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی ؓ نے دریافت کیا: جنازہ کہاں ہے؟ کوچوان نے بتایا کہ وہ تو پیچھے ہے، انہوں نے ایک دو مرتبہ یہ سوال کر کے کہا: کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا کہ تو مجھے جنازے سے آگے لے آئے۔ اتنے میں انھوں نے ایک عورت کو چہرہ پیٹتے ہوئے سنا، ایک روایت میں مرثیہ پڑھنے اور ایک روایت میں رونے کا ذکر ہے، بہرحال انھوں نے کہا: چپ ہو جاؤ، کیا میں نے تمہیں اس کام سے روکا نہیں تھا؟ بے شک رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع کیا ہے، ہاں تم جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو، پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو وہ آگے بڑھے اور چار تکبیرات کہیں، اس کے بعد کچھ دیر خاموش کھڑے رہے، کچھ لوگوں

(٣٢٠٢) تخريج: ......النهى عن لحوم الحمر الأهلية منه صحيح وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن بن عاصم والواسطى أخرج عبد الرزاق: ٨٧٢٢، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ٤/ ٢٠٥ النهى عن لحوم الحمر الاهلية۔ (انظر: ١٩٤١٧)

هُنَيَّةً فَسَبَّحَ بِهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَانْفَتَلَ فَقَالَ: أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنِّي أُكَبِّرُ الْخَامِسَةَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ إِذَا كَبَّرَ الرَّابِعَةَ قَامَ هُنَيَّةً فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ جَلَسَ وَجَلَسْنَا فَسُئِلَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ: تَلَقَّانَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرٌ أَهْلِيَّةٌ خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْهَا فَذَبَحُوْهَا فَإِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِي بِبَعْضِهَا إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَهْرِيْقُوْهَا، قَالَ فَأَهْرَقْنَاهَا، وَرَأَيْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى مِطْرَفًا مِنْ خَزٍّ۔ (مسند احمد: ١٩٦٣٧)

(٣٢٠٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةِ ثَابِتِ بْنِ الدَّحْدَاحَةِ عَلٰى فَرَسٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ، تَحْتَهُ لَيْسَ عَلَيْهِ سَرْجٌ، مَعَهُ النَّاسُ وَهُمْ حَوْلَهُ قَالَ: فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ فَقَعَدَ عَلٰى فَرَسِهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَسِيْرُ حَوْلَهُ الرِّجَالُ۔ (مسند احمد: ٢١١٢٥)

نے ''سبحان اللہ'' کہہ کر لقمہ دیا، نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے کہا: کیا تمہارا خیال یہ تھا کہ میں پانچویں تکبیر کہوں گا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ جب چوتھی تکبیر کہتے تو اسی طرح تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے۔ پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو وہ بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اس وقت ان سے پالتو گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا: ''خیبر کے موقع پر ہم نے بستی سے باہر کچھ گدھے پائے اور ان کو ذبح کر دیا، ابھی ہنڈیوں میں کچھ گوشت ابلنے ہی لگا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: ان کو بہا دو، پس ہم نے ان کو بہا دیا۔ اس دن میں نے سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی ؓ پر ایک اونی چادر دیکھی جس کے کناروں پر ریشم کی کڑھائی تھی۔''

''سیّدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سیّدنا ثابت بن دحدحہ ؓ کے جنازہ میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے، اس کا منہ اور چاروں پاؤں سفید تھے، آپ ﷺ کے نیچے کوئی زین وغیرہ بھی نہیں تھی، لوگ آپ ﷺ کے اردگرد چل رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اتر کر نماز جنازہ پڑھائی اور بیٹھے رہے یہاں تک کہ تدفین سے فارغ ہو گئے، اس کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور گھوڑا پر سوار ہو کر چلنے لگے، جبکہ لوگ آپ ﷺ کے اردگرد چل رہے تھے۔''

فوائد: ...... صحیح مسلم اور مسند احمد کی دوسری روایات کے مطابق آپ ﷺ سیّدنا ثابت بن دحداحہ ؓ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوئے، لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جاتے وقت بھی سوار ہو کر گئے تھے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، جبکہ درج ذیل روایت سے بھی جاتے وقت پیدل چلنا ہی ثابت ہوتا ہے:

(٣٢٠٣) تخريج: ......هذا الحديث باطل بهذا السياق لان عمر بن موسى كان يضع الحديث و أخرجه مسلم: ٩٦٥ بلفظ قريب منه (انظر: ٢٠٨٣٤، ٢٠٩٤٤)

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سواری لائی گئی، جبکہ آپ ﷺ کے ایک جنازے کے ساتھ تھے، لیکن آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا، لیکن جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو سواری لانے پر اس پر سوار ہو گئے، جب آپ ﷺ سے اس فرق کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِيْ فَلَمْ اَكُنْ لِاَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُوْنَ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَكِبْتُ.)) یعنی: ”(آتے وقت) فرشتے چل رہے تھے، اس لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ میں سوار ہو جاؤں اور وہ چل رہے ہوں، اب جب وہ چلے گئے ہیں تو میں سوار ہو گیا ہوں۔“ (ابوداود: ۳۱۷۷)

(۳۲۰٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي جَنَازَةِ أَبِي الدَّحْدَاحِ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ يَتَوَقَّصُ، وَنَحْنُ نَسْعٰى حَوْلَهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۲٤۲)

”(دوسری سند) سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سیّدنا ابودحداح رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک تھے، جبکہ آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے، جو اچھلتا ہوا جا رہا تھا اور ہم آپ ﷺ کے اردگرد دوڑ رہے تھے۔“

(۳۲۰۵) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ۱۸۳۹٤)

”سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل آدمی جہاں مرضی چلے اور بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔“

(۳۲۰٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ أَمَامَهَا قَرِيْبًا عَنْ يَمِيْنِهَا أَوْ عَنْ يَسَارِهَا، وَالسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۵۸)

”(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل آدمی اس کے سامنے اور دائیں بائیں قریب قریب چل سکتا ہے اور نامکمل مردہ پیدا ہو جانے والے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا کی جائے گی۔“

(۳۲۰۷) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ

”سالم بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے آگے چلتے تھے اور رسول اللہ ﷺ

(۳۲۰٤) تخریج: ……انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲۰۵) تخریج: ……حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱٤۸۱، ۱۵۰۷ (انظر: ۱۸۲۰۷)

(۳۲۰٦) تخریج: ……حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۸۰ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۸۱۸۱)

(۳۲۰۷) تخریج: ……رجاله ثقات رجال الشيخين أخرجه ابوداود: ۳۱۷۹، والترمذى: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، والنسائى: ٤/ ۵٦، وابن ماجه: ۱٤۸۲ (انظر: ٤۵۳۹، ٦۲۵۳)

يَدَى الْجَنَازَةِ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهَا وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ ؓ. (مسند احمد: ٦٢٥٣)

اور سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان ؓ بھی جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔"

(٣٢٠٨)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ ؓ يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ. (مسند احمد: ٤٥٣٩)

"(دوسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر ؓ کو جنازے کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔"

(٣٢٠٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ عَادَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ؓ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَتَعُوْدُ الْحَسَنَ وَفِي نَفْسِكَ مَا فِيْهَا؟ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: إِنَّكَ لَسْتَ بِرَبِّي فَتَصْرِفَ قَلْبِي حَيْثُ شِئْتَ. قَالَ عَلِيٌّ: أَمَا إِنَّ ذَالِكَ لَا يَمْنَعُنَا أَنْ نُؤَدِّيَ إِلَيْكَ النَّصِيْحَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ عَادَ أَخَاهُ إِلَّا ابْتَعَثَ اللّٰهُ لَهُ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ، مِنْ أَيِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ كَانَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَمِنْ أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ كَانَ حَتّٰى يُصْبِحَ.)) قَالَ لَهُ عَمْرٌو: كَيْفَ تَقُوْلُ فِي الْمَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ بَيْنَ يَدَيْهَا أَوْ خَلْفَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ فَضْلَ الْمَشْيِ مِنْ خَلْفِهَا عَلَى بَيْنِ يَدَيْهَا كَفَضْلِ صَلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ فِي جَمَاعَةٍ عَلَى الْوَحْدَةِ. قَالَ عَمْرٌو: فَإِنِّي رَأَيْتُ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ ؓ يَمْشِيَانِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ. قَالَ عَلِيٌّ: إِنَّهُمَا إِنَّمَا

"عبد اللہ بن یسار کہتے ہیں: سیّدنا عمرو بن حدیث ؓ، سیّدنا حسن بن علی ؓ کی عیادت کے لیے گئے، سیّدنا علی ؓ نے ان سے کہا: آپ حسن کی عیادت کے لیے آئے ہیں، جب کہ آپ کے دل میں ان کے خلاف جذبات ہیں۔ یہ سن کر سیّدنا عمرو ؓ نے کہا: آپ میرے رب نہیں کہ میرے دل کو جدھر چاہیں پھیر سکیں۔ سیّدنا علی ؓ نے کہا: بہرحال یہ چیز آپ کو نصیحت کی بات کہنے سے مانع نہیں بن سکتی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جو مسلمان بھی اپنے کسی بھائی کی تیمارداری کے لیے جائے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لیے رحمت کی دعا کرنے کے لیے بھیجتا ہے، اگر یہ عمل دن کے کسی وقت میں ہو تو یہ فرشتے شام تک اور اگر رات کو ہو تو صبح تک دعا کرتے رہتے ہیں۔" پھر سیّدنا عمرو ؓ نے پوچھا: جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، سیّدنا علی ؓ نے کہا: جنازہ کے پیچھے چلنے والے کو آگے چلنے والے پر اس طرح فوقیت حاصل ہے، جیسے باجماعت نماز پڑھنے والے کو اکیلے پڑھنے والے پر ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عمرو ؓ نے کہا: میں نے تو سیّدنا ابوبکر اور

(٣٢٠٨) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٢٠٩) تخريج: ...... حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن يسار أخرجه ابوداود: ٣٠٩٩، وابن ماجه: ١٤٤٢ دون ذكر فضل المشى (انظر: ٦١٢، ٧٥٤)

كَرِهَا أَنْ يُخْرِجَا النَّاسَ۔ (مسند احمد: ٧٥٤)

سیّدنا عمر ؓ کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔ سیّدنا علی ؓ نے کہا: چونکہ انہوں نے (ایک جہت میں ہی رہ کر) لوگوں کو مشقت میں ڈالنا اچھا نہ سمجھا، (اس لیے ایسے کیا تھا)۔“

(٣٢١٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ) قَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَسِيْرِ بِالْجَنَازَةِ فَقَالَ: ((مَتْبُوْعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ.)) (مسند احمد: ٣٥٨٥)

”سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جنازہ کے ساتھ چلنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنازے کے پیچھے رہا جائے، اس کو اپنے پیچھے نہ کیا جائے۔“

(٣٢١١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ صَوْتٌ وَلَا نَارٌ وَلَا يُمْشٰى بَيْنَ يَدَيْهَا.)) (مسند احمد: ١٠٨٤٣)

”سیّدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ آواز اور آگ کو جنازے کے پیچھے لگایا جائے اور نہ اس کے آگے چلا جائے۔“

فوائد: ......اس باب کی احادیثِ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ پیدل جانا چاہیے، بہرحال سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے، جنازے کے ساتھ والے پیدل لوگ جنازے کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کہیں بھی چل سکتے ہیں، افضل یہی ہے کہ پیچھے چلا جائے، کیونکہ عام احادیث کا بھی یہی تقاضا ہے اور سیّدنا علی ؓ کا قول بھی بڑا واضح ہے، سوار لوگوں کو پیچھے ہی رہنا چاہیے، واپسی پر بلا کراہت سوار ہونا جائز ہے۔

اَلنَّهْيُ عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ بِنَارٍ اَوْ صِيَاحٍ اَوْ نِسَاءٍ

جنازے کے ساتھ آگ لے جانے، چیخ و پکار کرنے اور عورتوں کے جانے کا ممنوع ہونا

(٣٢١٢) عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ

”مجاہد سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا، پھر انھوں نے کہا:

(٣٢١٠) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة أبي ماجد الحنفي، ويحيى بن عبد الله بن الحارث التيمي ضعفه ابن معين وأبوحاتم والنسائي، وقال احمد: ليس به بأس، وقال العجلي: يكتب حديثه وليس بالقوي، ووثقه الترمذي۔ أخرجه ابوداود: ٣١٨٤، والترمذي: ١٠١١، وابن ماجه: ١٤٨٤ (انظر: ٣٥٨٥، ٣٩٣٩)۔ أخرجه (انظر:)

(٣٢١١) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة الرجل من اهل المدينة و ابيه، وباب بن عمير الحنفي جهله الدارقطني في "الضعفاء":١٣٥ وقال عن حديثه هذا في "سؤالات البرقاني": يترك هذا الحديث، وقال ابن حجر: مقبول أخرجه ابوداود: ٣١٧١ (انظر: ١٠٨٣١)

(٣٢١٢) تخريج: ......حسن بمجموع طرقه و شواهده أخرجه الطبراني في "الكبير":١٣٤٩٨، ورواه ابن ماجه: ١٥٨٣ مختصرة بالمرفوع فقط (انظر: ٥٦٦٨)

قُمْتَ بِنَا مَعَهَا، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَبَضَ عَلَيْهَا قَبْضًا شَدِيدًا، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَقَابِرِ سَمِعَ رَنَّةً مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ قَابِضٌ عَلٰى يَدِي فَاسْتَدَارَ، فَاسْتَقْبَلَهَا فَقَالَ لَهَا شَرًّا، وَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَّبِعَ جَنَازَةً فِيهَا رَنَّةٌ۔ (مسند احمد: ٥٦٦٨)

اگر تم بھی کھڑے ہو اور (ہمارے ساتھ چلو)۔ پھر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کو سختی سے پکڑا، جب ہم قبرستان کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنے پیچھے ایک عورت کے چیخنے کی آواز سنی، جبکہ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، انھوں نے مجھے گھمایا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو ڈانٹا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے، جس کے ساتھ رونے کی آواز ہو۔‘‘

فوائد: ……ابن ماجہ کی روایت میں ’’رَانَّةٌ‘‘ (رونے والی خاتون) کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے ان کی بے صبری کی وجہ سے جنازوں کے ساتھ چلنا مکروہ ہے۔ بہر حال اگر نماز جنازہ مسجد یا گھر کے اندر ہی پڑھا جا رہا ہو تو عورتوں کو شرکت کرنی چاہیے، جیسا کہ گزر جانے والے چوتھے باب ’’مسجد میں نماز جنازہ کا بیان‘‘ میں مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(٣٢١٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِنَارٍ وَلَا صَوْتٍ.)) (مسند احمد: ٩٥١١)

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جنازہ کے ساتھ آگ اور آواز نہیں ہونی چاہیے۔‘‘

فوائد: ……آواز سے مراد نوحہ، چیخ و پکار اور بلند آواز سے مخصوص ذکر جیسے ناپسندیدہ اور بدعتی امور ہیں، ہمارے ہاں بعض لوگ چارپائی کو کندھا دیتے وقت ’’کلمۂ شہادت‘‘ کا لفظ دوہراتے ہیں، یہ لفظ غیر مسنون بھی ہے اور بے معنی بھی۔ قیس بن عباد کہتے ہیں: كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَكْرَهُوْنَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ الْجَنَائِزِ۔ یعنی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنازوں کے پاس بلند آواز کو ناپسند کرتے تھے۔ (سنن بیهقی: ٤/٧٤)

(٣٢١٤) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِيَ عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ (مسند احمد: ٢٧٨٤٦)

’’سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں جنازوں کے پیچھے سے چلنے سے منع کیا گیا، لیکن ہم پر اتنی سختی نہیں کی گئی۔‘‘

فوائد: ……منع کرنے والے نبی کریم ﷺ تھے، جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت کی گئی ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا حرام نہیں ہے۔

(٣٢١٣) تخريج: ……حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣١٧١ (انظر: ٩٥١٥، ١٠٨٣١)

(٣٢١٤) تخريج: ……أخرجه البخارى: ١٢٧٨، ومسلم: ٩٣٨ (انظر: ٢٧٣٠٣)

(٣٢١٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ بَصُرَ بِامْرَأَةٍ لَا نَظُنُّ أَنَّهُ عَرَفَهَا فَلَمَّا تَوَجَّهْنَا إِلَى الطَّرِيقِ وَقَفَ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ، فَإِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ: ((مَا أَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ يَا فَاطِمَةُ!؟)) قَالَتْ: أَتَيْتُ أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ وَعَزَّيْتُهُمْ، فَقَالَ: ((لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى؟)) قَالَتْ: مَعَاذَ اللّٰهِ! أَنْ أَكُونَ بَلَغْتُهَا مَعَهُمْ وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي ذَالِكَ مَا تَذْكُرُ، قَالَ: ((لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتَّى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكِ.)) (مسند احمد: ٦٥٧٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ آپ ﷺ کی نگاہ ایک خاتون پر پڑی، ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا ہو گا، جب ہم راستہ کی طرف مڑے تو آپ ﷺ رک گئے، یہاں تک کہ وہ خاتون آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئی، وہ آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''فاطمہ! تم کس غرض سے گھر سے باہر آئی ہو؟'' انہوں نے کہا: ''میں فلاں گھر والوں کے پاس گئی تھی، ان کے میت کے حق میں رحمت کے کلمات کہے اور (ان کے فوت والے آدمی کی وجہ سے) ان کے ساتھ تعزیت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تو ان کے ہمراہ ''کدیٰ'' (قبرستان) پہنچ گئی ہو؟'' انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں ان کے ساتھ ''کدیٰ'' مقام تک پہنچتی، جبکہ میں اس بارے میں آپ کے (وعید والے) کلمات سن چکی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ان کے ساتھ اس مقام تک پہنچ جاتو اس وقت تک جنت کو نہ دیکھ سکتیں، جب تک تیرا باپ نہ دیکھ لیتا۔''

فوائد: ……اس حدیث کے آخری جملے کو سخت وعید پر محمول کیا جائے گا، بہرحال یہ حدیث ضعیف ہے۔

مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلَا يَجْلِسُ حَتّٰى تُوضَعَ وَمَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ إِذَا مَرَّتْ

جنازے کے ساتھ چلنے والے کے جنازے کے رکھے جانے تک نہ بیٹھنے اور جنازے کے گزرتے وقت اس کے لیے کھڑے ہونے کا بیان

(٣٢١٦) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جایا

(٣٢١٥) تخريج: ……اسناده ضعيف، ربيعة بن سيف المعافري، قال البخاري: عنده مناكير، وضعفه الازدي والنسائي، وقال النسائي ايضا: لا بأس به، وقال الدارقطني: صالح، وذكره ابن حبان في "الثقات": ٦/ ٣٠١ وقال: كان يخطىء كثيرا أخرجه ابوداود: ٣١٢٣، والنسائي: ٤/ ٢٧ (انظر: ٦٥٧٤)

(٣٢١٦) تخريج: ……أخرجه البخاري: ١٣١٠، ومسلم: ٩٥٩ (انظر: ١١١٩٥)

فَقُومُوا لَهَا، فَمَنِ اتَّبَعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ .)) (مسند احمد: ١١٣٨٦)

کرو اور جو کوئی جنازے کے ساتھ جائے، وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے (زمین پر) رکھ نہ دیا جائے۔“

(٣٢١٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَمْ يَمْشِ مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تَغِيبَ عَنْهُ، وَمَنْ مَشٰى مَعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوضَعَ .)) (مسند احمد: ٧٥٨٣)

”سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی نمازِ جنازہ پڑھے اور تدفین کے لیے میت کے ساتھ نہ جائے تو وہ اس وقت تک کھڑا رہے، جب تک وہ اس سے غائب نہ ہو جائے، اور جو آدمی اس کے ساتھ جائے، وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔“

(٣٢١٨) عَنْ عُثْمَانَ ؓ أَنَّهُ رَأٰى جَنَازَةً فَقَامَ إِلَيْهَا وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى جَنَازَةً فَقَامَ لَهَا۔ (مسند احمد: ٤٢٦)

”سیدنا عثمان ؓ ایک جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ بھی ایک جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے۔“

(٣٢١٩) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُجَاوِزَهُ أَوْ تُوضَعَ .)) (مسند احمد: ١٥٧٦٣)

”سیدنا عامر بن ربیعہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی جنازہ دیکھے، جبکہ وہ اس کے ساتھ جانے والا نہ ہو تو وہ اس وقت تک کھڑا رہے، جب تک وہ اس سے تجاوز نہ کر جائے یا اسے رکھ نہ دیا جائے۔“

(٣٢٢٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتَ جَنَازَةً فَقُمْ حَتّٰى تُجَاوِزَكَ أَوْ قَالَ قِفْ حَتّٰى تُجَاوِزَكَ .)) (مسند احمد: ١٥٧٦٢)

”(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو جنازہ دیکھے تو اس وقت تک کھڑا رہ جب تک وہ تجھ سے آگے نہ گزر جائے۔“

(٣٢٢١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يَحْيٰى وَوَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا حَدَّثَنِي عَامِرٌ قَالَ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ وَمَرْوَانُ جَالِسَيْنِ فَمُرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ مَرْوَانُ:

”عامر کہتے ہیں: سیدنا ابو سعید خدری ؓ اور مروان بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، سیدنا ابو سعید ؓ کھڑے ہو گئے، مروان نے ان سے کہا: بیٹھے رہو، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (جنازے کے لیے) کھڑے

(٣٢١٧) تخريج: ...... صحيح لغيره (انظر: ٧٥٩٣)

(٣٢١٨) تخريج: ...... حسن لغيره۔ أخرجه الطحاوي: ١/ ١٨٥ (انظر: ٤٢٦)

(٣٢١٩) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١٣٠٨، ومسلم: ٩٥٨ (انظر: ١٥٦٧٥)

(٣٢٢٠) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٢٢١) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٤٥ (انظر: ١١٥٠٦)

اِجْلِسْ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ، فَقَامَ مَرْوَانُ وَقَالَ وَكِيْعٌ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ۔ (مسند احمد: ١١٥٢٦)

ہوتے ہوئے دیکھا تھا، یہ سن کر مروان بھی کھڑا ہو گیا۔“

(٣٢٢٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ مَرْوَانَ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَمَرَّ بِهِ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ: قُمْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! فَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً لَمْ يَجْلِسْ حَتَّى تُوْضَعَ۔ (مسند احمد: ١١٩٤٩)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ مروان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک جنازہ گزرا، سیّدنا ابو سعید ؓ بھی وہاں سے گزرے اور انھوں نے کہا: اے امیر! کھڑے ہو جاؤ، یہ (ابو ہریرہ ؓ) جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو اس وقت تک نہ بیٹھتے، جب تک اس کو زمین پر نہ رکھ دیا جاتا۔“

فوائد: ……اس حدیث کے دوسرے طرق سے پتہ چلتا ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا ابو سعید ؓ اور مروان سب نے اس میت کی نماز جنازہ ادا کی تھی، بلکہ مروان نے تو امامت کروائی تھی، جنازے کے بعد جب مروان بیٹھا تو اس کے ساتھ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بھی بیٹھ گئے، ممکن ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ ؓ اس کھڑے ہونے کو واجب نہ سمجھتے ہوں یا پھر انھوں نے مصلحت سے کام لیا ہو۔

اَلْقِيَامُ لِجَنَازَةِ الْكَافِرِ

کافر کی میت کے لیے کھڑے ہونا

(٣٢٢٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ أَنَّهُ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَمُرُّ بِنَا جَنَازَةُ الْكَافِرِ أَفَنَقُوْمُ لَهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، قُوْمُوْا لَهَا، فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ تَقُوْمُوْنَ لَهَا إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ إِعْظَامًا لِلَّذِي يَقْبِضُ النُّفُوْسَ۔)) (مسند احمد: ٦٥٧٣)

”سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہمارے پاس سے کافر کا جنازہ گزرے تو کیا ہم اس کے لیے کھڑا ہوا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اس کے لیے کھڑا ہوا کرو، پس بیشک تم اس کے لیے نہیں، بلکہ روحوں کو قبض کرنے والی ذات کی تعظیم میں کھڑے ہوتے ہو۔“

(٣٢٢٢) تخريج: ……أخرجه البخاري: ١٣٠٩ (انظر: ١١٩٢٧)

(٣٢٢٣) تخريج: ……صحيح، وهذا اسناد ضعيف أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٤٨٦، وابن حبان: ٣٠٥٣، والحاكم: ١/ ٣٥٧، والبيهقي: ٤/ ٢٧ (انظر: ٦٥٧٣)

فوائد: ……یعنی تمہارے کھڑے ہونے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے، جو مخلوقات کی زندگی کو موت سے بدل دیتا ہے، اس سے تم کو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قہر یاد آ جانا چاہیے اور غفلت اور دنیا سے دھوکہ کھانے سے باز آ جانا چاہیے۔

(٣٢٢٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتّٰى تَوَارَتْ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ يَقُولُ: قَامَ لنَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ حَتّٰى تَوَارَتْ۔ (مسند احمد: ١٤١٩٤)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک جنازہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ابوزبیر نے مجھے یہ بھی بیان کہ سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ نے کہا: نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ایک یہودی کے جنازہ کے لیے کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔''

(٣٢٢٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ۔ قَالَ: ((إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا)) (مسند احمد: ١٤٤٨٠)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اور ہم کھڑے ہو گئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک موت ایک گھبراہٹ ہے، اس لیے جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔''

(٣٢٢٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فَذَهَبْنَا لِنَحْمِلَهَا إِذَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيَّةٍ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيَّةٍ، قَالَ: ((إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٨٧٢)

''(دوسری سند) سیّدنا جابر ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ہمارے قریب سے ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی اس کو اٹھانے کے لیے چل پڑے، لیکن اچانک پتہ چلا کہ وہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ تھا، جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ یہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موت کی گھبراہٹ ہوتی ہے، اس لیے تم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔''

(٣٢٢٤) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٩٦٠ (انظر: ١٤١٤٧)

(٣٢٢٥) تخريج: ……أخرجه البخاري: ١٣١١، ومسلم: ٩٦٠(انظر: ١٤٤٢٧)

(٣٢٢٦)تخريج: ……انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد: ......یعنی موت کو دیکھنے کے بعد غفلت کو ختم کرنے کے لیے مسلمان کو کھڑا ہو جانا چاہیے، تاکہ وہ عبرت حاصل کرے اور تساہل ترک کر دے، اس لیے اس معاملے میں مسلم اور غیر مسلم جنازے کو برابر قرار دیا گیا۔

(۳۲۲۷) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: مُرَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((قُوْمُوْا، فَإِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا.))

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ، بے شک موت کی ایک پریشانی ہوتی ہے۔''

(۳۲۲۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَالَ: ((إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا.)) (مسند احمد: ۸۵۰۸)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک موت کی ایک گھبراہٹ ہوتی ہے۔''

(۳۲۲۹) عَنِ ابْنِ أَبِی لَيْلٰی أَنَّ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ وَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ ؓ كَانَا قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ، فَمَرُّوْا بِجَنَازَةٍ، فَقَامَا، فَقِيْلَ: إِنَّمَا هُوَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَقَالَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرُّوا عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُ يَهُوْدِيٌّ، فَقَالَ: ((أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟)) (مسند احمد: ۲۴۳۴۳)

''ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: سیّدنا سہل بن حنیف اور سیّدنا قیس بن سعد ؓ قادسیہ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے، یہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ کسی نے ان سے کہا: یہ تو ذمی لوگوں میں سے تھا۔'' انھوں نے کہا: لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے جنازہ لے کر گزرے تو آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہوئے، کسی نے آپ ﷺ سے کہا: یہ تو یہودی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ایک جان نہیں ہے؟''

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم سابقہ احادیث والا ہی ہے، یعنی یہ بھی مرنے والا ایک نفس ہی ہے اور ہمارا کھڑا ہونا موت کی صعوبت کی یاددہانی کی خاطر ہے۔

(۳۲۳۰) عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمِّهِ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ ؓ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

''سیّدنا یزید بن ثابت ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جبکہ آپ ﷺ اپنے

(۳۲۲۷) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۵۴۳ (انظر: ۷۸۶۰، ۸۵۲۷)

(۳۲۲۸) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲۲۹) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۱۲، ومسلم: ۹۶۱ (انظر: ۲۳۸۴۲)

(۳۲۳۰) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه النسائی: ۴/ ۴۵ (انظر: ۱۹۴۵۳)

فِي أَصْحَابِهِ فَطَلَعَتْ جَنَازَةٌ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَارَ وَ ثَارَ أَصْحَابُهُ مَعَهُ، فَلَمْ يَزَالُوْا قِيَامًا حَتّٰى نَفَذَتْ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي مِنْ تَأَذٍّ بِهَا، أَوْ مِنْ تَضَايُقِ الْمَكَانِ، وَلَا أَحْسِبُهَا إِلَّا يَهُوْدِيًّا أَوْ يَهُوْدِيَّةً، وَمَا سَأَلْنَا عَنْ قِيَامِهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٦٨٢)

صحابہ میں تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک جنازہ نظر آیا، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ اور صحابہ جلدی سے کھڑے ہو گئے اور اس کے گزر جانے تک کھڑے رہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ اس کی (بدبو) کی تکلیف کی وجہ سے کھڑے ہوئے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے، جبکہ میرا تو یہی خیال ہے کہ وہ جنازہ کسی یہودی مرد یا عورت کا تھا، بہرحال ہم نے آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کا سبب دریافت نہیں کیا تھا۔“

فوائد: …… چونکہ سابقہ احادیث میں غیر مسلم کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کی وجوہات بیان کی جا چکی ہیں، البتہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیّدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کا علم نہیں تھا۔

مَنْ قَالَ بِنَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

میت کو دیکھ کر کھڑے ہونے کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(٣٢٣١) عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ فَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا أَوْ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَقُوْمُوْا لَهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَهَا نَقُوْمُ، وَلٰكِنْ نَقُوْمُ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.)) قَالَ لَيْثٌ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: إِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه نَنْتَظِرُ جَنَازَةً إِذْ مَرَّتْ بِنَا أُخْرٰى، فَقُمْنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه: مَا يُقِيْمُكُمْ؟ فَقُلْنَا: هٰذَا مَا تَأْتُوْنَا بِهِ يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ! قَالَ:

”سیّدنا ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے پاس سے کوئی جنازہ گزرے، وہ مسلمان کا ہو یا یہودی کا یا عیسائی کا، تم اسے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو، ہم اس کے لیے نہیں، بلکہ اس کے ساتھ آنے والے فرشتوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔“ لیث کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث مجاہد کو بیان کی تو انھوں نے کہا: مجھے عبداللہ بن سخبرہ ازدی نے بیان کرتے ہوئے کہا: ہم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ایک جنازے کا انتظار کر رہے تھے کہ ہمارے قریب سے کوئی اور جنازہ گزرا، ہم اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے، لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیوں کھڑے ہوئے ہو؟ ہم نے کہا: اے اصحابِ محمد! تم نے ہمیں جو حدیث

(٣٢٣١) تخريج: ……هذا الحديث انما هو حديثان، (١) حديث ابی موسی وهو صحيح لغيره أخرجه ابن ابی شيبة: ٣/ ٣٥٧، و(٢) حديث علی، وهو صحيح دون قوله: "وكانوا اهل كتاب، وكان يتشبه بهم" أخرجه ابن ابی شيبة: ٣/ ٣٥٨، والنسائی: ٤/ ٤٦، وأخرجه مسلم: ١٨٤٠ مختصرا۔ (انظر: ١٩٧٠٥)

وَمَا ذَالِكَ؟ قُلْتُ: زَعَمَ أَبُو مُوسٰى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ، فَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا أَوْ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَقُومُوا لَهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَهَا نَقُومُ، وَلٰكِنْ نَقُومُ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.)) فَقَالَ عَلِيٌّ ؓ: مَا فَعَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ غَيْرَ مَرَّةٍ بِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ، وَكَانُوا أَهْلَ كِتَابٍ وَكَانَ يَتَشَبَّهُ بِهِمْ، فَإِذَا نُهِيَ اِنْتَهٰى، فَمَا عَادَلَهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ١٩٩٤٢)

بیان کی ہے، ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: وہ کون سی حدیث ہے؟ میں نے کہا کہ سیّدنا ابوموسیٰ ؓ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے پاس سے کوئی جنازہ گزرے، وہ مسلمان کا ہو یا یہودی کا یا عیسائی کا، تم اسے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو، ہم اس کے لیے نہیں، بلکہ اس کے ساتھ آنے والے فرشتوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔“ یہ سن کر سیّدنا علی ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل صرف ایک دفعہ ایک یہودی کے ساتھ کیا تھا اور اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ یہ لوگ چونکہ اہل کتاب تھے، اور آپ ﷺ بھی ان کی موافقت کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کو (اللہ کی طرف سے) روک دیا گیا تو آپ ﷺ رک گئے اور اس کے بعد ایسا عمل نہیں کیا۔“

(٣٢٣٢) عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ ؓ فَمَرَّ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا نَاسٌ فَقَالَ عَلِيٌّ ؓ: مَنْ أَفْتَاكُمْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: أَبُو مُوسٰى، فَقَالَ: إِنَّمَا فَعَلَ ذَالِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً فَكَانَ يَتَشَبَّهُ بِأَهْلِ الْكِتَابِ، فَلَمَّا نُهِيَ انْتَهٰى۔ (مسند احمد: ١٢٠٠)

”ابو معمر کہتے ہیں: ہم سیّدنا علی ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک جنازہ گزرا اور لوگ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ سیّدنا علی ؓ نے پوچھا: تمہیں کھڑے ہونے کا فتویٰ کس نے دیا؟ لوگوں نے کہا کہ سیّدنا ابوموسی ؓ نے، یہ سن کر سیّدنا علی ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل صرف ایک دفعہ کیا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پسند کرتے تھے کہ اہل کتاب سے موافقت اختیار کی جائے، لیکن جب (اللہ کی طرف سے) آپ ﷺ کو روک دیا گیا تو آپ ﷺ رک گئے۔“

فوائد: ...... سیّدنا علی ؓ کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے ایسا صرف ایک یہودی کے ساتھ کیا تھا، تو گزارش ہے کہ سیّدنا علی ؓ کو صرف ایک واقعہ کا علم تھا، وگرنہ پچھلے باب کی احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ ایک سے زائد دفعہ پیش آیا تھا۔

(٣٢٣٢) تخريج: ...... صحيح۔ أخرجه الطيالسي: ١٦٢، والحميدي: ٥٠، وابويعلى: ٢٦٦، وأخرج بنحوه ابن ابي شيبة: ٣/ ٣٥٨، والنسائي: ٤/ ٤٦ (انظر: ١٢٠٠)

(٣٢٣٣) وَعَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ: شَهِدْتُ جَنَازَةً فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَقُمْتُ فَقَالَ لِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ: اِجْلِسْ فَإِنِّي سَأُخْبِرُكَ فِي هٰذَا بِثَبْتٍ، حَدَّثَنِي مَسْعُوْدُ بْنُ الْحَكَمِ الزُّرَقِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ بِرَحْبَةِ الْكُوْفَةِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَالِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ۔ (مسند احمد: ٦٢٣)

''واقد بن عمرو کہتے ہیں: میں بنو سلمہ کے ایک جنازہ میں حاضر ہوا اور (جنازہ کو دیکھ کر) میں کھڑا ہو گیا۔ نافع بن جبیر نے مجھ سے کہا: بیٹھ جاؤ، میں تمہیں اس مسئلہ کے بارے میں ایک ثقہ آدمی کی حدیث بیان کرتا ہوں، مسعود بن حکم زرقی نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے مسجد کوفہ کے صحن میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا ہمیں حکم تو دیا تھا، لیکن اس کے بعد آپ بیٹھے رہتے اور ہمیں بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔''

(٣٢٣٤) عَنْ يَزِيْدَ يَعْنِي بْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَهُوَ التُّسْتَرِيُّ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: نُبِّئْتُ أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقَامَ الْحَسَنُ وَقَعَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَلَمْ تَرَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلٰى وَقَدْ جَلَسَ، فَلَمْ يُنْكِرِ الْحَسَنُ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما۔ (مسند احمد: ١٧٢٦)

''محمد بن سیرین کہتے ہیں: مجھے یہ بتلایا گیا کہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، لیکن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا نہیں تھا کہ جب آپ ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لیکن پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے تھے۔ یہ سن کر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ان کی بات پر کوئی انکار نہیں کیا۔''

(٣٢٣٥) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ مَرَّ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَقَامَ الْقَوْمُ وَلَمْ يَقُمْ، فَقَالَ الْحَسَنُ: مَا صَنَعْتُمْ؟ إِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَأَذِّيًا بِرِيْحِ الْيَهُوْدِيِّ۔ (مسند احمد: ١٧٢٢)

''سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر لوگ کھڑے ہو گئے، لیکن وہ بیٹھے رہے، پھر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ تم نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ تو صرف یہودی میت کی بدبو کی تکلیف کی وجہ سے کھڑے ہوئے تھے۔''

(٣٢٣٣) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٦٢ (انظر: ٦٢٣)

(٣٢٣٤) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٤٦، ٤٧ (انظر: ١٧٢٦)

(٣٢٣٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة مدلس، ومحمد بن على بن الحسين لم يدرك الحسن بن على عم ابيه۔ أخرج بنحوه النسائي: ٤/ ٤٧ (انظر: ١٧٢٢)

(٣٢٣٦) عَنْ حُسَيْنٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ جَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ مُرَّ بِهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((آذَانِيْ رِيْحُهَا)) (مسند احمد: ١٧٣٣)

''سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''مجھے اس کی بدبو نے تکلیف دی ہے۔''

فوائد: ...... جنازے کے لیے کھڑے ہونے کی وجوہات پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث اور درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہو چکا ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تھے، یہاں تک کہ اسے لحد میں رکھ دیا جاتا تھا، ایک دن ایک یہودی عالم آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اور کہا: ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں، آپ ﷺ خود بھی بیٹھ گئے اور یہ بھی فرمایا: ((اِجْلِسُوْا خَالِفُوْهُمْ۔)) یعنی: ''بیٹھ جاؤ اور ان کی مخالفت کرو۔'' (ابو داود: ٣١٧٦)

لیکن امام احمد اور دوسرے کچھ ائمہ کی رائے یہ ہے کہ یہ قیام منسوخ نہیں ہوا، بلکہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر میت کے لیے کھڑے نہ ہونے کی رخصت دے دی، وگرنہ اصل حکم یہی ہے کہ کھڑا ہوا جائے، سیّدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اول الذکر مسلک قوی معلوم ہوتا ہے۔

ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ وَشَهَادَتُهُمْ لَهُ

لوگوں کا میت کی تعریف کرنا اور اس کے حق میں گواہی دینا

(٣٢٣٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ.)) وَمَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ.)) فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقُلْتُ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ،

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کے حق میں کلمۂ خیر کہا، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' اور لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے اور لوگوں نے اس کے حق میں برا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، جب ایک جنازہ گزارا گیا اور اس کے حق میں تعریفی کلمات کہے گئے تو

(٣٢٣٦) تخريج: ......اسناده ضعيف لانقطاعه، فان محمد بن على بن الحسين لم يدرك الحسن بن على وابن عباس أخرج بنحوه النسائى: ٤/ ٤٧ (انظر: ١٧٢٢، ١٧٣٣)

(٣٢٣٧) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٢٦٤٢، ومسلم: ٩٤٩ (انظر: ١٢٩٣٩)

وَجَبَتْ.)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَ)) فَقَالَ: ((مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ.)) (مسند احمد: ١٢٩٦٩)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' اور جب دوسرا جنازہ گزارا گیا اور اس کے حق میں برا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' آپ ﷺ نے (وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''جس کے حق میں تم لوگوں نے اچھے کلمات کہے، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کے حق میں تم نے برے کلمات کہے، اس کے لیے جہنم واجب ہو گئی۔ دراصل تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔''

(٣٢٣٨) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ، وَفِيهِ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فِي مَنَاقِبِ الْخَيْرِ، (وَقَالَ فِي الْأُخْرٰى) فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ)) (مسند احمد: ١٠٤٧٦)

''سیدنا ابوہریرہ ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: لوگوں نے اس کے خیر والے اوصاف بیان کیے، (اور دوسرے جنازے کے) برے اوصاف بیان کیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''بیشک تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

(٣٢٣٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ جَلَسَ عُمَرُ ؓ مَجْلِسًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْلِسُهُ، تَمُرُّ عَلَيْهِ الْجَنَازَةُ، قَالَ: فَمَرُّوْا فَأَثْنَوْا خَيْرًا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا خَيْرًا فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا: هٰذَا كَانَ أَكْذَبَ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّ أَكْذَبَ النَّاسِ أَكْذَبُهُمْ

''عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں: سیدنا عمر ؓ ایسی جگہ بیٹھے، جہاں رسول اللہ ﷺ بیٹھا کرتے تھے اور لوگ وہاں سے جنازے لے کر گزرتے تھے، (اس بار بھی) لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے اور لوگوں نے اس کے حق میں تعریفی کلمات کہے، سیدنا عمر ؓ نے کہا: واجب ہو گئی۔ اس کے بعد لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے، اس کے حق میں بھی لوگوں نے کلمۂ خیر کہا، انہوں نے کہا: واجب ہو گئی، اس کے بعد لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے، اس کی بھی مدح سرائی کی گئی، تو

(٣٢٣٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٢٣٣، والنسائي: ٤/ ٥٠، وابن ماجه: ١٤٩٢ (انظر: ٧٥٥٢، ١٠٠١٣، ١٠٤٧١)

(٣٢٣٩) تخريج: ......حديث صحيح (انظر: ٣٨٩)

عَلَى اللّٰهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ مَنْ كَذَبَ عَلٰى رُوْحِهِ فِيْ جَسَدِهِ۔ قَالَ: قَالُوْا: أَرَأَيْتَ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ؟ قَالَ: وَجَبَتْ۔ قَالُوْا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: وَجَبَتْ، قَالُوْا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: وَجَبَتْ۔ وَلَأَنْ أَكُوْنَ قُلْتُ وَاحِدًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، قَالَ: فَقِيْلَ لِعُمَرَ ؓ: هٰذَا شَيْءٌ تَقُوْلُهُ بِرَأْيِكَ أَمْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا، بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٣٨٩)

انھوں نے کہا: واجب ہو گئی۔ اس کے بعد لوگ پھر ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے کہا: یہ سب سے جھوٹا آدمی تھا، یہ سن کر سیّدنا عمر ؓ نے کہا: جو آدمی لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹا ہوگا، وہ اللہ پر بھی سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے، اس سے کم درجہ جھوٹا وہ ہوتا ہے، جو اپنے جسم میں روح پر جھوٹ بولتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر چار آدمی گواہی دیں تو؟ انھوں نے کہا: واجب ہو جائے گی، لوگوں نے کہا: اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ انھوں نے کہا: تب بھی واجب ہو جائے گی، لوگوں نے کہا: اگر دو آدمی گواہی دیں تو؟ انھوں نے کہا: پھر بھی واجب ہو جائے گی۔ اور اگر میں نے ایک آدمی کی گواہی کے بارے میں بھی پوچھ لیا ہوتا تو یہ بات مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ کسی نے سیّدنا عمر ؓ سے پوچھا: یہ سارا کچھ آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، میں نے یہ ساری باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں۔''

فوائد: ...... ''جو اپنے جسم میں روح پر جھوٹ بولتا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی اپنے آپ کو ایسی صفت سے موصوف ٹھہرانا چاہتا ہے، جو حقیقت میں اس میں نہیں ہے۔

(٣٢٤٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَوَافَيْتُهَا وَقَدْ وَقَعَ فِيْهَا مَرَضٌ فَهُمْ يَمُوْتُوْنَ مَوْتًا ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ فَمَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرٌ، فَقَالَ عُمَرُ ؓ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرٌ، فَقَالَ عُمَرُ ؓ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ

''ابوالاسود کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک وبا پھیلی ہوئی تھی اور لوگ بڑی تیزی سے مر رہے تھے۔ میں سیّدنا عمر بن خطاب ؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے ایک جنازہ گزرا، اس کے حق میں دوسرے لوگوں کی طرف سے کلمۂ خیر کہا گیا، تو انھوں نے کہا: واجب ہو گئی۔ اس کے بعد ایک اور جنازہ گزرا، اس کے حق میں بھی تعریفی کلمات کہے گئے، تو انھوں نے کہا: واجب ہو گئی، اس کے بعد ایک تیسرا جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، لیکن تب بھی انہوں نے کہا:

(٣٢٤٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٢٦٤٣ (انظر: ١٣٩)

عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقَالَ عُمَرُ ؓ: وَجَبَتْ، فَقَالَ أَبُوْ الْأَسْوَدِ: مَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.)) قَالَ: فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((وَثَلَاثَةٌ.)) قَالَ: قُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ.)) قَالَ: ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔ (مسند احمد: ۱۳۹)

واجب ہو گئی۔ ابوالاسود نے کہا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہو گئی؟ سیّدنا عمر ؓ نے کہا: میں نے تو اسی طرح بات کی، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی کہ ”جس مسلمان کے حق میں چار آدمی خیر کی گواہی دے دیں، اللہ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ ہم نے پوچھا: تین آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین بھی۔“ ہم نے پوچھا: اور دو آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو بھی۔“ پھر ہم ایک آدمی کی گواہی کے بارے میں سوال نہ کر سکے۔“

(۳۲٤۱) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِيْهِ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ بِالنَّبَاءَةِ أَوِ النَّبَاوَةِ، شَكَّ نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، مِنَ الطَّائِفِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تُوشِكُوْنَ أَنْ تَعْرِفُوْا أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَوْ قَالَ: خِيَارَكُمْ مِنْ شِرَارِكُمْ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((بِالثَّنَاءِ السَّيِّءِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ)) (مسند احمد: ۱۵۵۱۸)

”سیّدنا ابوزہیر ثقفی ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو طائف کے قریب ”نَبَاءَة“ یا ”نَبَاوَة“ مقام پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! تم جہنمیوں میں سے جنتیوں یا بروں میں سے نیکوں کو پہچان سکتے ہو۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بری یا اچھی تعریف کے ساتھ، دراصل تم لوگ زمین میں ایک دوسرے کے حق میں اللہ کے گواہ ہو۔“

(۳۲٤۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَشْهَدُ لَهُ ثَلَاثَةُ أَبْيَاتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْأَدْنَيْنَ بِخَيْرٍ إِلَّا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَةَ عِبَادِيْ عَلٰى مَا عَلِمُوْا وَغَفَرْتُ لَهُ مَا أَعْلَمُ)) (مسند احمد: ۸۹۷۷)

”سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جو مسلمان آدمی فوت ہو جائے اور اس کے قریبی ہمسایوں میں سے تین گھر والے لوگ اس کے حق میں خیر کی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندوں نے اپنے علم کے مطابق جو گواہی دی ہے، میں نے اسے قبول کر لیا ہے اور وہ (گناہ) معاف کر دیے ہیں، جو میں جانتا ہوں۔“

(۳۲٤۱) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ٤۲۲۱ (انظر: ۱۵٤۳۹)

(۳۲٤۲) تخریج: ......اسناده ضعیف لابهام الشیخ البصری، لکن له شواهد (انظر: ۸۹۸۹)

(٣٢٤٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَشْهَدُ لَهُ أَرْبَعَةُ أَهْلِ أَبْيَاتٍ مِنْ جِيرَانِهِ الْأَدْنَيْنَ إِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: قَدْ قَبِلْتُ فِيهِ عِلْمَكُمْ وَغَفَرْتُ لَهُ مَا لَا تَعْلَمُونَ.)) (مسند احمد: ١٣٥٧٥)

(٣٢٤٤) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ ؓ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ قَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ.)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ اسْتَرَاحَ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَالْفَاجِرُ اِسْتَرَاحَ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.)) (مسند احمد: ٢٢٩٠٤)

”سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان بھی فوت ہو جائے اور اس کے حق میں قریبی ہمسایوں میں سے چار گھر والے اس کے حق میں گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس کے حق میں تمہارے علم کو قبول کرتا ہوں اور اس کے جن (گناہوں) کا تمہیں علم نہیں ہے، ان کو معاف کرتا ہوں۔“

”سیّدنا ابوقتادہ بن ربعی ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ”یہ راحت پا گیا ہے یا دوسروں نے اس سے راحت پائی ہے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ راحت پا گیا ہے یا دوسروں نے اس سے راحت پائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن دنیا کے مصائب اور تکلیفوں سے راحت پا کر اللہ کی رحمت میں چلا جاتا ہے اور فاجر آدمی سے دوسرے انسان، شہر، درخت اور چوپائے راحت پا جاتے ہیں۔“

فوائد: ……کوئی مانے یا نہ مانے، یہ ایک حقیقت ہے کہ اس گواہی سے مراد قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ تکلف کے ساتھ میت کے مرثیے پڑھے جائیں اور نظم و نثر کی صورت میں مختلف مجلسوں میں اس کے اوصاف بیان کیے جائے اور اس ضمن میں بعض گویا نما اور قوال لوگوں کی خدمات حاصل کی جائیں، جن کا مقصود لواحقین کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہوتا ہے۔ ان احادیث میں ایسی شہادت کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں الہام کرتا ہے اور وہ چاہتے نہ چاہتے ہوئے بول پڑتے ہیں اور یہ گواہی دینے والے ثقہ، بااعتماد اور شریعت کا فہم رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی طبیعت اور معاشرے سے متاثر ہوئے بغیر میت کی اچھائیوں یا برائیوں کو سامنے رکھ میت کا اچھا یا برا تذکرہ کر بیٹھتے ہیں، جبکہ برے تذکرے سے ان کا مقصود مردوں کو برا بھلا کہنا بھی نہیں ہوتا ہے، جس سے اگلی احادیث میں منع کیا جا رہا ہے۔

(٣٢٤٣) تخريج: ……اسناده ضعيف، مؤمل بن اسماعيل سيىء الحفظ، لكن يشهد له الحديث المتقدم أخرجه ابويعلى: ٣٤٨١، وابن حبان: ٣٠٢٦، والحاكم: ١/ ٣٧٨ (انظر: ١٣٥٤١)

(٣٢٤٤) تخريج: ……أخرجه البخارى: ٦٥١٣، ومسلم: ٩٥٠ (انظر: ٢٢٥٦)

اَلنَّهْيُ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ وَذِكْرِ مَسَاوِيهِمْ

مردوں کو برا بھلا کہنے اور ان کی خامیوں کو یاد کرنے سے ممانعت کا بیان

(۳۲۴۵) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوا.)) (مسند احمد: ۲۵۹۸٤)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم مردوں کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ وہ اپنے کیے ہوئے اعمال تک پہنچ چکے ہیں۔“

(۳۲٤٦) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ۔ (مسند احمد: ۱۸۳۹۵)

”سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو گالی دینے سے منع فرمایا۔“

(۳۲٤۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوْا الْأَحْيَاءَ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۹۷)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم مردوں کو برا بھلا نہ کہا کرو، اس طرح سے زندگان کو تکلیف دو گے۔“

(۳۲٤۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسُبُّوْا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَ نَا.)) (مسند احمد: ۲۷۳٤)

”سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ہمارے مردوں کو برا بھلا نہ کہا کرو، اس طرح ہمیں تکلیف پہنچاؤ گے۔“

فوائد: ...... لیکن یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

(۳۲٤۹) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَمِّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: نَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضي الله عنه مِنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رضي الله عنه: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنْ سَبِّ الْمَوْتٰى، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۰۳)

”قطبہ بن مالک کہتے ہیں کہ جب سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات کہے تو سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مردوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا کرتے تھے، لہٰذا تم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کیوں کہتے ہو، جبکہ وہ وفات پا چکے ہیں۔“

(۳۲٤۵) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ۱۳۹۳، ٦٥١٦ (انظر: ۲٥٤۷۰)

(۳۲٤٦) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذی: ۱۹۸۲ (انظر: ۱۸۲۰۸، ۱۸۲۰۹)

(۳۲٤۷) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲٤۸) تخريج: ...... اسناده ضعيف، عبد الاعلى بن عامر الثعلبی ضعفه احمد و ابوزرعة وابوحاتم والنسائی وابن معين وغيرهم أخرجه النسائی: ۸/ ۳۳ (انظر: ۲۷۳٤)

(۳۲٤۹) تخريج: ...... صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حجاج مولى بنی ثعلبة أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٤۹۷٥، والحاكم: ۱/ ۳۸٤، وابن ابی شيبة: ۳/ ۳٦٦ (انظر: ۱۹۲۸۸)

فوائد: ......اس باب کی اور اس موضوع کی دیگر کئی احادیث میں مردوں کو برا بھلا کہنے سے روکا گیا ہے، جبکہ گزشتہ باب میں آپ ﷺ کے سامنے بعض مردوں کو برا بھلا کہا گیا اور آپ ﷺ خاموش رہے، امام نووی نے اس ظاہری تناقض میں جمع و تطبیق کی یہ صورت پیش کی: آپ ﷺ نے جن مردوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے، ان سے مراد وہ لوگ ہیں، جو منافق، کافر اور فسق یا بدعت کا اظہار کرنے والے نہ ہوں، وگرنہ ایسے بروں کا برا تذکرہ کرنا تو جائز ہے، تاکہ دوسرے لوگ ان کی اقتداء کرنے سے باز رہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان دو ابواب کی احادیث میں سرے سے کوئی تضاد نہیں ہے، پہلے باب کا مصداق یہ صورت ہے کہ کسی ذاتی رنجش اور چغلی وغیبت والی صورتوں کے علاوہ برے کو برا کہنے کی شہادت دی جائے، ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو واضح طور پر گناہوں کا ارتکاب کرنے میں، ظلم کرنے میں اور نیکی والے امور ترک کرنے میں ملوث ہو گا، لیکن یہ گواہی بھی اس انداز میں نہ ہو کہ لواحقین کو تکلیف ہونے لگے، اور دوسرے باب کا مصداق وہ شخص ہے کہ جس کی حسنات غالب ہوں اور شرعی لوگ اسے نیک سمجھتے ہوں، ایسے آدمی کے عیوب اور نقائص پر پردہ ڈالا جائے اور اس کو برا بھلا نہ کہا جائے اور یہ صورت بھی اس باب میں داخل ہے کہ برے آدمی پر برا ہونے کی شہادت دینے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے ایک ایک عیب کو منظر عام پر لایا جائے اور اس انداز میں ان کا تذکرہ کیا جائے کہ زندگان تکلیف محسوس کریں۔ لہٰذا میت کے بارے میں شہادت دینے کا مفہوم اور ہے اور اس کو برا بھلا کہنے کا مطلب اور ہے۔

* * * *

اَلدَّفْنُ وَاَحْكَامُ الْقُبُوْرِ
دفن کے ابواب اور قبروں کے احکام

اِخْتِيَارُ اللَّحْدِ عَلَى الشَّقِّ وَتَعْمِيقِ الْقَبْرِ وَتَوْسِيعِهِ وَدَفْنِ الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ اِذَا اقْتَضَى الْحَالُ ذَالِكَ

”لحد“ کو ”شق“ پر ترجیح دینا، قبر کو گہرا اور وسیع کرنا اور حالات کے تقاضے کے مطابق دو تین تین افراد کو ایک قبر میں دفنانا

لَحد: بغلی قبر کو لحد کہتے ہیں، جس میں قبر کے قبلہ والی جانب میں گڑھا بنا کر اس میں میت کو اتارا جاتا ہے۔

شَقّ: سیدھی قبر بنانا، جس میں قبر کے درمیان میں میت کے لیے گڑھا کھودا جاتا ہے۔

(۳۲۵۰) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ؓ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ وَهُوَ فِي مَسِيْرِهِ فَدَخَلَ خُفُّ بَعِيْرِهِ فِي جُحْرِ يَرْبُوْعٍ فَوَقَصَهُ بَعِيْرُهُ فَمَاتَ، فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا، قَالَهَا حَمَّادٌ ثَلَاثًا، اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا.)) (مسند احمد: ۱۹۳۷۱)

”سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے آ کر اسلام قبول کیا، ایک سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ اسے اسلام کی تعلیم دیتے رہے، چلتے چلتے اس کے اونٹ کا پاؤں ایک قسم کے چھوٹے چوہے کے بل پر جا پڑا، جس کی وجہ سے وہ اونٹ سے گر کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی میت کے پاس آئے اور فرمایا: ”اس نے عمل تو تھوڑا کیا، لیکن ثواب بہت زیادہ پا لیا۔)) حماد راوی نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔“

(۳۲۵۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ

”(دوسری سند) اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے

(۳۲۵۰) تخريج: ......حديث حسن بطرقه أخرجه ابن ماجه: ۱۵۵۵ (انظر: ۱۹۱۵۸، ۱۹۱۵۹)

(۳۲۵۱) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

وَفِيْهِ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِلْحَدُوْا، وَلَا تَشُقُّوْا، فَإِنَّ اللَّحْدَ لَنَا وَالشَّقَّ لِغَيْرِنَا)) (مسند احمد: ۱۹۳۹۰)

اور قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بغلی قبر بناؤ، شق نہ بناؤ، کیونکہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔''

(۳۲۵۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِأَهْلِ الْكِتَابِ)) (مسند احمد: ۱۹٤۲٦)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کے لیے۔''

فوائد: ......اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے لحد افضل ہے، اگرچہ شق بھی جائز ہے، کیونکہ مدینہ میں لحد بنانے والا اور شق بنانے والا دونوں آدمی موجود تھے اور آپ ﷺ نے دونوں کو برقرار رکھا ہوا تھا، اور نبی کریم ﷺ کی تدفین کے موقع پر صحابہ نے آپس میں یہ مشورہ کیا تھا کہ ان دو میں جو پہلے پہنچے گا، آپ ﷺ کے لیے اسی کے عمل کو ترجیح دی جائے گی، چنانچہ لحد بنانے والا پہلے پہنچ گیا تھا، اس لیے آپ ﷺ کے لیے لحد بنایا گیا۔ امام نووی نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ لحد اور شق دونوں میں میت کو دفن کرنا جائز ہے۔

(۳۲۵۳) عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((احْفِرُوْا وَأَوْسِعُوْا (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَعْمِقُوْا) وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ.)) قَالُوْا: فَأَيُّهُمْ نُقَدِّمُ؟ قَالَ: ((أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا.)) قَالَ: فَقُدِّمَ أَبِي عَامِرٌ بَيْنَ يَدَيْ رَجُلٍ أَوِ اثْنَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱٦۳٦۷)

''سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غزوہ احد والے دن انصاری صحابہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم بہت زخمی اور تھکے ہوئے ہیں، (اب ان شہداء کی تدفین کے بارے میں) آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو اور ان کو وسیع اور گہرا کرو، اور دو دو اور تین تین آدمی ایک ایک قبر میں دفنا دو۔'' انھوں نے کہا: ہم ان میں سے کس کو مقدم کر کے رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے زیادہ قرآن یاد ہو۔'' ہشام کہتے ہیں: چنانچہ میرے والد عامر کو ایک یا دو آدمیوں سے آگے رکھا گیا۔''

(۳۲۵٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قُتِلَ

''(دوسری سند) سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے والد غزوہ

(۳۲۵۲) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲۵۳) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۱۵، والترمذي: ۱۷۱۳، وابن ماجه: ۱۵٦۰، والنسائي: ٤/ ۸۳(انظر: ۱٦۲۵۹)

(۳۲۵٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

أَبِی یَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِحْفِرُوْا وَ وَسِعُوْا وَأَحْسِنُوْا، وَادْفِنُوْا الاثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِی الْقَبْرِ، وَقَدِّمُوْا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا (وَفِی رِوَایَةٍ أَكْثَرَهُمْ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ) وَكَانَ أَبِی ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَقُدِّمَ۔ (مسند احمد: ١٦٣٦٩)

احد والے دن شہید ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو، وسیع کرو اور ان کو اچھا بناؤ اور دو دو، تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کرو اور جس کو زیادہ قرآن یاد ہو، اسے آگے کی طرف رکھو۔“ میرے باپ تین افراد میں سے تیسرے تھے، چونکہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا، اس لیے ان کو مقدم کر کے رکھا گیا۔“

فوائد: ......معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت دو تین تین افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے، جیسے زمین کا تنگ ہونا، کھودنے والوں پر شاق گزرنا، وغیرہ۔ نیز قبر گہری، وسیع اور خوبصورت ہونی چاہیے۔

(٣٢٥٥) عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَا غُلَامٌ مَعَ أَبِی فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی حَفِیْرَةِ الْقَبْرِ فَجَعَلَ یُوْصِی الْحَافِرَ وَیَقُوْلُ: ((أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ الرَّأْسِ وَ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ الرِّجْلَیْنِ لَرُبَّ عِذْقٍ لَهُ فِی الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ٢٣٨٥٩)

”ایک انصاری صحابی بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں نکلے، میں چھوٹا لڑکا تھا اور اپنے والد کے ہمراہ گیا تھا، رسول اللہ ﷺ قبر کے گڑھے کے قریب بیٹھ گئے اور قبر بنانے والے سے فرمانے لگے: ”سر کی طرف سے قبر کو کھلا کرو، پاؤں کی طرف وسیع کرو، جنت میں اس میت کے لیے کھجور کے بہت سے خوشے ہیں۔“

(٣٢٥٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: اِلْحَدُوْا لِی لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٤٥٠)

”سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ میرے لیے لحد بنانا اور میرے اوپر اسی طرح کچی اینٹیں رکھ دینا، جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔“

(٣٢٥٥) تخریج: ......اسناده قوی أخرجه ابوداود: ٣٣٣٢ (انظر: ٢٢٥٠٩، ٢٣٤٦٥)

(٣٢٥٦) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٩٦٦ (انظر: ١٤٥٠)

مِنْ أَيْنَ يُدْخَلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهُ وَمَا يُقَالُ عِنْدَ ذَالِكَ وَمَنْ يُدْخِلُهُ، وَمَا جَاءَ فِي الْحَثْيِ فِي الْقَبْرِ وَانْتِظَارِ الْفَرَاغِ مِنَ الدَّفْنِ

اس امر کا بیان کہ میت کو کہاں سے قبر میں داخل کیا جائے، اس وقت کیا کہا جائے اور اس کو اتارنے والا کون ہو، نیز قبر پر مٹی ڈالنے اور دفن سے فراغت کا انتظار کرنے کا بیان

(٣٢٥٧) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ: لَمَّا وُضِعَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى﴾ قَالَ: ثُمَّ لَا أَدْرِي أَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ لَا، فَلَمَّا بُنِيَ عَلَيْهَا لَحْدُهَا طَفِقَ يَطْرَحُ إِلَيْهِمُ الْجَبُوْبَ، وَيَقُوْلُ: ((سُدُّوْا خِلَالَ اللَّبِنِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ وَلٰكِنَّهُ يَطِيْبُ بِنَفْسِ الْحَيِّ.)) (مسند احمد: ٢٢٥٤٠)

''سیدنا ابوامامہ ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم ؓ کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ ...... تَارَةً أُخْرٰى﴾ (سورۂ طه، ٥٥) (ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے) سیدنا ابوامامہ ؓ کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی تھی یا نہیں: بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کے طریقے کے مطابق دفن کرتے ہیں)۔ جب لحد کی چنائی کر دی گئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف گارا پھینکا اور فرمایا: ''اس سے اینٹوں کے شگافوں کو پر کر دو۔'' پھر فرمایا: ''یہ کوئی ضروری چیز نہیں ہے، بس زندہ لوگوں کا نفس ذرا مطمئن ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ...... بعض لوگ میت کو قبر میں اتارتے وقت یا اس میں مٹی ڈالتے وقت یہ آیت پڑھتے ہیں، ان کا یہ عمل درست نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(٣٢٥٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَضَعْتُمْ مَوْتَاكُمْ فِي الْقَبْرِ، فَقُوْلُوْا: بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٨١٢)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے فوت شدگان کو قبر میں اتارو تو یہ دعا پڑھا کرو: بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ اور اس کے رسول کے طریقے پر)۔''

(٣٢٥٧) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا، عبيد الله بن زحر الافريقي و علي بن يزيد الالهاني ضعيفان، وقال الذهبي: علي بن يزيد متروك أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٧٩، والبيهقي: ٣/ ٤٠٩ (انظر: ٢٢١٨٧)

(٣٢٥٨) تخريج: ......صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٢١٣، والترمذي: ١٠٤٦، وابن ماجه: ١٥٥٠ (انظر: ٤٨١٢)

فوائد: ......اس دعا کے لفظ "مِلَّةِ" کی بجائے "سُنَّةِ" کہنا بھی درست ہے اور ایک حدیث میں اس دعا کے یہ الفاظ مذکور ہیں: بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(٣٢٥٩) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ شَهِدَ جَنَازَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَأَظْهَرُوْا الْإِسْتِغْفَارَ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَالِكَ أَنَسٌ، قَالَ هُشَيْمٌ: قَالَ خَالِدٌ فِي حَدِيْثِهٖ: وَأَدْخَلُوْهُ مِنْ قِبَلِ رِجْلِ الْقَبْرِ، وَقَالَ هُشَيْمٌ مَرَّةً: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَاتَ بِالْبَصْرَةِ فَشَهِدَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَظْهَرُوْا لَهُ الْاَسْتَغْفَارَ۔ (مسند احمد: ٤٠٨٠)

''ابن سیرین کہتے ہیں کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک انصاری آدمی کے جنازہ میں شریک تھے، لوگوں نے اس کے حق میں بلند آواز سے دعائے مغفرت کی اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے ان پر کوئی انکار نہیں کیا۔ خالد راوی نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: انہوں نے میت کو قبر کے پاؤں کی طرف سے اتارا تھا۔ اور ہشیم راوی نے ایک مرتبہ اس حدیث کو یوں بیان کیا: بصرہ میں ایک انصاری آدمی فوت ہو گیا تھا، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس کے جنازہ میں شریک تھے، لوگوں نے میت کے حق میں باآواز بلند دعائے مغفرت کی تھی۔''

فوائد: ......ہم ''جنازے کے ساتھ آگ لے جانے، چیخ و پکار کرنے اور عورتوں کے جانے کا ممنوع ہونا'' کے باب میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ میت کے پاس کون سی آواز منع ہے، نیز میت کو قبر میں اتارنے کی دعا کی بھی وضاحت ہو چکی، اِس حدیث سے مراد اتفاقی طور پر دعائیہ کلمات کی آواز کا بلند ہو جانا ہے۔ اس حدیث میں ایک اور اہم مسئلے کا بیان ہے، جس سے ہمارے ہاں عام طور پر غفلت برتی جا رہی ہے، اور وہ ہے میت کو اس کی قبر کی پاؤں والی سمت سے داخل کرنا، اس کی مرفوع دلیل یہ ہے:

حارث نے یہ وصیت کی تھی کہ سیّدنا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں، پس انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ان کو قبر کے پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کیا اور کہا: هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ۔ یعنی: یہ سنت طریقہ ہے۔ (ابوداود: ٣٢١١) امام بیہقی نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی اس کے شواہد ذکر کیے اور پھر کہا: اہل حجاز میں یہی طریقہ مشہور تھا، پھر انھوں نے دو ایسی احادیث بیان کیں، جن کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا گیا اور پھر ان کو ضعیف قرار دیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ ضعیف ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے دوسری حدیث کو اس وجہ سے معلول قرار دیا ہے کہ اس کے متن پر عمل کرنا ناممکن ہے، جیسا کہ انھوں نے اپنی کتاب ("الام": ١/ ٢٤١) میں کہا: مجھے ثقہ لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر گھر میں داخل ہونے والے کی دائیں جانب پڑتی ہے اور دیوار کے ساتھ ملی ہوئی ہے، جس دیوار کے پہلو میں لحد ہے، وہ گھر کے قبلہ کی سمت میں ہے اور اس کے نیچے لحد ہے، اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ جس طرف سے دیوار ہو، اس طرف سے میت کو داخل

(٣٢٥٩) تخریج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٤٠٨٠)

کیا جائے، صرف یہی صورت ممکن رہ جاتی ہے کہ قبر کے پاؤں کی جانب سے اس کو سرکایا جائے یا پھر قبلہ کی مخالف سمت سے داخل کیا جائے، جبکہ کثرتِ موت کی وجہ سے مردوں کی تدفین سمیت ان کے تمام امور ہمارے ہاں مشہور ہوتے ہیں اور ائمہ اور دوسرے بااعتماد لوگ بھی موجود ہوتے ہیں اور یہ امور اتنے عام ہو جاتے ہیں کہ بسا اوقات اصل حدیث ذہن میں ہی نہیں رہتی، جبکہ صورتحال یہ تھی کہ عوام، عوام سے نقل کرتے آ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین و انصار کی موجودگی میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ میت کو قبر کے پاؤں کی جانب سے سرکایا جائے، پھر دوسرے علاقے سے ایک آنے والا آتا ہے اور وہ ہمیں یہ بتلانا چاہتا ہے کہ ہم میت کو قبر میں کیسے داخل کریں۔

(٣٢٦٠) عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: شَهِدْنَا ابْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ سُرَيْجٌ: يَعْنِي: ذَنْبًا، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَانْزِلْ.)) قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا۔ (مسند احمد: ١٣٤١٦)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی کے جنازہ میں شریک تھے، آپ ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے، جس نے اِس رات کو (اپنی بیوی سے) ہم بستری نہ کی ہو؟'' سریج نے کہا: اس کا معنی گناہ ہے، سیّدنا ابوطلحہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اترو۔'' پس وہ ان کی قبر میں اترے۔''

فوائد: ......سریج کا بیان کردہ معنی درست نہیں ہے، جیسا کہ اگلی روایت سے واضح ہو رہا ہے۔

(٣٢٦١) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رُقَيَّةَ ؓ لَمَّا مَاتَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلِ الْقَبْرَ رَجُلٌ قَارَفَ أَهْلَهُ.)) فَلَمْ يَدْخُلْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ؓ الْقَبْرَ۔ (مسند احمد: ١٣٤٣١)

''سیّدنا انس ؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ ؓ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہو وہ قبر میں داخل نہ ہو۔'' پس سیّدنا عثمان بن عفان ؓ قبر میں داخل نہ ہوئے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر محرم اور اجنبی بھی عورت کو دفنا سکتا ہے، کیونکہ سیّدنا ابوطلحہ ؓ آپ ﷺ کے بیٹیوں کے لیے اجنبی تھے۔ بہرحال کسی میت کی تدفین کے سب سے زیادہ مستحق اس کے رشتہ دار ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ انفال: ٧٥)

(٣٢٦٠) تخريج: ......أخرجه البخاری: ١٢٨٥ (انظر: ١٣٣٨٣)

(٣٢٦١) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٧، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ٢٥١٢ (انظر: ١٣٣٩٨)

یعنی: ''اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ مستحق ہیں۔'' نیز آپ ﷺ کو سیّدنا علی، سیّدنا عباس، سیّدنا فضل اور مولائے رسول سیّدنا صالح رضی اللہ عنہم نے دفنایا تھا، اگر رشتہ دار نہ ہوں یا معذور ہوں تو دوسرے لوگوں کو تعاون کرنا چاہیے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ قبر میں اترنے والے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس نے گزشتہ رات کو حق زوجیت ادا نہ کیا ہو۔

(٣٢٦٢) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَحَمَلَ مِنْ عُلُوِّهَا، وَحَثَا فِی قَبْرِهَا، وَقَعَدَ حَتّٰی يُؤْذَنَ لَهُ آبَ بِقِيْرَاطَيْنِ مِنَ الأَجْرِ، كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ .)) (مسند احمد: ١٠٨٨٧)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کی چارپائی اٹھانے کے وقت سے اس کے ساتھ رہتا ہے اور قبر میں مٹی بھی ڈالتا ہے اور اس وقت تک ساتھ رہتا ہے کہ دفن کے بعد اسے واپسی کی اجازت دے دی جاتی ہے تو وہ اجر کے دو قیراط لے کر واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... ''مِنْ عُلُوِّهَا'' کا مرادی معنی ''مِنْ اِبْتِدَائِهَا'' ہے، یعنی شروع سے اس کے ساتھ رہتا ہے، ویسے اس لفظ میں میت کی چارپائی کندھوں پر اٹھانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

اَلدَّفْنُ لَيْلًا وَبَيَانُ الْاَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الدَّفْنِ فِيْهَا
میت کو رات کو دفن کرنے کا اور ان اوقات کا بیان جن میں تدفین منع ہے

(٣٢٦٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنهما قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَنِی عُذْرَةَ فَقُبِرَ لَيْلًا ، فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ لَيْلًا حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَضْطَرُّوْا إِلٰى ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ١٥٣٦١)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بنو عذرہ خاندان کا ایک آدمی رات کو فوت ہوا اور اسے رات کو ہی دفن کر دیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے رات کو دفن کرنے سے منع فرما دیا، جب تک اس کی نماز جنازہ ادا نہ کر لی جائے، الا یہ کہ لوگ (رات کو دفن) کرنے پر مجبور ہو جائیں۔''

فوائد: ...... سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کا ذکر کیا، وہ فوت ہو گیا تھا، اسے ردی سا کفن دے کر رات کو دفن کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے ڈانٹ دیا کہ بندے کو رات کو دفن کیا جائے، جب تک اس کی نماز جنازہ ادا نہ کر لی جائے، الا یہ کہ کوئی آدمی ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے۔ (صحیح مسلم)

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رات کو ایک آدمی کو قبر میں داخل کیا اور اس کی قبر میں چراغ جلایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(٣٢٦٢) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن هرمز (انظر: ١٠٨٧٥)

(٣٢٦٣) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٩٤٣ (انظر: ١٤١٤٥، ١٥٢٨٧)

مذکورہ بالا اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو دفن کرنے سے منع کرنے کے دو اسباب نمازیوں کی قلت اور کفن کا ردّی ہونا ہے، اگر یہ دو وجوہات نہ پائی جاتی ہوں تو رات کو دفن کرنا بھی بلا کراہت جائز ہے، اور اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر کسی وجہ اور سبب کو مدنظر رکھے بغیر رات کو ہی دفن کر لینا چاہیے، مثلاً میت کے متغیر ہونے کا خطرہ، دشمن کا ڈر، گرمی کی شدت وغیرہ۔ احادیث و واقعات کے مطابق رات کو دفن کرنے کے جتنے واقعات پیش آئے، ان کو ان ہی صورتوں پر محمول کیا جائے گا۔

(٣٢٦٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی سَمِعْتُ صَوْتَ الْمَسَاحِي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ، قَالَ مُحَمَّدٌ، وَالْمَسَاحِي الْمَرُوْرُ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٣٧)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کے دفن ہو جانے کا اس وقت علم ہوا کہ جب نے بدھ والی رات کے آخری حصے میں بیلچوں وغیرہ کی آوازیں سنیں۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں: ”اَلْمَسَاحِیْ“ کا معنی بیلچہ ہے۔“

فوائد: ......لفظ ”اَلْمَسَاحِیْ“ کے یہ دو معنی بیان کیے گئے ہیں، ممکن ہے کہ ابن اسحاق کی مراد بیلچوں وغیرہ کی آواز ہو، بہر حال مفہوم ایک ہی بنتا ہے۔

(٣٢٦٥) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ يَنْهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهَا أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا: حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْس، وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔ (مسند احمد: ١٧٥١٢)

”سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا: (۱) جب سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، (۲) جب دوپہر کے وقت کھڑا ہو جانے والا کھڑا ہو جائے، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے، اور (۳) جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔“

فوائد: ......دوسری صورت سے مراد زوال کا وقت ہے، جب سورج کے وسطِ آسمان میں پہنچ جانے کی وجہ سے بظاہر کسی چیز کا سایہ مغرب اور مشرق کی طرف نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز جنازہ جیسی سببی نماز پڑھنا درست ہے۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ طلوع آفتاب کی تکمیل کے بعد کراہت کا وقت ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں عمومی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے، اس مسئلے میں درج ذیل تفصیل کو سامنے رکھا جائے: سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی درج بالا حدیث، جس میں سورج کے بلند ہو جانے کا ذکر ہے۔ سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ

(٣٢٦٤) تخریج: ......حديث محتمل للتحسين أخرجه ابن ابی شيبة: ٣/ ٣٤٧ (انظر: ٢٤٣٣٣)

(٣٢٦٥) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٨٣١ (انظر: ١٧٣٧٧)

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((…… ثُمَّ اقْصِرْ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَتَرْتَفِعَ قِيْسَ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَيْنِ…… .)) (ابوداود) یعنی: ''……پھر نماز ادا کرنے سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایک دو نیزے بلند ہو جائے۔''

سیّدنا عمرو بن عبسہ ؓ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی ؒ کہتے ہیں: ''فَتَرْتَفِعَ قِيْسَ رُمْحٍ ……'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ کراہت کا وقت صرف سورج کے طلوع ہونے سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ اس کا بلند ہونا ضروری ہے، صحیح بخاری میں سیّدنا عمر ؓ والی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((حَتّٰـی تَشْـرُقَ الشَّمْسُ)) یعنی: ''یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے (چمکنے لگے)۔'' اور صحیح مسلم میں سیّدنا عقبہ ؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((حَتّٰـی تَشْـرُقَ الشَّمْسُ بَازِغَةً .)) ان روایات سے معلوم ہوا کہ طلوع سے صرف سورج کا ظاہر ہونا مراد نہیں، بلکہ اس کا بلند ہونا اور روشن ہونا ہے۔ قاضی عیاض نے بھی یہی بات ذکر کی، جبکہ امام نووی نے کہا: اگر مختلف روایات کو جمع کیا جائے تو یہی بات متعین ہوگی کہ سورج بلند ہونے تک کراہت کا وقت قائم رہتا ہے۔ (عون المعبود: ۲/۶۳۸)

تو ان احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ نفلی نماز کا آغاز طلوع آفتاب کے فوراً بعد نہیں کرنا چاہیے، بلکہ سورج کے ایک دو نیزے بلند ہونے کا انتظار کیا جائے۔

تَسْوِيَةُ الْقُبُوْرِ وَرَشُّ الْمَاءِ عَلَيْهَا وَتَسْنِيْمُهَا لِتُعْرَفَ

قبروں کو برابر کرنا، ان پر پانی چھڑکنا اور ان کو کوہان نما بنانا تا کہ ان کو پہچانا جا سکے

(۳۲۶۶) عَـنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنِ الْهُذَلِيِّ عَنْ عَـلِيٍّ ؓ قَـالَ: كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي جَـنَـازَةٍ، فَـقَـالَ: ((أَيُّـكُـمْ يَنْطَلِقُ إِلَى الْـمَـدِيْنَةِ، فَـلَا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ وَلَا قَبْـرًا إِلَّا سَـوَّاهُ وَلَا صُـوْرَةً إِلَّا لَطَخَهَا؟)) فَـقَـالَ رَجُـلٌ: أَنَـا يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَانْطَلَقَ فَهَـابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرَجَعَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَنْـطَـلِـقُ يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَانْطَلَقَ، ثُمَّ رَجَـعَ، فَـقَـالَ: يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ أَدَعْ بِهَا وَثَـنًـا إِلَّا كَسَرْتُهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ، وَلَا

''ابو محمد ہذلی، سیّدنا علی ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے وہ کون ہے جو مدینہ جائے اور وہاں جا کر ہر بت کو توڑ دے، ہر قبر کو برابر کر دے اور ہر تصویر کو مسخ کر دے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں یہ کام کروں گا، پھر وہ چلا تو گیا، لیکن مدینہ والوں سے ڈر کر واپس آ گیا۔ سیّدنا علی ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کام کے لیے جاتا ہوں، پھر وہ چلے گئے اور واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ہر بت کو توڑ ڈالا، ہر قبر کو برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مسخ کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۳۲۶۶) تخريـج: ……اسناده ضعيف، ابو محمد الهذلي لايعرف أخرجه الطيالسي: ۹۶، وابويعلي: ۵۰۶ (انظر: ۶۵۷)

صُوْرَةً إِلَّا لَطَخْتَهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ لِصَنْعَةِ شَيْءٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.)) ثُمَّ قَالَ: ((لَاتَكُوْنَنَّ فَتَّانًا وَلَا مُخْتَالًا وَلَا تَاجِرًا إِلَّا تَاجِرَ خَيْرٍ، فَإِنَّ أُولٰئِكَ هُمُ الْمَسْبُوْقُوْنَ بِالْعَمَلِ.)) (مسند احمد: ٦٥٧)

”جس نے دوبارہ اس قسم کا کوئی کام کیا تو اس نے اس دین کا انکار کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم فتنہ باز اور متکبر نہ بننا اور تاجر بھی نہ بننا، الا یہ کہ خیر کا تاجر ہو، کیونکہ یہ لوگ (اچھے) عمل میں پیچھے رہ جائیں گے۔“

(٣٢٦٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ وَأَنْ يَلْطَخَ كُلَّ صَنَمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَدْخُلَ بُيُوْتَ قَوْمِي، قَالَ: فَأَرْسَلَنِي، فَلَمَّا جِئْتُ، قَالَ: ((يَا عَلِيُّ! لَاتَكُوْنَنَّ فَتَّانًا، وَلَا مُخْتَالًا وَلَا تَاجِرًا إِلَّا تَاجِرَ خَيْرٍ فَإِنَّ أُولٰئِكَ مُسَوِّفُوْنَ أَوْ مَسْبُوْقُوْنَ فِي الْعَمَلِ)) (مسند احمد: ١١٧٦)

”سیّدنا علی بن ابی طالب ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہر قبر کو برابر کرنے اور ہر بت کو توڑ ڈالنے کے لیے ایک انصاری کو بھیجا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم کے گھروں کے اندر داخل ہونے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا، جب میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”علی! تم فتنہ باز اور متکبر نہ بننا اور نہ ہی تاجر بننا، الا یہ کہ خیر کا تاجر ہو، یہ لوگ عمل میں ٹال مٹول کرنے والے ہیں یا دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔“

فوائد: ...... یعنی آج کرتے ہیں، کل کر لیں گے، بس کر ہی لیں گے۔ وہ یہی باتیں کرتے کرتے وقت گزار دیتے ہیں، ان کو کام کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ بڑا خطرناک انداز ہے، جس کا نتیجہ محرومی ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس انداز سے بچائے۔ (آمین) نیکی کے کام جلد اور اول فرصت میں کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

(٣٢٦٨) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَلِيًّا ؓ قَالَ لِأَبِيْهِ: لَأَبْعَثَنَّكَ فِيْمَا بَعَثَنِي فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ وَأَنْ أَطْمِسَ كُلَّ صَنَمٍ۔ (مسند احمد: ٨٨٩)

”جناب حیان کہتے ہیں: سیّدنا علی ؓ نے مجھے کہا: میں تمہیں ایک ایسے کام کے لیے بھیجوں گا کہ جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، اور وہ یہ تھا کہ میں ہر قبر کو برابر کر دوں اور ہر بت کو توڑ ڈالوں۔“

فوائد: ......اس سلسلے میں سیّدنا علی ؓ سے مروی درج ذیل روایت صحیح ہے: ابو ہیاج اسدی کہتے ہیں:

(٣٢٦٧) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(٣٢٦٨) تخریج: ......اسناده ضعیف جدا، یونس بن خباب کذبه یحیی بن سعید، وقال ابن معین: رجل سوء ضعیف، وقال البخاری: منکر الحدیث۔ أخرجه البزار: ٩١١ (انظر: ٦٨٣، ٨٨٩)

سیّدنا علی ؓ نے مجھے کہا: اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ۔ (صحیح مسلم: ٩٦٩) یعنی: کیا میں تجھے ایسا کام کرنے کے لیے بھیج دوں، جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ کہ تو کسی تصویر کو نہ چھوڑے، مگر اس کو مٹا دے اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑے، مگر اس کو برابر کر دے۔ اس سے مراد وہ قبریں ہیں، جن کو خاص مقاصد کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ اونچا کر دیا جاتا ہے۔ قبر کتنی اونچی ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں یہ مسلک راجح نظر آتا ہے کہ جو مٹی اس میں سے نکلتی ہے، وہ اس پر ڈال کر اس کو کوہان نما بنا دیا جائے۔

(٣٢٦٩) عَنْ ثُمَامَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ الْأَنْصَارِیِّ ؓ إِلٰى أَرْضِ الرُّوْمِ، وَكَانَ عَامِلًا لِمُعَاوِیَةَ عَلَى الدَّرْبِ، فَأُصِیْبَ ابْنُ عَمٍّ لَنَا، فَصَلّٰى عَلَیْهِ فَضَالَةُ ؓ وَقَامَ عَلٰى حُفْرَتِهِ، حَتّٰى وَارَاهُ فَلَمَّا سَوَّیْنَا عَلَیْهِ حُفْرَتَهُ، قَالَ: أَخِفُّوْا عَنْهُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَأْمُرُنَا بِتَسْوِیَةِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٣١)

''ثمامہ ہمدانی کہتے ہیں: ہم سیّدنا فضالہ بن عبید انصاری ؓ کے ہمراہ روم کی طرف نکلے، وہ وہاں سیّدنا معاویہ ؓ کی طرف سے درب کے حاکم تھے، ہوا یوں کہ ہمارا ایک چچا زاد بھائی فوت ہو گیا، سیّدنا فضالہ ؓ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس وقت تک اس کی قبر پر کھڑے رہے تا آنکہ اس کو دفن کر دیا، جب ہم نے (مٹی ڈال کر) اس کا گڑھا برابر کرنے لگے تو انھوں نے کہا: ذرا مٹی کم ڈالو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔''

(٣٢٧٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: غَزَوْنَا أَرْضَ الرُّوْمِ وَعَلٰى ذَالِكَ الْجَیْشِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَیْدٍ الْأَنْصَارِیُّ ؓ فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ، فَقَالَ فَضَالَةُ: خَفِّفُوْا فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَأْمُرُ بِتَسْوِیَةِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٣٣)

''(دوسری سند) ثمامہ کہتے ہیں: ہم نے روم کے علاقے والوں سے جہاد کیا، اس لشکر کے امیر سیّدنا فضالہ بن عبید انصاری ؓ تھے، ...... سارا واقعہ بیان کیا...... ، سیّدنا فضالہ ؓ نے کہا: مٹی تھوڑی ڈالو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تھا کہ قبروں کو زمین کے برابر کر دیا جائے۔''

(٣٢٧١) (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِی حَبِیْبٍ اَنَّ أَبَا عَلِیٍّ الْهَمْدَانِیَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ

''(تیسری سند) ابو علی ثمامہ ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیّدنا فضالہ بن عبید ؓ کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کی قبروں

(٣٢٦٩) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ٩٦٨ (انظر: ٢٣٩٣٤)

(٣٢٧٠) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الاول

(٣٢٧١) تخریج: ...... حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف، عبد الله بن لهیعة سیء الحفظ، وانظر الحدیث بالطریق الاول أخرجه الطبرانی فی "الكبیر": ١٨/ ٨١٠، وفی "الاوسط": ٣١٨٨ (انظر: ٢٣٩٥٩)

رَاٰی فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ ؓ أَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسُوِّيَتْ بِأَرْضِ الرُّوْمِ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَوُّوْا قُبُوْرَكُمْ بِالْأَرْضِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٥٩)

۔۔۔ کو زمین کے برابر کر دینے کا حکم دیتے تھے، چنانچہ روم کے علاقے میں مسلمانوں کی قبروں کو زمین کے برابر کر دیا گیا۔ پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ”تم اپنی قبروں کو زمین کے برابر کر دیا کرو۔“

فوائد: ......اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قبر کو زمین سے بلند کر کے بنایا جائے گا اور اسے زمین کے بالکل برابر نہیں کیا جائے گا، تاکہ اس کی حفاظت ہوتی رہے اور اس کی توہین نہ ہونے پائے۔ تو پھر سیّدنا فضالہ ؓ کی روایت کردہ اس حدیث اور اس سے ان کے کیے ہوئے استدلال کا کیا بنے گا؟ اس کے مختلف جوابات ہیں: (۱) آپ ﷺ کے اس فرمان کا تعلق غیر شرعی اونچی قبروں سے تھا، جیسا کہ سیّدنا علی ؓ کی روایت میں گزر چکا ہے، لیکن سیّدنا فضالہ ؓ نے اس کو عام سمجھ لیا اور (۲) یہ بھی ممکن ہے کہ قبروں کو زمین کے برابر کر دینے کا معنی یہ ہو کہ ان کو کم بلند رکھا جائے۔ قبر کے بارے میں مزید احادیث:

سفیان تمار کہتے ہیں: رَأَيْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا۔ (صحیح بخاری) یعنی: میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر دیکھی، وہ کوہان نما تھی۔

قاسم کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ ؓ کے پاس گیا اور کہا: امی جان! مجھے نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھاؤ، فَكَشَفَتْ لِيْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ، مَبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ۔ پس انھوں نے مجھے تینوں قبریں دکھائیں، وہ نہ تو زیادہ بلند تھیں اور نہ (زمین کے) برابر اور ان پر سرخ میدان کی کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ (ابو داود: ۳۲۲۰)

سیّدنا جابر ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے لیے لحد بنایا گیا اور کچی اینٹوں سے چنائی کی گئی اور آپ ﷺ کی قبر زمین سے تقریبا ایک بالشت بلند رکھی گئی۔ (صحیح ابن حبان: ۲۱۶۰، سنن بیھقی: ۳/ ٤١٠)

شیخ البانی ؒ نے کہا: اس کی مزید تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن کے مطابق قبر سے نکلنے والی مٹی سے زیادہ مٹی ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، یہ بات تو یقینی ہے کہ تدفین کے بعد قبر پر وہ مٹی باقی رہے گی، جو لحد سے نکلی تھی، کیونکہ اس میں تو میت کو رکھ دیا جاتا ہے، اور اس مٹی سے تقریبا قبر ایک بالشت ہی بلند ہوتی ہے۔ (احکام الجنائز: ص ١٥٤)

بعض علاقوں میں لحد یا شق سے نکلنے والی مٹی زیادہ ہوتی ہے، اس ضمن میں مٹی کی کیفیت بھی مختلف ہو سکتی ہے، کیونکہ پہلے تو وہ جمی ہوئی ہوتی ہے، لیکن جب اسے کھود کر دوبارہ قبر پر ڈالا جاتا ہے تو اس کا حجم بڑھ جاتا ہے، لیکن چند دنوں کے بعد یا بارش کی وجہ سے وہ پھر دب جاتی ہے، اس لیے یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبر سے جو مٹی نکلے، اسے قبر پر ڈال دیا جائے۔ درج ذیل حدیثِ مبارکہ اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے:

سیّدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ...... یعنی:

رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ قبر پر عمارت بنائی جائے یا اس پر (اس سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ) مزید مٹی ڈالی جائے۔ (سنن نسائی: ۲۰۲۷) امام بیہقی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: باب لایزاد علی القبر اکثر من ترابہ لئلا یرتفع، یعنی: قبر سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ اور زیادہ مٹی نہ ڈالی جائے، تا کہ وہ اونچی نہ ہو جائے)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ۔ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ ۔، عَنْ اَبِيْهِ مُرْسَلًا: رَشَّ عَلٰى قَبَرِ اِبْنِهِ اِبْرَاهِيْمَ الْمَاءَ۔ (مراسيل ابی داود: ٤٢٤/٣٠٤، سنن بيهقى: ٣/٤١١، صحيحه: ٣٠٤٥، شیخ البانی نے اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے.) عبد اللہ بن محمد بن ابن عمر اپنے باپ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا۔

اَلنَّهْيُ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَتَقْصِيْصِهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا وَالصَّلَاةِ اِلَيْهَا وَمَا جَاءَ فِيْ كَسْرِ عَظْمِ الْمَيِّتِ وَالْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُوْرِ بِالنَّعْلِ

قبروں کے اوپر عمارت بنانے، ان کو چونا گچ کرنے، ان کے اوپر بیٹھنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان اور میت کی ہڈی توڑنے اور جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنے (کے جواز یا عدم جواز) کا بیان

(۳۲۷۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَصَّصَ أَوْ يُبْنٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٤١٩٥)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو قبر پر بیٹھنے، اسے چونا گچ کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کرتے ہوئے سنا۔''

(۳۲۷۳) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُجَصَّصَ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٩٠)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے اور اسے چونا گچ کرنے سے منع فرمایا۔''

فوائد: ......ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: ((......وَاَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ...... .)) یعنی: اور قبر پر لکھنے سے بھی منع فرمایا۔ سنن نسائی کی ایک روایت میں بھی قبر پر لکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبر پر لکھنا بھی منع ہے، لیکن اس وقت قبروں کو اونچا بنانا، پکا کرنا، ان پر لکھنا، سنگِ مرمر کی تختیاں لگانا، بار بار ان کی مرمت کرنا، ان کے اوپر کمرے بنانا، قبروں پر بیٹھنا، ان میں بلکہ ان پر جوتوں سمیت چلنا، یہ امور عام ہو چکے ہیں، اس طرح کئی احادیثِ مبارکہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ البتہ قبر کی شناخت کے لیے لکھنے کے علاوہ کوئی اور علامت لگائی جا سکتی ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

(٣٢٧٢) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٧٠ (انظر: ١٤١٤٨)

(٣٢٧٣) تخريج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد اختلف فيه على ابن لهيعة (انظر: ٢٦٥٥٥)

سیّدنا مطلب بن ابي وداعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہے: جب سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کو دفنا دیا گیا تورسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک پتھر لانے کا حکم دیا، لیکن جب وہ نہ اٹھا سکا تو رسول اللہ ﷺ خود کھڑے ہوئے اور اپنے بازوؤں سے کپڑا ہٹایا، پھر اس پتھر کو اٹھا کر ان کی قبر کے سر کی جانب رکھا اور فرمایا: ((أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِيْ، وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِيْ.)) یعنی: ''اس کے ذریعے میں اپنے بھائی (عثمان بن مظعون) کی قبر کو پہچانوں گا اور اپنے خاندان میں سے فوت ہونے والوں کو یہاں دفن کروں گا۔'' (ابوداود: ۳۲۰۶)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرستان میں کسی خاندان کے لیے جگہ مختص کی جا سکتی ہے۔

(۳۲۷٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ۔ (وَفِي لَفْظٍ) خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَطَأَ عَلَى قَبْرِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.)) (مسند احمد: ۸۰۹۳)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی آدمی آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ اس کے کپڑے جلا کر اس کے چمڑے تک جا پہنچے، تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔ ایک روایت میں ہے: یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کی قبر کو روندے۔''

(۳۲۷۵) عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا (وَفِي لَفْظٍ) لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهَا.)) (مسند احمد: ۱۷۳٤۷)

''سیّدنا ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نہ نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔'' ایک روایت میں ہے: ''نہ تم قبروں پر بیٹھا کرو اور نہ ان پر نماز پڑھا کرو۔''

(۳۲۷٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ)) قَالَ: يَرَوْنَ أَنَّهُ فِي الْإِثْمِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَظُنُّهُ قَوْلَ دَاوُدَ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۷۰)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میت کی ہڈی کو توڑنا ایسے ہی ہے، جیسے زندہ کی ہڈی توڑی جائے۔'' اہل علم کا خیال ہے کہ (اس حدیث کا تعلق ہڈی توڑنے) کے گناہ سے ہے، عبدالرزاق نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ داؤد بن قیس کا قول ہے۔''

(۳۲۷٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹۷۱ (انظر: ۸۱۰۸)

(۳۲۷۵) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹۷۲ (انظر: ۱۷۲۱۵)

(۳۲۷٦) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الثانی

(۳۲۷۷)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ كَسْرَ عَظْمِ الْمُؤْمِنِ مَيِّتًا مِثْلُ كَسْرِهِ حَيًّا.)) (مسند احمد: ۲۴۸۱۲)

”(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فوت شدہ مومن کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے۔“

فوائد: ...... اس حدیث کا تعلق میت کے احترام سے ہے، جس کی بے حرمتی کا لازمی نتیجہ گناہ ہے، بہرحال میت کی ہڈی توڑنے سے قصاص یا دیت واجب نہیں ہوتی۔

(۳۲۷۸) عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ رضی اللہ عنہ، بَشِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: كُنْتُ أُمَاشِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِهِ فَقَالَ لِي: ((يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَةِ! مَا أَصْبَحْتَ تَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. أَصْبَحْتَ تُمَاشِي رَسُوْلَهُ)) قَالَ أَحْسَبُهُ قَالَ آخِذًا بِيَدِهِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَصْبَحْتُ أَتَقِمُ عَلَى اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ أَعْطَانِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ خَيْرٍ، قَالَ: فَأَتَيْنَا عَلٰى قُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَتَيْنَا عَلٰى قُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ: ((لَقَدْ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا)) ثَلَاثَ مَرَّتٍ يَقُوْلُهَا، قَالَ: فَبَصُرَ بِرَجُلٍ يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِيْ نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ، يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَلَعَ نَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۶۸)

”سیّدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کا رکھا ہوا نام بشیر، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”خصاصیہ کے بیٹے! تم اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کا عیب لگاتے ہو، حالانکہ تم اس کے رسول کے ساتھ چل رہے ہو اور تم نے ان کا ہاتھ بھی تھام رکھا ہے؟“ میں نے کہا: میں اللہ تعالیٰ پر کس چیز کا عیب لگا سکتا ہوں، جبکہ اس نے تو مجھے ہر قسم کی خیر عطا کر رکھی ہے۔ اتنے میں ہم مشرکوں کی قبروں تک جا پہنچے، ان کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگ بڑی بھلائی کو (پیچھے چھوڑ کر) آگے نکل گئے ہیں۔“ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی، اس کے بعد ہم مسلمانوں کی قبروں کے پاس پہنچ گئے، ان کو دیکھ کر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ”ان لوگوں نے (اسلام قبول کر کے) بہت زیادہ بھلائی پائی ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو جوتوں سمیت قبروں میں چلتے ہوئے دیکھا اور اسے فرمایا: ”اے سبتی جوتوں والے! تو ہلاک ہو جائے! اپنے جوتوں کو اتار دے۔“ آپ ﷺ نے دو یا تین بار یہ بات

(۳۲۷۷) تخریج: ...... صحیح أخرجه ابوداود: ۳۲۰۷، وابن ماجه: ۱۶۱۶ (انظر: ۲۴۳۰۸)

(۳۲۷۸) تخریج: ...... اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۳۰، وابن ماجه: ۱۵۶۸، والنسائی: ٤/ ۹۶ (انظر: ۲۲۰۷۸۷)

ارشاد فرمائی، جب اس آدمی نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ پر اس کی نظر پڑھی تو اس نے اپنے جوتے اتار دیئے۔‘‘

فوائد: …… ’’سِبْت‘‘ گائے کے اس چمڑے کو کہتے ہیں، جس کو قرظ یا سلم کے درخت کے پتوں سے رنگا گیا ہو اور اس کے بال اتارے نہ گئے ہوں۔ اس چمڑے سے بنائے گئے جوتوں کو ’’نِعَال سِبْتِیَة‘‘ کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کے احترام کی خاطر اس شخص کو جوتے اتار دینے کا حکم دیا تھا۔ سیّدنا بشیر بن خصاصیہ ؓ کا سابقہ نام ’’زحم‘‘ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے بشیر رکھا تھا، اس لیے ان کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ’’بشیرِ رسول‘‘ کہا جاتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے، قبروں کے احترام کی خاطر یہ حکم دیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ اس شخص کے جوتے میں گندگی لگی ہوئی ہو یا وہ متکبرانہ چال چل رہا ہو یا خاص کر سبتی جوتوں کی وجہ ہو۔ لیکن یہ سارے احتمالات بلا دلیل ہیں اور حدیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہیں۔

قبرستان میں فوت شدگان کے لیے دعا کرنے، قبروں کی زیارت کرنے وغیرہ کے لیے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا جانا عام تھا، زیادہ قبور کے آداب کے حوالہ سے اس مسئلہ کے متعلق زیر مطالعہ حدیث کے علاوہ کوئی حدیث منقول نہیں۔ یہ ایک خاص واقعہ ہے، اس مسئلہ کا تعلق عموم بلویٰ کے ساتھ ہے۔ پھر بھی آپ اور صحابہ سے قبرستان میں جوتے اتارنے کے تذکرہ نہ ہونے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جوتے اتارنے کی بات نبی کریم ﷺ نے کسی خاص پس منظر میں کی ہے نہ کہ اس لیے کہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا ناجائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۲۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِی ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سُفْيَانَ يَرْفَعُهُ، قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ، إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ)) (مسند احمد: ۹۷۴۰)

’’سیّدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب لوگ میت کو دفن کے بعد واپس جاتے ہیں تو میت ان لوگوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔‘‘

(۳۲۸۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكَ ؓ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ

’’سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اسے چھوڑ کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی

(۳۲۷۹) تخريج: …… صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۷۸، والبزار: ۸۷۳، وابن حبان: ۳۱۱۸ (انظر: ۹۷۴۲)

(۳۲۸۰) تخريج: …… أخرجه البخاری: ۱۳۳۸، ۱۳۷۴، ومسلم: ۲۸۷۰ (انظر: ۱۲۲۷۱)

نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ...... .)) الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٢٢٩٦)

آواز سنتا ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھا دیتے ہیں......۔“

فوائد: ......یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ میت کا جوتوں کی آواز سننا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جوتے پہن کر قبروں پر یا ان کے درمیان میں چلنا جائز ہے، لہٰذا ان دو احادیث کا اس حدیث سے کوئی تعارض نہیں ہے، جس میں جوتے پہن کر قبرستان میں چلنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ یہ حدیث ممانعت میں واضح بھی ہے۔

تَعْزِيَةُ الْمُصَاب وَثَوَابُ صَبْرِهِ وَأَمْرُهُ بِهِ وَمَا يُقَالُ لِذَالِكَ

مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا، صبر کرنے کا ثواب، صبر کرنے کا حکم اور ایسی صورتوں میں کیا کہا جائے، ان سب اموز کا بیان

(٣٢٨١) عَنْ ثَابِتٍ (الْبُنَانِيِّ) قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَعْنِي بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ: أَتَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ؟ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عَلَى قَبْرٍ، فَقَالَ لَهَا: ((اِتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ.)) فَقَالَتْ لَهُ إِلَيْكَ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ لَا تُبَالِي بِمُصِيْبَتِي، قَالَ: وَلَمْ تَكُنْ عَرَفَتْهُ، فَقِيْلَ لَهَا: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ، فَجَاءَتْ إِلٰى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.)) (مسند احمد: ١٢٤٨٥)

”ثابت بنانی کہتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کی ایک خاتون سے کہا: کیا تم فلاں عورت کو جانتی ہو؟ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ ایک قبر پر رو رہی تھی، اور آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔“ اس نے آگے سے کہا: تم مجھ سے دور ہو جاؤ، تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے۔ دراصل یہ خاتون آپ ﷺ کو پہچانتی نہیں تھی، بعد میں اسے بتلایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، یہ سن کر اس پر موت کی گھبراہٹ سی طاری ہو گئی اور وہ آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچ گئی اور وہاں کوئی دربان نہ پایا، پھر اس نے آپ ﷺ سے یوں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک صبر تو وہ ہوتا ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔“

فوائد: ......یعنی جونہی مسلمان کو اپنی کسی چھوٹی بڑی مصیبت کی خبر ہوتی ہے، تو اسی وقت سے صبر کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں، یہ صبر نہیں ہے کہ خبر ملتے ہی واویلا کر لیا جائے، جنون کی سی کیفیت طاری کر لی جائے اور بعد میں تھک ہار کر صبر کا دامن پکڑ لیا جائے، کیونکہ وقت گزرنے سے تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے۔ اس حدیث سے انتہائی اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ جو کسی کے مقام و مرتبہ کو نہ پہچانتا ہو، اس کے گستاخانہ رویے کو محسوس نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ

(٣٢٨١) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٧١٥٤، ومسلم: ٩٢٦ (انظر: ١٢٤٥٨)

آپ ﷺ نے اس عورت کی بات سن کر خاموشی اختیار کی، یہ اس عورت کے بیٹے کی قبر تھی۔

(٣٢٨٢) عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَإِنْ طَالَ عَهْدُهَا، قَالَ عُبَادَةُ: قَدُمَ عَهْدُهَا، فَيُحْدِثُ لِذَالِكَ اسْتِرْجَاعًا إِلَّا جَدَّدَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ ذَالِكَ فَأَعْطَاهُ مِثْلَ أَجْرِهَا يَوْمَ أُصِيبَ بِهَا.)) (مسند احمد: ١٧٣٤)

''سیّدنا حسین بن علی ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان مرد و زن کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے اور پھر وہ بعد میں اسے یاد کر کے از سر نو ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتا ہے، اگرچہ اس صدمے کو لمبا عرصہ گزر چکا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس چیز کی تجدید کر کے اسے اتنا اجر عطا کرتا ہے، جتنا صدمے والے دن دیا تھا۔''

فوائد: …… یہ کلمات مصیبت زدہ لوگوں کا ملجا و ماویٰ ہیں اور بندہ یہ کلمات ادا کر کے اپنی موت اور حشر کا اقرار کرتا ہے اور یقینی طور پر تسلیم کرتا ہے کہ ہر چیز نے اپنے مالکِ حقیقی کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

(٣٢٨٣) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ؓ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُوْلُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أُجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي (وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا) وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَخَلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا.)) قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: فَعَزَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِي، فَقُلْتُهَا: اَللّٰهُمَّ أُجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُ

''زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ ؓ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ''جس آدمی کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے: ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔'' (بیشک ہم سب اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! میں تیرے ہاں اپنی مصیبت پر ثواب طلب کرتا ہوں، پس تو مجھے اس میں اجر دے اور اس کا بہترین متبادل عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر دیتا ہے اور نعم البدل عطا کرتا ہے۔'' ہوا یوں کہ جب میرے شوہر سیّدنا ابو سلمہ ؓ فوت ہو گئے تو میں نے کہا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون ہو گا، جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت دی اور میں یہ دعا پڑھتی رہی: ''اَللّٰهُمَّ أُجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا

(٣٢٨٢) تخريج: ……اسناده ضعيف جدا، هشام بن ابى هشام متروك، وأمه لايعرف حالها أخرجه ابن ماجه: ١٦٠٠ (انظر: ١٧٣٤)

(٣٢٨٣) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٩١٨ (انظر: ٢٦٦٣٥)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۷۱۷۰)

مِنْهَا۔" (اے اللہ! تو مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور اس کا بہترین متبادل عطا فرما۔) تو (اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کر لی۔"

فوائد: ...... اس دعا کے الفاظ "اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيْهَا" کی بجائے یہ الفاظ "اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِي مُصِيْبَتِيْ" کہنا بھی درست ہیں، عام کتب میں یہی مؤخر الذکر الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ یہ دعا انتہائی بابرکت ہے، جبکہ تمام مصائب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں، اس لیے صبر کے ساتھ یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے۔

(۳۲۸٤) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أُرْسَلَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْضُ بَنَاتِهِ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا اِبْنًا أَوْ اِبْنَةً قَدِ احْتُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى (وَفِي لَفْظٍ: لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطَى) وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔)) (مسند احمد: ۲۲۱۱۹)

"سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کو یہ پیغام بھیجا کہ اس کا بیٹا یا بیٹی موت کے قریب جا پہنچا ہے، اس لیے آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو سلام بھیجا اور (تسلی دینے کے لیے) فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو اس نے لے لیا اور اس کے لیے ہے جو اس نے دیا اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس (میرے بیٹی) صبر کرے اور اس پر اجر کی امید رکھے۔"

فوائد: ...... تعزیت اور تسلی دلانے کے لیے یہ بہترین الفاظ ہیں، بخاری و مسلم کی روایت میں اس دعا کے الفاظ یہ ہیں اور یہی عام کتب میں شائع ہوتے ہیں: إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى۔ نیز دعا وغیرہ کے ذریعے تسلی دلانے کے لیے کوئی بھی جائز انداز اختیار کیا جا سکتا ہے، تعزیت کی فضیلت یہ ہے: محمد بن عمرو بن حزم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّيْ أَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ، إِلَّا كَسَاهُ للّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (ابن ماجه: ۱۶۰۱، صحيحه: ۱۹۵)

"جو مؤمن اپنے بھائی کی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت و شرافت کی عمدہ پوشاک پہنائے گا۔" تعزیت کے معانی تسلی دلانے کے ہیں۔ اپنے مومن بھائیوں کی تکالیف میں ان کا سہارا بننے کے لیے ہر جائز حربہ استعمال کرنا چاہیے۔ مثلا میت کے کفن و دفن میں تعاون کرنا، اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا، اس کے بچوں کے ساتھ پیار کرنا، اس کے قریبی رشتہ داروں کے لیے چند دن کھانے کا اہتمام کرنا اور نبوی انداز اپناتے ہوئے اس کے لیے دعا کرنا۔ تعزیت کا تعلق صرف کسی کی فوتگی سے نہیں، بلکہ مومن جب بھی کسی قسم کی آفت میں مبتلا ہو جائے تو اس کی تسلی دلانے کو تعزیت کہتے ہیں۔

(۳۲۸٤) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۵۶۵۵، ۶۶۵۵، ومسلم ۹۲۳ (انظر: ۲۱۷۷۶)

صُنْعُ طَعَامٍ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ وَكَرَاهَتُهُ مِنْهُمْ لِأَجْلِ اِجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلَيْهِ

اہلِ میت کے لیے کھانا تیار کرنے اور اس چیز کے مکروہ ہونے کا بیان کہ یہ کھانا اہل میت خود تیار کریں، کیونکہ وہ لوگوں کے اکٹھ کی وجہ سے مصروف ہوں گے

(۳۲۸۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ؓ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ حِيْنَ قُتِلَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ أَوْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ.)) (مسند احمد: ۱۷۵۱)

''سیّدنا عبداللہ بن جعفر ؓ کہتے ہیں کہ جب سیّدنا جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے، جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔''

(۳۲۸۶) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ ؓ فِي قِصَّةِ مَوْتِ زَوْجِهَا جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَهْلِهِ: ((لَا تُغْفِلُوْا آلَ جَعْفَرٍ مِنْ أَنْ تَصْنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا فَإِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوْا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ.)) (مسند احمد: ۲۷۶۲۶)

''سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ اپنے شوہر سیّدنا جعفر بن ابی طالب ؓ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا: ''آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ برتو، کیونکہ وہ اپنے سربراہ (کی شہادت) کہ وجہ سے مصروف ہیں۔''

(۳۲۸۷) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا، فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ، فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.)) (مسند احمد: ۲۵۷۳۴)

''عروہ کہتے ہیں: جب سیدہ عائشہ ؓ کے خاندان میں سے کوئی فوت ہوتا اور عورتیں جمع ہوتیں اور پھر ان کے چلے جانے کے بعد خاص خاص عورتیں باقی رہ جاتے تو وہ حکم دیتیں کی ہنڈیا میں تلبینہ پکایا جائے، پس وہ تیار کیا جاتا، پھر ثرید بنا کر اس پر تلبینہ ڈال دیا جاتا، پھر وہ کہتیں: عورتو! اس سے کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تلبینہ مریض کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور کسی حد تک غم کو بھی ہلکا کرتا ہے۔''

(۳۲۸۵) تخریج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۳۲، وابن ماجه: ۱۶۱۰، والترمذی: ۹۹۸ (انظر: ۱۷۵۱)

(۳۲۸۶) تخریج: ...... اسناده ضعيف لجهالة ام عيسى الجزار، لكن يشهد له ما قبله أخرجه ابن ماجه: ۱۶۱۱ (انظر: ۲۷۰۸۶)

(۳۲۸۷) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۵۴۱۷، ومسلم: ۲۲۱۶ (انظر: ۲۴۵۱۲، ۲۵۲۱۹)

فوائد: ......تلبینہ: مختلف تعریفوں کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے: (۱) بھوسی یا چھنے ہوئے آٹے میں دودھ اور شہد ملا کر بنایا ہوا حریرہ، (۲) دودھ، (۳) خالص آٹا، (۴) وہ آٹا، جس میں چربی ہو۔ عام طور پر پہلا معنی ہی مراد لیا جاتا ہے۔

ثرید: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا، کبھی کبھی ساتھ گوشت بھی ڈالا جاتا ہے۔

چونکہ معدہ کے اوپر والے کنارے پر دل ہوتا ہے اور قلتِ غذا کی وجہ سے غم زدہ آدمی کے اعضاء اور معدہ میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں دل کمزور ہو جاتا ہے، اس کھانے سے دل کو قوت ملتی ہے اور اس کا غم قدرے ہلکا ہو جاتا ہے۔

(۳۲۸۸) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيْعَةِ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ۔ (مسند احمد: ٦٩٠٥)

''سیّدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم تدفین کے بعد میت کے لواحقین کے ہاں لوگوں کے جمع ہونے کو اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ میت کے انتہائی قریبی رشتہ داروں کے لیے کھانا تیار کیا کریں۔ لیکن اس وقت ہمارے ہاں بڑی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت جنازے اور تعزیت میں شرکت کرنے والوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا ہے، جس کا جنازہ گاہ میں باقاعدہ اعلان بھی کیا جاتا ہے اور جس کو اہل میت چاروناچار اپنی عزت سمجھنے لگ گئے ہیں۔ یہ عجیب ہمدردی اور خیر خواہی ہے کہ ایک طرف تو اہل میت کرب و اذیت میں مبتلا ہوں اور دوسری طرف بڑے پیمانے پر ان کو کھانے کا اہتمامِ بھی کرنا پڑ جائے، بندۂ غریب نے خود بعض ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ برادری کے ایک بڑے آدمی کی فوتگی پر ابھی تک اس کے لیے غسل و کفن کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا کہ اہل میت جمع ہو کر کھانے کے بارے میں فکر مند تھے اور اپنی ایک گائے ذبح کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے اور ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں کہ وہ فوتگی کے رواجوں کو پورا کرتے کرتے کنگال ہو گئے اور دس دس سالوں تک اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکے، جبکہ اس سے قبل ان کے ذاتی کاروبار بھی تھے۔ یہ نظام شرعاً اور اخلاقاً کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اس رواج سے انتہائی تنگ ہے، لیکن بزعم خود اپنی عزت اور ناک کا مسئلہ سمجھ بیٹھے ہیں۔

یہ کوئی انسانیت ہے کہ پانچ چھ سو، ہزار پندرہ سو افراد میں سے ایک ایک آدمی کو ایک ایک کپ چائے یا میٹھا پانی اور بوتلیں وغیرہ پلانے کے بہانے اہل میت یا کسی ایک شخص کے سرمائے کا بڑا حصہ خرچ کر دیا جائے اور پریشانی کے ان دنوں میں ان کو سکون کی سانس نہ لینی دی جائے، جب تعزیت کے لیے دس پندرہ بندے اکٹھے پہنچتے ہیں تو ضیافت

(۳۲۸۸) تخريج: ......حديث صحيح، نصر بن باب، وان كان ضعيف الحديث، متابَعٌ أخرجه ابن ماجه: ١٦١٢ (انظر: ٦٩٠٥)

کے لیے معین کی گئی یوتھ فورس میں کھلبلی مچ جاتی ہیں اور ادھر ادھر دوڑ دھوپ شروع ہو جاتی ہے اور بعض بڑے چودھریوں کے لیے تو پانی وانی، چائے وائے اور کھانے وغیرہ کا انتہائی پر تکلف بندوبست کیا جاتا ہے، خدا کی قسم ہے کہ میں ایسے موقعوں پر خود حاضر تھا کہ جہاں کھانا کم پڑ جانے کی وجہ سے اہل میت انتہائی سخت پریشان تھے اور ایک دوسرے کو کوس رہے تھے، شاید ان کو اتنی پریشانی بچھڑنے والے کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔ جنازے اور تعزیت میں شرکت والے یہ لوگ انسانیت کو ستانے کے لیے آتے ہیں یا ان کا سہارا بننے کے لیے، جبکہ ان کی اکثریت اس کھانے پینے کو پسند بھی نہیں کرتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقی اور سچی محبتوں سے خالی ہیں، یہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور خوشامد کے طلبگار ہیں، شریعت کی پاسداری میں ان کو عزتیں نظر نہیں آتیں اور غریب رشتہ داروں کی مدد کرنے سے اور شرعی ضیافت سے دل چرانا جن کی روش ہے۔ اسی طرح میت کے نام پر قل خوانی، ختم شریف، تیجا، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ان امور کے بہانے کر کے جمع ہونا اور کھانے کا اہتمام کرنا، یہ سب بدعتی امور ہیں، جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وُصُوْلُ ثَوَابِ الْقُرَبِ الْمُهْدَاةِ اِلَى الْمَوْتٰى

وہ اعمالِ صالحہ جن کا ثوابِ فوت شدگان تک پہنچتا ہے

(۳۲۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ، وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ بِشَيْءٍ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَفَ (وَفِي لَفْظٍ: الْمِخْرَافَ) صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ۳۵۰۸)

”سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنو ساعدہ کے بھائی سیّدنا سعد بن عبادہ ساعدی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، جبکہ وہ موجود نہیں تھے، بعد میں انھوں نے آپ ﷺ سے پوچھتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عدم موجودگی میں میری ماں فوت ہو گئی ہے، اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”جی ہاں۔“ تو انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخرف (یا مخراف) نامی باغ اس کے لیے صدقہ ہے۔“

(۳۲۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) (مسند احمد: ۲٤۷۵۵)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کہا کہ: میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ بات کر سکتی تو صدقہ کرتی، تو اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“

(۳۲۸۹) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ۲۷۵٦ (انظر: ۳۰۸۰، ۳۵۰۸)

(۳۲۹۰) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ۲۷٦۰، ومسلم: ۱۰۰٤ (انظر: ۲٤۲۵۱)

(٣٢٩١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِیْ أَبِی ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ یُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ یُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ؓ أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أُمِّیْ مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَأَیُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((سَقْیُ الْمَاءِ۔)) قَالَ: فَتِلْكَ سِقَایَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَةِ۔ قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَنْ یَقُوْلُ "تِلْكَ سِقَایَةُ آلِ سَعْدٍ"؟ قَالَ: الْحَسَنُ۔ (مسند احمد: ٢٤٣٤٦)

''حسن کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ ؓ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انہوں نے کہا: تو پھر کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پلانا۔'' اس نے کہا: مدینہ میں یہ آل سعد کی سبیل ہے۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے پوچھا کہ ''مدینہ میں یہ آل سعد کی سبیل ہے'' کے الفاظ کہنے والا راوی کون ہے۔ انھوں نے کہا: حسن ہے۔''

فوائد: ……سیدنا سعد ؓ نے اپنی ماں کی طرف سے کنواں کھدوایا تھا۔

(٣٢٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ؓ أَنَّهُ أَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْهَا نَذْرٌ، أَفَیُجْزِیْ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٣٤٧)

''سیدنا سعد بن عبادہ ؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے، جبکہ ان پر ایک نذر بھی تھی، اب اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کروں تو ان کو کفایت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ماں کی طرف سے آزاد کرو۔''

فوائد: ……ان کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔

(٣٢٩٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ أَنْ یَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ، وَإِنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِیْنَ بَدَنَةً، وَأَنَّ عَمْرًوا سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ: ((أَمَّا أَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِیْدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ

''سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ عاص بن وائل نے جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، (پھر وہ مر گیا اور اس کے ایک بیٹے) ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیے، لیکن سیدنا عمرو بن عاص ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے باپ نے توحید کا

(٣٢٩١) تخریج: ……حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٦٨١، والنسائی: ٦/ ٢٥٥، وابن ماجه: ٣٦٨٤ (انظر: ٢٢٤٥٩)

(٣٢٩٢) تخریج: ……أخرجه البخاری: ٢٧٦١، ٦٦٩٨، ومسلم: ١٦٣٨ لكن جعلاه من مسند ابن عباس (انظر: ١٨٩٣، ٢٣٨٤٦)

(٣٢٩٣) تخریج: ……اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٨٣ (انظر: ٦٧٠٤)

عَنْهُ نَفَعَهُ ذَالِكَ .)) (مسند احمد: ٦٧٠٤)

اقرار کیا ہوتا اور پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اسے اس کا فائدہ ہوتا۔''

فوائد: ...... عاص کے دو بیٹے ہشام اور عمرو تھے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر پر مرنے والے کو نیک عمل کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

(٣٢٩٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالاً وَلَمْ يُوْصِ، فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) (مسند احمد: ٨٨٢٨)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور انھوں نے مال تو چھوڑا ہے، لیکن کوئی وصیت نہیں کی، تو کیا ان کی طرف سے میرا صدقہ کرنا ان کے گناہوں کا کفارہ بن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(٣٢٩٥) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ أَنَّ غُلَامًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَتَرَكَتْ حُلِيًّا أَفَأَتَصَدَّقُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِذَالِكَ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَأَمْسِكْ عَلَيْكَ حُلِيَّ أُمِّكَ.)) (مسند احمد: ١٧٥٧٣)

''سیدنا عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یہ سوال کیا: میری والدہ کچھ زیورات چھوڑ کر فوت ہو گئی ہیں، تو کیا میں یہ زیورات ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری والدہ نے تمہیں اس طرح کرنے کا حکم دیا تھا؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اپنی ماں کے زیورات کو اپنے پاس ہی رکھو (اور صدقہ نہ کر)۔''

فوائد: ...... چونکہ یہ آدمی خود زیادہ محتاج تھا، اس لیے یہ جس مال کا وارث بنا، اسے اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا گیا۔

(٣٢٩٦) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يٰسٓ قَلْبُ الْقُرْآنِ، لَا يَقْرَؤُهَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالدَّارَ الْآخِرَةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ وَاقْرَءُوْهَا عَلٰى مَوْتَاكُمْ)) (مسند احمد: ٢٠٥٦٦)

''سیدنا معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ یٰس، قرآن کریم کا دل ہے، جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے گھر کا ارادہ کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرتا ہے، اسے بخش دیا جاتا ہے، اور اپنے قریب الموت لوگوں پر بھی اس سورت کی تلاوت کیا کرو۔''

(٣٢٩٤) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ١٦٣٠ (انظر: ٨٨٤١)

(٣٢٩٥) تخريج: ...... اسناده ضعيف، ومتنه منكر، ابن لهيعة سيىء الحفظ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٧٧٢ (انظر: ١٧٣٥٦، ١٧٤٣٧)

(٣٢٩٦) تخريج: ...... اسناده ضعيف لجهالة الرجل وأبيه أخرجه ابوداود: ٣١٢١، وابن ماجه: ١٤٤٨ (انظر: ٢٠٣٠٠، ٢٠٣٠١)

فوائد: ......شریعتِ مطہرہ کا اصل قانون یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی نیکی اور برائی کا خود ذمہ دار ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا﴾ (سورۂ فصلت: ٤٦)

یعنی: ''جو نیکی کرتا ہے، وہ اپنے لیے ہی کرتا ہے اور جو گناہ کرتا ہے، اس کا وبال بھی اسی پر ہی ہوگا۔''

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (سورۂ انعام: ٦٤)

یعنی: ''کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ (سورۂ نجم: ٣٩)

یعنی: ''انسان کو وہی ملے گا جو اس نے خود کیا۔''

کئی آیات و احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے، لیکن زندگان کے بعض امور اور اعمال سے میت کو بھی فائدہ پہنچتا ہے، اس باب میں کسی کی طرف سے نیابۃ کام کرنے کی بعض صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ امور درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان کا میت کے لیے دعا کرنا، بشرطیکہ قبولیت کی شرطیں پوری ہوں، کئی شرعی نصوص سے یہ صورت ثابت ہوتی ہے، مثلا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۂ حشر: ١٠)

یعنی: ''اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں وہ کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کے لیے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو بہت شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔'' خود نماز جنازہ بھی اس صورت کی بڑی دلیل ہے، جس کا موضوع اور مقصد ہی میت کے لیے دعا کرنا ہے۔

(۲) میت کے ولی کا وہ روزے رکھنا، جو اس ولی کے ذمے ہوں، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ.)) یعنی: ''جو آدمی مرجائے اور اس پر روزے ہوں، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔'' (بخاری، مسلم)

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک عورت سمندری سفر کر رہی تھی، اس نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دلا دی تو وہ ایک ماہ روزے رکھے گی، وہ نجات تو پا گئی، لیکن ابھی تک روزے نہیں رکھے تھے کہ فوت ہوگئی، اس کی بہن یا بیٹی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور ساری صورتحال بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ كُنْتِ تَقْضِيْنَهٗ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى.)) یعنی: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اس پر قرض ہوتا تو کیا تو نے ادا کرنا تھا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔'' (صحیح بخاری: ١٩٥٣، صحیح مسلم: ١٥٤، ١١٤٨، ابوداود: ٣٣١٠ والسياق له)

(۳) میت کا قرضہ ادا کرنا، ادا کرنے والا کوئی بھی ہوسکتا ہے، یہ کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(۴) نیک اولاد کے اعمالِ صالحہ کا ثواب ان کے والدین کو بھی ملتا ہے، کیونکہ اولاد اپنے والدین کی کمائی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ یعنی: ''اور انسان کے لیے نہیں ہے، مگر وہی جو اس نے کوشش کی۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلَ الرَّجُلُ مِنْ کَسْبِہٖ، وَاِنَّ وَلَدَہٗ مِنْ کَسْبِہٖ.)) یعنی: ''بیشک سب سے پاکیزہ چیز، جو بندہ کھاتا ہے، وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے۔''

(ابوداود: ۳۵۲۸، نسائی: ٤٤٤٩، ابن ماجہ: ۲۱۳۷)

ان احادیث سے بھی اس رائے کی تائید ہوتی ہے، جن میں اولاد کے ان خاص خاص اعمال کا ذکر ہے، جن سے اس کے والدین کو نفع پہنچتا ہے، مثلاً: حج کرنا، صدقہ کرنا، روزے رکھنا، غلام آزاد کرنا، اس باب میں ایسی بعض احادیث کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۵) وہ آثارِ صالحہ اور صدقاتِ جاریہ، جو میت خود سر انجام دے کر جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ﴾ (سورۂ یس: ۱۲) یعنی: ''اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔'' سید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃِ اَشْیَاءَ: اِلَّا مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ.)) یعنی: ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں سے: صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (صحیح مسلم: ١٤، ١٦٣١)

نیز سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ، عِلْمًا عَلِمَہٗ وَنَشَرَہٗ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَہٗ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَہٗ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاہُ، اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاہُ اَوْ نَھْرًا اَجْرَاہُ اَوْ صَدَقَۃً اَخْرَجَھَا مِنْ مَالِہٖ فِیْ صِحَّتِہٖ وَ حَیَاتِہٖ یَلْحَقُہٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہٖ.)) یعنی: ''جو نیکیاں مومن تک اس کی موت کے بعد پہنچتی رہتی ہیں، وہ یہ ہیں: اس کا سکھایا ہوا اور نشر کیا ہوا علم، نیک اولاد، کسی کو دیا ہوا قرآن مجید، اس کی تعمیر کی ہوئی مسجد، مسافروں کے لیے اس کا بنایا ہوا گھر، اس کی جاری کردہ نہر اور صدقہ جو اس نے اپنی زندگی اور صحت کے دوران دیا۔'' (ابن ماجہ: ۲٤۲) اس موضوع پر دلالت کرنے والی بہت سی احادیث ہیں۔

* * *

عَذَابُ الْقَبْرِ

عذاب قبر کے ابواب

هَوْلُ الْقَبْرِ وَفِتْنَتُهُ وَالسُّؤَالُ فِيهِ وَشِدَّتُهُ

قبر کی ہولنا کی، آزمائش، اس میں کیے جانے والا سوال اور اس کی سختی کا بیان

(۳۲۹۷) عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ) قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ ؓ إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الآخِرَةِ فَإِنْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ.)) قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ.)) (مسند احمد: ٤٥٤)

''سیّدنا عثمان ؓ کے غلام ہانی کہتے ہیں کہ جب سیّدنا عثمان بن عفان ؓ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی، کسی نے ان سے کہا: آپ جنت اور دوزخ کا ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن اس وقت تو اتنا نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں؟'' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قبر آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل ہے، اگر کوئی آدمی اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو بعد والے مراحل اس سے زیادہ آسان ہو جائیں گے، لیکن اگر کوئی شخص اس سے ہی نجات نہ پا سکا تو بعد والے مراحل اس سے مشکل ہوں گے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے جب بھی (اللہ کے عذاب کے) مناظر دیکھے تو قبر کا منظر سب سے ہولناک پایا۔''

فوائد: ...... قبر، آخرت کی پہلی منزل ہے اور ہر قبر والے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ حشر کے میدان میں اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاء گا، آنے والی دوسری حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ جنتی پر قبر میں جنت اور دوزخی پر دوزخ پیش کی جاتی ہے۔

(۳۲۹۷) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٢٦٧ ، والترمذي: ٢٣٠٨ (انظر: ٤٥٤)

(٣٢٩٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَتَّانَ الْقُبُوْرِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَتُرَدُّ عَلَيْنَا عُقُوْلُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ!؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ كَهَيْئَتِكُمُ الْيَوْمَ.)) فَقَالَ عُمَرُ: بِفِيْهِ الْحَجَرُ۔ (مسند احمد: ٦٦٠٣)

”سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کے فتّان (فرشتوں) کا ذکر کیا، سیّدنا عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہاں ہماری عقلیں لوٹا دی جائیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، بالکل آج کی طرح۔“ تو سیّدنا عمر ؓ نے کہا: اس کے منہ میں پتھر۔“

فوائد: …… ”فَتَّان“ سے مراد قبر میں فتنے اور آزمائش میں ڈالنے والے فرشتے ہیں۔ ”اس کے منہ میں پتھر“ سیّدنا عمر ؓ ان الفاظ کے ذریعے اپنے دل میں ایمان کے رسوخ کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ جب فرشتے قبر میں ان سے سوال کریں گے تو وہ ان کو ایسا درست جواب دیں گے کہ وہ خاموش ہو جائیں گے۔ عرب لوگوں کے ہاں یہ الفاظ سائل کو خاموش کر دینے سے کنایہ ہیں۔

(٣٢٩٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٤٦٥٨)

”سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر آدمی پر (قبر میں) میں صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہو تو اہلِ جنت کا اور اگر وہ جہنمی ہے تو اہل جہنم کا، اور اس سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قیامت کے روز جب تجھے اٹھایا جائے گا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوگا۔“

(٣٣٠٠) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا، فَإِذَا الْإِنْسَانُ دُفِنَ فَتَفَرَّقَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، جَاءَهُ مَلَكٌ، فِيْ يَدِهِ مِطْرَاقٌ فَأَقْعَدَهُ قَالَ: مَا تَقُوْلُ فِيْ

”سیّدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اس امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے، جب انسان کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہوتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے، وہ اس میت کو بٹھا کر پوچھتا ہے: تم اس آدمی (یعنی

(٣٢٩٨) تخريج: ……حسن لغيره۔ أخرجه ابن حبان: ٣١١٥، الطبراني في ”الكبير“ (انظر: ٦٦٠٣)

(٣٢٩٩) تخريج: ……أخرجه البخاري: ٦٥١٥، ومسلم: ٢٨٦٦ (انظر: ٤٦٥٨، ٥١١٩)

(٣٣٠٠) تخريج: ……حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٨٧٢ (انظر: ١١٠٠٠)

هٰـذَا الرَّجُلِ؟ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَيَقُوْلُ: صَدَقْتَ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ: هٰذَا كَانَ مَنْزِلُكَ لَوْ كَفَرْتَ بِرَبِّكَ، فَأَمَّا إِذْ آمَنْتَ فَهٰذَا مَنْزِلُكَ، فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَيُرِيْدُ أَنْ يَنْهَضَ إِلَيْهِ، فَيَقُوْلُ لَهُ: اُسْكُنْ وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ (وَإِنْ كَانَ كَافِرًا أَوْ مُنَافِقًا) يَقُوْلُ لَهُ: مَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَيَقُوْلُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَلَا اهْتَدَيْتَ، ثُمَّ يُفْتَحُ بَابٌ إِلَى جَنَّةٍ فَيَقُوْلُ: هٰذَا مَنْزِلُكَ لَوْ آمَنْتَ بِرَبِّكَ، فَأَمَّا إِذَا كَفَرْتَ بِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَبْدَلَكَ بِهِ هٰذَا وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى النَّارِ، ثُمَّ يَقْمَعُهُ قَمْعَةً بِالْمِطْرَاقِ يَسْمَعُهَا خَلْقُ اللّٰهِ كُلُّهُمْ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ.)) فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَحَدٌ يَقُوْمُ عَلَيْهِ مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِطْرَاقٌ إِلَّا هُبِلَ عِنْدَ ذَالِكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (مسند احمد: ۱۱۰۱۳)

محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اگر وہ مومن ہوتو وہ کہتا ہے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' یہ سن کر فرشتہ اس سے کہتا ہے: تم نے سچ کہا۔ پھر اس میت کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور فرشتہ اسے کہتا ہے: اگر تم نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہوتا تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا، مگر اب تم مومن ہو، اس لیے تمہارا ٹھکانہ یہ ہے، اتنے میں اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب وہ میت ادھر کو اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے: (ادھر ہی) سکون اختیار کرو، پھر اس کے لیے اس کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر میت کافر یا منافق ہو تو فرشتہ اس سے پوچھتا ہے: تو اس ہستی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تو کچھ نہیں جانتا، البتہ لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا، فرشتہ کہتا ہے: تو نے نہ سمجھا، نہ پڑھا اور نہ ہی ہدایت پائی۔ اس کے بعد اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ فرشتہ اس سے کہتا ہے: اگر تو اپنے رب پر ایمان لاتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا، مگر تو نے چونکہ اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے اس کے متبادل ایک اور ٹھکانا تیار کیا ہے، اتنے میں اس کے لیے جہنم کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر وہ فرشتہ اس کو گرز کی ایک زبردست ضرب لگاتا ہے، جس کی آواز کو جن وانس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے۔'' یہ حدیث سن کر کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب فرشتہ ہاتھ میں گرز لے کر کسی آدمی کے ساتھ کھڑا ہوگا تو وہ تو حواس باختہ ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (سورۂ ابراھیم: ۲۷)

یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمۂ توحید پر ثابت قدم رکھتا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے شروع میں مذکور امت سے مراد ہر وہ مسلمان اور کافر ہے، جس کو نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچی ہو۔ پوری آیت یہ ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ﴾ (سورۂ ابراھیم: ۲۷) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔'' مومن کو پہلے جہنم والا اور کافر و منافق کو پہلے جنت والا ٹھکانہ دکھانے کی وجہ یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور زیادہ خوش ہو اور کافر کی حسرت میں اضافہ ہو۔

(۳۳۰۱) عَنْ أَنَس بْنِ مَالِكَ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهُ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَان فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَان لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ، لِمُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، فَيُقَالُ: أُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا فِي الْجَنَّةِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا قَالَ رَوْحٌ فِي حَدِيْثِهِ: قَالَ قَتَادَةُ: فَذَكَرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا، وَيُمْلَأُ عَلَيْهِ خَضِرًا إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: وَأَمَّا االْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً فَيَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ:

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ (اس کی تدفین کے بعد) واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے محمد ﷺ کی بارے میں پوچھتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہے گا؟ مومن میت کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے: تو جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ، اللہ نے تمہارے لیے اس کے عوض جنت میں ٹھکانا تیار کر دیا ہے، وہ اپنے دونوں ٹھکانوں کی طرف دیکھتا ہے اور قیامت کے دن تک اس کی قبر ستر ہاتھ تک فراخ کر دی جاتی ہے اور اس کو تروتازہ نعمتوں سے بھر دیا جاتا ہے۔ رہا مسئلہ کافر یا منافق کہا تو اس سے بھی یہی سوال کیا جاتا ہے کہ تو اس ہستی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہے گا؟ وہ کہتا ہے: ''میں تو نہیں جانتا، لوگ جو کچھ کہتے تھے، میں بھی کہہ دیتا تھا، (لیکن اب میرے علم کوئی چیز نہیں ہے)۔ اس سے کہا جاتا ہے: تو نے نہ سمجھا اور نہ پڑھا، پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے گرز کی ایک ایسی ضرب لگائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ایسا چلّاتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ قریب والی مخلوق اس کی چیخ و پکار کو سنتی ہے

(۳۳۰۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۳۸، ۱۳۷٤، ومسلم: ۲۸۷۰(انظر: ۱۲۲۷۱)

يُـضَيَّـقُ عَـلَيْـهِ قَبْرُهُ حَتّٰـى تَـخْتَـلِفَ أَضْلَاعُهُ .)) (مسند احمد: ١٢٢٩٦)

اوراس قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔“

فوائد: ......ابوداود کی سیدنا براء رضی اللہ عنہ والی حدیث میں مومن کے لیے منتہائے نگاہ تک قبر کے وسیع ہو جانے کا ذکر ہے، جبکہ اس حدیثِ مبارکہ میں ستر ہاتھ کی حد بتائی گئی تو ان شاء اللہ اس وسعت کا دارمدار مومن کے اعمالِ صالحہ پر ہے، جو جتنا نیک ہوگا، اس کو اتنی ہی وسعت ملے گی۔

(٣٣٠٢) عَـنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَـالَتْ: جَاءَ تْ يَهُـوِدِيَّةٌ فَـاسْتَطْعَمَتْ عَلٰى بَابِي، فَقَالَتْ: أَطْعِـمُـوْنِـى أَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ وَمِـنْ فِتْـنَةِ عَـذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَزَلْ أَحْبِسُهَـا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ! مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّةُ؟ قَالَ: ((وَمَـا تَـقُوْلُ؟)) قُلْتُ: تَقُوْلُ: أَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِـنْ فِتْـنَةِ الـدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ فَـالَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: فَـقَـامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الـنَّـارِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ فَإِنَّهُ لَمْ يَـكُـنْ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ وَسَأُحَذِّرُكُمُوْهُ تَـحْذِيْرًا لَمْ يُحَذِّرْهُ نَبِيٌّ أُمَّتَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَاللّٰهُ عَـزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَـافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ۔ فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ فَبِى تُـفْتَـنُـوْنَ وَعَـنِّـى تُسْـأَلُوْنَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الـصَّـالِـحُ أُجْـلِـسَ فِـى قَبْـرِهِ غَيْـرَ فَـزِعٍ وَلَامَشْعُوْفٍ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: فِـى الْإِسْلَامِ، فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے دروازے پر ایک یہودی عورت کھانا مانگنے کے لیے آئی اور اس نے کہا: ”اللہ تمہیں فتنۂ دجال اور عذابِ قبر سے محفوظ رکھے، مجھے کھانا دو۔ میں نے اسے کافی دیر تک روکے رکھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا کہتی ہے؟“ میں نے کہا: یہ کہتی ہے کہ اللہ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے، اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور اللہ سے دجال کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے لگے۔ پھر فرمایا: ”دجال کا فتنہ تو ایسا فتنہ ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے خبردار کیا۔ میں بھی تمہیں اس سے ایسا خبردار کرتا ہوں کہ کسی نبی نے اپنی امت کو ویسا خبردار نہیں کیا، (سنو کہ) وہ کانا ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان ”کافر“ کا لفظ لکھا ہوا گا، ہر مومن اسے پڑھ لے گا۔ رہا مسئلہ فتنۂ قبر کا تو اس میں تو میرے بارے میں بھی تمہیں آزمایا جائے گا اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔ جب مرنے والا آدمی نیک ہوتا ہے تو اسے قبر میں اس حال میں بٹھایا جاتا ہے کہ اس پر گھبراہٹ اور پریشانی کے کوئی آثار نہیں ہوتے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے:

(٣٣٠٢) تـخـريـج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البيهقى فى ”اثبات عذاب القبر“: ٢٩ (انظر: ٢٥٠٨٩)

كَانَ فِيكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: مَحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: أُنْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، وَيُقَالُ: عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ سَوْءً أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوْفًا، فَيُقَالُ لَهُ: فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالُوْا، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: أُنْظُرْ إِلَى مَاصَرَفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْكَ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُعَذَّبُ .)) (مسند احمد: ٢٥٦٠٢)

تم کس دین پر تھے؟ وہ کہتا ہے: اسلام پر تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تمہارے درمیان جس ہستی کو مبعوث کیا گیا، وہ کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں، وہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس واضح دلائل لے کر تشریف لائے تھے اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔'' اس کے بعد اس کے لیے جہنم کی طرف ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ جہنم کا بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے: اس چیز کی طرف دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جس سے تمہیں بچا لیا ہے، اُدھر دیکھو، پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے، وہ جنت کی رونق و بہار اور اس میں موجود دوسری نعمتوں کو دیکھتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: اس جنت میں یہ ٹھکانہ تیرا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ تم دنیا میں یقین پر جیئے، اسی پر فوت ہوئے اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھائے جاؤ گے۔ اور اگر وہ میت برا ہو تو اسے جب قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبرایا ہوا اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: تو دنیا میں کس دین پر تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ اس سے کہا جاتا ہے: جس ہستی کو تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا، وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا، میں نے بھی وہی کچھ کہہ دیا تھا، (اب تو مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے)۔ اس کے بعد اس کے لیے جنت کی طرف ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے، وہ اس کی رونقوں اور اس کی نعمتوں کو دیکھتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: اس چیز کی طرف دیکھ جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے پھیر لی ہے، اتنے میں جہنم کی طرف سے ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے، وہ اس کی طرف دیکھتا ہے کہ اس کا بعض بعض کو کھا رہا ہوتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: جہنم میں تیرا ٹھکانہ یہ ہے، دراصل بات یہ ہے کہ تو شک

پر تھا، اسی پر مرا اور اسی پر تجھے ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اسے عذاب دیا جاتا ہے۔"

فوائد: ...... یہودی عورت کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کھانا مانگنے کے لیے آنا، اس سے ہمیں بھی کافر اور مسلمان کے تعلق کو سمجھنا چاہیے، کسی بھی کافر سے نفرت کرنا اور بات ہے اور اس کے ساتھ لین دین کرنا اور بات ہے۔

(۳۳۰۳) عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما عَنْ فَتَّانِیِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰی فِی قُبُوْرِهَا، فَإِذَا أُدْخِلَ الْمُؤْمِنُ قَبْرَهُ وَتَوَلّٰی عَنْهُ أَصْحَابُهُ جَاءَ مَلَكٌ شَدِیْدُ الْإِنْتِهَارِ فَیَقُوْلُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَبْدُهُ، فَیَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ: أُنْظُرْ إِلٰی مَقْعَدِكَ الَّذِیْ كَانَ فِی النَّارِ، قَدْ أَنْجَاكَ اللّٰهُ مِنْهُ وَأَبْدَلَكَ بِمَقْعَدِكَ الَّذِی تَرٰی مِنَ النَّارِ مَقْعَدَكَ الَّذِیْ تَرٰی مِنَ الْجَنَّةِ، فَیَرَاهُمَا كِلَاهُمَا، فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: دَعُوْنِی، أُبَشِّرُ أَهْلِیْ، فَیُقَالُ لَهُ: أُسْكُنْ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ فَیُقْعَدُ إِذَا تَوَلّٰی عَنْهُ أَهْلُهُ، فَیُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَیَقُوْلُ: لَا أَدْرِی، أَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ، فَیُقَالُ لَهُ: لَا دَرَیْتَ، هٰذَا مَقْعَدُكَ الَّذِی كَانَ لَكَ مِنَ الْجَنَّةِ، قَدْ أُبْدِلْتَ مَكَانَهُ مَقْعَدَكَ مِنَ النَّارِ.)) قَالَ جَابِرٌ: فَسَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((یُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ فِی الْقَبْرِ عَلٰی مَا

"ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قبر میں فتنے میں ڈالنے والے فرشتوں کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا: "لوگوں کو ان کی قبروں میں آزمایا جاتا ہے، جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور لوگ اسے دفنا کر واپس آتے ہیں تو ایک انتہائی بارعب فرشتہ اس کے پاس آجاتا ہے اور کہتا ہے: تم اس شخصیت (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مومن جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ فرشتہ اس سے کہتا ہے: تم جہنم میں اپنے اس ٹھکانے کو دیکھو کہ جس سے اللہ نے تمہیں نجات دلائی ہے اور اپنے اس ٹھکانے کی طرف دیکھ، جو اللہ تعالیٰ نے جہنم والی اس منزل کے متبادل تجھے عطا کیا ہے، پھر وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑو ذرا، میں اپنے اہل خانہ کو خوشخبری سناتا ہوں، لیکن اس سے کہا جاتا ہے: ٹھہر جا۔ رہا مسئلہ منافق کا تو جب لوگ اسے دفنا کر واپس ہوتے ہیں تو اسے بٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے: تم اس ہستی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، بس میں بھی وہی کہہ دیتا تھا، جو دوسرے لوگ کہا کرتے تھے، پس اس سے کہا جاتا ہے: تو نے سمجھا نہیں، تیرا جنت میں یہ مقام تھا، لیکن اب اس کے عوض تیرے لیے جہنم میں یہ ٹھکانا ہے۔"

(۳۳۰۳) تخریج: ...... حدیث صحیح، ابن لهیعة قد توبع- أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۹۰۷۲، وعبد الرزاق: ٦٧٤٤ (انظر: ١٤٧٢٢)

مَاتَ، الْمُؤْمِنُ عَلٰى إِيْمَانِهِ، وَالْمُنَافِقُ عَلٰى نِفَاقِهِ.)) (مسند احمد: ١٤٧٧٩)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا کہ ''ہر آدمی جس عقیدے پر فوت ہوتا ہے، اس کو اسی عقیدے پر اٹھایا جاتا ہے، یعنی مومن کو ایمان پر اور منافق کو نفاق پر۔''

(٣٣٠٤) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: كَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ الْإِنْسَانُ قَبْرَهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا أَحَفَّ بِهِ عَمَلُهُ، الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ، قَالَ فَيَأْتِيْهِ الْمَلَكُ مِنْ نَحْوِ الصَّلَاةِ فَتَرُدُّهُ وَمِنْ نَحْوِ الصِّيَامِ فَيَرُدُّهُ، قَالَ فَيُنَادِيْهِ اِجْلِسْ، قَالَ فَيَجْلِسُ فَيَقُوْلُ لَهُ: مَا ذَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ يَعْنِي النَّبِيَّ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَقُوْلُ: وَمَا يُدْرِيْكَ؟ أَدْرَكْتَهُ؟ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: يَقُوْلُ: عَلٰى ذَالِكَ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، قَالَ وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا أَوْ كَافِرًا قَالَ جَاءَ الْمَلَكُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ يَرُدُّهُ، قَالَ: فَأَجْلَسَهُ، قَالَ: يَقُوْلُ: اِجْلِسْ، مَا ذَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ قَالَ: أَيُّ رَجُلٍ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قَالَ: يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ، قَالَ: فَيَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ: عَلٰى ذَالِكَ عِشْتَ وَعَلَيْهِ

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان قبر میں داخل ہوتا ہے، تو اگر وہ مومن ہو تو اس کے نیک اعمال نماز اور روزہ وغیرہ اسے گھیر لیتے ہیں، جب فرشتہ اس کی طرف نماز والی جانب سے آتا ہے تو نماز اسے روک لیتی ہے اور جب روزہ والی جانب سے آتا ہے تو روزہ اسے روک دیتا ہے، اس لیے فرشتہ دور سے ہی آواز دے دیتا ہے: بیٹھ جا، وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، فرشتہ پوچھتا ہے: تم اس آدمی یعنی نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ آگے سے پوچھتا ہے: وہ کون سا آدمی؟ فرشتہ کہتا ہے: محمد ﷺ۔ وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ کیا تم نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا؟ وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: تم نے اسی عقیدہ پر زندگی گزاری، اسی پر تمہیں موت آئی اور تمہیں اسی پر اٹھایا جائے گا۔ اگر فوت شدہ آدمی کافر یا فاجر ہو تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور (عمل کی صورت میں) اس کے پاس فرشتے کو روکنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی، سو وہ اسے بٹھا کر پوچھتا ہے: تو اس آدمی کے بارے کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: کونسا آدمی؟ فرشتہ کہتا ہے: محمد ﷺ۔ وہ کہتا ہے: اللہ کی قسم! میں تو کچھ نہیں جانتا، ہاں میں لوگوں کو جو بات کہتے ہوئے سنتا تھا، میں بھی وہی کہہ دیتا تھا۔ فرشتہ اس

(٣٣٠٤) تخريج: ……رجاله ثقات رجال الصحيح غير ان محمد بن المنكدر لم يذكروا له سماعا من اسماء بنت ابى بكر، وهو قد ادركها أخرجه الطبراني فى "الكبير": ٢٤/ ٢٨١ (انظر: ٢٦٩٧٦)

مِـتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ ، قَالَ وَتُسَلَّطُ عَلَيْهِ دَابَّةٌ فِـي قَبْـرِهِ مَـعَـهَـا سَـوْطٌ ثَمَرَتُهُ جَمْرَةٌ مِثْلَ غَـرْبِ الْبَعِيرِ ، تَضْرِبُهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ ، صَمَّاءُ لَا تَسْمَعُ صَوْتَهُ فَتَرْحَمَهُ .)) (مسند احمد: ٢٧٥١٦)

سے کہتا ہے: اسی پر تیری زندگی گزری، اسی پر تجھے موت آئی اور اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر میں اس پر ایک جاندار مسلط کر دیا جاتا ہے، اس کے پاس ایک کوڑا ہوتا ہے، جس کی (ضرب) کا نتیجہ اونٹ کے بڑے ڈول کی طرح کا انگارہ ہوتا ہے، جب تک اللہ کو منظور ہو گا وہ اسے مارتا رہے گا، وہ جاندار بہرا ہو گا، تاکہ اس کی آواز سن کر اس پر رحم نہ کر دے۔"

فوائد: ......نیک اور برے اعمال اعراض ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو وجود عطا کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک روایت میں "ثَمَرَتُهُ جَمْرَةٌ" کی بجائے "تَمْرَتُهُ جَمْرَةٌ" کے الفاظ ہیں، جن کے معانی واضح نہیں ہو رہے۔

مختلف احادیث میں آپ ﷺ کے بارے میں سوال کرتے ہوئے "هٰذَا الرَّجُلُ" (یہ آدمی) کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ ان الفاظ سے عربی زبان، اس کے اصول و قواعد اور شرعی نصوص سے غافل لوگوں نے یہ استدلال کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ کو ہر قبر میں وجود سمیت پیش کیا جاتا ہے اور اس طرح آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اس عقیدے کا قرآن و حدیث کی دوسری نصوص کے قطعی طور پر الٹ ہونا ایک الگ بات ہے، صرف مذکورہ بالا احادیث پر غور کرتے ہیں:

اِن لوگوں کے اس استدلال کا دار و مدار لفظ "هٰذَا" پر ہے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ لفظ صرف اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے، جو سامنے موجود ہے، تو گزارش ہے کہ عربی زبان میں اس لفظ کے سامنے موجود ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس اشارے والے لفظ کا اطلاق اس مشار الیہ پر بھی ہو جاتا ہے جو مخاطِب اور مخاطَب دونوں کے ذہن میں ہو، اس کو عربی زبان کی اصطلاح میں "عہد ذہنی" کہتے ہیں، آپ غور کریں کہ جب بنو عبد القیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا تو انھوں نے اپنی ایک مجبوری کا یوں اظہار کیا: "بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ......" یعنی: اے اللہ کے رسول! آپ کے اور ہمارے درمیان مضر کے کفار کا یہ قبیلہ حائل ہے، اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ کے پاس آ سکتے ہیں۔ یہ قبیلہ وہاں موجود نہ تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ اور اس وفد کے لوگوں کے ذہنوں میں تھا، اس لیے "هٰذَا" کہہ کر ذہن کے تصور کی طرف اشارہ کیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب فرشتہ قبر میں یہ سوال کرتا ہے کہ "تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟" تو وہ میت آگے سے پوچھتا ہے: مَنْ؟ (کون سا آدمی)، أَيُّ رَجُلٍ؟ (کون سا آدمی)۔ اگر وہاں آپ ﷺ کا وجود مبارک ہو تو آگے سے یہ سوال کرنے کا کیا تک بنتا ہے۔ اس باب اور آنے والے باب کی احادیث سے عذابِ قبر کا واضح ثبوت ملتا ہے، اس کی ہیئت و کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، گزارش ہے کہ بندہ مرنے کے بعد عالم برزخ میں چلا جاتا ہے، جس کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہاں ہر نبی اور امتی اور ہر نیک و بد ایک عالَم میں ہوتا ہے، لیکن ہم اس عالَم کی حقیقت

کو اپنی عقل کی روشنی میں سمجھنے کی کبھی بھی جرأت نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ "کِتَابُ الْجَنَائِزِ" میں باب ''روح سے متعلقہ مسائل'' میں اس کی مزید توضیح ہو چکی ہے۔

عَذَابُ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذُ مِنْهُ

عذاب قبر اور اس سے پناہ مانگنے کا بیان

(٣٣٠٥) عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيْهَا يَهُوْدِيَّةٌ اسْتَوْهَبَتْهَا طِيْبًا، فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: أَجَارَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' قَالَتْ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَالِكَ، حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِلْقَبْرِ عَذَابًا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ .)) (مسند احمد: ٢٤٦٨١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور خوشبو مانگی، سو جب میں نے اسے خوشبو دے دی تو اس نے کہا: اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اس دعا سے میرے دل میں تردّد ہونے لگا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، میں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، مردوں کو قبر میں ایسا عذاب ہوتا ہے کہ چوپائے اس کی آواز کو سنتے ہیں۔''

فوائد: ……عوام الناس کو اس حدیث سے ایک اہم نکتہ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر اہل علم کو ہر مسئلے کا علم ہو، دیکھیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ سے پہلے عذابِ قبر کا علم نہیں تھا، لیکن انھوں نے اس تردد والی کیفیت کو اپنے لیے کافی نہیں سمجھا اور تحقیق کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، اسی طرح ہمیں ہر مسئلے کی قرآن و حدیث کے ذریعے تحقیق کرنی چاہیے۔

(٣٣٠٦) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَخْدِمُهَا، فَلَا تَصْنَعُ إِلَيْهَا عَائِشَةُ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ إِلَّا قَالَتْ لَهَا الْيَهُوْدِيَّةُ وَقَاكِ اللّٰهُ عَذَابَ الْقَبْرِ، قَالَتْ: فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِلْقَبْرِ عَذَابٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((لَا، وَعَمَّ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میری خدمت کیا کرتی تھی، میں جب بھی اسے کوئی چیز دیتی تو وہ کہتی: اللہ تم کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ جب رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں، بھلا تم یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہو؟'' میں نے کہا: فلاں یہودی عورت، جب بھی ہم اسے کوئی چیز دیتے ہیں

(٣٣٠٥) تخريج: ……أخرجه البخارى: ٦٣٦٦، ومسلم: ٥٨٦ (انظر: ٢٤١٧٨)

(٣٣٠٦) تخريج: ……اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٢٤٥٢٠)

ذَالِكَ؟)) قَالَتْ: هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّةُ لَا تَصْنَعُ إِلَيْهَا مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا إِلَّا قَالَتْ وَقَاكِ اللّٰهُ عَذَابَ الْقَبْرِ۔ قَالَ: ((كَذَبَتْ يَهُوْدُ وَهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَكْذَبُ، لَا عَذَابَ دُوْنَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) قَالَتْ: ثُمَّ مَكَثَ بَعْدَ ذَالِكَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَمْكُثَ، فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ نِصْفَ النَّهَارِ مُشْتَمِلاً بِثَوْبِهِ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، وَهُوَ يُنَادِي بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! أَظَلَّتْكُمُ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَيُّهَا النَّاسُ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، أَيُّهَا النَّاسُ! اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ)) (مسند احمد: ٢٥٠٢٥)

تو وہ کہتی ہے: اللہ تم کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی جھوٹ بولتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ پر بہت زیادہ جھوٹ باندھتے ہیں، قیامت کے روز سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہوگا۔“ اس کے بعد کچھ ایام آپ ﷺ ٹھہرے رہے، جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، ایک روز آپ ﷺ عین دوپہر کے وقت نکلے، جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اوپر ایک کپڑا اوڑھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور آپ ﷺ بلند آواز سے فرماتے جا رہے تھے: ”لوگو! اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح تم پر فتنے چھا رہے ہیں، لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تم بھی اسے جان لیتے تو تم بہت زیادہ روتے اور کم ہنستے، لوگو! عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو، بے شک قبر کا عذاب حق ہے۔“

فوائد: ...... مذکورہ بالا دو احادیث میں دو قصے ہیں، پہلی دفعہ آپ ﷺ نے لاعلمی کا اظہار کیا، پھر جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو بات واضح کر دی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عذابِ قبر سے متعلقہ درج ذیل دو آیات تو مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکی تھیں: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ﴾ (سورۂ ابراھیم: ٢٧) یعنی: ”اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔“ ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ (سورۂ غافر: ٤٦) یعنی: ”صبح وشام ان (آلِ فرعون) پر آگ پیش کی جاتی ہے۔“

تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اس یہودیہ کی دعا پر لاعلمی کا اظہار کیسے کر دیا؟ حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے کہا: پہلی آیت کے مفہوم سے ان لوگوں کے حق میں عذابِ قبر ثابت ہو رہا ہے جو ایمان سے متصف نہیں تھے اور دوسری آیت کا تعلق آلِ فرعون سے ہے، ظاہر ہے کہ دوسرے کفار کا بھی یہی حکم ہوگا، آپ ﷺ نے اس چیز کا انکار کیا تھا کہ توحید پرستوں کو عذابِ قبر میں مبتلا کیا جائے، پھر جب آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہوتی ہے اور یہ عذاب کسی کو بھی ہو سکتا ہے، تو پھر آپ ﷺ نے اس سے ڈرایا اور مبالغہ کی حد تک اس سے پناہ طلب کی اور یہی تعلیم دی۔ آنے والی حدیث سے جمع وتطبیق کی اسی صورت کی تائید ہوتی ہے۔ ”جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تم بھی اسے جان لیتے تو......“ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا نافرمانوں کو عذاب دینا، بندوں کا محاسبہ ومناقشہ کرنا اور رازوں کو

فاش کرنا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو جب قبر اور جہنم کے حالات پر مطلع کیا جاتا تو آپ ﷺ یہ مناظر دیکھ لیتے تھے۔

(٣٣٠٧) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَهِيَ تَقُوْلُ: أَشَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ؟ فَارْتَاعَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّمَا تُفْتَنُ الْيَهُوْدُ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ: ((هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ؟)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٣٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، جبکہ اس وقت ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی کہہ رہی تھی: کیا تم جانتی ہو کہ تم لوگوں کو قبروں میں آزمایا جائے گا؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کانپ اٹھے اور فرمایا: ''صرف یہودی لوگ قبروں میں آزمائے جائیں گے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: چند ہی راتیں گزری تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تم جانتی ہو میری طرف وحی کی گئی ہے کہ واقعی تم لوگوں کو قبروں میں آزمایا جائے گا؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنتی تھی۔''

(٣٣٠٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَارَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ٢٢٦٨٤)

''عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی ایک پڑوسن نے مجھے بیان کیا کہ وہ طلوع فجر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا کرتی تھی: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔'' (اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب اور فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔)۔''

(٣٣٠٩) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: ((إِحْدٰى عَيْنَيْهِ كَأَنَّهَا زُجَاجَةٌ خَضْرَاءُ (وَفِي رِوَايَةٍ عَيْنُهُ خَضْرَاءُ كَأَنَّهَا الزُّجَاجَةُ)) وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ٢١٤٦٣)

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کی ایک آنکھ سبز شیشے کی طرح ہوگی اور تم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔''

(٣٣٠٧) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٥٨٤ (انظر: ٢٦١٠٥)

(٣٣٠٨) تخريج: ...... اسناده حسن (انظر: ٢٢٦٨٤)

(٣٣٠٩) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه الطيالسي في مسنده: ٥٤٤، والبيهقي في "اثبات عذاب القبر": ٢٠٥ (انظر: ٢١١٤٥)

(٣٣١٠) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعَ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ) رضی اللہ عنہما قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَهَا، سَمِعْتِ النَّبِيَّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسند احمد: ٢٧٥٩٨)

''سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان کے علاوہ کسی سے نہیں کہ وہ یہ کہتا ہو کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔''

(٣٣١١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ: اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْنِي بِزَوْجِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكِ سَأَلْتِ اللّٰهِ لِآجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَأَيَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ وَأَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ، لَنْ يُعَجَّلَ شَيْءٌ قَبْلَ حِلِّهِ أَوْ يُؤَخَّرَ شَيْءٌ عَنْ حِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللّٰهِ أَنْ يُعِيْذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ أَخْيَرَ وَأَفْضَلَ۔ (مسند احمد: ٣٧٠٠)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے یہ دعا کی: یا اللہ! مجھے میرے شوہر رسول اللہ ﷺ، باپ ابوسفیان اور بھائی معاویہ سے فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرما، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم نے اللہ تعالیٰ سے ایسی باتوں کا سوال کیا ہے جن کے اوقات اور ایام مقرر کیے جا چکے ہیں اور ان کے رزق بھی تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ کوئی چیز اپنے مقرر وقت سے مقدم یا موخر نہیں ہو سکتی، اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتیں کہ وہ تمہیں آگ اور قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے تو یہ تیرے لیے بہتر اور افضل ہوتا۔''

فوائد: ......''فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرما۔'' اس دعا کا معنی یہ ہے کہ یہ تینوں ہستیاں لمبی عمر پائیں، تا کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان سے مستفید ہوتی رہے۔ اگر لوگوں کی عمر اور رزق کا فیصلہ ہو چکا ہے تو عذاب یا نجات کی تقدیر بھی تو لکھی جا چکی ہے، لہٰذا اول الذکر سے روک کر موخر الذکر کا سوال کرنے کا حکم دینے میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جہنم یا قبر کے عذاب سے نجات پانے کی دعا کرنا عبادت ہے اور شریعت میں عبادات کا ہی حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ جب تقدیر کے سلسلے میں ہی آپ ﷺ سے کہا گیا: کیا ہم اپنی کتاب اور تقدیر فیصلے پر اعتماد نہ کر لیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ .)) یعنی: ''عمل کرو، پس ہر شخص کو اس عمل کے لیے آسان کر دیا گیا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔'' جب کہ لمبی عمر کی دعا کرنا عبادت نہیں، اس لیے جیسے ہم تقدیر کا سہارا لے کر صوم وصلاۃ کو ترک نہیں کر سکتے، اسی طرح جہنم سے نجات کی دعا کو بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم۔

(٣٣١٠) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٦٣٦٤ (انظر: ٢٧٠٥٨)

(٣٣١١) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٢٦٦٣ (انظر: ٣٧٠٠)

عَذَابُ الْكُفَّارِ وَالْيَهُوْدِ فِي الْقَبْرِ

قبر میں کفار اور یہود کو عذاب دیے جانے کا بیان

(۳۳۱۲) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِی قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا، تَلْدَغُهُ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَلَوْ أَنَّ تِنِّیْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضْرَاءَ.)) (مسند احمد: ۱۱۳۵٤)

''سیّدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں کافر پر ننانوے ازدہا مسلط کر دیئے جاتے ہیں، جو قیامت کے قائم ہونے تک اسے ڈستے رہتے ہیں، (وہ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک ازدہا زمین پر پھونک مار دے تو وہ سبزہ نہ اگا سکے۔''

(۳۳۱۳) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((یُرْسَلُ عَلَى الْكَافِرِ حَیَّتَانِ، وَاحِدَةٌ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ وَأُخْرٰی مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ تَقْرُضَانِهِ قَرْضًا، كُلَّمَا فَرَغَتَا عَادَتَا إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.)) (مسند احمد: ۲۵۷۰٤)

''سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کافر پر دو سانپ چھوڑے جاتے ہیں، ایک سر کی طرف سے اور دوسرا پاؤں کی طرف سے، دونوں اسے بار بار کاٹتے رہتے ہیں، جب وہ ایک دفعہ فارغ ہو جاتے ہیں تو دوبارہ لوٹ آتے ہیں، قیامت کے دن تک ایسے ہوتا رہتا ہے۔''

(۳۳۱٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: بَیْنَمَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فِی نَخْلٍ لَنَا لِأَبِی طَلْحَةَ یَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ قَالَ: وَبِلَالٌ یَمْشِی وَرَاءَهُ یُكَرِّمُ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یَمْشِیَ إِلٰی جَنْبِهِ، فَمَرَّ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْرٍ، فَقَامَ حَتّٰی تَمَّ إِلَیْهِ بِلَالٌ، فَقَالَ: وَیْحَكَ یَا بِلَالُ! هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ؟ فَقَالَ: مَا أَسْمَعُ شَیْئاً، قَالَ: ((صَاحِبُ الْقَبْرِ یُعَذَّبُ.)) قَالَ: فَسُئِلَ

''سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوطلحہ ؓ کے کھجوروں کے باغ میں قضائے حاجت کے لیے گئے، سیّدنا بلال ؓ آپ ﷺ کے اکرام میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، نہ کہ پہلو بہ پہلو، آپ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور وہاں ٹھہر گئے، یہاں تک سیّدنا بلال ؓ آپ ﷺ کے قریب آ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! تم ہلاک ہو جاؤ، جو کچھ میں سن رہا ہوں، تم بھی سن رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: میں تو کچھ نہیں

(۳۳۱۲) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف دراج أبی السمح فی روایته عن ابی الهیثم أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۳/ ۱۷۵، وابن حبان: ۳۱۲۱، والدارمی: ۲/ ۳۳۱، وابویعلی ۱۳۲۹ (انظر: ۱۱۳۳٤)

(۳۳۱۳) تخریج: ......اسناده ضعیف لجهالة ام محمد، وعلی بن زید بن جدعان ضعیف أخرجه الخطیب فی "تاریخه": ۲/ ۳۸٤ (انظر: ۲۵۱۸۹)

(۳۳۱٤) تخریج: ......اسناده صحیح علی شرط الشیخین أخرجه الحاکم: ۱/ ٤۰، والبیهقی فی "اثبات عذاب القبر": ۹٤ (انظر: ۱۲۵۵۸، ۱۳۷۱۹)

عَنْهُ فَوُجِدَ يَهُوْدِيًّا۔ (مسند احمد: ١٢٥٥٨)

سن رہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قبر والے کو عذاب دیا جارہا ہے۔'' پھر اس کے بارے میں جب پوچھا گیا تو وہ یہودی نکلا۔''

(٣٣١٥) عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: ((يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا .)) (مسند احمد: ٢٣٩٣٦)

''سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ غروبِ آفتاب کے بعد باہر تشریف لے گئے اور کوئی آواز سن کر فرمایا: ''یہودیوں کو قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔''

عَذَابُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ الْقَبْرِ

دورِ جاہلیت والے لوگوں کا قبر میں عذاب

(٣٣١٦) عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ (امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ) ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا فِي حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ، فِيْهِ قُبُوْرٌ مِنْهُمْ، قَدْ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يُعَذَّبُوْنَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اِسْتَعِيْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ .)) (مسند احمد: ٢٧٥٨٤)

''سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں بنو نجار کے باغات میں سے ایک باغ میں تھی، اس باغ میں کچھ قبریں بھی تھیں، ان قبروں والے (قبل از اسلام یعنی) دورِ جاہلیت میں مرے تھے، آپ ﷺ نے ان کو عذاب دیے جانے کی آوازیں سنیں، چنانچہ آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے نکل گئے: ''تم عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ان لوگوں کو قبروں میں عذاب ہورہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، ان کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے کہ جو جانوروں کو سنائی دیتا ہے۔''

(٣٣١٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرٍ، فَسَأَلَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں بنونجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں آپ ﷺ نے ایک قبر سے آواز سنی اور پوچھا کہ ''یہ آدمی

(٣٣١٥) تخريج:...... أخرجه البخاری: ١٣٧٥، ومسلم: ٢٨٦٩ (انظر: ٢٣٥٣٩)

(٣٣١٦) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ٣/ ٣٧٤، ١٠/ ١٩٣، وابن حبان: ٣١٢٥، والطبرانی فی "الكبير": ٢٥/ ٢٦٨، والبيهقی فی "اثبات عذاب القبر": ٩٥ (انظر: ٢٧٠٤٤)

(٣٣١٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٨٦٨ (انظر: ١٢٠٠٧، ١٢٨٠٨)

عَـنْـهُ: ((مَتَـى دُفِنَ هٰذَا؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ! دُفِـنَ هٰـذَا فِـي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعْجَبَهُ ذَالِكَ وَقَالَ: ((لَوْ لَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ۱۲۰۳۰)

(۳۳۱۸)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ خَرِبًا لِبَنِي النَّجَّارِ، وَكَانَ يَقْضِي فِيْهَا حَاجَةً، فَخَرَجَ إِلَيْنَا مَذْعُوْرًا أَوْ فَزِعًا، وَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَسَأَلْتُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ أَهْلِ الْقُبُوْرِ مَا أَسْمَعَنِي)) (مسند احمد: ۱۲۱۲۰)

(۳۳۱۹) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فِي أَقْبُرٍ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ فَحَادَتْ بِهِ، وَكَادَتْ أَنْ تُلْقِيَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ يَعْرِفُ هٰذِهِ الْأَقْبُرَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْمٌ هَلَكُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ.)) ثُمَّ قَالَ لَنَا: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ.)) قُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.)) فَقُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ قَالَ:

کب دفن کیا گیا تھا؟'' صحابہ نے بتایا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی قبل از اسلام دور جاہلیت میں دفن ہوا تھا، یہ سن کر آپ ﷺ کو قدرے اطمینان ہوا اور فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر کی آواز سنا دے۔''

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ بنونجار کی ایک ویران سی جگہ میں داخل ہوئے، آپ ﷺ وہاں قضائے حاجت کرتے تھے، ایک دن وہاں سے گھبرا کر نکلے اور فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبروں والوں کے عذاب کی جو آوازیں میں سنتا ہوں، وہ تمہیں بھی سنا دے۔''

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم مدینہ کے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، وہاں کچھ قبریں بھی تھیں، آپ ﷺ جس خچر پر سوار تھے، وہ اچانک بدکنے لگا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ کو نیچے گرا دیتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ان قبروں والوں کو کون جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر کی آوازیں سنا دے۔'' پھر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''تم عذابِ جہنم سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا:

(۳۳۱۸)تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۳۱۹) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ۲۸۶۷ (انظر: ۲۱۶۵۸)

((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) فَقُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ .)) فَقُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۹۷)

ہم مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔“ ہم نے کہا: ”ہم عذابِ قبر سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم زندگی اور موت کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔“ ہم نے کہا: ”ہم زندگی اور موت کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔“

فوائد: ……ان احادیث کا موضوع بھی سابقہ احادیث والا ہے، پہلے اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ عذابِ قبر برحق ہے، لیکن اس کی ہیئت و کیفیت کیا ہے، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ان احادیث سے اس مسئلہ کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جاہلیت کا زمانہ فترے کا دور نہیں تھا، لیکن سابقہ انبیاء کی وجہ سے تکلیف کا دور تھا، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں مرنے والے نافرمانوں کو قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا۔

عَذَابُ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْقَبْرِ وَمَا يُخَفِّفُهُ عَنْهُمْ وَأَنَّ أَكْثَرَهُ بِسَبَبِ الْبَوْلِ

گنہگار مومنوں کو قبر میں عذاب ہونے اور اس کو ہلکا کرنے والے امور کا بیان اور اس چیز کی وضاحت کہ یہ عذاب زیادہ پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے

(۳۳۲۰) عَنْ طَاؤُوْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، (قَالَ وَكِيْعٌ مِنْ بَوْلِهِ) وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ)) ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا [قَالَ وَكِيْعٌ تَيْبَسَا])) (مسند احمد: ۱۹۸۰)

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو قبروں کے پاس سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک چھڑی لی، اس کو چیر کر اس کے دو حصے بنا لیے اور ہر حصہ ایک ایک قبر پر گاڑھ دیا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ کام کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید ان سے عذاب میں اس وقت تک تخفیف کر دی جائے، جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں۔“

(۳۳۲۱)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ مُجَاهِدٍ

”(دوسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ

(۳۳۲۰) تخریج: ……أخرجه البخاری: ۲۱۸، ۱۳۶۱، ومسلم: ۲۹۲ (انظر: ۱۹۸۰)

(۳۳۲۱) تخریج: ……انظر الحدیث بالطریق الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قَبْرِهِمَا فَذَكَرَهُ وَقَالَ حَتّٰى يَيْبَسَا أَوْ مَالَمْ يَيْبَسَا۔ (مسند احمد: ۱۹۸۱)

مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے اور قبر میں عذاب دیئے جانے والے دو انسانوں کی آوازیں سنیں، ....۔

(۳۳۲۲) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ سَيَابَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ۔ (مسند احمد: ۱۷۷۰۳)

''سیّدنا یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔''

(۳۳۲۳) عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ (نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ) قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُمَاشِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِيْ وَرَجُلٌ عَنْ يَسَارِهِ فَإِذَا نَحْنُ بِقَبْرَيْنِ أَمَامَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَبَلٰى، فَأَيُّكُمْ يَأْتِيْنِيْ بِجَرِيْدَةٍ.)) فَاسْتَبَقْنَا، فَسَبَقْتُهُ فَأَتَيْتُهُ بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا نِصْفَيْنِ فَأَلْقٰى عَلٰى ذَا الْقَبْرِ قِطْعَةً وَعَلٰى ذَا الْقَبْرِ قِطْعَةً وَقَالَ: ((إِنَّهُ يُهَوَّنُ عَلَيْهِمَا مَا كَانَتَا رَطْبَتَيْنِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ إِلَّا فِي الْبَوْلِ وَالْغِيْبَةِ.)) (مسند احمد: ۲۰٦٤٤)

''سیّدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور ایک آدمی آپ ﷺ کی بائیں جانب چل رہا تھا، اچانک دو قبریں ہمارے سامنے آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا، البتہ (یہ گناہ ہیں کبیرہ)، تم میں سے کون آدمی چھڑی لائے گا۔)) یہ سن کر ہم دونوں لپکے، لیکن میں سبقت لے گیا اور چھڑی لے آیا، آپ ﷺ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر رکھ دیا اور فرمایا: ''جب تک یہ تر رہیں گی، تب تک ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی اور ان کو عذاب پیشاب اور چغلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔''

(۳۳۲٤) عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَتْ: إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہا: پیشاب کی وجہ سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔'' میں نے کہا: تم غلط کہتی ہو، اس نے کہا: بات ایسے ہی ہے، بلکہ ہم تو

(۳۳۲۲) تخریج: ......اسناده ضعيف لجهالة حبيب بن ابی جبيرة أخرجه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۷٦، والبيهقی فی "عذاب القبر": ۱۲٦، والطبرانی فی "الكبير": ۲۲/ ۷۰۵ (انظر: ۱۷۵٦۰)

(۳۳۲۳) تخریج: ......اسناده قوی أخرجه ابن ماجه: ۳٤۹ (انظر: ۲۰۳۷۳، ۲۰٤۱۱)

(۳۳۲٤) تخریج: ......اسناده ضعيف بهذه السياقة، جسرة بنت دجاجة لم يوثقها سوى العجلی وابن حبان، وقال البخاری: عندها عجائب، وقدامة بن عبد الله العامری روی عنه جمع وذكره ابن حبان فی "الثقات"۔ أخرجه النسائی: ۳/ ۷۲ (انظر: ۲٤۳۲٤)

الْبَوْلِ، فَقُلْتُ: كَذَبْتِ، فَقَالَتْ: بَلٰى إِنَّا لَنَقْرِضُ مِنْهُ الثَّوْبَ وَالْجِلْدَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدِ ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ، فَقَالَ: ((صَدَقَتْ.)) قَالَتْ: فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِئِذٍ إِلَّا قَالَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ (أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ٢٤٨٢٨)

اس کی وجہ سے کپڑے اور چمڑے کو بھی کاٹتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز کی طرف نکلے اور ہماری آوازیں بلند ہو چکی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ میں نے اس یہودی عورت کی بات کا ذکر کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ سچ کہہ رہی ہے۔“ اس کے بعد آپ ﷺ جب بھی نماز ادا کرتے تو آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے: ”اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ (أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ“ (اے اللہ! جبریل ومیکائیل کے رب! مجھے آگ کی گرمی اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھنا)۔“

(٣٣٢٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ.)) (مسند احمد: ٨٣١٣)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔“

(٣٣٢٦) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: فَكَانَ النَّاسُ يَمْشُوْنَ خَلْفَهُ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النِّعَالِ وَقَرَ ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ، فَجَلَسَ حَتّٰى قَدَّمَهُمْ أَمَامَهُ لِئَلَّا يَقَعَ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْكِبْرِ فَلَمَّا مَرَّ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، إِذَا بِقَبْرَيْنِ قَدْ دَفَنُوْا فِيْهِمَا رَجُلَيْنِ، قَالَ: فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ دَفَنْتُمْ هَاهُنَا الْيَوْمَ؟)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فُلَانٌ وَفُلَانٌ، قَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ الْآنَ وَيُفْتَنَانِ فِي قَبْرَيْهِمَا.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ

”سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سخت گرمی والے ایک دن میں بقیع الغرقد کی جانب سے گزرے، لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، جب آپ ﷺ نے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنی تو یہ آپ ﷺ پر گراں گزرا، آپ ﷺ وہیں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ لوگ آپ ﷺ سے آگے گزر گئے، تاکہ آپ ﷺ کے دل میں تکبر پیدا نہ ہو۔ جب آپ ﷺ بقیع الغرقد کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے دو قبریں دیکھیں، لوگوں نے ان میں دو آدمیوں کو دفن کیا تھا۔ آپ ﷺ وہاں رک گئے اور پوچھا: ”آج تم نے یہاں کن لوگوں کو دفن کیا ہے؟“ صحابہ نے بتایا: اے اللہ کے نبی! یہ فلاں دو آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(٣٣٢٥) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ٣٤٨ (انظر: ٨٣٣١، ٩٠٣٣)

(٣٣٢٦) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا من اجل على بن يزيد الالهانى أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٨٦٩، ورواه ابن ماجه: ٢٤٥ مختصرا باوله الى قوله: "لئلا يقع فى نفسه شىء من الكبر" (انظر: ٢٢٢٩٢)

اللّٰهِ! فِيمَ ذَالِكَ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.)) وَأَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا ثُمَّ جَعَلَهَا عَلَى الْقَبْرَيْنِ، قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَلِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: ((لَيُخَفَّفَنَّ عَنْهُمَا.)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَحَتّٰى مَتٰى يُعَذِّبُهُمَا اللّٰهُ؟ قَالَ: ((غَيْبٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَوْلَا تَمْرِيغُ قُلُوْبِكُمْ أَوْ تَزَيُّدُكُمْ فِي الْحَدِيْثِ لَسَمِعْتُمْ مَا أَسْمَعُ.)) (مسند احمد: ٢٢٦٤٨)

’’ان کو اس وقت قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔‘‘ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! انہیں عذاب دیئے جانے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ان میں سے ایک آدمی پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔‘‘ آپ ﷺ نے ایک تر چھڑی لے کر اسے چیرا اور دونوں قبروں پر ان کو رکھ دیا۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آپ نے یہ کام کس لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ان کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔‘‘ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ان کو کب تک عذاب دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ غیب کی بات ہے، جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔‘‘ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تمہارے دلوں کی بدلتی کیفیات یا بہت زیادہ گفتگو نہ ہوتی تو تم بھی وہ کچھ سنتے جو میں سنتا ہوں۔‘‘

(٣٣٢٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ: ((ائْتُوْنِيْ بِجَرِيْدَتَيْنِ.)) فَجَعَلَ إِحْدَاهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَالْأُخْرٰى عِنْدَ رِجْلَيْهِ۔ فَقِيْلَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَيَنْفَعُهُ ذَالِكَ؟ قَالَ: ((لَنْ يَزَالَ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُ بَعْضُ عَذَابِ الْقَبْرِ مَا كَانَ فِيْهِمَا نُدُوٌّ.)) (مسند احمد: ٩٦٨٤)

’’سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ’’میرے پاس دو چھڑیاں لاؤ۔‘‘ آپ ﷺ نے ایک کو اس کے سرہانے اور دوسری کو پائنتی کی طرف رکھ دیا، کسی نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا اس سے میت کو فائدہ پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس وقت تک عذابِ قبر میں کچھ تخفیف رہے گی، جب تک ان میں تری رہے گی۔‘‘

(٣٣٢٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ ؓ قَالَ: فَذَكَرُوْا رَجُلًا مَاتَ مِنْ بَطْنِهِ، قَالَ: فَكَأَنَّمَا اشْتَهَيَا أَنْ يُصَلِّيَا عَلَيْهِ،

’’عبد اللہ بن یسار کہتے ہیں: میں سیّدنا سلیمان بن صرد اور سیّدنا خالد بن عرفطہ ؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، لوگوں نے بتایا کہ فلاں آدمی پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہو گیا ہے، انہوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہی اور ایک نے دوسرے سے

(٣٣٢٧) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٣٧٦، واسحاق بن راهويه فى "مسنده": ٢٠٧ (انظر: ٩٦٨٦)

(٣٣٢٨) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذى: ١٠٦٤، والنسائى: ٤/ ٩٨ (انظر: ١٨٣١٠، ١٨٣١٢، ٢٢٥٠٠)

قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ فَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ فِي قَبْرِهِ؟)) قَالَ الْآخَرُ: بَلٰى۔ (مسند احمد: ٢٢٨٦٧)

کہا: کیا نبی کریم ﷺ نے ایسے فرمایا تھا کہ ''جو آدمی پیٹ کی بیماری کی وجہ فوت ہو جائے اس کو ہرگز قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔''؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں فرمایا ہے۔''

مَاجَاءَ فِيْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ

فصل چہارم: قبر کے میت کو سختی کی ساتھ دبوچنے کا بیان

(٣٣٢٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا إِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حِيْنَ تُوُفِّيَ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ، ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٤٩٣٤)

''سیّدنا جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے، جب سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا، ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں گئے، آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، بعد ازاں جب انہیں قبر میں رکھ کر مٹی برابر کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ کافی دیر تک ''سُبحان اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' پڑھتے رہے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ''سبحان اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' کہتے رہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اس موقع پر ''سبحان اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' کہنے کی کیا وجہ تھی؟ فرمایا: اس صالح بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فراخ کر دیا۔''

(٣٣٣٠) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا نَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قبر کا دبوچنا ہوتا ہے اور اگر کوئی اس سے نجات پا سکتا ہوتا تو وہ سعد بن معاذ ہوتا۔''

فوائد: ......اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ نیک لوگ بھی کسی نہ کسی گناہ سے متاثر ہو جاتے ہیں، اس کے بدلے اس کو قبر کے دباؤ میں مبتلا ہونا پڑتا ہے، پھر اسے رحمت پا لیتی ہے، جیسا کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر کے دبوچنے کے

(٣٣٢٩) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه الطبرانی: ٥٣٤٦، والبیهقی فی "اثبات عذاب القبر": ١١٣ (انظر: ١٤٨٧٣)

(٣٣٣٠) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ٢٧٣، والطبرانی فی "الاوسط": ٤٦٢٤، والبیهقی فی "اثبات عذاب القبر": ١٠٨ (انظر: ٢٤٢٨٣)

سبب کی وضاحت بعض روایات میں یوں کی گئی ہے کہ وہ بعض اوقات پیشاب کے سلسلے میں احتیاط نہیں کرتے تھے۔ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بچے کو دفنایا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَـوْأَفْـلَـتَ اَحَدٌ مِنْ ضَمَّةِ الْـقَبْرِ ، لَأَفْلَتَ هٰذَا الصَّبِيُّ۔)) (معـجـم كبير: ١/١٩٣/١، الصحيحة: ٢١٦٤) یعنی: ''اگر کسی کو قبر کے دبوچنے سے چھٹکارا مل سکتا ہوتا تو وہ یہ بچہ ہوتا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بچے یا بچی کا جنازہ پڑھا اور فرمایا: ((لَوْ كَانَ نَجَا اَحَدٌ مِنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَنَجَا هٰذَا الصَّبِيُّ۔)) یعنی: ''اگر قبر کے دبانے سے کوئی نجات پا سکتا تو یہ بچہ نجات پا جاتا۔'' (معجم اوسط للطبرانی: ٣/ ٣٦١)

امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ میں اس حدیث پر "ضـمة الـقبر لاينجو منها حتى الصبيان" کی سرخی ثبت کی ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر ایک بار دبوچتی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (سعد بن معاذ) ہے، جس کے لیے عرش ہلنے لگا، اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے، (لیکن جب ان کو دفن کیا گیا تو ان کو قبر میں) بھینچا گیا، پھر یہ کیفیت چھٹ گئی۔'' (نسائی) اگر اس موضوع کی تمام روایات کو اور ان کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو یہی کہنا مناسب ہوگا کہ یہ عذاب کی ایک قسم ہے، جس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔

(٣٣٣١) عَـنْ حُـذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُـنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِـى جَنَازَةٍ ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ قَعَدَ عَلٰى شَفَتِهِ فَجَعَلَ يَرُدُّ بَصَرَهُ فِيهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((يُضْغَطُ الْمُؤْمِنُ فِيهِ ضَغْطَةً تَـزُوْلُ مِـنْهَـا حَـمَـائِلُهُ وَيُمْلَأُ عَلَى الْكَافِرِ نَـارًا۔)) ثُـمَّ قَـالَ:((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ عِبَادِ الـلّٰـهِ؟ اَلْفَظُّ الْمُسْتَكْبِرُ ، اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ عِبَـادِ الـلّٰـهِ؟ الـضَّـعِيفُ الْـمُسْتَـضْعَفُ ذُوْالـطِّـمْـرَيْنِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّ اللّٰهُ قَسَمَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٥٠)

۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے، جب ہم قبر کے قریب آئے تو نبی کریم ﷺ قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور قبر کے اندر دیکھنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو قبر میں اس قدر دبایا جاتا ہے کہ اس کے کندھے اور سینے کی ہڈیاں اپنی جگہ سے زائل ہو جاتی ہیں اور کافر کی قبر کو تو آگ سے بھر دیا جاتا ہے۔ کیا میں تمہیں یہ نہ بتلا دوں کہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین لوگ کون ہیں؟ وہ ہیں جو بدمزاج اور متکبر ہوتے ہیں. اور کیا میں تمہیں یہ بھی نہ بتلا دوں کہ سب سے بہترین بندگانِ خدا کون سے ہیں؟ وہ ہیں جو دو بوسیدہ کپڑے والے ضعیف اور فقیر ہوتے ہیں اور جن کو لوگ بھی کمزور سمجھتے ہیں، لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں تو وہ بھی ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

(٣٣٣١) تـخـر يـــج:......اسـنـاده ضعيف لضعف محمد بن جابر بن سيار الحنفى ، ولانقطاعه ، فان ابا البخترى سعيد بن فيروز لم يدرك حذيفة (انظر: ٢٣٤٥٧)

اَلْمَيِّتُ يُنْقَلُ أَوْ يُنْبَشُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ

کسی صحیح مقصد کے لیے میت کو منتقل کرنے یا اس کی قبر اکھاڑنے کا بیان

(۳۳۳۲)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَتَى ابْنُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ إِنْ لَمْ تَأْتِهِ لَمْ نَزَلْ نُعَيَّرُ بِهٰذَا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ قَدْ أُدْخِلَ فِي حُفْرَتِهِ، فَقَالَ: ((أَفَلَا قَبْلَ أَنْ تُدْخِلُوْهُ؟)) فَأُخْرِجَ مِنْ حُفْرَتِهِ فَتَفَلَ عَلَيْهِ مِنْ قَرْنِهِ إِلٰى قَدَمِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۰۴۹)

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: جب عبداللہ بن ابی (منافق) مرا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ﷺ اس کے پاس نہ آئے تو ہمیں ہمیشہ عار دلائی جاتی رہے گی، پس جب نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ اس کو قبر میں رکھا جا چکا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے قبر میں داخل کرنے سے پہلے مجھے کیوں نہیں بلوا لیا تھا؟“ پھر اسے قبر سے نکالا گیا اور آپ ﷺ نے اسے اس کے سر سے قدم تک اپنا لعاب لگایا اور اسے اپنی قمیص پہنا دی۔

فوائد:...... رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ نے تبرک کے لیے آپ ﷺ کی قمیص کا مطالبہ کیا تھ، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق انھوں نے کہا تھا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْبِسْ اَبِيْ قَمِيْصَكَ الَّذِيْ يَلِيْ جِلْدَكَ۔ یعنی: اے اللہ کے رسول! آپ میرے باپ کو وہ قمیص پہنائیں، جو آپ کے چمڑے سے لگتی رہی۔

نبی کریم ﷺ نے دلجوئی کرتے ہوئے ایسے کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں درج ذیل آیات کے ذریعے ان امور کا سلسلہ ہی ختم کر دیا تھا:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ، اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۱۰۸) یعنی: ”ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس پر نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور مرتے دم تک بدکار بے اطاعت رہے ہیں۔“

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۸۰) یعنی: ”ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر، اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا، یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے اور اس کے رسول کے کفر کیا ہے، ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں دیتا۔“

(۳۳۳۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ:

”سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: غزوہ احد میں میرے

(۳۳۳۲)تخریج:......أخرجه البخاری: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ۵۷۹۵، ومسلم: ۲۷۷۳(انظر: ۱۴۹۸۶، ۱۵۰۷۵)

(۳۳۳۳) تخریج:......اسناده ضعیف، عمر بن سلمة بن ابی یزید وابوه مجهولان أخرجه (انظر:)

أُسْتُشْهِدَ أَبِي بِأُحُدٍ فَأَرْسَلْنَنِي أَخَوَاتِي إِلَيْهِ بِنَاضِحٍ لَهُنَّ، فَقُلْنَ: اِذْهَبْ فَاحْتَمِلْ أَبَاكَ عَلَى هٰذَا الْجَمَلِ فَأَدْفِنْهُ فِي مَقْبَرَةِ بَنِي سَلِمَةَ، قَالَ: فَجِئْتُهُ وَأَعْوَانٌ لِي، فَبَلَغَ ذَالِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ بِأُحُدٍ فَدَعَانِي وَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُدْفَنُ إِلَّا مَعَ إِخْوَتِهِ۔)) فَدُفِنَ مَعَ أَصْحَابِهِ بِأُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١٥٣٣١)

ابو جان شہید ہو گئے، میری بہنوں نے مجھے ایک اونٹ دے کر بھیجا اور کہا: جاؤ اور اپنے ابا جان کی میت کو اس اونٹ پر لاد کر بنوسلمہ کے قبرستان میں دفن کرو۔ پس میں اور میرے مددگار آ گئے، لیکن جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی، جبکہ آپ ﷺ احد میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کو اپنے (شہید) بھائیوں کے ساتھ ہی دفن کیا جائے گا۔'' پس انہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا گیا۔

فوائد:...... یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد کے شہداء کو ان کے مقام سے اٹھا لیا گیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے مُنَادِی نے اعلان کیا: اَنْ رُدُّوْا الْقَتْلٰی اِلٰی مَضَاجِعِهَا۔ یعنی: ''شہداء کو ان کے مقامات کی طرف لوٹا دو۔'' (مسند احمد: ١٤١٦٩، ابوداود: ٣١٦٥، نسائی: ٤/ ٧٩، ترمذی: ١٧١٧)

شہید کے علاوہ دوسرے اموات کو دوسرے مقامات میں منتقل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس بارے میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے، جس کی روشنی میں یہ پابندی لگائی جا سکے، جبکہ اصل تو جواز ہی ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما عقیق کے مقام پر فوت ہوئے تھے اور ان کو مدینہ منورہ لا کر دفن کیا گیا تھا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دُفِنَ مَعَ اَبِیْ رَجُلٌ فَکَانَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ ذَالِكَ حَاجَةٌ فَاَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَمَا اَنْکَرْتُ مِنْهُ شَیْئًا اِلَّا شُعَیْرَاتٌ، کُنَّ فِیْ لِحْیَتِهٖ مِمَّا یَلِی الْاَرْضَ۔ (صحیح بخاری: ١٣٥١، ابوداود: ٣٢٣٢ واللفظ له) یعنی: (غزوۂ احد کے موقع پر) میرے باپ کو ایک آدمی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا، اس وجہ سے میرے دل میں ایک تردّد سا تھا، بالآخر میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو نکالا اور (الگ قبر میں دفن کر دیا)، میں نے ان کے جسم کی کوئی چیز بدلی ہوئی نہیں پائی تھی، البتہ زمین کے ساتھ لگنے کی وجہ سے داڑھی کے کچھ بال متأثر ہوئے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہو گئی تھی کہ یہ واضح طور پر حجت بن سکے یا آپ ﷺ کو اطلاع نہیں ہوئی تھی، مؤخر الذکر بات ہی درست معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو اس امر کا کوئی علم نہیں تھا، اگر ایسی بات ہوتی تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت کرتے، جبکہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: دُفِنَ مَعَ اَبِیْ رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ حَتّٰی اَخْرَجْتُهُ فَجَعَلْتُهُ فِیْ قَبْرٍ عَلٰی حِدَةٍ۔ یعنی: میرے والد کے ساتھ ایک اور بندے کو بھی دفن کر دیا گیا تھا، اس وجہ سے مجھے کوئی خاص اطمینان نہیں تھا، اس لیے میں نے ان کو نکال کر علیحدہ قبر میں دفن کر دیا تھا۔

ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سیدنا جابر ؓ کا ذاتی فعل تھا، اس لیے اس کو بطورِ حجت پیش نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کسی بڑی مصلحت یا مجبوری کے بغیر میت کو اس کی تدفین کے بعد قبر سے نہیں نکالنا چاہیے۔ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کسی مقصد کیلئے اسے فوراً نکال لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے ساتھ کیا تھا۔

امام بخاری ؒ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے: "هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة" کیا میت کو کسی وجہ سے قبر اور لحد سے نکالا جا سکتا ہے؟ اور پھر جابر ؓ کی یہی روایت پیش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے استدلال کرنا مقصد ہے کہ میت کو کسی وجہ سے قبر سے نکالنا جائز ہے۔ باقی رہا مسئلہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی ہوگی، تو اس حوالہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام نبی اکرم ﷺ کے دور میں ایک صحابی نے کیا ہے اگر یہ ٹھیک نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ اس سے روک دیتا، اگر آپ ﷺ نے وحی کے ذریعہ نہیں روکا تو یہ کام کرنا جائز اور درست ہے۔ مرفوع تقریری حکمی کی وضاحت شرح نخبۃ الفکر، اسناد کی بحث (ص ۹۲) میں دیکھیں۔ (عبد اللہ رفیق)

اَلنَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ

قبروں کے اوپر مساجد بنانے کی ممانعت کا بیان

(٣٣٣٤) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ١٠٧٢٧)

"سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ کو ہلاک کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا تھا۔"

(٣٣٣٥)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ٧٨١٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔"

(٣٣٣٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ (وَفِی لَفْظٍ قَاتَلَ) اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٤٠)

سیدنا زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے یا ان کو ہلاک کرے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔"

(٣٣٣٤) تخريج:...... أخرجه البخاری: ٤٣٧، ومسلم: ٥٣٠ (انظر: ١٠٧١٦)

(٣٣٣٥) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٣٣٦) تخريج:...... صحيح لغيره أخرجه الطبرانی: ٤٩٠٧، وعبد بن حميد: ٢٤٤ (انظر: ٢١٦٠٤)

(٣٣٣٧) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَدْخِلْ عَلَيَّ أَصْحَابِيْ، فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَكَشَفَ الْقِنَاعَ، ثُمَّ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) (مسند احمد: ٢٢١١٧)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میرے صحابہ کو میرے پاس بلاؤ۔'' پس وہ آ گئے، آپ ﷺ نے سر والا کپڑا ہٹایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔''

(٣٣٣٨)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) إِلَّا إِنَّهُ قَالَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ وَهُوَ مُتَقَنِّعٌ بِبُرْدٍ لَهُ مَعَافِرِيٍّ وَلَمْ يَقُلْ وَالنَّصَارٰى۔ (مسند احمد: ٢٢١١٨)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: جب صحابہ آئے تو اس وقت آپ ﷺ نے یمن کی بنی ہوئی معافری چادر لپیٹی ہوئی تھی، اس روایت میں ''نصاریٰ'' کا لفظ نہیں ہے۔

(٣٣٣٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا، لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ٧٣٥٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، اللہ ایسے لوگوں پر لعنت کرے، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔''

فوائد: چونکہ یہود ونصاری انبیاء کی تعظیم میں ان کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور نماز میں ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اس طرح انھوں نے ان قبروں کو بت بنا رکھا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ آپ ﷺ کی قبر بت نہ بن جائے۔ جو لوگ مخصوص ہیئت اور عجز وانکساری کے ساتھ مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف رخ کر کے ذکر واذکار یا درود وسلام کا اہتمام کرتے ہیں، ان کو اس قسم کی احادیث کی روشنی میں اپنے کیے سے باز آ جانا چاہیے۔

(٣٣٤٠) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَلَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا، وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری قبر کو عید نہ بنا لینا اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا، تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود بھیج دیا کرو، بے شک

(٣٣٣٧) تخريج:...... صحيح لغيره أخرجه الطيالسي: ٦٣٤، والبزار سى "مسنده": ٢٦٠٩، والطبراني فى "الكبير": ٣٩٣، ٤١١ (انظر: ٢١٧٧٤)

(٣٣٣٨) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٣٣٩) تخريج:...... اسناده قوى أخرجه الحميدى: ١٠٢٥، وابن سعد: ٢/ ٢٤١، وابن عبد البر فى "التمهيد": ٥/ ٤٤ (انظر: ٧٣٥٨)

(٣٣٤٠) تخريج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ٢٠٤٢ (انظر: ٨٨٠٤)

فَـصَـلُّـوْا عَـلَـيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي۔)) تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔''

(مسند احمد: ۸۷۹۰)

فوائد: ''میری قبر کو عید نہ بنالینا'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کو میلہ گاہ نہ بنالیا جائے اور اس کی زیارت کے لیے ایام و اوقات کو مخصوص نہ کرلیا جائے اور حج وعمرہ یا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کی طرح کسی سفر کا مقصود اس کی زیارت نہ ہو، وگرنہ یہود ونصاری کے ساتھ مشابہت قرار پائے گی۔

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالینا'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ گھروں میں نفلی عبادت کا اہتمام کیا جائے اور اسے قبر نہ بنا دیا جائے کہ اس میں کوئی عبادت نہ ہوتی ہو۔

(حافظ ابن حجر ؒ فتح الباری: ۱/ ۵۲۹) میں لکھا ہے کہ اس کا ظاہری مفہوم یہ بھی ہے کہ اپنے فوت شدگان کو گھروں میں دفن نہ کرو، یعنی میت کو دفن کرنے کی جگہ قبرستان ہے نہ کہ گھر۔ عبداللہ رفیق)

آپ ﷺ تک درود کیسے پہنچتا ہے؟ درج ذیل احادیثِ مبارکہ سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لِـلّٰـهِ مَلَائِـكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ۔)) (سنن نسائی: ۱۲۸۲) یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں، جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں، وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَكْثِـرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِيْ مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِيْ، فَإِذَا صَلّٰى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِيْ قَالَ لِي ذٰلِكَ الْمَلَكُ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانَ صَلّٰى عَلَيْكَ السَّاعَةَ۔)) (الديلمي: ۱/۱/۳۱، الصحيحة: ۱۵۳۰)

یعنی: ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود بھیجا ہے۔''

(۳۳٤۱) عَـنْ عَـائِشَةَ ؓ قَـالَتْ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي مَـرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْـهُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَإِنَّهُمُ اتَّـخَـذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) قَالَتْ: وَلَـوْلَا ذَالِكَ أُبْـرِزَ قَبْرُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔ (مسند احمد: ۲۵۰۱۸)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس بیماری کے دوران فرمایا، جس سے صحت یاب نہ ہو سکے: ''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا تھا۔'' پھر سیدہ نے کہا: اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کو بھی (گھر سے باہر) واضح طور پر بنایا جاتا۔

(۳۳٤۱) تخريج:...... أخرجه البخاری: ۱۳۳۰، ومسلم: ۵۲۹ (انظر: ۲٤۵۱۳)

(٣٣٤٢) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَخْرِجُوْا يَهُوْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلَ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) (مسند احمد: ١٦٩١)

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے آخری بات یہ فرمائی تھی: ”حجاز کے یہودیوں اور نجران والوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور یاد رکھو کہ سب سے برے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا تھا۔“

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا، ان پر مسجدیں تعمیر کرنا اور ان پر سجدہ کرنا شرعاً حرام ہے، جب نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بنائی گئی تھیں تو اس وقت وہ جگہ مسجد نبوی کا حصہ نہیں تھی، بعد میں کی جانے والی توسیع کی وجہ سے اس مقام کو مسجد کی حدود نے گھیر لیا۔

جزیرۃ العرب: بحر ہند' بحر شام' پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن ابین کے درمیان سے لے کر اطراف شام تک کا علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کی' جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے بعد یہودیوں کو وہاں سے نکال دینے کا ارادہ کیا، کیونکہ اس وقت خیبر کی زمین تو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی۔ یہودیوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کو خیبر میں رہنے دیا جائے، وہ کام کریں گے اور نصف پیداوار آپ ﷺ کو دیں گے۔ آپ ﷺ نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور فرمایا: ”ہم جب تک چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے۔“ سو وہ وہیں رہے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیما اور اریحا کے مقام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ (بخاری: ٢٣٣٨) تیما اور اریحا، شام میں ہیں۔

❁❁❁❁

(٣٣٤٢) تخريج:..... اسناده صحيح أخرجه الطيالسي: ٢٢٩، والدارمي: ٢٤٩٨، والبزار: ٤٣٩، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٤/ ١٢، والبيهقي: ٩/ ٢٠٨(انظر: ١٦٩١)

زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت کے بارے میں ابواب

بَابُ اِسْتِحْبَابِهَا لِلرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ

اس امر کا بیان کہ قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لیے مستحب ہے، نہ کہ عورتوں کے لیے

(۳۳٤۳) عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَعَنِ الْأَوْعِيَةِ، وَأَنْ تُحْبَسَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مَا أَسْكَرَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ أَنْ تَحْبِسُوْهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاحْبِسُوْا مَا بَدَا لَكُمْ))

(مسند احمد: ۱۲۳٦)

''سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت، (چند مخصوص) برتنوں اور تین دنوں کے بعد تک قربانی کے گوشت کو بچا رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ لیکن بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی، نیز میں نے تمہیں کچھ برتنوں سے منع کیا تھا، اب تم ان میں بھی پی سکتے ہو، لیکن ہر نشہ دینے والی چیز سے بچو اور میں نے تمہیں تین دن کے بعد تک قربانی کے گوشت کو بچا رکھنے سے منع کیا تھا، اب تم جب تک چاہو اسے رکھ سکتے ہو۔''

فوائد: بعض لوگوں کے فقر و فاقہ کی بنا پر قربانی کا گوشت تین ایام کے بعد تک ذخیرہ کرنے سے منع کیا گیا تھا، اسی طرح شراب کی حرمت کے موقع پر ان برتنوں کو استعمال کرنے سے روک دیا گیا تھا: کدو سے بنایا ہوا مٹکا' کھجور کے تنے کو کرید کر بنایا ہوا برتن' روغن کیا ہوا برتن اور پرانا سبز مٹکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے تینوں امور کی اجازت دے دی تھی۔

(۳۳٤٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ

''سیدنا بریدہ اسلمی ؓ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی

(۳۳٤۳) تخریج:...... صحیح لغیرہ أخرجه ابویعلی: ۲۷۸ ورواه ابن ابی شیبة: ۸/ ۱۱۱ مختصر بلفظ: ((کنت نهیتکم عن هذه الاوعیة، فاشربوا فیها واجتنبوا ما أسکر۔)) (انظر: ۱۲۳٦)

(۳۳٤٤) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۷۷ (انظر: ۲۲۹۵۸)

(بُـرَيْـدَةَ الأَسْـلَمِيِّ ؓ) عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٤٦)

روایت بیان کرتے ہیں۔

(٣٣٤٥) وَعَـنْ أَبِـي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَـحْوَهُ وَفِيْهِ: ((وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَـارَةِ الْـقُبُـوْرِ، فَإِنْ زُرْتُمُوْهَا فَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا۔)) (مسند احمد: ١١٦٥٠)

”سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، لیکن اب اگر تم قبرستان کی زیارت کروتو کوئی فحش بات نہ کیا کرو۔“

(٣٣٤٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، ثُمَّ بَدَا لِيْ أَنَّهَا تُرِقُّ الْقَلْبَ وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ فَزُوْرُوْهَا وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا۔)) (مسند احمد: ١٣٥٢١)

”سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تو تھا، لیکن پھر مجھے خیال آیا ان کی زیارت سے دلوں میں رقت پیدا ہوتی ہے، آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور آخرت یاد آتی ہے، لہٰذا تم قبروں کی زیارت کیا کرو، لیکن کوئی فحش کام نہ کیا کرو۔“

(٣٣٤٧) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ؓ قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكٰى وَأَبْكٰى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِيْ أَنْ أَزُوْرَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِيْ، فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔)) (مسند احمد: ٩٦٨٦)

”سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور خود بھی روئے اور اپنے ساتھ والوں کو بھی رلایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے یہ اجازت طلب کی کہ میں اپنی والدہ کے حق میں دعائے مغفرت کروں؟ لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ پھر جب میں نے اس کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دے دی، تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔“

فوائد: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت مشروع ہے، تاہم زائرین کو شرعی احکام کا پابند رہنا چاہیے، اس موضوع کی تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کی زیارت کے دو مقاصد ہیں: (۱) سبق حاصل کرنا اور (۲) مرنے والوں کے حق میں سلامتی اور مغفرت کی دعا کرنا، کسی مشرک کی قبر کی زیارت کا مقصود صرف پہلا ہونا چاہیے کہ آخرت یاد آجائے، رہا یہ مسئلہ کہ مشرک کی قبر پر کیا پڑھا جائے تو اس کی وضاحت درج ذیل حدیث میں کی گئی ہے:

(٣٣٤٥) تخريج:...... حديث صحيح أخرجه مالك في ”الموطا“: ٢/ ٤٨٥ (انظر: ١١٦٠٦، ١١٦٢٧)

(٣٣٤٦) تخريج:...... صحيح بطرقه و شواهده أخرجه تام و مقطعا ابن ابي شيبة: ٣/ ٣٤٢، ٨/ ١٥٩، وابويعلى: ٣٧٠٥، ٣٧٠٠٦، والحاكم: ١/ ٣٧٦، والبيهقي: ٤/ ٧٧ (انظر: ١٣٤٨٧)

(٣٣٤٧) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٩٧٦ (انظر: ٩٦٨٨)

عَنْ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِيْ كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَكَانَ ، وَكَانَ، فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: ((فِيْ النَّارِ۔)) فَكَأَنَّ الْأَعْرَابِيَّ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ أَبُوْكَ؟ قَالَ: ((حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ كَافِرٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ۔)) قَالَ: فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ، فَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَبًا: مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ۔ (الصحيحة:١٨)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور وہ ایسا ایسا (یعنی عظیم) آدمی تھا، اب وہ (بعد از موت) کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آتشِ دوزخ میں ہے۔'' یہ سن کر بدّو رنجیدہ ہوا اور یہ سوال کیا کہ آپ کے باپ کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی آگ کی خوشخبری سنا دینا۔'' بعد میں وہ بدو مسلمان ہو گیا تھا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، اب میں کسی کافر کی قبر کے پاس نہیں گزرتا مگر اسے آگ کی خوشخبری سناتا ہوں۔
(الطبرانی:١/١٩/١، والبزار:١/٦٤۔٦٥، والضیاء فی ''المختارۃ'':١/٣٣٣، الصحیحۃ:١٨)

اس حدیث میں جس مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے، اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اور وہ ہے کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے وقت اس کو جہنم کی خوشخبری سنانا۔ واضح ہے کہ مومن کو بیدار کیا جا رہا ہے اور اسے کافر کے جرم کی سنگینی پر متنبہ کیا جا رہا ہے، کیونکہ اس نے کفر و شرک کا ارتکاب کر کے اتنا بڑا گناہ کیا کہ دنیا کے سارے اس کے مقابلے میں کم تر نظر آتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (سورۂ نساء: ٤٨، ١١٦)
یعنی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

عورتوں کی زیارت کے مسئلے کی وضاحت اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

فَصْلٌ مِنْهُ مَا جَاءَ فِيْ لَعْنِ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کا بیان

(٣٣٤٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (مسند احمد: ٢٩٨٤)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔

(٣٣٤٨) تخریج:......حسن لغیره دون ذکر السرج ، وهذا اسناد ضعیف لضعف ابی صالح باذام مولی ام هانیؓ
أخرجه ابوداود: ٣٢٣٦، وابن ماجه: ١٥٧٥ ، والترمذی: ٣٢٠، والنسائی: ٤/ ٩٤(انظر: ٢٠٣٠، ٢٩٨٤)

(٣٣٤٩) عَنْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ١٥٧٤٢)

''سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(٣٣٥٠) عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ٨٤٣٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

فوائد:...... اگر چہ بعض اہل علم نے مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ کہا ہے کہ عورتوں کے لیے قبرستان جانا غیر شرعی کام ہے، لیکن اس باب کی تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں، مذکورہ بالا احادیث آپ ﷺ نے اس زمانے میں بیان فرمائی تھیں، جب مطلق طور پر قبرستان کی زیارت کرنا منع تھا، اس دعوی کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) پچھلے باب میں یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا، لیکن اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے۔'' آپ ﷺ کا یہ حکم اور اس کی وجہ عام ہیں اور خواتین و حضرات دونوں کو شامل ہیں۔

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک قبر پر رو رہی تھی، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ۔)) فَقَالَتْ لَهُ إِلَيْكَ عَنِّیْ، فَإِنَّكَ لَا تُبَالِی بِمُصِيْبَتِیْ، قَالَ: وَلَمْ تَكُنْ عَرَفَتْهُ، فَقِيْلَ لَهَا: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ، فَجَاءَتْ إِلٰى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّی لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ۔)) یعنی: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔'' اس نے آگے سے کہا: تم مجھ سے دور ہو جاؤ، تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے۔ دراصل یہ خاتون آپ ﷺ کو پہچانتی نہیں تھی، بعد میں اسے بتلایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، یہ سن کر اس پر موت کی سی گھبراہٹ طاری ہو گئی اور وہ آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچ گئی اور وہاں کوئی دربان نہ پایا، پھر اس نے آپ ﷺ سے یوں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک صبر تو وہ ہوتا ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔'' (بخاری: ٧١٥٤، مسلم: ٩٢٦)

غور کریں کہ اگر عورتوں کا قبرستان میں جانا علی الاطلاق ممنوع ہوتا تو آپ ﷺ اسے قبرستان آنے پر ضرور ڈانٹتے، جبکہ آپ ﷺ نے صرف اسے تقوی اور صبر کی تلقین کی۔

(٣٣٤٩) تخريج:......حسن لغيره أخرجه ابن ماجه: ١٥٧٤ (انظر: ١٥٦٥٧)

(٣٣٥٠) تخريج:......اسناده حسن أخرجه ابن ماجه: ١٥٧٦، والترمذی: ١٠٥٦ (انظر: ٨٤٤٩)

(۳) عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں: ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے واپس آ رہی تھیں، میں نے پوچھا: ام المؤمنین! کہاں سے آ رہی ہو؟ انھوں نے کہا: (اپنے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تو قبروں کی زیارت سے منع نہیں کیا ہوا تھا؟ انھوں نے کہا: نَعَمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِزِيَارَتِهَا، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ۔ یعنی: جی ہاں (آپ ﷺ نے منع کیا تھا) لیکن پھر ان کی زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی رخصت دے دی تھی۔ (حاكم: ١/ ٣٧٦، بيهقى: ٤/ ٧٨، والرواية الاخرى لابن ماجه: ١/ ٤٧٥)

(۴) محمد بن قیس کہتے ہیں: (یہ ایک طویل روایت ہے، اگلے باب میں آ رہی ہے) جس کے مطابق آپ ﷺ بقیع قبرستان گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئیں، پھر سیدہ کے کہنے پر آپ ﷺ نے ان کو قبروں کی زیارت کے وقت اس دعا کی تعلیم دی: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ (صحيح مسلم: ٩٧٤)

حافظ ابن حجر نے (التلخيص: ٥/ ٢٤٨) میں اس حدیث سے عورتوں کے زیارتِ قبور کا استدلال کیا ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ قبرستان کی زیارت کرنے والی عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہاں جا کر خلاف شرع کوئی کام نہ کریں تو یہ مسئلہ تو خواتین و حضرات دونوں کے لیے ضروری ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَهَلْ يَسْمَعُ الْمَيِّتُ قَوْلَ الْحَيِّ؟

اس امر کا بیان کہ قبروں کی زیارت کے موقع کیا کہا جائے اور کیا میت، زندہ کی بات سنتا ہے؟

(۳۳۵۱) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ (بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ) رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمَقَابِرِ، فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ مُعَاوِيَةُ فِى حَدِيْثِهِ: إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۷۳)

"سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ لوگ قبرستان کی طرف جاتے تو آپ ﷺ ان کو یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ (اے ان گھروں والو مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، تم ہم سے آگے ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔)"

(۳۳۵۱) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۷۵ (انظر: ۲۲۹۸۵)

فوائد:...... مرنا تو یقینی ہے، لیکن برکت کے طور پر اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے پیش نظر دعا کے الفاظ میں ''ان شاء اللہ'' کہا گیا ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ یعنی: ''اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔ مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا۔'' (سورۂ کهف: ۲۳، ۲٤)

(۳۳۵۲) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَی الْمَقْبَرَةَ فَسَلَّمَ عَلٰی أَهْلِ الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ: ((سَلَامٌ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ! وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ......)) اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند احمد: ۷۹۸۰)

''سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور ان کو سلام کہتے ہوئے یہ دعا پڑھی: سَلَامٌ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ! وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ (اس گھر کے صاحبِ ایمان لوگو! تم پر سلامتی ہو، ان شاء اللہ ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں۔)''

(۳۳۵۳) ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلَبِ أَنَّهُ قَالَ یَوْمًا: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّی وَعَنْ أُمِّی ؟ فَظَنَنَّا أَنَّهُ یُرِیْدُ أُمَّهُ الَّتِیْ وَلَدَتْهُ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّی وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلٰی۔ قَالَ: قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَیْلَتِیَ الَّتِیْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْهَا عِنْدِی، اِنْقَلَبَ، فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَیْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَیْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلٰی فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ، فَلَمْ یَلْبَثْ إِلَّا رَیْثَمَا ظَنَّ أَنِّیْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَیْدًا، وَانْتَعَلَ رُوَیْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَیْدًا، فَجَعَلْتُ دِرْعِی فِیْ رَأْسِی وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِی ثُمَّ

''ایک دن محمد بن قیس نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور اپنی والدہ سے ایک حدیث بیان نہ کر دوں؟ ہم نے سمجھا کہ اس کی مراد اس کی حقیقی والدہ ہے، پھر انہوں نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں تمہیں اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک واقعہ بیان کروں؟ میں نے عرض کیا: جی کیوں نہیں، پھر انھوں نے کہا: جب میری رات تھی جس میں نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے، آپ ﷺ (عشاء کے بعد) واپس تشریف لائے، چادر رکھی، جوتے اتار کر پائنتی کی طرف رکھ دیئے اور چادر کا ایک حصہ بستر پر بچھا کر لیٹ گئے۔ آپ ﷺ کچھ دیر لیٹے رہے، (میرے خیال کے مطابق) جب آپ ﷺ نے سمجھا کہ میں سو گئی ہوں تو آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر اٹھائی، آرام سے جوتے پہنے اور دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے اور آہستگی سے اسے بند کر دیا۔ اُدھر میں نے بھی اپنا دوپٹہ سنبھالا، سر پر رکھا، چادر اوڑھی، شلوار پہنی اور آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع قبرستان

(۳۳۵۲) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۲٤۹ (انظر: ۷۹۹۳)

(۳۳۵۳) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۷٤ (انظر: ۲۵۸۵۵)

انْطَلَقْتُ عَلٰى أَثَرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، فَسَبَقْتُهُ، فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((مَالَكِ يَا عَائِشَةُ! حَشْيَا رَابِيَةً؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَتُخْبِرِيْنِيْ أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: ((فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِيْ رَأَيْتُ أَمَامِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَلَهَزَنِي فِيْ ظَهْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِيْ وَقَالَ: ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيْفَ عَلَيْكِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟)) قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ، قَالَ: ((نَعَمْ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِيْ حِيْنَ رَأَيْتِ فَنَادَانِيْ فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيَدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِيْ، فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ جَلَّ وَعَزَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ۔)) قَالَتْ: فَكَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((قُوْلِيْ: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

میں جا پہنچے، وہاں کافی دیر کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، بعد ازاں آپ ﷺ واپس لوٹے اور میں بھی لوٹنے لگی، آپ ﷺ تیز تیز چلے تو میں نے بھی رفتار تیز کر دی، جب آپ ﷺ کچھ دوڑے تو میں بھی دوڑنے لگی۔ پھر جب آپ ﷺ مزید تیز ہو گئے تو میں بھی مزید تیز ہو گئی اور آپ ﷺ سے آگے نکل گئی اور گھر پہنچ کر ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا: ”عائشہ! کیا بات ہے، سانس پھولا ہوا ہے، پیٹ اٹھا ہوا ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم خود ہی مجھے بتا دو، ورنہ باریک بیں اور باخبر ربّ مجھے بتلا دے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، پھر میں نے سارا واقعہ آپ کو بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو مجھے اپنے سامنے کالا سا وجود نظر آ رہا تھا، یہ تم تھی؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے میری کمر میں مکا مارا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر زیادتی کریں گے؟“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ جیسے مرضی چھپا لیں، لیکن اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، بات یہ تھی کہ جب تم نے مجھے دیکھا تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے آ کر مجھے آواز دی اور آواز کو تم سے پوشیدہ رکھا، میں نے بھی اپنی آواز کو تم سے مخفی رکھتے ہوئے اس کی بات کا جواب دیا، وہ اس وقت تمہارے پاس تو آ نہیں سکتا تھا، کیونکہ تم نے کپڑے وغیرہ ایک طرف رکھے ہوئے تھے، جبکہ میں نے سمجھا تھا تم سو چکی ہو اور تمہیں جگانا بھی مناسب نہ سمجھا، تاکہ تم اکیلی پریشان نہ ہو جاؤ، جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: آپ کا ربّ آپ کو حکم دے رہا

لَلَاحِقُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٨٠)

ہے کہ آپ ﷺ بقیع والوں کے پاس جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کریں، (اس لیے میں چلا گیا تھا)۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں کیسے دعا پڑھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہا کرو: اَلسَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُوْنَ۔ (سلامتی ہو ان گھروں والے مومنوں اور مسلمانوں پر اور اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے والوں اور بعد والوں پر رحم کرے اور ہم بھی ان شاء اللہ ملنے والے ہیں۔)''

فوائد: حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اتنا اہم معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس چیز کا خاص طور پر حکم دیا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کی بھی ایک بڑی مثال پیش کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند کا لحاظ کرتے ہوئے سارے امور چپکے چپکے سرانجام دیئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس ظن میں مبتلا ہو گئی تھیں کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے گھر جا رہے ہیں۔

اس حدیث کا یہ جملہ بدعقیدہ لوگوں کے لیے قابل توجہ ہے: ''عائشہ! تم خود ہی مجھے بتا دو، ورنہ باریک بین اور باخبر ربّ مجھے بتلا دے گا۔'' اگر نبی کریم ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری نقل و حرکت کا علم ہوتا، یہ نقطہ بھی غور طلب ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جاگ رہی تھیں، جبکہ آپ ﷺ نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ سیدہ سو رہی ہیں۔ دراصل جب کوئی آدمی شرعی علوم سے دور ہو جاتا ہے تو وہ کسی بھی عقیدے اور بدعت کو رواج دے سکتا ہے۔

(٣٣٥٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَأْتِي بَعْضَ نِسَائِهِ فَاتَّبَعْتُهُ فَأَتَى الْمَقَابِرَ، ثُمَّ قَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ) وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چل پڑے، میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے پاس جا رہے ہیں، اس لیے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑی، لیکن دیکھا کہ آپ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اور (یہ دعا کرتے ہوئے) فرمایا: اَلسَّلَامُ

(٣٣٥٤) تخريج:...... اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، وعاصم بن عبيد الله العمري قد توبع أخرجه ابوداود، والنسائي: ٧/ ٧٥، وابن ماجه: ١٥٤٦ (انظر: ٢٤٤٢٥، ٢٤٤٧٥)

www.minhajusunnat.com

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۔)) قَالَتْ: ثُمَّ الْتَفَتَ فَرَآنِیْ، فَقَالَ: ((وَيْحَهَا، لَوِاسْتَطَاعَتْ مَا فَعَلَتْ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٧٩)

عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَأَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۔ (اس گھر والے مومنو! تم پر سلامتی ہو، تم ہم سے آگے ہو اور ہم بھی تم کو ملنے والے ہیں، اے اللہ! ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ان کے بعد ہمیں کسی فتنے میں نہ ڈالنا۔)'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر آپ ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھ کر کہا: ''یہ ہلاک ہو جائے، اگر اس کو یہ طاقت ہوتی تو یہ کام نہ کرتی۔''

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اپنی غیرت کے جذبات روکنے کی طاقت رکھتی تو میرے پیچھے نہ آتی۔ دیکھیں بلوغ الامانی: جز ٨/١٧٦۔ (عبداللہ رفیق)

(٣٣٥٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْقَلِيْبِ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! يَا فُلَانُ! هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ أَمَا وَاللّٰهِ! إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَسْمَعُوْنَ كَلَامِیْ۔)) قَالَ يَحْيٰى: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لِأَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، إِنَّهُ وَهِلَ۔ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْآنَ أَنَّ الَّذِیْ كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقًّا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔﴾ (مسند احمد: ٤٨٦٤)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن رسول اللہ ﷺ نے کنویں (جس میں کفار کے مقتولوں کو پھینک دیا گیا تھا) کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا: ''او فلاں! اوفلاں! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے درست پایا ہے؟ خبردار! اللہ کی قسم ہے کہ یہ لوگ اس وقت میرا کلام سن رہے ہیں۔ لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے، وہ بھول گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ''اب یہ جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا، وہ حق تھا۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔'' نیز فرمایا: ''جو لوگ قبروں میں ہیں، تو ان کو نہیں سنا سکتا۔''

فوائد: اس مسئلہ سے متعلق جو حدیثِ مبارکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کے مطابق آپ ﷺ نے غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کو ان کے اور ان کے آباء کے ناموں کے ساتھ آواز دی، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان جسموں سے کیا گفتگو کر رہے ہیں، جن میں روحیں نہیں ہیں؟

(٣٣٥٥) تخريج:...... أخرجه البخارى: ٣٩٧٩، ٣٩٨٠، ٣٩٨١، ومسلم: ٩٣٢ (انظر: ٤٨٦٤، ٤٩٥٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ! مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ۔)) یعنی: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جو کچھ میں ان کو کہہ رہا ہوں تم ان کی بہ نسبت اس کو زیادہ سننے والے نہیں ہو۔'' (بخاری: ۳۹۷۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مردوں کے سننے پر مطلق طور پر انکار کرنا، اس رائے کی دلیل ان آیات کا حقیقی معنی ہے، اگر ان آیات کو مجازی معنی پر محمول کیا جائے کہ زندہ کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی بات کو قبول نہیں کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے کے حق میں کوئی دلیل باقی نہیں رہتی، جبکہ ان آیات کا سیاق وسباق بھی اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ ان میں مردوں سے مراد کفار ہیں جو حق کو اس انداز میں سننے سے عاجز تھے کہ وہ اس کو قبول بھی کر لیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث کی طرح کی حدیث سیدنا عمر، سیدنا ابو طلحہ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کی ہے اور جمہور اہل علم نے اس حدیث کو قبول کیا ہے، اس لیے یہ خیال درست نہیں رہتا ہے کہ اس سلسلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اگر یہ شواہد نہ ہوتے تب بھی اس قسم کے احتمال کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اب رہا مسئلہ اس حدیث اور ان آیات کے حقیقی معانی کے ظاہری تضاد کا، تو اس کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کا تعلق ایک خاص موقع سے ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے اس جواب سے یہ بات سمجھی جا رہی ہے کہ ''یہ لوگ اب میری بات سن رہے ہیں۔

✿✿✿✿

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوۃ کا بیان

فَضْلُ الزَّكٰوةِ وَاَنْوَاعُهَا

زکوۃ کی فضیلت اور اس کی انواع

مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا

زکوۃ کی فضیلت کا بیان

الزکاۃ: لغوی معنی: پاک وصاف ہونا، اضافہ، بڑھوتری

اصطلاحی تعریف: مخصوص مدت کے بعد یا فی الفور مخصوص اموال میں سے، مخصوص مقدار کے ساتھ واجب ہونے والا حق، جو شرعی مصارفِ زکوۃ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ۲ سن ہجری میں زکوۃ فرض ہوئی تھی، قرآن وحدیث میں اس کی فرضیت اور تفصیلی احکام کا تذکرہ موجود ہے، بعض دلائل کا ذکر درج ذیل ہے۔

(٣٣٥٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْبَلُ الصَّدَقَاتِ وَيَأْخُذُهَا بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا لِأَحَدِكُمْ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ مُهْرَهُ أَوْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ حَتّٰى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ جَبَلِ أُحُدٍ، قَالَ وَكِيعٌ فِي حَدِيثِهِ: وَتَصْدِيقُ ذَالِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿وَيَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (مسند احمد: ١٠٠٩٠)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ صدقات کو قبول کرتا ہے اور ان کو دائیں ہاتھ میں وصول کرتا ہے، پھر وہ ان کو یوں بڑھاتا رہتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی گھوڑی، اونٹنی یا گائے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔“ وکیع نے اپنی روایت میں کہا: آپ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے: ”اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے صدقات کو پکڑ لیتا ہے۔“ (سورۂ توبہ: ١٠٤) ”اور اللہ سود کو ختم کرتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“ (سورۂ بقرۃ: ٢٨٦)

(٣٣٥٦) تخریج: ...... حدیث صحیح أخرجه الترمذی: ٦٦٢ (انظر: ١٠٠٨٨)

فوائد:...... پہلی آیت کے الفاظ کسی راوی کی بھول چوک کا نتیجہ ہیں، قرآن مجید میں یہ آیت اس طرح ہے: ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ اور سورۂ شوری کے الفاظ یوں ہیں: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھول چوک سے پاک ہے۔

(۳۳۵۷) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا طَيِّبٌ إِلَّا وَهُوَ يَضَعُهَا فِي يَدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ فَيُرَبِّيهَا لَهُ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ حَتّٰى إِنَّ التَّمْرَةَ لَتَكُونُ مِثْلَ الْجَبَلِ الْعَظِيمِ۔)) (مسند احمد: ۹۴۱۳)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن حلال اور پاکیزہ کمائی میں سے صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی صرف پاکیزہ ہی کو قبول فرماتا ہے اور آسمان کی طرف بھی صرف یہی حلال کمائی چڑھتی ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ اس (صدقہ کو) اپنے ہاتھ میں لے کر یوں بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی گھوڑی، یا گائے کے بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ ایک کھجور بہت بڑے پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔''

فوائد: صدقہ وخیرات کسی بھی عبادت گزار کی عبادات کا اہم جزو ہے اور اس کے بغیر زندگی نامکمل ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں مختلف انداز میں صدقہ کی عظیم مثالیں پیش کیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس پہلو کو تشنہ نہ رہنے دیا۔

(۳۳۵۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۲۶۵۰۳)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(۳۳۵۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ انْقَبَضَتْ عَلَيْهِ كُلُّ حَلْقَةٍ مِنْهَا إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ۔)) قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخل کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جن پر لوہے کے دو جبے ہوں اور ان کے ہاتھ ہنسلی کی ہڈیوں تک باندھ دیئے گئے ہوں، جب صدقہ کرنے والا صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اس حد تک کھل کر وسیع ہو جاتا ہے کہ اس کے پاؤں کے نشان مٹانے لگ جاتا ہے، لیکن جب بخیل آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے جبہ کا ایک ایک حلقہ سکڑ کر اس کے اوپر بری

(۳۳۵۷) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۱۰۱۴، وعلقه البخاری باثر الحدیثین: ۱۴۱۰، ۷۴۳۰ (انظر: ۱۰۹۴۵)

(۳۳۵۹) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۱۴۴۳، ۲۹۱۷، ومسلم: ۱۰۲۱ (انظر: ۹۰۵۷)

يَقُولُ: ((فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ۔))
(مسند احمد: ٩٠٤٥)

طرح تنگ ہو جاتا ہے۔" پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "پھر وہ اپنے جبہ کو کھلا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے مگر وہ وسیع نہیں ہوتا۔"

فوائد: جس طرح نمازی کے لیے نماز پڑھنا آسان اور بے نمازی کے لیے یہی عمل بہت مشکل ہوتا ہے، اسی طرح صدقہ کرنا سخی کے لیے انتہائی آسان اور بخیل کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص کو اپنے کمائے ہوئے مال سے محبت ہوتی ہے اور ایسا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دینا دل گردے کا کام ہے، لیکن نجات کے لیے ضروری بھی، کسی بخیل شخص کو سخاوت پر آمادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی مقدار میں اس سے صدقہ و خیرات کروایا جائے، آہستہ آہستہ راہیں کھلتی چلی جائیں گی۔

(٣٣٦٠) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ فَإِنَّ مَاقَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى وَلَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَأَعْطِ مُمْسِكًا مَالًا تَلَفًا۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٦٤)

"سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں، وہ جن و انس کے علاوہ روئے زمین کی ہر چیز کو سناتے ہوئے اعلان کرتے ہیں: لوگو! اپنے پروردگار کی طرف آ جاؤ، بے شک کم مقدار اور کفایت کرنے والی چیز اس سے بہتر ہے جو زیادہ تو ہو مگر غافل کر دے، اسی طرح جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت بھی دو فرشتے اس کے دونوں پہلوؤں میں بھیجے جاتے ہیں اور جن و انس کے علاوہ باقی اہل زمین کو سناتے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں: اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور بخیل کے مال کو تلف کر دے۔"

(٣٣٦١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَمِينُ اللّٰهِ مَلْأَى سَحَّاءُ، لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ

"سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو (میری راہ میں) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا اور ہمیشہ عطا کرنے والا ہے

(٣٣٦٠) تخريج:..... اسناده حسن أخرجه الطيالسي: ٩٧٩، وابن حبان: ٦٨٦، ٣٣٢٩، والطبراني في "الاوسط": ٢٩١٢، والحاكم: ٢/ ٤٤٤ (انظر: ٢١٧٢١)

(٣٣٦١) تخريج:..... أخرجه مسلم: ٩٩٣ (انظر: ٧٢٩٨).

وَالنَّهَارَ۔)) (مسند احمد: ٧٢٩٦)

اور رات اور دن میں (خرچ کی جانے والی) کوئی چیز اس میں کمی نہیں کر سکتی۔''

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کے خزانے لامتناہی ہیں اور کسی قسم کی سخاوت اور عطا سے ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، حالانکہ پوری مخلوق ان سے مستفید ہو رہی ہے۔

(٣٣٦٢) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اِسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَان، فَتَنَحّٰى ذَالِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَائَهُ فِي حَرَّةٍ، فَانْتَهٰى إِلَى الْحَرَّةِ، فَإِذَا هُوَ فِي أَذْنَابِ شِرَاجٍ، وَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَالِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَبِعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيْقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ بِالْإِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هٰذَا مَاؤُهُ، يَقُوْلُ: اِسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذَا قُلْتَ هٰذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثَهُ وَأَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهُ۔)) (مسند احمد: ٧٩٢٨)

''سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی ایک جنگل میں تھا کہ اس نے بادل میں یہ آواز سنی: (بادل!) فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل ایک طرف کو چل پڑا اور جا کر ایک پختہ زمین پر برسا، جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ سارا پانی جمع ہو کر مختلف نالیوں سے ہوتا ہوا ایک بڑے نالے کی صورت بن گیا۔ یہ آدمی پانی کے ساتھ ساتھ چل پڑا، آگے جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا اپنی کسّی سے پودوں کو پانی لگا رہا ہے۔ اس نے پوچھا: اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا۔ باغ والے نے کہا: اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟'' اس نے کہا: جس بادل کا یہ پانی ہے، میں نے اس میں آواز سنی تھی، تمہارا نام لے کر کہا گیا کہ جا کر اس کے باغ کو سیراب کر۔ لہٰذا اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کونسا کوئی خاص کام کرتے ہیں؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت آپ کو حاصل رہتی ہے؟ باغ والے نے کہا: آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو سنو! میں اس باغ کی کل آمدنی میں سے ایک تہائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل و عیال کھا لیتے ہیں اور ایک تہائی اسی باغ پر خرچ کرتا ہوں۔''

فوائد: ایک روایت میں ہے: وَاَجْعَلُ ثُلُثَهُ فِي الْمَسَاكِيْنِ وَالسَّائِلِيْنَ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ یعنی: ''میں اس پیداوار کا تیسرا حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کر دیتا ہوں۔'' اس حدیث سے ایسے لوگوں پر صدقہ

(٣٣٦٢) تخريج:......أخرجه مسلم: ٢٩٨٤ (انظر: ٧٩٤١)

کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کا ذریعہ اعمالِ صالحہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے معجزاتی طور پر برکتیں حاصل کرنے کے لیے پہلے پہل بڑی محنت کرنا پڑتی ہے، پیداوار کا تیسرا حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کر دینا دل گردے کا کام ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی قدر کرتے ہوئے اس کی جو لاج رکھی، وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ بہرحال شروع شروع میں صدقہ و خیرات کرنے کے لیے اپنے نفس کو کافی حد تک مجبور کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ اگر ہم کسی محتاج کو صدقہ دیتے ہیں تو اس کی عزت کرتے ہوئے یہ کام نہیں کرتے اور بعد میں اگر وہ آ جائے تو اسے انتہائی گھٹیا انداز میں دیکھا جاتا ہے اور تحقیر آمیز انداز میں واپس کر دیا جاتا ہے، جبکہ ایسا رویہ مال و دولت کے لیے بڑا وبال ہے۔

(٣٣٦٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي ذُو مَالٍ كَثِيرٍ وَذُو أَهْلٍ وَوَلَدٍ وَحَاضِرَةٍ، فَأَخْبِرْنِي كَيْفَ أُنْفِقُ وَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُخْرِجُ الزَّكَاةَ مِنْ مَالِكَ، فَإِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ، وَتَصِلُ أَقْرِبَائَكَ وَتَعْرِفُ حَقَّ السَّائِلِ وَالْجَارِ وَالْمِسْكِينِ۔)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَقْلِلْ لِي۔ قَالَ ﷺ: ((فَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا)) قَالَ: حَسْبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِذَا أَدَّيْتُ الزَّكَاةَ إِلٰى رَسُولِكَ فَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهَا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ إِذَا أَدَّيْتَهَا إِلٰى رَسُولِي فَقَدْ بَرِئْتَ مِنْهَا، فَلَكَ أَجْرُهَا وَإِثْمُهَا عَلٰى مَنْ بَدَّلَهَا۔)) (مسند احمد: ١٢٤٢١)

''سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: بنو تمیم کا ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کافی مال دار ہوں اور میرا خاندان بھی بڑا ہے، بچے بھی ہیں اور میرے ہاں مہمان بھی بکثرت آتے ہیں، اب آپ مجھے بتائیں کہ میں مال کیسے خرچ کروں یا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مال کی زکوۃ ادا کیا کر، یہ پاکیزہ عمل تجھے پاک کر دے گا، اسی طرح اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیا کر اور تجھے سائل، پڑوسی اور مسکین کے حق کی بھی معرفت ہونی چاہیے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان باتوں کو میرے لیے ذرا اختصار کے ساتھ واضح کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کے حقوق ادا کر اور فضول خرچی سے بچ۔'' یہ سن کر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے لیے کافی ہے کہ جب میں آپ کے قاصد کو زکوۃ ادا کر دوں تو کیا میں اللہ اور رسول کے ہاں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، جب تو میرے قاصد کو زکوۃ ادا کر دے گا تو تو

(٣٣٦٣) تخريج:...... رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن قيل في رواية سعيد بن ابي هلال عن انس: انها مرسلة أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٦٠ (انظر: ١٢٣٩٤)

اس سے بری ہو جائے گا اور تجھے اس کا اجر مل جائے گا، ہاں جو اس کو (ناجائز انداز میں) تبدیل کر دے گا تو اس کا گناہ اسی پر ہی ہوگا۔“

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی خلیفۂ وقت یا اس کے قاصد کو زکوۃ دے دے تو وہ اس فرض سے بریٔ الذمہ ہو جائے گا، اگر خلافِ توقع ایسا ذمہ دار خیانت کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا، زکوۃ دینے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوگا۔ لیکن یہ اصول اس وقت ہے جب قاصد وغیرہ کی امانت کے بارے میں حسنِ ظن ہو، وگرنہ استطاعت کے مطابق مالدار کو چاہیے کہ وہ اپنی زکوۃ کی رقم خود مستحق لوگوں تک پہنچا دے، اس کی مزید وضاحت باب ”زکوۃ کے عامل کو زکوۃ دے دینے سے مالک بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے، خواہ وہ نمائندہ اس میں جائز تصرف کرے“ میں آ رہی ہے۔

اِفْتِرَاضُ الزَّكَاةِ وَالْحَثُّ عَلَيْهَا وَالتَّشْدِيْدُ فِيْ مَنْعِهَا

زکوۃ کی فرضیت، اس کی ترغیب اور زکوۃ ادا نہ کرنے کی مذمت کا بیان

(٣٣٦٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَا بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: ((إِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ، وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حِجَابٌ)) (مسند احمد: ٢٠٧١)

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: ”تم اہل کتاب لوگوں کے ہاں جا رہے ہو، تم سب سے پہلے ان کو یہ دعوت دینا کہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات تسلیم کر لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان کے مالوں پر زکوۃ بھی فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو (زکوۃ لیتے وقت) ان کے قیمتی مال سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بھی بچ کر رہنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔“

فوائد: آپ ﷺ کی اس ترتیب سے داعی کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور اہم امور سے پہلے زیادہ اہم کو ترجیح

(٣٣٦٤) تخريـج:..... أخرجه البخاري: ٢٤٤٨، ومسلم: ١٩ (انظر: ٢٠٧١)

دینی چاہیے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر نفلی نماز ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو ۱۰ ہجری میں یمن کی طرف بھیجا تھا، جبکہ اس وقت وتر ایک معروف نماز تھی۔

''مظلوم کی بددعا سے بچنا'' یہ ایک انتہائی اہم نصیحت ہے، لیکن ہر دور کی اکثریت مظلوم ومقہور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے نہ صرف قاصر رہی ہے، بلکہ سرے سے اس اکثریت کو یہ شعور بھی نہ رہا کہ معاشرے کے کم درجہ لوگوں کے حقوق ہیں کون سے۔ بہرحال نہ صرف ایسے طبقے کی بددعاؤں سے بچنا چاہیے، بلکہ درج ذیل حدیث کا مصداق بننا چاہیے:

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبْغُوْنِی الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔))

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ضعفاء کو میرے لئے تلاش کر کے لاؤ، بیشک تم لوگ انہی کمزوروں کی وجہ سے رزق دیئے اور مدد کئے جاتے ہو۔'' (أبوداود: ١/ ٤٠٥، النسائی: ٢/ ٦٥، الترمذی: ٣/ ٣٢، الصحیحة: ٧٧٩)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کمزوروں کی وجہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے، یہ تائید ونصرت صالحین کی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کی دعا اور اخلاص کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہونے لگا کہ وہ اپنے سے کم مال والے صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا: بِدَعْوَتِهِمْ وَ صَلَاتِهِمْ وَأَخْلَاصِهِمْ۔)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اس امت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد کرتا ہے۔ (سنن نسائی: ٢/ ٦٥، الفوائد لتمام: ق ١٠٥/ ٢، الحلیة لأبی نعیم: ٥/ ٢٦)

''اس روایت کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے، بلکہ مطلوبہ تفسیر کے علاوہ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے، اور اسی طرح اس کو امام احمد (۱/۱۶۳) نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیحه: ٧٧٩) اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ضعیف لوگوں کی عبادات وادعیہ میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے، کیونکہ ان کے دل دنیا کی محبت اور چاہت سے خالی ہوتے ہیں، ان کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول اور ان کے اعمال پاک ہو جائیں۔

امیر اور غریب اور قوی اور ضعیف میں بیان کیا گیا مذکورہ بالا فرق امیر اور قوی لوگوں کے لیے قابل تسلیم نہیں ہے، کیونکہ وہ ان تجربات سے نہیں گزرے اور ان کو سرے سے یہ احساس نہیں کہ اِن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تعلق ہوتا ہے۔

(٣٣٦٥) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس

(٣٣٦٥) تخریج:......أخرجه البخاری: ٦٩٢٤، ٦٩٢٥، ٧٢٨٤، ومسلم: ٢٠ (انظر: ٦٧، ١٠٨٤٠)

حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، فَإِذَا قَالُوْھَا عَصَمُوْا مِنِّی دِمَائَھُمْ وَأَمْوَالَھُمْ، وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَامَ أَبُوْ بَکْرٍ، وَارْتَدَّ مَنِ ارْتَدَّ، أَرَادَ أَبُوْ بَکْرٍ قِتَالَھُمْ، قَالَ عُمَرُ: کَیْفَ تُقَاتِلُ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ: وَاللّٰہِ! لَأُقَاتِلَنَّ قَوْمًا ارْتَدُّوْا عَنِ الزَّکَاۃِ وَاللّٰہِ! لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا مِمَّا فَرَضَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ لَقَاتَلْتُھُمْ۔ قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِی بَکْرٍ لِقِتَالِھِمْ عَرَفْتُ أَنَّہُ الْحَقُّ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۵۲)

وقت تک قتال کروں جب تک وہ ”لَا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کا اعتراف نہ کر لیں، جب وہ اس کا اعتراف کر لیں گے تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“ جب سیدنا ابوبکر ؓ نے خلافت سنبھالی اور مرتدّ ہونے والے مرتد ہو گئے تو سیدنا ابوبکر ؓ نے ان سے قتال کا ارادہ کیا۔ لیکن سیدنا عمر ؓ نے کہا: جو لوگ نماز پڑھتے ہیں، آپ ان سے کیسے قتال کریں گے؟ لیکن سیدنا ابوبکر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور قتال کروں گا جو زکوۃ ادا کرنے سے انکاری ہیں۔ اللہ کی قسم ہے، اگر ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی فرض کی ہوئی ایک بکری بھی نہ دی تو میں ان سے لڑوں گا۔ سیدنا عمر ؓ نے کہا: جب میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے (زکوۃ کے اِن انکاریوں سے) لڑنے کے لیے سیدنا ابوبکر ؓ کا سینہ کھول دیا ہے تو میں جان گیا کہ یہی حق ہے۔

(۳۳۶۶) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ قَالَ: لَمَّا ارْتَدَّ أَھْلُ الرِّدَّۃِ فِی زَمَانِ أَبِی بَکْرٍ ؓ قَالَ عُمَرُ ؓ: کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ یَا أَبَا بَکْرٍ! وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، فَإِذَا قَالُوْا لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ عَصَمُوْا مِنِّی دِمَاءَ ھُمْ وَأَمْوَالَھِمْ إِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ ؓ: وَاللّٰہِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاۃِ وَالزَّکَاۃِ، فَإِنَّ الزَّکَاۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ! لَوْ

”عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں: جب سیدنا ابوبکر ؓ کے عہد خلافت میں لوگ مرتدّ ہو گئے تو سیدنا عمر ؓ نے کہا: اے ابوبکر! بھلا آپ ان لوگوں سے قتال کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ ”مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ ”لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ“ نہ کہہ دیں، اور جب وہ یہ کلمہ ”لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ“ پڑھ لیں گے تو اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے، مگر حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“ لیکن سیدنا ابوبکر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! جو لوگ نماز اور زکوۃ میں فرق کریں گے، میں ان سے ضرور لڑوں گا، بے شک زکوۃ مال کا حق ہے۔

(۳۳۶۶) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۱۳۹۹، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ومسلم: ۲۰، وهو الحديث المتقدم (انظر: ۱۱۷، ۲۳۹)

مَنَعُوْنِی عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهَا، قَالَ عُمَرُ ؓ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِی بَكْرٍ ؓ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ (مسند احمد: ۲۳۹)

اللہ کی قسم ہے، اگر ان لوگوں نے ایک بکری روک لی، جو یہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے، تو میں اس وجہ سے ان سے لڑوں گا۔ سیدنا عمر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے فوراً پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر ؓ کا سینہ قتال کے لیے کھولا ہے، پس میں نے یہ جان لیا کہ یہی بات برحق ہے۔

فوائد: سیدنا ابو بکر ؓ کے دورِ خلافت میں مختلف انداز میں بعض لوگ مرتدّ ہو گئے تھے، کسی نے دوبارہ بتوں کی پوجا اختیار کر لی، کوئی مسیلمہ کذاب سے جا ملا اور بعض لوگ ایمان پر تو برقرار تھے، لیکن انھوں نے بغاوت اور لالچ کرتے ہوئے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ سیدنا عمر ؓ نے صرف "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کے الفاظ کے مصداق کو سامنے رکھ کر مانعینِ زکوۃ سے لڑائی نہ کرنے کا مشورہ دیا، لیکن سیدنا ابو بکر ؓ اس کلمہ کے مفہوم کو سامنے رکھ کر نماز اور زکوۃ کو اسی کا تقاضا قرار دیا اور یہی معنی درست تھا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْا الزَّكَاةَ، ثُمَّ قَدْ حُرِّمَ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ (ان امور کو سرانجام نہ دیں): (۱) یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اسے کے رسول ہیں، (۲) نماز قائم کریں اور (۳) زکوۃ ادا کریں۔ تب مجھ پر ان کے خون اور مال حرام ہوں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' (مسند احمد: ۸۵۴۴، ۲/ ۳۴۵)

سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر ؓ کے اس بحث مباحثے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی یہ حدیث ان کے علم میں نہیں تھی۔

(۳۳٦۷) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ، لَا يُؤَدِّی زَكَاتَهُ إِلَّا جِیْءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبِكَنْزِهِ فَيُحْمٰی عَلَيْهِ صَفَائِحُ فِی نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰی بِهَا جَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ حَتّٰی يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِی يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ، ثُمَّ يَرٰی سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَی الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَی النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خزانے کا مالک، جو اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، اسے قیامت کے دن خزانے سمیت لایا جائے گا اور اس کے خزانے کو تختیوں کی شکل دے کر جہنم کی آگ پر خوب گرم کیا جائے گا، پھر اس سے اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جاتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرنے سے فارغ ہو جائے گا، تمہارے حساب کے مطابق یہ پچاس ہزار سال کے برابر دن ہو گا، اس کے بعد وہ بندہ اپنا راستہ

(۳۳٦۷) تخريج:……أخرجه مسلم: ۹۸۷ (انظر: ۷۵٦۳)

إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جِيءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبِإِبِلِهِ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ عَلَيْهِ، فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كُلَّمَا مَضَى أُخْرَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جِيءَ بِهِ وَبِغَنَمِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا مَضَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ.)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ (فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ) الَّذِي يَتَّخِذُهَا وَيَحْبِسُهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَمَا غَيَّبَتْ فِي بُطُونِهَا فَهُوَ لَهُ أَجْرٌ، وَإِنِ اسْتَنَّتْ مِنْهُ شَرَفًا أَوْشَرَفَيْنِ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا أَجْرٌ، وَلَوْ عَرَضَ لَهُ نَهَرٌ فَسَقَاهَا مِنْهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ غَيَّبَتْهُ فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ، حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا، (وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ) فَرَجُلٌ يَتَّخِذُهَا تَعَفُّفًا وَتَجَمُّلًا

دیکھے گا کہ وہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ اسی طرح جو کوئی اونٹوں کا مالک ہو اور وہ ان کی زکوۃ ادا نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اونٹوں سمیت لایا جائے گا، جبکہ وہ اونٹ بھی خوب موٹے تازے ہوں گے، پھر اس مالک کو ایک وسیع چٹیل میدان میں لٹا کر اونٹ اس کے اوپر سے گزارے جائیں گے، جب آخری اونٹ گزر جائے گا تو پہلے اونٹ کو دوبارہ لایا جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ سلوک اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرنے سے فارغ نہ ہو جائے، وہ دن تمہارے حساب کے مطابق پچاس ہزار برس کا ہوگا، اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس کا راستہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ اسی طرح جو آدمی بکریوں کا مالک ہو اور وہ ان کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو اسے بھی قیامت کے دن بکریوں سمیت لایا جائے گا، جبکہ وہ بکریاں خوب موٹی تازی ہوں گی۔ اس آدمی کو وسیع چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ بکریاں اپنے کھروں سے اسے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی، جب آخری بکری گزر جائے گی تو پہلی بکری کو دوبارہ لایا جائے گا اور اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا رہے گا، تاآنکہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے کرنے سے فارغ ہوجائے، وہ دن تمہارے اعداد وشمار کے مطابق پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوگا، اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس کا راستہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں خیر وبرکت رکھ دی گئی ہے، (دراصل) گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک (اپنے مالک کے لیے) اجر وثواب، ایک پردہ پوشی اور ایک گناہ کا سبب ہوتا ہے، جو اجر وثواب کا ذریعہ ہوتا ہے، وہ وہ گھوڑا ہوتا

وَتَكَرُّمًا وَلَا يَنْسٰى حَقَّهَا فِي ظُهُوْرِهَا وَبُطُوْنِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا (وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وِزْرٌ) فَرَجُلٌ يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَبَذَخًا عَلَيْهِمْ۔)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهٗ۔ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهٗ۔﴾)) (مسند احمد: ۸۹٦۵)

ہے کہ جس کو اس کا مالک جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے پالتا ہے، ایسا گھوڑا اپنے پیٹ میں جو کچھ ڈالے گا، وہ اس کے مالک کے لیے اجر ہو گا، جب وہ ایک دو ٹیلوں تک چلے گا تو اس کے ہر ہر قدم کے بدلے مالک کو اجر ملے گا اور اگر اس کے سامنے نہر آ جاتی اور وہ اس سے پانی پی لیتا ہے تو ہر قطرہ، جو وہ اپنے پیٹ میں داخل کرتا ہے، اس کے عوض اس کو اجر ملے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے پیشاب اور لید کی وجہ سے بھی اجر کا ذکر کیا۔ ''جو گھوڑا آدمی کے لیے پردہ پوشی کا ذریعہ ہے، یہ وہ گھوڑا ہے کہ جس کو پالنے کا سبب یہ ہے کہ ضرورت کے وقت کسی سے مانگنا نہ پڑے اور اس سے اسے زینت و جمال اور عزت حاصل ہو، ہاں یہ بات ہے کہ ایسا مالک اپنے گھوڑے کی پشت اور پیٹ کے حق سے غافل نہ ہو، رہا اس گھوڑے کا مسئلہ جو اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتا ہے تو وہ وہ ہوتا ہے کہ جس کا مالک فخر، تکبر اور لوگوں کے سامنے ریاکاری کرنے کے لیے اسے پالتا ہے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں کیا گیا، البتہ ایک آیت ہے جو بے مثال اور (ہر خیر کو) شامل ہے، یعنی: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (سورۂ زلزال: ۸) یعنی: ''جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا، وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر گناہ کرے گا تو وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔''

فوائد: حدیثِ مبارکہ کے شروع میں مذکورہ ''خزانے'' سے مراد وہ مال ہے کہ جو نصابِ زکوۃ تک پہنچ چکا ہو، لیکن اس کی زکوۃ ادا نہ کی جاتی ہو، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ ﷺ: ((مَابَلَغَ أَنْ تُؤَدّٰى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ۔))

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی، ایک دن میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔'' (أبوداود: ١٥٦٤، صحیحہ: ٥٥٩٩)

اس حدیث میں سونے، چاندی، اونٹ اور بکریوں کی زکوۃ کا ذکر ہے، ان کا نصاب اور شرح کا بیان آگے آئے گا، گھوڑے کی زکوۃ کے بارے میں تو آپ ﷺ کا واضح فرمان یہ بھی ہے: ((لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ فَرَسِہٖ صَدَقَۃٌ۔)) یعنی: ''مسلمان پر اس کے گھوڑے کی زکوۃ نہیں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اس حدیثِ مبارکہ سے اہم مسئلہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی چیز کے ثبوت کے لیے الگ سے دلیل کی ضرورت ہے، مثلا اونٹوں، گائیوں اور بکریوں پر زکوۃ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گھوڑوں، گدھوں اور اس کے قسم کے دوسرے جانوروں پر بھی زکوۃ کی فرضیت کا فتوی دے دیا جائے، اس باب میں ہر جنس کے نصاب اور شرح کے بارے میں خاص دلیل کی ضرورت ہے۔

(٣٣٦٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِی ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِی عُمَرَ الْغُدَانِیِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ جَالِسًا فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِی عَامِرِ ابْنِ صَعْصَعَةَ، فَقِیْلَ لَهُ: هَذَا أَكْثَرُ عَامِرِیٍّ مَالاً، فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: رُدُّوْهُ إِلَیَّ فَرَدُّوْهُ عَلَیْهِ، فَقَالَ نُبِّئْتُ أَنَّكَ ذُوْمَالٍ كَثِیْرٍ؟ فَقَالَ الْعَامِرِیُّ: وَاللّٰهِ! إِنَّ لِیْ مِائَةَ حُمْرٍ وَمِائَةَ أُدْمٍ، حَتّٰی عَدَّ مِنْ أَلْوَانِ الْإِبِلِ وَأَفْنَانِ الرَّقِیْقِ وَرِبَاطِ الْخَیْلِ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: إِیَّاكَ وَأَخْفَافَ الْإِبِلِ وَأَظْلَافَ الْغَنَمِ، یُرَدِّدُ ذَالِكَ عَلَیْهِ حَتّٰی جَعَلَ لَوْنُ الْعَامِرِیِّ یَتَغَیَّرُ أَوْ یَتَلَوَّنُ، فَقَالَ: مَا ذَاكَ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ!؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''ابوعمر غدانی کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہاں سے بنو عامر بن صعصعہ کے ایک آدمی کا گزر ہوا، اس کے بارے میں ان کو بتایا گیا کہ یہ اپنے قبیلہ کا امیر ترین آدمی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میرے پاس بلاؤ، لوگوں نے اسے بلایا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کافی مالدار ہو؟ عامری نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میرے پاس ایک سو گدھے اور ایک سو سفید رنگ کے اونٹ ہیں، پھر اس نے مختلف قسم کے اونٹوں، غلاموں اور گھوڑوں کا ذکر کیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم ذرا اونٹوں کے پاؤں اور بکریوں کے کھروں سے بچ کر رہنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اتنی بار یہ بات دوہرائی کہ اس عامری کا رنگ بدلنا شروع ہو گیا، بالآخر اس نے کہا: اے ابو ہریرہ! بھلا آپ کی اس بات کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس آدمی کے پاس

(٣٣٦٨) تخریج:...... حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لجهالة ابی عمر أخرجه ابوداود: ١٦٦٠، والنسائی: ٥/ ١٢ (انظر: ١٠٣٥٠)

يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا (فَذَكَرَ مِثْلَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ ثُمَّ قَالَ) وَإِذَا كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ وَأَكْبَرِهِ وَأَسْمَنِهِ وَأَسَرِهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ فِيهِ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيْدَتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَرٰى سَبِيْلَهُ، وَإِذَا كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ، (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ ثُمَّ قَالَ) فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: وَمَا حَقُّ الْإِبِلِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!؟ قَالَ أَنْ تُعْطِيَ الْكَرِيْمَةَ وَتَمْنَحَ الْغَزِيْرَةَ وَتُفْقِرَ الظَّهْرَ، وَتَسْقِيَ اللَّبَنَ وَتُطْرِقَ الْفَحْلَ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۵۵)

اونٹ ہوں اور وہ ان کا حق ادا نہ کرے، .... (پھر گزشتہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی) اور جس کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگدستی و خوشحالی میں ان کا حق ادا نہ کرے تو وہ قیامت کے دن خوب ہوشیار بن کر اور خوب موٹی تازی ہو کر آئیں گی، پھر ان کے لیے ایک چٹیل میدان تشکیل دیا جائے گا (اس مالک کو وہاں لٹا دیا جائے گا)، وہ گائیں اسے اپنے کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی، جب آخری گائے گزر جائے گی تو پہلی کو دوبارہ لایا جائے گا، (یہ سزا اس وقت تک ہوتی رہے گی) جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ کر دیا جائے، جبکہ اس دن کی مقدار ایک ہزار سال کے برابر ہو گی، پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا راستہ (جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف)۔ اور جس کے پاس بکریاں ہوں، ....(گزشتہ حدیث کی مانند حدیث ذکر کی) عامری نے کہا: اے ابو ہریرہ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اونٹوں کا حق یہ ہے کہ زکوۃ ادا کرتے وقت بہترین اونٹ ادا کرو، دودھ والا جانور کسی کو عاریۃً دے دیا کرو، ضرورت مند کو سواری کے لیے اونٹ دیا کرو، اسی طرح دودھ بھی لوگوں کو پلایا کرو اور جفتی کے لیے بھی عاریۃً نر اونٹ دے دیا کرو۔

فوائد: اکثر و بیشتر نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ، نصاب تک پہنچ جانے والے مال کا حق ہے، لیکن اس حدیث کے آخر میں مندرج سیدنا ابو ہریرہ ؓ کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہے، کئی دوسری نصوص سے بھی یہی مسئلہ سمجھ آتا ہے، مثلا:

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی گزشتہ سے پیوستہ حدیث کی ایک سند میں یہ الفاظ بھی مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ)) یعنی: ''یہ اونٹوں کے حق میں سے ہے کہ پانی پر ان کو دوہا جائے (تاکہ وہاں آنے والے محتاج لوگوں کی ضرورت پوری ہو جائے)۔'' (صحیح بخاری: ۲۳۷۸) اس حدیث کے سیاق و سباق کو سمجھ کر اس جملے کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے متن کی آنے والے حدیث کا بغور مطالعہ کریں۔

''سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ مِنْ كُلِّ جَادٍّ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ بِقِنْوٍ

يُـعَلَّقُ فِيْ الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِيْنِ۔ یعنی: ''نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ کھجوروں کے دس وسق کاٹ لینے والا ہر آدمی مسجد میں مساکین کے لیے پختہ کھجوروں کا گچھا لٹکا دیا کرے۔ (ابوداود: ۱۶۶۲) دس وسق کا وزن تقریباً ۳۱، ۳۲ کلوگرام ہوتا ہے، صدقہ کا یہ حکم زکوۃ کے علاوہ تھا۔

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَـأْتِـي رَجُـلٌ مَـوْلَاهُ يَسْـأَلُـهُ فَضْلاً عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ۔)) یعنی: ''جب آدمی اپنے آزاد شدہ (یا کسی رشتہ دار) کے پاس آ کر اس سے اس کی ضرورت سے زائد کسی چیز کا سوال کرتا ہے، لیکن وہ نہیں دیتا تو روزِ قیامت اس کیلئے ایک سانپ لایا جائے گا جو اس کی روکی ہوئی زائد از ضرورت چیز کو منہ میں پھرائے گا۔'' (أبوداود: ۵۱۳۹، والنسائی فی "الکبری": ۲/۱۰، مسند أحمد: ۵/۳، ۵، صحیحه: ۲٤۳۸)

''اس حدیثِ مبارکہ کا یہ مطلب ہوا کہ ہمارے مال و دولت میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے، جب کوئی آدمی ہم سے زائد از ضرورت چیز کا سوال کرے تو اسے دے دینی چاہئے، بالخصوص جب سوال کرنے والا رشتہ دار ہو۔ غور و فکر کرنے والے مالدار حضرات کے لیے اس حدیث میں بہت بڑی وعید بیان کی گئی ہے اور اس وقت اکثر لوگ اس وعید کا مصداق بن رہے ہیں۔

يَتَـلَمَّظُ: کا معنی ہے، وہ اپنی زبان منہ میں پھیرے گا۔ "فَـضْلُهُ" یہ رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ دُعِیَ کی ضمیر سے بدل بنے گا اور نصب کے ساتھ ہو تو شجاعا سے بدل ہے۔ دونوں صورتوں میں مفہوم یہ ہے کہ اس کا زائد مال جو وہ بچا کر رکھتا رہا ہے، ایک سانپ کی صورت میں آئے گا، اس کی طرف سورۂ آل عمران: ۱۸۰، میں اشارہ کیا گیا ہے اور احادیث میں اس کی وضاحت بھی کی گئی ہے ایسی کچھ احادیث آگے متن کتاب میں بھی آ رہی ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۳٦۹) حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُـحَـمَّـدُ بْنُ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْـدِالـلّٰـهِ رضي الله عنهما يَـقُـوْلُ: سَـمِـعْتُ رَسُوْلَ الـلّٰه ﷺ يَـقُـوْلُ: ((مَـا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَـفْـعَـلُ فِيهَا حَقَّهَا (فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ فِي الْإِبِـلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ ثُمَّ قَالَ) وَلَا صَاحِبِ كَـنْـزٍ لَا يَـفْـعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، يَتْبَعُهُ فَاغِرًا فَاهُ۔ فَإِذَا

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اونٹوں کا مالک ہو اور ان کا حق ادا نہ کرتا ہو، ...... (اونٹ، گائے اور بکری کی زکوۃ کے بارے میں جو تفصیل گزر چکی ہے، وہی یہاں ذکر کی، پھر فرمایا:) جو خزانے کا مالک ہو اور اس میں سے اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کا خزانہ ایک گنجے سانپ کی صورت میں منہ کھولے ہوئے آئے گا اور اپنے مالک کا پیچھا کرے گا، مالک اسے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دے گا، لیکن اس کا رب اسے آواز دے گا: یہ تیرا وہی خزانہ ہے جسے تو نے سنبھال سنبھال کر رکھا تھا، اسے

(۳۳٦۹) تخریج:...... أخرجه مسلم۹۸۸ (انظر: ۱٤٤٤۲)

رَآهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ رَبُّهُ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِى خَبَّأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ أَغْنٰى مِنْكَ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِى فِيْهِ فَقَضِمَهَا قَضْمَ الْفَحْلِ۔)) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِى حَدِيْثِهِ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((حَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا، وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيْحَتُهَا، وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْهَا كُلِّهَا وَقَعَدَ لَهَا، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْهِ، قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ هٰذَا الْقَوْلَ، ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرًا الْأَنْصَارِىَّ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ۔ (مسند احمد: ١٤٤٩٦)

اب لے لے، میں تیری بہ نسبت اس سے زیادہ غنی ہوں۔ جب وہ آدمی دیکھے گا کہ اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا اور وہ سانپ اس کے ہاتھ کو اونٹ کی طرح چبانا شروع کر دے گا۔" ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: "پانی کے پاس اس کو دوہنا، اس کا ڈول عاریۃً دینا، جفتی کے لیے نر اونٹ کو عاریۃً دینا، دودھ والی اونٹنی عاریۃً دے دینا اور اللہ کی راہ میں اونٹوں پر سوار کرنا۔"

فوائد: غور کیا جائے کہ آپ ﷺ عذاب سے بچنے کے لیے اونٹ کے کن حقوق کی نشاندہی کر رہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہے۔

(٣٣٧٠) عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ـ الخ الْآيَةَ﴾۔ (مسند احمد: ٨٦٤٦)

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے جس آدمی کو مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کے لیے اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، اس (کی آنکھوں) پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ قیامت کے دن اپنے مالک کے جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ

(٣٣٧٠) تخريج:......أخرجه البخاري: ١٤٠٣، ٤٥٦٥ (انظر: ٨٦٦١)

مِيْـرَاثُ السَّمَـاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰـهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (سورۂ آل عمران ۱۸۰) یعنی ''اور جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، وہ تو ان کے حق میں بہت ہی برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اسی کو اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا، زمین اور آسمانوں کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو وہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔''

(۳۳۷۱) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ ذَا زَبِيْبَتَيْنِ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ، وَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ إِصْبَعَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۹۲۰)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا خزانہ قیامت کے دن دو سیاہ نقطوں والے گنجے سانپ کی شکل اختیار کر لے گا، پھر وہ اپنے مالک کا پیچھا کرے گا اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کرے گا، لیکن وہ سانپ اس کا پیچھا کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنی انگلی اس کے منہ میں ڈال دے گا۔''

(۳۳۷۲) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَأْتِيْ رَجُلٌ مَوْلَاهُ فَيَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِيْ مَنَعَهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ:) مَا مِنْ مَوْلًى يَأْتِيْ مَوْلًى لَهُ فَيَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ شُجَاعًا يَنْهَسُهُ قَبْلَ الْقَضَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۸۵)

''سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو آدمی اپنے رشتہ دار کے پاس آ کر اس سے ایسی چیز کا سوال کرتا ہے جو اس کی ضرورت سے زائد ہو، لیکن وہ اسے نہ دے تو قیامت کے دن اس مالک کے لیے ایک سانپ بلایا جائے گا جو اپنی زبان کو ہلاتا ہوگا، یہ (سانپ) اسی کا زائد مال ہوگا، جو اس نے مانگنے والے کو نہیں دیا تھا۔'' ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جو رشتہ دار اپنے کسی رشتہ دار سے زائد چیز کا سوال کرتا ہے اور وہ اسے نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ ایسے مال کو اس کے لیے سانپ

(۳۳۷۱) تخریج:...... اسناده قوی، وهو الحديث المتقدم (انظر: ۸۹۲۰)

(۳۳۷۲) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود باثر الحديث: ۵۱۳۹، والنسائی: ۵/ ۸۲ (انظر: ۲۰۰۲۰، ۲۰۰۳۲)

بنا دے گا، جو قیامت کے دن فیصلہ مکمل ہونے تک اسے ڈستا رہے گا۔''

فوائد: لیکن صورتحال یہ ہے کہ مالدار لوگوں کی اولین ترجیح یہ ہوتی ہے کہ وہ غریب رشتہ داروں سے دور ہو جائیں، اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ان کو زکوۃ دینے سے بھی گریز کرتے ہیں، جبکہ اس حدیثِ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے رشتہ دار محتاج کی ضرورت پوری کر دی جائے۔

(٣٣٧٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يَمْنَعُ عَبْدٌ زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَتْبَعُهُ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ، فَيَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ۔)) ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ مِصْدَاقَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔﴾ قَالَ سُفْيَانُ، مَرَّةً يُطَوَّقُهُ فِي عُنُقِهِ۔ (مسند احمد: ٣٥٧٧)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی اور وہ اپنے مالک کا پیچھا کرے گا، یہ اس سے بچنے کے لیے بھاگے گا، لیکن وہ سانپ یہ کہتے ہوئے اس کا پیچھا کرتا رہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔'' پھر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے اس حدیث کی مصداق آیت تلاوت کی: ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔﴾ (سورۂ آل عمران، ١٨٠) یعنی: ''یہ لوگ جو بخل کرتے رہے، عنقریب قیامت کے دن ان کی گردنوں میں اس کا طوق پہنا دیا جائے گا۔'' امام سفیان نے ایک دفعہ کہا: ان کی گردن میں طوق پہنایا جائے گا۔

فوائد: بخل سے مراد زکوۃ کی عدم ادائیگی ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(٣٣٧٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِيْ لَا يُؤَدِّيْ زَكَاةَ مَالِهِ يُمَثِّلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ، ثُمَّ يَلْزَمُهُ يُطَوِّقُهُ يَقُوْلُ أَنَا كَنْزُكَ أَنَا كَنْزُكَ۔)) (مسند احمد: ٥٧٢٩)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مال کو دو نقطوں والے گنجے سانپ کی شکل دے دے گا، وہ سانپ اس آدمی کے ساتھ ساتھ رہے گا، بلکہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور وہ کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔''

(٣٣٧٣) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذى: ٣٠١٢، والنسائى ٥/ ١١، وابن ماجه: ١٧٨٤ (انظر: ٣٥٧٧)

(٣٣٧٤) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه النسائى: ٥/ ٣٨ (انظر: ٥٧٢٩، ٦٤٤٨)

(۳۳۷۵) عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَأَنَا أُرِيدُ الْعَطَاءَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ فَجَلَسْتُ إِلَى حَلْقَةٍ مِنْ حِلَقِ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ أَسْمَالٌ لَهُ قَدْ لَفَّ ثَوْبًا عَلَى رَأْسِهِ قَالَ: بَشِّرِ الْكَنَّازِينَ بِكَيٍّ فِي الْجِبَاهِ وَبِكَيٍّ فِي الظُّهُورِ وَبِكَيٍّ فِي الْجُنُوبِ، ثُمَّ تَنَحّٰى إِلٰى سَارِيَةٍ فَصَلّٰى خَلْفَهَا رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقِيلَ: هٰذَا أَبُو ذَرٍّ (رضی اللہ عنہ) فَقُلْتُ: مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تُنَادِي بِهِ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا شَيْئًا سَمِعُوهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ ﷺ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، إِنِّي كُنْتُ آخُذُ الْعَطَاءَ مِنْ عُمَرَ فَمَا تَرٰى، قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُونَةً وَيُوشِكُ أَنْ يَكُونَ دَيْنًا، فَإِذَا كَانَ دَيْنًا فَارْفُضْهُ (وَفِي لَفْظٍ) فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِينِكَ فَدَعْهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۸۱۷)

''احنف بن قیس کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا، میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عطیہ لینا چاہتا تھا۔ میں قریش کے ایک حلقہ میں جا بیٹھا، پراگندہ لباس والا ایک آدمی وہاں آیا، اس نے سر پر ایک کپڑا لپیٹا ہوا تھا، وہ یوں کہنے لگا: خزانے جمع کرنے والوں کو یہ بشارت دے دو کہ ان کی پیشانی، پشت اور پہلو آگ سے داغے جائیں گے۔ پھر وہ علیحدہ ہوا اور ایک ستون کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پس میں ان کے پاس گیا اور کہا: یہ جو کچھ تم کہہ رہے تھے، اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: جی میں نے تو صرف وہ بات کی ہے جو ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے سنی تھی۔ میں نے کہا: اللہ تم پر رحمت کرے، میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عطیہ لیا کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: لے لیا کرو، آج کل تو اس کی شکل تعاون کی ہے، لیکن قریب ہے کہ یہ قرضہ بن جائے گا، جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو ترک کر دینا۔ (ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:) جب ایسا مال تمہارے دین کی قیمت بن جائے تو اسے ترک کر دینا۔

فوائد: مرفوع حدیث کا مفہوم تو پہلے بھی گزر چکا ہے، حدیث کے آخر میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جس صورت سے منع کیا، وہ اب شادی اور خوشی کے دوسرے موقعوں پر بدرجۂ اتم پیدا ہو چکی ہے، اگر ایک آدمی کسی کی شادی، بچے کی پیدائش، منگنی، امتحان میں کامیابی، گھر کی تعمیر اور حج وعمرہ کی ادائیگی کے موقعوں پر اگر کسی کو نقدی اور کسی اور چیز کی صورت میں تحفہ دے رہا ہے تو اسے آئندہ اس سے بہتر یا اس جیسے تحفے کی امید بھی ہوتی ہے اور لینے والا بھی اسی نیت سے ریکارڈ تیار کر رہا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ بڑے لوگوں نے محبت اور تعاون کے لیے ان چیزوں کی بنیاد رکھی ہو، لیکن اب ان کا نتیجہ نفرت اور پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں رہا، بندۂ غریب نے خود اچھے بھلے سنجیدہ اور مذہبی لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے ان کے بیٹے کی شادی کے موقع پر پانچ سو ''نیوندرا'' دیا تھا، لیکن انھوں نے تو سو روپے پر ''ٹرکا'' دیا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ آج اچھی خاصی آمدنی والے شادی کی دعوت ملنے پر پریشان ہو جاتے ہیں کہ انہیں دولہا کو ہار بھی ڈالنا

(۳۳۷۵) تخریج:......أخرجه مسلم: ۹۹۲ (انظر: ۲۱۴۷۰)

پڑے گا، نیوندرا بھی دینا پڑے گا، دلہن کو دیکھنے کا کرایہ بھی ادا کرنا پڑے گا، علی ہذا القیاس۔ سیدنا ابوذر ؓ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب لین دین کی بنیاد یہ چیز بن جائے تو اس وقت عطیوں کا سلسلہ بند کر دینا چاہیے، بڑی حکمت و دانائی والے تھے وہ لوگ، جو کہ حقیقی محبتوں کے علم بردار تھے۔

(٣٣٧٦) عَنْ أَبِی ذَرٍّ ؓ قَالَ: أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِی ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! هُمُ الأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!)) فَأَخَذَنِی غَمٌّ وَجَعَلْتُ أَتَنَفَّسُ، قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا شَیْءٌ حَدَثَ فِیَّ! قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ فَدَاكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ: قَالَ: ((اَلْأَكْثَرُوْنَ، إِلَّا مَنْ قَالَ فِی عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِیْلٌ مَا هُمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ یَمُوْتُ فَیَتْرُكُ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا لَمْ یُؤَدِّ زَكَاتَهُ، إِلَّا جَاءَتْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَأَسْمَنَ حَتّٰی تَطَأَهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحَهُ بِقُرُوْنِهَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ، ثُمَّ تَعُوْدُ أُوْلَاهَا عَلٰی أُخْرَاهَا۔)) وَفِی رِوَایَةٍ: ((كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَیْهِ أُوْلَاهَا۔)) (مسند احمد: ٢١٦٧٨)

”سیدنا ابوذر ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ ﷺ اس وقت کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ”ربّ کعبہ کی قسم! وہی بہت زیادہ خسارے والے ہیں، ربّ کعبہ کی قسم! وہی خسارے میں ہیں۔“ مجھے شدید غم نے دبوچ لیا اور اور میں ٹھنڈی آہیں بھرنے لگا، (میں دل میں ہی کہنے لگا کہ) کیا میرے اندر کوئی خرابی آ گئی ہے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ یہ کچھ فرما رہے ہیں، اس لیے میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، کون لوگ خسارے میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ مال والے، ماسوائے ان لوگوں کے جو (صدقہ کرتے ہوئے) مال کو اِدھر اُدھر لٹا دیتے ہیں، لیکن ایسے لوگ تھوڑے ہیں، جو شخص بکریاں، اونٹ اور گائے وغیرہ اس حالت میں چھوڑ کر مرتا ہے کہ وہ ان کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن یہ جانور خوب موٹے تازے ہو کر آئیں گے اور اپنے مالک کو اپنے پاؤں، کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا، آخری جانور کے گزرنے کے بعد پھر پہلے کو دوبارہ لایا جائے گا۔“ ایک روایت میں ہے: ”جب آخری جانور گزر جائے گا تو پہلے کو لوٹا لیا جائے گا۔“

فوائد: مال کو ادھر ادھر لٹانے سے مراد کثرت سے صدقہ وخیرات کرنا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانا کہ زیادہ مال والے خسارے میں ہیں، اس فرمانِ عالی شان کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور غرباء وفقراء کی فضیلت پر مشتمل احادیثِ مبارکہ اور صحابۂ کرام اور سلف صالحین کی سوانح عمریوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، بہر حال

(٣٣٧٦) تخریج:...... أخرجه مسلم: ٩٩٠ (انظر: ٢١٣٥١)

سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والے عام طور پر ان حقائق کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

(٣٣٧٧) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَبِيصَةَ بْنَ هُلْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ قَالَ: ((لَا يَجِيئَنَّ أَحَدُكُمْ بِشَاةٍ لَهَا يُعَارٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٣١٧)

”سیدنا ہُلب طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زکوۃ پر مشتمل ایک حدیث بیان، اس میں یہ فرمایا تھا کہ: ”تم میں سے کوئی آدمی قیامت کے دن اس حال میں نہ آئے کہ اس کے ساتھ اس کی بکری ہو، جو ممیا رہی ہو۔“

فوائد: زکوۃ ایک اہم رکنِ اسلام اور نماز کی طرح کا فریضہ ہے، اس کی عدم ادائیگی پر کئی وعیدیں بیان کی گئی ہیں، بعض کا ذکر اس باب میں ہو چکا ہے۔ آخری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مالک اپنے جانوروں کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو ایسا جانور قیامت والے دن اس کے ساتھ ہوگا اور اپنی مخصوص آواز نکال رہا ہوگا۔

ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صدقہ کے ضمن میں اس کے اندر خیانت کرنے والوں کے لیے وعید بیان کی ہو جیسا کہ صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ: رقم: ١٤٠٢ کے تحت امام بخاری نے حدیث بیان کی ہے کہ کوئی آدمی اپنی گردن پر بکری اٹھا کر نہ لائے، وہ ممیا رہی ہو، کوئی اپنی گردن پر اونٹ اٹھا کر نہ لائے جو بلبلا رہا ہو...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ خیانت کے بارے میں ہے، اس طرح امام بخاری نے کتاب الجہاد، باب الغلول (رقم: ٣٠٧٣) میں بکری اور اونٹ کو اس طرح اٹھا کر لانے کے بارے بات کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ کوئی اپنی گردن پر گھوڑا اٹھا کر نہ لائے...... کوئی سونا چاندی اور دیگر سامان اپنی گردن پر اٹھا کر نہ لائے...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خائن قسم کے لوگوں کو میدان محشر میں یہ سزا ملے گی کہ وہ جس جانور یا مال وسامان کی خیانت کریں گے وہ اپنی گردن پر اٹھا کر ان کو لائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دن کی ذلت ورسوائی سے بچائے۔ (عبداللہ رفیق)

كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِیْ جَمَعَ فِيْهِ فَرَائِضَ الصَّدَقَةِ
زکوۃ کے فرائض پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا بیان

نوٹ: اس باب میں اونٹوں کی عمروں کے بارے میں استعمال ہونے والی خاص اصطلاحات درج ذیل ہیں، قارئین ان کو ضبط کر لیں۔

بِنْتِ مَخَاض: ایک سالہ اونٹنی، بِنْتِ لَبُون: دو سالہ اونٹنی، اِبْنِ لَبُون: دو سالہ نر اونٹ، حِقَّة: تین سالہ اونٹنی، جَذَعَة: چار سالہ اونٹنی۔

(٣٣٧٧) تخريج:...... صحيح لغيره أخرجه الطيالسى فى "مسنده": ١٠٨٦ (انظر: ٢١٩٧٠)

(٣٣٧٨) حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰهِ حَدَّثَنِى أَبِى حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ يَعْنِى الْوَاسِطِى عَنْ سُـفْيَـانَ يَعْنِى بْنَ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَـالِـمٍ عَـنْ أَبِيْـهِ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِى الـلّٰـهُ عَـنْهُمَا) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَتَـبَ الـصَّـدَقَةَ وَلَمْ يُخْرِجْهَا، اِلٰى عُمَّالِهِ حَتّٰـى تُـوُفِّيَ، قَالَ فَأَخْرَجَهَا أَبُوْ بَكْرٍ رضى الله عنه مِـنْ بَـعْـدِهِ فَـعَـمِـلَ بِهَـا حَتّٰى تُوُفِّيَ، ثُمَّ أَخْـرَجَـهَـا عُـمَرُ مِنْ بَعْدِهِ فَعَمِلَ بِهَا، قَالَ فَـلَـقَـدْ هَـلَكَ عُـمَرُ يَوْمَ هَلَكَ وَإِنَّ ذَالِكَ لَمَقْرُوْنٌ بِوَصِيَّتِهِ، فَقَالَ كَانَ فِيْهَا فِى الْإِبِلِ فِى كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ، حَتّٰى تَنْتَهِىَ إِلٰى أَرْبَعٍ وَعِشْـرِيْـنَ، فَـإِذَا بَـلَغَـتْ إِلٰـى خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ، إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْـنَ، فَـإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُـوْنٍ، فَـإِذَا زَادَتْ عَـلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ فَـفِيْهَـا ابْـنَةُ لَبُوْنٍ، إِلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِـدَةٌ فَفِيْهَا حِقَّةٌ، إِلٰى سِتِّيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَـفِيْهَـا حِـقَّتَـانِ إِلٰـى عِشْرِيْنَ وَمَائَةٍ، فَإِذَا كَثُرَتْ الإِبِلَ فَفِى كُلِّ خَمْسِيْنَ حِـقَّـةٌ، وَفِى كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنَ، (وَفِى الْـغَـنَـمِ) مِـنْ أَرْبَـعِيْـنَ شَـاةٌ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمَـائَةٍ، فَـإِذَا زَادَتْ بَـعْدُ فَلَيْسَ فِيْهَا شَىْءٌ حَتّٰـى تَبْـلُـغَ أَرْبَـعَمِائَةٍ، فَإِذَا كَثُرَتِ الْغَنَمُ

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کے احکام تحریر کروائے، لیکن ابھی تک ان کو عاملین کی طرف نہیں بھیجا تھا کہ آپ ﷺ انتقال فرما گئے، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر عمال کی طرف بھجوائی اور ان کی وفات تک اس پر عمل ہوتا رہا، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی تحریر اپنے عمال کو بھجوائی اور اس پر عمل ہوتا رہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہ تحریر ان کی وصیت کے ساتھ موجود تھی، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس میں یہ تفصیل لکھی ہوئی تھی: ''چوبیس اونٹوں تک ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری بطور زکوۃ مقرر ہے، جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ایک بنتِ مخاض فرض ہے، اگر بنتِ مخاض نہ ہو تو ابن لبون دیا جا سکتا ہے، زکوۃ کی یہ مقدار پینتیس اونٹوں تک ہے، جب چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس اونٹوں تک بنتِ لبون واجب ہے، پھر چھیالیس سے ساٹھ تک حِقّہ ہے، اس سے بڑھ جائیں تو پچھتر تک جذعہ ہے، جب اونٹ اس مقدار سے بھی بڑھ جائیں تو نوے (۹۰) تک دو عدد بنتِ لبون ہوں گی۔ اس کے بعد اکانوے سے ایک سو بیس تک تین حقے واجب ہیں اور جب اونٹ اس سے بھی زائد ہوں تو ہر پچاس پر ایک حقہ اور ہر چالیس میں ایک بنتِ لبون بطور زکوۃ فرض ہے۔ رہا مسئلہ بکریوں کی زکوۃ کا تو (۴۰) سے (۱۲۰) بکریوں تک ایک بکری اور (۱۲۱) سے (۲۰۰) تک دو بکریاں بطورِ زکوۃ فرض ہیں، اگر وہ اس سے زیادہ ہو جائیں تو (۳۰۰) تک تین بکریاں اور اس کے بعد (۴۰۰) ہو جائیں تو چار بکریاں ہیں۔ اس سے بھی زیادہ بکریاں ہوں تو ہر (۱۰۰) میں ایک بکری۔ زکوۃ سے بچنے

(٣٣٧٨) تخریج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف سفيان بن حسين فى روايته عن الزهرى أخرجه ابوداود: ١٥٦٨، والترمذى: ٦٢١، وابن ماجه: ١٧٧٩٨، ١٨٠٥ (انظر: ٤٦٣٢، ٤٦٣٤)

فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَكَذَالِكَ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ، لَا تُؤْخَذُ هَرِمَةٌ- وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ مِنَ الْغَنَمِ- (مسند احمد: ٤٦٣٤)

کے لیے ایک ریوڑ کو الگ الگ یا الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ اگر ایک سے زائد شرکاء کی بکریوں میں سے زکوۃ واجب ہوگئی تو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔ زکوۃ میں کوئی بوڑھی یا عیب والی بکری نہ لی جائے۔"

فوائد: ساری حدیث واضح احکام پر مشتمل ہے، استعمال ہونے والی اصطلاحات کے معانی یہ ہیں:

"زکوۃ سے بچنے کے لیے ایک ریوڑ کو الگ الگ یا الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا نہ کیا جائے۔" اول الذکر کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے پاس (۷۰) بکریوں کا ریوڑ ہو، ایسے ریوڑ پر ایک بکری زکوۃ ہوگی، لیکن زکوۃ وصول کنندہ کے آنے پر دونوں مالک (۳۵، ۳۵) بکریاں لے کر الگ الگ ہو جائیں تو وہ زکوۃ سے بچ جائیں گے، ایسا کرنے سے آپ ﷺ منع فرما رہے ہیں۔

"اگر ایک سے زائد شرکاء کی بکریوں میں سے زکوۃ واجب ہوگئی تو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔" اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے اشتراک میں (۴۰) بکریاں ہوں، ہر ایک کی (۲۰، ۲۰) ہوں، اب زکوۃ میں تو ایک بکری ہی لی جائے گی، ایسی صورت میں ایک مالک دوسرے کو بکری کی آدھی قیمت ادا کرے گا اور دوسرا مالک اپنی بکری دے کر زکوۃ ادا کر دے گا۔

اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ضرورت کے مطابق بعض احادیث لکھوانے کا اہتمام کرتے تھے۔

(٣٣٧٩) عَنْ طَارِقٍ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ ؓ فَقَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ قَالَ كِتَابٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، الْمَقْرُوْنَةِ بِسَيْفِي، وَعَلَيْهِ سَيْفٌ حِلْيَتُهُ حَدِيْدٌ، وَفِيْهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَاتِ- (مسند احمد: ٧٩٨)

"طارق کہتے ہیں: سیدنا علی ؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں یہ بھی کہا: ہمارے پاس کوئی مخصوص وحی یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی الگ تحریر نہیں ہے، ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس صحیفہ والی ہدایات دی گئی ہیں، جو صحیفہ میری تلوار کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ اس وقت سیدنا علی ؓ کے پاس ایک تلوار تھی اور اس کا زیور لوہے کا تھا، اس میں زکوۃ کا نصاب تحریر تھا۔

(٣٣٨٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا ؓ يَقُوْلُ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ وَمَا هٰذِهِ

"(دوسری سند) طارق کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ہمارے پاس کوئی علیحدہ تحریر نہیں ہے جو ہم تم لوگوں پر پڑھیں، ماسوائے قرآن اور اس صحیفہ کے، اس وقت

(٣٣٧٩) تخريج:……حسن لغيره أخرجه البزار: ٥١٣ (انظر: ٧٨٢)

(٣٣٨٠) تخريج:……انظر الحديث بالطريق الاول

الصَّحِيفَةِ، صَحِيفَةٌ كَانَتْ فِي قِرَابِ سَيْفٍ كَانَ عَلَيْهِ، حِلْيَتُهُ حَدِيدٌ، أَخَذْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ۔ (مسند احمد: ٨٧٤)

وہ صحیفہ ان کی تلوار کے میان میں تھا، جس کا زیور لوہے کا تھا، میں نے یہ صحیفہ خود رسول اللہ ﷺ سے لیا تھا، اس میں زکوۃ کا نصاب تحریر کیا گیا ہے۔

فوائد: یہ وہی صحیفہ تھا، جس کا ذکر پچھلی حدیث میں گزر چکا ہے۔

(٣٣٨١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخَذْتُ هَذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ؓ كَتَبَ لَهُمْ: أَنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَ ذَالِكَ فَلَا يُعْطِهِ۔ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ، فَفِي كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَّ ثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ اِبْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُوْنٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ

''سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر ؓ نے ان (بحرین والوں) کی طرف یہ تحریر لکھ کر بھیجی: یہ زکوۃ کا وہ نصاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے، جس مسلمان سے اس کے مطابق زکوۃ وصول کی جائے، وہ ادا کرے اور جس سے اس سے زائد کا مطالبہ کیا جائے، وہ نہ دے۔ (تفصیل یہ ہے:) اونٹوں کی تعداد (٢٥) سے کم ہو تو ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ (٢٥) سے (٣٥) تک ایک بنتِ مخاض یا ابن لبون، (٣٦) سے (٤٥) تک بنتِ لبون، (٤٦) سے (٦٠) تک نر کی جفتی کے قابل حِقّہ، (٦١) سے (٦٥) تک جذعہ، (٧٦) سے (٩٠) تک دو عدد بنتِ لبون اور (٩١) سے (١٢٠) تک دو عدد حقے ہیں۔ جب اونٹوں کی تعداد اس سے بڑھ جائے تو ہر (٤٠) پر ایک بنتِ لبون اور ہر (٥٠) پر ایک حقہ زکوۃ ہوگی اور اگر زکوۃ کے اس سلسلے میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہو جائیں، یعنی جس نے زکوۃ میں جذعہ ادا کرنی ہو، لیکن اس کے پاس جذعہ نہ ہو، البتہ حِقّہ ہو تو اس سے وہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ اگر میسر ہو تو دو بکریاں دے یا بیس درہم، اسی طرح اگر کسی نے زکوۃ میں حقہ ادا کرنا ہو، لیکن اس کے پاس جذعہ ہو تو وہی اس سے قبول کر لی جائے گی، لیکن زکوۃ

(٣٣٨١) تخريج:......أخرجه البخارى مفرقا ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ١٤٥٤، ٢٤٨٧، ٣١٠٦، ٥٨٧٨، ٦٩٥٥، رواه ابوداود:١٥٦٧، وابن ماجه: ١٨٠٠، والنسائى: ٥/ ٢٧(انظر: ٧٢)

سِتَّةً وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُوْن إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَان طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمَائَةٍ، فَإِنْ زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمَائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْن، وَفِي كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُوْن وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُوْن وَعِنْدَهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنَّ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُوْن ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا، إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمَائَةٍ فَإِنْ زَادَتْ فَفِيهَا شَاتَان إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ

وصول کرنے والا نمائندہ بیس درہم یا دو بکریاں اسے واپس کرے گا، اور جس پر حِقّہ کی زکوۃ ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ بنت لبون ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی، لیکن (اس کمی کو پورا کرنے کے لیے) اگر میسر ہو تو دو بکریاں دینا پڑیں گی، نہیں تو بیس درہم، اسی طرح جس پر بنتِ لبون کی زکوۃ پڑ جائے، لیکن اس کے پاس حِقّہ ہو تو وہی اس سے لے لیا جائے گا، لیکن زکوۃ وصول کنندہ اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا، اسی طرح جس نے زکوۃ میں بنت لبون ادا کرنی ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ بنتِ مخاض ہو تو اس سے یہی لے لی جائے گی، لیکن اسے اس کے ساتھ اگر میسر ہوں تو بکریاں، وگرنہ بیس درہم دینا پڑیں گے، اور جس نے زکوۃ میں بنتِ مخاض ادا کرنی ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ ابن لبون ہو تو اس سے وہی قبول کیا جائے گا، لیکن اس کے ساتھ مزید کوئی چیز نہیں لی جائے گی۔ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر وہ ازخود (بطورِ نفل) کچھ دینا چاہے تو (ٹھیک ہے)۔ چرنے والی بکریوں کا نصابِ زکوۃ یہ ہے: (۴۰) سے (۱۲۰) تک ایک بکری، (۱۲۱) سے (۲۰۰) تک دو بکریاں اور (۲۰۰) سے (۳۰۰) تک تین بکریاں زکوۃ لی جائے گی، اس کے بعد ہر (۱۰۰) میں ایک بکری وصول کی جائے گی۔ زکوۃ میں بوڑھی، کانی یا نر جانور نہیں لیا جائے گا، اگر مالک چاہے تو نر جانور بھی دے سکتا ہے، زکوۃ سے بچنے کے لیے نہ الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا کیا جا سکتا اور نہ اکٹھے ریوڑ کو علیحدہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے، اگر کسی (ریوڑ میں) دو آدمیوں کا اشتراک ہو تو وہ (ادا شدہ زکوۃ) کو برابر تقسیم کریں گے، اگر چرنے والی بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہو تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں

عَـوَارٍ، وَلَا تَيْـسٌ إِلَّا أَنْ يَشَـاءُ الْمُتَصَدِّقُ وَلَا يُـجْـمَعُ بَيْنَ مُتَـفَـرِّقٍ وَلَا يُـفَـرَّقُ بَيْنَ مُـجْتَـمِـعٍ خَشْيَةَ الـصَّدَقَةِ، وَمَـا كَـانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِيْنَ شَـاةً وَاحِـدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا اَنْ يَشَاءَ رَبُّهَـا وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشُوْرِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنِ الْـمَـالُ إِلَّا تِسْـعِيْنَ وَمَائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا)) (مسند احمد: ۷۲)

اگر مالک (از خود بطورِ نفل) دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔ چاندی میں چالیسواں حصہ بطور زکوۃ واجب ہے، اگر چاندی (۱۹۰) درہم ہو، تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر مالک از خود بطور نفل دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔‘‘

فوائد: ایک معجزاتی دلچسپ بات: قارئین کرام! آپ نے یقیناً نوٹ کیا ہوگا کہ درج بالا تفصیل کے ساتھ اونٹوں اور بکریوں کے نصابِ زکوۃ اور شرحِ زکوۃ کو یاد کرنا بہت مشکل بات ہے، لیکن قربان جائیں محدثین عظام کے ضبط اور اہتمام پر کہ مذکورہ بالا حدیث کے راوی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، اس باب کی پہلی حدیث کے راوی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگلے باب میں آنے والی حدیث کے راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، پھر نیچے ہر ایک سے مختلف اسانید کے ساتھ یہ روایات بیان کی گئی ہیں، لیکن ان دونوں جنسوں کی زکوۃ کی تفصیل میں کہیں بھی فرق نہیں آیا، سبحان اللہ۔ کیا منکرین حدیث اس لطیفے پر انگشتِ بدنداں ہوں گے! چاندی کا نصاب (۲۰۰) درہم ہے، اس کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

اس حدیث میں بیان کی گئی ایک بات قابل توجہ ہے اور وہ ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ ’’جس مسلمان سے اس کے مطابق زکوۃ وصول کی جائے، وہ ادا کرے اور جس سے اس سے زائد کا مطالبہ کیا جائے، وہ نہ دے۔‘‘ سوال یہ ہے کہ اگر حکومتی نمائندے کسی مسلمان سے مجوزہ مقدار سے زیادہ زکوۃ وصول کریں تو وہ کیا کرے؟ اس ضمن میں درج ذیل بحث مفید رہے گی:

عَـنْ أُمِّ سَـلَـمَةَ أَنَّ الـنَّبِـيَّ بَيْـنَمَا هُوَ فِي بَيْتِهَا وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُوْنَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَـقَـالَ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰهِ! كَمْ صَدَقَةُ كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّـمْرِ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ فُلَانَاً تَعَدّٰى عَلَيَّ فَأَخَذَ مِنِّي كَذاً وَكَذاً، فَازْ دَادَ صَاعاً؟ فَقَالَ ﷺ: ((فَـكَيْفَ إِذَا سَعٰى عَلَيْكُمْ مَنْ يَتَعَدّٰى عَلَيْكُمْ أَشَدَّ مِنْ هٰذَا التَّعَدِّيْ؟)) فَخَاضَ النَّاسُ وَبَهَرَهُمُ الْـحَـدِيْـثُ، حَتّٰى قَـالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ رَجُلاً غَائِباً عَنْكَ فِي إِبِلِهِ وَمَاشِيَتِهِ

وَزَرْعِهٖ وَأَدّٰى زَكَاةَ مَالِهٖ فَتُعُدِّىَ عَلَيْهِ الْحَقُّ فَكَيْفَ يَصْنَعُ وَهُوَ غَائِبٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهٖ، طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ يُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الآخِرَةَ، لَمْ يُغَيِّبْ شَيْئًا مِنْ مَالِهٖ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَأَدّٰى الزَّكَاةَ فَتُعُدِّىَ عَلَيْهِ الْحَقُّ فَأَخَذَ سَلَاحَهُ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيْدٌ۔))

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے' آپ کے پاس کچھ صحابۂ کرام بیٹھے آپ کے ساتھ محوِ گفتگو تھے' اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور پوچھا: کھجوروں کی اتنی (مقدار) پر کتنی زکوۃ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اتنی کھجوریں۔'' وہ کہنے لگا: فلاں آدمی نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اتنی کھجوریں لی ہیں' یعنی ایک صاع زیادہ وصول کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت کیا ہوگا جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو تم پر اس سے کہیں زیادہ زیادتی کریں گے۔'' لوگ غور و خوض میں پڑ گئے اور اس حدیث نے انھیں ششدر کر دیا' حتی کہ ایک آدمی یوں بول اٹھا: اے اللہ کے رسول! اگر ایک آدمی آپ سے دور اپنے اونٹوں' مویشیوں اور کھیتی میں فروکش ہے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے' لیکن اس پر زیادتی کی جاتی ہے اب وہ کیا کرے اور وہ ہے بھی غائب؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کی' اس حال میں کہ اس کا نفس راضی ہو اور وہ اللہ کی رضامندی اور یومِ آخرت کا متلاشی ہو' اس نے اپنے مال کا کوئی حصہ نہیں چھپایا' اور نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی' لیکن اس پر زیادتی کی گئی' جس کی وجہ سے اس نے اپنا اسلحہ لیا اور لڑنا شروع کر دیا' لیکن قتل ہو گیا' تو وہ شہید ہے۔'' (صحیح ابن خزیمة: ۲۳۳٦، حاکم: ۱/۴۰۴، والطبرانی فی "الکبیر" و "الاوسط"، وأخرجه احمد: ٦/ ۳۰۱ مختصرا، الصحیحة: ۲٦۵۵)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ وصول کرنے والے عامل کو زیادتی نہیں کرنی چاہیے' اگر وہ ایسا کرتا ہے تو صاحبِ مال اپنے مال کے دفاع میں لڑ سکتا ہے' شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: حدیث کا آخری جملہ ((فَأَخَذَ سَلَاحَهُ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) کے شواہد صحیحین میں بھی ہیں، میں نے ''احکام الجنائز'' میں بعض کی تخریج پیش کی ہے اور ایک حدیث اسی سلسلہ صحیحہ (۳۲۴۷) میں موجود ہے، لیکن ذہن نشین رہنا چاہیے کہ بعض احادیث میں کچھ قیود پیش کی گئی ہیں، مثال کے طور پر مظلوم کو چاہیے کہ وہ ظالم کو تین دفعہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے، ہوسکتا ہے کہ وہ باز آ جائے، بصورتِ دیگر وہ دوسرے مسلمانوں سے مدد طلب کرے، اگر اس کے ارد گرد کوئی بھی نہ ہو تو بادشاہ سے شکایت کرے، بشرطیکہ ممکن ہو، اگر ظالم پھر بھی باز نہیں آتا اور مظلوم اس سے لڑ پڑتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا اور اگر مظلوم خود قتل ہو جاتا ہے تو وہ شہید ہوگا۔ (صحیحہ: ۲٦۵۵) لیکن سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کچھ اعرابی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: عاملینِ زکوۃ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ۔)) یعنی: ''ان وصول کنندوں کو راضی کیا کرو۔ (صحیح مسلم: ۹۸۹) اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: ((اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلَا يُفَارِقَنَّكُمْ اِلَّا عَنْ رِضًى۔)) (ترمذی) یعنی: ''جب تم لوگوں کے پاس زکوۃ وصول کرنے

والا عامل آئے تو وہ راضی ہو کر تم سے جدا ہو (یعنی تم اسے راضی کر دو)۔'' امام سیوطی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کا یہ معنی ہے لوگ اس کی اطاعت کریں اور اسے اچھے انداز میں مرحبا کریں' یہ معنی نہیں کہ وہ اسے وہ مال بھی دے دیں جو ان پر واجب نہیں ہوتا۔ جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر عامل مقدار سے زیادہ زکوۃ وصول کر کے ظلم بھی کرے تو اسے راضی کرنا چاہئے۔ یعنی ان کا یہ خیال ہے کہ ان کی زیادتی پر لوگوں کو صبر کرنا چاہئے۔ اس باب اور دوسری نصوص کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مالدار سے زکوۃ کی معینہ مقدار سے زیادہ کوئی چیز وصول نہیں کی جا سکتی اور ایسی صورت میں مالک کو اپنا مال بچانے کا مکمل حق حاصل ہے، لیکن اگر بڑے فتنے کا ڈر ہو تو خاموشی اختیار کرنی چاہئے اور نمائندے کو راضی کر دینا چاہیے۔

جَامِعٌ لِأَنْوَاعٍ تَجِبُ فِيهَا الزَّكَاةُ وَبَيَانُ نِصَابِ كُلٍّ مِنْهَا

جن چیزوں میں زکوۃ واجب ہے، ان کا اور ان میں سے ہر ایک کے نصاب کا بیان

(۳۳۸۲) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۳۵)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی پر کوئی زکوۃ نہیں، پانچ اونٹوں سے کم پر زکوۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم کھجور پر کوئی زکوۃ نہیں۔''

فوائد: اونٹوں کے نصاب اور شرح کی تفصیل گزشتہ باب میں گزر چکی ہے، باقی دو چیزوں کی وضاحت یہ ہے: چاندی کا نصاب پانچ اوقیے ہے، ایک اوقیہ (۴۰) درہم کا ہوتا ہے، اس طرح پانچ اوقیوں کا وزن (۲۰۰) درہم اور (۲۰۰) درہم کا وزن ساڑھے باون تولے بنتا ہے۔ فصل کا نصاب پانچ وسق ہے، ایک وسق (۶۰) صاع کا ہوتا ہے، اور ایک صاع کا وزن تقریبا دو کلو سو گرام ہوتا ہے، اس اعتبار سے پانچ وسق کا وزن پندرہ من اور تیس کلو گرام بنتا ہے، فصل کی شرحِ زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے، اس کی تفصیل اگلے ابواب میں آ رہی ہے۔ چاندی اور فصل کے نصاب کا دارومدار درہم اور صاع کے وزن پر ہے، اس لیے ذیل میں ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے: درہم: اہل عرب کے ہاں ایک درہم وزن میں دینار کے (۷/۱۰) حصے کے مساوی رہا ہے، ہندی میں اس کا وزن یہ بنتا ہے: ایک درہم = (۲۱/۸۰) تولہ = (۳) ماشہ، (۱) رتی اور (۱/۵) رتی۔ اعشاری نظام کے مطابق ایک درہم کا وزن (3.061) گرام سے کچھ زیادہ بنتا ہے۔

صاع: صاع کی درج ذیل قسمیں رہی ہیں:

(۱) صاع حجازی، اس کو صاع نبوی بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی کے مطابق اسلام کے احکام ادا کرتے تھے، اس کی تفصیل اقسام کے بعد آ رہی ہے۔

(۳۳۸۲) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۱٤۰۵، ۱٤٤۷، ومسلم: ۹۷۹ (انظر: ۱۱۳۰)

(۲) صاعِ عراقی، اس کو صاعِ حجاجی بھی کہتے ہیں، یہ صاع بلادِ عراق یعنی کوفہ و بغداد میں رائج تھا، اس کی مقدار آٹھ رطل تھی، احناف صاع کی اسی مقدار کے قائل ہیں۔

(۳) صاعِ عمر بن عبد العزیز، عمر بن عبد العزیز کے دور میں صاعِ نبوی پر دوسری بار اضافہ ہوا، اس کو صاعِ عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں، اس کی مقدار سولہ رطل تھی۔

(۴) صاعِ ہاشمی: صاعِ عمر میں مزید اضافہ کیا گیا، اس اضافہ شدہ پیمانے کو صاعِ ہاشمی کہتے ہیں، اس کی مقدار (۳۲) رطل تھی۔

چونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔)) یعنی: ”(شریعت میں) اہل مکہ کا وزن (یعنی تول) اور اہل مدینہ کا ماپ معتبر ہے۔“ (أبوداود: ۳۳٤۰، والنسائی: ۲۵۲۰، الصحیحة: ۱٦۵)

معلوم ہوا کہ موزونات یعنی وزن کی جانے والی چیزوں میں مکہ مکرمہ کے عرف کو اور مکیلات یعنی ماپ والی چیزوں میں مدینہ منورہ کے عرف کو سامنے رکھا جائے، جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں رائج تھا، لہٰذا ہم صرف اس کے وزن کا جائزہ لیتے ہیں:

صاعِ حجازی (صاعِ نبوی) کی مقدار پانچ رطل اور ایک تہائی رطل تھی، کئی نصوص سے اس وزن کی تائید ہوتی ہے، یہ مقدار دو سیر چار چھٹانک یعنی دو کلو سو گرام کے برابر ہوتی ہے، وزن کے بارے میں یہی مذہب تحقیقی ہے۔ بعض علماء نے صاع کا وزن دو سیر، دس چھٹانک، تین تولے اور چار ماشے بیان کیا اور بعض نے اڑھائی سیر، تو گزارش یہ ہے کہ یہ وزن بیان کرنا تخمینی ہے، تحقیقی نہیں۔ (ماخوذ از اسلامی اوزان از فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ)

ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

اسحاق بن سلیمان رازی کہتے ہیں: میں نے امام مالک بن انس سے کہا: نبی کریم ﷺ کے صاع کی مقدار کتنی تھی؟ انھوں نے کہا: پانچ رطل اور ایک تہائی رطل، میں نے خود اس کا یہ اندازہ لگایا ہے۔ میں نے کہا: اس معاملے میں قوم کا شیخ ہمارے مخالف ہے۔ انھوں نے کہا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: امام ابو حنیفہ ہیں، جو اس بات کے قائل ہیں کہ صاع کی مقدار آٹھ رطل ہے۔ یہ سن کر امام مالک بہت زیادہ غصے میں آ گئے اور اپنے ہم مجلس لوگوں سے کہا: او فلاں! اپنے دادے کا صاع لے، او فلاں! تو اپنے چچے کا صاع لے آ، او فلاں! تو اپنی دادی کا صاع لے آ۔ چنانچہ یہ مختلف صاع جمع ہو گئے۔ امام مالک نے ان لوگوں سے کہا: صاع کی ان قسموں کے بارے میں تمہیں کیا کچھ یاد ہے؟ ایک نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ وہ اس صاع کے ذریعے آپ ﷺ کو ادائیگی کرتے تھے۔ ایک نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنے بھائی سے بیان کیا کہ وہ اس صاع کے حساب سے نبی کریم ﷺ کو ادائیگی کرتے تھے۔ تیسرے نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنی ماں سے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اس صاع کے حساب ادا کیا کرتی

تھیں۔ امام مالک نے کہا: میں خود اندازہ لگایا ہے اور اس صاع کو پانچ رطل اور ایک تہائی رطل پایا ہے۔ (دار قطنی، بیہقی)

(۳۳۸۳) عَنْ قَزْعَةَ وَقَدْ سَأَلَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ عَنْ أَشْيَاءَ قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الزَّكَاةِ (لَا أَدْرِي أَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَمْ لَا) فِي مَائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَفِي أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَفِي الْإِبِلِ فِي خَمْسٍ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ، وَفِي عِشْرِيْنَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا ابْنَةُ لَبُوْنٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا اِبْنَتَا لَبُوْنٍ إِلَى تِسْعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ۔ (مسند احمد: ۱۱۳۲۷)

”قزعہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مختلف اشیاء میں زکوۃ کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے جواب تو دیا، لیکن مجھے یہ یادنہیں کہ انہوں نے اس جواب کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا تھا یا نہیں، بہرحال انھوں نے کہا: (۲۰۰) درہم چاندی میں پانچ درہم اور بکریوں میں (۴۰) سے (۱۲۰) تک ایک بکری زکوۃ ہے، (۱۲۰) سے ایک بھی بڑھ جائے تو (۲۰۰) تک دو بکریاں، (۲۰۰) سے زائد بکریاں ہو جائیں تو (۳۰۰) تک تین بکریاں اور اس کے بعد ہر (۱۰۰) میں ایک بکری زکوۃ ہو گی۔ پانچ اونٹوں میں ایک بکری، دس میں دو، پندرہ میں تین، بیس میں چار بکریاں، (۲۵) سے (۳۵) تک ایک بنتِ مخاض، (۳۶) سے (۴۵) تک ایک بنتِ لبون، (۴۶) سے (۶۰) تک ایک حِقّہ، (۶۱) سے (۷۵) تک ایک جذعہ، (۷۶) سے (۹۰) تک دو عدد بنتِ لبون اور (۹۱) سے (۱۲۰) تک دو عدد حِقّے زکوۃ ہو گی، اس کے بعد ہر (۵۰) میں ایک عدد حقّہ اور ہر (۴۰) میں ایک بنتِ لبون کی زکوۃ فرض ہو گی۔

فوائد: یہ سارے احکام رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہیں۔

(۳۳۸٤) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ (مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رضی اللہ عنہ) قَالَ:

”سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چرنے والے چالیس اونٹوں میں ایک

(۳۳۸۳) تخریج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۱۱۳۰۷)

(۳۳۸٤) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ۱۵۷۵، والنسائی: ۵/ ۲۵ (انظر: ۲۰۰۱٦)

سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوْهَا مِنْهُ وَشَطْرَ إِبِلِهِ، عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ)) (مسند احمد: ۲۰۲٦۵)

بنتِ لبون کی زکوۃ ہوگی، (زکوۃ سے بچنے کے لیے مشترک) اونٹوں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا، جو آدمی اجر وثواب کی نیت سے زکوۃ دے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور جو یہ ادا نہیں کرے گا، تو ہم خود اس سے (جبراً) وصول کریں گے اور (بطورِ جرمانہ) اس کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ بھی لیں گے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے واجب حقوق میں سے ہے اور آلِ محمد ﷺ کے لیے اس میں سے کچھ لینا حلال نہیں ہے۔''

فوائد: اگر کسی سے جبراً زکوۃ لی جائے تو یہ اسے کفایت کرے گی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلیفہ کو رعایا کے کسی جرم پر ان سے جرمانہ لینے کا حق حاصل ہے، سنن ابی داود کی روایات کے مطابق اس کی دو مثالیں اور بھی ہیں: (۱) گم شدہ اونٹ کو چھپا لینے والے سے اس وجہ سے ایک اونٹ زائد لینا اور (۲) جو آدمی درخت پر لگے ہوئے پھل اپنے ساتھ لے کر جائے گا، اس سے اس پھل کا دوگنا جرمانہ لیا جائے گا۔

''شَطْر'' کے معانی ''نصف'' کے بھی ہوتے ہیں، لیکن اس کا اطلاق کسی چیز کے ایک جزء اور بعض حصے پر بھی ہوتا ہے، مؤخر الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۳۳۸۵) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْإِبِلِ صَدَقَتُهَا، وَفِي الْغَنَمِ صَدَقَتُهَا، وَفِي الْبَقَرِ صَدَقَتُهَا، وَفِي الْبُرِّ صَدَقَتُهُ)) (مسند احمد: ۲۱۸۹۰)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں میں زکوۃ ہے، بکریوں میں زکوۃ ہے، گایوں میں زکوۃ ہے اور گندم میں بھی زکوۃ ہے۔''

(۳۳۸٦) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بَقَرَةً مُسِنَّةً وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا حَوْلِيًّا، وَأَمَرَنِي فِيْمَا

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر بالغ ذمّی سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا (بطورِ جزیہ) وصول کروں اور ہر چالیس گائیوں پر دو دانتا اور ہر تیس پر ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی بطورِ زکوۃ وصول کروں اور جن کھیتوں کو

(۳۳۸۵) تخریج:...... اسناده ضعيف لانقطاعه، ابن جريج لم يسمعه من عمران بن ابى انس أخرجه الدارقطنى: ۲/ ۱۰۲، والحاكم: ۱/ ۳۸۸، والبيهقى: ٤/ ۱٤۷ (انظر: ۲۱۵۵۷)

(۳۳۸٦) تخریج:...... حديث صحيح أخرجه ابوداود: ۵۷٦، ۳۰۳۸، والنسائى: ۵/ ٤۲، وابن ماجه: ۱۸۱۸ (انظر: ۲۲۰۳۷)

سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفُ الْعُشْرِ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٨٧)

بارش کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، ان کی پیداوار کا دسواں حصہ اور جن کو ڈول یا رہٹ کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے، ان کی پیداوار کا بیسواں حصہ زکوۃ لوں۔

فوائد: ……گائیوں اور فصلوں کی زکوۃ کا بیان اگلے ابواب میں اور ذمّی لوگوں کے جزیے کی تفصیل ''کتاب الجہاد'' میں آئے گی۔

زَكَاةُ الْبَقَرِ وَمَا جَاءَ فِي الْوَقَصِ

گائے اور وقص کی زکوۃ کے بارے میں بیان

وَقَص: کسی بھی نصاب کی دو متعین مقداروں کا درمیانی حصہ وقص کہلاتا ہے، مثلا (٣٠) گائیوں پر ایک سال کا اور (٤٠) پر دو سال کا جانور بطور زکوۃ ادا کیا جاتا ہے، اب گائیوں کی (٣١) سے (٣٩) تک کی تعداد وقص ہے، جس پر کوئی زکوۃ نہیں ہے۔

(٣٣٨٧)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُصَدِّقُ أَهْلَ الْيَمَنِ وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا (قَالَ هَارُوْنَ: وَالتَّبِيْعُ الْجَذَعُ أَوْ الْجَذَعَةُ) وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً، قَالَ: فَعَرَضُوْا عَلَيَّ أَنْ آخُذَ مِنَ الْأَرْبَعِيْنَ، قَالَ هَارُوْنَ: مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِيْنَ وَالْخَمْسِيْنَ وَمَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ وَالسَّبْعِيْنَ وَمَا بَيْنَ الثَّمَانِيْنَ وَالتِّسْعِيْنَ، فَأَبَيْتُ ذَاكَ، وَقُلْتُ لَهُمْ: حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَدِمْتُ، فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً وَمِنَ السِّتِّيْنَ تَبِيْعَيْنِ، وَمِنَ السَّبْعِيْنَ مُسِنَّةً وَتَبِيْعًا وَمِنَ الثَّمَانِيْنَ مُسِنَّتَيْنِ، وَمِنَ التِّسْعِيْنَ

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اہلِ یمن سے زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ ہر (٣٠) گائے پر ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور ہر (٤٠) پر دو دانتا وصول کروں، ان لوگوں نے میرے سامنے تجویز پیش کی کہ میں ہر چالیس کے حساب سے زکوۃ وصول کروں، ہارون راوی کہتے ہیں: یعنی چالیس اور پچاس کے درمیان اور ساٹھ اور ستر کے درمیان اور اسی اور نوے کے درمیان۔ لیکن میں نے ان کی تجویز تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کرلوں، از خود میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ پس میں آیا اور ساری بات نبی کریم ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر (٣٠) پر ایک سالہ اور ہر (٤٠) پر دو دانتا، ہر (٦٠) پر ایک سالہ دو جانور، ہر (٧٠) پر ایک جانور دو دانتا اور ایک جانور ایک سالہ، ہر (٨٠) پر دو عدد دو دانتے، ہر (٩٠) پر تین عدد ایک سالہ، ہر (١٠٠) پر ایک عدد

(٣٣٨٧) تخریج:…… اسناده ضعيف لجهالة سلمة بن اسامة، وشيخه يحيى بن الحكم مجهول الحال أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٢٤٩ (انظر: ٢٢٠٨٤)

ثَلَاثَةَ أَتْبَاعٍ، وَمِنَ الْمِائَةِ مُسِنَّةً وَتَبِيعَيْنِ وَمِنَ الْعَشَرَةِ وَالْمَائَةِ مُسِنَّتَيْنِ وَتَبِيعًا، وَمِنَ الْعِشْرِينَ وَمِائَةٍ ثَلَاثَ مُسِنَّاتٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَتْبَاعٍ قَالَ وَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَاآخُذَ فِيمَا بَيْنَ ذَالِكَ، وَقَالَ هَارُوْنَ فِيمَا بَيْنَ ذَالِكَ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ مُسِنَّةً أَوْ جَذَعًا، وَزَعَمَ أَنَّ الْأَوْقَاصَ لَا فَرِيضَةَ فِيهَا۔ (مسند احمد: ٢٢٤٣٤)

دو دانتا اور دو عدد ایک سالہ، (۱۱۰) پر دو عدد دو دانتے اور ایک عدد ایک سالہ، اور (۱۲۰) پر تین عدد دو دانتے یا چار عدد ایک سالہ جانور وصول کروں۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم بھی دیا کہ میں ان ہر دو نصابوں کی درمیان والی مقدار کی زکوۃ وصول نہ کروں۔ ہارون کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مقدار پر ایک سالہ یا دو دانتا جانور واجب ہو، وہ وصول کرلوں اور درمیان والی مقدار جسے عربی میں ''وَقَص'' کہتے ہیں اس پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔

فوائد: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم کی حیاتِ مبارکہ میں مدینہ منورہ میں واپس آنا ثابت نہیں ہے، بہر حال اس حدیث میں جو مسائل بیان کیے گئے ہیں، وہ درست ہیں کہ گائیوں کی مقدار کو حتی الامکان (۳۰، ۳۰)، (۴۰، ۴۰) اور (۳۰، ۴۰) میں تقسیم کر کے زکوۃ کے جانوروں کا فیصلہ کیا جائے اور باقی بچ جانے والے جانوروں پر زکوۃ نہ لی جائے، اسی تعداد کو وقص کہتے ہیں۔

(۳۳۸۸) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو (بْنِ دِينَارٍ) عَنْ طَاوُسٍ أُتِيَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضي الله عنه بِوَقْصِ الْبَقَرِ وَالْعَسَلِ، فَقَالَ: لَمْ يَأْمُرْنِي النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا بِشَيْءٍ۔ قَالَ سُفْيَانُ: الْأَوْقَاصُ مَا دُوْنَ الثَّلَاثِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٦٩)

''طاؤس کہتے ہیں: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گائے اور شہد کا ''وَقص'' زکوۃ کے لیے پیش کیا گیا، لیکن انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا۔ سفیان کہتے ہیں: (بچ جانے والی گائیوں کی) کی تیس سے کم مقدار وقص ہے۔

فوائد: چونکہ زکوۃ کے لیے گائے کی کم از کم مقدار (۳۰) ہونی چاہیے، اس لیے اگر کسی آدمی کے پاس (۶۹) گائیں ہیں، تو صرف (۴۰) جانوروں کی زکوۃ وصول کی جائے گی اور بقیہ (۲۹) پر کوئی زکوۃ نہیں ہو گی، کیونکہ وہ (۳۰) سے کم ہیں، اسی تعداد کو وقص کہتے ہیں۔ شہد کی زکوۃ کی تفصیل آگے آئے گی۔

حدیث نمبر ۳۳۸۶، ۳۳۸۷ میں بیان ہوا ہے کہ ہر تیس گایوں پر سالہ بچھڑا یا بچھڑی ہے اور ہر چالیس پر دو دانتا بچھڑا وغیرہ ہے، اس لیے اگر (۶۹) گائیں ہوں تو ان پر ایک ایک سالہ دو بچھڑے یا بچھڑیاں ہوں گی اور (۹) کی تعداد کو وقص کہیں گے، گویا نصاب پورا نہ ہو تو (۲۹) تک کی تعداد پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ نصاب پورا ہونے کے بعد وقص کی تعداد (۹)

(۳۳۸۸) تخريج:...... منقطع، طاووس لم يدرك معاذا أخرجه الشافعي في "مسنده": ١/ ٢٣٧، والدارقطني: ٢/ ٩٩، والبيهقي: ٤/ ٩٨ (انظر: ٢٢٠١٩)۔

سے زائد نہیں ہوگی۔ امام سفیان نے گویا نصاب پورا نہ ہونے کی صورت میں (۲۹) کو اوقاص قرار دیا ہے۔ مزید بلوغ الامانی: جز ۸/ ۲۲۳ میں دیکھیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۳۸۹) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ؓ قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَدَقَةِ الْبَقَرِ إِذَا بَلَغَ الْبَقَرُ ثَلَاثِيْنَ فِيهَا تَبِيعٌ مِنَ الْبَقَرِ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ، فَإِذَا كَثُرَتْ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْبَقَرِ بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ۔ (مسند احمد: ۳۹۰۵)

”سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گائے کی زکوۃ کے بارے میں یہ لکھوایا کہ جب وہ تیس ہو جائیں تو ان میں ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی فرض ہوگی اور جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو ان میں دو دانتا جانور فرض ہو جائے گا، جب تعداد اس سے بھی بڑھ جائے تو ہر چالیس گائیوں میں ایک دو دانتا جانور ہوگا۔

اِجْتِنَابُ كَرَائِمِ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الزَّكٰوةِ وَمَا يُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ وَمَنْ أَدّٰى أَفْضَلَ مِنَ الْوَاجِبِ

زکوۃ وصول کرتے ہوئے لوگوں کے قیمتی مال سے اجتناب کرنے، بکریوں میں سے کس قسم کی بکری کا کفایت کرنے اور زکوۃ کی واجب مقدار سے افضل یا زائد دینے کا بیان

(۳۳۹۰) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ؓ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُصَدِّقًا عَلَى بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ، وَجَمِيعِ بَنِي سَعْدِ بْنِ هُذَيْمِ ابْنِ قُضَاعَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ قُضَاعَةَ) قَالَ: فَصَدَّقْتُهُمْ حَتّٰى مَرَرْتُ بِآخِرِ رَجُلٍ مِنْهُمْ، وَكَانَ مَنْزِلُهُ وَبَلَدُهُ مِنْ أَقْرَبِ مَنَازِلِهِمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: فَلَمَّا جَمَعَ إِلَيَّ مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهَا إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ يَعْنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهَا صَدَقَتُهُ، قَالَ: فَقَالَ: ذَاكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ، مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَسُولٌ لَهُ قَطُّ

”سیدنا ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلی، عذرۃ، بنو سعد بن ہذیم بن قضاعہ کے قبائل کی طرف زکوۃ کی وصولی کے لیے بھیجا، میں ان لوگوں سے زکوۃ وصول کی اور جب میں سب سے آخری آدمی کے پاس پہنچا، وہ مدینہ منورہ اور رسول اللہ ﷺ کے قریب ترین رہائش پذیر تھا، وہ اپنے جانور جمع کر کے میرے پاس لایا تو میں نے دیکھا کہ اس مال پر ایک سالہ اونٹنی کی زکوۃ فرض ہوتی ہے، لیکن جب میں نے اسے یہ مقدار بتائی تو وہ کہنے لگا کہ یہ جانور تو نہ دودھ والا ہے اور نہ سواری کے قابل، اللہ کی قسم! صورتحال یہ ہے کہ آج سے قبل نہ تو رسول اللہ ﷺ میرے مال میں تشریف لائے اور نہ آپ کا کوئی قاصد۔ اب میں اللہ تعالیٰ کو ایسا جانور بطورِ قرضہ نہیں دوں گا، جو نہ دودھ دیتا ہو اور نہ سواری کے قابل ہو،

(۳۳۸۹) تخریج:...... حسن لغیرہ أخرجه مختصرا الترمذی: ٦٢٢، وابن ماجه: ١٨٠٤ (انظر: ٣٩٠٥)

(۳۳۹۰) تخریج:...... اسنادہ حسن أخرجه ابوداود: ١٥٨٣ (انظر: ٢١٢٧٩)

قَبْلَكَ، وَمَا كُنْتُ لِأُقْرِضَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ مَالِي مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰكِنْ هٰذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ سَمِينَةٌ فَخُذْهَا، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا أَنَا بِآخِذٍ مَا لَمْ أُومَرْ بِهِ، فَهٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَافْعَلْ، فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلَهُ، وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَّهُ، قَالَ فَإِنِّي فَاعِلٌ، قَالَ فَخَرَجَ مَعِي وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي صَدَقَةَ مَالِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَسُولٌ لَهُ قَطُّ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي فَزَعَمَ أَنَّ عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةَ مَخَاضٍ وَذَالِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ، وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً فَتِيَّةً سَمِينَةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبٰى عَلَيَّ ذَالِكَ وَقَالَ: هَا هِيَ هٰذِهِ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! خُذْهَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَالِكَ الَّذِي عَلَيْكَ، فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَآجَرَكَ اللّٰهُ فِيهِ۔)) قَالَ: فَهَا هِيَ ذِهْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا، قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِي مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۰۳)

البتہ یہ ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی ہے، تم یہ لے جاؤ، میں نے کہا: میں وہ چیز نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا، یہ اللہ کے رسول تمہارے قریب ہی ہیں، اگر تم چاہو تو جو جانور مجھے دینا چاہتے ہو خود جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دو، آپ ﷺ کی مرضی ہے وہ اس کو قبول کر لیں یا واپس کر دیں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس وہ اونٹنی ساتھ لے کر میرے ساتھ روانہ ہوا، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا یہ نمائندہ میرے مال کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے میرے پاس آیا، اللہ کی قسم! اس سے پہلے نہ اللہ کے رسول میرے مال میں تشریف لائے اور نہ آپ کا کوئی قاصد، میں نے سارے جانور جمع کر کے اس قاصد کے سامنے پیش کر دیے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس مال پر ایک سالہ اونٹنی کی زکوۃ واجب ہوتی ہے، چونکہ یہ جانور دودھ والا تھا نہ سواری کے قابل، اس لیے میں نے اس کی خدمت میں ایک موٹی تازی اور جوان اونٹنی پیش کی، تاکہ یہ اسے قبول کر لے، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اے اللہ کے رسول! اب میں خود اسے لے کر آ گیا ہوں، آپ اسے قبول فرمائیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر واجب تو یہی (ایک سال) ہی ہے، ہاں اگر تم خوشی سے اس سے عمدہ دینا چاہو تو ہم قبول کر لیں گے اور اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وہ بہتر اونٹنی حاضر ہے، میں اسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں، آپ اسے قبول فرمائیں، پس رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لینے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔

فوائد: صحابہ کرام کی رغبت کا اندازہ لگائیں کہ عامل کم لینا چاہتا ہے، لیکن وہ زیادہ دینے پر مصرّ ہیں۔ معلوم ہوا کہ مالک زکوۃ کی معینہ مقدار سے زیادہ دے سکتا ہے۔

(٣٣٩١) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ ؓ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِنَّ فِي عَهْدِي أَنْ لَا آخُذَ مِنْ رَاضِعِ لَبَنٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ، فَقَالَ خُذْهَا فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهَا۔ (مسند احمد: ١٩٠٤٣)

’’سیدنا سوید بن غفلہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا زکوۃ وصول کرنے والا عامل ہمارے پاس آیا، میں اس کے پاس گیا، وہ یہ کہنے لگا: میری ذمہ داری ہے کہ میں دودھ پیتا جانور نہ لوں، (دوسری بات یہ ہے کہ) زکوۃ سے بچنے کے لیے نہ الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا کیا جائے اور نہ اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کیا جائے، اتنے میں ایک آدمی ان کے ہاں بلند کوہان والی شاندار اونٹنی لے کر آیا، لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(٣٣٩٢) عَنِ الصُّنَابِحِيِّ ؓ قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَاقَةً مُسِنَّةً، فَغَضِبَ وَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي ارْتَجَعْتُهَا بِبَعِيْرَيْنِ مِنْ حَاشِيَةِ الصَّدَقَةِ، فَسَكَتَ۔ (مسند احمد: ١٩٢٧٦)

’’سیدنا صنابحی ؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں میں ایک بیش قیمت اونٹنی دیکھی تو غصے میں آ کر فرمایا: ’’یہ کیا ہے؟‘‘ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے صدقہ کے دو کم تر اونٹ دے کر ان کے عوض یہ لی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش رہے۔

(٣٣٩٣) عَنْ قُرَّةَ بْنِ دُعْمُوْصٍ النُّمَيْرِيِّ ؓ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهُ النَّاسُ فَجَعَلْتُ أُرِيْدُ أَدْنُوْ مِنْهُ فَلَمْ أَسْتَطِعْ فَنَادَيْتُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَغْفِرْ لِلْغُلَامِ النُّمَيْرِيِّ، فَقَالَ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ۔)) قَالَ وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَاعِيًا، فَلَمَّا

’’سیدنا قرہ بن دعموص نمیری ؓ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت بہت سے لوگ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قریب جانا چاہتا تھا، لیکن اتنی ہمت نہیں ہوئی، اس لیے میں نے (ذرا فاصلے سے ہی) آواز دی: اے اللہ کے رسول! نمیری نوجوان کے حق میں مغفرت کی دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تمہاری بخشش فرمائے۔‘‘ وہ کہتے

(٣٣٩١) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ١٥٧٩، ١٥٨٠، وابن ماجه: ١٨٠١ (انظر: ١٨٨٣٧)

(٣٣٩٢) تخریج:...... حديث ضعيف، هذا اسناد اختلف فيه على قيس بن ابى حازم، فرواه مجالد بن سعيد عنه، عن الصنابحى، ومجالد ضعيف، ورواه اسماعيل بن ابى خالد عنه مرسلا، وقال البخارى: لم يصح حديث الصدقة أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ١٢٥، ٦/ ١١٦، وابويعلى: ١٤٥٣، والبيهقى: ٤/ ١١٣، والطبرانى فى "الكبير": ٧٤١٧ (انظر: ١٩٠٦٦)

(٣٣٩٣) تخریج:...... اسناده ضعيف لجهالة مولى قرة، ويشهد للنهى عن اخذ كرائم الأموال فى الصديق احاديث اخرى۔ أخرجه البيهقى: ٤/ ١٠٢ (انظر: ٢٠٦٩٣)

رَجَعَ رَجَعَ بِإِبِلٍ جُلَّةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَيْتَ هِلَالَ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ فَأَخَذْتَ جُلَّةَ أَمْوَالِهِمْ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ الْغَزْوَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ آتِيَكَ بِإِبِلٍ تَرْكَبُهَا وَتَحْمِلُ عَلَيْهَا، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَلَّذِي تَرَكْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أَخَذْتَ، أُرْدُدْهَا وَخُذْ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ صَدَقَاتِهِمْ۔)) قَالَ فَسَمِعْتُ الْمُسْلِمِينَ يَسَمُّونَ تِلْكَ الْإِبِلَ الْمَسَانَّ الْمُجَاهِدَاتِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٦٩)

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کو زکوۃ کی وصولی کے لیے نمائندہ بنا کر بھیجا تھا، وہ تو بڑا ہی قیمتی اونٹ لے کر آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم ہلال بن عامر اور عامر بن ربیعہ کے قبائل میں زکوۃ کی وصولی کے لیے گئے تھے، تم تو ان کا بڑا قیمتی مال لے آئے ہو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ ﷺ کو ایک غزوہ کی تیاری کرتے ہوئے سنا تھا، اس لیے میں نے اس قسم کے اونٹ وصول کیے ہیں تاکہ وہ آپ کی سواری اور بار برداری کے کام آ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ان اونٹوں کی نسبت مجھے وہ اونٹ زیادہ پسند ہیں، جنہیں تم چھوڑ آئے ہو، یہ واپس کر کے ان کے کم تر اونٹوں میں سے زکوۃ وصول کر کے لاؤ۔“ سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے مسلمانوں کو سنا وہ ان قوی عمر والے اونٹوں کو جہادی اونٹ کہا کرتے تھے۔

(٣٣٩٤) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ أَبَاهُ عَلَى عِرَافَةِ قَوْمِهِ، قَالَ مُسْلِمٌ: فَبَعَثَنِي أَبِي إِلَى مَصْدَقِهِ فِي طَائِفَةٍ مِنْ قَوْمِي، قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِيَ شَيْخًا، يُقَالُ لَهُ سَعْرٌ، فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتُعْطِيَنِي صَدَقَةَ غَنَمِكَ، فَقَالَ: أَيِ ابْنَ أَخِي وَأَيَّ نَحْوٍ تَأْخُذُونَ؟ فَقُلْتُ: نَأْخُذُ أَفْضَلَ مَا نَجِدُ، فَقَالَ الشَّيْخُ إِنِّي لَفِي شُعَيْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ فِي غَنَمٍ لِي إِذْ جَاءَنِي رَجُلَانِ مُرْتَدِفَانِ بَعِيرًا فَقَالَا: إِنَّا

”مسلم بن شعبہ کہتے ہیں: علقمہ نے ان کے والد (شعبہ) کو ان کی قوم پر عامل مقرر کیا، پھر میرے والد نے مجھے میری قوم کے ایک حصہ پر زکوۃ کی وصولی کے لیے روانہ کیا، میں ایک بزرگ کے ہاں پہنچا، اس کو ”سِعر“ کہتے تھے، وہ ایک گھاٹی میں مقیم تھا، میں نے اسے کہا: میرے والد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکوۃ مجھے جمع کرا دیں۔ انہوں نے کہا: بھتیجے! تم بطور زکوۃ کس قسم کا جانور قبول کرو گے؟ میں نے کہا: ہم سب سے افضل اور بہترین جانور لیں گے۔ پھر اس نے کہا: میں انہی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں مقیم تھا کہ دو شتر سوار میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں آپ

(٣٣٩٤) تخريج:...... اسناده ضعيف، عمرو بن أبي سفيان أخرجه ابوداود: ١٥٨٢، والنسائي: ٥/ ٣٣ (انظر: ١٥٤٢٧)

رَسُولَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنَا إِلَيْكَ لِتُؤْتِيَنَا صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالَا: شَاةٌ فَعَمَدْتُ إِلٰى شَاةٍ قَدْ عَلِمْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَخْضًا وَشَحْمًا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: هٰذِهِ شَافِعٌ، وَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا وَالشَّافِعُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا وَلَدُهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: فَأَيَّ شَيْءٍ تَأْخُذَانِ؟ قَالَا: عَنَاقًا، أَوْجَذَعَةً أَوْ ثَنِيَّةً، قَالَ فَأَخْرَجَ لَهُمَا عَنَاقًا، قَالَ: فَقَالَا: اِدْفَعْهَا إِلَيْنَا فَتَنَاوَلَاهَا وَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلٰى بَعِيْرِهِمَا۔

(مسند احمد: ۱۵۵۰۵)

کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ہمیں اپنی بکریوں کی زکوۃ جمع کرا دیں۔ میں نے پوچھا: کتنی زکوۃ جی؟ انہوں نے کہا: ایک بکری۔ میں نے ایک ایسی بکری نکالی، جو دودھ اور چربی سے بھری ہوئی تھی، لیکن انہوں نے کہا: یہ تو حاملہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا جانور لینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: تو پھر آپ کیسی بکری لیں گے؟ انہوں نے کہا: ”عَنَاق“ یا ”جَذعہ“ یا ”ثَنِیّہ“ دے دو، جب میں نے ”عَنَاق“ بکری نکالی تو انھوں نے کہا: یہ ہمیں دے دو، پس انھوں نے وہ وصول کی اور اپنے ساتھ اونٹ پر رکھ کر چلے گئے۔

فوائد: عَنَاق: ایک سال سے کم بکری کا بچہ

جَذَعہ: اس کے بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) دوسرے سال میں داخل ہو جانے والا بکری کا بچہ، (۲) آٹھ یا نو ماہ کا بکری کا بچہ، (۳) جو سامنے والا دانت گرا چکا ہو اور ایسے ایک سال یا اس سے کم عمر میں ہو جاتا ہے۔

ثَنِیّہ: ایک سال کی بھیڑ یا بکری کی نسل کا جانور۔

اس باب کے تمام مسائل متن کے الفاظ سے ہی واضح طور پر معلوم ہو رہے ہیں۔

عَدَمُ الزَّكَاةِ فِي الرَّقِيْقِ وَالْخَيْلِ وَالْحُمُرِ

غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں میں زکوۃ کے نہ ہونے کا بیان

(۳۳۹۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَلَا عَبْدِهِ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ۷۲۹۳)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر گھوڑے اور غلام کی زکوۃ فرض نہیں ہے۔“

(۳۳۹۶) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةَ الْفِطْرِ۔)) (مسند احمد: ۹۴۳۶)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”غلام کی زکوۃ فرض نہیں ہے، البتہ (مالک پر اس کا) صدقۂ فطر فرض ہے۔“

(۳۳۹۵) تخریج:...... أخرجه البخاري: ۱۴۶۳، ومسلم: ۹۸۲ (انظر: ۷۲۹۵، ۹۳۱۴)

(۳۳۹۶) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۸۲ (انظر: ۹۴۵۵)

(٣٣٩٧) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَأْخُذْ مِنَ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ صَدَقَةً۔ (مسند احمد: ١١٣)

''سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ وصول نہیں کی۔

(٣٣٩٨) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَتَاهُ أَشْرَافُ أَهْلِ الشَّامِ فَقَالُوْا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّا أَصَبْنَا رَقِيْقًا وَدَوَابَّ فَخُذْ مِنْ أَمْوَالِنَا صَدَقَةً تُطَهِّرُنَا بِهَا وَتَكُوْنُ لَنَا زَكَاةً، فَقَالَ: هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَفْعَلْهُ اللَّذَانِ قَبْلِي وَلٰكِنِ انْتَظِرُوْا حَتّٰى أَسْأَلَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢١٨)

''حارثہ بن مضرب کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معیت میں حج کیا، اہل شام کے معزز لوگ آئے اور انھوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم غلاموں اور جانوروں کے مالک بنے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے ہمارے ان مالوں کی زکوۃ وصول کریں تاکہ ہمارے مال پاک ہو جائیں اور یہ چیز ہمارے لیے باعث تزکیہ ہو۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے پہلے والی دو شخصیات (رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے یہ عمل نہیں کیا، لیکن تم انتظار کرو تاکہ میں دوسرے مسلمانوں سے اس بارے میں مشورہ کرلوں۔

(٣٣٩٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوْا: إِنَّا قَدْ أَصَبْنَا أَمْوَالًا وَخَيْلًا وَرَقِيْقًا نُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ لَنَا فِيْهَا زَكَاةٌ وَطَهُوْرٌ، قَالَ: مَا فَعَلَهُ صَاحِبَايَ قَبْلِي فَأَفْعَلَهُ وَاسْتَشَارَ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَفِيْهِمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ: هُوَ حَسَنٌ، إِنْ لَمْ يَكُنْ جِزْيَةً رَاتِبَةً يُؤْخَذُوْنَ بِهَا مِنْ بَعْدِكَ۔ (مسند احمد: ٨٢)

''(دوسری سند) حارثہ کا بیان ہے کہ شام کے کچھ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں کچھ اموال، گھوڑے اور غلام دستیاب ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی زکوۃ ادا کریں تاکہ ہمارے اموال پاک ہو جائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے پہلے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ عمل نہیں کیا، پھر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، ان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے کہا: (ان سے قبول کر لینا) اچھی بات ہے، بشرطیکہ اس کو اس طرح مقرر نہ کر دیا جائے کہ بعد والے لوگوں سے بھی لیا جائے۔

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ کے قائل نہیں تھے، یہی وجہ

(٣٣٩٧) تخریج:...... صحيح لغيره (انظر: ١١٣)

(٣٣٩٨) تخریج:...... حديث صحيح أخرجه ابن خزيمة: ٢٢٩٠، والحاكم: ١/ ٤٠٠، والبيهقي: ٤/ ١١٨ (انظر: ٨٢، ٢١٨)

(٣٣٩٩) تخریج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

ہے کہ وہ اس کو جزیہ سے تعبیر کر رہے ہیں اور یہ شرط لگا رہے ہیں کہ بعد میں یہ وصول نہیں کی جانی چاہیے، اس موقع پر اس وصولی کو اچھا قرار دینے کی بنیاد یہ تھی کہ وہ لوگ بخوشی یہ نیکی کرنا چاہتے تھے۔

(۳۴۰۰)عَنْ عَلِيّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ وَلَا صَدَقَةَ فِيْهِمَا۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۷)

''سیدنا علی ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کرتا ہوں، ان میں کوئی زکوۃ نہیں۔''

(۳۴۰۱) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَمِيْرِ فِيْهَا زَكَاةٌ؟ فَقَالَ: ((مَا جَاءَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الآيَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَه۔ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَه﴾۔)) (مسند احمد: ۹۴۷۰)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ آیا گدھوں پر زکوۃ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں مجھ پر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی، ماسوائے اس ایک جامع آیت کے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔﴾ (سورۂ زلزال۔۸) یعنی: ''جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا، وہ اس کا بدلہ پالے گا اور جو کوئی ذرہ برابر گناہ کرے وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔''

فوائد: اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں میں علی الاطلاق زکوۃ واجب نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ غلاموں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔ آخری حدیث میں مذکورہ دو آیات کے الفاظ انتہائی مختصر ہیں، مگر وہ ہر قسم کی خیر کو شامل ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ گدھوں پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر کوئی کسی کو یہ جانور بھی دینا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوگا۔

زَكَاةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

سونے اور چاندی کی زکوۃ

(۳۴۰۲) عَنْ عَلِيّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ

''سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کر دی ہے، البتہ تم چاندی کے ہر چالیس درہموں میں سے ایک درہم

(۳۴۰۰) اسناده جيد أخرجه ابوداود: ۱۵۷۴، والترمذی: ۶۲۰، وابن ماجه: ۱۷۹۰، والنسائی: ۵/ ۳۷ (انظر: ۷۷۱، ۱۲۶۷)

(۳۴۰۱) أخرجه مسلم: ۹۸۷ مطولا (انظر: ۷۵۶۳، ۹۴۷۶)

(۳۴۰۲) صحيح أخرجه ابوداود: ۱۵۷۴، والترمذی: ۶۲۰، وابن ماجه: ۱۷۹۰، والنسائی: ۵/ ۳۷ (انظر: ۷۱۱)

دِرْهَمًا دِرْهَمًا وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مَائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ۔)) (مسند احمد: ٧١١)

بطور زکوۃ ادا کیا کرو، اگر چاندی ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکوۃ نہیں ہے، جب وہ دو سو درہم ہو جائے تو اس میں پانچ درہم زکوۃ ہے۔''

(٣٤٠٣)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ۔)) (مسند احمد: ٩١٣)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کر دی ہے، اور دو سو درہم سے کم (چاندی) میں بھی کوئی زکوۃ نہیں ہے۔''

(٣٤٠٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ.)) (مسند احمد: ١٤٢٠٩)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی پر کوئی زکوۃ نہیں، پانچ وسق سے کم فصل پر کوئی زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر زکوۃ نہیں۔''

(٣٤٠٥)وَعَنْ عُمَرَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٥٦٧٠)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

(٣٤٠٦) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ)) (مسند احمد: ١١٨٤١)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پانچ وسق سے کم کھجوروں پر کوئی زکوۃ نہیں، چاندی کے پانچ اوقیوں سے کم پر کوئی زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر کوئی زکوۃ نہیں۔''

(٣٤٠٣)تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

تخريج:......حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، فان عمرو بن دينار لم يسمعه من جابر، ويشهد له رواية ابى الزبير عن جابر عند مسلم: ٩٨٠۔ أخرجه ابن ماجه: ١٧٩٤ (انظر: ١٤١٦٢)

(٣٤٠٥)تخريج:......صحيح لغيره أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ٦٩٧، والبيهقى: ٤/ ١٢١، والطحاوى: ٢/ ٣٥، والبزار: ٨٨٨ (انظر: ٥٦٧٠)

(٣٤٠٦) تخريج:...... أخرجه البخارى: ١٤٠٥، ١٤٤٧، ومسلم: ٩٧٩(انظر: ١١٠٣٠، ١١٨١٩)

(٣٤٠٧)عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ فِي كِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي جَمَعَ فِيْهِ فَرَائِضَ الصَّدَقَةِ، قَالَ: ((وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشُوْرِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا۔)) (مسند احمد: ٧٢)

’’سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر، جو نصابِ زکوۃ پر مشتمل تھی، میں یہ بھی تھا: ’’چاندی میں چالیسواں حصہ زکوۃ فرض ہے، اگر چاندی ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں زکوۃ فرض نہیں، ہاں اگر اس کا مالک چاہے تو ٹھیک ہے۔‘‘

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چاندی کا نصاب پانچ اوقیے ہے، ایک اوقیہ (۴۰) درہم کا ہوتا ہے، اس طرح پانچ اوقیوں کا وزن (۲۰۰) درہم اور (۲۰۰) درہم کا وزن ساڑھے باون تولے بنتا ہے۔

اس باب میں سونے کے نصاب اور شرح زکوۃ پر مشتمل کوئی حدیث نہیں ہے، آنے والے تیسرے باب میں اس کا ذکر موجود ہے، بہر حال سنن ابو داود کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سنن ابن ماجہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کا نصاب (۲۰) دینار ہے اور اس کی زکوۃ کی شرح چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصد ہے۔ ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشے ہوتا ہے، اس طرح (۲۰) دینار کا وزن (۹۰) ماشے ہو گیا، جو کہ ساڑھے سات تولے بنتا ہے۔

* * *

(٣٤٠٧) تخريج:...... هذا حديث طويل أخرجه البخاري مفرقا: ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ٢٤٨٧، ٣١٠٦، ٥٨٧٨، ٦٩٥٥ (انظر: ٧٢)

حیدرآباد دکن میں آن لائن لائیبریری کا
ایک بڑا مرکز